

(ترمیم و اضافه شده ایدیشن)

A close-up of a red, stylized, three-pronged symbol, possibly a trident or a stylized 'M', set against a dark, textured background.

عَيْنَاتٍ

## فہرست

محلے یہ کہنا ہے	✿	نمبر
باب ۱	-1	9
باب ۲	-2	11
باب ۳	-3	14
باب ۴	-4	31
باب ۵	-5	33
باب ۶	-6	45
باب ۷	-7	47
باب ۸	-8	49
باب ۹	-9	50
باب ۱۰	-10	58
باب ۱۱	-11	65
باب ۱۲	-12	83
باب ۱۳	-13	90
باب ۱۴	-14	99
باب ۱۵	-15	112
باب ۱۶	-16	121
باب ۱۷	-17	153
باب ۱۸	-18	168
باب ۱۹	-19	172
باب ۲۰	-20	178
باب ۲۱	-21	192
باب ۲۲	-22	204
باب ۲۳	-23	208
باب ۲۴	-24	217
باب ۲۵	-25	228
		230

## مجھے یہ کہنا ہے

بعض کہانیاں لکھتے ہوئے آپ کو ایک مستقل خلش کا احساس ہوتا رہتا ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں، یہ کہانی کہیں کوئی تبدیلی نہیں لائے گی۔ امریل بھی ایک ایسی ہی کہانی ہے جسے لکھتے ہوئے میں اسی احساس سے دوچار ہوں پھر بھی میں اس کہانی کو اس لئے لکھ رہی ہوں تاکہ آپ لوگ زندگی کے ایک اور پہلو کو جان سکیں۔ ان لوگوں کے دلوں اور ذہنوں پر ایک نظر ڈال سکیں۔ جو پاکستان کے قیام کے بعد سے اس ملک کی بآگ دوڑ سنجائے ہوئے ہیں۔ اچھے طریقے سے یا ہرے طریقے سے۔ بہرحال وہ اس ملک کو چلا رہے ہیں اور خود وہ اپنی زندگیوں میں کس ابہار میلیٹی کا شکار ہیں۔ امریل میں آپ بھی دیکھ پائیں گے۔

اس ناول کو پڑھتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ کوئی سیاسی ناول نہیں ہے، نہ ہی یہ کوئی تاریخی اور معاشرتی ناول ہے۔ یہ خواہش اور چاہ کا ناول ہے یا پھر سودوزیاں کا۔ بعض دفعہ ساری زندگی گزارنے کے بعد بھی ہم یہ جان نہیں پاتے کہ ہمیں آخر زندگی میں کس چیز کی ضرورت تھی..... کسی چیز کی ضرورت تھی بھی یا نہیں اور بعض دفعہ زندگی کے آخری لمحات میں ہمیں احساس ہوتا ہے کہ جس چیز کو ہم نے زندگی کا حاصل بنا رکھا تھا، اس چیز کے بغیر زندگی زیادہ اچھی گز رکتی تھی۔ امریل کے کردار بھی آپ کو آگئی کے اسی عذاب سے گزرتے نظر آئیں گے۔

میں نے اس ناول میں کرداروں کی بھیڑا کٹھی نہیں کی۔ صرف چند لوگ ہیں جو پہلے اپنے اور گردانی ارشتوں کی جلاش میں سرگردان ہیں اور بعد میں صرف انسانوں کی..... جو کوشش انہوں نے کبھی نہیں کی، وہ اپنے آپ کو جلاش کرنے کی ہے۔

بنیادی طور پر امریل ان ناولوں میں سے ایک ہے جو صرف ایک کردار کے لئے لکھا گیا اور یہ ایک ہی کردار کا ناول ہے۔ اب وہ کردار کس کا ہے..... یہ آپ کو خود معلوم کرنا ہو گا۔ ہاں میں یہ دعویٰ کر سکتی ہوں کہ آپ اس کردار سے چاہنے کے باوجود بھی نفرت نہیں کر پائیں گے۔ حقیقت میں بھی آپ ایسے کرداروں کے ساتھ ایسی ہی محبت میں گرفتار رہتے ہیں اور..... اور..... یہی آپ کی غلطی ہے۔

آئیے غلطی دہرائیں۔

239	-26
244	باب ۲۶
264	-27
272	باب ۲۷
283	-28
286	باب ۲۸
311	-29
315	باب ۲۹
323	-30
330	باب ۳۰
336	-31
349	باب ۳۱
351	-32
360	باب ۳۲
365	-33
381	باب ۳۳
391	-34
405	باب ۳۴
409	-35
488	باب ۳۵
491	-36
527	باب ۳۶
597	-37
626	باب ۳۷
645	-38
656	باب ۳۸
680	-39
703	باب ۳۹
726	-40
740	باب ۴۰
752	-41
	باب ۴۱
	-42
	باب ۴۲
	-43
	باب ۴۳
	-44
	باب ۴۴
	-45
	باب ۴۵
	-46
	باب ۴۶
	-47
	باب ۴۷
	-48
	باب ۴۸
	-48
	باب ۴۹
	-50
	باب ۵۰
	-51
	باب ۵۱
	-52
	باب ۵۲
	-53
	باب ۵۳
	-54
	باب ۵۴
	-55
	باب ۵۵
	-56
	باب ۵۶

## باب ا

کوئی چھاؤں ہو  
جسے چھاؤں کہنے میں

دوپھر کا گمان نہ ہو  
کوئی شام ہو

جسے شام کہنے میں شب کا کوئی نشان نہ ہو

کوئی وصل ہو  
جسے وصل کہنے میں بھرت کا دھواں نہ ہو

کوئی لفظ ہو

جسے لکھنے پڑھنے کی چاہ میں

بکھی اک لمحہ گراں نہ ہو

یہ کہاں ہوا ہے کہ ہم تمہیں

بکھی اپنے دل سے پکارنے کی سعی کریں

دہیں آرزو بے اماں نہ ہو۔

دہیں موسم غیر جاں نہ ہو

”عمر آرہا ہے پرسوں۔“

لنج پر تا نونے اچانک اس سے کہا۔ وہ کھانا کھانا بھول گئی۔

”پرسوں آرہا ہے آپ کو کس نے بتایا؟“

اس نے بے چینی سے نافو سے پوچھا۔

”تم اس وقت سورہی تھیں، وہ بھی تم سے بات کرنا چاہ رہا تھا، مگر میں نے جب یہ بتایا کہ تم سورہی ہو تو پھر

اس نے جگانے سے منع کر دیا۔“ تا نونے تفصیل بتائی تھی۔ علیزہ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔

”پھیلائیں گزارنے آرہا ہے؟“

اس نے پوچھا۔

”ہاں بھی سمجھ لو، فارس سروں چھوڑ رہا ہے۔ کہہ رہا تھا، چند ہفتے تک پولیس سروں جوان کر لے گا۔“

علیزہ کو حیرت کا جھنکا لگا۔

وہ عمر اور پولیس سروں، مجھے یقین نہیں آرہا تا نو! اتنی اچھی پوست چھوڑ کر آخر دہ کرے گا کیا یہاں۔ انکل

نے اس سے کچھ نہیں کہا؟“

اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

”جہاں کیرے اس کا کوئی جھگڑا ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے تفصیل نہیں بتائی لیکن

“they are not on talking terms now-a-days.

”اس میں کوئی نئی بات ہے، یہ تو پچھلے کئی سال سے ہو رہا ہے۔“

علیزہ کو واقعی کوئی حیرانی نہیں ہوئی تھی۔

”ہاں مگر ابھی پھر کوئی جھگڑا ہوا ہے دونوں میں۔ اب آئے گا، تو پتہ چلے گا کہ کیا ہوا۔“

تا نو بھی زیادہ فکر مند نہیں لگ رہی تھیں۔

”بیہیں رہے گا کیا؟“

اس نے ناؤ سے پوچھا۔

”ہاں، کہہ رہا تھا کہ پوسٹنگ ملنے تک بیہیں رہے گا۔ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ تمہارے یا اپنے لئے کسی چیز کی ضرورت ہوتا سے بتا دیں، وہ لے آئے گا۔ اپنے لئے تو میں نے کچھ نہیں کہا لیکن تمہارے لئے کچھ پرفیوسم لانے کے لئے کہا تھا۔ میری بات پر وہ بننے لگا۔“

علیزہ کے ذہن میں بے اختیار ایک یاد لہرائی۔

”کہہ رہا تھا یہ تو کوئی منگوانے والی چیز نہیں ہے، جانتا ہوں علیزہ کے سامنے جاؤں گا تو پرفیوسم کے بغیر کیسے جاؤں گا۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ کچھ اچھی کتابیں لے آئے تمہارے لئے، خاص طور پر پینٹنگ کے بارے میں کوئی نئی کتاب۔“

ناوار سے بتاتی گئی تھیں۔

”آپ نے ایسے ہی تکلیف دی ناؤ۔“

”ارے نہیں وہ خود اصرار کر رہا تھا، خیر قدم ذرا اس کے لئے کمرہ سیٹ کروادینا، اور انگسی بھی ذرا صاف کروادینا۔ اس کا سارا سامان بھی آرہا ہے۔ ابھی فی الحال تو بیہیں رکھوائے گا، پھر جب پوسٹنگ ملے گی تو لے جائے گا۔“

ناونے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا۔ پھر وہ لجع کرنے کے بعد انھر کر چل گئی تھیں۔ وہ بہت دیر تک دیں بیٹھے بہت کچھ سوچتی رہی تھی۔ ذہن میں بہت کچھ تازہ ہوتا جا رہا تھا۔

”تو عمر جہاں لگیر آخ رکار تم واپس آتی رہے ہو۔“

اس نے مسکراتے ہوئے سوچا۔ پھر کچھ ذہن میں آنے پر وہ انھر کر اس کرے کی طرف آگئی جہاں وہ بیٹھتا تھا۔ دروازہ سکولتے ہوئے اسے بہت خوش گوارسا احساس ہوا تھا۔ وہ اکثر اس کرے میں آ کر کچھ وقت گزار کرتی تھی، اور بیٹھے ہی یہاں آ کر اسے یوں لگانا جیسے وہ بیہیں کہیں موجود تھا۔

اس کی رائکنگ چیز اسے ساکت حالت میں بھی اسی طرح جھوٹی ہوئی نظر آتی تھی۔ جس طرح وہ اسے جھلایا کرتا تھا۔ ہر چیز پر جیسے اس کا لس تھا۔ ہر طرف اس کی جیسے آواز گنجی تھی۔ وہی دھیما، گہرا اور ٹھہرا ہوا لہبہ۔ وہی پر سکون دل کے کہیں اندر تک اتر جانے والی آواز، اور پھر وہی کھلکھلاتے ہوئے بے اختیار تھی، اس کرے میں آ کر سب کچھ جیسے زندہ ہو جاتا تھا۔ الیشن عکس بن جاتا تھا، اور عکس حقیقت بن کر اس کے ارد گرد پھرنے لگتا تھا۔ کرے میں وہی مخصوص خوبصورتی ہوئی تھی۔ عمر کے استعمال میں آنے والی چھوٹی چھوٹی چیزیں اسی طرح اپنی جگہ پر تھیں جیسے انہیں کل ہی رکھا گیا ہو۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ پہلی بار وہ کب آیا تھا۔ اسے اپنے ذہن پر زور نہیں دینا پڑا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ کس سال، کس تاریخ، کس دن اور کس وقت آیا تھا۔ بعض باتیں آپ کبھی بھولنا نہیں چاہتے، اور وہ کب گیا تھا۔ اسے یہ بھی یاد تھا بعض باتیں آپ کبھی یاد رکھنا نہیں چاہتے۔

علیزہ کے لئے تب سے آج تک وہ بیہیں تھا۔ اسی کرے میں، کم از کم اس کے لئے۔ اسے اپنے پیچے

دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی وہ بے اختیار پڑی۔

”اچھا کیا تم ابھی یہ کرہ دیکھنے آگئیں، میں نے سوچا میں بھی ایک نظر ڈال ہی لوں۔“  
ناونا در آگئی تھیں۔ چند لمحے تقدیمی نظروں سے وہ کمرے کا جائزہ لیتی رہیں پھر جیسے مطمئن بھی ہو گئیں۔  
”میرا خیال ہے، کہ سب کچھ ٹھیک ہی ہے لیکن پھر بھی تم ذرا ہر چیز کو اچھی طرح چیک کر لینا۔ میں نہیں چاہتی کہ اسے یہاں کوئی تکلیف ہو۔“

ناونہ مر کرے سے نکل گئی تھیں۔ وہ ڈرینگ نیبل کی طرف بڑھ گئی تھی، اور وہاں پڑا ہوا ایک پرفیوم اس نے ہاتھ میں لے لیا۔ آہستہ آہستہ اس نے پرفیوم کا ڈھکن اتار کر خوبصورتی میں کی کوشش کی۔ بے اختیار مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی۔ ایک بار پھر ایک ایچ اس کے ذہن میں لہرایا تھا۔ اس نے ڈرینگ نیبل کے آئینے کو دیکھا۔ وہاں یک دم کوئی اور نظر آنے لگا تھا وہیں اسی جگہ چند سال پہلے۔ وہ بے اختیار چند قدم پیچے ہٹ گئی۔ اسے اپنی گردن اور بالوں پر پھوار پڑتی ہوئی محصور ہوئی تھی۔

◎.....◎

”تمہارے باتی میں بھائی کیسے ہیں؟“

نانو نے جیسے اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کی۔

”بہت اچھے ہیں اب تو بہت بڑے ہو گئے ہیں۔ میں تصویریں لے کر آئی ہوں۔ آپ دیکھ لیجئے گا۔“

اس نے نظریں چراتے ہوئے جھک کر اپنے جاگر کھولنے شروع کر دیئے تھے۔ نانو خاموشی سے اس کا

چہرہ دیکھتی رہی تھیں۔

”تم پہلے سے کمزور ہو گئی ہو۔“

”ہاں شاید، میں کچھ دن بیمار رہی تھی وہاں۔ پانی سوت نہیں کر رہا تھا۔“

ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے نانو کو بتایا تھا۔

”بیمار ہو گئی تھیں مگر تم نے مجھے تو نہیں بتایا۔ شمینہ نے بھی فون پر ذکر نہیں کیا۔“

نانو اٹھ کر تشویش بھرے انداز میں اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

”میں نے منع کر دیا تھا۔ آپ خواہ خواہ پریشان ہو جاتیں، ویسے بھی زیادہ سیریں بات نہیں تھی۔“

اس نے لاپرواں سے کہا تھا۔

”پھر بھی تمہیں بتانا تو چاہیے تھا، اس طرح.....؟“

”نانو! پلیز میں ٹھیک ہوں۔ آپ خود دیکھ لیں کیا اب بیمار لگ رہی ہوں؟“

اس نے بات نالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”کرٹی کہاں ہے۔ اسے یک دم جیسے یاد آیا تھا۔“

”سیرھیوں کے نیچے سور ہی تھی۔ میں نے تم سے چائے کا بھی نہیں پوچھا، میں ذرا تمہارے کھانے کے لئے

کچھ کہہ کر آتی ہوں۔“

نانو اٹھ کر کچن کی طرف چل گئیں۔ اس نے گھر اسافر لے کر صوفہ کی پشت سے ٹیک لگائی۔ ایک ماہ بعد

والپس آ کر سے بہت سکون بہت طمانیت کا احساس ہو رہا تھا۔ یوں جیسے وہ گھر والپس آگئی ہو۔ ہر چیز اسی طرح تھی۔

وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی۔ مالی گھاس کاٹ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تک بے مقصد اسے دیکھتی رہی، پھر وہاں سے

کوریڈور کی طرف آگئی تھی۔ کوریڈور کراس کرنے کے بعد اسے سیرھیاں نظر آئیں۔ بے اختیار ایک مسکراہٹ اس

کے چہرے پر نمودار ہوئی گئی۔

”کرٹی!“

اس نے بلند آواز میں پکارا۔

میاؤں کی آواز کے ساتھ ایک بی سیرھیوں کے نیچے نمودار ہوئی اور تیزی سے اس کی طرف پلکی۔ وہ

گھسنوں کے بل فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ بی سیدھی اس کے پاس آئی تھی اس نے اسے گود میں بٹھایا۔ چند منٹوں تک وہ

اس کا سر اور جسم سہلاتی رہی پھر اس نے اسے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنے چہرے کے پاس کیا تھا۔

## باب ۲

وہ کار کا دروازہ کھول رہی تھی جب اس نے لاڈنچ کا دروازہ کھول کر نانو کو باہر آتے دیکھا۔ شاید وہ کار کا ہارن سن کر باہر آئی تھیں۔ انہوں نے اسے دیکھ کر دور سے ہی بازو دھیلا دیئے۔ وہ مسکراتی ہوئی ان کے پاس جا کر لپٹ گئی۔

”اس بار میں نے تمہیں بہت مس کیا۔“

انہوں نے اس کے گال چوتے ہوئے کہا تھا۔

”میں نے بھی آپ لوگوں کو بہت مس کیا نا!“

ان کے ساتھ اندر لاڈنچ کی طرف جاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

”میں جانتی ہوں۔“

انہوں نے بڑے پیارے ساتھ چلتے ہوئے اسے اپنے کندھے سے لگایا۔

”کیسا رہا تمہارا قیام، انجوائے کیا؟“

”ہاں بہت انجوائے کیا۔“

”شمینہ کیسی ہے؟ پاکستان کب آرہتی ہے؟“

”میں ٹھیک ہیں ابھی پاکستان آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ شاید اگلے سال آئیں۔“

لاڈنچ میں آ کر اپنا بیک صوفہ پر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

”چار سال ہو گئے ہیں اسے وہاں گئے ابھی بھی اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا آنے کو۔“

اس نے نانو کو بڑے بڑے ہاتھ سے سنا تھا۔ وہ کچھ دیر ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔

”وہ لوگ آسٹریلیا سے امریکہ شفت ہونے کا سوچ رہے ہیں۔ انکل کا امنٹریکٹ ختم ہو رہا ہے اس سال۔

امریکہ کی کسی کمپنی کی آفر پر غور کر رہے ہیں۔ میں کہہ رہی تھیں کہ اگلے سال اگر امریکہ سیٹھ ہونے کا ارادہ کر لیا تو وہاں

جانے سے پہلے پاکستان کا ایک چکر لگا کر جائیں گی۔“

اس نے جیسے نانو کو تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔

”چھپلے بخت کا آیا ہوا ہے۔“

”اکیلا آیا ہے؟“

”ہاں اکیلا ہی آیا ہے۔ سی ایس ایس کے پیپر زدینے آیا ہے۔ ابھی تھیں رہے گا ایک دو ماہ۔“

”سی ایس ایس؟ مگر وہ تو جا ب کر رہا تھا، لندن میں پھر یہ---؟“

”وہ الجھ کر رہ گئی تھی۔“

”جب چھوڑ دی ہے اس نے۔ کہہ رہا تھا وہ اپنے آپ کو سیٹ نہیں کر پا رہا تھا۔ وہاں بہت تکلیف دہ روٹھن ہو گئی تھی۔ میرا خیال ہے جہاں گیر نے اس طرف آنے پر مجبور کیا ہے۔ تھیں پتہ ہے وہ شروع سے ہی دباؤ ڈال رہا ہے۔ چھپلی دفعہ وہ جب بیہاں آیا تھا تو عمر کے بارے میں کافی فکر مند تھا۔ وہ کسی بھی کام میں مستقل مزاج نہیں ہے۔ ہر سال چھ ماہ بعد اس کی دچپسیاں بدل جاتی ہیں اور ظاہر ہے آگے نکلنے کے لئے تک کر کام کرنا بہت ضروری ہے۔ تب بھی وہ عمر کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ فارن سروس میں آجائے۔ ابھی اچھی پوسٹ پر ہے جہاں گیر وہ چاہتا ہے کہ بیٹا بھی فارن سروس میں آجائے۔ تو اسے بھی استیلش کر دے گا۔“

نانو نے چائے پیتے ہوئے اسے تفصیل سے بتایا تھا۔

وہ چائے پیتے ہوئے ایک ہاتھ سے کرٹی کے سروہ سہلاتے ہوئے ان کی بات سنتی رہی۔

”اس وقت کہاں ہے؟“

ان کے بات ختم کرنے پر اس نے پوچھا تھا۔

”سورہا ہے ابھی، سونے کی روٹھن تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انگلینڈ اور بیہاں کے وقت میں بہت فرق ہے، اور اسے بیہاں آ کر سونے کے اوقات میں کافی تبدیلی کرنی پڑ رہی ہے۔ اور سے آج کل گری بھی بہت ہے۔ کل باہر گیا تھا مارکیٹ کچھ چیزیں لانے کے لئے اور واپس آیا تو حالت خراب ہو رہی تھی۔ میں تو پہلے ڈرگنی کہ کہیں سن سڑوک ہی نہ ہو گیا ہو۔ مگر ڈاکٹر نے کہا کہ سب کچھ ٹھیک ہے لیں ابھی ذرا باہر نکلنے میں اختیاط کرے۔ شام کو کہیں جا کر اسے کچھ ہوش آیا، لیکن بہت زندہ دل ہے۔ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ میں پورا انگریز ہوتا تو یقیناً فوت ہو جاتا۔ تھوڑا بیچھے گیا ہوں تو بیہاں کا ہونے کی وجہ سے، لگتا ہے گری نے بیچان لیا ہے مجھے، لگتا ہے کہ دوبارہ کوئی گڑ بڑنیں ہو گی۔ میں نے اس سے کہا کہ اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ وہ ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ابھی باہر جانے سے پرہیز ہی کرے۔ ضروری نہیں کہ اگر ایک بار سن سڑوک سے فتح گیا تو دوسرا بار بھی فتح جائے گا۔“

علیزہ قدرے عدم دچپسی سے ان کی باتیں سنتی رہی۔ وہ مسلسل عمر کے بارے میں ہی بات کر رہی تھیں۔

”پتہ ہے تمہاری تصویریں دیکھ کر کیا کہہ رہا تھا۔ کہہ رہا تھا علیزہ پھوپھو کی کاربن کاپی ہے۔ میں نے کہا کہ تھیں کیسے پتہ، تم کو نہ شہید کو اتنا دیکھتے رہے ہو یا علیزہ کو اچھی طرح دیکھے چکے ہو۔ اس کے لئے کسی کو ایک بار دیکھنا ہی کافی ہے۔ اصل میں دو سال پہلے وہ بھی آسٹریلیا گیا ہوا تھا، کچھ دستوں کے ساتھ سیر وغیرہ کے لئے، وہاں شہید کے پاس بھی گیا تھا۔ بہت تعریف کر رہا تھا اس کی۔ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ کیا تم بھی اپنی ماں کی طرح ہاتونی ہو۔ میں

”میں نے تمہیں بہت، بہت، بہت مس کیا۔“

اس نے اس بفیدہ بلی سے یوں کہا تھا کہ جیسے وہ اس کی بات سمجھ رہی ہو۔

”تم نے مجھے یاد کیا؟“

بلی نے میاں کی آواز کے ساتھ جیسے اس کی بات کا جواب دینے کی کوشش کی تھی۔

”ہاں میں جانتی ہوں تم نے بھی مجھے بہت مس کیا ہوگا۔“

وہ بلی کو اٹھا کر دوبارہ لا دخن میں آگئی۔ صوفہ پر بیٹھنے کے بعد اس نے بلی کو بھی اپنی گود میں بٹھا لیا اور بہت نرمی اور محبت سے اس کا جسم سہلانے لگی۔

”تو پہنچ گئی یہ تمہارے پاس۔“

نانو اس وقت کچن سے آئی تھیں وہ ان کی بات پر مسکرانی۔

”نہیں اس کو تو پہنچ بھی نہیں چلا میں خود ہی لے کر آئی ہوں۔ نانا کہاں ہیں، ناناو؟“

اسے بات کرتے کرتے اپا نک یاد آیا تھا۔

”وہ گھر پر ہی تھے، تمہارا انتظار کر رہے تھے پھر اچانک جم خانہ سے فون آگیا کوئی کام تھا وہاں۔ مجھ سے کہہ کر گئے تھے کہ تین، چار گھنٹوں تک آ جائیں گے۔ اب دیکھو کہ ان کے تین، چار گھنٹے۔ تین، چار ہی رہتے ہیں یا.....!“

نانو نے اس کے پاس صوفہ پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

”السلام علیکم علیزہ بی بی! کیسی ہیں آپ؟“

اسی وقت خانہ مال چائے کی ٹرے لے کر آیا، اور اس نے آتے ہی علیزہ کو مخاطب کیا تھا۔

”میں بالکل ٹھیک ہوں، مرید بابا! آپ کیسے ہیں؟“

اس نے جواب اُن کا حال پوچھا تھا۔

”اللہ کا شکر ہے بی بی! اس بار تو آپ نے بہت دیر لگا دی واپس آتے آتے۔“

مرید بابا نے چائے کی ٹرے اس کے سامنے نہیں پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔

”ہاں کچھ زیادہ دن ہی لگ گئے گرداپس تو آگئی، مرید بابا۔“

وہ ایک بار پھر مسکرانی تھی۔ خانہ مال چائے رکھ کر واپس کچن کی طرف چلا گیا تھا۔ نانو نے اس کے لئے چائے بنانی شروع کی۔

”ارے ہاں میں نے تو تمہیں بتایا ہی نہیں عمر آیا ہوا ہے۔“

چائے کا کپ اسے تھاتے ہوئے نانو نے اچانک پر جوش آواز میں بتایا تھا۔

”عمر.....! وہ کب آئے؟“

وہ نانو کی بات پر حیران ہو گئی۔

نے کہا جب ملوگے تو خود ہی دیکھ لینا، کہ باتوںی ہے یا نہیں۔ ابھی کچھ ہی دیر میں اٹھنے ہی والا ہو گال لینا اس سے۔ اسے بھی پتہ ہے کہ آج تم آ رہی ہو۔“  
اسے ابھی بھی نانو کی باتوں میں کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ کوئی بھی جواب دیئے بغیر وہ خاموشی سے چائے پیتی رہی۔

”میں نے آپ کے لئے کچھ گفتش بھجوائے ہیں، ابھی نکال دوں یا پھر کل؟“  
اس نے ان کی باتوں کے جواب میں کہا تھا۔

”ابھی سامان مت کھولو، تم تھکی ہوئی ہو گی، آرام کرو۔ کل میں خود تمہارے ساتھ سامان کھلواوں گی۔ پھر دیکھ لوں گی۔“

نانو نے اس سے کہا تھا۔ چائے پینے کے بعد نانو نے آرام کرنے کے لئے کہا تھا، اور وہ اٹھ کر اپنے کرے میں آگئی اور کپڑے تبدیل کئے بغیر ہی بستر پر لیٹ کر سو گئی۔

عمر جہاں گیر اس کے لئے کوئی نیا نام نہیں تھا۔ وہ دو، تین سال کے بعد اکثر چھیسوں میں اپنے باپ اور فیملی کے ساتھ پاکستان آیا کرتا تھا، اور وہ وہی شہرا کرتا تھا اور ایسا پچھلے بہت سے سالوں سے ہو رہا تھا۔ مگر اس بار وہ تقریباً چھ سال کے بعد آیا تھا، اور پہلی بار اس طرح اکیلا آیا تھا۔ علیزہ اور اس کے درمیان رسکی ہی بیلو ہائے تھی۔ اسے ہمیشہ ہی وہ بہت ریزو رکھا تھا۔ پہنچ میں بھی وہ اس طرح کا بھر نہیں تھا جو آسانی سے دوسرے بچوں سے گھل مل جائے۔ خود علیزہ بھی اسی طرح تھی، اس نے دونوں کے درمیان جسمی بے تکلفی نہیں ہوئی تھی۔ پھر انی بار ایسا بھی ہوتا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ چھٹیاں گزارنے پاکستان آتا اور خود علیزہ اپنی می کے پاس آسٹریلیا چھٹیاں گزارنے چلی جاتی۔ اس نے انہیں کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقع نہ ملا تھا، اور اب بھی عمر جہاں گیر کی آمد اس کے لئے کسی خاص خوشی کا باعث نہیں بنی تھی۔

اسے اندازہ نہیں ہوا، وہ کتنی دیر سوئی رہی تھی۔ جب دوبارہ بیدار ہوئی تو کمرے میں اندر ہمراپھیلا ہو تھا۔  
اس نے ساینڈ نیبل پر رکھی ہوئی رست و اچھا تھا میں لے کر نامم دیکھنے کی کوشش کی تھی، ریڈیم ڈائل ساتھ بجا رہا تھا۔  
اس نے اٹھ کر کمرے کی لائٹ آن کر دی۔ وارڈ روپ سے کپڑے نکال کے وہ واش روم میں چل گئی تھی۔ جب وہ لاوئنگ میں آئی تو سواسات ہو رہے تھے۔

”So the lady is here!“ (تو محترمہ یہاں ہیں)۔

نانو نے اسے دیکھتے ہی کہا تھا، وہ مسکراتے ہوئے جا کر ان سے لپٹ گئی۔

”میں نے دو، تین بار تمہارے کمرے میں جانے کی کوشش کی لیکن تمہاری نانو نے منع کر دیا کرم ذمہ بہ ہو گی۔“  
نانو نے اس سے کہا تھا وہ مسکراتے ہوئے ان کے پاس صوفہ پر بیٹھ گئی تھی، اور اسی وقت اس کی نظر دور کونے میں رکھے ہوئے صوفہ پر بیٹھنے پر پڑی تھی۔ جو مسکراتے ہوئے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے متوجہ ہونے پر اس کی مسکراہٹ گھری ہو گئی تھی۔ ایک لمبے عرصے کے بعد دیکھنے کے باوجود علیزہ کو اسے پہچانے

میں دیر نہیں گئی تھی۔ پانچ سال پہلے اس نے جب عمر کو دیکھا تو وہ خاصاً بلا پتلا تھا۔ مگر اس وقت وہ ایک لمبے جوڑے وجیہہ سراپے کا مالک تھا۔ وہ اس سے آٹھ سال برا تھا۔ مگر اپنی قد و قامت کے لحاظ سے وہ اپنی عمر سے برا نظر آ رہا تھا۔ وہ بے اختیار کچھ جھیکی۔ اس کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ وہ اسے کیسے مخاطب کرے، گلاماف کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا۔

”Hello! How are you?“ (ہیلو! آپ کیسے ہیں؟)

عمر نے ہلکے سے سر کو نیچے کیا تھا۔

”Oh! I am fine.“ (میں ٹھیک ہوں)۔

”Am I right Aleezah?“ ”It means you have recognized me.“

اس نے اس طرح اس کی بات کا جواب دیا تھا جیسے وہ اس کا بہت گہرا درست ہو۔

”She was....!“ ”Yes! Nano told me about you.“

وہ عمر سے بات کر رہی تھی جب نانو نے اسے آزادی تھی۔

”علیزہ! شہلا کا فون ہے بات کرلو۔“

اس نے چونک کرنا نو کو دیکھا تھا، ان کے ہاتھ میں کارڈ لیں تھا۔

”Excuse me!“

وہ اپنی بات اور ہوری چھوڑ کر نانو کے ہاتھ سے کارڈ لیں لے کر ڈائینگ کی طرف چل گئی تھی۔ شہلا اس کی دوست تھی اور وہ جانتی تھی کہ اب، آدھ گھنٹے سے پہلے وہ فارغ نہیں ہو پائے گی۔ شہلا کو لمبی کا لز کرنے کی عادت تھی اور آج تو ویسے بھی ایک ماہ کے بعد اس سے گفتگو ہو رہی تھی۔ وہ کافی دیر تک فون پر اس سے باتیں کرتی رہی، اور جب فون بند کر کے واپس لاوئنچ میں آئی تو عمر وہاں نہیں تھا۔ وہ نانو اور نانا کے ساتھ باتیں کرتی رہی، اور انہی سے اسے پتہ چلا کہ وہ کسی دوست کے ساتھ باہر گیا ہوا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد وہ دیر تک نانا کے ساتھ بیٹھی رہی تھی۔ پھر اٹھ کر اپنے کرے میں آگئی عمر تک واپس نہیں آیا تھا۔

صح وہ دیر سے اٹھی تھی جب وہ ناشتہ کے لئے آئی تو سازہ دس نج رہے تھے۔ خانہ میں نے اسے بتایا تھا کہ نانو باہر گئی ہوئی ہیں۔ نانا تو پہلے ہی اس وقت کلب میں ہوتے تھے۔ وہ ناشتہ کر رہی تھی جب عمر بھی وہاں آگیا۔

ہیلو، ہائے کے بعد وہ بڑی بے تکلفی سے اس کے سامنے ہی چیز کھینچ کر بیٹھ گیا تھا، اور خود بھی ناشتہ کرنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ اس سے باتیں کر رہا تھا، اس کی مصروفیات کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ آسٹریلیا میں اس کی سرگرمیوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ علیزہ نے نوٹ کیا وہ پہلے کی نسبت بہت خوش مراج ہو گیا تھا۔ پہلے کی طرح ریزو روسانہیں تھا۔ کافی دیر تک انگلش میں دونوں میں گفتگو جاری رہی، پھر خانہ میں اس کے لئے جوں لے کر آ گیا تھا۔ پہلی بار عمر نے بڑی صاف اردو میں اس سے کہا تھا۔

”مجھے ایک پیالے میں وہی لاد دیں مگر پہلے دیکھ لیں کہ کھانہ ہو، اور کل میرے لئے پورچ بنا میں، اٹھے

فرائی مت کریں، ابال کر دے دیں۔“

اس نے خانہ مال کو ہدایات دیں تھیں اور جوں پینے لگا تھا۔

وہ کچھ ہونقی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ اس کی حیرانی بھانپ گیا تھا۔ گلاں نیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

”What happened?“ (کیا ہوا؟)

”آپ تو اردو بول سکتے ہیں!“

اس نے قدر سے پٹا کر کہا۔

”ہاں تو بول سکتا ہوں، اس میں حیرانی والی بات کیا ہے؟“

اس نے پہلی بار اس کے جملے کا جواب اردو میں ہی دیا تھا۔

”میں سوچ رہی تھی کہ شاید آپ.....!“

وہ کچھ کھسیانی ہو گئی تھی۔

”یہ کیوں سوچا تم نے، باہر ہنے کا مطلب تو نہیں کہ بندے کو اپنی زبان بھی نہ آتی ہوگی۔“

”پہلے جب بھی آپ آیا کرتے تھے تو کبھی بھی اردو بولتے ہوئے نہیں دیکھا تھا آپ کو، اس لئے میں نے سوچا.....!“

اس نے وضاحت کرنے کی کوشش کی تھی عمر نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

”پہلے تم سے بھی اتنی بھی جوڑی باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا۔ دیے بھی چھوٹا تھا جب میں۔“

اس نے عمر کا چھروہ دیکھا تھا، وہ خاصا محظوظ نظر آ رہا تھا۔

”پہلی دفعہ جب میں نے تمہیں دیکھا تھا تو تم بہت چھوٹی تھیں۔ میرا خیال ہے گیارہ، بارہ سال کی تھیں اور اب تو.....!“

”But I must admit you are prettier now!“ (پہلے سے بہت زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو۔)

علیزہ کے گال سرخ ہو گئے، اس نے سر جھکایا۔ عمر جہانگیر اسے بہت عجیب لگا تھا اسے پہلے باکی کچھ

زیادہ پسند نہیں آئی تھی۔

میں دوبارہ کبھی اکیلے اس کے پاس نہیں بیٹھوں گی اس نے ٹوٹ کھاتے ہوئے سوچا تھا۔ وہ ناشتہ غنم

کرتے ہی انٹھ کر والیں اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ وہ کرٹی کو لے کر لا کوئی نہیں ہی بیٹھ گئی۔

عمر ناشتہ دیر سے کیا کرتا تھا اور پھر لئے نہیں کرتا تھا۔ شام کی چائے بھی وہ اپنے کمرے میں ہی پیتا تھا۔

البتہ رات کا کھانا سب کے ساتھ ہی کھاتا تھا۔ اس دن کے بعد وہ اس سے بہت پہلے ہی ناشتہ کر لیا کرتی تھی۔ اسے

آہستہ آہستہ احساس ہونے لگا تھا کہ عمر جہانگیر کے گھر میں آنے کے بعد بہت کچھ بدل چکا تھا۔ اس کے بہت کم گھر

والوں کے پاس موجود رہنے کے باوجود گھر میں بہت کچھ اس کی مرضی اور پسند سے ہو رہا تھا۔ نما اور نافی زیادہ تر

گفتگو اسی کے بارے میں ہوتی۔ پہلے کی طرح وہ علیزہ کے بارے میں اتنی باتیں نہیں کرتے تھے۔ کھانے کی نیبل پر زیادہ تر ڈشز اس کی مرضی اور پسند کے مطابق نہیں تھیں۔ علیزہ سے کھانے کے بارے میں رائے لینا کم کرو یا گیا تھا۔ نما وہ وقت اس کی صحبت اور آرام کے بارے میں فکر مندر رہا کرتی تھیں، اور وہ جیسے گھر میں ثانوی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ یہ سب کچھ اس کے لئے یا نہیں تھا۔

ہر سال جب بھی اس کے ماموں اور خالاؤں میں سے کسی کی نیبل وہاں آتی تھی وہ اسی طرح پس پشت چلی جایا کرتی تھی۔ تب نما اور نافی کی توجہ صرف آنے والے لوگوں پر ہی مرکوز رہتی تھی۔ مگر اسے یہ سب اتنا بار بانیں لگتا تھا، کیونکہ وہ لوگ صرف چند ہفتے ہی ٹھہر تے تھے۔ مگر عمر جہانگیر کو ابھی بہت عرصہ وہاں رہنا تھا، اور اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے بڑے آرام سے اس کی جگہ تھیا ہی ہے۔

اس دن دوپہر کو سو کر اٹھنے کے بعد اس نے حسب معمول کرٹی کو ڈھونڈنا شروع کیا تھا۔ وہ میرھیوں کے نیچے نہیں تھی۔ اس وقت وہ باہر لان میں بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کی مخصوص جگہوں پر اسے پانے میں ناکام رہنے کے بعد اس نے اسے آوازیں وینی شروع کر دی تھیں۔ مگر وہ نہیں آئی تھی۔

”نافو کرٹی کہاں ہے؟“

”وہ نافو کے کمرے میں چل آئی تھی، وہ ابھی آرام کر رہی تھیں۔“

”عمر کے کمرے میں دیکھو وہاں ہو گی۔“

انہوں نے اسے بتایا۔

”عمر کے کمرے میں..... لیکن کرٹی تو کبھی کسی کے پاس نہیں جاتی.....“

اسے ان کی بات پر جیسے صدمہ ہوا تھا۔

”ہاں! لیکن عمر کے ساتھ بہت اٹھ ہو گئی ہے۔ تمہارے بعد سارا دن اس کے ساتھ ہوتی تھی۔ ابھی بھی وہیں ہو گی۔“

نافی نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا تھا۔

وہ چپ چاپ ان کے کمرے سے نکل آئی تھی۔ اسے ابھی بھی ان کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ کرٹی اس کے علاوہ کسی اور کے پاس جا سکتی ہے۔ عمر کے کمرے کے دروازے پر اس نے کچھ پھੱپھاتے ہوئے دستک دی تھی۔

”لیں! کم ان۔“

اندر سے فوراً ہی اس کی آواز ابھری تھی اور وہ دروازہ کھول کر اندر چل گئی۔

”کرٹی سیہاں تو.....“

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ وہ سامنے ہی رائگ چیز پر جھوول رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں کتاب تھی اور دوسرا ہاتھ کرٹی کو سہلا رہا تھا۔ وہ اس کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔ علیزہ کو دیکھ کر بھی کرٹی نے اپنی جگہ سے بٹنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ بڑےطمیان سے اپنی جگہ بیٹھی رہی تھی۔ علیزہ صدمے اور ماہیوں سے اسے دیکھتی رہی۔

پکڑے تیبل کی دوسری طرف عمر کو دیکھا۔ وہ اپنی پلیٹ میں چاول نکال رہا تھا۔ تیبل پر پڑی ہوئی ساری چیزیں یا تو عمر کی مرضی سے بنی تھیں یا پھر نانو اور نانا کی۔ اس نے آسٹریلیا سے واپس آنے کے بعد پہلی فرماش کی تھی، اور..... یک دم ہی اس کی بھوک غائب ہو گئی تھی۔

کچھ افسردگی سے اس نے دوبارہ ڈوٹنگے پر ڈھکن رکھ دیا، اور جب اس نے بچھ بھی رکھ دیا تو نانو اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

”کیوں کیا ہوا، سبزی نہیں لی؟“

وہ کرسی کھینچ کر کھڑی ہو گئی۔ عمر نے اسے پہلی بار چونک کر دیکھا۔

”بچھے بھوک نہیں ہے۔“

”یہ کیا حماقت ہے، ابھی تم کھانے کے لئے بیٹھی تھیں ابھی بھوک ہی ختم ہو گئی ہے۔ بیٹھے جاؤ۔“  
نانو نے اسے کہا تھا۔

”میں دو دھنپی لوں گی۔“

وہ چل پڑی تھی۔

”دودھ سے کیا ہوا گا، علیہ! واپس آؤ تھوڑا سا ہی سہی لیکن کھانا کھاؤ۔“

نانو نے اسے واپس بلانے کی کوشش کی تھی۔ وہ بیچھے مڑے بغیر ہی وہاں سے چلی گئی۔ عمر جرانی سے اسے جاتے دیکھتا رہا تھا۔

”اسے کیا ہوا؟ کیا ناراض ہو کر گئی ہے؟“ اس نے ڈائینگ سے نکلتے ہوئے اپنے بیچھے عمر کی آواز سنی تھی۔

”نہیں علیہ کبھی ناراض نہیں ہوتی، اسے بھی غصہ نہیں آتا۔ شاید دیے ہی بھوک ہی نہیں کھی۔ میں ابھی پوچھوں گی جا کر۔“

نانو نے اس کے جانے کے بعد عمر سے کہا تھا۔

وہ کچھ دری بزری کے ڈوٹنگے کو دیکھتا رہا پھر کھانا کھانے لگا مگر اس کا ذہن الجھ چکا تھا۔

نانو کھانے سے فارغ ہو کر سیدھا اس کے کمرے میں آئی تھیں، اور اسے لمبا چوڑا لیکھ دیا۔

”بچھے جیرانی ہو رہی ہے علیہ! کہ تم نے میری بات بھی نہیں سنی اور اس طرح اٹھ کر باہر آگئیں۔ کیا سوچ رہا ہو گا عمر کہ تم کتنی بد تیزی لڑ کی ہو۔“  
وہ واقعی خناقیں۔

”I am sorry.“ (بچھے انسوں ہے)

وہ ہلکے سے منمنائی۔

”اب اس کا کیا فائدہ، بہر حال آئندہ خیال رکھنا کہ ایک بار ڈائینگ تیبل پر آنے کے بعد اس طرح اٹھ کر نہیں آتے۔ وہ بھی اس وقت جب سب کھانا کھا رہے ہوں۔ تمہارا دل کھانے کو نہیں چاہ رہا تھا تم سلاولے لیتیں یا

”ہاں! کرٹی میرے پاس ہے، جاؤ کرٹی۔“  
اس نے کرٹی کو گود سے اتار دیا، اور کرٹی بھاگتے ہوئے اس کی طرف آنے لگی۔ علیزہ کو ان دونوں پر بے تھاشا غصہ آیا تھا۔

”Just go to hell.“ (دن جاؤ)

اس نے بلند آواز میں کہا تھا اور زندگی میں پہلی دفعہ پوری قوت سے دروازہ بند کرتے ہوئے بھاگ آئی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اور شام تک کمرے سے باہر نہ نکلی تھی۔ شام تک اس کا غصہ تشویش میں بدل چکا تھا۔ وہ پریشان تھی کہ اگر عمر نے نانو کو اس کی اس حرکت کے بارے میں بتا دیا تو وہ کیا سوچیں گی۔ اسے اپنی اس حرکت پر انسوں ہو رہا تھا۔ اسے خود بیٹھنیں آرہا تھا کہ اسے کس بات پر غصہ آیا تھا۔ کرٹی کے کسی اور کے پاس چلے جانے پر یا عمر کے پاس جانے پر، یا اس کو دیکھ کر بھی اس کے پاس نیا آنے پر، یا پھر عمر کے کہنے پر اس کے پاس آنے پر۔

جب وہ لاڈنگ میں آئی تو کرٹی ویں بیٹھی ہوئی تھی۔ علیزہ کو دیکھتے ہی اس نے اس کے پاس آنے کی کوشش کی تھی مگر علیزہ نے اسے درستی سے اپنے سے دور ہٹا دیا تھا۔

عمر رات کے کھانے کے لئے معمول کے مطابق اپنے کمرے سے آیا تھا۔ وہ جس بات پر خوفزدہ ہوئی تھی ویسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح مسکرا دیا۔ پھر دیسے ہی کھانے کے دوران اسی طرح سب سے باشیں کرتا رہا تھا جیسے وہ ہمیشہ کیا کرتا تھا۔ وہ سر جھکائے خاموشی سے کھانا کھانے کے بعد وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ علیزہ نے سکون کا سائز لیا تھا۔

اگلے چند دن بھی اسی طرح گزر گئے۔ عمر نے اس واقعہ کے بارے میں نانا، نانو یا اس سے کوئی بات نہیں کی تھی لیکن علیزہ نے نوٹ کیا تھا کہ اس نے دوبارہ کرٹی کو بلانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کرٹی اس کے نظر آنے پر اگر اس کی طرف جانے کی کوشش کرتی بھی تو وہ اسے نظر انداز کر دیتا۔ اس کا مطلب تھا وہ اس کے اس دن کے غصے کی وجہ جان گیا تھا۔

”مرید بابا! آج رات کے کھانے پر میرے لئے تھوڑی سی بزری بنا لیں۔“

اس دن کافی دنوں کے بعد علیزہ نے رات کے کھانے کے لئے کوئی فرماش کی تھی۔ رات کو کھانے کی تیبل پر اس نے بڑی خوشی کے ساتھ ڈوٹنگے کا ڈھکن اٹھایا تھا ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

”نانو بزری میں چکن کیوں ڈالا ہے، مرید بابا۔ اُنہیں پتہ ہے میں ہمیشہ چکن کے بغیر ہی بزری کھانی ہوں؟“

اس نے کچھ جرانی کے عالم میں نانو سے کہا تھا۔

”میں نے کہا تھا چکن ڈالنے کے لئے۔ میں عمر کو رات کے کھانے کے بارے میں بتا رہی تھی۔ اس نے کہا کہ بزری میں رہی ہے تو چکن والی بنالیں میں بھی تھوڑی کھالوں گا۔“ علیزہ نے ڈوٹنگے کا ڈھکن ہاتھ میں پکڑے

نانو نے اسے پیار سے جھوڑتے ہوئے اس کے گال چھوئے تھے۔ علیہ نے کچھ کہنے کی بجائے میکرین اٹھایا اور وہاں سے واپس آگئی تھی۔ کچھ شرمندگی کے عالم میں وہ لان میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔ چند منٹوں بعد اس نے قدموں کی چاپ سنی تھی، عراس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ کچھ جھنجلا گئی، وہ قریب آ کر ایک کری ٹھنخ کر بیٹھ گیا تھا۔

”میں بہت دنوں سے تم سے ایک بات کہنا چاہ رہا تھا بلکہ شاید، بہت سی باتیں، مگر تم نظر انداز کر رہی تھی۔“

”مجھے یہ بتاؤ کہ تم مجھے ناپسند کیوں کرتی ہو؟“  
وہ اس کے اتنے ڈاڑھیکیت سوال پر کچھ گز بڑا گئی تھی۔

”اسی کوئی بات نہیں ہے؟“  
وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

”تم بیٹھ جاؤ ورنہ میں تمہیں پکڑ کے بٹھا دوں گا۔“  
وہ پہلی بار بے حد سخیدہ نظر آ رہا تھا۔ وہ خوب بھی کھڑا ہو گیا تھا، وہ کچھ خفگی کے عالم میں سامنے بیٹھ گئی تھی۔ عمر نے درمیان میں پڑا ہوا نیشل ٹھنخ کر ایک طرف کر دیا اور پھر اپنی کری ٹھنخ کر سیدھا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ وہ اس کے اتنے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ وہ نرزوں ہو گئی۔

”ہاں! اب بتاؤ۔“

”آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، میں آپ کو ناپسند نہیں کرتی ہوں۔“  
”ویری گذ لیکن پھر تمہیں میرا یہاں رہنا اچھا کیوں لگ رہا؟“  
”ایسا نہیں ہے۔“

”ایسا ہی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں۔“

”یہ میرا گھر نہیں ہے کہ میں یہاں سے کسی کو نکالوں۔“  
وہ تا چاہتے ہوئے بھی اپنی خفگی ظاہر کر بیٹھی۔

”ویکھو میں کچھ باتیں واضح کر دینا چاہتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس گھر میں کوئی تباہ آئے۔ یہ گھر تمہارا تھا، اور رہے گا۔ مجھے تو یہاں رہنا نہیں ہے۔ چند ماہ کے بعد میں یہاں سے واپس لندن چلا جاؤں گا۔ میرا یہاں قبضہ جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، پھر میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم کس بات پر اتنی ناراض ہو۔ شکایت کیا ہے تمہیں مجھ سے؟ میرا تو خیال تھا کہ میں خاصا بے ضرر آؤں ہوں۔“

”مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے، لیکن آپ گھر میں ہر چیز کو dominate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سارا کھانا آپ کی پسند کے مطابق بناتا ہے، نہیک ہے آپ مہمان ہیں لیکن جو چیز میں کرنا چاہتی ہوں اس میں تو کسی دوسرے کی مرضی.....“  
عمر نے اس کی بات کاٹ کر دی۔

سویٹ ڈش لے لیتیں، مگر تمہیں دیہیں بیٹھنا چاہیے تھا۔“

نانو اسے میز زکی کی وہی پٹی پڑھا رہی تھیں جو ہمیشہ سے ہی پڑھاتی آئی تھیں۔ وہ خاموشی سے ان کی بات سنی رہی، اس کی رنجیدگی میں اشناقہ ہوتا جا رہا تھا۔

”ضرور عمر نے ان سے میرے بارے میں کچھ کہا ہو گا۔“  
وہ ان کی باتوں پر اس سے اور بدگمان ہوتی جا رہی تھی۔

”میں نے مرید سے کہہ دیا ہے وہ ابھی تمہیں دودھ میں ادویں ملا کر دے جائے گا۔ اب مجھے کوئی اعتراض نہیں سننا ہے۔“

نانو نے اٹھتے ہوئے اسے اطلاع دی تھی اور ساتھ ہی اس کے موقع رو عمل پر خبردار کر دیا تھا۔ وہ کچھ کہتے کہتے چپ ہو گئی۔ نانو کرے سے نکل گئی تھیں وہ خاموشی سے بیٹھ پر لیٹ گئی۔ عمر جہاں گیر آج اسے نسب سے زیادہ برا لگ تھا۔ جو واحد چھوٹی چھوٹی چیزیں اس کی مرضی سے ہوتی تھیں اب ان میں بھی اس کا عمل داخل ختم ہو گیا تھا۔ مرید بیبا نے کچھ دیر بعد دودھ لادیا تھا، اس نے خاموشی سے دودھ کا گلاس لے کر پی لیا۔ پھر وہ سونے کے لئے لیٹ گئی تھی، لیکن سونے کی کوشش میں اسے بہت دریگی تھی۔

اگلے کچھ دن میں اس میں یہ تبدیلی آگئی تھی کہ اس نے عمر سے بات کرنا بند کر دیا تھا۔ وہ اس کی بات کے جواب میں وہ پہلے والی ہوں ہاں بھی نہیں کرتی تھی جب تک وہ باقاعدہ اس کا نام لے کر بات نہ کرتا۔

اس دن وہ لاڈنگ میں کار پٹ پر فلور کشن کے سہارے بیٹھی کوئی میکرین دیکھ رہی تھی۔ قبھی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اس نے احتیاط سے ناٹو کا مودودی یونیورسٹی کی کوشش کی تھی پھر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

”نانو! ایک بات پوچھوں؟“  
اس نے ہولے سے کہا تھا۔

”ہاں! پوچھو۔“  
وہ اخبار میں غرق تھیں۔

”یہ عمر واپس کب جائے گا؟“  
اس نے کافی احتیاط سے لفظوں کا انتخاب کرتے ہوئے کہا تھا۔

”بہت جلد، مائی ڈیسکن بہت جلد!“  
سوال کا جواب کہیں اور سے ملا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر بالکل ساکت بیٹھی اپنے سوال کا کوئی بہانہ سوچنے لگی۔

اپ وہ اس کی پشت سے ہو کر اس کے بالکل سامنے آ کر نانو کے ساتھ صوفہ پر بیٹھ گیا تھا۔

”بلکہ آپ جب چاہیں مجھے نکال دیں یہاں سے۔“  
اس نے علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

”فضل باتیں مت کرو، کوئی نہیں نکال رہا تھیں یہاں سے۔ تمہاری وجہ سے تو رونق ہو گئی ہے گھر میں۔“

"جس اس اون اؤٹ سے دو اوقیان بات اور جسی۔۔۔ تب ہے میں اسکا، لئو کل ماں اندھیں کر دیں گے، اور کل افریقیں۔"

"لئو اور کل افریقیں ایک ہے۔"

"واب اپنے خدا ہے اگر نہ۔"

"میرے لیکچر پر احمد نایار احمدی ہے اسی بات کے لئے اگر ہماری کافی بات نہ تھی مگر ان کو سے کارکرکے۔"

مرستے اس کی طرف باتوں جاتے ہے اگر طوفانِ بھائی جعل سکرات کے سامنے اس کے اکتوبر تا نومبر میں ایک طوفان ہے جس کی وجہ سے اس کے اکتوبر تا نومبر میں اسے ترمذ میں بڑھتے ہیں۔

"تیر قبادی اسی طرف اسی طرف گی جسے میں جسی کافی بگی تو یہ ہے۔"

"وگی تھے پہلی کی طرف اس کا انتہا کہ کہے اسے اندھہ تک آگئے۔ اس کی ہڈیاں میں ملیں ہیں۔"

"کریم ایک اور طوفان کی طرف اسی طرف گئی۔ میں طوفانے سے کہا ایں ہوں۔"

اس سے اندھہ تک اس کی طرف اس کے اکتوبر تا نومبر میں اسے اپنے کرے میں گئی تھی۔ کہہ کر میں اس کی طرف گئی۔

"خوشی سے اندھہ تک جسی کی طوفان ہدایت تھی تھی۔۔۔ جسے اندھہ سے دوہماں کیلئے جو بے شکی پر طوفان ہدایت تھی۔"

اوس کی طوفان پشت کے دوڑیں تھیں کہ اس کا کمال کرنے کا حل کرتے اندھے اس کی طوفانی

ٹھنڈن اور ایک پورے کھن۔ جوں ہم بخوبی ایک اور صورت میں۔۔۔ پہلے اس کے جھوٹا کے جھوٹا۔

"ماں جوہر میر، میں کی طرف کے پھر جو اسٹال کی بندی تھی کہ بکری میں اس کے جھوٹے جھوٹے ہیں۔۔۔ ہم بے اندھی کے تھے۔۔۔ قی کیوں نہ اس۔۔۔ اس کی طوفانی کہنے کا کوئی سبب نہیں ہے۔۔۔ کیوں کیوں ہے۔"

"اس سے باقی کرنے میں اس کی ہڈیں اگری جانی۔۔۔ کیوں کیوں ہے۔۔۔ جوڑی کی کل۔۔۔"

سچا ہے اس کی طوفانی اس کے جھوٹے اس کے جھوٹے ہیں۔۔۔ جسی کی۔

"کیا جسے اسے میں اس کی طوفانی کی طرف اسے دیا جائے۔۔۔"

"میوں سے۔۔۔"

اٹا نے اسے بھی شکر پختا۔

"چل جاؤ کرے کے لئے اس سے اچھا کرنا تو کل اس کی اولاد میں اپنے لیے اکابر ہجومی کھن کر دیں۔"

"اپنے جاہے کہدی تھا۔ میوں ایک، میوں کے ہتھ کر کھا دے کر جوہ کی جسی۔"

"Just take it."

مرستے ایک بڑی کھاں سے کھا دے۔

"مگر می۔۔۔"

اٹا لے کچھی کی اٹھلی کی جو مرستے اس کی بات کاٹ دی جسی۔

"اگر کر کے لئے خود تھیں اسی پیٹے لے۔"

اٹا لے جوے سچھی بھی کھا دے۔

بچھے بھوٹے اس سے حکم کے پھرے پھرے پھرے کھا دے۔

"میں یہ جوں ہو کر تھا اس کی بیٹی پولیکن سا ہے اگر مجھے بہت اچھا لگا ہے اگر میں اس کو پہنچ

اختال کرے۔۔۔ میں جسی کھانے کی خوبی ہے۔"

اٹا لے اکڑا جو پھرے پھرے۔

"جسے اس سے پھرے پھرے ہو دیں جو لوگوں کے پھرے پھرے۔۔۔"

اس کی اس بات پر فریکیم عکس لکھتا کر لیں چور

"گھر کا جامانہ اس سے جو ہے اسکا لیکن یہ 212Men ہے۔۔۔ گھر کی میل 5 کے ہمارے

دھا پہنچتے۔"

اٹا لے اسی بھرپور پھر 24 ہوں پھر 24 لے کھا دے۔

"لیکن گےے Eternity اس کو جو دیندے ہیں۔۔۔"

ٹھوڑے پھرے کھا کے اپنے

"Ripple Baby Doll"

مرستے اپنی بھتی جالی جی۔۔۔ میوں کی ہڈیں میں ایک بھتی جالی جی۔۔۔

"اٹا کا بھتی جالی جی۔۔۔ کیوں کی جالی جی۔۔۔ پھر جاہے۔"

اٹا لے اسی کا جو اکڑا کر کھا دے۔

"کیا کیسی پھرے کیوں کیوں؟"

اٹا لے اسی کا جو اکڑا کر کھا دے۔

"Sure why not?"

مرستے اس کا جو اکڑا کر کھا دے۔۔۔ اس کے ماضی سے بھتی جالی۔



خدا ہے تم ان میں ایکوں بھی نہیں۔  
اُن سے سبکن کوپھی کرنے پڑا تو وہ مکن بد کر کے اسے اس لئے اس کو جو یہ مل جائے، کوپھی  
ٹھوڑی کمیں قی میں آیا تو اس کی کام کرنے والی خاکہ کرے، اور بھت بھت تم کو تھدا اس نے channel 5  
کا ڈرامہ پاپ۔

”تمہے تمہاری بھیجیں گے“  
ٹھوڑے اپنے پیچھے فرم کر اس کی طرف، اس نے خواکر کر کے اسے دیکھا۔ وہ اسی پر بیکھ کیں کے مانے کرنا  
مکار ہے۔

ٹھوڑے پکر کیتھی بھانت سرف سرہا دے۔ فرمی عزیزت کی بھتی میں اسناز بھاگتا۔  
”So Al-ezzah, we are friends, and true friends are friends for ever.“

(ٹھوڑے تمہارے ہیں ماں، ہے موت پر دوست ہے جسے تھا۔)  
ٹھوڑے اس سے کچھ اور سچا اور سچا۔ اس کے پیچے پر گل بیکھ بھت سارے ہوئے گئے۔

⑤-⑥-⑦

### باب ۳

گھر سے باہر، کیم کلک کیا تھا۔ ”یہ ہے یہاں کی کمی، اس کو اپنے اپنے دیکھ لے جاؤ۔“ اس کے بعد پر گھر  
ٹھوڑے اپنی اگھر تکمیل کے سکھا ہے۔ ”کہہ دیں، اسکے بھتی جاتی ہے تو گھر کا تاریخ،  
بھتی جاتی ہے اس کا تاریخ کوں رکھ رکھ دیا گا۔“  
ظالم نے اس کی سوچ کا خصلہ لڑ دیا تھا۔ وہ یک دوسرے ہی تھاں کی کیلیت میں اسے دیکھ دیا۔ میر  
بھتی جاتی ہے اس کی اپنی جسی اگھی۔ اس نے پر گھر کا اور بیکھ کیں، کھو دیا۔  
”ہماری بھتی جاتی ہے اس کا تاریخ کوں رکھ رکھ دیا چاہیں میں، اگر پیلا تم اس کی پار دیو۔“ سے لام جو پھر اس  
تم سے بیکھ تھے۔

ٹھوڑے اسے شہزادہ جا شوہر کر دیا تھا۔  
”اے لیلی،“

عازم سے ٹھوڑے سے چھپا تھا۔

”اے اڑی والی، اور کہا جائیجی میں لے آئی۔“

ظالم نے اس کی جذبات پر سرخا ٹھوڑا گھونس کر دیا۔ اسکی وجہ سے اس کو اس کا اسٹریکٹ  
”چھاہے کیوں، اسکی اگھے سماں تھے کہ کوئی نہیں آئی۔“ اس کی پاہی اس کی کمرہ بندی صاف ہو جاتی۔

اس نے ظالم کو دیکھ کر اسے حیرے پا لیا تھا۔ اسی حیرے میں اس کی اپنی جسی اسٹریکٹ  
”تھی بیکھ ہے۔“

ظالم کو سے سے مل کر گئی۔

”ایک بار، میر کر کے کام پاہی پیلے گئی تھی۔ کہہ دیں میں بھت سے ان اس کا خش رکھتے ہوئے تھا میر  
سے میری چھاہی تھے۔ اسی پر چھوڑ دیں میں، بھتی جاتی ہے اس میں ہاتھی گئی۔“ وہ میر سے اس کو اس کا  
لے کر کر اسی بند کے کام اور پاٹس سے بھر دیا تھا۔ سچھ میں ایک دن وہ ان سب پھر دیں کہ اسے لے جاؤ کر گئی۔

جن کی ترالیوں کو ان میں کہوں الہ، ان پر دلوں کا کہوے کہ جادا ہے کہ سے میں اس کی بندی پر بنا۔ ان کے لئے کہیے کہمیڈے میں اسے خالی براں۔  
ان پر اس کو اپنے لائے لائے۔

ٹائم ویب پرستے سلائیٹس اور اٹھوڑے اسے ایک ای اس ساری سنبھالی جی۔ وہ فوجی کرسے سے  
اگلے آتی جی۔ لامپز والی بڑی سارے چائیں اور سلائیٹس طیار نے یہ اس کو یہاں شوون کر دیا۔ اس نے ان کی  
کھنڈوں را کر دی جی۔ وہی یہاں تو یہ کہی جی پھر ہماری شاخیں ٹھکر کر اپری جی۔ مرفی ایک لے کے یہ اس کا ہدایہ  
شروع کر، ہاتھی اور ٹھانے سے ٹھل کی شاخوں اور چین کو کات رہی جی۔ مرفی ایک لے کے یہ اس کا ہدایہ  
کھنڈوں کی اونچ شاخ کے ساری ایک ہول ہماری شاخی کی کٹ دی جی۔ وہی ہماری کٹ دی جی۔

”کلی ہاتھیں، لامپز والی ہاتھیں، اس کا ہاتھیں کا ہاتھیں“ پہلے سے بہت بخوبی ہے۔

◎ ◎ ◎

## باب ۲

”وہ بلوہم اپنے کرسے میں رک کر ادا چکیں آئیں۔“ پہلے عادا کے ہیں میر، اس کا ہاتھ، کمر  
کھنڈے ہیں۔

”خوشیں ساختے ہے چھٹیں۔“

”خشن نے خلیوں کو پکھی ہے چھات۔“

”وہ ہم اسی کھاٹ کے ساری خلیوں کے ہیں صرف ہے گل۔“

”خشن لے چکا ہے چھٹیں۔“

”اس نے خوکری طرف، پکھے ہے کیا تھا جو چھاتے ہے اس کو ہاتھ۔“

”چھٹیں اس کے ہاتھ کو اپنے ٹھنڈتے ہے بگھنڈا اپنے ہاتھ کیتے ہے۔“

”خشن نے خلیوں کے ساری خلیوں کے ایک بارہ ہاتھ، کھاٹ۔“

”بکھر ہے چھٹیں۔“

”کھنڈ پر بھٹک ہے۔“

”ہوڑ چکس ہے۔“

”Chanel 5۔“

”خشن اس کو پھر کھنڈ رکھنے کے پڑھے، کھلڈا کو پھر سے ٹھاکھا دے۔“

”خشن ہے چھٹیں۔“

”خشن اس کے ہاتھ کو خوکری ہے ایک جی۔“

”بکھر ہے چھٹیں۔“

”خشن اس کے ہاتھ کو خوکری ہے۔“

”خشن اس کے ہاتھ کو خوکری ہے۔“

نے تو چھے اس خوشی کو دولا کر دیا تھا۔ کسی اور کے آئے پڑنا وہ ہے میں اتنی جلدی میاں بھی نہیں آئی تھیں، بتی مر کے آئے پڑا گئی تھیں۔

اس وقت مگر ہاتھوں کا مٹوٹی دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ عربی کا ہاتھ پر بے تعاشر افسوس رہی تھیں۔ وہ انہیں اپنے کسی درست کا لفظ سارا ہاتھ علیحدہ کا دھیان کھینچ لایا تھا۔

”کیا ہمیزی کی کیا بات پہنچا اس طرح سے نہیں تھی؟“

اس نے سوچنے کی کوشش کی تھی اور مایہی سے غیر محسوس انداز میں سرکو بھکٹ دیا تھا۔

”میں ہمیزی کی بات پر تو یہ بھی اس طرح نہیں فہم سکتیں۔ بلکہ یہ تو مجھے بھی کہتی ہیں کہ میں بھی بلند آواز میں نہ فہون۔“

اس نے سوچا تھا۔

”یا میں بھی ہمیزی طرح.....!“

ایک بار بھروس نے سوچنے کی کوشش کی تھی۔ ایک بار بھروس کے خیالات کا سلسہ ثبوت گیا تھا۔

”غیرہ و انتہا نے کتنے فریڈر ہیں؟“

غمزے اس سے پوچھا تھا۔

”جتنے؟“

دو اس کے سوال پر کچھ جواب ان ہوتی تھی۔ چند لمحے تک اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔

”جلدی کتنی کرو اور مجھے تھاؤ۔“

غمزے اس کی خاموشی سے خودی تجہی اخذ کر لایا تھا۔

”کی کتنی کروں؟“

وہ کچھ اور جواب ان ہولی کی۔

”کی فریڈر اور کیا کی۔“

غمزے کہا تھا۔

”بھی فریڈر اور کیا کی۔“

”بھی کیا کیتھا ہے۔“

ان لوگوں کی بات پر لفظ نہیں آیا تھا، اور علیورہ اس کے پیڑے کے تباش سے جھنجلا گئی تھی۔

”ایسا لیاں لوگوں سے زیادہ سوچنی ہوتی ہیں، اور غمار پر بے پور فریڈر زندگی ہوتے ہیں۔“

غمزہ کو رہا تھا اس کی خلائق کا اندازہ ہو گی۔ اس نے سختل کر ایک لائک چیل کی۔

”میں بہت زیادہ سوچنی ہوں۔“

اس نے چھپے جایا تھا۔

”اگلی بار میں علیورہ کو Joy دوں گا اور اس کے بعد“ Eternity

چند لمحوں کے بعد اس نے ٹپا پر گرام بنا لایا تھا۔

علیورہ نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ ناونو کو دیکھ رہا تھا، اس طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس نے اندازہ لکھنے کی کوشش کی تھی۔

”کیا یہ...!“

اور وہ آگے ملکی سرچ کی تھی۔

ناؤں اسے خاتم کیا تھا۔

”وکی لو علیورہ عمر نہیں تھی اب کیا تھا جس کر لی ہے۔ جسمیں بھی اسے کہہ دینا چاہئے۔“

وہ ناونو کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

”جسکے دار یاد چاہئے؟“

اس نے اٹھے ہوئے انداز میں ناؤں سے پوچھا تھا۔

”بھی تو جسمیں سوچنا چاہئے۔“

انہوں نے نہاداں پھر لایا تھا۔

”مخفت بیوی میش بولوں سے لپٹے ہیں، جھوٹوں سے بھیں اور علیورہ بھوٹ سے چھوٹی ہے۔“

غمزے بیوی محارت سے بات ٹھیک تھی۔

”ہاں اٹھے اگر کوئی مخفت بیوی چاہئے تو گردید پا آپ ہی دے دیں۔ کیونکہ آپ بھوٹ سے بڑے ہیں۔“

”کیا مخفت چاہئے؟“

ہاں کوئی بیک دم دیچپی محسوس ہوئی تھی۔

”کوئی بھی اچھی چیز Armani، دنیم کی جنہیں، کرکٹن ڈی اور کی گمراہی، یا بھر Boy Play Lomani کے پر فخر۔“

اس نے ایک کمی لست گواری کی تھی۔

”اس سے بھر بھی کہیں چیک کاٹ کر دے دو۔“

”اپنے یہ زیادہ بھر آئیں یا۔۔۔ آپ بھت انسن (Innovative) ہیں۔“

غمزے شراری انداز میں کہا تھا علیورہ خاموش سے ان کی توک جھوک تھی تھی۔

توہ بہت چھپے جزاں تھیں۔ وہ بہت زیادہ بھیں بولی تھیں۔ سمجھ جب سے مرے آتا قاتب کو بدل گیا تھا۔ وہ

اب اکثر تھکہ لگا گی تھیں مگر بہت باقی تھا، اور اس کی حس مزاج بہت اچھی تھی۔

خود کو دجا تھا جو ان تو تھہ بکھرا کر دیتی تھی۔ ناؤں دوں میں صرف ضرورت کے وقت ہی بولتی تھیں، لیکن

جن بلوں ان کے پچھوں میں سے کوئی ان کے پاس رہنے آتا تو کہم ان دوں وہ بہت خوش بھاکری تھیں۔ گمراہی آدم

اس نے اختلاف کرنے کی بجائے ہم اندامیں ہی جو جا دے دیا تھا۔  
وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی تھی۔ عمر نے اپنی گھری اور کم کراہو گئی تھا۔  
”مگر لاہوری بربری جانا ہے، میں دو تین گھنٹوں تک واپس آ جاؤں گا۔“

اس نے اپنے کو طلاق دی تھی بڑا، لاؤخ سے کل کیا تھا۔ اس کے جانے کے پکو پر بعدہ باہر لان میں کل آتی تھی۔ لسان کا ایک کونے میں بیٹھ کر کہا کہ پکو پلے کے اتفاق کے بارے میں سچے ہی۔ وہ عمر کے بارے میں کوئی خیال نہ ملے تھے۔ وہ سچے ہے قارئ کو تھی کہ عمر اپنی ایسا تھوس سے چھوٹا نظر آتا ہے۔ باہر اس کے اندھے نہیں ہیں۔ وہ عمر کو گھومنا پڑتی تھی۔ اس کی محیط طبلہ کو بہت بیج لگائی۔ اس کی سوڈاگزی کی سی رسمیں سے زیادہ تین دناری سے بڑے تھے۔ وہ جب بھی اپنے کمرے سے کل کے لائائی تھیں تو انگریز میں زندگی کی ایک لبر و زندگی تھی۔ نہ، نہ تو اسے کل اسی میں کہا جاتا تھا اور اس کی پسندیدہ سماں کا لینا رکھتا تھا۔ اس کے پاس شینا کی کلی خوبی تھی جس سے دوسروں کو اپنا گوپہ بناتا تھا۔ غیر علمیہ ایگی اسکی اس بارے میں بہت حمایت تھی۔ اسے اترنے پر فرم دی کیا ضرورت تھی، اور اگر سچ رہی تھی۔

”اس کا خیال ہو گکہ کمی گفت لے کر خوش ہوا گئی، اور باقی لوگوں کی طرح وہ بھی قبضہ کر لے گی۔ کیسے؟“

ہ اب ابھن میں مگر فارہ ہو گئی تھی کہ گفت کے ہارے میں کیا سوچے۔

لیا میں سے اس سے نک لے رکھ کیا بھر پیری میری سلسلہ میں ہی؟  
ابھی نک سوچوں میں آتی۔ بہت دیر کج سوچوں میں گم رہنے کے بعد ان نے فصلہ کیا تھا۔  
نہیں! مجھے نکتہ دامن بھیں کرنا چاہئے کیونکہ بھر پا خفاہوں کی ہیں۔  
خالی آتھ۔

”مگر میں اب دوبارہ اس سے کوئی گفتگو نہیں لوں گی کیونکہ مجھے اس سے دوستی نہیں کرتا ہے۔“  
اس نے ہلا فرٹے کر لیا۔

چند دفعوں بعد جب عمر نے اسے ایک اور پھر یہ ایک رکارڈ کر کی، اور پھر یہ ایک روشن بن گئی تھی وہ جب بھی مکرم سے باہر کی کام کے لئے جاتا، اس کے لئے کچھ دل کو کھلا رہتا۔ لیکن دفعہ یہ بڑی معمولی چیزوں ہوتی تھی۔ مثلاً انکی کرم کا ایک سب ک، ایک بھٹک، جو کہ تم کام کا ایک بیکت، بھی لے رہا تھا، کیمی ناول۔ وہ باہر آیے تھے کرنی کہ اگلی بار اس سے کچھ نہیں لے لیں، مگر انکی بار خاصیت سے اس کا گفت لے لیجی۔ وہ اسے جریئر گفت کہ کری دی جائے۔ ”علیجزیں سب تھے اسے لے ایک گفت لیا ہوں۔“ اسی قسم کما کہا ہوں! ایسا گفت چیزیں سب کے کمی کی تھیں دیوار پر، کل چھینی کی کمی تھی جی کی کمی کی تھیں دیوار پر!

دو باہر سے آنے پر کہتا اور وہ مجس ہو جاتی۔  
”اور یہ گفت سے ایک عدد بھی۔“

”But you should be.“

”بہمیں عمر الایکوں کے لئے زیادہ سو سو شہر ہوتا بھی نہیں تھیں۔ آج کل پہلے ہی نہیں ہوتا دوسرا ہے لوگ کس طرح کے ہوں۔“

فنسے کچھ محتاط ہو کر توجیہ پیش کی۔

"What do you mean?"  
کچھ جیران ہو گیا تھا۔

لکھنؤیں، بس دیے ہی ..... اصل میں علیزہ کو زیادہ لوگوں میں کس اپ ہوا اچھا نہیں لگتا۔“  
نہایا۔ کجو، نام کر شہر کو تم

لے پت چو بدمے کی و سل لی لی۔  
لیں مگر ایک دوست تو بہت کم ہے۔“

ب بھی جرمان تھا، ملینہ کو انہا آپ اس طرح سے زیر بحث لانا اچھا نہیں لگا تھا۔

اس پڑپر سارے بھائیوں نے اپنا نام لایا ہے لیکن کسی ایک فریب ہو تو اس میں عجیب ہات کون ہی کہ؟

اس پارٹی میں عزیز سے کہا تھا۔ وہ اس کی بات کے جواب میں پوچھ کر کہتے رکھ گیا۔ شاید وہ اس تاثرات سے اس کی اندرورنی کیلئے سمجھ گیا تھا۔ علیحدہ کو اپنا کم اپنے بھی کے کر دے پہنچا گی۔ حسماں ہوا تھا اسے پوچھنا مستی میں گھوس ہوئی۔

ابھی اس نے بھے اتنا تھی پر فوم دیا ہے اور میں پھر بھی اس کے ساتھ اس طرح کر رہی ہوں۔“

"بیکاری فریب دہت اپنی ہے۔ وہ اسکوں سے بھیری فریب ہے، اس کے علاوہ اور کوئی مجھ پر اچھی نہ رہے۔" پس سے اپنے پوچھ دیا تھا رواے کی لوگوں میں۔

اس نے ہمیں عمر کی تفہیق کر کر کھٹک کیا۔ اس کا کام ہے۔

”کیا آپ کے بہت سے فریبڑیں؟“

اُس کے سرف سوچوں بدلتے کے لئے پوچھا۔  
”ہاں امیر بہت سے فریبڑی ہیں۔ مجھے فرمادیا۔“

میرزا ناظر الدین احمدی مکالمہ میرزا ناظر الدین احمدی

مرتے تو اور پھیلیں اس سے بامی رستے ہوئے کہا تھا۔  
”فیر مذکور زیادہ ہمیں تو پیدا ہجڑہ آتا ہے۔“

(مَنْ) "may be."

گھر نے سے کچھیا۔  
 ”میں پانش کے بارے میں کچھیں جانتی، اسی لئے مجھے رائے دینا تو ہبٹ مٹکل ہے۔ آپ کہ ناؤ سے پوچھنا چاہئے، آپ کو یادو بخوبی طبقے سے تباہی ہیں کہ یہ پانش کیسے ہیں؟“  
 اس نے عمر سے کہا۔  
 ”میں جو انہوں کو جھین گاڑنگ سے کوئی پچھی نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جھین نہیں سے کوئی پچھی نہیں ہے۔“  
 ”میں، ایسا نہیں ہے مجھ نہیں تو اور کہت کرتی ہے گاڑنگ نہیں۔“  
 اس نے یہی قلعی طور پاسے بتایا تھا۔  
 ”پانش کماں سے لائے ہو۔“  
 ”نہ اسی وقت لائیج میں آئیں۔“  
 ”غذوں میں یہیں۔ آپ تاکیں کیے ہیں۔“  
 اس نے فرونا ناؤ سے رائے لیئے کی کوشش کی تھی۔  
 ”اٹھے ہیں، بہت اٹھے ہیں، بگرقت کیا ہے ان کی؟“  
 ہونے والی اتریف کی تھی گمراہی عیسوی میں داعی دیا تھا۔  
 عمر نے اندر پانش کی قیمت بتائی تھی۔  
 ”جھین بیانہ بیچے دے دیئے ہیں ان لوگوں نے ان کو پچھل گیا ہوا کہ تم بہت دری کے بعد بیان ہو،  
 اسی لئے انہوں نے تم سے درجی قیمت دوں کی ہے۔“  
 ہانے تدریجی سوسی کہا تھا۔  
 ”یوں کوئی کسی بات ہے کہ جیسا کچھیں باشیں ہوں۔ یہ بیان کا لکھ ہے۔ وہ کہتے ہیں“  
 "Make hay while the sun shines."

اس نے بہت سبب سے یہ میں کہا تھا۔ علیوہ نے کچھ کچھ کر کے دیکھا وہ اب بھی بول رہا تھا۔  
 ”بیان سب کچھ بہت خراب ہے، جو سورپے کی کرپن کر سکتا ہے، دوسرو پے کی کرپن کر سکتا ہے، اور جو دو روپے کی کرپن کر سکتا ہے، وہ دو روپے کی کرپن کر سکتا ہے، انہیں اس سب چیزوں سے آپ بہت بکھر سکتے ہیں۔ ایک روپے کی پیچھی میں خرچ کر کم از کم تک پچھلے گل جانا ہے کہ دروازا فائدہ کے لئے کسی عدالت جا سکتا ہے۔“  
 ”وہ کیلئے بار اس طرح باعث کر رہا تھا۔ درد پہلے علیوہ نے بیش اسے صرف قوی سرکوں اور رنیک جام کے بارے میں بولتے تھا تھا۔  
 ”تم جوائن کرو گے ناصل سروں، تو ہر قسم پنج لاہا، ان چیزوں میں جن پر جھین اعتماد ہے۔“  
 ناؤ نے اس سے کہا تھا۔

اور وہ کافی نہیں لپٹا ہوا ایک عدد بھٹاکی کی طرف بڑھا دیا۔  
 ”بلیزہ آج میں تمہارے لئے نیا کس سے خالی ہوتی ہے کہ آیا ہوں، اور یہ جیز بہت ہی خالی لوگوں کو دی جاتی ہے۔“  
 اگلی باراں کے لفاظ کچھ اور ہوتے۔ علیوہ ایک بار بھر پیچی لپٹے پر مجبور ہو جاتی۔ وہ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور Kit کا کاپی پکتے ہے جمارا۔  
 ”آج میں جھین دنیا کی سب سے خلیاں اور اپنے جیز درد گی۔“  
 علیوہ ایک بار بھر اندازے لگائے میں صرف دو جاتی وہ بھیں، تیس روپے کا ایک بال پاکت اسے ایک مکراہٹ بے سائز پیش کر دی جاتی۔  
 ”اُس بار میں جھین ایک ایسا گفت دوں کا جو تمام عمر تمہارے ساتھ رہے گا، اور تم ساری عمر اس کو استعمال کریں ہوگی۔“  
 علیوہ بھر پوچھتے میں ناکام رہی، اور اسکے ساتھ ایک کتاب ٹھیں کر دی جاتی۔  
 اس بارہ مرگنگ سب سے unique (ذائقہ) ہے۔ یہ جھین نہ اور سادت رکھے گا، اور تم کو بھی، بھی ڈانگ کرنے پڑے گے۔  
 ”خوبی کا ایک پکت اس کے ساتھ رکھ کر فرماتا۔“  
 ”اب تم بار بھر کئے پڑے من میں (الیتھا)۔“  
 ”هر سے کہ کر کا جاتا۔ بعض دفعات سُن آجائی، بعض دفعات دلخواہ الجہاں۔ بعض دفعاتے غصہ آتا اور بعض دفعاتہ عمر کے بارے میں سوچ میں پڑ جاتی۔  
 اس دن وہ مارکت سے راجی پاپے ساتھ کچھ پانش لے کر آیا تھا۔  
 ”رکھو علیوہ ایسا پانش کیسے ہیں؟“  
 وہ ان پودوں کو علیوہ کو دکھانہ بھاگا۔ آج کل وہ بہرات میں علیوہ کی رائے لاما ضروری سمجھتا تھا۔  
 ”غذوں میں یہیں۔“  
 ”اٹھے ہیں!“  
 علیوہ نے ایک نظر ان پانش کو دیکھا تھا اور بھرپانیں دیکھتے ہوئے، جیسے عام سے انداز میں تھے کہا تھا۔  
 ”وہ کچھ مایوس ہو گیا تھا۔“  
 ”صرف اٹھے ہیں!“  
 علیوہ نے کچھ بھی ہوں گل نہیں سے اسے دیکھا تھا۔  
 ”تو ہر بھٹک کیا کہنا چاہئے؟“  
 ”اپنی رائے دو کر اٹھے ہیں تو کوئی اٹھے ہیں، بہرے ہیں تو کیوں بہرے ہیں۔“

بعد میں آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو کہ میں نے غلط جگہ پر پلاس کیوں لکھا دیتے ہیں۔

”خیں امالی چاہے تو، وہ ٹھیک ہاتے گا کہ کیاں بچک لگ رہے ہیں اور کیاں نہیں۔“ چینیں اس پارے میں گلر مدد ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ ویسے بھی تم جہاں بھی پانچ سو لاکھ کے بھے وہ نہیں گئے کیونکہ وہ تمہارے گلوکار ہوئے پانچ سو لاکھ ہوں گے۔“

عمر نے ہاؤکی بات پر سکلا کر اپنیں دیکھا تھا۔ علیہ نے ہاؤکی آگھوں کی چک کو کچھ اور گھبراوئے دیکھا اسے ان دونوں کی سکراپلیں بڑی تکھی تھیں۔

”چلو علمیہ! ہم دونوں یا اس لگواتے ہیں۔“

عمر نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے آفر کی تھی۔

”میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے، کہ مجھے گارڈننگ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مگر آپ مجھے ساتھ لے کر کیا کریں گے۔“

علیزہ نے بنجیدہ سے اسے کھا تھا۔

”تم آڑ تو، دلچسپی بھی پیدا ہوئی جائے گی۔ میں اسی لئے تو تمہیں ساتھ لے کر چارہ ہوں۔“

مرنے بڑے ہش بشش لہجے میں اس سے کپا تھا۔

”نہیں میں نے آپ سے کہا۔۔۔“

علیہ نے ایک بار پھر کچھ کہنے کی کوشش کی تھی مگر ناونے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

"کم آن علیرہ، اجب وہ بار باتم سے کہ رہا ہے تو اخوند کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ چل جاؤ اس کے ساتھ۔" علیرہ نے لاٹ کے چڑے کو دیکھا تھا، وہاں ناگواری کے ہاتھ نمایاں تھے۔ وہ خاموشی سے کمزی ہو گئی۔

برلمان کو پورے اخنانے کے لئے پکر دھا تھا۔ وہ بچھے دل کے ساتھ ہاہر لان میں آگئی تھی۔ کچھ دیر بعد عمر بھی لان سکل آیا تھا۔ وہ بے مقصد لان میں پکر رکھنے لگی تھی۔

غم باتی کے ساتھیں کر لان میں پوچھ لگو تھا کہ گئے کاچے وہ علیحدہ سے بھی رائے لے لیتے ہوں  
س میں جواب دے کر اس کے پاس سے بہت بچا۔ وہ مالی سے پوچھ لگو تھے خاصے خود سے اس کے  
مردوں کو کوچک اور کچھ ادازہ لگانے کی کوشش کرنا۔

تقریباً ایک سوچنے میں مالی نے سارے پودے کا دیئے تھے۔ مرنے والیں اندر جانے کی بجائے اپنے کمرے کی وجہ پر ایک دوسری بیوی اور بیٹھا لئے تھا۔ علیحدہ نہ رہتا۔ زندگی سے باہم مکارا۔ اپنے کمرے کا انتہا۔ کہا

ان پانٹس کی لفٹ وغیرہ کو دیجئے ہیں۔ بھرکل سب اپنیں میکن لان میں ہی رہنے والیں گا کہ انہیں کچھ  
خوبی و غسلی جائے۔ ولطفہ و اتمم کیوں نہ مانٹس پر prune کرنا (ختا) شد، کم طبعی و فتحی سما۔

اس نے علمیہ کو پاٹ بلکارے ایک پنچھی حمدادی تھی۔ وہ بے دلی سے پودوں کی کنگ کرنے لگی۔ عمر بڑی تھی اور ہمارت سے پودوں کی تراش خراش کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ ہر بڑے کے بارے میں بھی اسے کچھ دیکھتا

40

وہ یک دم مکالہ کر پڑنے لگا۔  
 ”آپ اگلی برس تیج باتیں کرتی چیز، مگریں!  
 ”آپ کا کیا خیال ہے کہ میں سول سروں یہ سب نیک کرنے کے لئے جوائن کر رہا ہوں۔ مجھے سو شیل  
 ”وہ کس کا کیا خیال ہے اور دیے گئی ایک آئندی کی تینیں بھی ملکا۔ میں بدنکا چاہوں بھی تو جس بدل سکتا۔  
 ”یہاں اور جنگ اتی (Rusted) (چھپنے والے) (خت) کے لئے آجاتی ہے۔ ویسے گرتی! آپ نے بکی اپنے مذہب کو کہیں بھیں کہا۔ آپ کے سارے مارے میں سول سروں میں پیش۔ میری جوشیں کے لئے وقارام کہنا خاصاً مشکل کا ہے۔ مگر مجھے سچے کی  
 ”خیال کام آسانی سے کر سکتی چیز۔ جب لوگ اچے گوارے ہائے فوجیں تھے، انہیں کنٹرول کرنا بہت آسان تھا۔“  
 ”وہ اب مجدد ہو چکا تھا۔

”جب تمہارے پانی اور انکھوں نے سول سروں جوانی کی تھی تو میں نے انہیں بھی بھتی سختیں کی تھیں۔ صرف میں نے ہی نہیں بلکہ تمہارے دادا رہے تھے۔ میں آج تک جوان ہوں کہ وہ چاروں، ان ساری بصیرتوں کو کیے بھول گئے۔ مجھے بھیں ہے کہ ان چاروں کو نہیں زندگی میں کیا جائے تھا۔ میں نے اور محاذ نے انہیں دنیا کی ہر جگہ دی تھی ہمارے پاس وہ سب کو کچھ رہایک خوشحال زندگی رکھنے کے لئے کافی تھا۔ میرا خالی تھا کہ ان چاروں کو ان چیزوں کے لئے کچھ بھائی خود روت نہیں ہے۔ میرا خالی طلاق تھا۔ ان چاروں کو اپنی زندگی میں ہر جیسے ایک کی تھاد میں بھی ملکر درجنوں کی تعداد میں جائے تھی۔ جب ذہن میں یہ سب کو ہو گئے شہست کا اٹڑکتی ہے۔ ان کا ساختھی بھی میں نہ ہا۔ میں نے جانانش کو جانتے کی کوشش کی، بھتی جاتی کوشش کی، وو.....“

مرثیہ ان کی بات نہیں تھے بات کالی  
”اس سے ایک بات تھے تھے بات کالی  
بچھا کر طریقہ خلا دعا۔ مدد خوبی، ہمہ عالم اب تو سب کوچھ جیسا اور رہا ہے اور نہ دیں۔ پیغمروں کا اوبدالنا  
لکھن کئے اور انہیں کام کر کے لئے نہیں لوگوں کی طرف سوت دیتی ہے ویسے لوگ جانی قسم نہیں ہیں۔ میں تو  
ارلن سروریں جو اپنی کرن کے بعد جیوی کی طرح میں کہتا چاہتا ہوں، وہی نہیں کہ زندگی اپنے چاہتا ہوں مجھی وہ گزار رہے  
ہے۔ ریختیں، بات کہاں سے کہاں جائیں، میں آپ سے پلاٹس کے ہارے میں پوچھ رہا تھا۔“

اں کے بات کا سوچنے بد دیا تھا۔ عینہ بڑی پڑے زاری سے یہ ساری لفڑیوں رعیتی تھی۔  
”میں دزداران پاٹاں کوکلاؤں گریں۔ آپ میں کی میرے ساتھ باہر لان میں۔“  
اک نئے وادو کو انداز کر کا۔

”نہیں بھی مجھے ہار نہیں جانا۔ کچھ کام کرنے ہیں مجھے، تم خود ہی مالی کے ساتھ جا کر یہ پلانس لکووال۔“  
ناونے اس سے کہا۔

"میں اس لئے آپ کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا تاکہ آپ لان میں بھر سلیکٹ کر لیں، ان پناہیں کے لئے

"اور نام صورت Versace کی عرضی۔"

ملبوہ اس کے سوال سے زیادہ سکر اسٹ میں گزرا گئی تھی۔

"ایسے سوال کی کیا جگہ فتنے ہے؟"

اس نے مرحوم جانگلر کے پر بے سے ظفر ہاتھ سے ہوئے کچھ جھینپ کر کیا تھا۔

"جسے کیا تو کون سا لاراچا گلکھ ہے؟"

وہ ہاتھ سے سامنے رکھے پالائش کر سوارنے لگی تھی۔

"اوہ..... میں نے سوچا، شاید یہ کل بہت سوت کر رہا ہے۔ اس لئے تم اُتی دری سے اور اسے غور سے میرا چور دیکھ رہی ہوں۔"

ملبوہ نے عمر کے پر بے کو دیکھا تھا، جس پر باجوہی جھانی ہوئی تھی۔ اسے ان ہاشٹ کے مطابق یقینی ہوئے کو شافت کرنے میں یہ جھنس لگی تھی۔ وہ اب پھر الہمیان کے ساتھ پالائش کے ساتھ صرف تھا۔

"جسے کیا ضرورت ہے کہ میں آپ کو "غور" سے دیکھوں۔ میں آپ کو صرف "دکھ" رہی تھی۔"

اس نے سرخ بورجے پر بے کے ساتھ دھاخت کی تھی۔

"اوہ کافی دری سے بگی تو دیکھ رہی تھیں۔" دری سے اس لئے دیکھ رہی تھی کیونکہ آپ بات کر رہے تھے۔

اس نے یہی اچھا کہا تھا۔

"اچھا سوڑی مجھے ایسے ہی ملکہ نہیں ہو گئی۔ مول میں یور (اسد) ہوں گا اس لئے مجھے اسکی ملکہ نہیں اکثر ہوتی تھی رہتی ہیں۔"

اس نے بڑے دھنستان انداز میں مذہب کرتے ہوئے، دھاخت کی تھی۔ مگر اس پر علیحدہ نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ماؤاری اسے اپنے سامنے پڑے ہوئے پالائش کو دیکھ رہی تھی۔ وہ غاموش ہو گیا تھا۔ اس نے قبضی المعا کر کے ان گھنیم سے دیکھا، وہ کدال کے ساتھ میں نرم کر رہا تھا۔

ملبوہ نے کچھا تھا ہوئے پالائش کے ساتھ اپنے سامنے پڑے ہوئے پورے کی ایک بڑی شاخ کاٹ دی تھی۔ سراغنا کر اس نے ایک بار ہمچوڑھ کی طرف دیکھا تھا، اور دھک سے رہ گئی تھی۔ وہ اسی کی طرف متوجہ ہوا تھا، اور کیا اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کیا کہا تھا۔

"سروری..... پڑھنی پڑ کے گئی، میں تبیری اختیال سے اپنی کاٹ رہی تھی۔"

اس نے بڑوں پر زبان پھرستے ہوئے کہا تھا۔ اپنی بات کے جواب میں اس نے مرحوم جانگلر کے پر بے پر ایک خوبصورت سکر اسٹ دیکھ کی تھی۔

"کوئی بات نہیں، ایسا ہو جاتا ہے۔ تم دیکھتا، اب یہ بہت تحری سے ۹۰ میلے کا اور پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو جائے گی۔ مجھ سے جب بھی کوئی پالائش اس طرح کتنا ہے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ اچھا ہو جاتا ہے۔"

رہا تھا۔ وہ گارڈینا کی کلکھ کر رہی تھی کہ اس نے مرکو کیتے ہے سن۔

"یہ سارا سے غورت پالائش ہے۔"

وہ اچھوڑ کر کاٹ سے دیکھ کیا تھی۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھا۔ وہ اس پالائش کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے زندگی میں بہت زیادہ چیزوں میں دیکھی نہیں ہے۔ میں ہے ان سے بہت دیکھی ہے۔" یہ سارے پالائش میں ایک ہی چیزوں میں مصالحتیں ہیں۔ پڑھے علمی و اپنی پالائش پیش دیکھے اپنے فریڈریکی طرح لگتے ہیں۔ مجھے حسکیں ہوتے ہیں جیسے اُنہوں نے یہی ملائی جواب گی دیکھتے ہیں، میں بہت بھروسہ تھا جب گھنے ان ڈرور پالائش لگائے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ شاید میں سات یا آٹھ سال کا تاقاب اپنے ہاتھوں سے ایک پالائش کا ایسا بھروسہ تھا جسے اسی عادت سی ہو گئی۔ کیرے میں ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہے کرے میں کوئی اور زندہ چیز موجود ہے، جو ساری بھی لئی ہے، اور شاید بھروسے دیکھو گئی محسوس کر لیتی ہے۔"

علیحدہ وہ اس وقت لگا کہ یہی سات کا رامی خراب ہے۔ اس نے کچھ دیکھا تھا۔

"تم سوچ رہی ہو گی میرا رامی خراب ہو گیا ہے۔"

عمرتے اس کا ذہن پڑھ لیا تھا۔

وہ گزرا گئی تھی۔

"تم اگر ایسا سوچ رہی ہو تو ملکہ تھیں سوچ رہی۔" ہو سکتا ہے۔ میرا داماغ اُتی خراب ہو گیا ہو گریں جس پلکر جس سماں کی سے آیا ہوں، وہاں سے دماغ اپنے ہی ہوتے ہیں۔ جب انسانوں سے آپ کی محبت فرم ہو جائے تو پھر جو دن سے محبت دردناک ہو جائی ہے۔ اس لئے باہر ہوں گوں، باہر ہوں گوں سے محبت ہو جی ہے، پالائش سے محبت ہو جی ہے، پیش نگارے سے محبت ہو جی ہے۔ میو ٹائم، اڑت گلزار اور تھیڑے سے محبت ہو جی ہے۔ میں بھی اسی احوال میں پیدا ہوا ہوں گیں ہیں ہوں گیں انسانوں کے بھاجے چیزوں سے زیادہ محبت ہے۔ خٹکے ملک میں رہتے رہجے بیٹھنے سے محبت کی میں بھی cold blooded animal، چالوں میں گیا ہوں۔"

دھمات کر کے کچھ اپاٹ تھکر لے کر پہنچنے لگا تھا۔

"ہے ہمارے کی تھوڑی؟ Cold blooded animal?"

اس نے علیحدہ سے پوچھا تھا، مگر ملیٹری کو یہی محسوس ہوا کہ یہی سے اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ خودی اپنے چیلنج کا انجام کر دیا تھا۔ جبکہ مٹکر کر کے دھماکے مذاق کرنے کا تھا۔ وہ کچھ دوسرے سے دیکھ کر رہی تھی، پھرے اسے کھنکنے کو کھل کر رہی تھی۔ وہ اپنے جانگلر کے سامنے ہو گئی تھی۔ وہ کچھ بولنے پڑے باتیں بدال کیا تھا، بڑی مہارت کا ساتھ اس نے سب کو کیونکو غلاج کر لیا تھا، اور کام کرنے میں کوئی اس سے بہتر ہوئی نہیں سکتا تھا۔

"دھات کلر مجھے پر بہت اچھا لگتا ہے۔ میں ناٹھیرے؟"

اس نے یک دم سراغنا کہ اس کی گھنیمیں ایک گھنیمیں ڈال کی بڑی بے خنی اور بے تکلفی سے پوچھا تھا۔

اس نے میوب بی سخن پڑی کی تھی۔ وہ اس کی اس حکمت سے پاکل مذاہب نہیں ہوا تھا۔ وہ دم سادے، ہونٹ پہنچے چدھلوں نکل دیکھی رہی، وہ ایک بارہم پلاش کی طرف متوجہ ہو چکا تھا جو ایک دم دھکا کر اندر بیاگی۔ پہلی بیت تھی۔

میر جاہنگیر نے پر سکون انداز میں مر اٹھا کر اسے بھاگتے ہوئے دیکھا تھا، میر اس نے اس پورے کی کمی ہوئی شاخ کو اٹھایا تھا۔ لاؤج میں داخل ہونے سے پہلے اس نے مزکر ایک بار پہنچے دیکھا تھا تو امر پورے کی اس کی ہوئی شاخ کو اٹھا رہا تھا۔ وہ میر ارادی طور سے دروازہ میں رک گئی۔ وہ پکھ دیکھ کر اس شاخ پر ہاتھ پھینکتا رہا تھا۔ وہ دور سے اس کے نثارات نہیں دیکھ لی تھی۔ مگر بھی سے اسے دیکھی رہی۔ چدھلوں کے بعد اس نے اس شاخ کو پورے کے پاٹ میں گاڑتے دیکھا تھا۔ وہ کچھ جان ہوئی ہوئی اندر آگئی تھی۔



## باب ۵

”میر! ملی! ای پورے اندر لے جاؤ؟“

ملازم نے ایک بارہم اس کی سوچوں کا تسلیم توڑ دیا تھا۔ میر نے چوک کر ادھرا ہر دیکھا تھا، سب کو عائب ہو گیا تھا۔ دہل صرف دیتی تھی اور سامنے چوکے ہوئے پورے۔

”میر! ملی! ای پورے اندر لے جاؤ؟“

ملازم ایک بارہم اس سے پوچھ رہا تھا۔ میر نے ایک گمراہ سائنس لیاں ”ہاں! اندر لے جاؤ!“ دھکہ کر کمزی ہو گئی اور ملازم پورے اٹھا کر اندر جانے لگا تھا۔ یک دم اس کی ان پوراں میں بھی فتح ہو گئی تھی۔

”الا! بہا! ای پکھ بھاٹس رہ گئے ہیں، آپ انہیں دیکھ لیں!“

پکھ دو دلائیں میں کام کرتے ہوئے مال کو اس نے آفان دے کر ہلایا تھا، اور خود اپنے آنکھیں۔

”ناؤ وہ پوسوں کے بیچ کی فلماں سے آئے گا۔“

اندر آتے ہی وہ ایک خیال آئے پر کن کی طرف گئی تھی۔ چنان ہاؤ ناشناس اس کو پکھ بھلایات دینے میں صرف تھیں۔

”پوسوں رات دو بیچ کی فلامت سے آئے گا۔“

ہاؤ نے اسے بتایا تھا۔

”دو بیچ کی فلامت سے؟“

وہ پکھ بایوس ہو گئی تھی۔

”پوسوں تو ہم لوگ اسے رسید کرنے نہیں جا سکیں گے۔ ذرا بیکر کوئی بھیجا چاہے گا۔“

اس نے ناؤ سے کہا تھا۔

"وہ تو کہہ رہا تھا کہ میں ذرا بخیر کو بھی نہ سمجھوں، وہ خودی آجائے گا مگر میں نے ذرا بخیر اس سے کہا کہ وہ ذرا بخیر کے ساتھ آئے۔"

تاؤ خاندان کو پہنات دیئے کے دران اس سے بھی گھنکو کرنی جاوی تھیں۔  
"ناز اگر تم درلوں اسے رسیو کرنے پہلے جائیں تو؟"

اس سے پہنچو ڈرامہ مولڑ رہنے کے بعد کچھ ملٹیپل اس اداز میں ناوسے کہا تھا۔

"سوال ہی یہ اپنی بہترانہ رات کے دبیے ہم دونوں اسے رسیو کرنے پہلے اپنے آج کی ایسے حالات  
میں ہیں میں طرز اس طرح گھر سے ٹکا جائے۔ جیسی انداز ہونا چاہیے اس بات کا۔"

"چھاٹا تو ڈرامہ آپ مجھے ذرا بخیر کے ساتھ بچ جیں۔"

"تمہارا داماغ ٹھیک ہے میں اس سے بھی جزوی حمایت کروں کہ جوان چینی لڑکی کو اس طرح  
اکیلے رات ذرا بخیر کے ساتھ درد بہن کو اپنے پورٹ بچ جوں۔"

"ناز اپنے جنہیں بہوت بڑا، بڑا۔"

"مکو بھی کئی کی خوردت نہیں ہے۔ میں جھیں بالکل بھی اپنی بھیں بھیج کی، اور جیسی آخرتی بے چینی  
کیسیں ہو رہی ہے۔ اسے آخر تکیا آتا ہے۔ خالی رسیو کرنے سے کیا ہو گا؟"

"نہ اولاد کیں اسے بے انتہا سن گئے گا کہ دماغ سالوں کے بعد آ رہا ہے اور کوئی اسے رسیو کرنے سکتی نہیں آیا۔"

علمیوں نے کوئی سختی کر کر کا تھا۔

"میں، اسے بانیں لگے گا وہ کوئی احتیٰ نہیں ہے، جانتا ہے ہم دونوں یہاں اکیلے ہیں، اور اس طرح  
رات کو اسے رسیو کرنے کے لئے آتا ہمارے لئے سختی ہے۔ جھیں میں نے تباہی کہ وہ ذرا بخیر بھیجے سے بھی نہ  
کر رہا تھا تو میں نے عذر دیکی۔"

"ناز بیٹھیں..."

"علمیوں اب چون کی طرح صدمت کیا کرو۔ لیں کہہ دیا کہ اسے ذرا بخیر کو رسیو کرنے جائے گا۔"  
نازوں قفلی لبھ میں کہتے ہوئے میں بات عقیم کر دی تھی۔ وہ پکر بدھ کو کوئی سے ہاہر آگئی تھی۔

شام ہوئی تھی اپنے کرے میں آکس نے اکش ان کر دی جھیں۔ مکو بھی کر کے کچھ میں کمزی  
سوچتی رہی کہ اسے کیا کہنا چاہیے۔ اسے یون انگل کو رہا تھا میں وہ کام پنچا بھلی ہو۔ میں کرنے کے لئے پکر اور رہ  
تی شہر کو سوچ کر وہ اپنی چک کی کھل کر کیہیں اپنی آگئی تھی۔ فارغ وفت وہ اسی طرز کو زار کر تھی۔ پہلے سے بچے  
ہوئے سکھو کو سختے سے شاخ ہجھڑی کو مجھیں دیتی تھیں۔ بھر خالی خانل کر ایک بیانی چک بنا لے گی۔ اپنچک کو جس کر کے  
اسے پہنچی نہ چلا کس وقت وہ پچڑا سے شناسائی کی۔ اس نے باحمر دک لیا اور پچھے کو بچائے کی کوشش کرنے  
گی۔ اسے بہت درینکیں لگی۔ وہ اس پچھرے کو بچائیں چکی تھی۔ ایک بار جو اس کا باہم بخوراں سے ٹھک کب پڑھ لے گا۔



## باب ۶

"These are simply fantastic!"

اس دن وہ لاؤخ میں بھی اپنی اکھی بک میں کرنی کا کچھ بھاری تھی۔ بہت دریک اس کام میں صورت  
رہنے کے بعد وہ اکنامی تھی۔ اکھی بک کو صوف پر رکھ کے بعد وہ کچھ روپک کرنی کے سلاطین رہی، پھر اسے باقی میں سے  
کر کمانی کی کوئی چیز یعنی چون میں چلی گئی۔ وہاں اسے دن بدرہ منٹ لگ کے جب دوبارہ لاؤخ میں رہل ہوئی تو  
ندھرف گرمہ بہاں سو بردھا بلکہ وہ صوف پر دراز بھلپ پر اپنی ناکیں رکھے۔ ایک ہاتھ میں چائے کاگ لے دہرے سے تھوڑے  
سے اس کی اکھی بک دیکھنے میں صورت تھا۔ توہ میں کی آہنگ میں سے سرخ چایا خلیرہ کو کچھ کر کر کیا تھا اور اس کے  
انچھر پر بخیر کیا تھا۔ اس طرح انچھر اجازت اپنی اکھی بک دیکھنا اچھا تھا، اگر کوئی کسکر لے جائے تو اس کے  
پانچ سالے اتھر کے بعد وہ آج ہمیں پار اس سے بات کر رہا تھا۔ وہ پہ چاپ دسرے صوف پر بچوں کر  
لی دی دیکھنے کی تھی۔

"بخیر، میتھنگ میں روپی ہی ہے؟"

اس نے گھنکو کا سلسہ درجہ کیا تھا۔ علمیوں نے ایک نظر اس کے چہرے پر دیکھا۔  
"اگر اسکے پیٹھی ہوتے تو اس کا تھے کہ پیٹھی کے بھی روپی ہو گی۔"

وہ دوبارہ اپنی دی کی طرف صورت ہوئی، اور وہ فور سے اسی کے چہرے کے نثارات دیکھنے لگا۔

"کون کی کاس میں پڑھتی ہو؟"

"اے۔ لیلو۔"

جواب اپنی مختصر تھا۔

"کہاں تک پڑھنے کا ارادہ ہے؟"

"پڑھنیں؟"

"کیوں؟"

"د جاپ میں کچھ نہیں بولی تھی۔"  
 "تم فائن آرٹس میں پکنے کرنا۔"  
 "کیا؟"  
 "پکنے بھی مگر آرٹ سے متعلق ہو۔"  
 "کیوں؟"  
 "کوئی تم بہت اچھی آرٹ سے متعلق نہیں ہوا۔"

"آپ مجھے مشورہ دے رہے ہیں۔ خدا آرٹ کیوں نہیں ہے؟"  
 "کھلا تو جو جاپ آیا تھا۔ عمر جاگر کے انتیار کیا۔ علیہ کا پچھہ ہوا۔ پاٹ تھا۔ وہ پنڈ لے اسے دیکھا رہا۔  
 "آرٹ سے بچنے کیمی ہے۔ پہنچنے ہوتے ہیں۔ آپ ذکر میں رکھتے ہیں۔ اجنبیز میں رکھتے ہیں۔ مگر آرٹ  
 بناہت ٹھکل ہوتا ہے۔ تم اسے کہہ رہا ہوں۔ کچھ تھمیں میں میٹھت ہے۔ تم کچھ کہکتی ہو جاؤں لیلہ میں۔"  
 اس سے بات کرتے ہوئے عمر نے اچھے بک بک ندر کے ایک طرف بڑھا دی۔

"جسے آرٹ میں کوئی پکنی نہیں ہے، چاہے کیا بھی آرٹ کیوں نہ ہو۔ میں یہی میں آرٹ میں پکنے کا  
 چاہتی ہوں۔ مجھے یہیں میں درپذیب ہے، اور میں وی پڑھوں کی۔"

اس نے اچھے بک بک نہیں ہوئے دلوں انداز میں عمر کہا تھا۔

"لیکہ ہے تم تھس پی ہائے لینا۔ لیکن مر ایک ایک تھا کہنی ہو، کیون علیہ اسیہ رائے کی ہے؟"  
 "میں صرف اس کی لوگوں کے اچھے بناہیں ہوں جن کے جھرے ہے ایسے تھے ہیں۔"  
 "وہ ایک بار بھرپر وی کی طرف جوڑ جوڑ کی تھی۔"

"اس کا مطلب ہے۔ پر اپرہ جیسا کہا نہیں ہے؟"

مرنے اس سے پوچھا جائیں کہ دخانی سے تی وی بھکتی روی۔

"سر اخیل تھا کہ بیرچارج و ماجھ ناماصہ دریے عبور ہمرے پندرے میں کیا defect ہے۔ تم بتا دو۔"  
 عمر بیس اس کے ساتھ تھککوں ہجوا کر رہا تھا۔

"مجھے کیا پڑے، میں مجھے آپ کا پیڑہ اسکچ کے لئے پسند نہیں ہے۔"

"اور کسی کا چیز پسند ہے؟"

علیہ رہے۔ مجھ نہ اٹھتی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ چالے گا۔ نہیں پر رکھ کر انہوں رہا تھا۔

"مجھ کی کمی ہے، کوئی کوئی کوئی تھی سے زیادہ اچھا نہیں گا۔ آپ اس طرح کرئی کی بات مت کریں۔۔۔"

اس نے پکنے گزر کر اس سے کہا تھا۔ "سری۔"

ملتوں سے اس کی مددوت پر کوئی دھیان دیئے جائے دیوارہ اپنی اوجھی کی طرف منہدوں کر لی تھی۔ وہ پکنے  
 دیج دہاں لا دیتیں میں کھڑا رہا۔ اور پھر دہاں سے باہر لگ گیا۔

◎.....◎

## باب ۷

علیہ نے اچھے کھل کر یادی تھا۔ عمر جاگیر کے اچھے کو اچھے بک سے کالے کے بعدہ ایک بار بھر انکا راس  
 کے کر کے میں آگئی تھی۔ لاسٹ آئن کرنے کے بعد وہ مٹنی نہیں کی طرف کی اور دہاں اچھے رکھنے کے بعد اس نے  
 پھر دہاں اس کے اوپر کو دیا۔ وہ جاتی تھی عمر جاگیر کے لئے یا ایک خیلگار پر اچھوڑ گا۔  
 یہ پہلا اچھا نہیں تھا جو اس نے عمر جاگیر کے لئے چالا کی تھا۔ پچھلے سا لوں میں ایسے کیا بھپڑا اس نے  
 چاہرے کے تھے۔ اس کا چہرہ ان پندرے چوڑیں میں سے تھا جو کی بھی اس کے ذہن سے غائب نہیں ہوتے تھے۔ بعض  
 رفعت جب وہ رکھا کیا۔ بہت اچھے اچھے نہیں تھے اسے پوست کر دیتی۔ جواب میں بعضی دفعہ وہ ٹھکرے کے طور پر کارڈ بھج  
 دیتا۔ اس کا چہرہ فریاد کر رہا تھا۔ بیوڑے کے لئے اتنا ای کافی ہوتا تھا۔ اگر وہ پندرے کام کرے تو مگر اس نے کافی ترقی نہیں  
 پڑتا۔ وہ پکنے دیجیں کھڑی اچھے کو بھکتی روی مگر اس نے جنگ کر اچھے کے پیچے ایک کونے میں کچھ لکھ دی تھا۔ سیمی  
 ہو کر وہ سکرانی تھی اور اس نے ہیں کو دوبارہ ہولڈر میں رکھ دیا تھا۔

◎.....◎

ناور نا کے بھی ذہل اسٹینڈرڈز ہیں، مجھے وہ کسی اور طرح سے فوٹ کرتے ہیں۔ مگر کوئی اور طرح سے۔ مجھے وہ پکو اور طرح کا دنکھا جائیں ہیں اور مگر کوئی اور طرح کا، اور پھر بھی ناٹوکتی ہیں کہ ان کے لئے ایک چیز ہیں۔ وہ سب سے ایک بخوبی کرنی ہیں۔ حالانکہ ایسا تو نہیں ہے۔ اب کیا عمر سے وہ میرے بھتی بیار کرتی ہیں۔ پاکل بھی نہیں۔ میں ان کے پاس اتنے سالوں سے وہ رہی ہوں اور مگر۔۔۔ مگر کوئے کھے تو چدھنے ہوئے ہیں اور ناؤن تکی آسانی سے اسے بیری گجر دے دی۔ حالانکہ مگر کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اسے ناہی ناؤکی محبت کی کیا پرواد ہو سکتی ہے۔ اس کے پاس تو پہلے عسپ پکو ہے۔“

علیحدہ کو ناؤں سے خلاحت ہونے کی تھی اور ناؤں سے بہت کی فکر بھی ہوتی رہتی تھیں، اور وہ بھی بھی ان کا انہما نہیں کرتی تھی۔ صرف اس کرل میں ایک اور گرد کا انداز ہو جاتا تھا۔

اس دن دوپر سے پکو پہلے وہ کرتی کوئی نہ لایتی تھی جب ناؤنے ملازم کے ذریعے اسے لاٹنے میں ملوایا تھا۔

”علیحدہ انہارے پاپا کا فون ہے،“ وہ تم سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔“

اسے دیکھتی ہی ناؤنے پر ہوں پر بات کر رہی تھیں، رسیورس کی طرف بڑھا دیا تھا۔

وہ اپنے اخیر دن کی تھی۔“

”پاپا کا فون ہے؟“

”پاپا کا فون ہے؟“

اس نے کچھ بے شکنی سے کہا۔

عام طور پر وہ دنیا بیان ہدایہ ایک پارسے کال کرتے تھے، اور وہ بھی رات کے وقت، بھروسہ ہارڈیجے ہو اس کے بعد ہی درسری کال کر لیتی۔

”یہو اعلیٰ طیرہ کیسی ہوتا؟“

فون پر اس کی آواز سنتے کیا پایا تھا۔

”میں فیک ہوں یا! آپ کیسے ہیں؟“

اس نے جواب پر چھا تھا۔

”آپ لوگ فیک ہیں ماں؟“

”ہاں! اسے فیک ہیں۔“

”ام جوگے کیا دہاں؟“

مگر اچاک بہت ریز رو ہو گیا تھا۔ باقی سب کی طرح یہ تبدیلی ملڑھ نے بھی نہیں کی تھی۔ وہ زیادہ تر اپنے مذاق نہیں کرتا تھا۔

”کہیں اسکی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو پہلے کی طرف ہی ہوں۔ اس دن ہبھی کہی جس سے زیادہ معروف ہو کیا ہوں۔“

اس دن رات کے کھانے پر ناؤنے اس سے کہہ دیا دیا، اور جو اس نے اپنی حمومی مکاراہت کے ساتھ دشاہت کر دی۔

”خامی قائم پر موٹ نہیں کرتی عرا۔“

ناؤنے سوچتے وہی بھی ہوئے گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

”چھوپہر کیا سوت کرتا ہے؟“

مگر نے وہچی لیتے ہوئے کہا تھا۔

”تم دیئے عین اسکے لگتے ہو، جیسے پہلے تھے، بیگار کرتے ہوئے، شور پا جاتے ہوئے۔“

ناؤنے کیا تھا۔

”رینے دیں گریتی اسیں اس بچہ میں سال کا ہوں، آپ بھروسی جو باتیں بیان کر رہی ہیں اس سے تو میں چو سال کا پر لگا ہوں۔“!

مگر نے ایک شرمندہ مکاراہت کے سامنے کھا کیا تھا، وہ اپنے سلاسل کا رہا تھا۔

”ہم لوگوں کے لئے تم کیسی بھی بھیکیں سال کے نہیں اور کسے، بھیس پھوسال کے ہی رہوئے، اور ہم لوگ چاہیں گے کرم کی خوبی کوچھ سال کا ہی بھجو۔“

مگر نے بھی بھیکی سے نظری انداز کرنا کوئی کیا، وہ اپنے ساتھ کر کی پر پہنچے ہوئے عمر کا گال جسے

ہے اس سے کہہ دیتی تھی۔ مگر نے ناؤکی بات کے جواب میں پکوئیں کہا تھا، صرف خاموشی سے سلاسل کا رہا تھا۔

”میں بھی جنپیں بہت سس کرتا ہوں ملبوڑا؟“  
”دوسرا طرف سے ذہن بند کر دیا گیا۔  
”پھر تم جاندی ہو؟“  
”فون کا ریسرو کاؤنٹ سے بٹاتے ہی نافٹے اس سے سوال کر دیا۔  
”ہاں ناوارا؟“  
”مشتملہ بیٹھ کر کوادھی ہوں۔ سنتے دن رہو گی رہا؟“ نافٹے اس سے پوچھا تھا۔  
”کم از کم ایک بختہ اور زیادہ سے زیادہ کا کوئی بھی نہیں۔“  
اس نے سکراتے ہوئے کہا تھا۔  
”لیکن ایک بخت کے بعد تمہارا کافی بھی تو تکل رہا ہے؟“  
نافٹے بھی اسے بارلا یا تھا۔  
”ہاں اجھے چہے ہے لیکن ناوارا کچوں نہیں ہوتا، اگر میں کافی سے کچھ بھیں گیں لے لوں۔ آپ کو تو پہہ ہے  
کہ میں کتنی بیر کے بعد بیٹھے اسی پر ہوں۔“  
”لیکن تمہاری سٹلی چوڑ کا حرج ہو گا۔“  
”کچوں نہیں ہو گا ناوارا میں وابس آئنے کے بعد سب کچھ کو رکلوں گی۔ آپ جانتی ہیں مجھے یہ کرنے میں  
کوئی پرواہ نہیں ہو گا۔“  
اس نے اصرار کیا تھا۔  
”لیکن ہم شہدا کو فون پکا کافی میں Application رہیے کے لئے کہ دینا۔“  
نافٹے ہم اسات دیتی ہوئی انگریزی تھی۔  
”اس رات وہ تھامشا خوش تھی اور یہ خوشی کی سے مگر بھی نہیں ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ مر سے بھی رات کے  
کھانے پر ناولے نہ کو اس کے کارپی جانے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ عمر نے اس وقت فور سے اس کا پھرہ دیکھا  
تھا۔ وہ آئیں گیلی پار کھانے کی تکلی پر سکاری تھی۔ نا۔ پوکر دیوں سے اس سے ایسا کام احوال پر پہنچتے رہے۔ وہ  
بڑے جوش و خوشی سے پر گرام کے بارے میں بتاتی تھی۔ رات کو وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھی جب تک ناولے کے  
کر کے میں آئی تھیں۔  
”کل جمع تو بیج کی فلاں کہے تھیں سات بجے تک چارہ ہو جانا۔ میں نے عمر کو کہہ دیا ہے وہ جیسی ایک پورت  
ڈریپ کر دے گا۔“  
انہوں نے اسے اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا۔  
”عمر فڑاپ کرے گا، بگر مر کیوں ناوارا؟“ راجحہ کوئی نہیں تھا۔  
وہ کچھ شپشائی تھی۔

”ہاں بھی جوڑا ہبہت۔“  
”کتنی بھیساں رہ گئی ہیں ہاں؟“  
انہوں نے پوچھا۔  
”بیس ایک بخت۔“  
”چھا بھاری اکوا کوڈا بخت کے لئے میرے پاس آ جاؤ۔“  
”آپ کے سات، میرخا۔“  
”وہ جو ان ہوئی تھی۔“  
”پیس، مظہر نہیں، کارپی میں آیا ہوا ہوں۔“  
”پاکستان آئے ہوئے ہیں، کب آئے ہیں؟“  
وہ اپنی تھوڑی ہوئی تھی۔  
”کافی دن ہو گئے ہیں، بڑا دل چاہ رہا ہے جیسیں دیکھ کوئی۔“  
”بڑا دل بھی آپ کو دیکھ کوچاہ رہا ہے۔“  
”تو بیس لیکھ ہے۔“ تکریماں آجائے۔  
انہوں نے کچھی انداز میں کہا تھا۔  
”آپ نے نافٹے ہات کر لی؟“  
اس نے حایہ ہترنے سے پہلے اسے پوچھا تھا۔  
”ہاں اس نے اپنیں ہات دیا ہے۔ ایک پورت سے فون کر دینا۔ میں ڈرائیور بھیج دوں گا۔ گمراہ نہ ہے پاپ؟“  
”میں پالپا۔“  
”اور سوپاں کا؟“  
”وہ بھی ہے۔“  
”بیس لیکھ ہے۔ اب تم کے کارپی میں ملاقات ہو گی۔ غذا حاضر۔“  
انہوں نے ہات کرے ہوئے کہا تھا۔  
”پاپا۔“  
اس نے بڑی تیزی سے کہا تھا وہ فون بند کر کے کرچے رک گئے۔  
”لیکاٹ ہے طبلہ؟“  
انہوں نے پوچھا تھا وہ چند لئے خاموش رہی۔  
”پاپا! اسی آپ کو بہت سس کرتی ہوں۔“  
اس نے کمودی کی خاموشی کے بعد کہا تھا۔

ہوئے لازم کو آواز دے کر بیک گاڑی میں رکھنے کے لئے کہا تھا۔

”اپ دیکھ لیں کہ ہر ایسی سمجھتیں آئی۔ میں یہ اپ سے کہا تھا۔“  
اس نے جوں کا گاہی خالی کرتے ہی کہا۔

”وہ ابھی سمجھ سو رہا ہو گا۔ اپ نے خواہ گواہی اسے مجھے چھوٹنے کے لئے کہا۔“  
علیرہ نے گھری دکھی۔

”میں پہ کرواتی ہوں، سوبھی رہا گا تو ملازم اخراج ہے۔ یہ کون ساتھا پورا ہاں ہے۔“  
ناوی نے ایسا ہیان سے کہا تھا۔ لازم کو آواز دے کر انہوں نے اسے رکھ کرے میں بھجا تھا۔ لازم چند  
منٹوں میں ہی واپس آگئا تھا۔ عراں کے بھیجے تھے۔ اس کے مٹے سے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی اسکی سو رکھا ہے، وہ  
ناک سوت اور پیپرڈ میں ہی بیرون تھا۔ ناوی نے اسکا بھت کے ساتھ اس کا استقبال کیا تھا۔

”جیسیں یاد رہا کہ جیسیں آج علیرہ کا اپنی پورت چھوڑنے جاتا ہے؟“  
ناوی اس سے پوچھا۔

”مجھے بھانے کے لئے، لازم کو بھیجا چاہا۔“  
”نہیں لازم کے جانے سے پہلے ہی اخراج ہوا تھا۔ مجھے یاد رکھا۔ میں الارم کو سویا تھا۔“

”علیرہ نے سات بیجے چیار ہو کر جیئے آتا تھا۔ میں سوچا، چند منٹ وہ رہیک فاسٹ کرے گی۔  
میں سات بیجے کو دھن کا لام کا کرسیا اور پانچ منٹ بیجاں ہوں۔“  
اس نے انگلیوں سے بالوں میں جھی کرتے ہوئے چیلے۔ اس کی بھرپوری بھیش کی طرح تھی۔ ناوی کی بات  
کے لفاظ میں کچھ غیر اخراج میں علیرہ کی طرف دیکھ کر سکریں تھیں۔ وہ کچھ کہے بغیر نظریں چاہیں۔  
”طلی علیرہ۔“

عمر نے اس پارا علیرہ سے پوچھا۔ وہ فامیٹی سے گھری ہو گئی۔  
”اوی، میں جیسیں پاہر بیک چھوڑ آتی ہوں۔“

ناوی نے علیرہ کا بھت کچھ پوچھا۔

عمران کے اگے چلا جاؤ بہر کل آگیا۔ وہ گزری شارت کرنا تھا جب ناوی اسے گلے کا کر خدا ہائک کہا تھا۔  
”وہاں جاتے ہی مجھے بھگ کر لینا۔ مجھے تسلی ہو جائے گی۔“

انہیں نے علیرہ سے کہا تھا۔  
”اور کوشش کرنے کے بعدی آجائو۔“

علیرہ نے گھر کا کرسیا بلایا تھا۔

عمر نے فرش ڈر کھل دیا تھا۔ علیرہ نے ایک بارہ ہاروں کی طرف ہاتھ ہالیا، اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ ناوی  
دیس پر رجھ میں گھری ہاٹھ بھائی رہی تھیں۔

”زاریخ راج نہیں آیا، مجھے تمہیں پہلے کل میں آتا ہے یا نہیں، وہ یہی زاریخ رساؤ میں آجھے بیجے آتا ہے اور  
جیسیں آجھے سکن اپنے پورت پر بھائی جانا چاہئے آج ذرا سخت اجاتا تھا میں اسے کل جلدی آتا کہ کر دیتے۔“

”آپ ہاتھ سے کہ دیں تا مجھے ڈاپ کرنے کے لئے!“  
اس نے پھر اصرار کیا تھا۔

”تمہارے ہاتھ کو میں اتنی تھیں کہاں اٹھاؤں جیسیں عمر کے ساتھ جانے میں کاپاہلم ہے؟“  
”دیکھ لیں، اس پر دیکھی۔“

”پھر کچھ کی ضرورت نہیں، میں وہی جیسی چھوٹنے جائے گا۔“  
ناوی نے جھیلی طور پر کہا تھا۔

”علیرہ نے ہوتے بھتیجی لے جتے۔“  
”وہ تو مجھے اٹھتے ہی نہیں، تو پھر کل.....“

ناوی نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

”تمہارا اٹھنی سوار پورا ہاں ہے، میں وہ اٹھ جائے گا اور نہیں بھی اٹھا دوں میں اسے اٹھا دوں گی۔“  
ناوی کچھ ہوئے کر کرے نہ لے لیں۔

اگلی صبح دہرات ایسا کھیتی تھی۔ اپنا بیک لے کر جب وہ لارنگ میں آئی تو وہاں عمر نہیں تھا۔  
”تم پھر کہنا شروع کر لو۔“

ناوی نے سے دیکھتے ہی تھا۔

”میں ناوی مجھے کوئی بھی سکھا، اس کا پھر لازم سے کہیں، میرا بیک گاڑی میں رکھ دے۔“  
اس نے بیک فرش پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔

”پھر کھانے پہنچنے کیلئے بھر کیں ہیں، ہاشم کرلو۔“  
”بھوک ہے یا نہیں، جیسیں پھر کھانا ہے۔“

”میں ٹھیں میں کھالوں گی۔“

”ٹھیں میں پچھنیں کیا کیا لے اور کیا نہیں، میں تم سیکھا کھاؤ۔“  
ناوی کی مدد برقراری۔

”چیز ناٹوا میرا دل نہیں چاہے رہا۔ میرا دل واقعی نہیں چاہے رہا۔“  
وہ منہماں تھی۔

”چلیو جوں تھی لی لو۔“  
علیرہ نے کچھ سوچ کر جوں کا گاہ اٹھا لیا تھا۔

”یہ تمہارے لئے ہے۔“  
اس نے ایک سکر کاٹ کے ساتھ کہا تھا۔  
”مگر کس لئے؟“  
”پھر ویسے کے لئے کسی وجہ کی ضرورت انہیں ہوتی ہے۔ بغیر کسی وجہ کے بھی تو دیے جاسکتے ہیں، اور  
میں تو دیے گئی جھیں بہت سے قلت دیوار ہتا ہوں۔ تم انہیں بھی گفت مجھوں۔“  
اس نے گاؤں کاٹ کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ کچھ دیساں کا چڑھتی رہی۔  
”چیل جا!“  
پھر ویسے کے بعد اس نے کہا تھا۔  
”وکر!“  
اس نے اسی پر سکن، انداز میں کہا تھا۔  
ایک پورت پر گاؤں پار کرنے کے بعد اس نے علیہ کا بیگ اٹھا لیا تھا۔ علیہ نے اس نے بیگ لینا چاہا۔  
”اُس اُل رائٹ علیہ اُنھیں اندر پھوڑ آؤ ہوں۔“  
اس نے بیگ نہیں بولتا تھا۔ علیہ نے دوبارہ اصرار انہیں کیا تھا۔  
”تم وابس کب آؤ گی؟“  
اس کے ساتھ پڑھ پڑھے اس نے پوچھا۔  
”تریڑا ایک فنک کے بعد یا شام کو ہدن زیادہ لگ جائیں۔“  
اس نے اسے تباہ کا۔  
”واحکم جھیں ایک اور خوبیں لے لیں گی۔“  
اس نے سرسری سے انداز میں کہا تھا۔ علیہ نے چکر کر کے دیکھا تھا۔ وہ ناول انداز میں سکر لیا تھا۔  
”کسی خوبیں؟“  
”یو جھیں وابسی پھی پھی پڑھے چلے گی!“  
”مہر بھی آپ بتائیں تو کسی؟“  
اس نے اصرار کیا تھا۔  
”لیں تو جھیں وابسی آپ کے بعدی پڑھے چلے گا۔“  
وہ شے سکھنی ہوا تھا۔ علیہ نے اسی طرف دیکھ کر کندھے اپا کا دیئے۔  
بیگ اسے تھوڑے ہوئے اس نے علیہ کو خدا غافل کیا تھا۔ وہ اندر جانے کے لئے مردی تھی۔  
”علیہ!“  
اے لئے بیکھیں اس کی آواز سنائی دی تھی۔ اس نے مزکر دیکھا۔  
”I will miss you!“  
انی موسمیں سکر کاٹ کے ساتھ اس نے انہیں میں کہا تھا۔ وہ کچھ جوانی سے رکھتی ہوئی وابسی مزگی۔

”بہت خوش ہو طیورہ!“  
گاؤں سرک پر لالاتے ہی عمر نے اس سے پوچھا تھا۔  
”ہاں!“  
اس نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا تھا۔  
”تمہارے پاپا بھی بہت خوش ہوں گے؟“  
”ٹکرے پر دو تھجھے گی زیادہ خوش ہوں گے!“  
اس نے فریہ انداز میں کہا تھا۔  
”وہاں اسی پورت پر کون ارسی سوکرے گا جھیں؟“  
”مرنے مرنیک کرتے ہوئے پوچھا۔  
”ٹکرے پر کہے کہ، پیاہی ارسی سوکرے گی۔“  
اس نے اپنے اختیار جھوٹ پولا تھا۔  
”تمہارے پاپا کافی سال کے بعد آئے ہیں پاکستان؟“  
اس نے پوچھا تھا۔  
”ہاں اُن سال کے بعد۔“  
”تم عنی سال کے بعد ولدی ہو؟“  
”چار سال بعد!“  
”ہر سال کوئی نہیں تھی؟“  
”ہیں دیے ہیں، پاپا تو مجھے مظہل باتے رہے ہیں مگر براول نہیں پاہنڈا ہاں جائے کو۔ میں می کے پاس چلی جائی ہوں، اس نے کہ مظہل باتیں بہت گری ہوتی ہے۔ میں سوچتی ہوں شاید مجھے دہاں کا موم سوت نہ کرے۔  
”میں آپریلیاں زیادہ ہوڑ آتا ہے۔“  
”یہ کے بعد دیگرے وضاحتیں کرتی جا رہی تھی۔ عرجا ٹکرے گروں مزوکر چد لیے اسے دیکھا تھا۔  
”ہاں دو قائقی اسٹریلیاں رہنے میں زیادہ ہوڑ آتا ہے، میں بھی چند سال پہلے ہاں گیا تھا۔“  
اس نے مجھے اس کے جھوٹ میں اس کی مدد کی۔  
علیہ نے گروں مزوکر اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ ایک بار پھر وڑسکرین کی طرف متوجہ تھا۔ اس کا پھر، بے تاثر اور پر سکن تھا۔ وہ کچھ مطمئن ہو گئی تھی۔  
”ہاں آپریلیاں زیادہ ہوڑ آتا ہے، اس نے میں دیں جائی ہوں۔“  
اس نے ایک بار پھر اپنی بات دہرانی تھی۔ گاؤں میں ایک بار پھر خاصیتی چاہی۔ رستے میں ایک فلاور شاپ پر اس نے گاؤں درک دی۔ کچھ کئے بغیر گاؤں سے اتر گی تھا۔ پندھنعت بعد جب اس کی وابسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں نیڈلیں Lillies کا کیتے تھے۔ اس نے گاؤں میں بیٹھنے والے علیہ کی گوئیں روک دی۔ وہ جیمان ہو گئی۔

"ایسے کل کے لئے میں کافی دشمن بخارتی ہوں، تم وکیہ لینا بلکہ خود بھی خانہ مال سے کہر دینا، اگر کوئی خاص پیروں بھول جائے تو۔"

دو اپب دوبارہ ملازم کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں۔

"میں رکھ جاؤں گی، آپ ٹکرائے کریں۔"

وہ مکن سے باہر آگئی تھی، لاڈو ٹھنگ کی گزیری تھی جمارتی تھی۔

"اور وہ دات کے قیمت بیجے کر کر پہنچے گا۔ ہمیں پورے بارہ گھنٹے باقی تھے اور مجھے ان بارہ گھنٹوں میں کیا کرنا چاہئے؟"

اس نے سوچنے کی کوشش کی تھی۔

انپیٹے کر کے میں چاکرات کو سینے کے لیے کپڑے دیکھنے شروع کر دیے تھے۔ پھر ایک لباس اس نے تھبک کر کیا تھا ایک دیگر آئنے پر وہ دلابیں بھی میں آگئی تھی۔

"ناؤ! عمر ڈراما جو کوئی بھائی نہ کیجئے؟ یہ دی رامیز روتو ہوئے اور درما نیور بھی عمر کوئی نہیں بھیجا تھا۔"

"میں نے درما نیور کو عمر کی تصوری دکھادی تھی۔ جزوی اعتیاق کے طور پر میں نے اسے کارڈ عمر کا نام لکھ دیا ہے۔ عمر کا لباس کے پاس رکھ کر خودی آجائے گا۔"

"ہاں! ایک لیکھ ہے۔"

وہ مطہن ہو کر دلابیں انپیٹے کر کے میں آگئی تھی۔ رات کا کھانا میں نے ناؤ کے ساتھ آٹھ بجے کھا لیا۔ بھلی بارکاک کو بارہ گھنٹے ہوئے اسے احساس ہوا کہ وقت کو پہنچ لئے بلکہ بیٹھ رکھ دیتے باکل رک کی جاتا ہے۔ اس کی تیز رفتاری ہی صبر آزمائیں ہوتی۔ یعنی دن اس کی سست رفتاری بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔

"ناؤ، آپ درما نیور کو کچھ بیجے بھیجن کی؟"

کھانے سے فارغ ہو کر مکمل ٹھنڈے پوچھا تھا۔

"ایک بیج۔"

"آپ عمر کا انطاکر کریں گی؟"

"ظاہر ہے، مجھے تو دیے گئی رات کو نیند نہیں آئی۔ گھر تھا جہو تو جا کر سوچا تو۔"

"نہیں ہاں اوں میں بھی انطاکر کروں گی۔"

"نہیں صحیح یوں خود کی جاتا ہے۔"

ناؤ نے اسے بارہ گھنٹا۔

"ہاں لگھے چڑے ہے جس کی بھی نہیں ہو گا۔"

اس نے ان کی بارہ گھنٹی کوئی ان کی کرتے ہوئے کھا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ ناؤ کے ساتھ لا لائیں میں بیٹھ گئی۔ اُنہیں پر ڈرام دیکھتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ

## باب ۹

اگر دن یوں خود کی میں اس کا دل نہیں لگا تھا۔ گھر واپس آتے ہی وہ سیدھا ہکن میں بھی۔

"ناؤوں اس کے لئے کیا پکاری ہیں؟"

"کوئی خاص پیروں کا نہ کوئی جو رہا ہے؟"

ناؤ نے سکرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میں اسیں اپنے لئے نہیں عمر کے لئے پوچھ رہی ہوں۔ اس کے لئے کیا بخارتی ہیں۔"

ناؤ کوئی پر مشتمل نہیں سے غیر رصاف کرداری تھیں۔ انہوں نے کچھ جوانی سے دیکھا تھا۔

"مر کے لئے تو کچھ بھی نہیں بخارتی۔"

"کیوں نہ؟"

وہ پوچھ جران رہ گئی۔

"آپ کو یاد ہے تاکہ وہ دات کا رہا ہے؟"

"ہاں، مجھے یاد ہے، وہ دبیجے کی قلاس سے بیساک آئے گا۔ جنپی جنپی اسے تین بیج جائیں گے قابو ہے کہ اس وقت تو وہ کھانا نہیں کھائے گا۔ سیدھا ہوسنے کے لئے چلا جائے گا۔"

"بھر کی ناؤ اونٹ پر کریں اس نے کھانا کھایا ہوا تو۔"

"یونک کرنے والی بات ہے کیا نہیں، وہ رات کا کھانا یقیناً قلابیں میں ہی کھائے گا۔ تم جانی ہو کر

کھانے کے محلہ میں وہ دکتا باقاعدہ ہے۔"

"بھر بھی ناؤ انہوں کا کیا ہے۔ وہ تو کسی بھی وقت گل سکتی ہے۔ اگر اس نے کچھ کھانے کے لئے آگئی ہے۔"

"بیٹھ دھرم حفاظت کی حکمرانی تو طیرواہ اس طرح بات کر رہی ہو جیسے گھر میں کھانے کے لئے کچھ ہو جائے۔"

"نہیں پتہ ہے ہر وقت فریضی میں دی، تین دشمن پڑھو ہیں۔ جو کوئی نہیں سوئے گا،"

علیحدہ کچھ شرمہدہ سی ہو گئی تھی۔

"عمر کو اطلاع دیں چاہئے تھی"  
نالوب گئی گرد میں۔  
"ہو سکا ہے انکی کچھ دریک اس کا فون آ جائے، یا من فون کر دے۔"  
علیرغم نے اپنے توکلی دی تھی۔  
"ہاں، ہو سکا ہے۔"  
"اب آپ سوچائیں ہاؤ!"  
"ہاں، مشکل سوچاؤں گی۔ تم بھی جا کر سوچاؤ!"  
وہ سر ہلا کر داں سے بہت گئی۔ وہ دلی کے ساتھ اپنے کر کرے میں آئی تھی اس کی آنکھوں سے نیند کمل  
ٹولہ پر غائب ہو چکی تھی۔ وہاب بھولہر لیکھ تھی۔  
"سینا تاکہ وہ اس طرح جھوٹوں کی طرح اختار کرنے کا۔ باذمیک کہتی ہیں، بعض دفعہ کر میں واقعی صدر  
دلتی ہوں حمات کی۔"  
اس کی آنکھوں میں بکلی تھی آگئی تھی۔  
"عمر کو تانے پر اطلاع قدمی چاہئے تھی۔ اسے سوچنا چاہئے تھا، یہاں سب لوگ اس کا اختار کر رہے  
ہوں گے۔"  
وہ اپنے کر کرے سے باہر نکل آئی تھی۔ یہ القیار اس کے قدم مرر کے کر کے طرف اٹھ گئے تھے۔ کرے  
کی لامبی جلا کر اس نے چاروں طرف نظر دوڑی تھی۔ اسے کہم بہت اداں لگتے تھے۔ کچھ دیر پہلے کمل نظر  
آئے والی ہر چیز یک دھام نظر آئے گئی تھی۔ وہ کچھ اور دل گرفتہ ہو گئی۔ کرے میں رکھی تازہ پھولوں کی اڑی  
منٹھن کو کے کر دی وہ بچھ پر ٹھکنگی اور اس نے اُنہیں دوبارہ ترتیب دیا۔ شرمندی کو دیا چند منٹوں میں یہ صورتیں بھی ختم ہو  
گئی تھی۔ اس نے اُنہیں بچھوں پر کہا تھا۔ مدد اور اس نے شیرپر آن کر دیا تھا۔ کل کمرے کی صفائی کر داٹے ہوئے  
بھی وہ بکست سن رہی تھی۔

"Every thing I do I do for you!"

برائی میں عمر کی خوبصورت آواز کرے میں لبرانے لگی تھی۔

"اُکرہ آتا تو اس وقت یہ کہہ اداں اور اکلیں دھوٹا۔"

وہ لاٹھوری طور سے ایک بار بھروس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ ریک شی پڑا ہوا ایک نالوں الفا کرہ دید  
پر بیٹھ گئی تھی، وہ بیجے کر کے کی تھیں اور ادا کی کو درکر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جیسے عمر کی کوپر کا کٹا چاہ رہی ہو۔  
نالوں پر تھے اور یہ اس نے سوچنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا اور کیا کہرا ہو گا۔

"وہ چہاں بھی ہو گا، سورہ ہا گا۔"

فرماں کے زمان میں اگر رات۔

عمر کے بارے میں بھی پاتھی کرتی جا رہی تھی۔  
ایک بیجے انہیں نے باہر گاڑی کے ساتھ ہو کر جانے کی آوازی تھی۔ گھری کی سویاں بہت ست  
ریتاری سے آگے بڑھ رہی تھیں۔

ڈیڑھ..... دو..... حائل..... تین.....

سواتھ بیجے انہیں نے گفت پر بارن کی آوازی تھی۔

"عمر آگئی ہے۔"

بے انتہا علیہ کے صد سے لکھا تھا۔ وہ ناو کے ساتھ لادائی کا دروازہ کھول کر باہر آگئی تھی۔ گاڑی پر رج  
میں راٹھ ہو رہی تھی۔

علیہ رکھ رکھ جانا تھا۔ گاڑی میں کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے جرأتی سے دیکھا۔

"نازاں گاڑی میں عزمیکی ہے۔"

"پڑھنی کیا کرتا ہے؟"

فوج برو بولی تھی۔ زارا بخوبی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آگئا تھا۔

"ایسا ہوا عالم؟ عمر کیا ہے؟ ہاؤ نے اس سے پوچھا۔

"وہی قلابیک سکھل وہی موسم کی وجہ سے۔"

"کیا، غلامیک کیسے کھلے ہو گئی؟ مجھے تو عمر کی اطلاع نہیں دی، اگر اسیا پکھو ہوتا تو وہ مجھے بتا تو دیتا۔  
جھیں کوئی غلطی ہو گئی ہے؟"

ہاؤ نے گلہری سے کہا تھا۔

"ٹھیں جی، میں نے تو انکا اڑی کا ذمہ سے پہ کر دیا تھا۔ آپ بے شک خودی فون کر کے پڑھ کر لیں، میں  
نے تو کچھ لوگوں سے بھی پوچھا تھا، انہوں نے بھی بھی کہا تھا۔"

ہاؤ نامہ بھی بے شک تھی۔

"مجھ میں بھی آہا کس نے مجھے بتایا کہن نہیں۔"

"ہو سکا ہے عرب بھول گئی ہوا۔"

علیہ رکھنے کے بعد بھی اسی سے کہا تھا۔

"جنیں اعمرا تھا لپا دو تو جسیں ہو سکاں۔"

"نیک صلبیک اب میں کیا کروں؟"

ڈرامہ نے پوچھا تھا۔

"لیکن ہم تم بھی جا سوچاؤ!"

علیہ نے ناو کے ساتھ اندر جاتے ہوئے کہا۔

سات کوتھی تھی، دہاں ایک والٹ اور سرت راچ پڑی تھی۔ وہ بے قیمتی سے ان چیزوں کو دیکھتی رہی تھی جو اس نے کرٹے کا حصہ جانہ لیا کرے میں اور کچھ بھی نہیں تھی۔ مجھ خال آئے پر، اپنے کروٹ کو دیکھ دیم کی طرف گئی اور دروازہ کھولنے کی اس کے لیے بیوی پر ایک سکراہٹ مددوار بھی تھی۔ دہاں دہماڑی گمراہ سوت کیس پڑے ہوئے تھے۔ وقت یا ہماگی ہوئی کرے سے باہر آئی تھی، تاکہ کوڑا زیریں ریجے ہوئے لاڈی گئی۔

"ادھر کمن میں ہوں ملٹری کیا ہو گیا ہے؟"

تاکوی آزاد اسے سنائی دی، وہ پچھلی بیٹی تھی۔

ناوسلاڈ ماریعی تھیں۔

"ناز اعمرا گیا ہے؟"

ناز نے پہنچ کر اہٹ پھچا لی تھی۔

"کیسی تم سے کسے کیا؟"

نہیں نے انہیں پختے ہوئے کہا۔

ملٹری نے ان کی سکراہٹ دیکھ لی تھی۔

"نازو پہنچ، جھوٹ پولیس ہرگز گیا ہے۔ مجھ پڑھے۔"

وہ کریکچ کرن کے پاس بیٹھ گئی۔

"پاں آ گیا ہے جس ساری تھے جا رہے آیا ہے؟"

"مگر اس کی توکلیت تو نکیل ہو گئی تھی۔"

"ہاں اگر وہ اس قلادیس سے نہیں آیا۔ اور تو تم نے یہ کیا ہے تو فی کی۔ سارا دن کمرہ تیار کرنے کے بعد خود دہاں جا کر سوئیں۔"

ناز نے اسے ڈامن شروع کر دیا۔

"وہ سچے چارہ تکا ہوا تھا۔ اپنے کمرے میں گیا تو دہاں تم سرکی ہوئی تھیں۔ وہ دہاں آگئی، میں جھین جھانا

چاہتی تھی مگر اس نے منجھ کر دیا اندر جاتے تھے۔ اس نے کہا کہ دہنیں اسے اپنے دیا اور سوچاۓ گا۔ میں نے اسے ایک کھل دیا

گر کرکل وغیرہ سارے سلودیں تھے جو میں نے اسے انہیں کھل دیا اور خوب تھہارے کرے سے کھل لئے تھے۔"

ناوسلاڈ بھاٹو کے ساتھی تھیں۔

"میں دیے یہ اس کے کمرے میں کی تھی بھر پڑھیں، کب مجھے نہیں آگئی۔ مجھے کیا پڑھا وہ آج یہ

آجائے گا، ایک دن رہ آیا کیسے؟"

لیکھ پڑھ آیا ہے؟"

"اب کہاں ہے؟"

"ایک سو یارا ہے۔"

"کہاں؟"

"اور یہاں پر لوگ اس کے انتحار میں جاں بردے ہیں۔" اس کی تھیں میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔ نادل پڑھتے ہوئے اسے اپنی آنکھیں بچھل ہوتی ہوئی محروس ہو گئی۔ آنکھوں کو بچھل کر اسے نے آنکھیں کو کچھ داہم پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ دوبارہ آنکھیں کوکھل کی اسے کوشش نہیں کرنی پڑی تھی۔ وہ سوچی تھی۔

جس دقت دوبارہ اس کی آنکھ کی تھی تو کمرے میں سورج کی روشنی پھیل چکی تھی۔ آنکھیں بچھل کر وہ کچھ دیر تک وہ سمجھ کی آنکھ کرنی رہی کہ وہ کہاں ہے کہاں پر بھر کی دم دہ جان گئی تھی کہ وہ کہاں ہے۔ اسے جماعتی ہوئی تھی کہ وہ دہاں کے سوچی تھی۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ سونے سے پہلے کیا کر رہی تھی، اسے یاد آگیا وہ نادل پڑھ رہی تھی۔

"اوہ جو مجھے نہیں آگئی ہو گی۔"

اُن کی نظر سارے دیوار پر لگے ہوئے وال کلاک پر پڑی تھی، سارے ہے دن بیچتے ڈالے تھے اور وہ ہبکا کا ہو گئی تھی۔

"میں اتنی دیر بیک سوتی رہی۔"

وہ انہوں کریٹھ گئی۔

"ناز نے یہ سوچ کر مجھے انھیں کی کوشش نہیں کی ہو گئی کہ میں رات کو دیر سے سوتی تھی، اب اپنی نیند پوری کر لوں۔"

اُن نے سوچا تھا، میں ہاتھ سے جاہی روکتے ہوئے اس نے اپنی انگوں سے کھل بٹانا چاہا، اور ایک بار پھر رک گئی تھی۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کر کیا رات کو اس نے اپنے اور پبلی بیٹھا۔ اسے یاد تھا کہ جس دقت وہ نادل پڑھ رہی تھی اس نے کھل نہیں ادا کرھا تھا۔

"ہو سکتا ہے نہیں میں لے لیا ہوں۔"

اُس نے سوچا تھا، میں بٹانے کے بعد اس نے بیٹھ پر دل دیکھنے کی کوشش کی تھی، نادل پڑھ پر نہیں نظر آیا تھا۔ اس نے فتحی کا رہت پر دکھا۔ نادل دہاں بھی مگر انھیں تھا۔ وہ پکھا لیتھی تھی۔ نادل کو دہیں ہوتا چاہئے تھا۔ اس نے گردن مور کر سائیکل پر دیکھا، اور پکھ دیر بیک وہ اسے دیکھی تھی رہ گئی۔ نادل کو دہاں ہوتا چاہئے تھا۔ اسے یاد نہیں تھا کہ اس نے نادل دہاں کھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بیرے سے کھدنا تو دہاں آگئی ہوں اور نادل انھا کر یہاں رکھ کر تھا۔ اسے بالآخر دیاں آیا اور وہ کچھ شرمہدی ہو گئی۔

"پچھے پھرے یہ یہاں ہوتے پر ناؤنے کیا ہے؟ کیا ہے کوچھ کیا ہے کہ رکھنا جائے؟"

میں کہہ کر جو ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔ کل تھہ کرنے کے بعد اس نے سوچی بھل کو کھا سارے سوچی آف تھے، سیمیری بھی آف کر دیا گیا تھا اور اس بات میں کوئی ٹکٹ عین نہیں رہ کیا تھا کہ، نادل دہاں آنی تھیں اس نے بیٹھ کیا جا رہی تھی کی اور انہا دپھٹا گا کر کرے سے لٹکی تھی کہ جب اس کی نظر دریک بھل پڑی تھی وہ

"میرے کرے کے ساتھ دلکرے میں اب تم اس کو بجا نہ مت بھی جاؤ۔"  
"(تینی ناوارٹیں کیون اسے جگائیں کی؟)"

وہ کچھ شرمندہ ہوئی تھی۔

"وے وے وے کب اپنے گوئیں"

کچھ درجہ اعلیٰ پر چھا تھا۔

"پنجیں لکھن ہر اخیار خالی ہے تو یہ اخی جانے گا۔ اسی لئے میں اپنے اس کے لئے خاص طور پر ذمہ

تکار کرداری ہوں۔"

ناونے اسے بتایا تھا۔

"یونہری کا نام تھا تو انکی کیا تھا، اب تم مڑھا تو ہو جو لو، کپڑے پہنچ کر اور آکر کچھ کا لے لیں۔"

ناونے اس سے کہا تھا۔ وہ سہا تی ہوئی کچھ سروی اپنے کرے میں آگئی تھی۔

پدرہ سنت میں وہنا وہ کوہروہ بکھر میں آگئی تھی۔

"تاواں اسی اپنے گی کرسی کی، اسی کچھ کھالیا تو پھر بھوک نہیں رہے گی۔"

اس نے آئے ہی اعلان کیا تھا۔

"لیکھ ہے سوت کا کاؤنٹ"

ناونے اسرازیں کیا تھا۔

"آپ نے عمر کے ساتھ باقی کی تھیں؟"

اس نے بڑی لذتی سے پوچھا تھا۔

"تینیں!"

"کیوں؟"

"ہمیں کیا بھی کرتی، ساڑھے چار بیج تو وہ بے چارہ آیا خالر میں اس دلت اس سے کیا تھیں لے کر رینہ جائیں۔"

ناونے کوہروہ کی گاہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"کیا گل رہتا؟"

علیوہ نے اشیاں سے پوچھا تھا۔

"He has always been handsome!" (وہ ہمیشہ سے ہندرم ہے۔)

ناونے فریبا ندازیں کیا تھا۔

"ناونے اسی لئے تو پچھری تھی کہ وہ پہلے سے کچھ بدلا ہوا ہے یا نہیں۔"

"تلیوہ اسکی اخبارے کا تو دیکھ لیا کہ بدلا ہے یا نہیں!"

ناونے سکراتے ہوئے کہا تھا۔

## باب ۱۰

اخیر پورٹ پر فرامیدہ اس کے ہام کا کارڈ لئے موجود تھا۔ وہ غلامی سے اس کے ساتھ مل پڑی۔ اخیر پورٹ سے گرفت کارا راستہ بھی غلامی سے ملے ہوا۔ فرائم گاڑی فرامیدہ کرتا رہا اور وہ سڑک پر نظر آئے والی فریہک ریتی تھی۔ جوں جوں گرفتہ عب آجارہم تھا اس کے دل کی حوصلہ کیسی نیز ہوتی چاری تھی۔ وہ مسلسل اپنے باپ کے ہار سے میں سوچ رہی تھی۔

"وہ بیتھا چھٹے دیکھ کر جھر ان ہوں گے، کیونکہ اب میں بہت بڑی ہو گئی ہوں۔ ہو سکتا ہے اب میرا قدیمی ان کے مدام آگیا ہو۔"

اس نے سکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"پاپا بیتھا چھٹے بہت س کر رہے ہوں گے۔ اسی لئے تو انہیں نے مجھے یہاں آئے ہی بلایا ہے۔"

اس سے کچھ فرم کا حساس ہوا تھا۔

گزری اس کے درجہی مکر ہنچ کی تھی۔ فرامیدہ کارن بجانے پر گفت کل رہا تھا۔

اس نے پورچھا تھا۔

"اگر ہارن مختی پہلے بیٹا ہر آجائیں گے۔"

اس نے کچھ سرو رکھ کر سوچا۔

گزری اب پورچھیں شئی کی تھی۔

وہ دروازہ کوپل کر پھوٹ اڑائی۔ پورچھا بھی بھی خالی تھا۔ فرامیدہ اب تو کی سے اس کا سامان کاٹل رہا تھا۔

وہ ابھی امداد سے پاپا کی امداد کی آمدی بھلختھری۔ فرامیدہ لے ڈکی سے سامان کاٹنے کے بعد سے کہا۔

"تمیرہ وہی لیں اندرا جائیں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ پیچھے دیکھنے لگئے جوں آگے بڑھ گیا۔ اسے یک دم باعثی ہوئی تھی۔

"پاپا لہلاوٹیں ہوں گے اور میرے اندرا نے کام اٹھا کر رہے ہوں گے۔"

ٹلائے مدنے اس سے پوچھا تھا۔  
”خیں مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، میں پکر دو آر ایم کن جاتی ہوں۔“  
پکھ بچھے ہوئے دل کے ساتھ اس نے درید سے پوچھا تھا۔  
”دوسرا ہاتھی ہوئی اس کر کرے سے کل کی۔ وہ چبپ چاپ پیٹر پر سیدھا جات گی۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس راستہ نہ لے کریں گی۔ وہ چبپ چاپ پیٹر کی ناچاری کرداری ہوں گی، اسے خیال آیا تھا اور شاید مجھے کیا یاد کریں گی۔ اس نے خود کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی۔  
پیٹر پر سیدھی لٹکی دوڑت کچھ کوتے کو پتھر کر کریں گے۔ اس نے خداوند کی خواصی کے لئے آنکھیں بند کر کی تھیں جب وہ غوری کے عالم میں تھی اس نے دروازہ پر دوڑت کی تھی۔ بے اختیار اس کی آنکھیں مکمل گئیں۔ دوڑت ایک بار پھر ہوئی، اور وہ انھیں پکر پیٹر پر چھوٹ گئی۔  
”لیں کم ان!“ اپنے ذہن پر چھائی ہوئی غوری کو اس نے جنک کر دو کرنے کی کوشش کی تھی۔ دروازہ کھول کر خانماں کی بیوی اندرا آئی تھی۔  
”علیم! بی بی! اسکھ صاحب الحکم کیے ہیں اور آپ کو بنا رہے ہیں۔“  
اس نے اندر آئے اس طلاق دی۔ علیمہ بے اختیار اپنے بیٹے سے اٹھ کر کمزی ہو گئی تھی۔ ایک زینہ مگردن پہلے کی بھی ایک دم عاصب ہو گئی تھی۔  
”بیبا کہاں ہیں؟“ اس نے درید سے پوچھا تھا۔  
”ووچ کرنے کے لئے! اسکے دم میں گئے ہیں۔“  
درید نے اسے تباہ کا۔  
”وہ اس کے ساتھ پہنچ ہوئی کرے سے باہر آگئی تھی۔“  
”وہ رانگ روم میں وہرف اکٹھے ہیں؟“  
اس نے کوئی پوچھا۔ اگر درید سے پوچھا تھا۔  
”خیں، سب لوگ دیں ہیں، بڑے صاحب، شامس بی بی اور علیم۔“  
اس نے علیم کے دادا بھی اور ان کے بیٹے کا ذکر کرے ہوئے کہا۔  
”نکل جان کہاں ہیں؟“  
اس نے اپنے بچھے کے بارے میں پوچھا تھا۔  
”چھوٹے صاحب لوگ بھی گئے ہوئے ہیں اور ناتھ بی بی، بھی سکول سے یہ نہیں آئیں۔“  
درید نے گمراہ کے نالی دو فراز کے بارے میں بھی اسے طلاق دے دی، اور وہ خواصی سے اس کے ساتھ چلتی رہی۔  
جب وہ رانگ روم میں داخل ہوئی تو سب لائک گنکوں میں ضرورت تھے۔ سکندر اسے دیکھ کر لپی کری۔

اس نے فراخو کو تھی۔ دو راتیوں کے پیچے وہ بھی اندر را فلیں ہو گئی تھی۔ لاڈنگ مالی تھی۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ دو راتیوں نے ایک کوتے میں اس کا بیک کر کیا تھا۔  
”آپ بیٹھ جائیں، میں اندر ماتھا ہوں۔“ دو راتیوں سے کہتا ہوا اندر چلا گیا تھا۔  
علیمہ کو وہ خوب سے تراویدا اس گمراہ ایک فریڈا تھا۔ کیا مہمان کی خواصی پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی بیٹھاتی تھی خواصی رہتی تھی۔ بھجن سے کر اب تک بدھی بارہ بہاں آتی تھی، بھیس اسی خواصی نے اس کا استہانی کیا تھا! بال پلے فرق پر تماق کا پا اسے دروازے پر بلا کر کے تھے اور اس خواصی کو وہ بعد میں محسوس کیا کرتی تھی۔ آج خواصی کو اس نے پہلے محسوس کیا تھا! اس پا اسے دروازے پر بلا کر کے تھے اور اس خواصی کو وہ بعد میں محسوس کیا کرتی تھی۔  
چھلپا جا، جب وہ بیان کی تھا۔ اسی کی دادا کے علاوہ بچا اور ان کے دو بیویوں سے بھی اس کی لذات ہوئی تھی۔ اس گمراہ کے بیویوں کی تھا! دادا بیسی تھی۔  
”اب پاپا اور ان کی بھی۔“  
اُس کی سوچوں کا حللوٹ گیا تھا۔ کر کرے میں دو راتیوں کے ساتھ ایک گھورت راٹھ ہوئی۔ علیمہ نے اسے پہنچان لیا تھا۔ خانماں کی بیوی تھی۔ بھچلپا کی سال سے وہ دو دوں وہیں کام کر رہے تھے۔ اس گھورت نے آئے ہی یوں گرم جھوٹی اور اسکار سے علیمہ سے ہاتھ ملا گیا۔ اس کا عالی احوال پوچھا تھا۔  
”سب لوگ تو اگلی سارے ہیں، آدمیے کچھ کی احتیاجی جائیں گے۔ صاحب نے آپ کے آئے کے بارے میں رات کو تباہ کیا تھا، اور کہا کہ جب آپ میں تو میں آپ کو کرسے میں پہنچا دوں اور آر ایم کرنے کے لئے کہوں!“

درید نے اسے آگاہ کیا تھا۔ علیمہ کو ایک اور جھکا گا۔  
”پاپا سوچے ہیں؟“  
اُسے سیخن بھیں آیا تھا۔  
”اہا! ایہاں سب لوگ دریے سے ہی اشتہ ہیں، لیکن آدمیے کچھ کی احتیاجی جائیں گے۔ آپ ہم برے ساتھ آئیں میں آپ کو اکٹھا کروہ کر حادثی ہوں۔ آپ چاہیں تو پکر دیا اور آر کام کر لیں۔“  
درید نے اس کا بچھا اپنے کھانے کی تھی۔ درید نے ایک کرے کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا تھا۔ وہ سردوہ ہوا تھا۔ خواصی سے درید کے پیچے چلتی تھی۔ درید نے ایک کرے کا دروازہ اس کا سارا جوش کر کرے کے ساتھ علیمہ کی رہنمائی میں کریں تھی۔ بھی علیمہ کو کہا کردیا تھا۔ علیمہ کو دو اسی دادا کے میں تھا اور اسی تھی۔ کرے کی دادا بھی اور پر دوں اور کا دا بھت کا رنگ بدلنا چاہکا تھا۔ گریٹک وہی تھی۔ زرینہ کرے کے ایک کوتے میں اس کا بیک رکھ دیا تھا۔ علیمہ خواصی سے بیٹھ پر جا کر قسمی گئی تھی۔  
”آپ کے لئے چاہے لاوں؟“

اس کی پچھی نے اسے خاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔  
اس نے خاموشی سے پڑتے اپنے آگے رکھا کہ اس میں پارول دالے گی۔ سکندر ایمی بھی اپنے والد سے ہاتھ میں مفرغ تھے۔ پچھی اور طرف خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے، اور وہ جوکل سے یہ سوچ رہی تھی کہ کہاں آتے ہیں سب سے خاص اہمیت دیں گے۔ کیونکہ چار سال کے بعد وہاں آئی تھی۔ بے حد گزنتی۔ بیہاں کی کوئی کہوئی نہ ہوئے سے کوئی خاص ذریق نہیں پہنچا۔

"خیل کسیر سے پایا ہو گئی تھیں، جوکل یہ کہا رہے تھے کہ وہ کچھ بہت سی کروڑ ہے ہیں۔"  
اس نے بے دلی سے چاروں کاٹتے ہوئے سچا۔ پچھی نے کھانے کے دروازہ دو چار ہزار روپے اس کی طرف بڑھا لی تھیں، مگر جب اس نے کھانے میں پڑھی فاہر ہیں کی ان کا جوش و خوش بھی خٹپٹا پڑ گیا۔  
اس نے اندھارہ لکھنے کی کوشش کی تھی کہ نہ کوئی ساختہ کھانے کا تھا اور پاپا کے ساختہ کھانے میں کیا فرقی ہے؟ اسے حساس ہوا تا دلوں بیج اس کے لئے کوئی خاص ذریق نہیں تھی۔  
کھانے کے دروازہ دو چاروں اس کے دادا الیٹے دو، تینی ہزار اسے خاطب کیا تھا۔ اور پھر کھانے سے قاریب ہو کر وہ اپنے کرسے میں بٹلے گئے تھے۔ آئنی ٹھنڈی بھی طرف کے ساختہ انکل رم میں سے نکل گئی تھی، جب اس کے پاؤں اس سے دربارہ مٹکنے سلسلہ شروع کیا تھا۔

"اصلی یہ کسی چاری ہیں تھا رہی؟"  
انہوں نے سوتھی نشانہ ہوئے پوچھا تھا۔  
"بہت اچھی!"  
وہ باپ کے خاطب کرنے پا ایک بارہ روپہ خوش ہو گئی تھی۔  
"تو کوئی کاٹاں میں ہو رہا?"  
اسے ان کے سوال پر یک دم دھمکا گا تھا۔ اس کا خال عقائیں یہ یاد ہو گاہر پاروفون پر وہ اہمیں اپنی کاٹاں کے پارے میں ضرور بتایا کریں تھی۔

"اے۔ لیڑا میں!"  
دم آواز میں اس نے کہا تھا۔  
"آگے کی کہے کہا رہا ہے؟"  
آگے کے پارے میں اگی سوچا تھیں، آپ تاکیں پاپا مجھے آگے کیا کرنا چاہئے؟  
اس نے بڑے احتیاط سے سکندر سے پوچھا تھا۔  
"یومِ کرنا پاپا تھا ہو رہا کردا?"  
انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔  
"مگر میں دکھنا پاہتی ہوں جو آپ چاہئے ہیں!"

انہوں کی طرف آئے اور اسے خود سے پہاڑا تھا۔

"میں تو جیسیں پہچان ہیں جس کا علمیہ اور اتنی بڑی ہو گئی ہو۔"

انہوں نے اسے خود سے الک کرتے ہوئے کہا تھا ملبوہ کا جوہر سرخ ہو گیا تھا۔

"اب تو تمیرے پتھی ہو گئی ہو۔"

انہوں نے اسے بہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"کسی ہو گئی؟"

"میں تھیں بول پاپا! آپ کیسے ہیں؟"

اس نے جواب پوچھا تھا۔

"میں بالکل تھیں بول، اور جیسیں سرمنی کوئی ایلم ہو جیں ہوا؟"

انہوں نے اس کے گل پتھراتے ہوئے پوچھا۔

"جیں!"

اس نے مکمل اچاہد دیا تھا۔

"اپنے دادا اور اپنے بیلی ہو؟"

اسے ساختہ ہوئے ڈانگ تھیں کی طرف پاٹے ہوئے انہوں نے پوچھا تھا۔

"خیل جب میں آئی تو سب لوگ ہو رہے تھے؟"

المی آئنی کو کہ کر اس نے ساختہ ہوئے کہا تھا۔ دردار الیٹے حصہ بارات اس کے سر پر ہاتھ گیرتے ہوئے اس کا عالی درجہ نہیں ایک بیٹا تھا۔ آئنی تھے اپنی کری سے کڑے ہو کر اسے گلیا تھا۔

"تمہارے پاپا تھیں کی کہر ہے ہیں کشم قداقی بربت بڑی ہو گئی ہو۔"

انہوں نے اس کے سارے کھاڑے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

آئنی سے چار سال بडید جیاں آئی بول۔ چار سال میں مجھے پکنے پکنے لے زیادا تھا۔

اس نے کرکی پر پیٹھے ہوئے، بارہ سالہ طرف سے ہاتھ لٹاتے ہوئے وہی آواز میں کہا۔ اس کی پچھا جانا صرف بلکہ سے کس کاریں تھیں۔ سکندر اب اپنی کری پر پیٹھے چکھے۔

"میہاں سیرے پاں آجائے ملبوہ!"

انہوں نے اپنے اس کی طرف دالی کری کی جانب اٹھا کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ خاموشی سے ان کی طرف چند بھروسے کا اضافہ ہو گا تھا۔ وہ کچھ بالکل سیاہ کریٹ نیادہ کریٹ اور سارست نظر اڑا ہے تھے۔ اسے دہانی کے پان

چینگیں حم کے تحفظ کا احساس ہوتے تھے۔

"علیہ اکھاڑا شروع کر دیں جیں کسی پیچ کا انتفار کر دیں ہو؟"

"تمہری آئنی اپنے بیکے گئی ہوئی، شام کو آجائیں گی تو تم مل لیتا ان سے۔" بھول نے اسے بتایا تھا۔ علیزہ نے غور سے باب کا جگہ دیکھا دے، بہت مطمئن نظر آ رہے تھے۔

”وہ آپ کے ساتھ آئی ہوئی ہیں۔“  
 ”ہاں ادھر سے ساتھ آئی ہوئی ہیں۔“  
 ”وہ کچھ چیزیں تو پہنچانے کا بارہا نہیں تھا اس کی خاصیت کو بخوبی توڑ کر لیا تھا۔  
 ”تمہارے لئے مجھے چیزیں لے کر آیا ہوں، مجھے چیزیں تھیں اتنی نئے مجھ پہنچ کی ہیں۔ شام کو جب وہ  
 آئیں گی تو خود چھیڑیں گے۔“  
 انہوں نے اسے اٹالا ریتھی۔

”جیسے ایک ضروری کام سے باہر جانا ہے۔ تم آرام کر دیا پھر اپنی آئندی وغیرہ سے باش کر، شام کو تم سے ددبارہ ملاقات ہو گی۔“

انہوں نے سوچتے دش فوج کرنے کے بعد بھل سے کمزیر ہوتے ہوئے کہا تھا۔ وہ بھی خاموشی سے ان کے ساتھ ہی کمزوری ہوئی۔

”کیا میں اس طرح ان کے سماں ہیک ہنڑی گواریں گی۔“  
اپنے کرنسے میں چانے کے بعد اس نے کچوں کوٹی سے سوچا۔  
”بیبا کو پتہ ہوتا چاہئے تو کہ میں چار سال کے بعد ان سے لے رہی ہوں کیا ان کے پاس میرے لئے تھوڑا  
سادگت کی تھیں ہے؟“  
وہ ایک بارہ بھی پڑھ رہی تھی۔

☆☆☆

وہ تین سال کی تھی، جب اس کے والدین کے درمیان طلاق ہو گئی تھی۔ طلاق کی وجہات پر دونوں میں سے کسی نے بھی روشنی ڈالنا پڑنے تھیں کیا تھا اس لئے وہ بھیں جانتی تھیں کہ اس کے والدین کے درمیان کون سے انکلیفات تھے۔ ان دونوں سے یہ سوال پوچھتے کیا ہوتا تھا کہ کسی شخص کی مگر جو اس نے چنان آیک بار پرسہ سوال پوچھا تھا اور ملے والا جواب اس کی تعلیمیں کر سکا تھا۔ وہ بیسہ بیک کہ دنیا تھیں کہ ان دونوں کے درمیان انگریزی میں بھی بھی بولی ہوئی۔

طلاق کے بعد علیرہ اپنی ماں کی کمپنی میں پرداختا رہا۔ کیا تھا۔ طلاق کے ایک سال کے اندر علیرہ کی بھی کوئی تھی۔ اور جب یہ طبلہ پایا تھا کہ علیرہ اپنے ہائی کورٹ کے پاس رہے گی۔ شکندر نے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ وہ خوبی و دوسرا شادی کرنا چاہ رہے تھے، اور علیرہ کی ذمہ داری اخراج نہ کرے۔ ان کے اپنے کمرکشیں ایسا کوئی نہیں تھا جو علیرہ کو پاپ سماں درودہ اسے آتی چھوپنے غریب میں ساتھ مختار نہیں لے جا سکتے تھے اور دنیا دلے بنا جائے تھے کیونکہ ایک بہت بڑی نہ مدد داری تھی۔

"بھی، میں کیتا سکتا ہوں کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے یہ تمہیں خود طے کرنا ہے یا پھر تمہاری بی اور ناؤنٹے کریں گی۔"

卷之三

"تو پاپا! ان سے نہیں آپ سے گائیز غص لینا چاہتی ہوں، یقین کریں میں وہی کروں گی جو آپ مشورہ کرے گے۔" سارے مدد کے پکے ہائے لہاڑا۔

اس نے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے میسے انہیں یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔

”جوہیں کھوں گا۔ چلوٹھیک ہے اس پر بعد میں بات کریں گے۔“

اہلوں کے ہات کا موسوی بدل دیا تھا۔  
”تمارے ہاتھانی کیے ہیں؟“  
”لکڑا۔“

بلاں حیک ہیں! ”  
”تمہارا خیال رکھتے ہیں؟“

اہمیت سے پھر بچانے کے لئے فوتوس اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جاتا۔  
 ”بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں، اور ناٹو ایک منٹ بھی میرے لئے نہیں روکتیں۔ ناٹا بھی بہت کیفیت  
 ایگی بھی بیان آئے پر وہ دونوں بہت اوس اور ہے تھے۔ کہ رہے تھے کہ مجھے بہت س کریں گے۔ اصل  
 ان دونوں کو مریض بہت عادت ہو گئی ہے۔ میں جسیں جوئی تو، تمہاری کامکاری جانتے ہیں۔ ناٹو نے ہمیں  
 مریض تھیں ایگی چند مخفی پلے آئرولیٹسے آئیں، اور پھر جاری ہوں۔ گرمی خدا کے آئی  
 ”وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں، بھرگی پتا برداہاں دل میں لگاتا۔“ اس نے جھوٹ کا ایک ابراہمی کرتے  
 کہا تھا۔ سندھ اس کی پاٹی سے جیسے ملٹین اونگے تھے، ایک بار بخوبی سوتھی کی طرف جو گئے۔  
 ”کیوں؟ ادل کیوں نہیں لگا؟“

انہوں نے پوچھا تھا۔

”میں آپ کو بہت مس کرتی ہوں۔“

یہیں ان کی محبت کی نذر رہی چاہئے۔ اگر وہ تمہاری اتنی پروادہ کرتے ہیں، تمہیں کوئی خشی کرنی چاہئے کہ دل بھی وہاں لکھا رہے ہے!

اہوں نے جو لہاڑا ہوا ان سے میں سننا پا ہیتی گی۔ کچھ مایوس ہو کر اس نے باپ کی طرف دیکھا تھا۔  
”میں کوشش کرتی ہوں۔“

پھر بے دلی سے اس نے کہا تھا۔

آئتی نے اسے تھا۔

"بادا بیو کہاں گئے چیز؟"

"پاپا پاپا کہیے کچھ ہوئے ہیں وہ بھی آئے دالے ہیں ہوں گے!"

"بلیو، ایک بار بڑا جگ سوال کی تباش میں سرگرد اس تھی مگر اس بار آئتی نہ تھے اس کی شکل مل کر رہی تھی۔

"کراچی کیا کہا؟"

فوجی طور پر اس کی سمجھتی نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے۔ مگر ائمہ پورت سے گمراخ دیکھے جانے والے کراچی کے بارے میں وہ کیا تمہرے کر سکتی تھی۔

"اچھا ہے!"

اس نے فخر جواب دیا تھا۔

"ٹھک آپا کرو کی کی، صرف یہ آئی ہو جب تمہارے پاہ آتے ہیں۔"

پھر ہنس کر ٹھوڑی کھا کھا ڈالتی دیتی تھی۔ اسے اخوازہ لگانے میں بھی بھی نہارت نہیں رہی تھی۔ وہ انے تو پہن کر کی کہ اسے صرف پاپا کے آئے پر ہی جایا جاتا ہے۔ دن ماش روی۔

"انہی کی سے ملتی رہتی ہو؟"

انہیں نے اپا کا کچھ اچھا۔

عینہ نے اپنی دیکھا وہ بہت جھس نظر ار رہی تھی۔

"ہاں اگئی کی پاں تو اپنی رتی ہوں، ہر سال چھیان دیں ان کے پاس گوارنی ہوں۔ وہ چاہیں ہیں کہ میں ان کے پاس ہیں جیسے بھائی اور بھوپال میں لگا۔ اس لئے ہے۔ ہیاں ہاں اور انہیں ہمیرے پیغمبر وہ ہاں کل اکیلے ہو جاتے ہیں۔ ان کے پیغمبر ایکیں اور درال میں لگا۔ اس لئے ہمیرے پیغمبر کو ہمارش کر کے واہیں آجائی ہوں۔"

اس نے ایک بار پھر محضت کا جال خدا شروع کر دیا۔ آئی شمس نے بھی جو اپا کو کہنیں کہا تھا۔

"کچھ دن کے لئے آئی ہو؟"

کچھ دی بعد انہوں نے اپا کا کچھ اچھا۔

"یو اپا پر میونڈ کرتا ہے، وہ چاہدے ہے ہیں کہ جب بھکر بیاں ہیں میں ان کے پاس رہوں۔"

اس نے جال کو ایک اور گردہ لکھا تھی۔

"یعنی دو بھتوں کے لئے۔"

"ٹھاٹھی نئے کہا کھا۔"

ملک، کچھ جان ہوئی تھی۔

"کیا پاپا اس بار صرف دو بھتوں کے لئے آتے ہیں۔"

"جسیں سکندر بھائی کو تو پاکستان آئے یہ چوتھا مہینہ ہے، اب تو دو بہت بندوں، واہیں چانے والے ہیں۔"

اس نے انہوں نے عینہ کو مستقیم طور پر اس کے تھیبال کے حوالے کر دیا تھا، ہر ہمادہ، اس کے اخبارات کے لئے ایک اہمی نامی رقم اس کے پیک اکاؤنٹ میں جمع کر دادیتے ہے اور ان کی پرستی اپنے اپنے بھائی تھی۔

طلقاً کے دوسال بعد انہوں نے اپنے پندکی وہ سری شاری کرنی پڑی اور اپنی بیوی کو اپنے ساتھ مقطا لے گئے تھے۔ عینہ سے چداں کے دو قنے سے چداں کے دو قنے اور اپنے بھائی کا کچھ تھے جسے اپنے پاکستان آئے پر چداں کے دو قنے سے چداں کے دو قنے۔ ان کے خیال میں اس کی قدرداری سمجھی پر پوری ہو چکی تھی۔

عینہ کی بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس طبقہ میں جسیں ملکی کامیابی کے ساتھ ان کا سلوک میں سکندر سے زیادہ غلط نہیں تھا۔ وہ چھبوں میں ملکہ کا اپنے پاس آئر طیاری بولا یا کرنی تھیں۔ چھبوں گزارنے کے بعد عینہ وہاں پاکستان آیا کرنی تھی۔ پچھلے کی سالوں سے چھبوں کی چھبوں میں اس کی بھی سعوں تھیں۔

اس کی بھی اور پہلا بہت پر سکن زندگی کو اپنے ساتھ نہیں رکھی۔ شاید ان میں سے کوئی کوئی اپنے ساتھ زندگی کا خیال نہیں تھا۔ وہ بار ان سے ملے کے بعد سچا کتنی تھی کہ اس کے پیغمبر کی وہ دوں بھرت خوش تھے شاید ان

دوں کو کسی اس کی نہ رکھتے بھی چھبوں نہیں ہوتی تو ہمیں اور وہ صرف فرش بھاٹتے کے لئے اسے اپنے پاس بلاتے ہوں گے۔ مل باپ سے ملے کے لئے وہ بھتی سے تاب رہی تھی۔ ان سے ملے کے بعد اس کی بے شکنی اور بایوگی بھی انہیں بے شکن بجا لیتی تھی۔

☆☆☆

دو جس وقت دوبارہ بیدار ہوئی تھی اس وقت شام ہو رہی تھی۔ اپنے ایک کھل کر اس نے کپڑے لٹالے تھے اور نہایت کے لئے وہ بھر جو کھلے۔ دنماں کوئی نہیں تھا۔

آجھہ گھنک کے بعد دوں بھتوں کے ساتھ میں آتی تھا۔ دنماں کوئی نہیں تھا۔ کچھ سوچ کر دہاڑہ لان میں لکھ لکھ کر دنماں اپنے دوں بھتوں کے ساتھ میں جو جو خصیں۔

دو آجھہ دنماں اپنے کے بھرنا کی تائید سے نہیں تھی۔ بھتی بار اسال پلے دو ہمایاں آتی تھیں اور یہ صرف چار سال کی تھی۔ وہ طیاری ہوئی ان کی پاس آگئی۔ آئی شمس نے تائید سے اس کا تاریخ کر دیا تھا۔ عینہ اپنے اپا کو بڑھا لیتا تھا اور تائید سے پکھڑتے ہوئے ہاتھ ملپا لیا۔ وہ کری کھنچ کر ان کے پاس نہیں تھی۔ پکھڑتے ہوئے ہاتھ ملپا لیا۔

خاتمہ رہے تھے وہ بھر طیارے نے پہنچا۔

"اپنکی مختاری، بھگی اور اپنی جسمی آنے ہے۔"

ایک بار پھر خاتمہ تھا جس کی طرح شاید آئی شمس میں گمراختیں کر اس سے کیا ہات کی جائے۔ ایک بار پھر بھر طیارے نے پہنچا۔

"پاپا بھک آگئی کے؟"

"وہ تمہاری آئی کی لینے کے ہیں اور میرا خیال ہے۔ پکھڑتے ہوئے جائیں گے۔"

وہ چاہئے کے پار جو ملین ہیں ہو سکی جی۔  
میکٹ پر ہاران کی اواز ساتھی ایسی "گلائے" تھا راءے پاپا آگے گئے ہیں۔  
ٹھیس آئی نے گست کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا، وہ میکٹ کی چانپ خوبہ ہو گئی جہاں کھلے گئے سے  
ایک گاڑی اندر رواز ہوئی تھی۔ گاڑی پورچ میں جا کر کی تھی۔ پھر اس نے گاڑی میں سے اپنے پاپا اور ان کی بیوی  
کو اترتے دیکھا تھا۔ جگلی سیٹ کا دروازہ کوں کاس کے چھوٹے روپوں بھائی گاڑی سے اتر رہے تھے۔  
پاپا نے لبی بھی کے کی بات کی کی اور درولان کی طرف سچھوپا ہو گئی سچھ ملیرے نے پاپا کے ساتھ نہیں  
انہی جانپ آئے دکھاں کے قریب آئے پر طیارہ انہی کی سے انکھی ہوئی تھی۔  
جگلی کی باری طرح اس پار بھی انہوں نے اسے گلے کا کاس کا گل چھتا تھا اور ہبیش کی طرح اس پار بھی  
علیہ کوں کے انداز میں گرم جوشی میں ہیں ہوئی تھی۔ سب پالل فارل تھا۔  
”حسن۔ احسن اور حرام۔ علیہ سے آکرلو“  
اس کی دوسری اگب اپنے ڈیٹھوں کو انداز دے کر باری تھیں۔ وہ دوپون قریب آگئے تھے اور ان کے  
پیچے مور جو درد ہے علیہ کو جھان کر دیا تھا۔ حسن اور احسن نے پاں آؤٹریڈے سے باتھا لائے تھے تک جہاں کی نظریں ای  
دوجہ پر کوڑ کری تھیں۔ اس نے پاپا کا اس نہیں کی سی ساٹھ تھیں۔ سالہ بیوی کا خاتمہ اور جہاں کا گل چھتے دیکھا تھا۔  
”علیہ زیادہ سر بھی ہے تھا دی پھولی بیوں اور مریم ایسا یہ شہادتی آئی ہیں۔“  
پاپا نے اس سے کہا تھا۔ وہ دم سادھے مریم کے بھائے پاپا کا جوہر کو سمجھی رہی۔ ساری خالی جھیں اس کے  
دوجو کے بیخی ہو پر کی گئی تھیں۔  
”شاہد اسی نے پاپا نے مجھے میں نہیں کیا کیک اپ مرٹ میں تھی نہیں ان کی ایک اور بھی بھی ہے جو ہر  
وقت ان کے پاں ان کے ساتھ رہتی ہے اور میں وہ گوئیں بھی اٹھاتے ہیں اور اس کا گام ہو گئی جو جھے ہیں۔“  
دو کوش کے باوجود چہرے پر کوئی سکراہت نہیں لائکی معرفت خاصیتی سے پاپا اور مریم کو سمجھی رہی جو ایک  
”درسے کے ساتھ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔“  
”بیرونیاں ہے۔ اب اندر ملتا چاہئے، یہاں توہبہ اندر ہوا گیا ہے۔“ پاپا نے اپا کہ کہا تھا۔  
”ہاں بھیک ہے اندھڑے چیز۔“ ٹھیس آئی نے اپنے ہوئے کہا تھا۔  
وہ خاتمی سے ان بھی کیہی کرنے کی تھی۔  
”پاپا کوک بھی بیرونی ضرورت پڑے گی تھی میں یاد آؤں گی کیک اپ ان کی جملی کمل ہو گئی ہے۔“  
میرے نے اب ان کے پاس بھی کوئی مجھ نہیں ہے اور اہمیت تھیا مریم کی آمد کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی۔ وہ ایک  
کمل جلی ہے علیہ کے بیخی ہی۔  
اس نے اپنے آگے بڑھتے ہوئے پاپا اپنی دوسری بھی، حسن، احسن اور مریم کو دیکھتے ہوئے سچھا تھا۔  
”مشی تباہ کے لئے ایک ایک سڑا چیز ہوں اور پاپا نے مجھے مریم کے پارے میں تھا میں خود نہیں سمجھا

کو بھی طرح سے بھکا کا تھا۔  
”چار ماہ سے بیبا جاں ہیں، بیٹی میرے آسٹریلیا جانے سے گی بہت پہلے بیبا اکستان آئے تھے اور جب  
فون پر بات کرنے کے باوجود انہوں نے مجھے تھا جائیں۔ ابھی نہ میرا انہیں اس وقت آیا جب وہ والیں چار ہے ہیں۔“  
”وہ کوئی نہیں کی۔  
”کیا پاپا بالکل ہی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔“  
اہ نے سوچا۔  
”مگر انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ بھی مجھے میں کرتے ہیں تو کیا وہ جھوٹ بول رہے تھے؟“  
وہ لامگی تھی۔  
”میں بیبا کی بارگاہ تھیں ہوں۔ یہ کیسے کہا سکا ہے کہاں بھی میں نہ کرتے ہوں، وہ سکا ہے، وہ اپنی قصروف ہوں۔“  
اہ نے ایک بار جو خود کو بھلانے کی کوشش کی۔ آئی شاہد اس سے کہ کہ بھری جھیں وہ چک کر ان کی  
طرف متوجہ ہو گئی۔  
”شکردار بھائی اگلے سال پاکستان شفت ہو رہے ہیں۔“  
اہ کے لئے پیغمبر کی جوانان کی تھی۔  
”پاپا نے مجھے نہیں بتایا۔“  
اہ نے سوچا تھا۔  
”اگلے سال؟“  
اہ نے آئی شاہد سے پوچھا تھا۔  
”ہاں اگلے سال بھی ان کا گر کمل ہو جائے گا۔“  
آج شایدی اس کے لئے خوفیں کا دن تھا۔  
”پاپا گھر خوار ہے ہیں؟“  
”ہاں گھر تو انہوں نے مچھل سال بنانا شروع کر دیا تھا، اب تو کافی حد تک کمل ہی ہو گیا ہے۔ اگلے سال  
مک فرنگ بھی ہو جائے گی اور وہ پاکستان شفت ہو جائیں گے۔“  
”وہ کم ممکنی آئی شاہد کی بات تھی ریکارڈر اس سے اس بات کا ذکر کیجیے نہیں کیا تھا۔“  
”ہوسکاے کہ ان کے ذہن سے مل گیا ہو رہی ان سے بیری تضليل بات ہمیں کہاں ہوئی ہے۔ شاید وہ  
مجھے تھا نہیں۔“ بھوکی طرح اس نے خود کو لکھا ہوئیوں میں جھاکر شروع کر دیا تھا۔  
”مگر مچھل سال سے اب تک پاپا سے بات ہوئی ہے انہوں نے ایک بار بھی اس بات کا ذکر کیجیے کیا زردی  
اس بات کا کہہ پاکستان شفت ہونا چاہ رہے ہیں۔“

اُس نے پاپا کی خاموشی کو رہا مندی بھیجتے ہوئے کہا تھا، طیور، ملکر تھی کہ پاپا اُس کی بات کے جواب میں سمجھ دیکھ کر کہنے لگے مگر انہوں نے کچھ بھی کہا تو۔ خاموش رہے ہیں۔  
فعیل ایک ریلوڈ میں انہوں نے ذریکار اور اس کے بعد جب وہ گزی میں پہنچا تو اُس نے ایک بار  
گھر خرچا دار۔

”پاپا! اب ہم اپنے جرم جائیں گے۔ آپی کو گھر رکھانا ہے۔“  
”ہاں! نیک ہے دین بھی جارہے ہیں، مجھے یاد ہے۔“  
اس نے پاپا کی دھرمی آواز میں ساختا۔

انہوں نے گاؤں کا رخ نمودتے ہوئے ایک دفعہ مرے سے علیحدہ کر دیکھا۔ وہ کھڑکی سے باہر کوئی روپی تھی۔  
سکندر اس کے جھے سے کوئی اندازہ لائے میں ناکام رہے تھے۔  
آحمد گندھاری ڈرامے کے بعد علیہ نے ایک چھٹے سے بچھے کے ساتھ گاؤں رکھ کر کھی تھی۔  
دروازے پر ایک پچھے کار سرجون دھقا جس نے دروازہ کوکل پولی تھا۔ سکندر گاؤں کو اندر پورچ ہیں لے لے گئے، پچھے کی دروازی پر لائک آن تھیں، اور ان لائکس کی روشنی میں پورچ اور لان میں چاہوں حیراتی سماں نظر آ رہا تھا۔ سکندر نے پورچ کر کر اندر دی روزانہ کوئی نہ کہا تھا۔

علیہ رحمٰن اور علیہ سماحتہ گویی کے لئے بپا سے اس کی خلائق قوم ہو گئی تھی  
گھر کو دیکھتے ہوئے اسے ایک خفتہ اور اساحنس نے نگیر لایا تھا۔ اس کے باپ کا اکٹھان میں ہوتے کامیاب مطلب تھا کہ وہ  
ان کے پاس منتقل ہو پرورہ کی تھی۔ اسن اسے بڑے پر، اخلاق اداز میں کرکے دکھانی تھا اور سکھنے اور حفظ الہا و آنحضرت  
میں پرچم کارک سماحت ہاؤں میں صرفوف ہو گئے تھے۔ دو شاخے اسے پکھے مولیات دے رہے تھے۔

”پا پاری کا کھڑک ہے!“  
 اس نے ایک کرے کا دروازہ کھوئے ہوئے طبرہ سے کھا تا۔  
 اس نے پکوڑی بھی خانی کرتے ہوئے خانی کرے میں جھاٹا تا۔ اس نے آگے بڑھ کر لامب آنکھ دی  
 تھی۔ چند گھونٹ اس کرے میں رہنے کے بعد وہ ان کے ساتھ باہر ہلک آئی تھی۔

”یہ سماں والا کمرہ مریم کا ہے۔“ احسن نے ایک اور کمرے کا دروازہ کھول کر لائے آن کی جی۔ اس بار علیہ نے اندر جانے کی کجھے کے اہر سے ہی جھاٹکے پر اکٹھا کیا تھا۔

اور یہ ساستہ والا کرو یہٹ ردم ہے؟“  
دواب سے ایک اور کرہا تھا۔  
اب آگئی، داون ڈریٹ میں اور اس کپ بنا پڑو دکھانا ہوں۔“ وہ یک دم پر جوش نکلا نے لگا تھا۔  
اور میرزا بیلہ روشن دھن دکھانے کے؟“ خن منٹھانی تھا۔  
”ہم انہی را بھی کبھی اؤں گئے۔“

اس کی اندر لگی میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

"بُرْجِي بے ہاں آئنے سے کی کفرنی تھیں پا۔ اسپ اپنے اپنے کام میں صورت ہیں۔ میر۔ پھر پاپا کو مجھے بے ہاں بانے کی کیا خواستہ تھی۔ کیا یہ کافی نہیں تھا کہ دو فون پر یہ مجھے جانے سے پہلے خدا ہاتھ کہ دیتے۔" وہ اس رنجیدہ وہر تھی۔

اس رات وہ بہت دیک جانی رہی اور شایدی میں جو تھی کارگل کاں وہ بہت دیک رہی تھی، لیکن اس کے باوجود جب وہ اپنے کمرے سے باہر آئی تھی تو انہیں کوئی بھی بیدار لٹک ہوا تھا۔ وہ لاڈنگ میں نیو ڈی آن کر کے پرستی کرنے لگا۔

دوجہ کوئی کرتے ہوئے پہنچے اس سے کہا تھا۔  
 ”بلیہ! آج شام کو جمیں کردا کردا کے لئے جائیں گے۔ تم کل سے گھر پری ہو۔ آج جمیں  
 یک دو ٹکڑی پر لے کر جائیں گے۔ تم کہاں جانا ہتی ہو؟“  
 انہیں نے بات کر کے کرتے ادا کر کے اس سے پہنچا تھا۔  
 ”کہیں میں۔“ اس نے انہیں دیکھنے ہوئے کہا تھا۔

”جیک ہے پھر مام کو تاریخ رہا۔ تم سب باہر چلیں گے۔“  
انہوں نے کہا۔  
اُس کا دل چاہا کہ وہ اُن سے کہے کہ وہ سب کے ساتھ ٹھیک مرف ایکلن اُن کے ساتھ چاہتی ہے۔  
ان کے ساتھ چاہتی ہے اور ان سے بہت سے موال پر چاہتی ہے۔ مگر اس نے خداشی سے برخکاوید۔  
شام کو پاپا غزال آئی۔ حسن، احسن اور مریم کے ساتھ گاؤں کی بھلی بیٹے پر بیٹھی وہ دعا خوش تھی۔  
”ایسا کرتے ہیں کہ پہلے کافلش طبلے ہیں۔ پھر کسی رب نورت میں ذر کریں گے اس کے بعد جہاں علمیرہ  
چالیے گیں جائیں گے۔“

پاپے گوzi داری بخ کرتے ہوئے پوکرام طے کیا تھا۔  
”پاپا! آپ جمال مرثی لے جائیں۔“  
اس نے گھر بات اُن کی عی مرضی پر جو موڑی۔  
”پاپا! اپنا کرتے ہیں کفر نکے بعد آپ کو اپنا گھر دکھانے پڑیں گے۔ آپ! آپ ہمارا گھر دکھ کر جران ہو  
اسن نے دربار جمل اس سے کہا تھا۔ گاڑی میں یک دم خاموشی چھا گئی تھی۔ شاید پاپا! اسن سے اس تجھی  
کی امید نہیں کر رہے تھے۔  
”میک ہے، پاپا! آپ کو گھر دکھانے پڑیں گے۔“

”گیٹ روم ہے نا تم جب بھی آیا کر دی وہاں رہ سکتی ہو؟“  
سندھ نے کمال فیضی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔  
”بیرا خیال ہے کہ اپنًا چاہئے۔“  
وہ کہ کہ غزالہ کے ساتھ باہر کی طرف بڑھنے تھے۔ وہ بھی حسن اور احسن کے ساتھ دروازے کی طرف  
جائے گئی تھی۔

”تمہارا کاغذ کب کھلے گا؟“

سرک پر ڈگاڑی ڈرایج کرتے ہوئے سندھ نے اس سے پوچھا تھا۔  
”اس سکرے کراؤ۔“

اس نے ہاہر سرک گھوڑتے ہوئے کہا تھا۔

”بیوں! تو اس کا مطلب ہے کہ جھلات کھواری سیٹ بک کروادیتی چاہئے۔ کیونکہ جو کوئم ریٹ کر سکے  
گی۔ وہ اپنے جا کر اور پھر بخت سے قدم کو کاغذ پر جو ان کرنا ہو گا۔“  
وہ چپ چاپ اپنے کی سیٹ کی پٹت کو سختی سختی۔

”چاپا! اسی سرک جائیں گے، آپ نے تو کہا تھا کہ بمد کو اسلام آباد پلے جائیں گے۔“

احسن نے سندھ کو بیداری کر دیتی تھی۔

”ہاں اپنا ہو پر گرام پلے تھا اپنے تمہاری آپی آپی ہوئی ہیں، تو غار ہے انہیں اکیلے پھر کرو تو نہیں چاہئے  
تھا۔“ سندھ نے احسن سے کہا تھا۔

”تو ہم ملیروہ آپی کو بھی اپنے ساتھ مری لے جائے ہیں بھر تو کرنی بھی پاہم میں ہو گا۔“

احسن نے ایک ہی بیکھڑے میں اسل چینی کر دیا تھا۔

”نہیں تمہاری آپی کی بھیجاں ختم ہو رہی ہیں، انہیں کاغذ جانا ہے اور ہمیں تمہاری میں کچھ دن گل جائیں  
گے۔“ غزالہ نے دروازے پریمے کو جھوپ کرتے ہوئے کہا تھا۔

”انہا کرتے ہیں کہ سندھ اپنے ہم لوگوں کو اسلام آباد بخواہوں پھر آپ بعد میں آجائیں۔“

”ہاں ایسا ہو سکا ہے۔ تو ہم تو بھی ہے میں تم لوگوں کی بھیں گی بک کروادنا ہوں۔“

سندھ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔

”پہلا آپ جھرات کی بھائے بھری کل عیسیٰ بک کروادیں۔“

اس نے ممکنی اور میں سندھ کو فاطمہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

”کیوں کلی کی سیٹ کیں؟“

سندھ نے جواب اس سے پوچھا۔

”پہلی میں وہیں جا کر قوتوا پر صاف ہتی ہوں، پوری بھیجاں میں کچھ بھی نہیں پڑھ سکی، اور اب دو تین دن  
نہیں چاہے۔“

اس نے ملیروہ کے ساتھ بیڑے میں اس کا جوچا لے گئے حسن کو پوچھا تھا۔  
لپر آپ کے بعد احسن نے ایک کرسے کا دروازہ کوٹتے ہوئے کہا تھا۔ ”اور یہ اس گمراہ سے  
فوتوصورت بیڈر دم ہے، بیرا بیڈر دم۔“  
علیہ و مری سری طرد سے کرے کا جائزہ لیتے ہوئے صرف بے دل سے سکرانی تھی۔  
”اور یہ بیرا بیڈر دم ہے۔“  
حسن اتنی دیر میں ایک اور سکرے کا دروازہ کھول چکا تھا، اور اس کے پیچے ملیروہ بھی اس کے کمرے میں  
 داخل ہو گئی تھی۔

”اب پچھے چلے گیں۔“

احسن نے اس کے پیچے آ کر کہا تھا۔

اسے ایک جھکا گا تھا۔

”احسن! بیرا بیڈر دم کہاں ہے؟“

اس نے اس کے کمرے سے نئتے ہوئے کہہ اشتیاق سے احسن سے پوچھا تھا۔

”آپ کا بیڈر دم؟“

وہ اس کی بات پر جواب ہوا تھا۔

”مگر آپ تو اور میں ساتھیں رہتے!“

اس نے ملیروہ سے کہا تھا۔

”اس گمراہ شس اس سنتے ہی بیڈر دم ہیں۔“

ملیروہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

”میں اسنتے ہی بیڈر دم ہیں؟“

اس نے پچھے گئی سے کہا تھا۔

”ہاں! میں اسنتے ہی بیڈر دم ہیں، آپ کو ہمارا مگر اچھا کا؟“

اس نے بات کر کر کرتے ملیروہ سے پوچھا۔

”ہاں!“

اس نے بورٹ سکھنے ہوئے کہا تھا۔

وہ ان دلوں کے ساتھ ایک بار بھر جیئے لا دیجیں آگئی۔

”پہلا آپی بھر جیئیں۔“ بیرا بیڈر دم کہاں ہے؟

حسن نے پیچھے آتے ہی پہلا کو اطلاع دی تھی۔ ملیروہ کی نظریں سندھ سے میں جیں۔ وہ بڑی ہمارت سے  
نہیں چاہے۔

اس وقت وہ دو اپنی سرناپا ہتھی۔

☆☆☆

اگلے دن مجھ جب وہ مکن میں آئی تھی، تو اس وقت دن بھی رہے تھے۔ ناؤں اس وقت خانہ مال کو کچھ ہیات دے رہی تھی۔

"السلام علیکم انداز!"

اس نے مکن کی دال ہوتے ہوئے ناؤں کو مخاطب کیا تھا۔

"وَلِكُمُ الْسَّلَامُ!"

انہوں نے اسے دیکھ کر غیری اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔

"بَشَّارُ كَاهِنٌ میں ناوارات تو میں ان سے ملی یعنی میں کی"

اس نے سے پوچھا۔

"کی کام سے ہاں گئے ہوئے ہیں؟"

"پائیں!"

اسے ان کی آزادی یا بار بھر بہت ترشی محظی ہوئی تھی۔

"ناؤں مجھے پریک فاست کرتا ہے۔ اس نے کہا تھا۔

"میرے سے کوئی ہیں اور جاری کر دتا ہے؟"

انہوں نے خانہ مال کا امام لیے ہوئے کہا تھا۔ میں پڑی ہوئی داشک نجلی کی کہی تھی کہ میرے کو یہی ہو گئی۔

"تم چاکر کو اٹک روم سن یعنیو"

ناؤنے اپا ایک تج آزاد میں اسے چڑھ کر ہوئے کہا تھا، اور اس کے لئے ان کا یہ دل غیر مترقب تھا۔ چند

محبوں سکھ دن کھکھی کی حالت میں ان کا پا پھر دیکھتی رہی۔

"تم نے سانچیں کر میں نے کیا کہا ہے؟"

اس بار ان کی آزادی پلے سے زیادہ کرفت تھی۔ ملیرہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور وہ چپ چاپ مکن سے کل کر داشک روم میں آئی تھی۔

ڈالی ڈانٹ اس کے لئے کل کی تجھیں تھیں کہ جس اسے یہ ڈانٹ بلا جاؤں گی تھی۔

خانہ مال نے داشک نجلی پر اس کے لئے نامشہ کا شروع کر دیا۔ اس کی بوجک ایک جھیلی تھی، وہ چند منٹ

تک بے مقصد خانہ مال کوی ناشتا کاٹتے۔ بکھری پر کمزی ہو گئی۔

"مریب بیبا مجھے ناشتناپن کرنا"

"کیوں طبع دیں! کیا ہوا؟"

خانہ مال نے کچھ جرمن دو کر پوچھا تھا۔

"لیں مجھے بھوک ہیں ہے۔"

لبیا آپ ناشون کر لیں۔ آجکل بڑی تکم صدیہ بہت قسم میں ہیں۔ آپ اس طرح انھوں کوچلی جائیں گی۔

میں کابوں کو پڑھنے کی کوشش کروں گی۔"

جیسی طبلہ! ابھی تم کل ہی تو آئی، وہ اور اپنی جلدی ہی جاؤ گی؟"

غزال نے بیڑا بھرے سے کہا۔ "کافی ہے ایسا میں اس سے کہا تھا۔"

"ناؤں اور ناؤں بھی مجھے بہت سکر رہے ہوں گے۔ اس بار میں چھینوں میں ان کے ساتھ رہا وہ وقت فہریں

"مزار کی۔" اس نے ایک اور جوہری تھی۔

"نیک ہے اگر میں ایسا میں اس سے کوئی کوشش کرو تو ایسا ہی کیلیں کیتھیں کر لیتے ہیں۔"

اس نے پاپا کو کہتے ہوئے ساختا، انہوں نے اسے روکنے کی کوشش بالکل نہیں کی تھی۔ اس نے آنکھوں میں

اڑتے والی کوہوت کچھ کھل کر خلیل کیا۔

"پھر کل شام کی سیست بکر کردا جاؤں۔"

اگلی شام اینج پورٹ کے لئے روشن ہوتے ہوئے اس نے پاپا نے ایک بیک اپستھمیا دیا تھا۔ "اس میں

تمہارے لئے کچھ پیرس ہیں۔ میں نے اور تمہاری آئی کا خلیل کیتھیں۔"

اس نے بچھے دل سے بیک قائم لایا تھا۔ اس کا دل چاہا تھا، دادا سے کہے۔ مجھے صرف چھوڑنے کی

مددوت نہیں ہے۔"

"لاہور پہنچنے کی چیز فون کر دینا۔"

اس نے پاپا کو کہتے ہوئے ساختا۔ غزال نے آگے بڑا کر ہبھٹکی طرح اسے گلے سے لٹا کر چڑھا تھا۔

"نیک گیرا۔"

انہوں نے اس سے ملی وہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔ "وہ ناسیتی نے فکاری میں بیٹھ گئی تھی۔"

انہیں پورٹ پر بکھر کر اس نے ناؤں کو فون کیا تھا، اور اپنے آپنے کی اطلاع دیتے ہوئے رائے کو سمجھنے کو کہا

تھا، ناؤں کے کسی سوال سے پہنچ کے لئے اس نے جلدی سے فون دکر دی۔

☆☆☆

"جیہیں تو ابھی بہت دن وہاں رہتا تھا اور اب دوسری دن میں واپس آگئے؟"

ناؤنے اس کا استقبال کرتے ہی پہلا سوال کیا تھا۔ "وہ پکھ جران ہوئی تھی۔ ناؤنے بیوہ کی طرح آتے

ہی اسے گلے بھیں گلایا تھا۔"

"ہاں! بیوہ اولی ہی نہیں لگا دیا۔ پاپا تو بہت اصرار کر رہے تھے۔ کہ میں ابھی واپس شہزادی، دو تو

بھی کچھ دن کے لئے مری دیا جائے ہو تھے تھے کہ میں دیاں پورتوں۔"

"نیک ہے سوچا جاؤ۔" آجکل دم اکھر کوچلی تھی۔ وہ کچھ اور اپنی تھی۔ ناؤنے اس سے کہانے کا

پوچھا تھا۔ سوچی نہیں سے ملے کے لئے کہا تھا۔ ملک میں اس کوچلی تھی۔

وہ اپنے ہوئے ذہن کے ساتھ اپنے پیڈر روم میں آئی تھی۔ کچھ کہر کوچلی تھی۔

وہ اپنے ہوئے ذہن کے ساتھ رہا۔ بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

تو وہ آپ سے بھی بہت ناراضی ہوں گی۔

خانسماں نے دبی ہوئی آواز میں اس سے کہا تھا۔

”نا توکو ہوا کیا ہے؟“

اس نے خانسماں سے پوچھا۔

”یہ تھا جیسیں لیکن جب سے عمر ماجب...!“

اس کی بات اور جو ہی رہ گئی، ہاؤں وقت ڈالنگ رومن میں داخل ہوئی تھیں، خانسماں جلدی سے ڈالنگ سے کل گیا تھا۔

”گرمن ضرور میرے ہارے میں کوئی شکوہی بات کی ہوگی۔“

اسے یک دریٹش کیا تھا۔

”وہ نانا اور نانا تو کوئی مجھ سے مجھن لے جائتا ہے، اور ..... اور مجھ سے دو تک پہنچو کرتا ہے۔“

”نا شکیں نہیں کر رہیں؟“

نا تو نے اندر والی ہوتے ہی اسے کڑے دیکھ کر کہا تھا۔ ایک بار پھر ان کا الجہت کردا تھا۔

”نا آپ مجھ سے ناراضی ہیں؟“

اس نے بالآخر نے بات کرنے کا فضل کر دیا تھا۔

”میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ہر ایک سے ناراضی ہوں۔ تم پہنچ کر راشٹر کرو۔“

”محظی پہنچ کر کھانا۔“

”لیکج ہے نہیں کھانا تو مت کھاوا اب میں تہاری میش تو نہیں کر سکتی۔ میرے ..... میرے ڈالنگ نہیں

ہے جیسیں المادر۔“

انہوں نے خانسماں کو بندادا وزن جایا تھا۔ میٹرو دم بخودی انہیں دیکھتی رہی تھی۔

”نا تو نے میرے ساتھ کسی ایسا نہیں کیا، تو مجھ اسی کیا باتا ہوگی۔ میری تھان و دن کی غیر حاضری میں انکی

کی باتاں ہو گئی کہ میرے ساتھ اس طرف پہنچ آئے تھے مگر میں جیسیں۔“

”د ساکت کمزی سوچتی ہی رہ گی۔“

”تم سے مجھ پہنچ کر کیں ہیں، میرے پیدوں میں آجائے۔“

نا تو نے مریکہ کے بندادا ایک بار پھر اسے خاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

”وہ کسی معمول کی طرح ان کے پیچے ڈالنگ رومن سے نہیں گئی تھی۔ ان کے پیچے ان کے کی طرف

چاہتے ہوئے اس کا دین سلسلی یا اندازہ نہ کی کوشش میں صرف تکان کی ہارانگلی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے اور کیا

اب اپنے پیدوں میں وہ اسی بارے میں ہاتھ کریں گی؟“

## باب ۱۱

وہ کچن سے راہیں لاوچیج میں آگئی تھی اور دوائی آکر اس نے شہلا کو اس کے سوہاں پر کمال کیا تھا۔

”یہ شہلا! میں طیار ہوں۔ اس نے راپٹھام بھوتے ہی کہا تھا۔

”ہاں طیار! تم آج یونہرئی کیوں نہیں آئیں؟“

”کیوں، آج میں یونہرئی نہیں آئیں گی۔“

”کیوں بھی کیا ہوا؟ طبیعت تو نمیک ہے؟“

”شہلا کی آواز میں تو نمیک ہے۔“

”میں باہل نمیک ہوں، بس دری سے جائی ہوں۔ یونہرئی کا ہتم کل گی۔“

”رات کو ہر چیز ہی رہی ہو؟“

”عنیں یارا پچھی کہاں رہی ہوں، جیسیں تیا تو تھا کہ مرآہ رہا ہے اور ساری رات میں اور ناٹوی کا انتظار

کرنی رہیں۔“

”آجھ تو کیا کہ آج گیا ہے؟“

”ہاں بہت لیٹ آیا تھا۔“

”لیکا حال ہے اس کا۔“

”اگر تو یہی اس سے لاتا تھی بھی نہیں ہوئی۔ میں اس انتظار کرتے ہوئے سوگی تھی۔ وہ مرے سونے کے

بعد ہی آیا ازادگی میں جاگی ہوں تو وہ سورا ہے۔ لائے سے کوئی پہلے اٹھے گا ق Bates ہوگی۔ میں نے جیسیں اس کے

فون کی تھا کہ جیسیں اتفاق کروں۔ وہ سوت خونو ہو پہنچاں ہوئی رہیں۔ سعیو ہے وہ مباحثت کی تھی۔

”کل تو یونہرئی اک تو کی ۲۴“

”ہاں اکل تو ضرور اک کی خدا گافتا!“

”خدا گافتا!“ شہلا نے درسری طرف سے سوہاں آف کر دیا تھا۔ شہلا کو فون کرنے کے بعد وہ اپنے

ای شش دفعہ میری تھی پھر بکن کی طرف چڑھی تھی۔ ناؤں کی سے باہر کل رہی تھی۔

”میں نے مریب سے دیکھتی ہی کہا تھا۔ وہ ایک بار بھر ان کے ساتھ وہاں زانگ میں آگئی تھی۔ اس بار

چاکریں ان طرف متوجہ ہیں ہوا تھا۔ اس نے نیز ہمچوں بند کر کے ایک طرف نیل پر رکھ دیا تھا اور وہ ناؤں کے ساتھ نیل پر اکر بیٹھ گئی۔

”بلیزہ ہمچوں سے جس پورے طریقہ کرم کیے گئے رہے تھے، بدل تو نہیں گئے۔ میں نے اس سے کہا کہ تم خود ہی دکھ لے۔ اب جا تو بلیزہ اپنے سے مل گیا ہے یا دیکھا ہے؟“

ناویں مرتبے پاٹ کرتے کرتے اسے غافل کیا تھا۔ وہ ان کے اس سوال پر کچھ مزمنہ ہو گئی تھی۔ اسے تو قع نہیں تھی کہ نامور کے سامنے کیا ہے بات کہ دیں گی۔ میراب اس کی طرف توجہ تھا۔

”کیون بلیزہ اکامیں پہنچ دلا ہوں؟“ اب وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

”چندیں، میں اندازہ نہیں کر سکی۔“ اس نے کچھ مزمنہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

”تمہارا سفرزی سا جا رہا ہے؟“

اس بار اس نے ایک اور سوال کیا تھا۔

”میک جا رہا ہے؟“

”کون سا بھیک ہے تمہارے پاس؟“

”سوشال ایجنسی؟“

”مگر پہلے تو تم اکامیں میں اندر ملا چکیں، یا ایک دم سو شیالی کی کیسے؟“

وہ بہت سمجھی گئی سے پوچھ رہا تھا۔

”عنیک اینی ہی اس کے ساتھ کام کرنا پاہتی ہوں اور سو شیالی پر منے سے مجھے بہت ہی بخوبی ہاتوں

کا پہنچا گا اور مجھے پر کام میں زیادہ پر اھرنیں ہوں گے۔“

اس نے جیسی آوار میں وضاحت کی۔

ڈانگ نیل پر اپ کھانا کا گایا جا رہا تھا۔

”اوی.....!“ جس بلیزہ کو سکردار شول ورک میں اندر ملا چکیں۔ اینی ہی اس کے ساتھ کام کرنا پاہتی ہیں۔

نیگات والے کام، نیز ہمیں صوریں لگانے کے لئے، سوش ورک، مختلف مقامات کے لئے ٹانک فریبے پر بھری

Charity Walks میں ترک، غریب لاکھوں کے تھیر کے لئے پڑاں وہ رپیہ روز خرچ کرنے والوں سے دیں

وں روپیہ کوک کے ذریعہ نہیں اسکا کرنا کیا تھا۔ حقیقت وہ ایک بھیز سے لے لائے دنڑے سے پالا خرچ لیا۔ متفق

مقامات کے لئے نیز اٹھنے کے لئے علی چیدر اور دیہتیکیاں کے ساتھ کسریں ارشیک کرنا اور وہاں آپی پوری قیمتی

کے ساتھ ٹک کے بھری موجود ہوتا۔ اپ بھی کہاں حم کے سو شول ورک میں ان لوگوں کا چاہی تھا؟“

کرے میں آگئی تھی اور اس نے دو دن پہلے ملنے والی ایک اس اسائنسٹ پر کام کر کے شروع کر دیا تھا۔ گری بارہاں کا دہن عمر کی پانچ بارہ بات تھا۔ کیہی شکری طریقہ بارہ بیجے تک دو دس اس اسائنسٹ کو تھی تھی اور پھر اس کی پھر بکن میں آگئی۔

ناٹھائی کاموں کے لئے بنا لیا گئے والا مصالحہ چک کر دی جس۔ علیہ نے بہت عمر کے بعد اپنی اس جوش و فروغ کے ساتھ بکن میں کام کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ سکریٹ ہوئی ہارہاں میں آگئی پہنچ پول اور شاخیں کاٹنے کے بعد وہ ایک بار بھر بکن کو تھی اور دہاں اس نے اپنی ڈانگ نیل پر پڑے ہوئے گل دان میں ارشیک کر کے شروع کر دیا تھا۔ وہ تھیک ڈانگ کی بھی تھی اور بھنپ سے قاتم پول اور شاخیں اسکی کریتی جب اس نے ڈانگ روم میں یہی خصوصی مراد ادا کرنی۔

”یہ طبعیہ! وہ کچھ بڑا گی تھی۔“

ڈانگ نیل کی درسی طرف ایک کی پیش کردہ اپنا کوت لٹکا رہا تھا۔ وہ دن خارجے اسے بھیتی رہی تھی۔ وہ اپ بھنپ پر اپنا مرباں اور سن گھاڑر کر رہا تھا۔ گزرے ہوئے چند سالوں نے اس میں پہنچ میلان کر دی تھیں۔ اس کا ہمدرد ٹانک بول گیا تھا۔ سول سرتوں کے مرکز میں بہت سو رنگ رہا تھا۔ ڈانگ نیل کا شکر کے ساتھ کوکش کی تھی۔ وہ بہت قاتم گیت اپ میں تھا۔ علیہ نے ڈانگ روم میں بھلی ہوئی کوکن کی مہک کو محوس کرنے کی

”کیسی بوتی؟“

”وہ ایک بار بھر بکن کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ علیہ نے اس کے چہرے پر بہت مدھمی سکراہت دیکھی تھی۔“

”میں نیک ہوں آپ کیسے ہیں؟“

علیہ نے ایک گمراہی سانس لیتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

اور وہ ایک بار بھر جو ہبھا کر کیا تھا۔

”Perfectly Alright. (باکل نیک) گری کہاں ہیں؟“

اس نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہی پوچھا تھا۔

”وہ مگن میں ہیں!“

اور وہ کوک کے بخیر بکن کی طرف چلا گیا۔

”کیا اسے مجھ سے صرف اتنی بیت کرنی تھی؟“

علیہ نے بھنپ پر سے شاخص اخلاقت ہوئے سوچا تھا۔ گن میں سے اس کی آواز آری تھی۔ وہ شاخص اور پھول کے کارپے کر میں جل گئی۔

جب وہ مگن میں آنگ میں آئی تو وہ بھنپ پر بخیر بکن دیکھ رہا تھا۔ اس کے وہاں آپنے پوچھی وہ اس کی

طرف متوجہ ہیں ہوا تھا۔ علیہ کی بھیں نہیں آیا کہ وہاں کے یا بھر بکن میں مل جائے۔ چند بیٹھ رہے

"واب ایک گاہ میں پانی والی رہائی ملی۔ کچھ بول نہیں سکی۔ اسے عمر جاگیر سے اپنے تھرے کی حق بیسی تھی۔ " عمر ایک بات تھی۔ تو نہیں کہتا اور مجھے ..... مجھ سے تو کبھی بیسی۔"

وہ ایک شاک کے عالم میں موجود تھی۔ وہ اب پانی پالی رہا تھا۔

ناٹھیاٹھی ملروہ کے تھرے سے بہت کچھ بھوگی سکیں اس لئے انہوں نے بات کا مضمون بدل دیا تھا۔ "ملروہ اتنا حم کا کام نہیں کر سکتی۔ قمر جاؤ تو نہیں قارن سروں چھوڑنے کی کیا سوچی ہے؟" "مر نے پانی پالی کہاں تھا۔ پر کچھ تھا لیکن باہر بھر ملروہ کی طرف جو بڑھتا۔

"وہ اداکبیت اور این کی اوز بے ادارے میں بہت کیا پوری نظریوں سے گزرتی ہے۔ یہ سب چورہ کر شیش اور سیاست والوں کی بھات کے ایڈجیو اور دوست کاری ہوتی ہے۔ ملروہ اتم تو کسی چورہ کر کتے یا سیاست والوں کی بڑی بیٹھیں جائی۔" همچنانکہ ایک بچہ تھیں کیسے کیا۔ اس بارہ کا ہمچوہ نرم گمراخداڑ دیے چکے تھے۔ وہ بیکھیں مجھ کے لئے ایسا کاچھ و بچپنی رہی تھی۔ مراب

ناٹھی ساتھ بات کر رہا تھا۔

"اسنے اسلام آباد جائیا ہوں۔ وہاں سے شاید کل واپسی ہو!"

ناٹھی درسے جم جان بھی تھی۔ "کیوں اب اسلام آباد جائے کارادہ کیسے بن گیا ہے۔ ابھی تو جم آئے ہو، آتے ہی اسلام آباد کوں سی مرد فیٹ یاد آئی ہے؟" "اسلام آباد تو ابھی کافی پکر لانے چاہیے ہے۔ قارن آفس میں کچھ کام پختاں ہیں پھر انہر فشری کا بھی ایک پکر لانا ہے۔"

اس نے پیٹ اپنے اگر کرتے ہوئے کہا تھا۔ "اسنے تھام سے پہچا تھا کہ قارن سروں کیوں چھوڑ دی تھی؟" "تو کوچا اپنک بادا گیا۔

"یہ سارا دن لکھاں کاوس میں!"

اس نے سلاڈ پیٹ میں والٹے ہوئے کہا تھا۔

"عنکی پارسال بند جھیں ہاچا کر تھا اداں اس میں نہیں لگ رہا۔ اگر دل نہیں گز رہتا تو نہیں پہلے یہ قارن سروں میں قیوس چاچا چانے تھے۔" تو اس نے کہا تھا۔

"قارن سروں کو قارن آفس میں کسی سروں کیتے ہیں؟"

ملروہ اس کے لئے چاچا کاہد بھی تھی۔ اس نے عمر کے درستے میلی پارس طرح کا کوئی لفظ نہ تھا۔

"یہ سروں ہے کہ جس میں کام کرنے کے لیے ہاں پہنچی اور کام کرنے کے لیے ہاں پہنچا۔"

"نکوس مت کر تھا اداں بھی تو اسی سروں میں ہے۔ اس نے تو کبھی اس طرح کی بات بھی نہیں کی۔" ناٹھی اسے ہر کہتے ہوئے کہا۔

"پانی کی کیا بات ہے وہ جاپ تزوہ ای کرتے ہیں۔ وہ تو نہیں کرتے ہیں۔ میں تو جاپ کرنے والوں کی بات کر رہا ہوں۔"

اس کے پہلوں میں طرق تھا۔

ناٹھی اسے غور سے دیکھا تھا۔ وہ کھانہ کھانے میں صرف قاتا۔

تحمارے اور جاگیر کے درمیان اب کس بات پر جھرا ہوا ہے؟"

انہوں نے قدرے پہلی اور اسیں پوچھا تھا۔

عمر کھانہ کھانے میں مشمول رہا تھا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے عمر؟"

ناٹھی اسے ایک بارہ جنگا باب کیا تھا۔

گردنی پر یادی کسے نہیں ہے؟"

"کیوں ابھی نہیں ہے کیا؟"

"مجھی ہے اسی لئے تو پورا ہوں!"

"میں نے نہیں ہے۔"

"پہنچتی سن سا لوں میں، میں نے انکی بربائی نہیں کیا۔"

اس نے سکراتے ہوئے تقریب کی۔

"آج میں تھا بھر بھر بھر دش خود ملائی ہے۔"

ناٹھی فخری انداز میں کہا۔

"اور جب تم سکم بیاں رہو گے، میں تمہارے لئے کھانا خود ہی بنا لیں گے۔"

اس کا مطلب ہے کہ مجھے اپنے ایک سربراہ آڈر بورڈ خادی چاہیں۔ ورنہ بیماں سے جائے تو میں

کسی بھی سائز میں نہیں ہوں گا۔"

اس نے خوف بر لپھ میں کہا تھا۔

"تم نے مجھے تباہیں، تمہارے اور جاگیر کے درمیان اب کس بات پر جھرا ہوا ہے؟"

ناٹھی سا لوں نہیں بھوپلی تھیں۔

عمر وہ اس کے پھرے پر ایک بارہ جنگا تھا۔

"کبھی جھرا نہیں ہے کریں؟"

اس نے اپنیں بہلانے کی کوشش کی تھی۔

"تم نے خود فون پر کہا تھا کہ تمہارا جاگیر کے ساتھ جھرا ہو گیا ہے اور اب تم کہ رہے ہو کر کوئی جھرا ہی نہیں ہوا ہے۔"

"اُتھی جلدی سو بیت دش۔ تم نے تو ہر یاری اور کہاں بول کے ملا وہ اور کسی نیچے کو بھجا ہی نہیں۔"

"نہیں گر جائی! اب تی پڑھوں گو وابیں آگر پڑھوں گا، فی الحال تم میں اتنا ہی کہا سکتا تھا۔"

وہ اب سو بیت دش نکال رہا تھا۔ تو کے اصرار کے باوجود بھی اس نے کوئی درستہ پڑھنے لی تھی۔

"ڈرامائیکو کو کہ دیں کہ مجھے اسکے پور پھر ہے اور گئی؟ اپنے کیا انکشاف کروادی ہے؟ میرا سماں کل پوسن سکھ آپنا گے۔"

اس نے شپنگ میں منڈپ پر چھٹے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں انکھی بالکل سماں ہے۔ تم اس کی گمراہ کرو۔ کل کس وقت آؤ گے۔"

"رات تک آؤ گا، آج تو نہ جمعیت!"

وہ مخفی سے کہا تو یاری تھا۔

ٹاؤن سے لازم آواز دے کر گزاری کھانے کے لئے کہا تھا۔ لازم نے چند گھوں میں آگزاری تیار ہوئے

کی اطلاع دی تھی۔ گمراہ اپنا کوٹ بھکر لیا تھا اور فرش پر چاہا بہر بیٹ کیس لازم کو جنم دیا تھا۔

"چاہا گریخ! خدا حافظ!"

وہ علیہ کو بالکل سماں تھا۔ اپنے بارہ بھل کیا تھا۔ تو نہیں اس کے پچھے ہی پور پرچل گئی حص۔

وہ بچھے ہوئے دل کے سماں اور انکھیں بھل سے اٹھنی تھیں۔ گمراہ دیس کے لئے شاہک تھا۔ اس نے کبھی

کبھی اس طرح نظر انداز نہیں کیا تھا جس طرح آخر کیا تھا۔ اس کے پہلے والے قبیلے اور کشمکش تراجمہ ہو

چاہے کا کہ کردا ہیں آئی تو دلداری میں فون پک کی سے تباہی کو کردی تھیں۔

"وہ تو ابھی تھوڑی ور پہلے ہی گیا ہے۔"

وہ فون پر کہری تھیں۔ وہ جان گئی کہ سوتھوں گھنٹوں ہو رہے تھے۔

"Islam آباد گا ہے۔ کل رات کو ہو گی۔ ہاں، گمراہ خیال ہے۔۔۔ یہ کفردی

ہے۔۔۔ اچاہم آبے ہو۔۔۔ کل کس وقت؟۔۔۔ نیک ہے۔۔۔ اکیے آؤ گے۔۔۔

اچاہم میں سے تین ہاتاؤں کی بھجن پر اخیال ہے وہ مجھے فون نہیں کرے گا۔۔۔ نیک ہے۔۔۔

ٹاؤن سے فون بد کر دیا تھا۔ ملبوہ نے ان کے پر پر توشیں لیکی تھیں۔

"کیا بات ہے ہاؤ! کس کا فون تھا؟" ملبوہ نے پور جھانقا۔

"جگہ کر کا فون تھا۔ وہ کل آرہا ہے۔" انہیں نے سخت انداز میں کہا تھا۔

"اکل جا چکیر؟" ملبوہ بھی جرجن ہو گئی۔

"پہنچن کرنے کے درمیان کا بھگڑا ہوا ہے۔ وہ بہت نیس لگ رہا تھا۔ گمراہ کے پارے میں بہت نہ

سے بات کر رہا تھا۔" ٹاؤن سے حد تک منظر آرہی تھیں۔

میرے اور پاپا کے درمیان جھوٹے کوئی تی بات نہیں ہیں گئی، جو جچ بھٹک سے ہوتی ہے اور ہر ہوں کے پارے میں کیا ہاتاؤں۔"

وہ بہت سریع لکھ آرہا تھا۔

"میں جاتی ہوں کہ تم دونوں کے درمیان جھوٹے کوئی تی بات نہیں ہیں مگر بھر بھی میں جانا پاہتی ہوں کہ

"تیکیوں میں کیسی پور پرچہ ہوں گا۔ آپ چان کر کیا کریں گی۔"

"کام ہے تم دونوں کے درمیان جھوٹے کوئی کوئی کوئی کوئی کر دیں گی۔"

"کم آن گریں! آپ کیا جیکا آپ کو کوئی کوئی کوئی کریں گی اور اب آپ کو اس معاملے میں افواہ ہوئے کی خود رکھیں گے؟"

اس نے ایک بچا ساقی پر کیا تھا۔

"کیوں افواہ ہوئے کی خود رکھتی نہیں ہے، آخوم دونوں کے ساتھ پارہم کیا ہے؟"

"تم دونوں کے ساتھ پارہم ہے کہ ہمیں ایک درسرے کے ساتھ غلط رشتے میں ہامدھ دیا کیا ہے۔ مجھے

ان کا بڑا ہوتے کی جائے پاپ جو ہوتا چاہئے تھا اور انہیں میرا ہوتا چاہئے تھا، مجھ پر اپنے یوں

Domicil (وہ ساتھ ادازے سے) اعلیٰ کری جاتی تھی۔ مجھ سردا خیال ہے کہ پھر پارہم پیدا ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ میں اتنا

"ایسا ہے بار بار جھوٹا کرنے کو الیک اچھی بات نہیں ہے۔"

"یہی سے ہار بار جھوٹا کرنے کیا ہے اچھی بات نہیں ہے؟"

"میں اسی لئے تو تم سے پوچھ رہی ہوں کہ مجھے جھوٹے کی وجہ تھا کہ میرا کہ جان سکوں علمی کسی کی ہے۔"

"گرمی! اب اس کا کوئی قائدہ نہیں ہے۔ میں اسی لئے فارم سروس پھر ہو دی ہے کہ ان سے کہی میرا

آخما ساختہ ہوئے۔"

"تم نے فارم سروس جا چکر کی وجہ سے پھر ہو دی ہے۔"

"ہاں!"

ہاپ سے جھوٹا کہ فارم سروس پھر ہو کرے، مجھ سے تو ف آدمی ہو جم۔"

وہ بہت جرجن ہوتی تھیں۔

"گرمی! اب جیسے اس وقت مجھے کھانا کھائیں ہے۔ اس وقت میں اپنا موڑ خراب نہیں کرنا چاہتا۔ میں بعد

ملبوہ نے عمر کو پڑے تھک لیوں میں کہتے شاقا۔ ٹاؤن کی بات پر بالکل خاموش ہو گئی تھیں۔ وہ اپنی بیٹت

ساف کرنے کے بعد اب سو بیت دش اٹھا رہا تھا۔

”سچے نہیں پڑے کہ وہ کوئی مگر چور گیا ہے۔ بٹ بیٹی ہاؤ اکٹھی نے اسے گرفتار نہ کے لئے نہیں کہا۔ میں آخوس سے انکی بات کہوں کتی۔“  
”وہ اپنی منانی دینے کی کوشش کر دیتی تھی۔“  
”تم نے سے گرفتار نہ کے لئے نہیں کہا تم نے ایسے حالات بیوہ اکدینے کے وہ بیان فیض رہے۔“  
”وہ ہاؤ کے اس الزام پر بکار رکار گئی۔“  
”تاؤ میں نے ابھا کچھ بھی نہیں کیا!“  
”میں نے کچھ یہ نہیں سوچا تھا عینہ کہ اس طرح کی ترکیب کرو گئی۔ تم نے بھری ساری ہماری محنت پر پالی۔ پھر درجا ہے۔“

”اوٹ پلٹر! آپ اس طرح مت کیں۔ میں نے ایسا کچھ بھی جس کی وجہ سے عمر گرفتار چلا گیا ہے۔“  
”ظیور! میں نے اس سے بات کی تھی۔ تمہارا کیا مطلب ہے، میں نے اسے ایسے چاہتا ہے، اسی نے مجھے تھا! تھا کہ جیسیں اس کا بیان رہتا پسند نہیں ہے اور وہ بیان کہ خود کی میشن کفری نہیں کرنا چاہتا، اور میں بھی جانا چاہتا ہوں کہ جیسیں اس کے بیان رہتے پر کوئی اعزاز نہیں۔“  
”تاؤ نے خیر اور اسی بات کرتے ہوئے کہا تھا۔ علیحدہ کام جوہر ہو گیا۔“  
”تو جو وہ محبت بولا ہے۔“  
”وہ جھوٹا ہے اور تم؟“  
”تاؤ نے اس نے آپ سے ایک بات کہہ دی اور آپ نے سوچنے شروع کیا تھا اس کی بات کا تفییں کر لیا۔ اب میں جب ایک بھی نہیں دے رہی ہوں تو آپ بھری بات ہی سننے کو چاہتی ہیں۔“

”وہ بالکل درست ہو گئی تھی۔“  
”آپ کو مردی بر جعلی بات پر بیان آجاتا ہے گوئی بات پر بیان نہیں ہے۔“  
”عمر جمعت بھیں بولو!“  
”تاؤ کے متعلق نے اس کی رنجیدگی میں اضافہ کر دیا تھا۔“  
”اور میں..... آپ بھی ہیں کہ میں جمعت بھی ہوں!“  
”سچمی سے غسل بھی کیتی کرنی۔ میں صرف یہ بیان چاہتا ہوں کہ جیسیں ہر کوئی بیان رہتا کیوں پسند نہیں ہے؟“  
”تاؤ! میں نے آپ سے کتنی بار کہا ہے کہ مجھے اس کے بیان رہنے پر کوئی اعزاز نہیں ہے۔ اسے ضرور کوئی مطلوبیتی کی نہیں ہے، بیان تو بہت سے لوگ آتے اور رہتے ہیں، کیا میں نے پہلے کوئی کسی کے رہنے پر اعزاز کیا ہے؟“  
”اس سے گرفتار کر کر بکار رکار کر دیں گے۔“  
”آپ اسے دوبارہ داہم بلائیں۔“

”وہ ہاؤ کے بیچھے ان کے بیٹوں میں داخل ہو گئی تھی۔“  
”جنہوں“

”تاؤ نے اندر داخل ہوتے ہی اس سے کہا تھا۔ وہ خاموشی سے صوف پر بیٹھ گئی تھی۔ تاؤ خود اپنے بیٹے پر بیٹھ گئی۔“  
”تم نے حمرے سے کیا کہا تھا؟“

”چند جوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے اسی اکٹھرے پر ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔“  
”میں نے نیک اندراہ لکھا تھا۔ یہ سب کو عمری کا کیا دھراہے۔“ اس نے ہاؤ کے سوال پر سوچا تھا۔  
”میں کبیں ہاؤ!“

”میں نے اتنا مشکل سوال پوچھیں ہو جا۔ صرف یہی پوچھا ہے کہ تم نے عمر کی کہا تھا۔“  
”ہاؤ کس بارے میں؟“

”اس کمرے سے پڑے جانے کے بارے میں!“  
”عمر بالکل سا سات ہو کر رکن۔“

”آپ کیا کہر دی چیز ہاؤ! میں نے اس سے کیا کہا ہے؟“  
”تمہاری وجہ سے وہ گرفتار چلا گیا ہے اور تم کہہ رکھا گیا ہے اور تم کہہ رکھ میں نے اس سے کیا کہا ہے؟“  
”اس بارہ نہ کا پچھلے سے بھی زیادہ لٹک قات۔“

”وہ حرام سے ان کا پچھلے بھکری تھی۔“  
”ہاؤ! میں نے اس سے گرفتار نہ کے لئے نہیں کہا، آئی سربراہ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا۔“  
”وہ دردہ بھی ہو گئی تھی۔“

”تو ہمارہ کی وجہ کے بھری گرفتار چلا گیا ہے۔“  
”اس بارہ نہ کا پچھلے طفری تھا۔“

”کس قدر فراہ انسان ہے۔ مجھ سے اور طرح کی باقی کرتا تھا اور میرے جاتے ہی بہاں پکر چالنے شروع کر دیجئے گئے اپنا دوست کہ کس نے مجھے سے اس تھے کیا۔“

اور عمر جہاں تکرے کے لئے اس کی پائیں بھی کمی کیا تو اور اپنی اضافی تھی۔

”بہر کو مردی کے لامپے پر بھی وہ لمحے کے لئے نہیں آتی، اس کا خیال تکار کے نواسے اس کو خود یعنی لمحے کے لئے کہا اور وہ اپنی اپنے کر کے سے تھیں۔“

شام کو سر اٹھنے کے بعد وہ نہانے کے لئے باخود روم میں پہنچ گئی۔ اس وقت اسے اتنی بوجک لگ رہی تھی نہانے کے بعد غم دلی سے وہ اپنے کر کے سے نکل آئی تھی۔ لاڑکان میں داخل ہوتے ہی کافیں میں پڑتے والی اداز سے اس کا خون کھوئی تھا۔ وہ عمری اداز تھی۔ اگر وہ لاڑکان میں داخل نہ ہوئی تو اس ناوارہ مردی اسے نہ کھا ہوتا تو وہ میں سے وہ اپنی اپنے کرے میں پہنچ گئی تھی۔ اس وقت وہ کسی صورت بھی عمر کی دل دیکھنا چاہی تھا مگر لاڑکان میں داخل ہوتے ہی عمر کی رضاں پر پہنچ گئی تھی۔ مدرس فاس نے علمیہ کو دیکھ لیا تھا، لیکن ذرا اسے چاہب بھی کیا تھا۔

”بیوی علمیہ اتنی جلدی وادھی؟“

اس نے کچھ جرأتی سے علمیہ سے پوچھا تھا۔ علمیہ نے ایک نظر منڈن پر پیش ہوئے عمر پر اپنی اور بھرنا تو کی ساری شخصیوں کو بالائے طلاق رکھتے ہوئے کوئی جواب دینے کو نہیں کیا۔ اپنے پیچھے سے ایک بار بھر کر کہا ہے۔ اس پاکارتے ہوئے سن۔ مگر اس وقت وہ دنیا کی آخری فحش حق۔ جس سے وہ بات ترکہ چاہی تھی۔

”اگر یہ بہاں سے چاہی کیا تو اس کیا لیے جائیں گے۔“

اس نے پہنچ میں داخل ہوتے ہوئے تھی سے سچا تھا۔

”اوے اس بات سے کیا کہیں اتنی جلدی وادھی کیوں آئی ہوں۔“

اس وقت اس کا خصہ انسان سے باقی تھا۔

”مریعہ بنا تو مجھے کچھ کھانے کے لئے دے دیں۔“

اس نے پہنچ میں داخل ہوتے ہوئے مانسان سے کھانا تھا۔

”علمیہ بیوی اپنے کچھ دیا تھا لیں۔ میں ابھی کھانا لانے ہی والا ہوں۔“ بھر آپ سب کے ساتھی

کھانا کھا لیجئے گا۔“ خانہ میں اس سے کچھ تھا۔

”نہیں مجھے ابھی کچھ کھانا ہے اور ان سب کے ساتھیوں کو کچھ نہیں کھانا۔“

اس نے صدمتی کی خانہ میں اپنے دیکھا۔ علمیہ نے کبھی صدمتی کی تھی، اور بھر اس طرح

کی صدمت..... اس نے کچھ کچھ بھاگی جو کھانا کی کچھ بھی نہیں مکن کی جملہ پر کوئی شروع کر دیں۔ اس وقت علمیہ

نے لاڑکان سے نہ کاہی آزادی تھی۔ وہ اس کا ہم کارہ رہے تھے۔ وہ اپنے اختیار کرنے سے باہر کل آئی۔

”علمیہ تم رات کو مجھ سے مٹھی نہیں۔ آئتے ہی سو گیں۔“

انہوں نے اسے دیکھتے ہی تکڑو کیا تھا۔

ناز کچھ دیوار سے دھمکی روی تھی۔

”وہ اپنے بہاں والیں نہیں آئے گا۔ یہ بات صاف صاف کہہ کر گیا ہے، کم از کم رہنے کے لئے تو دوبارہ داہم نہیں آئے گا۔“

”اُپ تاکیں ناؤ اس میں بمرا کیا تصور ہے۔ وہ اپنی مرثی سے بہاں آیا۔ اپنی مرثی سے داہم بہاں سے چلا گیا۔ اس میں بمرا کو کہیں نہیں ہے۔“

”اُگر میں اس کے ساتھ دو سوک نہ کرتم جنم تھا کیا تو شاید وہ اس طرح سے بہاں سے نہ جائے۔“ باؤ اپنی بات پر بھی ہوئی تھی۔

”میں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ناؤ میں نے تو اس کے ساتھ کوئی براسلوک نہیں کیا۔“

”علیحدہ اتم نے مجھے بہت بہاں کیا ہے، مجھے اس کم سے اس طرح کے دریے کی تو قنیتیں تھیں۔“ سالوں سے میں اتنی بیعت تھے تاہم پرورش کی تھی ہوں اور تم نے چند نیچے میں اس ساری بیعت پر بانی پھر دیتا۔

کیا سوچتا ہوں مگر کہ میں جسیں اس طرح کی تربیت دی ہے اور جب وہ جا کر اپنے بات سے اس کا ذکر کرے تو اچاہنگری سے اور تمہارے پارے میں لیا سوچے گا۔ یہ گمراہ تھا اب تک، ان سکا بھی ہے۔ یہ اور بات سے کہ دو لوگ بہاں بہت کم آکر کرچے ہیں کوئی نہ گرد رہنے سے اس کمگر ان کا حق تو قنیتیں ہو جاتا۔ عمر یا تمہارا کمی اور کزن، جسمیں کوئی انتیار سا حل نہیں کرم ان کے بہاں رہنے پر کوئی اصرحت کر دیا جائیں۔ پہنچنے کی اعتماد اپنے روپے سے کر۔“

”وچب چاپ ناؤ کی باقی تھی تھی۔ ناؤ بہت دفڑے سے اونٹ دیا کرنی تھی۔ جن کا رہی تھا زیادہ سخت تھا۔ جس طرح جو دل اس سے بات کر رہی تھیں۔ اس طرح سے انہوں نے پہلے کوئی نہیں کی تھی۔“

”عمر کے ساتھ خیر پر کوئی تھا کیا سوکیا گرا آئندہ یہ رکٹ پر کمی مت کرنا۔ تم بپنچی نہیں ہو ہے ساری ہاتھیں سمجھا تھا۔ یہ بیوی مکمل ہو، ہر جیسے کوئی تھی۔“ بہتر ہے کہ اپنے روپے کو نیک کرو اپ جاؤ بہاں سے۔ مجھے کہ کہا ہے۔“

انہوں نے ایک لپے چڑھے وظفے کے بعد بات فتح کر دی وہ شاک کی حالت میں ان کے پیڑوں سے نکل کر آئی تھی۔

”سارا گمراہ صرف سرماہے اور کسی نہیں۔ عمر کو بھی نہیں۔“ اس کے بہاں سے چلے جانے کی وجہ سے بیری ہر خوبی خاتی میں تبدیل ہو گئی ہے۔ ناؤ کیں بد تحریر تھے گی ہوں۔ عمر کی ناؤ کو پر وادہ ہے بیری نہیں!“

”و اپنے پیڑوں کی طرف جاتے ہوئے کچھ اور دل گزد ہو گئی تھی۔“

”بیری کسی کو خود روت نہیں ہے۔ میں کوئی نہیں۔ پیا کوئی نہیں، ناؤ کو بھی نہیں،“ بہر جیسے بندے کی ہوتی ہے۔ جس کی دنیا نہ کوئی دلچسپی ہو۔“

اس کی رنجیدگی میں مسلسل اضافہ ہوں چاہا۔

پیش میں مورود کہا تھا اکھاتی رہی۔ پھر ایک دم پلٹٹ پھر دکھنے کی رہی تھی۔

مر کے کرے کے دروازے پر دکھ دینے سے پہلے وہ اچھائی تھی پھر اس نے دروازے پر دکھ دی۔

"لیں کام ان!"

اندر سے عمری آواز ابھری تھی۔

وہ آہست سے دروازہ مکمل کر اندر دخل ہو گئی عمر کا بہت پر ایک بیکھوٹے کچھ جیسیں اس میں رکھتے میں صرف قہا۔ علیہ کو کو کہ کو جی ان ہو چاہ کہ پھر اس کے چہرے پر ایک سکھا ہٹ موراد ہو گئی۔

"آؤ علیہ!" وہ دستور اپنے کام میں صرف قہا۔

"بیکھ جاؤ!" ایک بار پھر دکھ دو کیجئے ہوئے کہا تھا۔

"میں بیٹھنے کے لئے نہیں آتی۔" اس نے تھلی سے کہا تھا۔

وہ پڑک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا اور پھر ہولے سے خش دی۔ "اچھا!" وہ ایک بار پھر اپنے کام میں صرف ہو گیا تھا۔

"آپ نے نالے سے صرمے ہارے میں کیا ہے؟" اس نے سراٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

"کہہ بھی نہیں!"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں، آپ نے نالے کہا کہ میں نے آپ کو اس گھر سے چانے کے لئے کہا ہے۔"

"کہ آن علیہ امیں نے اپنا پوکھنیں کہا۔"

اس پاراں نے ایک بار پھر بڑے پسکن اور پھر بڑے پوچھ لیجھ میں کیا۔

"آپ نے نالے سے کہا کہ میں ہیاں آپ کا سارہ بہن دنکھل کر تھی۔"

"ہیں یہ میں نے کہا تھا۔" اس کا جواب بھی پر سکون تھا۔

"آپ نے یہ کہن کیا تھا؟" وہ حیر آواز میں بولی تھی۔

"کیا میں نے ملا کیا تھا؟" اس نے بہت سیدھا سوال کیا میا تھا۔ وہ چد لمحے اس کا پچھہ دیکھ رہی۔ وہ س کے جواب کا انگار کے لئے ایک بار پھر اپنے کام میں صرف ہو گیا۔

"آپ نے نالے کو جھرے ظاف کر دیا ہے۔" وہ کابوں کے ہفت کی طرف جاتے جاتے مذاقا۔ "میں نے اپنا کچھ نہیں کیا۔"

"آپ نے کیا ہے؟"

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے، وہ تمہاری خوشی اور convenience (کوول) کے لئے کیا ہے اور اس

میگر میں کو تھاڑے ظاف کرنے کی اختیارات نہیں تھیں۔" وہ کافی لفڑی پرے اخراجہ ادا کردا۔

"آپ کی وجہ سے نالے مجھ سے فیک سے ہاتھ بھی نہیں کر سکیں۔" اس بارہہ روہائی تھی۔

اس نے مز کر علیہ کو دیکھا تھا اور پھر بڑی نزدی سے کہا تھا۔ "وہ اگر اس کی بھی تیس تو ملکوں کو رہی ہیں، میں

"کہاچی سے اتنی جلدی کیوں داہیں آکریں؟"

انہوں نے اسے اپنے ساتھ لے گئے ہوئے کہا۔

"اب میرا دل اور ہاتھ، حالانکہ پایا تو بہت کہ رہے تھے اور ناراضی بھی ہو گئے تھے میرے اس طرح

سے جلدی چل آئے کوئی سمجھنے کا سبق تھا۔" اسے کہا تھا، اور پھر مطہری ہو گئی تھی کہ از کم ہاتھ تو اس سے راضی نہیں

تھے۔ اس نے سچا جماعت کو سامنے کھوڈ پر بیٹھا بڑی جاہوشی سے اس کی ہاتھ کے ساتھ ہونے والی گھنٹوں رہا تھا۔

اس باراں نے علیہ کو خطاپ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"مریب سے کوئا کہا تھا۔"

"ہاتھ نہ ہو سے کہا تھا۔"

"مگر جذباً میں تو کہا نہیں کیا ہے۔"

عمر اچھی کھڑا تھا۔

"کہون، اب تمہیں کیا ہوا ہے؟"

"کہہ بھی نہیں سمجھے ابھی تو ہوئی دری میں واک پر جانا ہے اور اب میں نے کہاں واک سے واپسی پر کھانا

شرود کر دیا ہے۔"

"یہ ایک اچھی اختیارات حکمت ہے۔ واک سے واپسی پر کھانا۔"

"ہاتھ سے جھڑ کے ہوئے ہے۔"

"میں تو اپنی کوچھ جیسی لیٹی آیا تھا۔ یہ بس کرنی نے پک کر بھالیا۔"

اس نے سکھتے ہوئے کہا تھا۔

"جو جیسے جھیں لیجیں جیسے، مفردوں کیوں کہاں کاٹے بغیر تم یہاں سے جیسی جائے۔ سمجھ تما۔"

ہاتھ سے اسے اٹھنے ہوئے کہا تھا۔

اس نے پکھاوار کئی کوئی لیجیں انبیوں نے اس کی ہاتھ نہیں کی تھی۔ علیہ کو ایک بار پھر اپنا آپ

بیکھر کر اپنے پیارے اور محسوس ہوا تھا۔ یہی الگ رہا تھا وہ اسے منصف مرد اور دادا، ہادی تھی، کوئی پوچھنے نہیں کی۔

چوتھے غصی کی صورت یہ نہیں تھی۔ ہاتھ کی پری تجوہ عمر پر کر رہی تھی۔ وہ مولیٰ ہوئی تھی۔

غناشاں نے کہا کہا جاوی تھا اور علیہ نے بڑی جاہوشی کے ساتھ کہا تھا کہا یا تھا۔ عمر سے راجح نہیں پہلے اس کی

دہارہ کوئی ہاتھ نہیں ہوئی تھی، ہر دی وہ اس کی طرف تھا۔ وہ ہاتھ سے ہاتھ میں مشوق تھا اور کہا کہانے کے بعد عمر بھی اپنے کر کرے میں چلتے گئے تھے۔ لاکھی ہاتھ کے لئے پہن میں کھیں اور ان کے جانے کے بعد عمر بھی اپنے کر کرے میں چلا گیا تھا۔ علیہ ذائقہ تھا اسکے لیے بالکل ایکلی بیٹھی رہ گئی تھی۔ بڑی بے ولی کے ساتھ ہوئی۔

مرنے ایک گھری سانس لے کر اسے دیکھا تھا۔ ”آئی ایم سو ری۔“

”طیرہ مامیں ہیں اسے نہ اٹھ بور کر نہیں گی۔ پانی خشی سے گایاں اور اکڑا جانا جائز ہے۔“

اس نے فری سے کہا۔

”پیزیز آپ دامن آجاء کیں۔ جب تک آپ دامن نہیں آ کیں گے تو کاموڈھیک نہیں ہو گا۔ آپ

کچھ نہیں پیں گے۔“

مرنے اسے پکھا بھی جوئی نظروں سے دیکھا ہے مدد پر بیان نظر آتی تھی۔

”میں دبادہ کوئی لیکر حکم کروں گی جس سے آپ کو خلکات ہو۔“ وہ اس سے نظر نہیں ملا رہی تھی۔

”طیرہ مامیں دامن نہیں آ کیں۔“ اس نے بایس سے مارکو دیکھا تھا۔

”بیان کی کرنی کیا ہے اسے جو دامن سے بہت محنت کرنی ہے۔ دامن سے دامن نہیں ہو سکتے۔“

”ہاں ادھ تو مجھ سے بہت محنت کرنی ہے، مگر ہر بھی یہ مکر ہر انہیں ہے میرا اتواب کوئی گھر نہیں۔“

مرنے اسے اپنے دلوں ہاتھ آنکھوں پر رکھتے ہوئے دیکھا اور وہ جان گیا تھا۔ وہ کیا جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ چند گلوں بکھر دے جو ان پر بیان اگلوں پر ہاتھ روکنے سکیاں بھرتے دیکھا رہا۔ بکھر دے اس کے

تریب آ گیا تھا۔

”طیرہ دا اکیا ہوا درنے والی کیا ہے؟“

اس نے بیوں کی طرح اسے پکارتے ہوئے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ مگر چپ

ہولے کی بجائے دیکھ بھوت کرو دئے گئی تھی۔ وہ ساکت گمراہ دیکھا تھا میرا اس نے کھوس سے

کھڑک سے پیدا رکھا تھا۔

”میک ہے میں دامن آجاتا ہوں لیکن تم یہ رہا بند کرو۔“

علیحدہ نے اسے کستہ خاتما کر دیا۔ میری کھجور پاڑ کر جو کیوں میں پارہی اسے نہیں

پاہو دیتی دی رہی تھی اس نے دوبارہ عمر کی آواز نہیں سنی تھی۔ کافی ہر کے بعد جب اس کے آسوچے تو اس

نے آسٹس سے چڑھا دیا تھا۔ اس کے پالک سامنے ہی مر ایک کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اعمازہ کر کتی تھی کہ اس وقت

اس کا چہرہ کیا مختل فوجیں کر رہا ہو گا۔ سوچی ہوئی۔ کھیسیں، ہلکا چہرہ، سرخ ناک اور اس میں سے بہتا ہوا پانی۔

اس نے زیادہ بڑی دھوکہ اٹھا کیا تھی۔ اس نے سرچ پچھ جھکا کل شرٹ کی

آنکھوں سے چہرہ صاف کرنے کی کوشش کی پہنچوں انداز میں فی شرٹ کی کرنے سے ہک سے بہتا ہوا پانی۔

صاف کرنا چاہتا تھا، اور اسی وقت ٹوٹ کا قبضہ اس کے سامنے آ گیا۔ کچھ جھک کے بعد اس نے دلنوٹ کاٹ لئے تھے۔

”پانی چاہئے؟“

بہت زرم آواز میں اس سے پوچھا گیا۔

اور اس کا سراہٹ میں مل گیا۔ جب تک اس نے نٹو سے اپنے چہرے کو نکل کیا دہ ایک گھاس میں پانی

ان سے ہات کر دیں گے۔“

”آپ کو اب ان سے کوئی ہات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو بہت اچھی طرح سے سمجھا جائے۔“

You are a crook.

اس بار اس کے بیمار اس پر بھل پار عمر کے ماتھے پر کچھ مل آئے تھے مگر اس نے کچھ کہا نہیں تھا، صرف

خاموشی سے اسے دیکھا رہا۔

”آپ کے بیان رہنے پر کوئی اعزاز نہیں کیا ہے۔“

وہ اب بھی خاموش تھا۔

”آپ خود کو جا کر کہنی کر میں نے آپ کے بیان رہنے پر کچھ پانڈیہ گی کا انتہا تھیں یہیں کیا۔“

”حالانکہ تم میرے بیان رہنے پر کوئی پانڈ کر تھے ہو۔“

”میں نے آپ سے ایسا کہ کہا۔“

”تم نے کہا نہیں کہ میرے سکھی میرا بیان رہنے پانڈ نہیں کرتی۔“

”آپ ظلہ کہر ہے یہیں۔“

”طیرہ میں کوئی پیچنے ہوں اور گی تلاطم سے بہت اچھی طریقے سے سمجھ کیا ہوں۔ جھینیں یاد ہے اس دن

جب میں جھینیں پر غور کھارا تھا اور میں نے اپنے گھر پر فوجیں دکھانی تو تم نے اسے گردابی۔“

”غیرہ کا رنگ اونچا تھا۔“ میں نے جان بڑھ کر پر جھینکیں گے۔ میرے ہاتھ۔۔۔“

”طیرہ میں بے دوقوف نہیں ہوں۔ منہیں مجھے پر دوقوف کھو۔“ وہ بات کوئے ہوئے سے ہدی پسکون تھا۔

”آپی طرخ اس دن پانڈیش کی سلسلہ کرتے ہوئے، میں نے تم سے کہا۔“ میرا فورٹ پانٹ ہے اور تم

نے اس کی سب سے خوبصورت شاخ کاٹ دی۔ ”اس پارہ کو کچھ بولنے سے بھی میرا تو قبیلے دوقوف نہیں تھی۔“

”میں نے بہت پیلے جھینیں ستادیا کر کیں ہیں تھا۔ تھا جو جھینکیں آیا ہوں۔“ تھوڑے عمر کے لئے آیا

ہوں میرا وہیں پڑا جاؤں گے۔ میرا کے باوجود مجھے ہوں، ہوا کچم بیری طرف سے اپنال صاف نہیں کر پائی۔

شاید تمہارے دل میں میری طرف سے کچھ خشناٹ تھے اور میں کوشش کے باوجود ہوئیں خشم نہیں کر پائی۔ اس نے میں

لے ہمہ تھیں کچھ کر جو جھوڑ دوں۔ لس اتھی کی بات تھی اور میں نے گری تھی سے میں اس سب باقی کے بارے میں

صرف اس کا کام میرے بیان رہنے کو پانڈ نہیں کریں۔ اس سے زیادہ میں نے ان سے کچھ کہا۔“

وہ بہت سمجھی گی سے اسے ہاتا جا رہا تھا۔ وہ ایک بار بھرپور کام میں صرف ہو کیا تھا۔ وہ سرخ تیرے

کے ساتھ اسے دیکھی رہی۔ وہ اب اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

”نہیں! آپ دامن آجاء کیں!“

لے کر آگئی۔ اس نے پانی پیسے کے بعد رام خاں موٹی سے گلاں دالیں اسے حمد رہا تھا۔

"رونا کس بات پایا تھا؟" وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

علیہ کو اپنے شرمندی موجود ہوئی تھی۔ اسے رہا فیض چاہئے قائم از کمر عمر کے سامنے تھا لکھ بھی نہیں۔

"کلامی میں کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

علیہ نے خوف کے عالم میں سراغا کرائے دیکھا۔ وہ جلا کا قیافہ شناس تھا۔ وہ جوئے غور سے اس کا چہرہ

و دیکھ رہا تھا۔ علیہ کو کامل چالا سے تادوں کے لباس کے پیاسے اس کے ساتھ کیا سکن کیا تکرہ ایک بار بڑک لئی۔

اس کی آسمیں ایک بار بھر دھنڈلے گئی تھیں۔ اس بار بھر نے پری نزی سے آنے والوں سے آنسو پہنچ دیتے تھے۔

"رندے سے کیا ہو گا علیہ از دنگی میں تو بہت کوئی فیض کرنے پڑتا ہے۔ ہر بار اس نو پر اعلیٰ علم نہیں کرتے۔"

اس کا خیال تھا۔ عمر اس سے پوچھ گا کہ دجال اس کا بواہے ہے جس کی وجہ سے وہ ایقانیں گزتیں، بگر

نے مزید کوئی علیہ بیس کیا تھا۔ اس کے ہجاء نام لجھ میں ایک سخت کی مٹی تھی۔

"بڑوں تم سے وحدہ کرنا ہوں۔ بھرے پاس جب بھی روپے آئے، میں جھینیں ایک گمراہ گفت کروں

گا۔" علیہ نے جوانی سے عمر کو دیکھا۔

"آئی انہم سریں؟" وہ علیہ کی تبرانی کو محاب پھیلتا تھا۔

"تجھے گمراہیں چاہئے؟"

"تو تمہاری چاہئے؟"

"پکو گمراہیں؟"

وہ ایک بھی اتھی ہی طول نظر آری تھی۔ وہ چب چاپ اسے دیکھا رہا۔

"آپ بھر بھاں رہیں گے؟"

اس نے چاک سراغا کر مرے پہچھا تھا۔

"اں، اونوں گے؟"

مر کو اس کے چہرے پر کچھ اہمیان نظر آیا تھا۔ وہ انہوں کو مفری ہو گئی تھی۔

"تمہاری چیزوں دالیں رکھو گیں۔"

اس نے یہکی طرف اشارہ کیا۔

"میں رکھوں گا تھاں، آج تو مجھے چاہا ہی ہو گا کیونکہ میرا باقی سماں تو دیں ہے۔"

اس نے کہا تھا۔

وہ انہوں کو دارا بچپنے یہکی طرف چلا گا تھا۔ اب وہ بیک میں سے بیچیں دالیں کمال رہا تھا۔ علیہ نے

کچھ مٹھن ہو کر اسے دیکھا تارکر کے سے لٹکنے کے لئے مرجنی۔ دروازہ کے بندل ہے ہاتھ کر کتے ہوئے اس کی نظر

کر کے کئے میں پڑی ہوئی ایک چیز پر بڑی تھی اور وہ مٹھل کر گئی۔

## باب ۱۲

"عمر کے ہارے میں کیا بات کر رہے ہیں؟"

وہ بھی کچھ نہ مدد ہو گئی تھی۔ ناواب بہت ایکی ہوئی لگ رہی تھی۔

"پانچ سوں اب کیا پڑھا ہے؟"

ہالو بیوی ای جسیں۔

"اکل جپا گیر کل پاکستان آئیں گے؟"

اس نے اس بارہوال بدل دیا تھا۔

"میں اپا کستان وہ دو دو دن پہلے یعنی آپ کا ہے؟"

"انہیں نے آپ کو پہلے انعاموں میں نہیں کیا؟"

"پہنچنیں؟"

"لٹکنیں اکے گے؟"

"اب میں کیا کر سکتی ہوں۔ اس کی مرضی ہے۔"

"پہلے قید میں آپ کر رہے ہیں؟"

"پہلے تو بات ہی اور تھی۔ پہلے تمہارے نہ کی وجہ سے دیدھا میں آیا کرنا تھا۔ اب جب سے ان کی

دیکھ بولی ہے جنما گیر بہت لاپڑا ہو گئے ہیں۔"

"اکل لاحر میں ہیں؟"

"پانچ سوں۔ یہ میں نے تھیں پہ جھا۔ ہو گکا ہے، لاہر میں ہی ہو۔ یہ بھی مکن ہے کہ راہگی کا پیسی میں ہو۔"

"اکل کس وقت آ رہے ہیں؟"

"کہہ رہا تھا کہ شام کو آئے گا۔"

"اپ نے ان سے پچھا کر سیاں کئے دن رہیں گے؟"

بھی بیٹھنے دیکھی تھی۔ بہت عمر کے بعد وہ اس طرح پر بیان نظر آ رہی تھیں۔ لاؤچ میں پیٹھنے کے تھوڑی دیر بعد مگر کافی نہیں تھا۔ وہ اپنے پورت پر قابو دیا تھا جو بھیت کے لئے کہا جاتا تھا۔ ناؤنے اس کا فون سیوکی تھا اور زار بھیت بھجوادی تھا۔

ایک گھنٹے کے بعد پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی تھی۔ ملیرہ نے اکل کے چہرے پر نظر رکھ دی۔ تھی، وہاں تاؤ غمی خداوندی تھا۔ بچھے ایک گھنٹے کے بعد ناولر اکل جا چکری کی باشی سر رہی تھی، اور وہ دونوں لاؤچ میں پیٹھنے کی بھروسہ کے پار میں معمول کی لفڑی میں صرف تھے۔ مگر ان کی لفڑی میں گرم جوشی خوشی نہیں تھی یہاں لگدی تھی میسے وصرف وقت گزارنے کے لئے باتیں کر رہے تھے۔

ملیرہ نے ایک گھری سائیکلی تھی۔ لاؤچ کا دروازہ مکلا اور عمر پری اسی روشن اندر آیا تھا۔ پہلا قدم اندر رکھے ہی وہ لٹک کر کیا۔ ملیرہ نے اس کے چہرے پر پودوں میں کی سکراہت کو گناہب ہوتے دیکھا۔ وہ اکل جا چکر کو کچا تھا اور علیحدہ نے اس سے پہلے اس کے چہرے کو کوئی اتنا ہے تاریخی دیکھا تھا۔ اس نے اکل جا چکر کو اپنے دیکھا اور پھر گیری نظریں سے ناؤنکو دیکھا تھا اور اس وقت ملیرہ کو اس کی اکھوں میں گھوڑے کی تھی۔ دروازہ بند کر کے وہ اپنے بڑے آپنے اسلام و ملک کو دوڑتا کہنے کے بعد وہاں پر کسی کو کچھے بغیر لاؤچ سے گزر دیا تھا۔ اکل جا چکر اس کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔ اس کے چہرے پر بہت بیگ بڑا شد تھا۔

”ملیرہ! تھا جاؤ اور اسے کو کچھے بدل کر کھانے کے لئے آ جائے، کھانا تھا ہے۔“

ناؤنے اسی لمحے ملیرہ کو خوب طب کیا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھیجی اور پھر انکھی ہوئی۔ عمر کے پیڈر دم کے دروازے پر اسے دو تین پار دھک دینی پڑی گی۔ ہوسکا ہے وہ پہلے ہی ذریعہ میں کچھے تھے۔ ملیرہ کو رہا ہو۔ اس نے سچا تھا۔ چند مٹت وہیں دروازے کے باہر کھڑی انتکار کرنی رہی۔ پھر اس نے ایک اپارٹمنٹ دروازے پر دھک دی تھی۔ اس بارے اسے انتکار نہیں کیا چاہا تھا۔ فرمادی اسے عمری آواز سنائی دی تھی۔ دروازہ بھلوں کر اور دراٹل ہو گئی۔ عرب سینہ خوار قصہ میں ملبوس تھا اور سوہنی پر کوئی تمبر نہیں کرنے میں صرف قاتل اسے دیکھ کر رک گی تھا۔

”کوئی بھی ہیں کہ آپ کھانے کے لئے آ جائیں!“

ملیرہ نے ناؤنکا پیمانے سے دیا تھا۔

”پاپا کب آئے ہیں؟“

اس نے ملیرہ کی بات کے جواب میں سوال کیا تھا۔

”اکل آج شام کہتا ہے ہیں۔“

”درخواج لوں کو پہلے سے پیا کے آئے کا چاہتے؟“ اس بار اس کا لپڑ بہت نیک تھا۔

”کل اکل نے فون کر کے ناؤنکا اپنے آئے کا چاہتا تھا۔“

”جس جب میں ترینی کا فون کیا تھا تو انہوں نے مجھے پیا کے بارے میں کہی بات نہیں کی۔“

”تم بے وقف ہو ملیرہ! ابھالا میں یہ کیسے پوچھ کی تھی۔ وہ سوچتا تھا کہ ملیرہ اس کی دلیلیت کی لگپڑی ہے۔“

”مگر، میرا مطلب بھی تھا، میں تو اس نے پوچھا چاہ رہی تھی تاکہ ان کا کرہہ اسی طرح بیٹ کر سکوں۔ رہیں گے تو میں؟“

”ہاں، کہہ تو بھیسا ہا بے کہ میں رہے گا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ عمر کو اس کی آمد کے پارے میں پکھنہ تاکہ۔ میں نے کہہ کر عمر تھا ہے کیا نہیں۔ کہنے کا کہہ گئی اسے میرے آئے کی اطلاع نہیں ہوئی چاہئے۔“

”ملیرہ پوچھ جو انہوں نے تھی۔“

”آج عمر سے وہ اپنی آمد کیں پچھانا چاہ رہے ہیں؟“

”یہ تیری بھی کچھیں نہیں آئی۔“

”پاپوں اکل جا چکر اور عمر کا اتنا بھگرا کیوں ہوتا رہتا ہے؟“

”دوں مدرسہ دریں۔ دوں اسی اپنی منڈے والے ہیں۔ پھر بھرا نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا۔“ بہر حال تم جا چکر کے لئے بھی کہہ چاہ کر رہا۔“

”ناؤنکل کیسے آرہے ہیں؟“

”ہاں! اکلیا اسی اہم ہے۔“

”ناؤنکر کچھیں کی طرف پہنچی تھیں۔“

”ملیرہ پوچھ دیا گئی سے میں پھیل کر ملیرہ کی طرف آئی تھی۔ پھر انہوں نے ملیرہ کے کرے کی طرف آئی تھی۔“ کہرے میں عمر کے لکون کی پہک اپنی سکنی موجود تھی۔ وہ کھوپتے ہوئے اسٹلی نہیں کی طرف میں تھی، وہاں مر کا داٹا کی طرف موجود تھیں تھا۔ جو اس نے کل دہان رکھا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ملیرہ اسکے دل پر دھکا دیا تھا۔ اسے معلم می خوش ہوئی تھی۔ وہ داہم نہ رہنے کو تھی جب اس کی نظر مٹی طرفی نہیں کیا تھا۔ اسے پس پر دی دیہ بھاک پر پڑی تھی۔ اس میں صرف ایک مراڑا کا نہذب ادا ہوا تھا اور اس کا لذکر کو تھا۔ لیکن بھیجی کی تھی کہ وہ کون کا نہذب تھا۔

☆☆☆

اکل جا چکر سرے دن شاہ کو تھنچے گئے تھے۔ ان کا موافق اس بار کچھ اور اسی طرح کا تھا۔ بہر جب بڑا دروازہ بھتیجی تھے۔ ملیرہ سے ان کی رکی سلام دعا ہی اس کے بعد وہ ناؤنے کے ساتھ ان کے کرے میں پڑے تھے۔ دہان ان دونوں کے دریان کیا جاتی ہوئی تھیں، وہیں جاتی تھی اور ساتھی اس نے جانے کی کوششی کی۔ اس نے نہیں ملارم کے ہاتھ پاٹے اور پکھا کرنے کی تیزی سرکھو دیں تھیں۔

ایک دیہ کیتھے کے بعد اکل ناؤنکے ساتھ باہر لاؤچ میں نکل آ رہے گئے۔ ملیرہ نے ناؤنکے چہرے پر

"تم اس طرح سے فرار میں بھی کر سکتے۔"

اُس پر اُنکل جاہنگیر نے تقریباً چالتے ہوئے کہا تھا۔ تاونے اُنکل جاہنگیر کے کندھے کو دیا تھا۔

"کیوں جو گیا ہے جاہنگیر؟ کیونکہ اس طرح سے چار بے ہو؟ آرام سے بات کرو، سب کچھ ٹھوپ جائے گا۔"

"میں مر گئی انہیں چلانے دیں۔ پچھلے تین سالوں میں انہوں نے چلانے کے علاوہ اور کیا کیا ہے۔"

"مرام تم بھی خیر سے بات کرو، وہ بات ہے تمہارا۔"

اُس پر اُنکل جاہنگیر نے کہا تھا۔

"یہ باتیں ہیں بڑی بڑیں۔ ان کے نزدیک ہر چیز کی وجہ والی شے ہے۔ چاہے وہ دلخیز ہوں یا پھر اولاد۔"

اُس نے اُنکی سے اُنکل جاہنگیر کی طرف اشارہ کر تے ہوئے کہا تھا۔

"آپ پن ریجیں اس کی باتیں۔"

اُنکل جاہنگیر نے رشی سے ناؤسے کہا تھا۔

"آپ نے کی خواہیں کی تھیں اور سنانے کی۔ یہ بھری خواہیں تھیں۔"

"مرحوم جنہیں بادا۔"

ناونے غرض سے کہا تھا۔

"مجھے بیٹھا ہی نہیں ہے۔ جب مجھے کہیں باتیں کہاں کر رہے تھے پھر مجھے یہاں بیٹھ کر کر رہے ہے۔"

وہ لیے لے ڈیگ بارہاں سے چالا گیا تھا۔ اُنکل جاہنگیر وہنچ پہنچ ہوئے جسے اسے جاتا دیکھتے رہے تھے۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس کا دامغ خراب ہو چکا ہے۔"

انہوں نے اس کے جانب ہی ناؤسے کہا تھا۔

"اس دوست اسے سونے دو۔ وہ تھکا ہوا ہے۔ اس نے زیادہ لٹک ہو گیا ہے۔ تم میں دوبارہ اس سے بات

کرنے کی کوشش کردا اور کچھ ذریت سے بات کرتا۔ وہ کوئی چیز سا پچھہ نہیں ہے، جو ان ہے اٹھاؤٹھا ہے، اور اس

میں دیکھی باتیں نہیں ہیں۔"

ناونے اُنکل جاہنگیر کو سمجھا رہی تھیں۔

"آپ کا کیا خالی ہے کہ میں نے اس سے بڑی سے باتیں کی ہے، میں اس سے ہر طرح سے بات کر چکا

ہوں، بگردے اپنی بات پر جاہا ہوں۔ اسے احسان ہی نہیں ہے کہ اس کی مدد میرے لئے تک تھان و ہاتھ ہو گئی ہے۔"

وہ غیرت اور میش ناؤسے بات کر رہے تھے جب ہر یوں غاصبوی تھیں کہ اس کی باتیں سن رہی تھیں۔

"لیکن ہے فی الحال ابھی تو پکنیں ہو سکا۔ وہ سونے چلا گیا ہے۔ تم بھی جا کر نہ جاؤ۔ میں دیکھوں گی کہ

میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں؟"

ناونے اُنکل جاہنگیر کو لسا دیتے ہوئے کہا اور وہ اُنکل جاہنگیر کو اپنے ساتھ لے کر نہیں سے اٹھ گئیں۔

عیزیز چب چاپ دیں۔ میلی اُنکل جاہنگیر کی میتیں الجھانے کی کوشش کریں تھیں۔ مازم نہیں سے کھانے کے

"اُنکل نے ناؤکوئی کر دیا تھا کہ وہ ان کے آنے کے بارے میں آپ کو کہو بھی دیتا گیں۔"

وہ غاصبوی سے اس کا چھو دیکھا رہا تھا۔ یوں میںے اس کی بات کو جاہانگیر ادا۔

"لیکن تم چاہ، میں آتا ہوں۔"

اُس نے ایک بارہ بھروسہ اُنکل پر کمال ملائی شروع کر دی تھی۔ وہ غاصبوی سے دروازہ کھول کر باہر کل ہی۔

لاؤنچ میں آکر اس نے ناؤکو کا اس کے آنے کے بارے میں جانا دیا۔ مازم نے چند منٹوں بعد انہیں کہا

لکھ کی الطاری ویسی اور دو تینوں چھوٹے چھوٹے انجنگریوں میں آگئے تھے۔

اُن کے دو انگلیں پر بیٹھنے کی عمر اُنکل درم میں آگئی تھی۔ کچھ کہے بغیر ایک کری کچھ کر بیٹھ گیا تھا۔

مازام نے سوپ سرو کرنا شروع کر دیا تھا۔

"لیکن، مجھے سوپ کی بیٹھنے پا جائے۔"

اُن نے سوپ کا یارال ایک طرف کر تے ہوئے چاودوں کی ڈش اپنی طرف کھینچ لی تھی۔

سب سے کھانا شروع کر دیا تھا۔ ناؤکو باری اُنکل جاہنگیر اور عمر کو شعر سرو کر رہی تھیں۔ عمر سر جھکائے

ہوئے ایک لفڑ کے بختر پوری بخوبی سے کھانا کھا رہا۔ اس نے ایک بارہ بھروسہ اُنکل کی طرف رکھنے والا ٹھیک

کھانا کھاتے ہوئے باری باری اُنکل جاہنگیر اور عمر کو نظر دوڑا تھی۔ علیہ

عمر نے سویٹ دش کھاتے کے بعد پیٹ کر کھنکن کر لیکھن اور وہ من پر چھوڑ رہا تھا۔ جب ناؤنے

اسے حاطم سے کھاتا تھا۔

"غم اب تم سرے کرے میں چنانچہ تم سے اور جاہنگیر نے پکھ باتیں کرنی ہیں۔"

علیہ نے یکم اس کے پیچے پر تذاہ دیکھا۔

"مجھے اس دوست کی سے کوئی باتیں کہاں کر رہے ہیں، بہت سچ چاکر اور اس کے پیچے جسیں اس دوست

دوسرے کی نہ کوئی بات سنتا ہے اور وہی کسی کے کوئی بات نہیں کر رہے ہے۔ میں مجھ سون لوں گا اور اس کے مدادِ مجھ کی

وہ کوئی بچھے کھنکا کر کھرا ہو گیا تھا۔ علیہ، جان گئی تھی کہ اس کا اشارہ کس کی طرف ہے۔ اس نے اُنکل

جاہنگیر کے ماتحت پول پر ٹوٹے کیے تھے۔ انہوں نے میں کی اپنی پیٹ پچھے سر کر دیکھا۔

"کیوں، مجھے بات کرتے ہوئے نہیں کیا تکلیف ہوئی ہے؟"

علیہ نے اُنکی عزم اور میش کئے ہوئے ساتھا۔

"مجھے آپ سے قہقہاتیں کہاں میں کر کھا سوں۔ جزو ہاتھ کی ضرورت نہیں ہے۔"

میش نے کیا باران کی طرف، دیکھ کر کھا تھا۔

"گرچھے تم سے بہت سی باتیں ابھی کرنی ہیں۔ یہ ابھی طرح من لو۔"

”میں چائے بیباں لے آؤں؟“  
ملبوہ نے سروری سے اس سے پوچھا تھا۔  
”جیسیں! اضورت نہیں ہے!“  
اس نے بڑی کلکل سے الٹار کر دیا تھا۔ وہ اسی ناموشی سے کمرے سے باہر کلک آئی۔  
”وہ چائے یعنی میں چاہتا ہا۔“  
اس نے لاؤ گھنی میں آ کر کھا تھا۔  
”وہ بیرسا منا کرنیں چاہتا، آپ دیکھ رہی ہیں کہ وہ بیرسے ساتھ کیا کر رہا ہے۔“  
اس نے انکل جھاگکر کامیڈی و سرخ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔  
”بیرون اتھم اس سے جا کر کوئی میں باریق ہوں۔“  
ناونے انکل جھاگکر جو جواب دینے کے بجائے اس سے کھا تھا۔ وہ ایک بار بھرداہیں پلت گئی تھی۔ اسے  
اپنے پیچے انکل جھاگکر کی وجہ سے ادا نہیں دی تھی۔ ایک بار بھرداہیں پوچھ رہے تھے۔  
عمر اس بار اس کے پیغام پر بھروسہ انھا تھا۔  
”میں ایک بار تاپکا ہوں کہ مجھے چائے کی ضرورت نہیں ہے اور نہیں مجھے ہاہرا آتا ہے۔ تم جا کر گرفتی سے  
کہہ دو اور بیٹری اس دوبارہ بیباں کوئی بیباں لے کر مت آتا۔ بار بار مجھے ٹھہرست کرو۔“  
اس نے خاصی تکھی سے ملبوہ سے کھا تھا۔ ایسا یاد ہنسیں پڑتا تھا کہ عمر نے کبھی اس طرح اسے جھوک کاہو۔ وہ  
ایک بار بھر ٹھیک اور جس سیکھ کے سے دروازہ کھول کر انکل جھاگکر ادا رکھے۔  
”آپ کی بیرسے کرے میں اس طرح داخل ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔“  
اس نے مرن کو تھی ادا کیں کہتے ہوئے ساتھا بیلوہ کی بھجن نہیں آیا کہہ دیکھ کر۔ وہ انہم سے یا مل جائے۔  
”یک کوہرے پاپ کا ہے!“  
انکل جھاگکر نے جواہرا کہا تھا۔  
”جیسیں! آپ کا نہیں ہے۔ آپ بیباں سے پڑھ جائیں۔“  
 عمر نے ترشی سے ان سے کھا تھا۔  
”میں نے اپنی زندگی میں تم بیبا خود فرشت، خود پسند اور غیرہ مدد و معاون نہیں دیکھا۔“  
انکل نے اس کی طرف انکل سے اشارہ کیا تھا۔  
”ہاں امیں خود فرشت، خود پسند اور غیرہ مدد و معاون ہوں..... کیونکہ آپ کا ہی بیبا ہوں۔“  
 عمر نے اپنی اپنی لپھے ہم جواب دیا تھا۔ ملبوہ کو انکل جھاگکر کے پیچے دروازے میں ناونظر ہی میں۔  
”میں تم سے آخری بار اس طرف صاف بات کرنا چاہتا ہوں۔“  
”مجھے خوبی بات کرنی تھی، کہ پکا ہوں اب اور کوئی بات کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کو پہلے بھی میں الٹار کر کا ہوں۔“

بتن اٹھا نے لگا۔ وہ سوچتی رہی کہ اس پار امیر اور انکل کے درمیان وجد تازع کیا ہو گئی ہے۔  
ان دلوں کے درمیان ہوتے والا یہ پہلا بھروسہ نہیں تھا۔ ملبوہ کو ایسے بہت سے مراتی یاد تھے، جب اس  
دلوں کے درمیان اختلافات ہوتے رہے تھے۔ تھا۔ مگر اس پار محلہ یقیناً یادوں سے بھروسہ تھا۔

☆☆☆

اگلے دن وہ بخوبی ملی گئی تھی۔ اس کا خالی تھا کہ اس کی وابستہ بھک انکل جا ہمکر اور عرکے درمیان جو  
بات ہوتا ہو گی، بوجھی بوجھی اور مگر کہ اصحاب تھیں مغلوب پل چاہو گا۔ مگر سہ پہر اپنی پارے پہ پلا تھا کہ ملبوہ  
نہیں آپ تھا کہ وہ کیا کریں۔

عمر شام کے وقت، وابستہ آپ کیا تھا اور اس بار انکل جو ہمکر دلت شانگ کے نئے نئے ایسے بات کرنی شروع  
کر دی۔ وہ لاوچنگ میں ہی پہنچنے تھے اور علیور، چند منٹ پہلے آپ نہیں جائے دیکھ آئی تھی۔  
”میں آپ کوں بھی بتا پکا ہوں کہ مجھے آپ سے کوئی بھی یاد نہیں کرنی۔“

عمر نے لاوچنگ میں کھڑے ہائھاٹا کر کیا تھا۔

”عراں طرخ.....!“

عمر نے تو کہتا ہیں کہل کر کرنے دی تھی۔

”گریتی! میں بیباں اس لئے آیا ہوں تاکہ کچھ دن سکون سے گزار سکں۔ اگر یہ نہیں ہے تو ہمیں  
بیباں سے بلا چاہا گا۔“

یہ کہ کہہ دلاوچنگ سے انکل میا نا دوئے اسے آواری تھی مگر اس نے ان کی آواری کو نظر انداز کر دیا تھا۔

”طیورہ اجاڑا اس سے جا کر کوئی آپ کا چائے تپیں لے۔“

ناونے طیورہ سے کہا۔ وہ ملبوہ کو کھر کر کے طرف گئی تھی۔ دیکھ کی آوار نہیں ہی اپنے سے عمر نے  
آوار دی تھی۔

علیور دوڑاہ کھل کر اندر داٹھ ہو گئی تھی۔ وہ اپنے گلے میں بندھی ہوئی تالی کھول رہا تھا۔ علیور نے ہاؤ کا  
پیغام اسے پہنچا دیا تھا۔

”میں، مجھے چائے نہیں میں!“

اس نے بڑی ترشی سے کہا۔

علیور نے اس کے پہنچ کے آثار دیکھے تھے۔ اس کی آنکھوں میں سریتی تھی۔ شاید وہ رات کو دی  
سویا تھا۔ علیور کوے اپنی کاری اس پر ترس آگیا۔ اس کا دل چاہتا تھا انکل کو بیباں سے وابستہ گئے۔

”اگر وہ بات نہیں کہتا چاہتا تو ہاؤ اور انکل اسے کیوں مجید کر رہے ہیں؟“

اس نے خود خوبی چاند اور سوچا تھا۔

آگر زندگی پاپ کے اشاروں پر ناتھے ہے گزاردی باتی کی زندگی بچی اور اس کے خاندان کے اشاروں پر ناتھے ہوئے ہیں گزاردنا پتا تھا۔ مگر لاکی کی خصوصیات اور علم کے بارے میں آپ کہتا ہے ہیں اس کے بارے میں، میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اس کے لئے کتنے بارے فریبیز ہیں اور اس کا باپ اسے مجھ سے کیوں بیانجا تھا ہے میں یہ بھی جانتا ہوں۔“

”عمر انفل پاٹھی مت کرو۔ تمہارا باپ تمہارے لئے کسی برسے کیکٹری لڑکی کا انتساب کوں کرے گا۔“  
حصہں ضرور کی ملٹی ہو گئی ہے۔“

”سائٹ کھڑے ہیں یا آپ کے، اس لاکی کے بارے میں مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہوں گے، آپ ان یوں سے پڑھ لیں۔ مگر پورا آپ کو بتیں یہ نہیں ہے تو ان سے پوچھ کر دیکھیں کہ کیا ہاکر دار لڑکی ہے۔“  
اس نے غلابی میں کتنے بارے باپ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

”تم کتنے باکردا ہو؟“  
چنانچہ مردی میں اس سے پچھا۔

”گرام لاکی کے بارے میں سب کچھ جانتے تو وہیں کی تباہتے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔“  
”آپ مجھ سے باکردا ہونے کے بارے میں سوال کیے کر کے ہیں، آپ تو سوال کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ میرا کوکارا چاہیں ہے تو اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ فاران آفس کے ایک چڑاہی کے مابینی آپ کا ہام لیا جائے گا تو وہ آپ کا کیکٹریٹھکٹھیں کر دے گا۔“

”وہ آپ سے بالکل باہر ہو پکا تھا۔  
”تم جس ماں کے میئے ہوتم سے میں یہاں سب کچھ قائم کر سکتا ہوں۔“  
بالکل چنانچہ اب پیرا رکھتے تھے۔

”ماں کے بارے میں ایک لٹکنگیں... ایک لٹکنگیں... حس و حرمت سے آپ کا کہیں اتنی نہیں ہے اس کے بارے میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے آپ۔ میں نے تن سال تک فاران سروں میں رہ کر آپ کے لئے بہت سمجھ کر کیا ہے۔ میں نے اپنے میری کوکارا میں اسکا ملک اسلامیہ، آپ نے جس طرح چاہا، مجھے استعمال کیا۔ آپ کی وجہ سے میرا کیریٹھر اس سروں رکھا کہ میرا میں میں نے وہی کیا جا چکا تھا۔ کہاں گریجیں۔“  
ایک حد ہوتی ہے اہد آپ کے نزدیک میری جیشت ایک روپیں سلب سے زیادہ نہیں ہے۔ میرے دنہوں کو استعمال کر کے آپ اپنی مرثی کے لیے نہیں کر سکتے۔ اب میں وہی کروں گا جو میں چاہوں گا۔ مگر بھی آپ کی مرثی کے مطابق نہیں کروں گا۔“

”کیا کہاے تم نے میرے لئے؟“  
کیا نہیں کہا میں نے آپ کے لئے۔ آپ نے تن سال تک مجھے استعمال کیا ہے۔  
”تم نے میرے لئے پوچھ کر کے مجھ پر کوئی اصلاح نہیں کیا ہے۔ تم چانتے ہو کر جس بچہ تمہاری پرستک

اب بھی الکار کرتا ہوں اور میرا حباب آنکھ بھی بیٹھا ہوگا۔ آپ سب میرا بچپنا چھوڑ دیں اور ہماس سے ٹپے جائیں۔“  
”میر جھیں کیا ہو گیا۔ اس طرح جی بیوی کیوں کرے ہو؟“  
اُس بارہ نو گے آئی تھیں۔

”میں بالکل نیکی پر کر رہا ہوں، آپ نہیں جانتے کہ میرے ساتھ کیا کہتا ہے اسے ٹپا رہے ہیں؟“  
”میں جاتی ہوں اور سیرا خالی ہے کہ چاہگئی کوہ رہا ہے، اسیں کوئی عرض نہیں۔“  
ہماس پارہ سچے یہوں میں بوٹا جس۔

”میر جوان نظریں۔“  
”آپ جاتی ہیں اور میرا بھی آپ کو اس بات میں کوئی عرض نہیں کریں۔“  
”میرا جھیں شادی تو کہتا ہے تھے میر جاگئی کہ مرثی سے کرنے میں کیا حرخ ہے۔“

”ٹپیو نے ایک شاک کے عالم میں ناؤں کی طرف دیکھا تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔  
”آپ کے بیچے ساری زندگی ”درسرے لوگوں کو اپنے قائدہ کے لئے اشتغال کیا ہے اور گردنی ایں ان لوگوں کی اسیں میں شامل نہیں ہوتا جاتا۔“

”وہ حصیں کہن اشتغال کے گام ڈال سکے چیزیں ہیں۔ ہر باپ اپنی اولاد کی شادی کے بارے میں سوچتا ہے۔ ہر باپ اپنی اولاد کی خوشی کا باتھا ہے۔“

”ہر باپ نہیں گرتی اپنی اپنی اپنے بھائیوں کے بیٹے کے بھائیوں کی ہوتے ہیں جو صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔ سرف اپنی خوشی کا خیال خالی رہتے ہیں۔ میرا سیاستدان کی بھائی سے بھیری شادی کرتا جاتا ہے، میں اس سے شادی کرنا نہیں چاہتا۔ اگر بات خوشی کی ہے تو میں وہاں شادی کر کے خوشی نہیں رہ سکتا۔ پیری خوشی کی خاطر مجھے جبوڑہ کر کیں گے کرتی ہے۔ بات خوشی کی نہیں ہے۔ بات قیمت کی ہے۔ اہمیت میری بہت اہمیت قیمتیں رہی ہے اور یہ مجھے لعنة ہوتا جاتا ہے۔“

”میر اس کے بات کے جواب میں کہتا ہے۔“  
”میں خلطاں کر رہا ہوں؟“  
”میرا خود ایسا اخراج میں بہتر تھا۔“

”گریٹنی! میں خلطاں کر رہا اور آپ اپنے بیٹے کو مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔“  
”میرا جھیں کس بات پر اعزازی ہے۔ جہاں گریٹنہاں تھا تو دو یوں خوبصورت ہے قیمت یافتہ ہے۔ اس کا باپ فخر ہے، اس نکل کے چند ہی ری کاری خاندانوں میں سے ایک ہے۔ میریں اور کیا کچا ہے، اس لاکی سے شادی کر کے تھا رہا کیکٹری بن جائے گا۔“

”مجھ کیریٹھیں بنانا ہے۔ مجھ کی نایی گرایی خاندان کا حصہ نہیں بنانا ہے۔ مجھے سرف آزادی چاہئے

اور اسی روپیش کا حال و بنا بہت بڑی حادثت ہے، اور میں انکی حادثت نہیں کرتا۔ عمر کو چنانکریجے لاحاظے کے بغیر کی بہت سے لوگ جانتے ہیں اور وہ اس کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر میرے ہم کے ساتھ آپ کا تام ہے تو میری مجبوری ہے، میری ضرورت نہیں۔ مجھے قانون سروں میں لا کر آپ نے میری جنمودی، میں دوسرے پا کا بولں۔ اب تھوڑا آپ کی مریضے کے لئے کوئی کریں آپ کے لئے کردن گا۔

”تم میرے کی احسان کو نہیں سمجھتے۔ میں نے تمارے لئے جو کوئی کیا ہے، وہ بہت کم لوگ اپنی اولاد کے لئے کرتے ہیں، اور جو کچھ بدلے میں مرے ساتھ کر دے جو وہ بھی کوئی ادا دہدہ بنت کر کیتے۔“

"آپ نے بیرے لئے ایسا کوئی نہیں کیا جو دنیا سے الاکھاہو۔"  
 "میں نے بھیجیں سے آج تک جباری خروجی میں پوری کی۔ تھا چور ہو چکے پانی کی طرح بھایا۔ سب سے اب تک انسی بخوبی میں جھیں تھیں۔ تھیں سارا کیمر ہاتھیا اور تم کچھ کہ کر منے تھے جسے لئے کچھ نہیں کیا۔"  
 "آپ نے مجھ پر ساری الوظف اپنے لئے قائد کیے تھے۔ مجھ پر دوپاس لئے بھایا کو بعد میں آپ بیری اونچی یقین و مصلح کر سکیں۔ جس طرح اب آپ وصول کرنے چاہ رہے ہیں۔ آپ نے کوئی بھی بھری خٹکی کے لئے بھیں کی۔ اپنے قائد کے ارتھان کے لئے سوچ کر کی۔ آپ وہ انداں میں جو پڑھنے ملادہ کی درسرے کے لئے کچھ سوچتے ہیں تھا۔ آپ کی بڑی سوچ 'میں' سے شروع ہوتی ہے اور 'مرے' لئے پڑھتی ہوتی ہے۔  
 آپ لوگوں سے تعلق ہے۔ میں کہتے ہیں جو بندگی وہ آپ کے لئے قائد ہے۔ مجب ان کی افادت فتح ہو جاتی ہے آپ کے لئے ان کی ایہت گھنی ہو جاتی ہے اور ان لوگوں میں، میں بھی شامل ہوں۔"  
 اس کی تھی بڑی یقینی چارہ تھی۔ جہاں تکرئے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مت بھوپال کرم بیری میلی کا حصہ ہے۔"  
 ملیروں نے عمر کے پرچے پر اضطراب رکھا تھا۔  
 "اور آپ بھی یہ سمجھوں گے کہ آپ کمی میں ہوئی نہیں تھے۔ میلی آپ کی سب سے آخوندی ترین ہے۔"  
 اس نے مگر کوئی اٹھا کر کہتے بھوئے تھے۔  
 "بیرے بارے میں فتوے دے کی کوشش مت کرو۔ میں کون ہوں اور کیا ہوں، میں اچھی طرح سے  
 جان ہوں تم مرفع اپنے میں عیبات کرو۔"

”کیل بات نکی جائے آپ کے بارے میں؟“  
 ”میتھ سے بیان کوئی فضول بھٹ کرنے نہیں آیا ہوں۔ مجھے تم سے صرف ایک موال کا جواب چاہئے اور  
 وہ بھی صرف بان میں۔“

ان کا لپھ بے صدر را اور لکھ تھا۔  
 ”اور میرا جواب ”نہیں“ میں ہے۔“  
 وہ اتنا ہی خوف تھا۔

ہوئی ہے دہال جمیع چیزیں جو محیر آفرینگی پرستنگ بیری مدد کے بغیر کیے جو کسی نہیں۔ جو سعادت میں نے تمہیں تھماری دروسی میں دیا ہے، مہتر کم کوکوں کو تباہ ہے مگر تمہیں بیرا کوئی احسان یاد رکھیں ہے۔“

”اپ نے بڑی پونچ اس لئے دبائ کروائی تھا کہ اس سیٹ کو اپنی مریضی کے طبق اسٹیل کر سکیں۔ اپنے گھنے فانز سروں میں لے کر ہی اس لئے آئے تھے اور اسے اسٹیل کر کے اپنے لئے پکا اور فناہ کر جائیں گے۔“

”تمہاری اس ضد کی وجہ سے جانتے ہو کر مجھے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے؟“  
اس باران کا لمحہ قدرے نرم تھا۔

"میری بلاسے، آپ کو کیا تھکان پہنچتا ہے اور کتنا تھکان پہنچتا ہے۔ یہ آپ کے سوینے کی بائیں ہیں۔ میری نیس۔" وہ بھی بھی اتھری تھے۔

”تم اس لڑکی سے شادی فہیں کرو گے؟“  
”فہیں: میں کسی بھی قیمت پر شادی نہیں کرے۔“

”جانے ہو اس لڑکی سے شادی کر کے تم کہاں بیٹھنے کے لئے آئے۔ سارے اصرار خیکھ کر کشش بمعہ کر کے میاں

”میں اس سب کے لئے بہت پرکھا دے گے۔“

"میں پہلے ہی بہت سچھتا چکا ہوں اور اب اور نہیں سچھتا دیں گا۔"  
"میں تمہیں آسمان بر لے جانا چاہتا ہوں، اور تم اسکے کام کر کرے

"ہاں آپ مجھے اسکا پلے جانا چاہیے ہیں لیکن بمرے کو میں پہنچ دوں کہ مجھے اپنے اٹھا جائیں ہیں۔" "میں جانتا ہوں بمرے خلاف یہ سب پوچھتا رہے دیکھ دیاں ڈالنے والا کون ہے۔ میں اس محنت کو دیکھ رکھا ہوں۔"

ہائیکورنے ذہریلے لہجہ میں کہا تھا۔

”بے کوئی نہیں کی خود روت نہیں ہے۔ اس کے بغیر ہی میں آپ کو بہت اچھی طرح مجھ پر کاہوں۔“

ایں یہ بوجانا لیا ہے تو صرف میری وجہ ہے۔ میرے نام، میری مدد کے بغیرم سے کوئی ہاتھ ملا جائیں۔ مذکورے گا۔

اپ کا نام میرے لئے کسی غفر کا باعث نہیں ہے۔ اپ انہی رپوٹیشن بہت اچھی طرح جانتے ہیں،

بچا بچرا آسان نہیں ہے۔ میری بچی جہاں تکے تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جس جھنس کی بیٹی سے تم شادی کرنے پر لاکار کر رہے ہو، وہ فرش تبرے پچھے ہوت جانے پر جھینک نہ ڈھوندے گا۔ کیریکی قیامت نہ کرو۔ اس الگار کے بعد کم از کم اس لکھ میں تمہارے لئے کلیں کیریکر ہے نہیں کوئی خوبی ہماریم رہنا نہیں چاہئے اندر میں جھینک رہنے نہیں دیں گا۔ جاب کے چند ہزار روپاں میں مگر اگر دیجیں کر سکتے ہیں میری طرف سے اب دوبار جھینک کی جم کی کلیں مدد نہیں ملے گی۔ تم بیٹی ہاپ کے دوسری بھائیوں کی کوکش کرنا، اور یہ ہوئے عیاشیں دیں گے، اور پھر ایک سال کے اندر اور تمہرے پاس معاشرے مانگتے آؤ گے۔ تم میری برہن بات مانٹے کے لیے چاہو گے جس کی اس وقت میں تم پر چوکوں گھی نہیں اس کے بجائے جھینک نہ کروں گا۔ یہ ہے تمہارا براہ راست خوبی ہے حال کرنے کے لئے تم فارس روپوں پر چور کر بیٹاں آگئے ہو۔

اکل جاگیر کے بھیں میں میے حدڑ تھا علیہ، ساکت کمزوری یہ سب کچھ کوہی تھی۔ جو اس وقت بالکل ہی خاموش تھیں اور عمر..... غریر کے چہرے پر تو اس وقت وحشت کے ملا ہو، اور کچھ کوہی تھی۔ وہ غاصبو سے گھر سے ساہنے لے رہا تھا، گرس کی سرخ آنکھیں اور پتھک چوکے ہوئے ہوتا ہے پر سکن خاہیں کر رہے تھے۔

”آپ ہنڑا و نہیں کر سکتے کیا اس بارا اپ سے بچا بچوں کے لئے میں کس حد تک جا سکتا ہوں۔“ وہ غریباً ”میں تمہارے لئے کوئی کافی فراری نہیں پہنچوں گا۔“

”جاگیر نے اتنے ہی سرو چھوٹیں کیا تھا۔“

”آپ ہر راستہ نہیں کر سکتے کوئی شکوہ راستہ لہر انسان کے پاس ہوتا ہے۔ میرے پاس بھی ہے۔“

عمر ہے اسے اٹے ترسوں سے پچھے جاتے اور کہتے ہوئے نہ تھا۔ اس نے اکل جاگیر کے چہرے پر ایک ذہنی سکراہت و بکھری تھی اور پھر..... میر اس نے میر جاگیر کو کلی کی تیزی سے سایہ نہیں کی دراز کوئی اور پیار کا لئے دیکھا تھا۔ اگلی لمحے اس نے اپنے دبودھ کو خوف سے سر دھوت پیا تھا۔

”غم.....“

اس کے طبق سے بے انتیار تھی تھی۔ وہ اب بھی اس کی طرف معچنے نہیں تھا۔ درپیوال کا سنبھلی کچھ ہمارا تھا۔

◎ ◎ ◎

جاگیر سے چدڑے سرخ آنکھوں سے گھوڑتے رہے۔

”میں جھینک اپنی جانیداد سے عاقی کر دیوں گا۔ میں بھی دکھنے کے لیے تم کسے سر را بچ کر رہے ہو۔“

”مجھے آپ کی جانیداد میں سے پکنیں چاہئے مگر جو کچھ دادا نے آپ کے لئے پھوڑا ہے اس میں سے شدید ہمارا حصہ چاہئے۔ خاص طور سے وہ بیک اکا کوت ہے ان کی دست کے ہاڈوں مگر بھر جاؤں کیا۔“

”میں جھینک ایک بھی جھینک دیں گا۔“

”تم آپ سے بھیں بھیں مانگ رہا ہوں۔ اپناں مانگ رہا ہوں، وہ سب کچھ مانگ رہا ہوں جو آپ کا ہے یہ بھیں، جو پہلے سے ہی سمجھ رہے۔“

”کچھ بھی تمہارا نہیں ہے۔“

”وہ یک دم چالا تھا۔“

”تم میری باتیں نہیں باز کے لئے جھینک بھی نہیں دیں گا۔ خانہ بیانیداد سے نہ پاپی کی جانیداد سے۔“

جاگیر سے ذہنیے لیے چکا۔

”میں اپنی پوری زندگی کی سے ”نہیں“ نہیں اسی، اس لئے مجھے اس لئکن کی عادت ہی نہیں ہے۔ اب تم سے بھی یہ لفظ نہیں سن سکتا۔ تاہم اگر قیمت پکانے کی کسے ہوتی تیک ہے پھر مگر بھی قیمت پکانے۔ جھینک اپنے آپ پر خرچ کیا جاتے والا درپیچ ایک اونٹسٹنٹ لکھا ہے تو تیک ہے۔ تم اسے اونٹسٹنٹ سمجھوادیور مجھے اس پر مناقب دے۔ اس شادی کی صورت میں۔“ وہ بکارے تھے۔

”اور میں بھی تیک دیں کروں گا۔ بھی جھینک دیں گا۔“ آپ نے مجھ پر خرچ کیا، نہیں مرمنی سے کیا۔ میں نے آپ سے کچھ بھی خرچ کرنے کے لئے نہیں کیا اور جو آپ نے کیا، وہ براہ کرتا ہے۔ آپ نے ایسا خامس کیا کیا جس کی قیمت میں آپ کو بکاراں؟“

”تم تو ٹھکے اپنا ہاپ مانے چکیں، پھر کس حوالے سے اس ساری لگوڑی کو پانچ کھکھ کر ہو۔ تم میری بات نہیں، باوے کے تو میں جھینک رہکر پر لے آؤں گا اور میں یہی بھول جاؤں گا کم سے کمیں براہ کر کی رشد تھا۔“

”میں بھر بھی آپ کی باتیں نہیں لیں گا، اور جانیداد میں جو بھرا حصہ ہے، میں وہ بھی لیں گا۔ جو راستے آپ استھان کر لیں گے وہ راستے سیرے لئے بھی ایجاد نہیں ہیں۔“

”اگر کم یا شادی نہیں کر کے تو وہ سارا لگوڑی کو پانچ کھکھ کر ہو۔“ وہ تو میں تھے تو پرخیر کیا تھے۔ پانچ کی جانیداد سے ملے والا حصہ بھی ان بھی اخراجات میں آپا تھا۔ جو میں تھے تو کہے تھے، اور اس کے ملا ہو جو جھنک رم جھینک پے کرنی ہے، وہ بھر اور کل بہت جلد تھا۔ گرام پانچ حصے صدر کے لئے کوئت ہے جسنا چاہئے جو لعلی سے پاؤں میں گھوٹ کھوئے جائے تو کم کھج کر کے پانی میں ہو۔ جس کمک تھا کہ کیریکی بات ہے تو فارس روپوں کے چوڑی دی ہے۔ اور تم سوچ رہے ہو کرم نے مجھے بچا جوڑا لایا ہے۔ قم پیلس جوڑا کر رہے ہو، اس کے بعد میں جھینک تھاں کا کوئی سے

مر کے واپس آجائنے سے نافر کارویہ یک دم ہالک تھیک ہو گیا تھا، اور اس پر علیہ نے خدا کا شکرا  
کیا تھا۔

مر کے پھرہ شروع ہو چکے تھے اور ان دونوں کا سامنا بہت کم ہی ہوتا تھا۔ خود علیہ، بھی کاغذ چاہ شروع کر  
چکی تھی، اور اپنے سکھی کی جایزی میں صدرف تھی۔

اس رات جب دو بیجے کے قرب مر سونے کی تیاری میں صدرف تھا، پس لگتے پر اس نے  
رنگریزی میں پڑی ہوئی بوائل کو خالی پا اور پھر پانی پہنچنے کے لئے وہ بکن کی طرف آیا تھا اور جس میں سے کوئی تھے  
ہوئے وہ فتح کر کر گیا۔ لاؤخ میں بھی روشنی کا بلب آن تھا اور اس کی روشنی میں کسی کو لاٹھیج کا دروازہ  
کھولنے دیکھا اسے پہنچا نہیں دی جسیں گی، دل علیہ تھی۔

”مگر اس کے اس وقت لاٹھیج کے دروازے پر وہ کیا کر رہی ہے؟“ اس نے حراجی سے سوچا اور آگے  
بڑھ کر لاٹھ آن کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ علیہ وہ اپس پہنچ کر دیکھے گی مگر اس نہیں ہوا۔ واپس پلٹے پر ہٹیرہ دروازہ  
کھول کر لاٹھیج سے پہنچی تھی۔

”علیہ،“ عمر نے کوچھ انہوں کو کہا۔ آزادی کر دو، متوجہ نہیں ہوئی۔ عرپ کوچھ انہوں کو خود بھی اس کے  
چھپے لاٹھیج کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔ علیہ آخرست آحمد میں گیٹ کی طرف باری تھی۔  
”علیہ!“

مر نے ایک بار بھروسے آزادی کر دو، متوجہ نہیں ہوئی۔ عرپ کوچھ انہوں کو دے اب بھی گیٹ کی طرف  
چلتی چاری تھی۔ وہ کچھ پر بیٹھا کے عام میں اسے جانا تھا کہا رہا۔ وہ اب گیٹ کے پاس پہنچ گئی تھی۔ گیٹ پر موجود  
پوکیار کی سامنے اٹھ کر اس کے پاس آگئی اور اس سے کچھ کہرا تھا مگر وہ گیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی اور اب گیٹ  
کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ عرپ تیز قدموں کے سامنے گیٹ کی طرف بڑھ آئی۔ پوکیار کے سامنے نظر آئی تھا۔  
اس سے کچھ کے پیغمبر علیہ کی طرف بھیجا گیت پر لگنے کے لئے کہ رہی ہیں۔ ”چوکیار نے مر کے آتے ہی اس سے کھا مر  
”علیہ، ایک بات ہے؟“ کہاں جانا تھی ہو؟“ اس نے علیہ سے پوچھا۔

”گیٹ نہیں ملک پا۔ باہر جانا ہے۔“  
”وہ اب بھی گیٹ کھولنے کی کوشش میں صدرف تھی۔“

”لکھی تو پوچھو جاؤں کہ کہاں جانا ہے؟“

”پہاڑے پاس جانا ہے۔“

”علیہ!“

مر ساکت رہ گیتا۔  
”گیٹ کھول دو،“ پوچھ کیا۔  
”گیٹ کھول دو۔“

## باب ۱۲

کرے کے کرنے میں وہی پاٹ پڑا ہوا تھا۔ جس کی ایک شاخ اس نے چودن پہنچے ہی کاٹ دی تھی۔  
گھر جوانی اسے پاٹ کو کھینچی ہوئی، بلکہ بڑا پاٹ کی اس کاٹی جانے والی شاخ کو کچھ کر ہوئی تھی جو اس نے جان  
بوج کر کاٹ دی تھی، اور اس وقت وہ شاخ اس گلے میں ہی ہوئی تھی۔ شاخ مر جو بھی تھی کہرے سے کلے کے ٹالا کر  
پہنچاں گیا تھا۔

علیہ کی سرمندگی میں ایک دم ہی دم جو دروازہ کے ویڈل پر ہاتھ رکھ کے وہ اس  
شاخ کو بھینچتی رہی پھر اس نے عمر کی طرف دیکھا تھا، اس کی طرف متوجہ نہیں تھا، وہ تو اپنے بیک سے چینیں کاٹا  
رہا تھا۔ علیہ، کاٹاں کیم اور پوچھ دیا۔

”پہنچیں، عمر کو اس پوچھے سے کتنی بہت تھی، مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔“  
اس نے ایک بار بھر شاخ کو پکتے ہوئے سوچا۔

ایسی لوگوں اس کی طرف متوجہ ہواں کی نظر کوں کا قاتب کرتے ہوئے اس کی نظر بھی کرے کے کوئے بھی  
گی، اور علیہ کو پاٹ کو پلٹ کر جائے وہ کچھ کہہ سکے گیا۔

”تجھے اتنا ہر چیز سے خاص ہم کی محنت ہوتی ہے۔ اس لئے میں اپنی بھیوڑا پس رکنا چاہتا ہوں،  
اور اسے بھی مل لے اسی لئے دہلی کیا گیا تھا۔“

علیہ اس کی آزادی پر جوچی دادی سے قابل تھا۔  
”مگر چو نکل،“ علیہ تھا۔

”جب پر ایک طرح نکل جو باعث گی، جب پہنچ دوں گا!“  
اس نے بڑے اسی نازل امار سے علیہ کی طرف بھیجا ہے سے کہا اور ایک بار پھر اپنے کام میں صدرف ہو گیا۔ علیہ الحسن

بھری نظر وہ سے کچھ دیوارے دھکتی رہی اور بھر کرے سے باہر لک لی۔



”علیہ! کب سے ایسا ہے؟“  
مرنے جوں پتے ہوئے عام سے انداز میں اس سے پوچھا۔  
”کیا؟“  
وہ اپنی خفروں تھی۔  
”نیدمیں ٹپلے کی عادت؟“  
علیہ نے بھی سر جھکایا اور عمر کو ہدیہ اسے دیکھا۔  
”محبوب ہے۔“  
اسے علیہ کی حمایتی آواز سنائی رہی تھی۔  
”گری اور گردبڑے پتے ہیں کیا اس بات کہ؟“  
علیہ نے اس سوال پر ہرا دیا وہ چپ چاپ اسے دیکھا۔  
”کل رات تم باہر کر پھنس میں جھیں ڈھان سے لے کر آیا تھا۔ پہلے تو میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں  
لکھا۔“  
”لکھن پھر میں کچھ گیا۔“  
وہ اسے تباہ کا اور غارہ کا دل چاہدہ تھا کہ وہ باب سے غائب ہو جائے۔  
”کیا عمر سے میری کوئی بات بھی راز نہیں رہے گی؟“  
اس نے بھی سے عطا۔  
”سوئے سے پہلے کمر کا طرح لاک کر لیا کرہم سلپک بدلے یا کرو۔ لیکر بہتر ہے کہ کوئی سکون  
آؤ گولی سے لیا کرو، لیکن داکر سے پوچھ کر اس طرح رات کو باہر لک جانا کافی خطرہ کا ہے۔ ابھی تم چھوپی ہو۔  
اس کا فریب بہت اسانی سے ہو جائے گا۔ اگر بھی انکو کوئی تو بعد میں پر اطمینان ہو گی۔“  
وہ بھی آداز میں اسے سمجھا تھا۔  
”تم من رہی ہوئیں کیا کہہ رہوں؟“  
مرنے اس سے پوچھا اور اس نے جھکے سے سر کو ہلا دیا۔  
”لھک ہے؟“  
یہ کہ کر دھمل سے کھڑا ہو گیا۔  
”پہلے آپ ناکو اس بارے میں شدتا کیں۔“  
اس نے اپاٹک علیہ کی انتخابی آواز سنائی۔  
”لیکن تم نے نہ کہہ دیا بات جانتے ہیں؟“  
”ہاں دو جانتے ہیں لیکن ان کا خیال ہے کہ میں نہیں ہو چکی ہوں۔ وہ پیشان ہوں گے پہنچ آپ ان  
سے بات نہ کریں۔“

”وہ اپنی اسی طرح کہہ رہی تھی۔ عمر نے اس کے چہرے کو فور سے دیکھا۔ چند لمحے تک وہ کچھ بولنے لیں  
سکا۔ خاموشی کے ان چند بیکارہ میں اسے بھی رہ جن کبھی میں آنے لگی تھی۔ اس کے کندھے پر اس کو کہا کہ کر اس نے پوچھا۔  
”پہاڑ پا کیس کی جاذبیتی؟“  
”یہ بہر جاؤں گی نہ۔ قادِ قادم۔ پہاڑ ہوں گے۔“  
اس نے اپنے اپنے کرکا تھا۔  
”آؤ میں جھیں پہاڑ کے پاس لے چاہا ہوں۔“  
اس نے فری سے اس کا ٹھوک پہنچایا اور اسے واپس لے جانے لگا۔ وہ خاموشی سے اس کے ساتھ اسی طرح  
چلتی رہی۔ عمر جان پکا تھا کہ وہ بخوبی جل کر بہر آتی ہے، لیکن اس کے لئے جو باتات پر بیشان کرنے کی تھی، وہ یہ کہ علیہ  
کب سے اس عادت کا کھاڑکی اور کیا ہاں اور نہاں اس بات سے دافت تھے۔ جب سے بیماریوں کا تھا، اسی وجہ پر جائیداد  
لذیغہ اسے اس حالت میں لگتی تھی۔ وہ اسی طرح اس کا ٹھوک پہنچایا تھا، اس کے کرے تکب پہنچایا اور اسے اس کے  
پیٹ پر جا کر بخوابی۔  
اور وہ کچھ بھی کہے بغیر بپڑے لٹک گئی۔ مرگ کو اس سے کچھ بھی کہنا نہیں پڑا۔ اس نے خودی آنکھیں بند کر  
لیں تھیں۔ مرگ کوچھ دو دین بیرون اسے دیکھا۔ وہ پھر اس نے آگے بڑے کرہ کاں پر چادر پھینی دی۔ دونوں پار علیہ کو  
آواز دینے پر بھی جب اس نے آنکھیں بھین کھولنے تو وہ مٹکن ہو گیا۔

☆☆☆

اگلی سوچی تھی علیہ کمر کو رہی تھی۔ ہاشمی بیرون پڑھے اس کی ملاقات ہوئی۔ مرنے پیٹھے ہوئے بڑے  
ٹھوک سے اسے دیکھا۔ وہ پاکل بارل نظر آرہی تھی۔ مزربی کجھ میں عین نہیں آیا کہ وہ رات کے بارے میں اس سے کہے  
بات کرے۔ ہاشم کرتے ہوئے اس نے جان پر جو کہ اپنی رفتار بھی رکی۔ جب تاہما کہ جدنا نو بھی نہیں سے اٹھ گئیں  
تو عمر نے طبریہ سے بات کرے کا سچا ہوا۔

”علیہ ایک بات پوچھوں؟“  
”مرنے پڑے تارل انداز میں کہا۔“  
”علیہ نے کچھ جانی سے اسے دیکھا اور پھر کاران ملکیں کھاتے ہوئے کہا۔  
”ہاں!“  
”جھیں نیدمیں ٹپلے کی عادت ہے؟“

علیہ کے ہاتھ سے چیخ چھوٹ کر بھل پر گر گیا۔ عمر نے اس کی آنکھوں میں بے تھاٹ خوف دیکھا۔ وہ پاکل  
چڑی سے درکت تھی۔ عمر پر لے جائے جو کہ پہنچے تھی کو دیکھا۔ راہب پر سکون انداز میں اس نے علیہ دیے کہا۔  
”یعنی ہے۔ اسی آں را بخت بہت سے لوگوں کو یہ۔“ ”عادت“ ہوتی ہے۔  
وہ روانی میں بیماری کہتے کہتے رک گیا۔ وہ اپنی اسی طرح جسیں درکت تھیں۔

چونوں کی آواز تھی۔ وہ بکلی کی تھی جیسی سے اپنے کرے سے انکل آیا۔ چونوں کی آواز علیور، کی تھی، اور اس کے کرے سے آئی تھی۔ میرے اختیار ہمالٹا ہوا اس کے کرے کی طرف گیا، وہ دروازہ لائکٹ اور اندر سے وہ پھر کہتے ہوئے دور نہ سے چیز رہی تھی۔ عمر نے پوری قوت سے دروازہ بیٹالا۔

”علیور کی بات ہے؟ کیا ہوا؟“  
اس نے عمر کی بات کے جواب میں پکوئی نہیں کہا تھا۔ وہ اب بھی اسی طرح چیز رہی تھی۔ میر کی سرائیکی  
میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر پوری قوت سے دروازے کو پیٹا۔

”علیور!..... علیور! دروازہ کھولو!“

قارہ گاؤں سیک ..... دروازہ کھولو!“

اندر کی دروازہ پر علیور ..... علیور!“

اس بار اندر یک دم خاموشی چلا کی تھی اور اس خاموشی نے عمر کے اضطراب میں اور اضافہ کیا تھا۔  
”علیور! علیور! دروازہ کھولو! کیا ہوا؟“ اس نے ایک بار پھر بندہ آواز میں کہتے ہوئے دروازہ بھیجا یا اور  
جب تھی اس نے نما اور ناکوئی تھیز رفتادی سے آگے پچھا آتے دیکھا۔

”کرچی! علیور! اسی کچھ دیر پہلے اندر چیز رہی تھی، پس میں کہا کیا ہوا ہے؟“  
عمر نے اضطراب کے عالم میں ناٹوے کہا۔ ان کے پھرے پر بھی تشویش تھی مگر وہ عمر کی طرف ہمگرا نہیں چھس۔  
”دربارہ! دو رکنی ہو گئی!“

انہوں نے دروازہ بیٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

”کیا؟“

عمر نے جواب اس سے ان کا پھرہ دیکھا۔

”دربارہ! دو رکنی، اسکی بیچے ذرگی؟“

ناٹے اس کے کہتے پر چکی دیتے ہوئے کہا۔ ”پریشان ہو۔ وہ خندش دوڑ جاتی ہے۔“

عمر ساکت کرنا اپنی دیکھتا رہا۔ وہ بھی اب ناموں سکے ساتھ کامل کر دروازہ بھارا ہے تھے۔

علیور! لائٹ! میری چان دروازہ کھولو۔ گیرہ راست!“

ناموں اسے ہمیلت دے رہی تھیں۔ چند منوں بعد عمر نے دروازے کی جھری سے کرے میں روشنی

ہوتے دیکھی۔ پھر جلد ہوں بعد دروازہ مکل گیا۔

علیور! کار رنگ! رہ دریا! اور دکان! میر نے اس کے پھرے کو پیٹے سے بھیجا ہوا دیکھا۔ ناٹے

آگے بڑھ کر اپنے سماحت لایا۔

”کیا! ہوا میری جان؟“

وہ اس ساتھ پٹائے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

”میر کو اس پر ترس آگی۔“

”انہوں نے کسی کے تھاراڑی پڑھت کردا ہے۔“

”ہاں وہ ایک سایکل اسٹریٹ سے سیٹھن کر داتے رہے ہیں۔“

”اس نے ایسے ہرے انداز میں کہا۔“

”پھر؟“

”بھرمی نیک جو کئی تھی؟“

”وقاب کیوں؟“ میر نے بات اصریح چھوڑ دی۔

”چنان۔ میری کچھ نہیں آتا مگر آپ تو سے بات نہ کریں۔“

”ان سے بات کرنے کا فائدہ ہی ہوگا۔ سایکل اسٹریٹ سے دیوارہ سکھن ہوں گے تو تم پھر ہیچ ہو جاؤ گی۔“

”خمرنے اسے تسلی دی۔“

”میں یہ سب نہیں پاچا تھا۔“

”وہ سر پکڑ کر دینی ہوں! آواز میں چلا لیتھی۔“

”آپ سچھے نہیں میرے۔ اگر میر شروع ہوتے والے ہیں، میں نہیں ہوں جی، اسی لئے ایسا ہوا۔ اب میں

ریلیکس ہونے کی کوشش کروں گی تو سب کچھ ایمپک جو جاگے گا۔ نما اور ناٹہ ناٹوں میں پریشان ہوں گے۔ مجھے بھی

ڈسرب کریں گے۔ میں بھی اپنے پیچھے توجہ نہیں دے پاں گی۔ جیل آپ ان کو گھوست تھا کیسی؟“

”لیک ہے میں ان سے بات نہیں کروں گا۔“

”اے کید! علیور کے چہرے پر اٹھیان نظر آیا۔“

”چیک یو!“

”اں نے بے انتہا عمر سے کہا۔“

”کوئی بات نہیں!“

”وہ کہتے ہوئے دہاں سے چلا گیا تھا۔ علیور! خاموشی سے اسے جانا دیکھتی رہی۔“

☆☆☆

اگلے چھوڑن عمر رات کو خود را دیج لائک کرنا تھا اور سوئے سے پہلے باہر کا بھی ایک چکر کا لیٹا قدر۔ پھر

علیور کے کرے کے پنڈل بہت اسی سے گمراہ کی پکڑ کرنا۔ دروازہ بیٹھی اسے لائکٹ ہی ملا۔ وہ ملٹن ہو گیا کہ

کرپی طیلیاں زیادہ دوں گے۔ برقراری نہیں پہنچا۔ اس رات کا اقتدار قائم تھی۔

اس نے نات کے پنڈل پر گھر کر میں دھمٹھوٹا۔ پھر پڑک کر اس نے غور سے شوری کی جاری میں صورت تھا۔

اس نے نات کے پنڈل پر گھر کر میں دھمٹھوٹا۔ پھر پڑک کر اس نے غور سے شوری کی جاری میں صورت تھا۔

تودے رکھی ہے۔ کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔"

"گرلی! چیزیں ان لوگوں کی جگہ نہیں لے سکتیں، وہ اپنے والدین کو سکرلتی ہے۔ آپ والدین کی کمی کو جزوں سے پورا نہیں رکھ سکتے۔"

مرے سنبھالی گئے۔

"نیک ہے کہ اس کے والدین اس کے پاس نہیں ہیں، بھروسہ کو لوگ اسی رکھتے ہوں گے۔ ہر سال غیرہ مجبازی میں اسے اپنے پاس بٹا لاتی ہے۔ باپ سے ہر سال دس کی مگر وہ دو تین سال بعد ملی ہی رہتی ہے۔ دو قلوں پا تا تمدھی سے اسے فون کرنے کو رہتے ہیں۔ ہر آنے چانے والے کے ہاتھ اس کے لئے کوئی بخوبی رہتے رہتے ہیں۔ ہر ماہ اس کے اخراجات کے لئے جو رقم بخوبی رہتے ہیں وہ اگلے ہے۔ بھروسہ ہوں۔ اس کے ناتماں ہیں۔ مخفی و پھر اس کو جو رقم اسی کوئی کرتا ہوگا، بھروسہ اسے ان سکونتی کی احساس کے پر بھی اسے پر بھکن جا پئے اور کیا دیا جائے کہ اسے؟ اس کے ملاuded بھی تو جملی میں بہت سے بچوں کے ساتھ بھی پارٹنر ہے۔ مگر انہیں نے تو انکی چیزوں اپنے اندر نوپ بھیں کیں۔ تم بھی تو ہو، جو ہمارے بھروسہ میں بھی دوست ہو جائی۔ لئے سالاں سے تم بھی تو بڑوں مگر میں رہتے رہتے ہو۔ تم نے مجھ سے کہ میں کوئی سنبھالا ہے؟"

ناولے اس کے سامنے اپنے دلی بندہات کا انعام کر کا۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہے، گرلی!"

مرے سنبھالی ڈرام میں کہا۔

"یہ چیز بیویوں کی تکلیف رہتی ہے!"

ناولہ کچھ لئے بھی اس کو کمی رہیں۔

"تمی باتیں ہوں، یہ تکلیف ہے۔"

گرم ہم نے تو ان چیزوں کا اپنے اعصاب پر سوار نہیں کیا۔ میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی اسے lightly اپنے اور دوسروں کے لئے ملکے نہ کرے۔ میں نے اس کی پوری درش بہت محنت سے کی ہے، اور اس کا تم تصریح بھی نہیں کر سکتے۔ میں نے اپنی کمی کی صورتیات اسی کی خاطر فرم کر دیں۔ اب اس حکم ہاتھی میں گھسنے کا شکار نہیں کر سکتیں۔ اسے اندازہ نہیں۔" ناولہ بہت شکی نظر آرہی تھیں۔

"مگر ایسا ادویہ جان بوجو کر سب نہیں کرتی۔ یہ اس کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے۔"

"میں چاہتی ہوں، وہ یہ جان بوجو کر نہیں کر سکتی، وہ کوئی خوش رہنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی۔ کوئی جزوں کا اپنے اعصاب پر اتنا سار کر لتا ہے۔ تم نے خور کیا ہے جب سے وہ کوئی ہے اسی وقت سے جاں لکل کی اکم ہو گئی ہے۔ کسی بھی کام میں بچپنی نہیں تھی۔ ہر سال ایسا ہی ہوتا ہے۔ نہیں کے پاس رہ کر آئے جب میں بھی کچھ ہوتا ہے۔"

ناٹھی کرے کے اندر پڑے گے، لیکن عمر اندر داٹل نہیں ہوا تھا۔ وہ دیں کوئی درمیں کھرا کو دریا سے دیکھا رہا اور بڑا بہا سے چلا گیا۔

☆☆☆

"تم ذہن پر اس چیز کو سوارت کرو اس کے ساتھ پہلے بھی اسی اسماہ تاریخ ہے۔ جب بھی وہ اپنے بیٹھنے کے پاس رہ کر آتی تھے تو ہماری طرح درجاتی ہے، یا پر بندش میں لٹکتی ہے۔ تم اگر پہلے بھی اس رات کے پارے میں ہاتھے تو سیکھتا ہو جاؤ کے ساتھ علیہ کا پابندی وسک کر رہا تھا۔ اس نے اپنی اس رات علیہ کے باہر جانے کے بارے میں بھی دعا دیا اور اس کے پونچے پر دو ٹوٹے اسے علیہ کی پابندی کے باہر جانے میں بھی دعا دیا تھا۔

"سایکاٹرست کی کہتا ہے؟"

"وہ کہتا ہے کہ Insecurity (عدم تختہ) کے احساس کی وجہ سے اپنا ہوتا ہے۔ پہنچوڑو کو خدا نہیں دیں کرتی، اور بیٹھنے کے لئے کوئی بھی سیدھا ہو جانا ہے، اور کچھ کی سالوں نے اپنی ہی ہورہا ہے۔ وہ بیٹھنے سے لے کر آتی ہے، اس کے بعد اسکے دو تین ماہ اسی طرح اسکرپت رہتی ہے۔ میں ہمارے آہستہ ہماری طرح درجاتی ہے۔ سایکاٹرست کی بہادستی کے کہ جیسے کے پاس جانے والے دریں۔ اک اک اسکے سال بھک اس کے پاس رہنے کے لئے نہیں۔ اور بھر جائیں کہ وہ کیسے جائے کہوں کرے۔ میں میں اسے روک نہیں سکتی کہ وہ مال یا اپ کے رابطہ کرتے ہیں اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جائی ہے۔"

"مگر کل رات تو وہ بہت برسی طرح ڈر گئی تھی۔ اس کی حالت بھی کیا تھی۔ وہ تو....."

"اب چندوں میں اس کے پاس سوڈن گی تو وہ فیک ہو جائے گی، اور کل دوبارہ اسے سایکاٹرست کے پاس لے کر جاؤں گی۔"

ناولہ نے اسے تھا۔

"گرلی! آپ سایکاٹرست بدل دیں۔ اگر اتنے سالوں میں یہ سایکاٹرست اس کا ملا جائیں گے تو کوئی درس اسیکاٹرست نہیں۔"

"سایکاٹرست بدلتے سے کیا ہو گا؟"

"ہو سکتا ہے کہیں دوسرا سایکاٹرست اسے زیادہ بہتر طریقہ سے فریت کرے۔"

"میں نے جیسیں تھیں تاہم ہے تو اسے یہ پہنچ مرغ چھوڑا ہی ہوتا ہے۔ وہ بھی وہ اپنے بیٹھنے سے مل کر آتی ہے، اور ہمارے آہستہ ہے تو وہ فیک ہو جائی ہے۔"

گرم گرمی! ان دو تین ناٹھی میں ہی اسے کوئی نہیں کیا تو ہمیں کہا ہے۔ میں نے آپ کو تیا تھا کہ اس رات وہ ہمارے گھر بھی نہیں کیا تھی، اور اسے بالکل پر چیزیں نہیں۔ اگر اسی طرح یعنی کمال میں اس نے پکا اور کر لیا تو؟" عرباتی کی درد تھا۔

"یہی کوچھ میں یہ نہیں آتا کہ اسے کسی حکم کا عدم تختہ ہے۔ کسی پوچھیں چاہئے۔ میں نے اسے ہر جی

طیبرہ اس کے ہاتھ سے ریا اور جھین لیتا چاہتی تھی۔ بگرہ کو شش کے باوجود گی اپنی بھگ سے مل نہیں پائی۔ عمر سنپنی کچھ بننا پکارتا، اور جا لوار پانی کٹھی کی طرف لے جاتا تھا۔ جب انکل جہاں گیر بھگی کی تھی سے لپکے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا ہاتھ چھڑا۔ انہیں نے اس کے چہرے پر ایک زور دا چکر مارا۔ چکر اتنا زبردست تھا کہ وہ نہ صرف پتھر کی وجہ پر بھیجا گیا، بلکہ پاروں پر اس کے ہاتھ کی گرفت بھی کمزور پکڑ گئی۔ انکل جہاں گیر نے اپنی بھگ کے ساتھ بیوی اور اس سے جھین لیا اور اس کے چہرے پر ایک اور چکر مارا۔ طیبرہ نے اس کی ہاتھ میں سے خون پیچے دیکھا۔ انکل جہاں گیر اسے گالیاں دے رہے تھے ناٹھے یہ دم آگے بڑھ کر انہیں پیچے کھینچ لایا۔ عمر اس سے کھڑا۔ انکل جہاں گیر نے بخیر انہیں دکھرا چکا۔ طیبرہ نے کمی کی کے لئے اس کی آنکھوں میں اتنی نظر نہیں دکھی تھی۔ بھی وہ اس وقت عمر کی آنکھوں میں انکل جہاں گیر کے لئے دیکھ رہی تھی۔ اس کی ہاتھ سے پہلا بواخ ان اس کی سنیشرت پر گردہ تھا۔ بگرہ پیچے اس سے بالکل بے خرچ تھا۔

”بھج پر چلانگی مت۔“ اس نے اب عمر کو انکل جہاں گیر سے کہتے ہے۔

”بھج پر ہاتھ اخدا کر بہت پیچھے نہیں گئے۔“

”کیا کرو گے تم؟ یہ دوسرا جو ایسی کیا ہے؟ خود کشی کرنا چاہیے ہو تو باہر سڑک پر جا کر کرو۔ دہاں جا کر شہر کو اپنے آپ کو لینے چھرے گئے میں نہیں۔“

”نہیں اور یہی سرہونا گھیچے سرنا چاہا ہوں۔“

”اس سے کیا ہو گا۔ مجھے کوئی بھی فرق نہیں پڑے گا۔“ چکر چ دن لوگ بات کریں گے مہر محل جائیں گے۔ جہاں گیر محاواز کو کہو بھی نہیں ہو گا۔

”چار، چو دن یعنی کسی گر بات تو کریں گے آپ کے ہارے میں۔“

”اس سے پہلے کہ انکل جہاں گیر اس کی بات کے جواب میں کچھ کہتے ہوئے انہیں کیا تھا۔

”چہاں گیر! نہیں کرو۔ اس بجھ کو بند کرو۔ یہاں سے باہر نکلو۔“

”تو ہمارا آپ اسے دہاں جانے سے روک دیا کریں۔“

”میں کسی کو روکنے والا غور دہاں جانا چاہتی ہے اور ظاہر ہے شہید کے پاس جانے سے اسے نہیں روک سکتی۔ تو ہمارا کے ہاتھ کے پاس جانے سے کیسے کیوں روکنے؟“

”گریٹی! اپنیں پھر تو میری اور ہاتھ کرتے ہیں۔“

”مرنے انسان نے یادوں میں کچھ تھے ہوئے بات کا موجود بدلنے کی کوشش کی تھی۔“

”ابن طیبرہ والے بیٹا اکسل اور میری بھی ذمہداری نہیں ہو جائے گی۔“

”مران کی اس بات پر پوچھ جان ہو گا۔“

”آپ کی ذمہداری کیسے نہ ہوگی۔“

”اس کا باپ اب اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس بارہاں جانے سے سلطے ہوں، نے اس سلطے ہوں جانے سے بات کی تھی۔“

”طیبرہ کی شادی!“

”مریضہ سے چلا ہی اٹھا۔ ناٹھے اسے جوانی سے دیکھا۔“





محاذ خیر نے طازت مضافات پر بھروسے چھوڑی تھی۔ جھوپ مولیٰ چیزوں کو اگر ایک طرف رکھ دی تو انہیں اپنی طازت کے درواز کا اسکنڈل کا سانسکار پڑا۔ اخراجی اہمیں کوئی ایسا کام کرنا چاہکا جس پر انہیں شرم دینگی، وہ یا ان کا ٹھیک خود کو محروم قرار کرتا ہو۔ درستے میں باپ سے لئی چڑھی جا کریتی تھی، اور انہیں نے اسی روپے سے لاوا کر کر دروان ملک قائم کے لئے بھجوایا تھا۔ جن میں دروان کی قیام کے درواز ان کے میون کی بولین وادھیوں کوئی تھی۔ وہ چاروں زندگی کو ایک نئی نظر سے بین کرے گئے۔ ان کا خالی قرار کرنے کے باپ نے اپنی سروں میں صرف ایک روپیہ سن کریا ہے اور سیکانی ان کی حفظ کے متابے میں کھو چکی۔ ان چاروں نے سروں جوانی کرتے ہوئے اپنے دوہیں میں پکھا اور تصادم کے شکر اور ہمدردی کے متأمده کو صول کے لئے کام کیا۔ چاروں نے اپنی سروں کے درواز بھرپور کی تھے جسی کی میل سرف اسکنے نہیں یاد کر سکتے۔

مختار جیدر سے ظلیل یہ ہوئی کہ انہوں نے کبھی اپنی اولاد کے ذخیر کو پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے خود کو سروت سے نہ ادا ہے لیکن خارجہ کی تقدیم کی مصروفیات بیش ان کا اپنے بچوں کے ساتھ راہبوں میں آتی رہیں۔ مگر انہوں نے اس کی خاص پوادھیں کی۔ ان کا خالی تھا وہ بچوں کی آپنیں تربیت کر رہے ہیں۔ انہوں نے انہیں دینا کی برہنست دے کر کی تھی۔ اس لئے وہ بڑھاٹ سے ایک خالی باب پاپ ہیں۔ بعد میں بھی انہیں کوئی پیڑھے منع کرنے کے بجائے انہوں نے اس حق کی مردنت محسوس کر کے ہوتے انہیں رہ کام کی اہانت و دی تھی۔

جب ان کے میلوں کی کرپشن کا ذکر ہوتے لگتا بھی انہوں نے انہیں روکتے کے بجائے انہیں بھائے کے لئے اپنے تعلقات کو توبیٰ استعمال کیا۔ ان کا خالی تھا کہ ان کے بیٹے جو پکر کر رہے ہیں وہ ساری درود کی سیکری ہے اور ان چیزوں کے بیٹھنے کی کوشش نہیں ہاتھ کتے۔ سبھی اگر انہیں پہنچتا جاؤں بھی تو وہ خود کو سو دیلوں سے سکھا لیتے۔

ان کے چار ہی اور دو سیٹیاں تھیں۔ میونس کوئنہوں نے اعلیٰ تعمیر و لاولیٰ تھی، لیکن میونس کو کافی نہ میں پڑھاتے کے بعد بھتی کم مریضی میں رہیں کہ اس کی شاخوں پر کوئی کروڑی تھیں۔ ان کے میں اور سیناں مالی لامساے جسے جنگی میں اس سے عز و احترام کیا گا۔

ان کے سب سے بڑے ہے میاں نے بیر ون ملک تھیم کے دو ران ہی ان کی مرشی کے خلاف اپنی مرشی سے ایک بہانہ لزکی سے شادی کر لئی تھی۔ ایک پڑیہ سال میں شادی کی دس کی طرح چھتی رہی، بیر ون میں طلاق ہو گئی تھی۔ پاکستان آنے کے بعد انہوں نے سول سو روپے جوانہ کرنے کے بعد ماں باب کی مرشی سے درمری شادی کی۔ یہ شادی کم عمر سوتھی تھی، طرح چھتی رہی۔ ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہوئے پھر کچھ عمر سے بعد انہوں نے حبص کر کے اسکے دامن میں رہا۔

۷۰ اس باراں کی بیوی ایک ایمانی مورت تھی۔ اس شادی کا ملہ ہونے پر خاندان میں بہت ہگاہ ہوا۔ کیونکہ ان کی دوسری بیوی کا تلقین معاذ حیدر کے اپنے بیوی خاندان سے تھا۔ خاندان کے بہت زیادہ دباو اور انہوں نے اسے

وہ بوجل دل سے اس کے تربیت سے انگھی۔ عمریک بار بھارا خانہ خون بن کرنے کی کوشش کی مصروف تھا۔ پھر انہی ندوں سے چلتے ہوئے دہار کلک آئی، اور بھر چڑھوں کے بعد ان نے دروازہ لاک ہونے کی آواز سی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اور دیر کر رہا تھا کیا کرنے والا تھا وہ دہال سے نہیں چاہا تھی۔ ملکہ دیوار سے ٹک کا کمری ہو گی چند منٹ پہلے ہر کوئی بھی ہوا تھا وہ اس کے لئے قسمی غیر مرتوق تھا، لیکن غیر مرتوق ہونے سے زیادہ نہ تھا۔

اُنکل جاہنگیر کے درمیان بھی شیخ اختلافات رہے تھے اور ان سے کوئی بھی بے خبر نہیں تھا، لیکن یہ کسی کے لئے تشویش کا باعث بھی نہیں تھا۔ ایسے اختلافات مرف عمر اور جاہنگیر کے درمیان بھی نہیں تھے، بلکہ خاندان کی تمام لوگوں کے درمیان تھے۔

☆☆☆

محاذ جیدر انگریزون کے زمانے میں انہیں سر مردوں میں شامل ہوتے تھے۔ اپنے زمانے میں انہیں سول مردوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم تھی، اور جو تھے، وہ سول مردوں میں رہنے کے لئے بڑی چانشی سے کام کرتے تھے۔ اپنے انگریز افسروں کے سامنے مٹی گرفتہ سے پانی دار اور ٹارت کرنے کے لئے بھی اوقات انہیں آؤت آؤت داؤے جا کر کام کرنا پڑتا۔ مگر ان کے نیکری کے لئے یہ بہت کافی تھی کہ ان کے آفیسرز ان سے خوش تھے۔ سول مردوں اس زمانے میں بھی ان کی ضرورت نہیں ہوئی تھی۔ ان کا خاندان بالی مردوں ایسا تھا کہ ان کو زور اور اپنے بیٹے کو ملک آتی تھی اسے پسند کیا جاتا تھا۔ مگر محاذ جیدر کے باپ اے اس طبقہ کوڑا زادہ اور ان کے علاوہ اپنے بیٹے کو ملک دلانے کے بعد سول مردوں میں سے ایک۔ بیانی در سے وہ ایک چاکیرہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کے مراجع میں جاگیر اداوں والی نام چیزوں کو شک میں باوجود قدم نہیں ہو سکی تھی۔ سول مردوں جوانان کرنے کے کچھ سالوں بعد بندوں خان ہمہ گیا محاذ جیدر شریق ٹباخ بے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے انہیوں نے پانی فلی کی سماں چاکر کا سامنہ پا کرنا بھرت کی۔ جتنا عرصہ سول مردوں میں رہے، انہیوں نے بہت مت سے کام کی۔ جب انہیوں نے مادرست سے ریاضت میں لی۔ تب سک ان کے چاروں میںی قبوٹے تھوڑے عرصہ کے وقایتے سے سول مردوں سے ملک ہو گئے تھے۔

ان کا سب سے بڑا ایڈیٹر ہیدر یون ملک امی کی قلمیں حاصل کرنے کے بعد اب وہن اپنے آگے فاران  
سروری جو ان کو پکا کتا۔ درمرے بیٹے سعد حیدر نے بھی بڑے بھائی کی بھروسی کرتے ہوئے قانون کی قلمیں حاصل  
کرنے کے بعد سول سو روپیوں جوائن کر لی، بھائی بڑے بھائی کے برعکس انہوں نے ذمہ رکھ مخفیت گروپ کا انتساب  
کیا تھا۔ عالمیں اور گلگلہ میں بھی بڑے بھائیں کی طرح یہود ملک قلمیں حاصل کی اور اس کے بعد فاران سروری  
جو ان کی کری۔ سول سو روپیں میں اپنی ساری اولاد و بیویتے والے ماحاظ حیدر واحد نہیں تھے، ان کے بھائیوں نے بھی قائم  
پاکستان کے بعد اپنی اولادوں کے لئے اسی شبے کا انتساب کیا تھا، اور اس وقت ان کا تقریباً سارا خاندان سول سو روپیں  
کے ماحاظ شعبوں سے نسلک تھا۔

”یہ چار سال پہلے والا عمر تو نہیں ہے۔ یہ ق.....“  
وہ آگے کچھ سوچ نہیں سکی تھی۔

ناؤ کے کرے کاروازہ وہ کھا تھا اور دہاں سے بلدا آزاں انکل جا چکیں کہ بولے کی ازاد اور حقیقت۔  
”میں کوئی اونکھا کام تو کرنا نہیں چاہتا۔ ہمارے خاندان میں وہ کوئی بھلا دہنیں کہیں کہ اس کے لئے ایسا  
سوچا جا رہا ہے۔ کیا الیز اپنے بیٹے کی شادی کو جھانک کے لئے نہیں کی تھی اور اس کے بیٹے نے تو کوئی اصرار  
نہیں کیا۔ آپ تماں کیوں کوہ دخوش نہیں ہے۔ اس کی وجہی اسے کہاں سے کہاں لے گئی اور اس وقت دہ پر انہیں خیر  
یکسرٹھ میں بیٹھا ہے۔ میں کر رہا ہے۔ کیا حد اور عالمیرہ اپنے بیٹے کی شادی اپنی مرثی کے کوئی  
فائدہ سے حاصل نہیں کے، اور اگر میں کبھی اسکا چاہتا ہوں تو کیا مطلوب ہے۔ خالی اختری حاصل کرنے سے کچھ  
کمی نہیں ہوتا۔ جب تک اپنے بھائی کو کھینچنے والے اور، آپ کو کہنیں کر سکتے۔ اس کا جعل ہے کہ اسے اگری ہمکے جو  
بچوں کرتا رہے۔ اس کی اپنی قابلیت کی بنیاد پر رہا ہے۔ میں اگر اس کے بیچے نہ ہو تو اسے پاہل جاتا کر کے  
پانی میں ہے۔“

اکلیں جہاں تک اکلیں اور اکلیں جہاں تک ملے۔ وہ دن کا بچپن اُسے بھی ان کی باتیں سننے لگی تھیں۔  
”مگر جہاں تک اگر وہ یہ شادی کرنے والیں چاہتا تو اسے مجبور سمت کر دیں۔ میں بہت ذرگی ہوں۔ اگر اسی طرح  
کوکر کے بھائیوں کی وجہ سے اس کے ملک کا بخوبی امداد رہا تھا۔“ وہ دن کا بچپن اُسے بھی ان کی باتیں سننے لگی تھیں۔

ناؤ نے اپنا خوف شاہر کرتے ہوئے کہا مگر انکل جا گیرنے ان کی بات کاٹ دی۔  
 ”تو..... تو کیا ہو گا۔ آپ کا کیا ذیال ہے کہ میں اس کی بیلک میلک کے ساتے  
 ایسا کہی نہیں ہو سکا۔“

”چنان کیہرے تھا راکوٹا بیٹا ہے تم ..... اے!  
اکل جانگیگرنے ایک بار بھرنا تو کی بات کاٹ دی  
”اگر راکوٹا بیٹا میرے کام نہیں آ سکتا تو مجھے ضرور  
جاڑا میں جائے۔“

”چاہیگر اے مت کو!

"کیوں نہ کوئں۔ میں نے تو اسے دیا کیا ہے اور گزوی دے کر کیوں ہے؟ اور آج سے تین ہیں، پچھن سے اور یہ یہ مری ایک بھی بات مانے پر چار تین ہے۔ ہماری شادی تین کرنا چاہتا تو تمہارا کرنا چاہتا ہے۔ وہ روزی ایسے کردار کی تین تو پھر میں اسے ایک اور لذکر کی مددجا ہوں۔ یہ ہماری شادی کے لئے لگھڑی ہے، یہ ہماری بھی شادی تین کرے گا۔ یہ ایسکی کسی جگہ شادی کرنے کے لئے جگہ میں اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اسے لگتا ہے بپ اس کا ہوا کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے باپ کو کوئی بھی تناہیں پہنچائے گا۔ ہمارا باپ اس کا لازم ہے، وہ اسے ساری عمر انکے سامنے کھانا کر رہے اور پھر کھانا رہے گا۔"

طلاق دے دی، اور اس کے بعد انہوں نے کوئی اور شادی کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح اپنی دوسری شادی کو عین نجات آرئے تھے۔ ان کے تینوں بیٹے مگر اب سول سالوں میں آ جائے گے۔

دوسرا سے پہلے سعدیہ بھائی کے تعلق درمیں پڑھنے کی بجائے ان باپ کی مرثی کے طبق خاندان میں ہی شادی کی۔ آجھ سال تک شادی پہلی بھروسہ دوں کے درمیان اختلافات طلاق تک جا پڑی۔ سعدیور نے دوبارہ مان باپ کے اصرار کا باوجود دیگر وہ سری شادی نہیں کی۔ ان کے دوسرے بھائی اور دوسرے دوں میںے اپنی ماں کے پاس تھے۔ تمیرے سے پہلے عالمگیر نے شادی کی تھی، اور ان کی شادی تمام اختلافات کے باوجود دیگر ایسی کمک کر رکھی۔ ان کو دو ملک اور دو دین تھے۔

چوتھے بیٹے جو گیرے میں کیلی شارڈی اپنی پسند سے کی تھی سکرے وہ سال شادی قائم کری گئی پھر دوں کے درمیان طلاق ہو گئی۔ جو گیرے نے اپنی بیوی کے اصرار کے باوجود مرکراپنی بیوی کے حوالے نہیں کیا۔ بلکہ طلاق پڑھنے پاں علی کھدا۔ طلاق کے دو یہ ماہ کے اندر انہوں نے درمیں شادی کر لی۔ اس بیوی سے ان کی دو بیٹیں تھیں۔ کہاں کی ایک ماذل سے کوئے عمر میلے انہوں نے تمیری شادی کر لی تھی۔

ان کی بڑی تین حصے اپنے باقی، سمندراخون کے مقابلے تدریس پر سکون زندگی کی راہی تھی، اس کی دو بیٹی اور شیخان حس۔ بیکر سب سے جسمی تینی شیئر کو شادی کی کچھ عمر کے بعد علاقوں کو تھی تھی۔ علیہ کو اس کی ماں نے اپنی خوبی میں لے لیا تاکہ دردبارہ شادی کرنے کے بعد اسے اپنی ماں پاب پاکے کا پاس ہی جھوٹی تھی۔

حاجہ خیرد اور ان کی بھی تجھے کوئی نہیں مل سکتا تھا کہ کچھ ادا کر سکتا۔ اور انہیں بھی شدید یادیت ہوئی کہ ان کی تربیت میں ایسی کوئی کوئی کوئی تحریک کر جس نے ان کی اولاد کو زندگی کے انہم فیصلے کرتے ہوئے بہت سے سماں سے دوچار کھانا۔

عمر جہاں تک اور ان کے بارے میں یہ اپنی اولادوں کے ساتھ اچھے تھلکات  
میں رکھ پائے تھے۔ میکی جی کی طرح مجاز خیر کے سارے میں میں اپنی اولادوں کے ساتھ  
اپنے دوسرا نے کی اولادوں کے درمیان ہوتے والے محدودوں کے ساتھ  
کسی بھی کام کا خاتمہ دے دیتے تھے۔

"اُدھر اُغیر..... کیا عمر یہ سب کر سکتا ہے؟"

”کی اتنی معمولی سی بات پر عمر خود کشی کر سکتا ہے۔“

"اور انکل جھاگیر کہر ہے تھے کہ اس نے پبلے بھی دبایا سپنچ پلو.....!"

علیزہ نے کم بے چیتی سے کرے کے دروازہ کو دیکھا تھا۔

..... عمر ایسا ہیں تھا ..... عرب جی بھی ایسا ہیں تھا پھر اب ..... اب اسے کیا ہو گیا ہے

"میں اسے بھی سمجھاں گی گھر میں خود کو تورا اٹھانا تو کرو۔ میں تمہاری طرح اس کے پیچے غیر مجاہد کو نہیں پڑھ سکتی۔ ابھی اسے پکنے والی مت ہے۔ ابھی اسے اس کی مردمی کے طبقاً جو وہ چاہے ہو کرنا ہے۔ مگر وہ صورت گزرا چاہئے کہ تو اس کا ملک بھی خداوند ہو جائے گا۔ پھر اس سے ہات کر دیں گی۔"

تو انہیں اپنے اکل جا چکر کو سمجھا رہی تھیں مگر وہ کوئی کھٹکی پر جاری نہیں تھے۔ وہ اپنی ٹھہر پر اڑائے ہوئے تھے۔ ملبوث نے ایک بار ہرگز دروازے کو دیکھا۔ کمرے میں بالکل خاموش تھی پانچیں وہ رہن کیا کہ رہا تھا۔ جو راستے پانچیں کی خیال آیا اور وہ لان میں پلی چلی۔ عمر کے کمرے کی کھڑکیاں باہر لان میں تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ دکھنے کیں میں سے اندر کو کچھ سیکھیں گے، لیکن اسے ایسا ہوئی۔ کھڑکیاں بند تھیں اور ان کے پردے تھے ہوئے تھے۔ وہ کسی بھی طرح اندر نہ دیکھ سکی۔

کوئی بھروسہ نہیں ہوا کہ آجت کے کھڑکیوں کے سامنے کھڑکی اور ایک بار ہرگز دروازے اسی کی پرداز اکل جا چکر کی بیٹھ اپنی چاری تھی۔ وہ عمر کے کمرے کی طرف جاتے کے جاگے اپنے کمرے میں آگئی۔ کپڑے بدل کے وہ بست پر لیٹے کے باہر دو اس کی آنکھوں میں نیند کے کوئی آنہ نہیں تھے۔ وہ عمر کے دعوے کے باہر دو اس کے پردے میں کھڑکیوں میں ہیں چیزیں۔ اپنیں اس کی زندگی کی پرداز کیوں نہیں ہے۔ کوئی بھروسہ نہیں ہوا کہ آجکل جا چکر کی پرداز کے پرداز نہیں۔ پھر کھل کر پیدا ہو چکی۔

سوئے سے پہلے ایک خیال آتے ہو دو دو رہا۔ اپنے کمرے سے نکل کر عمر کے کمرے کی طرف کھڑکی اپنی چھتی۔ ناد کے کمرے کا دروازہ اب بند تھا، اب فاسوٹی تھی۔ عمر کے کمرے کی لاثت اب ہمیں آن تھی جیسے جو کمرے میں سے کوئی آنہ نہیں ہوا تھی۔ مگر کسی لاثت آن کے کھٹکی سنا تھا۔ یا بتا وہ اسی طرح جاتی تھی، اور اگر اس وقت سوئیں رہا تو عمر کیا کہ رہا تھا۔ اس نے بے قراری سے سوچا۔

کوئی بھروسہ نہیں ہوا کہ سامنے کھڑے رہنے کے بعد وہ دو اسی کمرے میں آگئی۔ اپنے کمرے میں آنے کے بعد وہ بہت درد بکھر کے بارے میں سوچتی رہی۔

اگلی سویں اس کی آنکھیں سے مکلی۔ گھری ساڑھے فوجباری تھی۔ آئیں کھوئے ہی جو پہلا خیال اس کے ذہن میں آیا۔ یہ عمر کا تھا۔

کپڑے تبدیل کرنے کے بعد وہ کمرے سے باہر لی، گھر میں بالکل ہی خاموش تھی۔ عمر کے کمرے کا دروازہ اب گھر بند تھا۔ وہ دروازے پر ونچ دیکھا جا چکا رہی گی۔ اس کی پھر سوچ کر رک گئی۔

نانوں کو حضور ہوئے وہ کون میں آگئی۔ اسے نو تدریس سے پریشان گئیں۔ کون میں ان کے ملاude اور کوئی نہیں تھا۔ اسے دیکھتے ہی انہیں نے کہا۔

"میں جھیس جائے گی اسی تھی۔ اپنے جاؤ کام خود اٹھیں۔ آج یونہوں کی جانے کا ارادہ نہیں ہے؟"

"میں تو ایسی آج یونہوں کی سیکھیں جاؤ گی!"

اس نے ڈانگل سیکھی کی کھٹکی ہوئے کہا تھا۔

"چاہیکر اتم اس حال میں خد نہ کرو۔ جوان اولاد سے خد کرنا کوئی نہیں ہے اور پھر جوان میں سے۔ نہ کہجے کیوں نہیں۔ وہ تمہاری بات نہیں مانتا تو اس کے ماں پر پھوڑ دو۔ اس طرح اس کے پیچے مٹ پڑو۔ آج اس نے روپ کرنے کی کوشش کی ہے اس نے مجھے دلادیا ہے۔"

"آپ خوفزدہ مت ہوں۔ یہ پہلے کی مدد کر کچا ہے۔ اسکی کوشش کی تھی، مگر وہ بارہ رسم کرنے کی کوشش کر کچا ہے۔"

"اگر وہ پہلے بھی دوباری کوشش کر چکا ہے تو جھیں زیادہ کر جو منہ دھوپا جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس حد تک رخ بخواہ کے کیساں آخری نقد کراٹھنے سے مجھی کر جو نہیں کر رہا۔"

تو اپنے اکل جا چکر کو سمجھانے کی کوشش کی تھی، مگر وہ کوئی بھی سننے کو تباہ نہیں تھے۔

"آپ اسے بھوٹے سے بھر جیں سکتیں، میں جاتا ہوں، مجھے اس کے طرح سے پہنچل کرنا ہے اور میں کرلوں گا۔ آپ اس حال میں اس کی سایہ نہیں ملتیں۔"

"میں اس کی سایہ نہیں لے رہی۔ میں صرف جھیں سمجھا رہی ہوں۔ کہ وہ سب نیک نہیں ہے۔ تم کسی تیرہ سالہ لا کے کو چلن نہیں کر رہے تھے میں سالہ مرد کا سامنا ہے جھیں۔ اسے پچ سوچ کر کی جیز کا پر ٹھوٹنے کی کوشش مت کرو۔"

"اس پر کسی بھی چیز کو ٹھوٹنے کی کوشش کر دوں اور اپنا کیرت بخڑا کرلو۔"

"اگر وہ دھوپا تو تمہر کی کرتے، پھر بھی تو کسی طرح خود کو میتیں میں سے نکالنے ہی نہ ہو رہا۔ کیونکہ کوئی کوئی کرلو۔"

"جب کسی بات اور ہوئی گھر اب میں یہ سوچ کر نہیں جو رہا ہوں کہ وہ نہیں ہے۔ اب اگر وہ ہے تو تمہارے میرے کام آتا ہو۔ جیسے میں بھی اس کے کام آتا ہوں۔"

"چاہیکر اتم خدنہ کر کر رہے ہو۔ جھیں باہنس ہے تمہارے ہاتھے نے کھج مرد کا سماحت اس طرح خدنہ کی تھی۔ تم دو لوں نے جو کتنا پہاڑا، انہوں نے جھیں کر دیا۔ جا ہے وہ اپنی مریضی سے شادی ہا طلاق جیسا احتمال نہیں تھا۔ کیونکہ سو ہوں۔"

"مجھے دیکھی کی تھاں دیں۔ حب ملات اور تھے۔ جس اب صورت حال کر کھو رہے ہے۔"

اکل جا چکر نے جو تھی تھا۔

"اس نے صورت حال اور نہیں کی تھکنے اپ کی امریکے ہاپ ہو، جیسے نہیں۔ اب تمہاری دیبا غریبی بدل گئی ہے۔"

"ٹھیں اپ ایسا یعنی کھجیں جو یہی اور طبع کے تھے۔ میں اور طبع کا ہوں۔"

"چاہیکر! اسی کے پھر دو اتم اس کے پیچے کسی حد کے باگ تھے ہو۔ اسے مجھ کر کے تو وہ یہاں سے چلا جائے گا۔ ہر کیا کوئی کوئی کھجیں جائے گا؟"

"آپ سے سمجھانے کی بجائے مجھے سمجھا رہی ہیں؟"

"کیوں؟"

"بس بیراول نہیں چاہ رہا۔"

"نہیں بیراول نہیں کر کر لو۔"

"نہیں بیراول نہیں چاہ رہا۔"

"اس نے اسکا کریا تھا۔"

"تاؤ انکل جیا گئی کہاں ہیں؟"

"اجاک اس نے پوچھا۔"

"وہ سچ چالا گیا ہے۔"

علیور کو اپنا بیک ہی بے حد اطہریان کا احساس ہوا تھا۔

"مرست دوپہر ان کی کوئی بات ہوئی۔"

"نہیں، عرسیوں ہو اتنا میں نے اسے نہیں جیتا۔"

تاؤ نے کام کرتے ہوئے کہا۔

"اب چاہوں اسے۔"

علیور نے چند لے خاروش رہنے کے بعد پوچھا تھا۔

"نہیں، اب اسے سوئے۔"

تاؤ نے اس سے کہا تھا۔ مگن میں ایک بار بھر خاصی چاہیں گئی تھیں۔

"تاؤ عمر پر یہ سب کیوں کیا؟"

اس نے کچھ بڑھ پوچھا تھا۔

ناؤنچلے اس کا چہرہ دھکتی ہیں۔ "پاہنکیں۔"

امروں نے یاہی سے سر بلایا تھا۔

"تاؤ اونہ بانکل بدل گیا ہے۔"

"ہاں ایسا ہوا تھا۔"

"مگر کس نہ اونہ اعمور۔"

..... مجھے بتتیں نہیں آتا تاؤ عمر اسیا ہو جائے گا۔ ہمیں کل بھک ہو۔

بانکل بھک ہا، ایک دن میں ہی کیا ہو گیا؟"

"سرے پاں تہارے کی سوال کا جواب نہیں ہے علمیہ ادا۔"

تاؤ نے بے نہیں سے کہتے اپنے کہا تھے۔

"جیا گئی انکل اسے کیوں پر بیٹھا کر رہا تھا۔"

"جیا گئی اسے کیوں اس طرح پر بیٹھا کر رہے ہیں۔ اس کی مرغی کے

خلاف اس سے ایک کام کیوں کر رہا تھا جائز ہے۔"

"وہ بھی بجور ہے۔"

انہوں نے ایک بھری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، نہ اود بھر جنس خود فرش ہیں۔"

تاؤ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

وہ بکھر جو دیہیں بھی بھری رہی بھر انہیں اپنے کرے میں آگئی۔

دو ہرگز کو دیجے دیجے ایک بار بھر پر بیٹھا ہو کر اپنے کرے سے تلی۔ عمر کا دروازہ اب بھی بند تھا۔ اس نے ہا سوچے سچے دروازہ پر دھک دی۔ اندر خاصی شیخی ہوئی تھی۔۔۔ علیور نے ایک بار بھر دھک دی۔ اس بار دھک کی آواز دوڑا رکھی۔ مگر اندر خاصی شیخی نہیں تھی۔ اس نے ایک بار بھر دھک دی۔ کہاں پر دروازہ ہے جیسا۔ مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ علیور

خوفزدہ ہو گئی۔

"مرست دروازہ کیوں نہیں کھول رہا۔ وہ اتنی بھری تینڈر نہیں سوتا۔"

اس نے دم سادھے سوچا۔

تلی کے ایک بھر جما کئے اسے یاد آیا کہ کرے کی اور چالی ٹانکی دروازے پر ڈیکھی ہوئی ہے اور وہ اس چالی کو لا کر دروازہ کھل سکتی ہے۔ تتریا جھاگتے ہوئے وہ ہاتھ کرے میں آتی تھی۔ اس نے ان کی دروازے چالیوں کا کچھ کھلا کر اور جو رفتاری سے واپس ہر کرے کے دروازے کے پاس آگئی۔ کاپنے ہاتھوں کے ساتھ اس نے دروازے میں چالی ٹانکی۔ دروازہ کا لاس کل کی۔ اس نے تاب گھاٹے ہوئے اسے اپنے دروازہ کھونا شروع کر دیا۔ کرے میں لاست اب بھی آن تھی، اور دروازہ کھل کر آیا۔ وہ بھر کو خوب جھیل کیا تھا۔ علیور نے دروازہ کھوئے ہوئے اپنا قدم اندر بڑھایا اور بھر جیسے اسے شاک لگا تھا۔

عمر بیٹہ پر کل لیٹے اونہ سے منہ سو ہوا تھا۔ اس کا سرخی پر جھکنے کے پیچے تھا۔ جس کی وجہ سے بھی وہ طرف سے کچھ کھا کر اس کا تھا۔ اس نے ہوئے حصے اس کے پیڑ پر کو کر لیا تھا۔

اس کے لئے جرمان کن بات تھی کہ مر لایت بلی۔ بھر جوڑ کر سکی تھا۔ کریں وہت جس چیز سے اسے شاک لکھا تھا وہ بیٹے کے کچھ فاصلے پر تپلی پر پور جو دو تین بوتلیں اور ایک گاہس تھا۔ بوتلیں اس کے لئے تھیں جس تھیں۔ وہ بہت رفعت دیکھی ہی پوتھ بڑا رہے خیر کر نہیں بھیں تھیں کئے کے لئے استھان کرنی تھی مگر بوتلیں بھی خالی ہوتی تھیں۔ آج بھلی باروں ان بیکوں کا ملی مصرف دیکھ رہی تھی اور وہ بھر کے کرے میں۔

وہ بکھر جو دیہیں بھی کسکری ان بیکوں کو دیکھتی تھی۔ پھر دھیے قدموں سے تپلی کی جانب چانے گئی۔

تپلی کے قریب تھی اس نے بھل کر ان بیکوں کو دیکھا تھا۔ ایک بوتل خالی تھی بھر جوڑ کی بوتل آدمی خالی تھی۔ عمر

کے پیدا نہ تھیں پر چڑی ہوئی تھیں اور سمجھتے ہوئے لگردیں سے بھر جوڑ کی بوتل آدمی ہوئی تھی۔

وہ اب جان ہیچی تھی کہ رات کو کہا لاس کرنے کے بعد وہ کیا تھا۔ رات ہو گئی اور شاید تھی کہ ان حالات میں وہ

لاست بند کیے تھے جسی دیگر اسے سوچتا تھا۔ بھی بھی کچھ بے تھی سے ان پیچے دن کو اور پیچے پڑے اور ہم کو دیکھتی رہی۔

اس کا مطلب ہے تو اپنے وہ پوتلیں بھیں دیجئیں۔ یہ اچھا ہی ہوا رہنا تو کوئی تکلیف نہیں۔ انہیں نے تو کہیں یہ بھیں سچا ہو گا کہ میرے کر کے گا اور گھر پول ان کے لئے کہر، پان کے سامنے۔ علیہ نے پکوئی مشن ہو رہا تھا۔ عمر نے بھی اسی لئے دروازہ کوٹھا تو جو جاب دیا ہو گا کہا کہا تو اور انہیں تھا۔ کہا تو انہر کو پوتلیں دی کہیں۔ مگر خوب یہ سب پکوئیں کر رہا ہے۔ وہ تو ایسا نہیں تھا۔ وہ تو کہیں کہیں ایسا نہیں تھا اس کا ذہن ایک بار گھر لے جائی تھا۔

☆☆☆

اسے کہلی بہت دور کی آواز سنائی۔ دے ری تھی۔ لا شور میں اٹھے والا شور آہستہ میں بلد ہوا جانہ تھا۔ قلد بیوں چیزے دروازے پر کوئی دھک دے رہا۔ شور نے آہستہ اس شور کو پہچان لیا تھا۔ عمر نے اونچے پڑے ہوئے آنکھیں کھوئی شروع کردیں۔ چند لمحے تو وہ اسکیں کھو لئے میں بالکل ہی ناکام رہا۔ کہر کو چند جگہ کے بعد اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ کرے میں روشن تھی۔ کہو دیکھ تو وہ اپنے اور دھک کے ماحول کو پہچاننے کی کوشش کرتا رہا، اور گھر اس کا دھیان دروازے پر ہونے والی دھک پر چلا گیا۔ کوئی بڑی مستقل مزاجی سے دروازہ بھارتا خوار ساتھ اس کا نام بھی لپڑا تھا۔

میر کا سر چکار بھا تھا، وہ لیلے لیلے ہی کر دلت کی سرخ ہادیوں کی اور آڑ کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگا۔ آڑ کو شناخت کرنے میں اسے پکوئی وقت لگا تھا۔ مگر وہ آڑ کو پہچان گیا، وہ آڑ کا ذکر تھی اور بار بار اسی کا نام پکار رہی تھیں۔

”مگر میں جاگ گیا ہوں ابکی باہر آجائیں گا۔“

اس نے بے انتہا دروازے پر ہونے والی دھک اس کے اعضا کو تجویز رہی تھی اور وہ اسے دوک دینا

چاہتا تھا دھک یک دم رک گئی تھی۔

”جیک ہے میر جلدی باہر آ جاؤ بہت دیر ہو گئی ہے۔ میں کھانا لگو رہی ہوں!“

اس نے گری کر کتے ہوئے خال

”وہ کچھ کہے بخوبی چپ چاپ بیٹھنے پڑا رہا، اگلیں کے پروں سے اس نے اپنی کپٹیں کو دو بنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ سریں ہوتے والی ان تکلیف سے نجات حاصل نہیں کر سکا تھا۔ اس کے لئے یہ ساری کیفیات نہیں تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ وہ زبردست تم کے hang over کا ٹھکارہ رہ رہا ہے۔

مگر وہ اسی طرح لٹا پیچے اعضا کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتا رہا جو جدوجہد کرتے ہوئے پڑے پڑے گیا۔ اس نے سر کو دتھن بار بھک کر کرے میں گئے ہوئے وال لکاک پر فنر دروازے کی کوشش کی تھی مگر وہ دو ت دیکھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

سامنے چلی پر پڑی ہوئی پوکوں نے ایک بار گھر رات کے تمام ناظر کو اس کے سامنے کھرا کر دیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک لٹکارہت ابھری تھی۔

”اوہ اس کرے کے باہر ایک بار بھر دی شیطان ہو گا۔ کاش میں کہیں غائب ہو سکا؟“

”عمرو تو یہ دلوں پر جیسی استعمال نہیں کرتا تھا۔ بھر اب کیوں؟“ اس نے مایوسی سے سوچا چدڑے دیں کہ میری دہ بے تقدیر مکر کو دیکھی رہی۔ بھر کو جایی سے اسی طرح دھمکتے نہیں کرے کرے سے باہر گل ہی گل۔ ناڈی کرے میں چاپی رکھتے کے بعد وہ ایک بار گھر لاؤخنے آئی تھی۔

لاؤخن کے صوف پر پہنچ کر وہ ایک بار گھر رات کے اوقات کے پارے میں ہو پہنچ گئی تھی۔ ”کیا عمر لڑکی ہے؟“

وہ اچانک لوٹ کی آوار پر پہنچ گئی تھی۔ وہ ہاتھیں کس دلت میں سے لکل کر لاؤخن میں آئی تھیں۔ علیہ نے انہیں دیکھتے ہوئے لیٹی میں سربراہی دا تو کچھ کفر مکر کری تھیں۔

”ابھی تک نہیں چاہا تم میں سے جگانے کی کوشش کی؟“ انہیں نے علیہ سے یہ جو محاذ۔

”مٹیں۔“ اس نے ایک بار بھر لئی میں سربراہی دے کر۔

”کوئی نہیں جھوکا جائیں جگانے کی کوشش کرنی پڑے تھی۔“

وہ پکھا ہو کر بولی تھی۔

”آپ نے کہا تھا کہ اسے سونے دو۔“

اس نے انہیں یاد دیا تھا۔

”ہاں، میں تھا تھا تھا اسی اب تو بہت دیر ہو گئی ہے۔ مجھے خود ہی جا کر دیکھنا چاہئے۔“

ناڈی کو اپنی دلچسپی میں جاتے ہوئے کہا۔ علیہ خاصیت سے انہیں لاؤخنے سے جاتے ہوئے دیکھی رہی۔

”آپ نے اسے اخراج دیا۔“

علیہ نے ان کے نیچے پر سورج درطیں ان دیکھ کر کہا تھا۔

”ہاں بہت درد رہا تو جانپان پا لکھن دے اٹھ گیا۔ کہہ رہا ہے ابکی آتیں۔“

انہیں نے ایک بار بھر مکن میں جاتے ہوئے کہا۔

علیہ نے اندھا تھا لگنے کی کوشش کی تھی کہ کیا ہون گھر کے کرے کے اندر گئی تھیں یا عمر نے دروازہ کو مک

لیجھا۔ اندر سے ہی جواب دے دیا تھا۔

”باقی آپ سر کر کرے میں گئی تھیں۔“

علیہ دو دیں پیٹھے پیٹھے میں جاتے ہوئے کہا۔

”مٹیں اندر نہیں گئی، کیوں پر جو ہو۔“

ناڈی نے گھنے سے ہاڑا کے تھیجھ جواب دیا تھا۔

”بیں ایسے ہی۔“

اس نے ایک بار بھر لندہ آڑ میں کہا تھا۔

"اوہ عمر اتم اچھے گے؟"

گرینی نے اسے دیکھتے تھے کہ پتا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ان کی طرف دیکھنے پر فریخ کی طرف بڑھا گیا تھا۔

"جھیں کچھ بچا ہے؟"

گرینی نے اسے فریخ کا دروازہ کھولتے دیکھ کر پوچھا تھا۔ اس نے اب بھی کوئی جواب دینے کے بجائے فریخ کے اندر جماعت کے ہوئے سر کے بیٹوں خالش کرنی شروع کر دی۔ گرینی اب پوچھ کرئے کی وجہ سے اس کی حرکات کو سمجھتی رہیں۔ وہ سر کے کی بوس نکال کر کچھ میں پڑی ہوئی چھوٹی ہی انگلیں جمل کی کری کھکھ کر اس پر بیٹھ گیا تھا۔

"مریز ہا! ایک گاں میں تمہارا ساپنے دے دیں۔"

اس نے سر کے کی بوس کھولتے ہوئے کہا تھا۔

گرینی دم توڑاں کی کارروائی دیکھ رہی تھیں۔ مریز ہا نے خاموشی سے ایک گاں میں تمہارا ساپنے دال کر کاں کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے سر کے کی بوس میں سے کچھ رکس گاں میں اٹھایا اور گاں باختہ میں کر اسے پہنچانے کا چند گھونٹ پہنچانے کے بعد اس نے یک دم خود کو بہر گھوں کیا تھا۔ گاں میں اس نے پکار دیکھ اڑلا چاہا اور پھر گاں باختہ میں لے کر اٹھ کر کھڑا ہو۔ اس بارا نوئے اس سے کچھ کہنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ سب کو کچھ سمجھ اور اس وقت وہ اسے ترددہ نہیں کرنا پڑتی تھی۔ وہ گاں سے کچھ کوکے دروازے سے لٹکا تھا اور اس کی نظر لا دیتی کے سامنے والے صوفی پرستی ہوئی علیہ رضا پڑی تھی۔ لادنی نے پہلے گزتے ہوئے وہ علیہ کی طرف پشت ہوتے کی وجہ سے اسے دیکھنیں کا تھا۔ گراپ علیہ اس کے بالکل سامنے گئی اور عمریک دم غبیباں کی طرف ہو گیا تھا۔ اس نے بلند آواز میں علیہ کے سامنے گئی تھا۔

"دوسروں کے ماملات میں اتنی رنجی کہون جی ہیں؟"

علیہ نے بے حد جیرانی کے عالم میں اسے دکھا تھا۔ وہ تمہری درپیلی کی اس کے سامنے گز کر کیں میں گیا تھا اور اس کن سے باہر کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے اس سے بات کرنے لگا تھا۔ اس کی آزادی کر جائی اور چہرے پر موجود طفلی علیہ کو خوفزدہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ وہ زور پہنچے سے اس کے جھٹکے کا تقدیر کیوں کی کوشش کرنے لگی۔

"وہ کچھ آگے بڑھ آیا تھا اور علیہ نے اس کے پہنچنا تو کوئی بکن سے لٹکتے دیکھا تھا۔"

"یا ہو اعمیر؟ کیون شو کر رہے ہیں؟"

"ہم را ماغ خراب ہو گیا ہے، اس نے شو کر رہا ہے!"

وہ ناکی بات پر اور کی مگر نہیں۔

"آخھو! کیا ہے؟ جس پر اتنے ناراض ہو رہے ہو؟"

اس نے کہل کر ایک بیکھے سے درجہ بیکھے ہوئے سوچا تھا۔ بیکھے سے کھڑا ہونے کی کوشش میں وہ لکڑا گیا۔ اسے گلی ہو رہی تھی۔

چند گلوکوں کے لئے وہ ایک بار پھر بیکھے پڑ گیا۔ گھر مہر کے دو دوں ہاتھوں کی الگیوں سے کپٹیں کو دیا تھے ہوئے وہ اجھا ہوا تھا۔ لکھڑا تھے ہوئے قدموں سے وہ ذریںگ روم کی طرف جل دیا۔

ڈریںگ روم میں اسی ہوتے کے بعد اس نے وارڈوں دب میں اپا ہوا رہی۔ کسی نکال لیا تھا وہ اب جلد از جلد اس hang over سے نجات حاصل کرنے کے لئے بریف کسی میں پڑی ہوئی گولیں لیتا پڑا تھا۔

گھر بریف کسی مکونے کے بعد وہ بھی وہ بریف کسی میں سے اپنی طلبہ کو لیاں خالش نہیں کر پڑا تھا۔ "اٹ!"

اس نے بریف کیس کو درپیلک دیا تھا۔ کچھ کھو چکے ہوئے سر کو دوالاں پر احتیاط کر کے ذریںگ

نیل کے اسٹول پر شخارا تھا۔ پھر وہ اجھا کھڑا کرتے قدموں سے واٹ روم کی طرف پڑ گیا۔

تی کو پوری رفتار سے کھولتے ہوئے وہ واٹ میں کے سامنے چک کر دیکھیں اپنی الگیاں اپنے طلق میں ڈالنے لگا۔ کوٹھ کا ملاب رہی۔ اسے اپنا مدد خالی ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ گھر اس کے چکراتے ہوئے سر کو زیدہ افتاب نہیں ہوا تھا۔

چند منٹوں بعد اس نے صابن سے ہاتھ ڈھونے کے بعد اپنے پہرے پر پانی کے میٹنے مارنے شروع کر دیئے تھے۔ گریز ریک بھی پکھ رہا تھا۔ فاکہہ مدد بابت نہیں ہوئی۔ چند لئے وہ اسی طرف دیہیں کھڑا رہا۔ ہمہ کچھ بے

چارگی کے ملاب میں واٹ روم سے لگا۔ اب مکن میں جاتے کے طلاقہ اور دکنی راست نہیں تھا۔ وہ جاتا تھا۔ تکن میں دقت خالشان کے ملادہ گرینی کی ہوں گی اور شاید ملیزدہ بھی اور وہ اس حالت میں ان لوگوں کے سامنے نہیں چاہا تھا۔ گراپ اس کے ملادہ اور دکنی چاروں سے بکھر گیا تھا۔

آجھ آجھ اپنے پڑھنے ہوئے وہ ذریںگ روم سے لٹکا تھا اور پھر اپنے کے دروازے پر کھٹک گیا۔

دو روزوں کی تاب پر تھوڑے کھکھتے ہوئے اس نے لکھ کوٹھ کی کوشش کی تھی اور رٹک گیا تھا۔ اسے بہت نوجی طرح یاد کر کر اس کو علیہ کے کمرے سے نٹکے کے بعد اس نے سب سے پہلا کام دروازے کو لاس کرنے کا کیا تھا۔ گراپ اس کا لکھڑا ہوا تھا۔ وہ کام کا ٹھار تھا۔ گراپ دفاتر کو دلتے تھے اور اس کا مقام واقعات یاد کر سکتا تھا۔ اسے جوچی طرح یاد کر کر اس نے دروازے کو خدا کیا تھا کہ علیہ کا ملیزدہ یا کوئی اور دوبارہ اس کے کمرے میں نہ آئے اور اس کے بعد وہ رک رک کر گئا تھا۔

"اور اب یہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس کا مطلب ہے کہ کوئی نہ کوئی رات کے کسی وقت یا بھر جی سبزے کرے میں مجھ دیکھتے ہیا تھا۔ اور وہ کون ہو سکتا ہے؟" اس نے تاب پر تھوڑے کھکھتے ہوئے سوچا تھا، اور پھر بھی اس کے ذمیں ایک جھمکا ہوا تھا۔ وہ ہمتوں کو کھٹکے ہوئے اپنے کمرے سے باہر کلیں آیا تھا۔

لادنی سے گزر کر دکن میں آگی تھا۔

ناونے بہت سہارت سے بھوت بولتے ہوئے کہا تھا۔

"میں جب پاہوں گا، اخون گا اور آپ کو کیا حق ہٹھتا ہے کہ اس طرح ہر سے کمرے میں چاسیں۔"

دواب نالوںے اپنے کھانے تھا۔

"کیوں مجھے تمہارے بارے میں پریشان ہونے کا کوئی حق ہے۔ اسی اس کی ضرورت ہے۔ میں یہاں

"نہیں! آپ کو بیرے بارے میں پریشان ہونے کا کوئی حق ہے۔ اسی اس کی ضرورت ہے۔ میں یہاں

اس لئے نہیں آیا کہ اپنے بیرون میں بھی آزادی سے نہ رکھوں ۔"

"عمر جو لوگ تم سے محبت کرتے ہیں وہ....."

اُس نے مجھلاۓ ہوئے انداز میں ہالو کی بات دی تھی۔

"جسم میں جاگوں وہ لوگ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں، مجھے ضرورت نہیں ہے کسی کی محبت کی..... نہیں!

محبت کرنے والوں کو کی۔ میں اپنے کاٹ کاہوں اور جگ اکاہوں ان غولیات سے۔"

اُس کے لئے اپنی اتنی بیڑا ریتی میں کاٹاں چوپ کی جو ہرگز تھیں۔

وہ مجھلاۓ ہوا اپنے کرے کی جاپ جانے کا حقاً، اگن جانے کا حقاً، اگن جانے جاتے جاتے وہ ایک بار پھر رک گیا اور اس نے

اُنکی اٹھا کر علیہ سے کہا تھا۔

"آئندھی کی کوئی حرکت ہر سے ساتھ ملت کرنا۔"

اُس کے جاپ بارہوں سے پہلے ہی وہ لاٹنے سے نکل گیا تھا۔ چند ہوٹوں بعد علیہ نے ایک جھاکے کے

ساتھ اس کے کارروائے بند ہوتے شاتھا۔ ناٹوں گی بھی دیں کمزی حصیں اور اس علیہ کے لئے ان سے نظر مانی

مشکل ہو گئی تھی۔

وہ یک دم اندر کر ریتی بھاگنی ہوئی لاٹنے سے نکل گئی تھی۔ اس نے اپنے عقب میں ہالو کی آواز کی مگر وہ

رکی نہیں تھی۔

وہ ان کے سامنے رومنیں چاہتی تھی۔

"وہ مجھ سے اس طرح کیے بات کر کتھا ہے؟"

اُسے اب بھی نہیں نہیں آیا تھا کہ یہ سب اس نے صوفہ پر بینڈ کر دلوں ہاتھوں

سے اپنے چہرے کو چھپا لیا تھا۔

"عمر اڑا..... تھج کیسے ہو سکتا ہے..... اور وہ بھی ہیر سے ساتھ۔"

اُس نے بھی بھیجے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ سچا تھا۔

"اُس نے بھی بھیجے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ سچا تھا۔ کبھی ہوں بات نہیں کی پھر اپ کیوں؟" اس کے آنسوؤں

ناونے بڑی سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یہ سوال مجھ سے نہیں اس سے پوچھیں۔"

اُس نے علیہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جو بالکل بے جس و حرکت صوفہ پر بینڈ ہوئی تھی۔ ناٹو کو مجھ سے حرمت کا ایک جوکا کا حقاً تھا۔

"علیہ سے پوچھوں؟ علیہ نے کیا کیا ہے؟"

"اُس کے نزدیک درودوں کی زندگی تماشا ہے۔ وہ کچھ کوچھ عکس اس کا فرش بناتا ہے۔"

ناؤں کی بات بالکل نہیں کہی جس۔

"عمر اچھے تھا اس نے کیا کیا ہے؟"

"میں نے آپ سے کہا ہے کہ مجھے سرت پوچھ اس سے پوچھیں۔"

مرا جس کی بات پر یہ دم بھرا کا تھا۔ ناونے جوست سے علیہ کو دکھا تھا جس کا چھوٹا خیدا ہو گیا تھا۔

اُس کے دہم دمکان میں بھی عقا کو محترم کرے میں آئے کی بات جان جائے گا اور پھر اس پر اس طرح ہمارا

کھرا کر دے گا۔

"کیا حق پہنچا ہے جسیں کرم توکوں کی ذاتات میں دل اندازی کو من اغا کر چردی چھپ دوسروں کے

کردوں کے لاکھوں کو دہم جاونے۔"

اُس کی آزاد اتی بلند اور الجھا تھی تھی علیہ کے تھا تھم کا کہانی گئے گئے تھے۔

"تم ہوتی کون ہو، یہ سب کچھ کرنے والی۔ یہ سمجھدا ریا تمہارے باب کا نہیں ہے کہ تم یہاں کے ہر

کرے میں جائے گوں۔"

وہ انکی اٹھا کر جیز آواز میں اس سے کہرا رہا تھا۔

"جتنا حق تھا جس اس کی سے تھا تھی میرا ہے اس لئے تھیں اتنی حد دکھانا چاہئے۔"

"عمر اس نے فساد آئنے کی ضرورت نہیں ہے۔ علیہ کا کوئی تصور نہیں ہے میں نے ہی اسے تمہارے

کرے میں جائے کے لئے تھا تھا۔"

ناونے بڑی سے اسے روکے کی کوشش کی تھی۔ عمر کو ایک دمچکا تھا۔

"آپ نے کیا تھا؟"

"اُس میں نے کہا تھا؟"

مرنے پر بازو پر رکھا ہو اس کا ہاتھ ایک جھکٹے سے ہٹا دیا۔

"آپ نے کیا تھا؟"

"جیہیں اتنی دیر ہو گئی تھی، تم اٹھنی نہیں رہے تھے۔ میں پریشان ہو گئی تھی، اس لئے میں نے علیہ سے کہا

کہ دلاک کوں کر اندر جائے اور دیکھ کر تم غیب ہو۔"

”خیس طبرہ اتم آؤ یہ بھی بات نہیں ہے۔ میں نے تم سے کہا ہے کہ اس وقت اس سے ناراض ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم ناراض ہو گئی تو وہ اور یہ بھیج بٹ جائے گا۔ اس وقت اس کی بڑی بات کو نظر انداز کر دو۔ تم جس بہر آ کر درمیں چاہتی ہوں وہی صحیح ہے کہ کہے کہ تم اس کی بات پر ناراض ہیں۔“

ناولنے ایک بار بھروسی بلطفی ملائکہ سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔

”لیکھ ہے میں تھوڑی ریٹھی آتی ہوں۔“

اس نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا تھا۔ لاووسکر کر کر سے کل میں تھیں۔

علیہ ڈے اور درمیں جا کر مند پر پانی کے پھنسنے سے شروع کر دیتے تھے۔ اوش بیس کے اوپر لگے ہوئے آئیں تھیں اس نے اپنی چور کو دیکھا، اس کی آنکھیں سرسی اور سویں ہو گئی تھیں، اور اس وقت اس کے سامنے جانے پر بھی یہ ایسا ازار دیکھا۔ ملکل نہیں خاک کر دوں گی ہی ہے۔ مگر وہ اپنے جا کر بھروسی کو دیکھا۔ اس کی بات چاہتی تھی۔ اس نے تاول اسٹینٹ سے تالہ پر کرچہ و لٹک کیا تھا، اور بھروسے پہنچ لکھ کر کہے۔

☆☆☆

وہ اس وقت کہانے کی بیڑ پہنچ کے سامنے بھیں۔ اس کا اختکار کر دی تھی جب وہ قریباً پندرہ مت کے بعد بالآخر پڑے کرے سے کل میں آیا۔

اوس وقت وہ بالکل اسی نارمل لگ رہا تھا۔ ایک آنکھ میں بریف کسیں پکڑے اور دوسرے آنکھ میں موہاں پکڑے دے دیتے تھے مگر سکون نظر آ رہا تھا۔

”اونچکر دوں میں شش بولوں کر کس نے دانگک میں کیا کہے تھے میں بریف کسیں روک دیا تھا اور بھروسے اور کہے اپنی کسی کی طرف دیکھا اب وہ پانی کا گھس اٹھا کر پانی پی رہا تھا۔“

”غیر ای ویکھو کتاب جوانے ہیں میں نے تھا بارے لے۔“

ناولنے بات شروع کی تھی۔ اس نے کہیں کہے بغیر اپنی ڈش میں سے ایک کتاب الحاکر اپنی پیٹ میں رکھ لی تھا۔

”یہ چاول لو۔“

ناولنے خاموشی تروئے کے لئے اپنی کوششوں کو چاری رکھتے ہوئے کہا۔ خاموشی نہیں دیکھی۔ چاول خاموشی سے لے لے کر تھے۔ ناولنے بات لکھنی ہوئی تھی۔ اس باہمی طرف شرمن سلاطہ حلالیا گئی تھا۔

”یہ بھی لو جائیں پسند ہے میں نے خود تھا بارے لے بیایا ہے۔“

”گریٹ! مجھے جس چیز کی ضرورت ہو گئی، میں خود ہی لے لوں گا۔ آپ مجھے خاموشی سے کھانا کھانے دیں۔ ہمارا طب نہ کریں۔“

اس باہمی سلاطہ لیکی بجاے اپنا دلیں ہاتھ اٹھا کر بیڑے روکے اندھا میں کہا تھا۔

ناولنے ساختہ شرمدیہ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے سلاطہ کو دیکھا۔ میز پر کوک دیا۔ علیہ نے کھانا کھاتے ہوئے سر

کی رفتار میں اضافہ ہو گیا تھا۔

”اس طبع سب کے سامنے اس نے ..... کیا وہ مجھے اتنا ہائیز کرتا ہے۔“

اک کا دل دو بنے لگا۔

”گریٹ نے ایسا کیا کہے؟ میں تو!“

اس نے اپنے کرے کے دروازہ ٹکٹکی آوازی تھی وہ جانی تھی ناؤں کے پچھے آئی ہوں گی اور یہ دم ہجرے سے اپنے ہاتھ تھیں بٹاٹے تھے۔

ناوں کے پاس صوفہ پر بیٹھی تھیں اور انہوں نے بڑی شفقت سے اپنا بازو اس کے گرد پہنچا۔

”جیسیں اس کے کرتے میں اس طبع نہیں جانا چاہے تھا۔“

اوس نے اس کی دیکھی آوازی تھی۔

”آئی ایک سو سی ناؤں میں بڑا پیشان تھا اس کے ..... میں صرف یہ دیکھا چاہتی تھی کہ وہ مجھ کے۔“

اوس نے اسی طبقہ ڈھانچے اور سکیوں میں کہا تھا۔

”میں جاتی ہوں مگر بھی جیسیں اس کے کرتے میں اس طبع نہیں جانا چاہئے تھا وہ اس وقت ہاتھی طور پر بہت پریشان ہے اور مسولی کی بات بھی اسے میں اس طبع نہیں جانا چاہئے تھا وہ اس وقت ہاتھی طور پر ناولنے اس کی بیٹھنے کے لئے کافی ہے۔ اس نے تم آمد کو تارہ رہتا۔“

”میں کیا ناؤں اپ کلکتے ہے کہیں اس کا مقام .....؟“

اے اور رہنا آیا تھا۔

”آخراں نے اپنی بڑی بات کیوں کی؟“

”علیہ رودے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس وقت تو اس سے کسی بھی بات کی توقع کی جا سکتی ہے، اور ان پاتوں پر کوئی سماں کا بھی تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بہتر ہے مب کچھ بھالا دیا جائے۔“ انہوں نے اس کو سمجھا تھا ہوئے کہا تھا۔

”تم دادا بند کر دو۔ مجھے ہاپے ہے، کہ جیسیں اس کی باتیں سے تکلیف ہوتی ہے۔ مگر وہ غور بھی اس وقت

کھلکھل میں ہے۔ بھج دو نالہ ہو گا تو اسے خودی الیٹی ٹلکی کا احساس ہو جائے گا۔“

ناولنے اسے دلاسا سے ہوئے کہا تھا۔ مگر وہ بہت دریک اس کے پاس ٹھیک رہیں۔

انہی کر جائے سے پہلے انہوں نے کہا تھا۔

”جس کی محل چاروں ہو گئی آئنے ہی والہ ہو گی تم کبھی آجائے۔“

”جیسیں ناؤں لو جائے بھوک نہیں ہے۔“

وہاب گمراہ دادا بارہ سا نہیں کہا چاہتی تھی۔

”مرے اج بخ تھیں یہاں ہو میں اسے یہاں نہیں آتے دیں گی، آئے گھنی تو بھی کوئی تم سے اس متعلق پہات نہیں کرے گا۔“ گھنی یہاں سے مت ہوا۔

”نہیں! ابھی ابھی یہاں نہیں رہتا ہے۔ مجھے یہاں کون نہیں ہے۔“

اس نے بے حد بیجوں سے کپکا۔

”نہیں! یہاں کون ہے یا نہیں! گھنی یہاں سے کہیں نہیں جا رہے، میں جھینیں کہیں جائے نہیں!“ دل گی۔ یہ بات تم کام کھول کر سن لو۔“

ناویک دم کپٹے ہوئے میرے ہڈی چھیں۔

”مرید..... مرید! اس کا سامان دالیں اور رکھ آؤ..... وہ کہیں نہیں جا رہا۔“

انہوں نے مرید کو یہ لاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

”گھنی! ابھی مت ہوں میں یہاں نہیں رہتا ہتا اور تھی ہوں گا۔ مجھے جانے دیں۔“

اس کا پوچھہ ہٹوڑ سردا۔

”کیا ہرگی ہے جنہیں؟ کوئی کو رہے ہو اس طرح؟ اتنے ضمیں نہیں تھے تم؟“

علیہ دیکھنی کی آنکھوں میں آنسو اتھے ہوئے دیکھے تھے۔ اس نے غر کو ان سے ظفری چاہتے ہوئے اور پھر گھست خود رہا اور اس سر جھکاتے ہوئے دیکھا۔

”مرید..... سامان دالیں رکھ آؤ۔“

ناویک اپنے بارہ ہزار نانیاں سے کہا۔ غر اسراں کا لکھنی خاصی رہا۔ مرید ہبھاڑ لئے اس کے رد عمل کا انتظار کرتے ہے اور ہر خاصی سے پیچا دھا کر دالیں رکھے۔ علیہ کے پچھے پر ہٹیں جھکتے گئے۔

☆☆☆

وہ نی کرنے کے بعد گھر سے لکھ گیا تھا۔ ناؤنے دلتے سے اس کے سر بھال پر کال کری رہیں۔ درمات گیا رہ بیچ کے قریب دالیں آئی۔ علیہ اس وقت اپنے کرے میں جا چکی تھی۔ ناؤنے اس سے کھانے کا پوچھا، اور اس نے لٹکر دیا۔ وہ کہا تھا: کہا کیا تھا۔

اگلی نیچیں وقت علیہ وہ خوشی میز ہر آئی اس وقت دو ہیں تھیں تھی۔ علیہ نے ناؤنے سے غر کے بارے میں پوچھی کہ جس نہیں کی تھی۔ خاصی سے نادی کرنے کے بعد دیوبندی تھی۔

لیکن یونورسٹی میں بھی سارا دن اس کا ذہن اسی انتشار کا فکر رہا تھا۔ جس کا سامنا رہا، پھر دو، تین دن سے کر رہی تھی اور اس کی یقینت شہلا سے بھی نہیں روپی تھی۔

”کیا جو ہے جنہیں؟“

تیرے کو ٹھیک اس نے کامیں اٹھا کر کاں سے لٹکے ہوئے اس سے پوچھا۔

”کوئی بھی تو نہیں!“

امرا کرنا تو کوئی کھا تھا۔ وہ کچھ کہانی کی ہو کر اب اپنی بیٹت میں چاول کال رہی تھیں۔

مرید ہبھاڑ پر کوئی چیز رکھ کے آئے تھے۔ غر نے ان سے کہا۔

”مرید! ہبھاڑ سے کہیں وہ گاڑی نکالے اور میرے کرے میں جو بیٹز ہیں، وہ ذرا گاڑی میں رکھوادیں۔“

ملکہ کا تدرک گیا تھا۔ وہ اس طبقاً سے کھانا کھانے میں صرف تھا۔ علیہ نے ناؤنے کو کھا تھا وہ بھی عمر کی طرف دیکھ رکھی تھیں۔ مرید ہبھاڑ جا پچے تھے۔

”سماں کیوں؟“

ناؤنے کچھ بے ہمیں ہو کر پوچھا تھا۔

”میں یہاں سے باہر ہوں!“

بے طبقاً سے جا بیگنا تھا۔

”کہاں پاڑے ہوں؟“

”فی الحال تو ہوئی میں لگھ کر رہا تھا۔“

”مگر کیوں؟“

”کہیں سے کیا مطلب ہے؟ ظاہر ہے مجھے یہاں سے جانا ہی تھا، یہ میرا گھر نہیں ہے۔ میں نے یہاں آکر قلعی کی تھی۔“

”کہاں کے گھرے کرتے ہوئے بڑے طبقاً سے کہہ دیا تھا۔“

”عمر! یہ تباہ کھرے۔“

”میں گریب ایمیر اگر نہیں ہے، یا آپ کا گھر ہے، علیہ کا گھر ہے میرا نہیں۔“

اس کا لہر بہ دوڑھا۔

”اگر آپ میری وجہ سے یہ کھجور کا جاہے ہیں تو ہلیز میں اپنی ٹھلی کے لئے ایکسیز کرتی ہوں۔ آپ مجھے سے ہارو کر یہاں نہ چاہیں۔“

اس پار علیہ نے اس سے کہا۔

”میں کسی سے کی ہارو کی طرف دیکھنے پڑتی ہوں۔ میں مجھے اب یہاں نہیں رہتا۔“

اس نے علیہ کی تھی اس سے پوچھا۔

”مگر تو ہبھاڑ رہنے ائے تھے۔“

”یاں، میرا نہیں ایسا تھا۔ اور مجھے نہیں آتا جائے تھا۔ میں نہیں کھانا کھایاں آپ کا میانا میرے پیچے جائے گا۔“

”مگر تو وہ جا گیا ہے۔“

”اگر چاہا کیا ہے گرس مدد رہا آتے سے کسی کو کیسے روک سکا ہوں۔“

عمرے نے گردن سوڑ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ شہلا کو اس کی آنکھوں میں امنڈتے ہوئے آنسو فراہم کرے۔  
 ” عمرے کے کہا ہے؟“  
 اس نے سر جھکایا تھا شہلا نے ایک گھری سالس لی۔  
 ” ہر بار تم دلوں کے درمیان کی کسی بات پر کوئی کچھ ضرور ہو جاتا ہے۔ اب کیا ہوا؟“  
 ” وہ اپنکی بول گیا ہے۔ شہلا اپنے ہیں بن رہا۔“  
 اس نے دامن ہاتھ کی پشت سے آسمان کرتے ہوئے کہا۔  
 ” وقت ہر چیز کو بدل دیتا ہے، کوئی گھی چیز ہو باشان وہ ایک جیسا نہیں رہ سکتا۔ اس لئے مجھے یہ سن کر  
 حیرت نہیں ہوئی۔ عمر بدل گیا ہے۔“  
 علیورے بے ہی اپنا چاہو ہوندے کاٹھے گئی تھی۔  
 ” وہ چار سال بعد تم اس سے لوگی توہہ اور زیادہ بولا ہوا گے۔ یا یا یا but natural۔“ شہلا بے حد پر  
 سکون تھی۔  
 ” شہلا! وہ مجھے کہی بھی اس طرح فریت نہیں کرتا تھا۔ جس طرح اب ان وہ چار دلوں میں مجھے ہوں گے۔“  
 ” کچھ ای کرن نہیں کہتا، اس کے لئے میں دیے ہوں چیزے، مالی، دارا یخیر، خانہ اس.....“  
 ” پر نیکل، پوچھ لیو! دوسروں سے بہت زیادہ توقعات نہیں رکھی چاہئیں؟“  
 شہلا نے بہت ہی گھری انظر دیں سے اسے دیکھا تھا۔  
 ” شہلا! وہ میرا درست تھا کیا دوسروں سے کی توقعات نہیں رکھی چاہئیں۔“  
 ” تم اسے صرف دوسرے نہیں سمجھتیں، صرف دوسرے سمجھتیں تو یہاں ہیڈر کری یہ سب کوئی دن تاری ہوتی۔“  
 علیورے نے سر جھکایا تھا۔  
 ” ہر حال اب کیا ہوا ہے؟“  
 علیورے نے کچھ انکھاتے ہوئے اسے سب کوچھ تاریخا۔ شہلا بھگی اتنی تھا کہ ہر کساری بات تھی رہی۔  
 ” مجھے تو یعنی نہیں آئی شہلا! عمر یہ سب کو کہتا ہے وہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا، پھر اب کیوں؟ اب جب وہ  
 سیل ہو چکا ہے، تو اسے بڑے تغیرات کیوں؟“  
 ” تم اس تغیریکی کوچھ جانتے ہیں دوچھی مت لو۔“  
 ” کیوں؟“  
 ” علیورہ! تم اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتیں وہ اب جس دار میں داخل ہو چکا ہے، وہاں کوئی علیورہ نہیں ہے۔  
 ” نہیں اسے ضرورت ہے۔“  
 ” میں اس کی دوسرت ہوں۔“  
 ” پہنچ کر اسے دوسرتوں کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔“

” تو چہار تی خاصیتی کیوں ہو؟“  
 ” میں بھیسے خاصیتی رہتی ہوں!“  
 ” ہاں گرہ اس طرح نہیں؟“ علیورہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔  
 ” ہاں آج کہنالا پڑھ لیں!“  
 شہلا کو کچھ دوڑھیں اس کا ہیو دیکھ کر علیورہ اس نے کہا۔  
 ” کافی سچھر دیں؟“  
 ” ہاں! کسی تو یادی کر کنا چاہیے۔“  
 ” نیک ہے جلو؟“  
 شہلا نے علیورہ کو چیزیں شکھا تھا۔  
 نہر کے کنارے بہت دریچک دے کر کے بغیر خاصیتی سے ٹھیک رہیں پھر خاصیتی کو قہلانے کی تڑا تھا۔  
 ” اب تا دو کیوں ہو؟“  
 علیورہ اس کے سوال پر جو کہ اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔  
 ” تم پریان ہو؟“  
 ” پریان نہیں ہوں اداں ہوں!“  
 ” وہ ایک بارہ بھرپور کے پانی کو گھوڑنے کی تھی۔“  
 ” اداں کیوں ہو۔“  
 شہلا نے بڑی ملائکت سے پوچھا تھا۔  
 ” ہائیں!“  
 ” گھر میں تو سب کو نیک ہے؟“  
 ” ہا!“  
 ” بیٹیں یاد رہے ہیں؟“  
 ” نہیں!“  
 ” ہاؤ نے کچھ کہہ دیا ہے؟“  
 ” نہیں!“  
 شہلا جھلکا گئی۔ ” تو چہار کیا ملکے ہے پھر اداں کیوں ہو؟“  
 ” علیورہ خاصیتی رہتی تھی۔“  
 ” عمر سے تو کوئی بھگڑا نہیں ہو گیا؟“  
 شہلا کو چاہک خالی آیا تھا۔

"بیمار اول نہیں چاہتا۔"

"علیحدہ ایں نے چھین کھایا تھا کہ عمر آج کل پریشان ہے ان کی کسی بات پر خواہنا مناسب نہیں۔ وہ شاید خود نہیں چانتا کہ دیکھ کر رہا ہے، اور کہا کہہ رہا ہے۔ اگر کچھ کے قابل ہوتا تو قازن سرمن میں اتنی اچھی پوست چور کو جو عرض کر پا کر مدد رہا۔"

"ناوشیں اس کی کسی بھی بات پر پڑا راضی نہیں ہوں۔"

"میں یہ وقف نہیں ہوں، جھینک لیں کیا تھی کیا ریٹھیں لیں گے۔"

"بریگی ہوں تو میں کیا کروں۔ میں یہاں سے باقاعدہ نہیں کھیں۔"

اس نے سر جھکائے ہوئے افسوس کے کہا تھا۔

"اس نے جو بھی کیا، اسے بھول جاؤ۔ خصوصی انسان بہت کی باعثیں کہہ دیتا ہے۔"

ناوشی کے سچا تھا۔

"اب دیکھو، وہ حق جانتے ہوئے مجھ سے خال طور پر کہہ کر گیا ہے کہ تمہاری چیزیں جیسیں دے دوں۔"

علیحدہ اس پار خاصوں ری تھی۔

ناوشی لے کر اپنے گرد سے میں آگئی جس سے انہوں نے عمر کا دیا جاویہ گھوڑا، اور اس میں موجود چیزوں کا لال کر پڑا۔ رکنا شروع کر دیں۔ اسے جکلہ بار عمر کی لاٹی ہوئی کوئی چیز دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اس کی رنجیدگی بیٹھی ہوئی تھی۔

"اسے حلمون ہوتا چاہیے، بھا۔ اس کی لاٹی ہوئی چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے سچا تھا۔ چیزوں کا ذہنی اخراج کے بعد وہ کمزی ہوئی تھی جب ناوشی اس سے کہا۔

"جب مرد اپنی آئے تو تم ان چیزوں کے لئے اس کا شکر ادا کرئے۔"

وہ ان کی پڑیات سن کر غاسیہ کے کرے کے لکن آئی۔

اپنے کرے میں آکر جکلہ بار اس نے کمزی دی ہوئی چیزوں کو بار بار دیکھنے کی بجائے ایک شاپر میں ڈال

کر اور زوروب کے ایک کرنے میں رکھ دیا تھا۔

سال میں وہ، تین بار جب اس کی اگی اور پیاس کے لئے چیزوں بھجوایا کرتے تھے تو وہ انہیں بھی اسی طرح دیکھے تھے اور درد پھیل کر کئی تھی۔ اور پھر انہیں صرف اسی وقت دیکھا کر تھی جو جب اس کی کوئی لفڑ دیتا ہوتا تو انہیں چیزوں میں سے کچھ نہ کھانا کر کر جان کر دیتی ہے اور پھر خدا سے اپنے استعمال کے لئے کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو وہ ان شاپر کی طرف متوجہ ہو جاتا۔

گر عمر جب بھی اس کے لئے جکلہ بار کا بھیجا تھا تو وہ بھی اسیں چیزوں کو کارڈر دیکھنے میں رکھتی تھی۔

وہ انہیں کرے میں اپنے سامنے رکھتی تھی جیسا کہ جو فربی طور پر انہیں اپنے استعمال میں لے آئی تھی۔

☆☆☆

"دوستوں کی ضرورت بیٹھے ہوتی ہے۔"

"لیکن ہر ایک کوئی۔ عمر کے ساتھ بھی ہو رہا ہے وہ عارضی ہے وہ اس فریز سے نکل آئے گا۔ وہ بیکر ہے بھکھارا ہے بہت جلدی اپنی پارٹھی کوٹل کر لے جائے گا۔ تمہارے کزان میں یہ ایک خاص خوبی ہے انہیں بندوں کو کسی علیحدہ کی ضرورت نہیں ہوئی جو جان سے بھروسہ کرے یا ان پر توں کھائے، اس لئے تم اس کے بارے میں پریشان ہو چکر دو۔" شہلا بہتر نہیں سے اسے سمجھا رہی۔ وہ اسے پوچھنا چاہتی تھی مگر خاصوں رہی۔ وہ شہلا کے ساتھ سب کو شہر تک نہیں چاہتی تھی۔ بہت درجکش دلائل پیغمبر نے کے بعد شہلا نے کہا تھا۔

"اب بھلیں، بہت درجکش ہو گئی ہے۔"

علیحدہ کوچہ کے بغیر عالم کفری ہوئی تھی۔

اس دن گمراہ نے پرانے اسے تیار کا تھا کہ عمر اسلام آباد جا گیا ہے۔ اب وہ کچھوں بعد آئے گا۔ علیہ

نے کسی بھی روکاں کا احتیاط نہیں کیا تھا۔ لفڑ کرنے کے بعد وہ انکھ نہیں نے انہوں تھی جب ناوشی اس سے کہا تھا۔

"مردم دلوں کے لئے کچھ جیزیں لایا ہے، دیکھ دے گیا ہے۔ میں اتنی کوہاں نہیں، سوچ رہی تھی

کہ تم بخوبی سے آ جاؤ تو کھولوں گی۔"

علیہ خاصوں سے اس کا جوہر و رکھتی رہی۔ اگر ایک دن پہلے گمراہ وہ سب کچھ نہ ہوا تو شاید اس وقت

وہ جی بے تابی سے ہماں کی بات پر کچھ نہ کہ کہنے کی وجہ سے کہا تھا۔

"آپ خود بیک کھول لیں گے۔ مجھے بھکی نہیں چاہئے۔"

اس نے دل سے کہا تھا۔

"علیہ دیہیں پہنچو۔"

"ناوشی پہنچنے کے بعد خوبی کا کچھ کام کرنا ہے۔"

"علیہ دیہیں چاہو۔"

ناوشی بار بھکہ داٹنے ہوئے کہا تھا۔ وہ کچھ حالی کی کچھ کر پہنچ گئی۔

"تم گمراہ نہیں ہو۔"

انہوں نے لیکر کی تھیڈ کے پوچھا۔

"نہیں!"

"تو ہماراں کی لاٹی ہوئی چیزوں کیوں نہیں لیتے چاہتیں۔"

"وہ خاصوں رہی تھی۔"

"ہیں پچھے پوچھ رہی ہوں؟"

"بُل دیے ہیں ایا!"

"بُل دیے ہیں سے کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"جیک ہے جاڑا۔"

"جیک ہے۔"

وہ ڈنگک ردم سے بہر لکل آئی۔

☆☆☆

اگلے چند دن بھی اس کے اور عمر کے درمیان کرنی گئی اب نہیں ہوئی تھی۔ وہ جس وقت بخوبی جاتی تھی اس وقت وہ سو رہا تھا اور جب وہ اپنی آتی گرفتاری میں موجود نہیں ہوا تھا شام کو وہ گمراہی کرتا تھا اور اس وقت وہ اپنی پڑھائی میں صروف ہوتی تھی۔ رات کے کھانے پر اس کا سامنا ہوتا تھا، اور اس کے بعد عمر واک پر لکل جایا کرتا تھا۔ اور علیور ایک بارہ گھنیتے کر کر میں آکر پڑھائی میں صروف ہو جاتی تھی۔ اب لازم ہی اس کے کھانے کے بعد بھی بھی عمر کے کر کرے میں جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اب لازم ہی اس کے کھانے کے بعد کھانا کھاتا تھا، اور وہی سارے بیٹام لے کر اس کے کرے میں پیلا کرنا تھا۔ عمر سے گرفتاری میں جب بھی اور جہاں بھی اس کا سامنا ہوتا تھا اور گزرنے والی خود اس نے بھی بات کرنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔ اس دن سپرہ کار و قتھ۔ ہاؤ کی کام سے باہر گئی تھیں۔ خاندان بھی اپنے کاروں میں خاندان تھا۔ وہ کافی بیان کے لئے پکن میں آتی تھی جب اس نے لاؤچ میں فون کی تھی۔ اس نے لاؤچ میں پہلی آنی دون عرصے کی دوست کا تھا۔

"ہاں اونہ گرفتار ہیں، آپ ان کے سواباں پر کمال کر لیں۔"

اس نے فون نہیں پکھا تھا۔

"میں نے موبائل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن موبائل آف ہے۔ آپ پاڑوان سے بات کرو۔

دیں۔ یا پھر انہیں کہ موبائل آن کریں۔"

وہ سری طرف سے کہا گیا تھا۔

"اچھا آپ ہولڈ کریں میں ان کو ملودیتی ہوں۔"

اس نے پکھا سچنے کے بعد کھا تھا۔

رسیور کے کے بعد وہ سوچتی رہی کہ علیور کی بیٹام کیسے پہنچائے۔ صرف چیزام اسکے پہنچانے کے لئے تھے۔

کوارٹر سے لاؤچ کو بلوائی تو یہ بات نہ صرف لازم کے لئے بھی ہوئی بلکہ اس وقت تک بہت دیر جاہل۔

چند لمحے سچنے کے بعد اس نے خود سی بیٹام دینے کا سوچا۔ عمر کے پیغمبر کے دروازے پر ہمیں دلکھ دیتے ہی اندر سے آوار آتی تھی۔

"لیکن کام ان۔"

"آپ کی کام ہے۔"

اس نے بلند آوار میں کھا تھا۔

مرچاروں کے بعد لوتا تھا، اور ایک بارہ گھنی کے چڑے پر وہی مکون اور اٹھینا تھا جو انکل چھانگ کر کے آئے پہلے اس کے چڑے پر تھا۔

رات کھانے پر وہاں کو اسلام آباد میں اپنی صورتیات کے ہارے میں تباہ رہتا۔

"چند ہفتوں تک ریٹک کے لئے سہال جانا ہے گا۔ مجھے پر ٹنک ہو جائے کی۔" وہ ناکو کہہ رہا تھا۔

ولید کے ذیلمی سے بھری بات ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اپنے بھائی پر منٹک دلوادیں گے۔

وہ اپنے ایک درست کام لے رہا تھا۔

"تم خوش ہوئے؟"

ناویں اس سے پوچھا۔

"خوش ہی چاہیں۔ مگر ہاں مطہر ہوں۔"

اس کے پہرے پر اپنے بھائی کی سکر کراہت تھی۔

"اور وہ اس لئے کام کے میلنے بھری راہ میں کوئی رکاوٹ گھری کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"اچھا تم سچ پڑھو اور لو، یہ میں نے ضرف تہارے لئے ہی بخواہا ہے۔"

ناویں کمالیہ بھارت سے بات بدل دی۔

"میں پہلے ہی کافی لے چکا ہوں۔"

اس نے سکر کرنے ہوئے منع کیا۔

علیور خاموشی سے کھانا کھاتے ہوئے ان دلوؤں کے درمیان ہونے والی گھنکوٹی رہی۔ ناؤں مسلسل اس کے

ساتھ گھنکوٹی میں صروف رہیں۔ علیور بہت تخلد کھانے سے نارغ ہو گئی جب وہ ایک سکے زی کہ کر گھری ہوئی تو ناؤں پر اچھے ہوئی جس۔

"تم نے کھانا کھایا؟"

"تی؟"

ہباد اپنی مختصر تھا۔

"وہ نیچوں علیور اکافی پینے چیز اکھتے۔"

"میں ناونچے کچھ کام ہے۔" اس نے کہا تھا۔

ہبی عمر علیور کو کہہ دے گفت بہت پسند آئے۔ بہت تریف کری تھی۔

ناویں پار اس سے خاطب ہیں۔ علیور نے عمر کو دیکھ کی کوشش نہیں کی۔

"ناویں بھر میں جاؤ؟"

اس سے پہلے کہ عر جو بنا کو کہتا علیور نے ناؤں سے کہا تھا۔ ناؤں نے اپنے کھنکی سے دیکھا اپنی شاید علیور

سے اس طرح کے روئی کی توق نہیں کی۔





علیورہ کی بایوگی میں پکے اور عی اضافہ ہو گیا۔ عمر جاگیر (perfectionist) (کاملیت پسند) خدا را ب رہہ رہے ایک ہائیکل تصور کے درمیان موجود ہے اور اس پر لکھنے کا کوئی رہا تھا۔

”میرا کرو چیزیں بہت سیں کرتا ہے۔“

اس نے چونکہ کراس کی طرف دیکھا۔

”اسے ایک پری کی عادت ہو گئی ہے میرے جیسا جن اس کو پسند نہیں آ رہا ہے۔“

وہ بڑی تجھی سے علیورہ کو تارہ تھا۔ علیورہ کا ہر چیز ہندو گوں کے لئے سرخ ہوا ہر دو یک دم کھلا کر بنس پڑی۔



## باب ۱۷

ناونے نکلی سے عر کو دیکھا تھا۔ ”اس طرح چانسے کی کیا ضرورت ہے؟“

”گریٹی ایم اس کی کی ہے آپ نے۔“

”کیوں ایک ریاست کی ہے میں نے؟ کیا لاکیوں کی شادیاں نہیں ہوتی؟“

”ہوتی ہیں گریٹی؟ گریٹ اس طرح اس عمر میں؟“

وہ اب کسی جردن تھا۔

”ہاں! اسی عمر میں تم جانتے ہو جا رہی جیلی میں لاکیوں کی شادیاں بہت جلدی کر دی جاتی ہے۔“

”ہاں! اپنی شادی اسی عمر میں کر دی جاتی ہے۔“

”کیا مطلب سے تمہارا؟“

”میرا مطلب بہت صاف ہے گریٹی اور آپ جاتی ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ خود شاہد ہیں کہ

ہماری جیلی میں لاکیوں کی کم عمری میں کی جانتے والی شادیاں میں سے کتنی کی شادیاں کاملاً سائب رہتی ہیں۔“

”عمرم.....“

عمر نے ان کی ہات کاٹی تھی۔

”گریٹی اچیزیں میری باتیں۔ آپ نے ٹھیٹے پھو بھو کی شادی بھی بہت کم عمری میں کر دی تھی۔ تینجہ کیا

لکھا، اور اگر آپ علیورہ کی شادی اسکی کردی ہی تو اس پر بہت عالم کریں گی۔“

ناونے ایک طریقہ سکریٹ کے ساتھ دیکھا تھا۔

”تم ابھی اسنتے پڑے نہیں ہوئے کہ مجھے ان باتوں کے ہمارے میں سمجھانے لگوں۔“

”میں آپ کو سمجھاتیں رہتا ہوں میں تو آپ کو صرف تارہ رہا ہوں، کہ آپ تھیں نہیں کر دی ہیں شادی علیورہ

کے پہلو کا حل نہیں ہے۔“

”عرا قاتم ابھی چھوٹے ہو اور اسنتے پھر دیگی نہیں ہو کر ان باتوں کو کچھ کو۔“

ناونے بڑی حالت سے اس کو کہا تھا۔

”گریٹ! ان باتوں کو کہنے کے لئے بچپن میں کھروت ہے اور سنہی ہر کمی جس واحد حق کی خود روت ہے  
وہ کامن نہیں ہے اور میرا خدا ہے۔ یہ قیمت مرے یا اس ہے۔“

ناونے بڑی درستہ تو اس کی بات کے جواب میں پونک نہیں بول سکی تھیں۔ وہ مرف خاصیتی سے بحثی تھیں۔  
”ملکر کے ساتھی نہ کریں وہ بالکل بیکی ہے۔“

مرنے دھنے بچہ میں نادو سے کہا تھا۔

”بچی نہیں ہے جوہ سال کی بہن ہے۔“

ناونے ملجم آواز میں کہا تھا۔

”سودات کرنی خرخ سال پر آپ اس کی زندگی ختم کر رہے ہیں۔ میں اپنی بچی کو کوئی نہیں کا بخش  
چیزوں میں استہ رہا تو اسکے بخوبی میں استہ اڑیں، اسکے کنزرو دین، اسے نیرہ ما نئڈا استہ Paradox پاٹیں ہوئے  
چاکیں اپکی زندگی میں۔“ وہ میچ پھٹ پا رکھا۔

گریٹ نے بڑے پورے بکون انداز میں اس کی بات سنی۔

”غمرا تم خادم تو اد جاتی ہو رہے ہو۔ میں نے جس فحش کو اس کے لئے منتخب کیا ہے وہ اسے بہت فوش  
رکھے گے۔“

”میں فحش کا اختیاب کیا ہے آپ نے اس کے لئے؟“  
اس نے کچھ بچھا کر پوچھا تھا۔

”اس کا، حیثیتے تو سال پلے بچہ سے ملخڑے کے بارے میں کہا تھا، ابھی دوبارہ پوچھا ہے اس نے۔“  
ناونے بڑے بھیان سے تباہ تھا۔ عمر طریقہ انداز میں کر لئے تھا۔

”ساری دنیا میں آپ کو طور پر کے لئے اسماں میں لالا ہے۔“

ناونے اسے تھلی سے دیکھا گرم نہیں اپنی بات باری رکھی تھی۔

”اور آپ کو خوش نہیں بھی کہے کہ اسماں طور پر کوہبت خوش رکھے گا۔“

”کوئی اب کیا تکلیف ہوئی ہے تھیں؟“

ناونے اس بارے پورے جعل کر کہا تھا۔

”اسماں طور پر کہیا کسی لاڑکانی کو خوش نہیں کہا کیا بیدی کے روپ میں۔ ہاں اگر یہی کا رشتہ ہو تو اسماں  
عینہ کو کیا ہر کوئی کو خوش رکھے کہا۔“

”خصل کمال مکاں مت کر۔“

”یخصل کمال مکاں مت کر جی ہے۔“

”تمہاری تو اسماں کے ساتھ بہت دوستی ہے۔“

”دوستی ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اس کے بارے میں حق نہ ہوں۔“

”وہ بنا بیرون جواب دے رہا تھا۔“

”اسماں ایک گرد ہو، میں اس کا کہا۔“

”گرد، میں اور اگر کوئی ہوئے کا مطلب نہیں ہے کہ وہ ایک اچھا شورہ ہیں جو اس نے خودی میں سے ملخڑے کے لئے کہا ہے۔“

”وہ ایک دوبارہ ملخڑے سے لائے اسے دو اچھی گلی ہے اور اس نے خودی میں سے ملخڑے کے لئے کہا ہے۔“

”کریں اسے ہر لڑکی اچھی تھی ہے۔“

”کوہرت اناونے سے حصر کا تھا۔“

”اس میں بکے دلی کوئی بات ہے۔ میں آپ کو کچھ بتا رہوں آپ اس کو مجھ سے اچھی طرح تو نہیں جان  
سکتیں۔ آپ کو پہنچ کرے کہ وہ کچل فوجیوں خونریشی میں بھرے ساتھ پڑھتا رہا ہے۔ وہ مجھ سے ساتھ رکھ کر  
ٹھاکرے اس کا سارا وقت بھرے ساتھ رکھ رہا تھا۔ اسماں اور ملخڑے اسے دیکھنے آسانا کافی تھے۔“

”خدا کا پیغمبر احمد اور یعنی طرح کام کا۔ آپ بیری بات کو لیں کہ یہ دلوں چاروں دن بھی ساتھ نہیں رہ  
سکتے۔ وہ ملخڑے بھی اڑکی کے ساتھ زور کی نہیں گزار سکتا۔ وہ تو دوسرے گھر بہت بڑا فلکت ہے۔“

”غمرا تم خادم تو اد جاتی ہو رہے ہو۔ میں نے جس فحش کو اس کے لئے منتخب کیا ہے وہ اسے بہت فوش  
رکھے گے۔“

”شادی سے پہلے لارکے اپنے عیون ہوتے ہیں۔“

”اور گریٹ نے اس کی بات کے جواب میں کہا تھا۔“

”یلا کا شادی کے بعد بھی اپنے عیون رہے گا۔ آپ بیری بات یاد رکھے گا۔“

”تم جانتے ہو وہ کوئی اچھی پوست پر کام کر رہا ہے۔ اس میں کوئہ بچہ بھی نہیں تو ہوں گے کہ۔“

”غمرا نے ایک بارہ بچہ بچیوں سے ناؤکی بات کاٹ دی تھی۔“

”جاہات ہوں کہ اس نے یہ انسان میں ناپ کی کامی جاتا ہوں کہ اس نے غلی بہار کا لارٹ پلا  
ہے۔ جاہات ہوں اس نے اپنے کام میں بھی بیوی شیڈی لی تھی۔ یہ بھی ہے کہ وہ اس وقت اپنے کام میں بہ  
سے اچھی پوست پر ہے، اور آگے بھی وہ بہت ترقی کرے گا۔ مگر ان سب باونے کے کہنیں بھی یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ  
ایک اچھا شورہ ہیں۔ مکاں ہے۔ زیادہ جنم باتات میں بہت بھی ہے وہ بھی کہ وہ ایک اچھا پڑھو رکھ دے گے۔“

”اسماں اچھا انسان تو ایک طرف اس میں انسانیت نام کی کچھ سرے سے مو بودھ نہیں ہے۔“

”غمرا تم خادم تو اد جاتی ہو رہے ہو۔ میں نے کچھ پچھے کے چھوٹے سے چھوٹے سے مو بودھ نہیں ہے۔“

”پھر بھائیوں کی بھائیوں کے کوئی دلی ہوں، مگر آپ ملخڑے کے ساتھ بیری

Match Making نہیں ہے۔“

”میں نے کب یہ دوستی کیا ہے کہ میں کوئی دلی ہوں، مگر آپ ملخڑے کے ساتھ بیری

نہیں کروانی ہیں اس لئے مجھے تو آپ اس بحث سے دیے ہی نکال دیں۔ بات اس وقت اسماں کی ہو رہی ہے۔“

لے زندگی ایک خوبی انگل ہے۔ غمیز پھوپھوں، اس کے پاپا، اور یہ کہ..... باہر کی دنخا کا ہے یہ جانے کا آپ نے اسے سمجھتے ہیں جیسے دیا اور دس دی آپ دنخا چاہے ہیں آپ اسے ایک بھرے سے دوسرے بھرے سے کوئی مگر کوئی کوئی دنخا پڑھتے ہیں۔ میرا بھیں خیال ہے کہ اس نے اپنی زندگی کے حوالے سے کوئی مگر خوب دیکھے ہوں گے اس کے خوبیوں میں بھی غمیز پھوپھوں کے پاپا اور اپا لوگ ہی ہوں گے۔ اس اس سادہ بہت جا لاک ہے۔ وہ گورنمنٹ میں کرکٹ کے ساتھ۔ ”چھا بھاک“ بے اساس مناسب نہیں ہے اس کے ساتھ ایک دوادر پر پول بھی ہیں اس کے لئے میں ان میں سے کسی کو چھوپوں گی۔“

”لیکن آپ کشاوری ضرور کرنی ہے اس کی کی؟“  
”وہ کچھ صفحلا یا قات۔“ شادی تک کروں تو پھر کیا کروں۔“  
”ناونے اس سے چھے اداز میں پوچھا تھا۔“

”اسے پڑھتے دیں۔ اپنی تعلیم عمل کرنے والیں بلکہ ہوئے تباہ بھیج دیں۔ دنیا کو دیکھنے دیں، لوگوں کو دیکھنے دیں وہی پر کچھ بخوبی ہوتے دیں۔“ بھروس کی شادی کریں تاکہ جس کے ساتھ بھی اس کی شادی ہو وہ دنماں ایسا جھٹ ہوں گے اپنی اور دوسروں کی زندگی خوب نہ کرے۔“

”اور اس کے پاپ سے کیا کہوں؟“  
”کچھ بھیں اُنہیں۔ میری کچھ میں نہیں آتا کہ انہیں آخر کی تکلیف ہے، علمیہ ان کے پاس نہیں رہتی۔ نہیں تو کچھ کرنا بھیں پڑتا تو مرد انہیں اس کی شادی میں اتنی پوچھی کیوں ہے؟“

”وہ اس کا باب ہے، اور وہی اس کے ساتھ ہو جائے تو وہ حال وہ اس کے بارے میں سوچتا ہاگا۔ جب تم باب پر گئے اور بھی کہا پوچھتے ہیں انچڑیوں کا چڑیوں کا احساس ہوگا۔“

”اول تو تم شادی بھیں کروں گا اور اگر کبھی تو کم از کم طرح کا باب بھیں ہوں گا۔ میں اپنی بیوی کو اتنا آزادی اور ضرور دوں گا کہ وہ اپنی زندگی اپنی خوشی سے کوئے اور کم از کم میں ستر سال کی عمر میں اس کی شادی کرنے کے بارے میں نہیں سوچوں گا۔“

”اسے کچھ جانتے داں اداز میں گرفتی سے کہا تھا۔“

”آپ غمین پھر بھوپے بات کریں، کہ ابھی طیارہ شادی کے کاتل نہیں ہے۔ اسے اپنی زندگی کو دیکھنے کے لئے بھی چدر سال دیں۔“

”عمر اتم کھجھتے۔“ عمر نے ان کی بات کافی دی تھی۔

”گریٹی! اس میں ہر جگہ کیا ہے۔ اگر اس کی شادی کرنے کی بجائے چند سال بعد اس کی شادی کر دی جائے، کیا آپ نے طیارہ سے پوچھا ہے اس کی شادی کے بارے میں؟“

”ایک خیال آتے پر اس نے کر دیتی سے پوچھا۔“

”طیارہ سے بھی پوچھوں گی، جب شادی طے ہو چائے گی۔ تو اس سے بھی پوچھوں گی ابھی تواتر چلتی

لوکے بے شکر جوانی میں بہت درست کرتے ہیں، مگر جو توں میں بھی فرق ہوتا ہے اور لڑکوں میں بھی۔“

”ناون پر اس کی باقی کوئی اٹھیں ہوں گا۔“ شادی کے بعد وہ تھیں ہو چائے گا۔“

”تھیک ہو گر تو کتنے دن کے لئے زیادہ سے زیادہ دیا جا رہا ہے کتنے لئے اس کے بعد آپ کیا کریں گی؟“

”اساں کو اگر یہ تباہ جانے کا مل جائے کہ تم اس کے خلاف بول رہے ہو تو تمہارے ہوش نہ کرانے کا دے گا۔“

”گریٹی! آپ بھر کے اندر رہنے والی موڑت ہیں اس لئے آپ باہر کی دنیا کوئی جانتی۔ باہر کی دنیا میں

مرد جو کچھ کرتا ہے اس کا اثر کمرکے اندر کی زندگی پر ہوتا ہے اور علمیہ اور اس اس کے ساتھ بھی ہیں گا۔ اسار کی بھی رشتہ کو بھیج دیے ہیں یہاں اس کے لئے زندگی صرف ایک اگدے مٹ ہے۔ علمیہ بہت حاضر ہے وہ اس کے ساتھ نہیں ہلکی عکی آپ جانی ہیں۔ اس اسے علمیہ سے گیا رہ سال بڑا ہے؟“

”اس نے پوچھا ہے اداز میں ہاؤس سے پوچھا تھا۔“

”مرے کوئی فرق نہیں پڑتا، بلکہ زیادہ عمر والا راجح طریقے سے ہوئی کو کہ کہا ہے۔“

”اور وہ اس صورت میں ہوتا ہے اگر مردی میرا غلام بھیں کے جائے اخداون سال ہو اور بیوی کی عمر سترہ کے

ہجاءے ستم سال ہو اور شوہر اس اور اوری طیارہ تھوڑو۔“

”تمہارا خیال ہے کہ میں سوچیں کچھ غیری طیارہ کی شادی کرنا چاہری ہوں؟“

”ناونے اس سے اس سے پوچھا تھا۔“

”گریٹی! آپ اتنی سوچ کچھ غیری طیارہ کی شادی ہے اس سے بھی کوئی ہوتا ہے آپ کو بتایا ہے آپ نے

اس پر فرمود کیا ہوتا۔ کیا آپ نے غمین پھر بھوپے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ آپ طیارہ کی شادی کرنا پاہتی ہیں؟“

”عمر اتنے طیارہ کی شادی کی بھی جلدی ہے اس کے باب کاوس سے بھی زیادہ جلدی ہے، اس لئے پہلے تو

تم یہ بات ہیں نہ رکو کہ طیارہ کی شادی میں مجھے نے زیادہ اس کا باب اخترنڈ ہے۔ جیسا تک نہیں ہے بات کرنے کے ذرداری کو جلد از جلد پر رکریں۔“

”ذرداری پوری کردی ہے اسیک بات ہوئی ہے اور ذرداری سے جان چیڑا ادا دوسروی بات۔ جو کوئی غمین پھوپھو

اور ان کے ذرداری سے جان چیڑا ادا دوسروی سے جان چیڑا کہلاتا ہے۔“

”عمر اتم خواہ ادا دوسروں کے معاملے میں وہ غلامی کیوں کر رہے ہو؟“

”میں اس لئے وہ غلامی کر رہوں گی کوئی تھے میں طیارہ سے نہیں ہے۔“

”گریٹی! اس نے زندگی کوئی نہیں ہے۔ اس کا کوئی ظریب نہیں ہے۔ اس کا کوئی بہت ہی کھو دے ہے۔ اس کے

”تم طیور کو خوش رکھ سکتے ہوئے اس اسارہ کو کہا ہے۔ کسی تمیرے کام لوں کی تو تم اس میں بھی سو رہا تھا۔“  
”مزاودے گے۔ اس اس اسارہ تیار ہے کہ طیور کی شادی سرے سے کی جائے۔“ ”نازکا لہجہ طیوری۔“  
”مگر حقیقی ہے۔“ ”مرنے پکر کیجئے کو خوش رکھ سکتے ہوئے تو کچھ اور دنگل پہنچ میں اس کی بات کاٹ دی۔“  
”تم طیور کو خوش رکھ سکتے ہوئے تو کچھ اس سے شادی کرنا نہیں چاہئے۔“  
”گرفتاری میں سرے سے شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔“

”مکون نہیں کہتا چاہے؟“  
”میں نہیں کہتا چاہتا۔“  
”کوئی جو قہرہ ہو گئی۔“ ”نازدیک سرے کر دی جس۔“  
”میں آزاد رہنے کی راہ رہا جاتا ہوں۔ کوئی زندگانی سرے لے نہیں چاہتا۔ ویسے بھی جب ہر چیز شادی کے بغیر رہی تو وہ خود کو خداوندوں نے خیروں میں کھوں چکرا جائے۔“

”نازد اس کے جواب سے زیادہ اس کے اطمینان پر مچان ہوئی تھیں۔“ ”تمارا دام غریب ہے مرد۔“  
”میں گرفتاری اور راماغ بالکل مجیک ہے۔ میری زندگی کے سارے راستے بالکل صاف اور واضح ہیں اور ان کے حلقوں میں کوئی اباجم (Ambiguity) نہیں ہے۔ میں نے اپنی ساری لیبلی کی زندگی سے یہ سکھا ہے کہ شادی نہیں کرنی چاہے۔ زندگی کو اڑنے کیلئے شادی کوئی ضروری نہیں ہے۔ اس کے لئے میں زیادہ ایسے طریقے سے روکتا ہوں۔“

”چاہیجی کو کہا چلتے تھا ہمیں اس فلسفتی کا توہنہ، تمہاری سلطنت ملکا نے قارے۔“  
”میں نے فلسفتی اس کی زندگی کا جائزہ لے کر بنا لی ہے۔“  
”اس نے نازدیکی بات پر خود وہ ہوئے تھی کہا تھا۔ کچھ بڑا اس کی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہ سکتے۔“

”طیور وہ بت ہے۔ دو اگلی سوچ کو سمجھنی پائی تو مجھے کہے کہو سکے کی اور شادی کوئی ایک دو دن کا ساتھ نہیں ہوتا۔ یہ ساری زندگی پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک دو سال کو کچھ بیچنے زندگی کیے گزاری جائیں ہے۔“

”چلو مجیک ہے۔ اب نہیں تو چار سال بعد تو وہ اس قابل ہوتی ہے کہ بقول تمہارے ایک اگلی بیوی کی تمام خصوصیات اپنے اندر پیدا کر لے جس کو گئے تم اس سے شادی؟“ ”نازدیکی اپنی بات پر صرف تھی۔“  
”غم پر سچ اور اس کی ان کاچھ دیکھنا رہا بھروس ہے کہا۔“ ”اگر آپ ابکی اس کی شادی ملنے کو دعویٰ کر دیتی ہیں تو میں وعدہ کرتا ہوں چار بار یا تھال بعد ضرور اس سے شادی کے بارے میں سچوں گا۔“

”صرف سوچ گے؟“  
”گرفتاری اور جرس پہنچنے سے ہی ہوتی ہے۔“  
”مگر کوئی واضح یقین دہانی تو ہونی چاہیے۔“

”جل مل رہی ہے۔“ ”مرنے جوانی سے گرفتاری کو دیکھا۔“  
”لیکن آپ طیور سے ہے جو مجھے بخیر اس کی شادی ملے کر رہی ہیں۔“ ”گرفتاری آپ کو کیا ہو گیا ہے؟“  
”جس لڑکی کی آپ زندگی کا فیصلہ کر رہی ہیں۔ اس سے پوچھنے کی روحت نہیں کی آپ نے اگر اسے“  
”طیور وہ اس کا سچنیں کر کے گی۔ میں اسے اچھی طرح چاہی ہوں۔“  
”مگر بھی گرفتاری اس کا سچنیں کے کہے کہے کے بارے میں اس سے پوچھا جائے۔ ابھی آپ جلد اس سے جملکارہا ماحصل ہے کہ پانچتی ہیں مگر ایک دو سال کے بعد وہ جو آئی دروس لے کر آپ کے پاس موجود ہو گی شاید اپنی بخیر کو اور بھی اپنے کردار آپ کی کہیں گی۔“ ”مرنے تھی سے کہا تھا۔“  
”اتی ہوں لاک تھک، تیر پیش ملت کو میرے سامنے اسماخی کچا کس تو نہیں بیٹھنے کے بجائے کسی اور پر غور کیا جا سکتا ہے۔“

”پڑھاں بعد شادی نہیں کر سکتیں اس کی؟“ ”مرنے ایک بھرپور سانس لے کر کہا۔“  
”کر سکتی ہوں اگر۔“ ”تو کوئی کہنے کے لئے رک گئی۔“  
”اگر۔“ ”مرنے چونکہ کر پوچھا تھا۔“  
”کیا تم شادی کو دے گے اس سے؟“ ”وہاں کے اس سوال پر ساکت رہ گیا تھا۔  
”چند لمحے سے بکھر کے پہنچ ہوں کاپڑہ دیکھ رہا ہو ہبہ پر گھون اور جنیدہ نظر اور ہی تھیں۔ اس نے اندازہ لگانے کی کوشش کی کیا ہے وہ مذاق تھا یا۔۔۔“ ”گردہ کوئی اندازہ نہیں لگا پا۔“ ”مگر بھرپور سانس لے کر اس نے بھلی آوار میں ناونسے کہا۔“  
”بھجیں اور اس سے میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔“  
”کیا مطلب؟“

”گرفتاری میں نے آپ کو جو کچھ اس اسارہ کے بارے میں بتایا ہے وہی سب آپ بارے میں بھی بچانے میں لیں۔“  
” عمر ایم تھاری بات کو مجھ نہیں بھی رہی۔“

”میں بھی اس اسارہ سے بھرپور نہیں ہوں جو رہا ہے اس میں چیز وہی سب مجھ میں بھی ہیں، میں بھی علیحدہ کو خوش نہیں کہ سکتا۔“

”عمر ایم تھاری بات کو مجھ نہیں بھی رہی۔“  
”میں بھی اس اسارہ سے بھرپور نہیں ہوں جو رہا ہے اس میں ہیں، وہی بھی بھی ہیں۔ میں بھی طیور کو خوش نہیں رکھ سکتا۔“ ”اس کی عنیدگی میں بکھر اور اضافہ ہو گیا تھا۔“

"میں نے آپ سے کہا کہ میں سوچوں گا تو میرا آپ کو انتہا ہونا چاہیے میری بات پر فحیک ہے۔ آپ

آپ علیہ کی شادی کے ہار میں بھوت کیجیے گا۔"

ناپکو گھریوں سے دیکھتے رہیں اور پہاڑاں کے جوڑے پر ایک گراہٹ لہرائی۔  
"تم پسند کرتے ہوئے؟"

وہ ان کی بات پر بیک ہم جوچ ٹیکا۔ "گریٹی علیہ کو کوئی بھی پسند نہیں کر سکتا۔"

"مگر تمہاری پسندیدگی کی ذمہ داری تھا۔" وہ اپنی بات پر سمجھی۔  
"گریٹی امنی۔" وہ اپنی بات کمل نہیں کر سکا۔ علیہ کو کوئی خاصیت ہوئے ایک دم لاد غم میں داخل ہوئی۔

اس کی آدمیتی یعنی حضیر اور اپاٹ تھی کہ روزانہ بھوگی پکوئی کھانہ بھوگی۔ عمر بات کرتے کرتے خاصیت میں مصروف ہو گئی اس نے غور کرنے کی

کوشش نہیں کی گئی کہ اپنی بات کچھ کہتے کہتے کسی گایا۔  
عمر بے علیہ کی آدمکی نہیں جانا اور گرفتی سے کسی کام کا بہانا کر کے اٹھ لیں۔ گریٹی نے علیہ کو دیکھتے

ہوئے اخاذہ لائیں کی کوشش کی تھی کہی اس سے ان دونوں کے درمیان ہونے والی مکافتی تھی۔ گریٹی کا جوہر بے  
ہاثر قات۔ وہ کوئی اخاذہ نہیں کا سکتی۔

☆☆☆

"میرا بات کیا ہے تم نے؟" اس دوسرے کھانے کی بیسری اس سے پوچھ رہے تھے۔  
"بھیں گریٹی پاپا تھی مجھے بھاں بہت در ہو گئی۔ اب مجھ کو والیں چاہا ہے۔"

"مگر عرا ایک تم واہیں جا کر کردا گے کیا اپناراٹھی، اسکے تمہارا زرک آئے گا۔ ایسا کہیں کرتے کر  
تب تک میں ہوں۔"

"رہنے میں کہیں بھی ہوں نہیں ہے مگر پاپا کے ساتھ میں ہے مہاتما کی پیچوی دینے کے بعد والیں آپاں کا اور  
اعرومی کی جانب اور میں کرلوں گا۔"

"گریٹیا تم کو زد اساتھی ہو گی۔"

"اسانی کی لمحہ کوئی بات نہیں ہے میرے لیے مدرسی ہے اپنے بھوک پر ایک ہی بات ہے مگر اب پاپا نے کہا تھا تو  
ظاہر ہے کہ میرے لیے مدرسی ہے کہ والیں چاہا پاپاں۔"

ہوئے نہیں بارگفتگی میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ جو گھر سے میں خوبات کرلوں گی اس کی کیا اعتراض ہو  
سکتا ہے مگر میر کی اخال میں رہو۔"

ٹھیں گریٹی ایسی خودگی دہاں پکوئی کام نہانے میں اس نے مجھ کو جانا ہو گا۔

اس نے ایک بار میرا کارگر تھے ہوئے کہا۔  
"بھی، جیسیں اتنا ہے ایسیں بات کا ہے؟"

"پاپام کوئی نہیں ہے کہیں اب میں اب کو اکا کیا ہوں ایک ہی جگہ رکھ۔ کوئی گھونا ہو رہا پاہتا ہوں۔"  
"تو ہیں ہاں گھومنا پڑے۔ تم نے پاکستان میں کچھ کی حکایت کیں۔"  
"ہیں گھومنے کیلئے کہا کیا ہے کہیں؟" -  
"بہت کچھ ہے، تاہم ایریازی کی طرف جاؤ گے لہجہ ان رہ جاؤ گے۔"  
"کیوں دہاں ایسا کیا ہے؟"

"تم جاؤ کے دوچار کے کہا کہ دہاں کیا ہے۔"

"گریٹی اپلے دوچار نے لاہور کی تحریکوں کے اعلان کاٹے تھے۔ مگر لاہور میں الی کوئی بات نہیں  
ہے۔ اب تاہم ایریازی کی تحریک کر رہی ہیں تو مجھے کہا ہے کہ دہاں بھی کچھ نہیں ہو گا۔"  
"تم ہالم جاؤ کے دھیمن پاٹھے کہیں کچھ کیجیے کہ مری تھی تھی جیسا ہو جوں، اس کے علاوہ بھورنے دیکھنا اسات  
اور گھٹ پلے جاؤ، تم دہاں بہت اپنامی کر دو گے۔" تاہم نے پر پاپا سننے رکھ دیا۔

"اپنا سوچوں گا۔" اس نے تالے لائی کی کوشش کرے ہوئے کہا۔  
"گریٹی ایکاں میں کیے ہوں گے۔ آپ کو پہلے ہے میں ایسا کوئی ایجاد نہیں کر سکتا۔"

"ایکاں جانے کی کمزوریوں ہے اپنے دھوکوں اور کرکوں کو ساتھے لے جاؤ۔" تاہم نے فراہمیوں کی  
دوست اور کردار نہیں فارغ کیا ہے لہنگے سامنے ہلکی۔

"میں ولی کوون کر دوں گی۔ وہ تو فرمائی پڑے گا جہاں سے ساتھ۔" تاہم نے اسے پوری طرح گھیر لیا۔  
"اچھیں پلے پاپا نے بات کر دوں۔" اس نے ایک بار بھر جان ہجزانے کی کوشش کی۔

"میں نے کہا جاؤ جگہ سے میں خوبات کرلوں گی۔" عمر نے مجھے چارگی سے کہا۔  
"یعنی گریٹی اے۔ آپ مجھ کی طرح بھی ہیں اس سے لٹکنے دیں گی۔" عمر نے ساتھ کوڑا ہو گئے۔

"جیسیں پلے جاؤ ہی کہا ہے مجھ کیا کہا۔" اگر کوئی مرد ہیں اس سے ساتھ کوڑا ہو گئے۔

"آپ ایسی کچھ نہیں آئیں گے۔" تاہم نے کہدی چلکی سے کہا۔  
"میں، مجھ کریں اوس کی۔" تاہم نے کہدی چلکی سے کہا۔

"بہت خدمت کیلی پڑتی ہیں آپ کوئی سوت لے دے گے کہیں رونق ہے تمہاری جھسے۔"  
"میں اسی تھاں پہاڑا کہا ہے کہ از کم کوئی صورت لے دے گے کہیں رونق ہے کہا جائے۔"

ہوئے نہیں پاپے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ میر جو دلتے ان کے چہرے کو دیکھ رہا ہماراں کے چہرے پر ایک گھب  
کی گراہٹ مودا ہوئی اور اس نے دربار کر کھا۔

☆☆☆  
"بیل پاپا آئیں غرہوں۔" کمال نے پر اس نے کہا۔  
"ہاں ہر کیسے ہو؟"

ہوتا کہ میں دیکھ لگوادوں؟”  
 انہوں نے ایک بار بھر بات کا موضع بدل دی۔  
 ”اویں بھی نہیں..... بھر بھیک ہے میں نہیں بھر بھیک ہوں۔ گرتی پاہ روئی جس کیں کہ میں نادران ایریا زچا  
 جاؤں پکھ رہوں کیلئے تو بھر بھیں وہیں جلا جاؤں۔“  
 اس نے خاصی بے دل سے کہا۔  
 ”اہ! بھر بھیک ہے جم نے پہلے یہ علاطے نہیں دیکھے۔ تم خاصاً انجام دے کر دے گے وہاں۔“ انہوں نے فرمایا  
 اسے اجازت دے دی۔  
 ”اپ کب پاکستان آ رہے ہیں؟“  
 ”اہ! بھی کوئی ناک نہیں ہے، پکھ رہوں بعد جسمیں دوبارہ فون کروں گا اور بتا دوں گا۔“ انہوں نے اسے بتایا۔  
 ”پکھ اور پچھتا چاہے ہو؟“  
 ”نہیں۔“  
 ”نیک ہے بھر گذا ہے۔“ انہوں نے ساختہ بات ختم کر دی۔  
 ”گذرا ہے۔“ عمر خا صابد عقار پر بولی کے ساتھ ساتھ وہ جرمان تھا کہ پاپا سے امریکہ کیلیں آئے نہیں  
 دیتا ہے۔  
 ☆☆☆  
 عمر نے دروازے پر دھک دی۔ چند لوگوں کے لفٹ کے بعد قدموں کی چاپ ابھری اور دروازہ کھل گیا۔  
 علمیہ اسے دروازے پر دیکھ کر کچھ جرمان ہوئی۔  
 ”اندر آ جاؤ۔“ دروازے سے بہت گی۔  
 ”بھر بھیک کیے ہوئے تھے؟“ عمر نے اندر آتے ہی خاصی بے تکلفی سے بچا۔  
 ”ایجھو گے۔“  
 ”گذا“ وہ اکبر کے چاندھے سے درجا تھا۔  
 ”کرٹی کھاں ہے۔“  
 ”وہ بابر ہے۔“  
 ”آج کل کی کاری رو؟“ وہ اکبر کے سطح میں نکلا پاپوچہ درجا تھا۔  
 ”بکھر بھی نہیں۔“  
 ”میں بھیجو جاؤں۔“ اب اس نے کچھ جانتے والے انداز میں کہا۔  
 ”ہاں بھیجو جائیں۔“  
 ”جیک یو۔“ وہ میلان سے ایک کری سکھ کر بیٹھ گیا۔

”میں بھیک ہوں پاپا..... وہ مجھے پوچھنا تھا کہ آپ نے ابھی بھکیری سیٹ کب تھیں کہا؟“ اس  
 نے پوچھا۔  
 ”اہ! وہ اس پکھ مسروفت تھی۔“ دوسرا طرف جا گئیر مساحاتے تھیں ہے بھی میں کہا۔  
 ”وہ بھر بھیک بک بک کہا دارے ہیں؟“  
 ”اتھی جلدی کی کہا داہیں آئے ہیں؟“  
 ”مرگان کی بات پر جرمان آؤں۔“ پاپا آپ نے عی کہا تھا کہ بھیڑ کے فرما بدد وابس آجائیں۔  
 ”ہاں بھر بھیک بک مسروچ رہا ہوں کہم ابھی دیں جیسیں۔“  
 ”مگر بھیک پاپا؟“  
 ”وہاں کوہ کشم اخڑدیو کی تیاری ذیادہ بھر طریقے سے کر سکے گے۔ تمہارے کمزور جسمیں اجھے طریقے سے  
 گھینڈ کر دیں گے۔“  
 ”جیسی پاپا! میں آپ کے پاس آ کر بھی بہت اچھی حصاری کروں گا۔ یہ کوئی خاشکل نہیں ہے۔“  
 ”نہیں نہیں۔ بھر بھیک نہیں دیں رہ کر چاری کرنی چاہیے۔“ انہوں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔  
 ”پاپا! کیا کریں نے آپ سے کوئی بات کی ہے؟“ اس نے بھکر بھکتی سے کہا۔  
 ”کیسی بات؟“  
 ”وہ مجھ سے کہہ دیں کہ میں ابھی وابس نہ چاؤ گی مگر میں نے ان سے کہا کہ مجھے فری طور پر وابس  
 جانا ہے۔ بھر بھیک نہیں کہیں خدا آپ سے بات کروں گی۔“  
 ”نہیں۔ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی کہ نیک ہے اگر وہ اصرار کر رہی ہیں تو بھر قدم دیں رہو۔“  
 ”مگر پاپا! مجھ سے کام ایں امریکہ میں۔“  
 ”کام ایسی بھجے بہت سے کام ایں امریکہ میں۔ فی الحال تو میں یہ جا ہتا ہوں کہ تھی دیں رہو۔“  
 ”میں بودھ گیا ہوں بیساں۔ امریکہ آؤں گا تو کچھ کھم لوں گا۔“ پیشکس ہو جاؤں گا۔“ اس نے اصرار کیا۔  
 ”بودھوں کی بات ہے تو میں نہیں کی دوسرا ملک کا دیکھ لگوادا جو ہوں تم کھو دہاں بیر کر لو۔ امکن  
 پڑھاؤ اس کا بھر جانیا جائیں مگر چاہو۔“  
 ”چاہیگی مساحاتے ذرا بیکش کی۔ میر احمد کا خالہ بودھ گیا تھا۔ آج وہ اسے امریکہ آئے سے کہیں رہ کر رہے تھے۔  
 ”بھر بھیک پاپا.....“  
 ”غمضہ مت کو۔ جیسا میں کہہ رہا ہوں وہی کو۔ میں خود بھی سوچ رہا ہوں کہ کچھ فرم سے سک پاکستان کا  
 ایک پھر لگا جاؤں۔“ انہوں نے اسے مزید کچھ کہا میں کہہ دیا۔  
 ”پاپا! بکھو دکھنے کیسے آئے دیں۔“  
 ”جب میں پاکستان آؤں گا تو وابسی پر آ جاتا تم بھرے ساتھ مگر ابھی نہیں۔ اب یہ بتاؤ کہ کہاں جانا چاہیے

گیئے تا تو تمہارے لیے وہاں سے کیا لائیں؟“  
وہ اب انکو کہراو گیا۔  
علیروہ اس کی بات پر چھپ گئی۔ ”مرے لیے  
”ہاں بھی تمہارے لیے... تا تو کیا لائیں؟“  
”پھر نہیں۔“  
”اب یہ بھی نہیں ہے۔“ علیروہ اس بار بھی خاموش رہی۔  
”آپ نے تو شاید کہوں مکن۔“ میرا مطلب ہے، وہیں پڑے جانا تھا۔ علیروہ نے کچھ انتہے ہوئے  
اس سے پچھا۔  
”وہ اس کی بات پر کچھ چلنا۔“ اودا یہاں تو صبرے جانے کا انتظار ہوا ہے۔ ”مرنے کو کافی بھرنے  
انداز میں کہا۔  
علیروہ کو کھڑکندہ ہو گئی۔  
”ہاں جانا تو تھا تھاں، اس پالا بھی بلوٹے پر جاری تھاں ہیں اور گرفتی بیجے پر اس لیے آپ کو کچھ اور مرد  
محبے برداشت کرنا پڑے گا علیروہ!“  
علیروہ کو بھی باعیسی ہو گئی۔ اب تو اس کے پھر زمگی ہو چکے ہیں مگر اب یہ کہاں تھاں جا رہا؟ اس نے کچھ بے  
دلی سے سوچا۔  
مرنے کے غرض سے اس کے چہرے پر اچھنے والے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی  
والی باعیسی اس کی تجزیہ نظر وہن سے پوشیدہ نہیں رہ گئی۔  
”تم پا اتی ہو، میں چلا چاؤ؟“ اس نے علیروہ سے پچھا۔  
”میں نے یہ کہ کیا؟“  
”تم نے کہا نہیں لیجن۔“  
”آپ لے خود یعنی کہا تھا کہ آپ پھر زکے بعد وہاں پڑے جائیں گے۔ اس لیے میں نے پوچھ لیا۔“ اس  
نے عمر کی بات کا نئے ہوئے کہا۔ وہ اس کی بات کے جواب میں کچھ دن خاموش رہا۔  
”اب یہاں سے جاتا کیون ہیں؟“ وہ اپنے کرنے میں اس کی مستقل موجودگی سے لگ کر گئی تھی۔  
”پھر وہاں دیر سے کسی گرجے ہے جہاں سے پڑے جاتا ہے میں یہاں ہمیشہ رہنے کیلئے تھاں آیا۔ مگر یہاں سے  
جانے کے بعد میں حس کروں گا۔“  
”وہ یک دم خجیدہ نظر لے لے۔“ علیروہ نے کچھ بھائی سے اسے دیکھا۔  
”تم کس کو دیگی مجھے؟“ اس نے یک دم علیروہ سے پوچھا۔ وہ اس کے غیر موقع سوال پر نہ اسے صرف  
وہی کر رہی گی۔

”میرے ساتھ سوات پڑی گی؟“  
”کیا؟“ وہ اس نیپر موقع سوال پر جواب ان رہ گئی۔  
”ہاں بھی اس میں اتنا خیزان ہونے والی کیا بات ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ میرے ساتھ سوات پڑو  
کی؟“ وہ اس کی بھائی پر جواب ہوا۔  
”آپ سوات جارہے ہیں؟“  
”ہاں کریمی کی فراہمی بلکہ صدر... تو پھر چل گئی؟“  
”نہیں۔“  
”کہاں؟“  
”بس ایسے غیر۔“  
”یہ کس ایسے غیر کیا ہوتا ہے۔ اگر کہ جانا تو کیا جاتا ہے؟“  
”میں دیکھنی ہوں ہے۔“  
”کم آن علیروہ الحکومتے ہوئے سے بھی دیکھنی ہوں ہے؟“  
”نہیں۔“  
”کہاں؟“ ایک بار دوسرے پر چھا کیا، ایک بار سوچ کیا۔  
”بس ایسے غیر۔“  
”مگر میں حسین ساتھ ملے کر جاؤ گا۔“ اس نے اصرار کیا۔  
”کہاں؟“  
”کیوں کیوں!“ ایک فارغ ہو۔  
”نہیں۔ میں فارغ نہیں ہوں ہے مجھے بہت سے کام ہیں۔“  
”کام ہوتے دیں گے۔ تم پڑھنے کی جا رہی کرو۔“  
”تو انہیں جانتے دیں گی۔“ اس بار اس نے ہذا کا سہارا لایا۔  
”کہاں؟“  
”ایک لیے کیے آپ کے ساتھ جانے دیں؟“  
”وہ پکوڑے اس کا چہرہ دیکھتا ہے۔“ میں اکھلا تو جھٹک جادا، دلید میرے ساتھ جا رہا ہے۔ پکوڑے دوست بھی ہیں۔  
”بھرتو ہا تو کوئی بھی جانے نہیں دیں گی۔“  
”کہاں؟“  
”یا انگی بات نہیں ہے، اس طرح آپ لوگوں کے ساتھ جانا۔“  
”سوداٹ!“ اس نے غامی لاپرواں سے کہا۔ ”خیر نہیں ہے۔“ قہقہ جانا پاہنچی تو میں بھروسہ نہیں کروں

"مگر جی کہہ رہی تھیں، تمہاری بڑی اچھی دوستی کی اساس کے ساتھ؟" عمر نے داشت گھوٹ پوچھا۔  
 "ایسا ایسی دوستی۔" وہ جو انہوں نے گئی۔  
 "کیوں کیا تمہاری دوستی نہیں ہے؟"  
 "نہیں، وہ بھوک سے بہت بڑے ہیں۔ ناؤ کوئی حصی میں اپنی بھائی کہا کروں۔ وہ بہت بخوبی رہتے تھے۔"  
 وہ ان کے گھوٹ پر جان ہوئی تھی، عمر نے ایک گمراہ اسی لیا۔  
 "اچھا! ہو لکا ہے کہ جی کوئی ملکہ بھی ہو گئی ہو۔" اس نے کہا۔  
 "میک ہے۔ میں اب چلتا ہوں۔" اس کے لگنے لیے پر علیہ نے اللہ کا شکریہ ادا کیا۔  
 دروازہ مکونے ہوئے اس نے ایک بار پلٹ کر علیہ کو دیکھا۔ اسے ہیں لگا جیسے وہ اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ تمہارا بہر لکل گیا۔



"میں شکر کروں گی کتنے بیان سے پہلے کئے۔" اس نے دل میں سپا اور جواب میں کہا۔ "چاہیں۔"  
 "مگر مجھے ہے کہ شکر کروں گی کہ شکر بیان سے چاہیے۔" ایک لئے کیلئے اس کا دل درخواست کا بھول گیا۔  
 "کیا غصہ ملے تھی جانتا ہے؟" اس نے قیری کے سامنے اس کا دل درخواست کا بھول گیا۔  
 "نہیں، میں تھیں تھیں نہیں۔ ایسیں بس چور گوں کو پڑھتا ہوں۔"  
 "وہ ایک بار پر جان ہوں۔ عمر جیسے اس کی ہر صورت سے آگئا تھا۔  
 "ویسے علیہ ہجیں کیا سب کڑا کتے ہی بڑے لگتے ہیں؟"  
 "کیا مطلب؟" وہ اس کی بات پر لمحہ گئی۔  
 "مطلب؟" وہ خود بھی اپنے سوال پر پورا کرنے لگا۔  
 "مطلب یہ کہ کس اس سے اسی ایسی برائی کے مقابلے میں؟"  
 "مجھے اپنے بھائی سے نہیں لگتے۔"  
 "گھر سا سڑا کا دھان لگانا ہو گا۔" وہ پہنچ کیا جانانا چاہتا تھا۔  
 "پہنچنی، میں غریبین کیا۔ وہ بھی بیان بہت کم اے ہیں۔" اس نے کچھ سوچ کر کہا۔  
 "گھر آتا جانا رہتا ہے؟"  
 "آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" وہ مکمل بار بچکی۔  
 "بیس دیے ہی کہیں بات کر تو تھیں اس کے پارے میں اس لیے پوچھ رہا ہوں۔"  
 "جب یہاں آکریں میں پہنچ حاصل کرتے تھے تو انہی کرتے تھے۔"  
 "جھیں لگا کیا ہے وہ؟"  
 "تجھک ہیں۔"  
 "سر تھیک ہیں؟" وہ اب سے کوئی رہا تھا۔  
 "آپ کیا پہنچا چاہیے ہیں؟" وہ اب اس کے سالوں سے بے چین ہو رہی تھی۔  
 "میں... کچھ خاص نہیں۔۔۔ ایسے ہی پوچھ رہا تھا کہ وہ اتنا سارست بندہ ہے۔ میری طرح تم اسے ناپند نہیں کر سکتی ہوگی۔"  
 وہ یک دم اس کا موضوع بدل گیا۔ علیہ اب اس کی ملحوظ سے بڑی طرح پیار ہو گئی تھی۔  
 "اساں مدد اچھا دوست ہے ہمارا۔" وہ ای طرح کر کے کو سطح میں کھرا تھا۔ وہ بھی لے بغیر اسے دیکھتی رہی۔  
 "اے دلوں ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں کیلئے فوجیائی تھوڑی میں۔ پھر اس کا رشپ پر آکسنوفروڈ چاہیا۔"  
 اس کا دل چاہا اس سے پڑھتے کہ وہ اسے یہ سب کچھ کیوں تارہا ہے مگر وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

باب ۷

وہ صاف کوئی کاہر اگلا پچھلار بکار رکھنے پر قیصری تھی۔

”دھرم راست سے“

”تمہیں احتجاج دستی کی مدد نہ سے کافی آگے جوہ بچا ہے۔“

”شہزادیں“

شہزادے کوچک کراس کی بات کاٹ دی۔ ”تم ذریٰ کیوں ہو، یہ ماں لیتے سے کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔“

”ایسا نہیں ہے۔“

”ایسا ہی ہے بلکہ سو فتحد ایسا ہی ہے۔“

”اچھا بھیک ہے بھروسے کیا ہے؟“

”بہت بکھر وہتا ہے۔ ملبوڑی بی! اپنے کاپ پر اطمینان ہے کہ اپنے کی طرح آجھیں بند کر کے یہ بھولتی ہیں کہ ساری دنیا اسی طرح آجھیں بند کر کے ہے۔ آپ کراس سے محبت ہے تو آپ جا کراس سے گھن کر آپ اس سے محبت فراہمی ہیں۔ وہ بھی خاموش محبت۔“

”اس سے کیا ہوگا؟“

”اس سے یہ ہوگا کہ یا تو عمر صاحب بھی آپ سے اپنی محبت کا اقرار کر لیں گے یا پھر یہ ہوگا جس کا زیادہ امکان ہے کہ وہ آپ کا داماغ درست کر دیں گے۔ کم از کم ہر آپ اس محبت کے پورے توکل آئیں گی۔“

ملبوڑے نے بھر جیدگی سے اسے دیکھا۔ ”جس اس سے بکھر گئیں ہا۔“

”کیا مطلب ام جنہیں چاہئیں کہ تم اسی بہت کا تھماہ کرے اور شادی کرے؟“ شہزادے بکھر جان ہوتے ہوئے اسے دیکھا۔

”نہیں۔“

”تو پھر۔“

”میں اسی چاہتی ہوں کہ وہ بھیک رہے ہے پر بیان نہ ہو، میں وہ خوش رہے۔“

”چاہے اس کی زندگی میں کوئی ملبوڑہ مکدرہ نہ ہو۔“

”چاہے اس کی کنجی کی میں نہ ہوں۔“

”میں جنہیں کچھیں پائی۔ تم اخڑ جا ہتی کیا۔“ چھوڑ جانگی لگے میں چاہتی ہوں وہ مجھے جعل ہے۔“

میرے Possession میں ہوا درم۔ تم عمر سے محبت کرنی ہو تو اس کا اقرار جس کرنگی۔ اقرار کرنے والے سے

کاظل نہیں چاہتیں اور میں سوتی ہوں کہ کرم اس کو ماسل کروگی تو وہ تم اسے پاس رکھنا چاہیں پاگی، ہے؟“

شہزادا کا لہرنا نق اڑائے والا تھا۔

”کسی پیچر کو صرف میری محبت میرے پاس نہیں لا سکتی۔ میں اپنے بھروسے سے مگر بہت محبت کرتی ہوں۔“

”مودھیک ہو گیا تھاہرے کزان کا؟“ شہزادے ساتھ چلتے چلتے اچانک ملبوڑہ بھٹک پورے بھاٹ۔

”ہاں۔“

”وہ پلکے سے مکاری۔“

”پلکھر ہے کم از کم تھاہرے پورے پر بادہ بیجے والی مستقل یعنیت سے تو پھٹکا مالہ۔“ ملبوڑہ اس کی بات پر کچھ جیپن گئی۔

”کیا مطلب؟“

”پھر یا میں یا تو میں یا کہر ہی ہوں کہ پلکی طرح تھاہرے پورے پر مکارا ہتھ دیکھتے کوں جالا کرے گی جو کوئی نہ سے ناقاب تھی۔“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

”اسکی عقیلیات ہے۔ ملبوڑہ بھٹک تھاہرے مودھیک۔ ملبوڑہ خراب تھاہرے مودھ خراب۔“

”تم ملکا کہر ہی ملکا۔“ اس نے جیسے اچانچ کیا تھا۔

”کاش کیا کہ پورے اتنی ملبوڑی گراہیاں ہیں۔ ملبوڑہ مکدرہ اس پر مجھے دو گھنیں دے سکتیں۔“ اس نے پلکھر میں سے کیونکیاں کر ساتھ چلتے ہوئے چھینا شرودر گردیا۔

”میں اس کی وجہ سے پر بیان تھی کہ.....“

شہزادے اس کی بات کاٹ دی۔ ”تمہیں بھرے سے کوئی دنناخت دیسیے کی خودت نہیں ہے۔“

”I know you inside out“

اس نے قاش میں دالنے ہوئے کہا۔ ملبوڑہ بھٹک خاموشی سے اس کے ساتھ جاتی روی میں اس نے کچھ دم آوارتی نہیں کیا۔

”میری اس کے ساتھ بہت بھی اٹھ راسٹینڈ گی۔“

”صرف اٹھ راسٹینڈ گی ہوئے سے کہی کسی کیلے اس طرح پر بیان نہیں ہوتا۔“

”اپنے بارے میں بات کرنے سے کیوں فرقی ہو؟“

”میں فرقی نہیں ہوں لس میں.....“

”ٹیکردا جاہر سے لے لے جو چند جیز اہم ہیں ان میں سے ایک عمر جا تک مر جی ہے اور بیشتر ہے گا۔ تم لا کھ کر تم اسے پانچھیں چاہئے گر جیں اس کی خواہیں ہے۔“

”نچے خواہیں نہیں ہے۔“

”تو ہر وقت عمر کی پانچھیں کیوں کرتی رہتی ہو۔ اس قائل کو کھلوا دو۔ کو کہاں کہاں تم نے ایک تین چڑھے اکھ کیا ہوا ہے۔ کئی بار اس کا نام کھلا ہوا ہے اور تم کسی تو، جسیں اس کی خواہیں نہیں ہے۔ کس کو فربہ دیتا ہیں ہوں، مجھے آپ کا یا ساری دنیا کا؟“

”میں بھی اس سے یہ نہیں کہ سکتی کہ مجھے اس سے۔“ اس نے اپنا جملہ اور رپورٹ پورا دیا۔

”کر جیں اس سے محنت ہے۔“ شہلانے اس کی بات کمل کی۔ ”آخون؟“

”مجھے خوف آتا ہے۔“

”کس بات سے؟“

”اگر اس نے یہ کہ دیا کہ اسے مجھ سے محنت نہیں ہے تو میں..... میں بھی دوبارہ اس کے سامنے نہیں جا سکں گی۔“ اس کے لیے تم اسی سے کی تھی کہ شہلانا کوں پر ترس آگیا۔

”اک کلاں میں جانیں، جیسا کہ شہردار نے دلایا ہے۔“

بات کا موضوع یک دن بدلتے ہوئے دو اس کا تاحفہ پکڑ کر جیزی سے مل پڑی۔ پکڑ دیا اور دہان کھڑی رہتی تو علیزوہ کی آنکھوں میں المتنی ہوئی تھی بہتر نہیں ہو جاتی۔ دو اسے بہت اچھی طرح جانتی تھی۔



مری محبت اپنی آنکھیں رکھ کی دنہیں میرے پاس رکھ گی ہے۔ عمر سے محبت کروں گی تو کیا ہو گا۔ کیا وہ میرا ہو جائے گا؟“

”تو پھر یہ سب کیا کیا؟“

”کچھ بھی نہیں۔ لیں میں اس کی پرودا کرتی ہوں اور اسے کہنے والی ہر تکلیف مجھے زیادہ اذمانت دیتی ہے۔“

”ہو سکا ہے عمر۔ عمر جی تم سے محبت کرتا ہو۔ وہ بھی تمہاری پرودا کرتا ہے۔“ شہلانے بہت زیادے سے کہا۔

”ہر جذبہ بھی نہیں ہوتا۔“

”گر بہت سے جذبے پا لاؤ۔“ محبت پر یہ فتح ہوتے ہیں۔

”دینی وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔ وہ مجھ سے ہر دردی کرتا ہے۔“

”کم آن علیزوہ.....“

”ہاں میں نیک کہہ رہی ہوں شہلانا دو۔ مجھ سے صرف ہر دردی کرتا ہے جس سے ہر دردی ہو اس سے محبت نہیں ہوتی۔“

شہلانا اس کی بات پر کچھ بھروسی۔ سماں مطلب ہے آپ کا علمبرہ بی بی۔ وہ قائل ایرکا عنان محمد جوہر

تمبرے دن واتس نکالا ہوا آجاتا ہے۔ میں علیزوہ آپ کو کوئی توں دغیرہ تو نہیں پڑھا سکتا۔ یا پھر وہ فائن آرلن

ڈیپارٹمنٹ کا قائم چیف ہے اپنے کارکن پر کھلکھل کر اپنے کا پاس اصلاح کیلئے سورج وہ نہیں ہے یہ جانے کے باوجود کہ آپ کا

اس کے ڈیپارٹمنٹ سے کوئی قتل نہیں ہے۔ نہیں پڑھا جائی ہے۔ ہر دردی سے بالا دیدی کرتا ہے۔ وہ بار بار جیزیں

ویسے ہی شرور ہو جاتا ہے۔ میں علیزوہ آپ بہت بکری ہو گئی ہیں۔ کچھ کلایا کریں بلکہ آئس میں آپ کو جائے پڑھا جاتا ہے۔ اتنے ہردردی کرنے کو کوش کر رہی تھی۔ بگری علیزوہ کے چہرے پر سکر بھٹ نہیں ابھری۔“

وہ اپنے علیزوہ کو ہٹانے کی کوش کر رہی تھی۔ بگری علیزوہ کے چہرے پر سکر بھٹ نہیں ابھری۔“

”بہات مذاق نہیں ہوتی، شہلانا!“

”گر بہت مذاق نہیں ہوتی ہیں اور جس بات پر بھی آئے اس پر فس لہتا جائے جیسے تمہارے اس

فاصلے پر کوئم سے ہر دردی کرتا ہے۔“

”پورا موافق ہیں ہر دردی کے حق تھے۔“

”تم زندگی کو در درسرے لوگوں کو جس زاویے سے دیکھنے کی کوشش کرتی ہو وہ زاویہ اب بدلتے ہے۔“ شہلانا

یک دن تجھے ہو گئی۔ تم سماں خوبیاں ہیں جیسا کہ کتاب کلی جاکتی ہے۔ مگر جم جو خدا ہیں ابھی ابھیت کو مانے پر تمار

”شہلانا تم میری بانچھیں اُندر زندگی ہیں۔ ہم کسی اور موضوع پر بات کر رہے تھے۔“

باب ۱۸

"بہت اپنا کس لارنگس بکر ہر جاں آگیا ہوں۔"

مرے نے جواب دیئے ہوئے علیورہ کو دیکھا جو اتنی سے اسکس پر چھپے ہوئے کارڈ اٹھا رہی تھی۔

"مگر جسیں تو ہی کچھ دن اور رہتا تھا ساتھ میں؟" نواب ہی مطمئن نہیں تھا۔

"اہ رہا تو تمہارے کام پاچاک ہی مودہ بدل کیا۔"

"اپ علیورہ کو کیسی ڈانٹ رہی تھیں؟" وہ انسان رکھ رسوئے پر چھپ گیا۔

"آنے سے پہلے اخلاقی اے دیئے تو میں ذرا بخوبی کوئی پورٹ بھجوادیتی۔" ناوے اس کی بات کا جواب

دیئے کے بعد جو ٹھوکو کیا تھا۔

"مگر میں تو ہائی روڈ آیا ہوں کوئی پورٹ۔"

"کسی کو پورٹ پر خواہ کوئا کی بے تو قنی۔" نواب بیوی تھی۔

"گری اے بے تو قنی تھیں ایڈو ڈرچ کتے ہیں۔" اس کا اطمینان برقرار رہا۔

"بیساں تک حج سلامت تھی گئے ہونا اس لئے اسے یہ ڈرچ کہہ رہے ہیں۔"

"گری ایڈن کے ذریعے کسی تک حج سلامت تھی کی کہی کوئی تھیں تو اسی تھیں تو۔" میں اسے سی ایڈو ڈرچ کی کہا

ہوئے کہا۔

"ترست فرم کا رول اسکیا ہے اس کا اور ہر طرح مل ہے۔"

ہاؤ کے چڑے پاپک بارہوں ٹھکانے کی طرف توجہ ہو گئی۔ مرے علیورہ کی جریبہ تھے ہوئے دیکھا۔ بھروسی

اطمینان کے ساتھ وہ دوبارہ گئی کی طرف توجہ ہو گئی۔

"بیس ایڈی ہات ہے۔ جس کو ہماں کیا تھا میں آگی ہے۔ دیے گئی ایڈل قبیل ہوتا ہے اور

ہر بیوی طرح سے مل چیز کیا کوئی ایڈی طرح سے مل گئی ہاتھا ہے۔"

"فشوں باعن مت کرو راجہیں ہیں ہو دیکھیں میں مل ہے۔"

علیورہ کا دل پاپا زخن پھٹے اور وہ اس میں سا جائے۔

کرتے ہوئے علیورہ کو دیکھا۔

"اس میں بتیں آئے۔ والی کون ہی بات ہے۔ کارڈ کیوں لاؤں کا۔"

ہاؤ اس کی بات کو علیورہ تھن کھن کھن کر مری کی اگلی درکت نے اپنی چوکیں سن سب کوچھ سمجھا

دیا۔ مرے صرف پر پیٹھے پیٹھے کچھ آگئے کی طرف تھتھے ہوئے علیورہ کے دام ہی تھوک کیا اور اسی روانی کے ساتھ

سچان لانے کے بعد اس کی پشت تھتھتھے ہوئے۔

جی ان کو دیکھئے۔ وہ کام کیا ہے جو اس ملکی میں پہلے کوئی سیکھیں کر سکا۔

Keep it up.

Keep it up.

"تم نے روز کو دیکھا ہے اپنا؟" مرنے ناکو بلدا آؤ میں کہتے تھا۔ ان کی آدمیں بے تحاشا ہمہ تھے۔  
وہ لاؤچ کے روز الائے میں ہی رک گیا۔ اندر جانے سے پہلے اس نے صورتیں بھی کی کوشش کی۔ اپنا بیک اس نے  
انداز کر کر دیا۔

"اس طرح اے لیڈر ملٹری سسٹر کرگی، دو ٹھکانے... میں بلیں ہو جیں میں کیا کرتی تھی؟" "تم  
تو واقعی بہت سے میں حصہ جوکر ملیرہ موسٹ کے ایک کوئے کے ناموں سے بیٹھی ہوئی تھی۔  
میں آنکھ دی پڑا دھمات کروں گی۔"

"کون سی دھت ایوالی دھت جو تم نے اس پار کی ہے۔ بھری کھن میں فیس آکر بھی دکڑے ہوئے تھے اس  
دھیان کہاں ہوتا ہے۔ تمہارے ناکا یا کارڈ ایکس سے کوچھ تھی، اسکے ناموں گے۔"

"ناؤ میں نے بہت سے دھت کی تھی کچھ کہاں ہوتا ہے۔" اس نے کچھ دل بڑا شہر کو کہا۔  
"محضے محض بولکے کی کوشش کر دھت۔ تم نے دھت کی تھیں اس کاڑھی نیل نظر آئی ہوتی۔ کر جسیں  
انڈوں میں دیکھی ہی کہاں ہے۔ سارا دن تم کرستی کو اٹھائے بھرتی رہتی ہے۔ اس سے فارغ ہوئی ہو تو دڑاںک اور  
ٹنکٹنک میں دھت پڑا کر لئی ہو۔"

"ناؤ میں نے بھٹاکھے مارکس لیے ہیں، مرف اس پار....." دھاب روپاںی ہو گئی۔  
"اس پار کیا ہے؟ کوئی دھات پوتھ پڑی ہے۔ تمہارا کارڈ اس قابل ہے کہ کسی کو دکھایا جائے۔ جو  
کی دیکھے گئے کھانے میں قائم پڑھنے لگیں دیکھی ورنہ اس طرح کا روز کو زلک و کھانی۔" انہوں نے سچے سی

ہاتھ میں بیکارا بڑا علیورہ کی طرف اچھا دیا۔ کارڈ اس سے کارڈ اسماں لیتی چاہا۔  
مرے اس سے زیادہ دردہاں کیا رہتا ہے کہا جائے۔

"بیکار کر لیا۔" دھابے خوار اندھا میں کہتا ہوا لاؤچ میں دل دھوا۔  
"مرام ایسا اپاک آگے ہوئے۔" ناؤ نے کچھ حاضر اور تھے اس سے پڑھنا۔

مطہر نے پوچھ دعا اس کے پھرے کو دیکھا گردہ اس پر عجیبی کے ساتھ خراج عجیس کے جذبات اور شائزت نہیں تھے۔ ناؤک مم مشتعل ہو گئی۔

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ ماقبل اسراز ہے ہوم مریر؟“

”پاکل گئی نہیں گریٹی امی تو صرف داد دے رہا ہوں۔“

”تل ہونے والے کو داد دی جائیے؟“

”نہیں خالی داد نہیں دی جائی، حوصلہ فروختی بھی کی جائی ہے۔“ اس نے بڑے اہمیان سے مختار کی۔

”فلی ہونے والے کو داد دیتے ہیں اور اس کی حوصلہ فروختی کرتے ہیں؟“ ناؤک پارہ جائی ہوتا جادہ تھا۔

”داد اور حوصلہ فروختی صرف ایسے کام پر دی جائی جو اس سے پہلے نہیں کیا ہو جیے ہماری فلی میں مطہر والا کام پہلے کمی کی نہیں کی۔“ اس کا اہمیان کام پر دی جائی۔

”داد اور حوصلہ فروختی بر“ ایسے کام پر دی جائی ہے۔“ ناؤنے اس بارہی باہمی پاٹھے چلا کر کی۔

”آپ ہابت کرنی گریٹی کی تل ہونا ایک برا کام ہے۔“ وہ نیک مم جیسے بخت کے بڑی میں آگیا۔

”تم فضل بکار ملت کو عمر“

”اس میں بکاروں والی بات قائم ہے۔ آپ تاکمیں کمی کی کا گیزم میں مل ہونے کی وجہ سے عمر قید پاچھائی ہوئی یادو رخ میں بیجے جانے والوں میں کتنے توگ مرغ اخچان میں مل ہونے کی وجہ سے دہاں جائیں گے۔ ایک بھی نہیں تو پھر بر کام قائم ہے۔“

”رات کو تباہے داد آئیں گے۔ مطہر کا درد دیکھیں گے اس کے بعد تم نہیں تقریباً کے سامنے ہمیں کہا گردہ جسم ہائی نہیں کے تل ہونے سے کتنی بیکاری تھی ہیں۔“ ناؤنے کے انتہا میں پکارہ اسماں ہو گیا۔

”کوئی بات نہیں گرتی۔ اگر یہ پڑے ہے، بھی بات ہو جائے گی۔ آپ مجھے یہ بتائیں، کچھ پانی والی پانچھلے کا ارادہ ہے یا میں واپس سوات چلا جاؤ؟“

مرنے ایک بارہ بہار سے تکتا کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ ناؤک پوری دن کچھ سے گھر تی رہیں اس کے بعد انہوں نے خانہ مال کو واڑی۔

”ناولوں میں جاؤ؟“ ”مرنے مطہر کی منہماںتی ہے ناؤنے پوری طرح نظر انداز کر دی۔

”ناولوں میں جاؤں۔“

اس نے ایک بارہ بہار۔ اس سے پہلے کہ ناؤس بارہی پہلے کی طرح اس کے سوال کو نظر انداز کر تھا نے مافتلت کی۔

”گرینی اعلیٰ پوچھ بچری ہے آپ سے؟“ اس نے کچھ جانتے والے انداز میں کہا۔

”بیری طرف نے جنم میں جائے۔“ ناؤنے خاصی رکھا اور سرہمی سے کہا۔ مطہر ایک جھکٹے سے اٹھی اور ترقیا بھاگی نہیں لائی تھی سے نکل گئی۔

”آپ بھی دندھ بہت لگنے ہو جاتی ہیں گریٹی! خاص طور پر طیور کے ساتھ۔“ اس کے جاتے ہی غر نے عجیبی کے گرد سے کہا۔

”ہاں ہو جاتی ہوں۔ اس لیے کیک کرے، وہ بکی بکی بیری تو قاتا پر پرانیں اترتی ہیش مجھے لیت ڈاون کرتی ہے۔ ایک اٹھڑی میں مجھے تھوڑا اہمیان تھا تو اس بارہ دم بیک گیا۔“ ناؤنے اسی سرہمی کے ساتھ کہا۔

”وادا طیور میں دیکھ کہے؟“ عجمنے ان سے پوچھا۔  
”نہیں۔ بکی بکی نہیں۔ یہ کچھ بارہوا ہے۔ اس لیے تو مجھے اتنا شک کا ہے۔“

”آپ نے اس سے پوچھ کی کوشش کی کہا تو اس کی کاتھی بری پر فارمی کیوں تھی اس کی؟“  
”اس کے پاس ہر سوال کا ایک ہی جواب ہے، میں پرشاون ہو گئی اس لیے۔ اب بندہ پوچھ کر لیں گے۔“

”گرینی ادہ دم طرب تو تھی، یہ تو آپ جاتی ہیں شایدی ای جوستے۔“ گرینی نے اس کی بات کاٹ دی۔  
”کم از کم اٹھڑی کے طبقے میں، میں اس طرح کا کوئی امکان کر سکتا تھا۔“ دہ دم طرب ہو یاد ہو۔

”اگرام میں اسے اچھے کریں گے۔“

”آپ کو اسے کچھ کی کوشش کرنی چاہیے۔“

”میں اسے بہت اچھی طرح بھکتی ہوں۔“ مگر تم نہیں سمجھے۔ بھکن سے بیرے پاس رعی ہے وہ۔ بیری فرم داری کیتھی ہیں سب اسے۔ کیا کہنی گے کہ میں اسے پڑھانیں گے۔ لیکن اسی تو تھیں کری دہ۔ اے لیڑا کر ریت ہے۔ کیا اسے بیوی نہیں کر سکی؟ میں کیا جواب دوں گی اس کے ماں پاپ کے تھم جانتے نہیں ہوں گا۔ پھر بھوکو نہیں تو بیری جان کھا جائے گی۔ اس دن بڑی تقریبی کر رہے تھے تھم کس کی شادی ایکی نہ کروں اسے پڑھنے دوں۔ کیسے اگے پڑھ کیتھی ہے وہ جب اس نے۔“

مرنے عجیبی کے ان کی بات نئے نئے بات کاٹی۔  
”اس بارہ اس کی کوئی طرف نہیں کرنا چاہیے۔“

”میں تو جس طرح دی امکن کر ری ہوں، کر ری ہوں مگر تھارے دادا کو چالا تو وہ اس سے زیادہ بیری طرح ری ایک کریں گے۔“

”اس سے کیا ہوگا؟ اس طرح اس کے گریٹی بچر ہو جائیں گے؟“ ناؤنے اس کے سوال پر خاموش رہی تھیں۔

”بکی۔ آپ اس کی شادی کے پلان بارہی ہوئی ہیں۔ کمی اٹھڑی میں اپدالی برستے پرانا نالی ہیں۔ اس کو اس کی زندگی اپنی سرہمی سے کیوں گوارنے نہیں دیتی؟“

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ ناؤنے کا تھتھے پر مل پڑ گئے۔

”میرا مطلب بالکل صاف ہے۔ اس پر اپنی سرہمی مت شوئیں، ہربات میں ہبھلات نہ کریں۔“

مطابق رہتی ہے۔ مگر کتنی درجک... ایک ایسی ایسی آئی ہے جب سب کو stagnant ہو جاتا ہے۔ پھر اپنے اور گرد کی دنیا کی خوبی لگتی ہے۔ اپنے اس کا اندازہ نہیں کر سکتی۔ بھرت اپنی بھرتی آئی ہے اور سوں کی۔ اسی وقت دل چاہتا ہے ہر چور دی جائے چاہے وہ خوبی رشتہ یہ کہلے ہو جاؤ۔

ہماری قلبی میں بچکل کی سالوں سے ملکی سب کو دہنڑا ہے۔ ہم سب لوگ ایک ایسی رسیں میں دوڑ رہے ہیں جس کو کوئی نہیں ہے۔ یہ رسیں جس قلب ہوتی ہے جب آپ کر جاتے ہیں اور گرنے کے بعد دوبارہ اخماں ہیں جاتا۔ کم از کم طبعی، کوتوں رسیں میں مت دوڑا ہیں۔ اس کو تو زندگی کو اڑانے دیں۔ اس کی خوبی کرنے کے بعد دوبارہ کر۔ وہ خوب دیکھنے دیں جو دو دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کے دوڑ میں اس کی شخصیات میں خامیں کی تھیں اسی ہے رجی سے نہ خامیں کر ساری عمر ان سے رستے والا ہر اس کے دوڑ کو آورہ رکھے۔

وہ ملت کرتے کرتے یہ کم تیری سے اٹھ کر لادنگ سے فلکی گیا۔ تو پاک ساکت شفیعی حسین۔ ایسا کیا ہوا تھا کہ مرکی آزادیوں بھرا جاتی۔ وہ اپنی آنکھیں میں مودار ہوئے وہی کوچھ پانے کیلئے یوں ہماگ کھڑا ہوا۔ آخر وہ سوالت سے اتنی جلدی واپس کیوں آگئی ہے؟ سوات میں عمر کے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے؟ وہ کچھ ماڈ ذہن کے ساتھ مسلسل سوچ رہی تھیں۔



"بھرت میں مافظت نہ کروں، وہ جو کہ چاہتی ہے اسے کرئے ہوں۔ مل ہوتی ہے مل ہوتے ہوں۔" خود کو کہا کریں ہے تو خود کو جاگا کر کے دوں۔ "ہم اپنے طریقے انداز میں کہا۔" "کمی خود کو چاہتی کرے کی وہ اپنی بھرتی سے زندگی کو ادارے دیں۔ مل ہوتی ہے۔ ہوئے دیں۔ اس کا الہام ہے۔ اس کا ایسا ہمایہ ہے کہ اس کا مل ٹھائے دیں۔ غور کر کھاتا ہے اسے کھاتا دیں۔ کرتی ہے، اسے دیں۔ مگر اس کوی سارے کے بغیر کھڑا ہوئے بیکھرے دیں۔ زمین پر پھر کیے جائے ہیں یا اسے آتا جائے۔ اس کی لانگ پھر دوں۔" "وہ اپنی بھتی بھتی ہوئی۔"

تو اپنے دیں اس کو بڑا۔ آنڑا آٹھتی رہ آپ اس کو جوہنے رکھیں گی، جیسی بھتی بھتی نہیں آتا ہیاں پاکستان میں یہ کہلے ہوتے ہے کہل کی جریش پر اپنی dominance (تسلط) رکھتی ہے۔ وہ کہا لے ہوئے انداز میں پلا۔ "اسے تم dominance کہتے ہو گرہم اسے guidance (ہدایات) کہتے ہیں۔" "اپنی بات پر قائم ہیں۔"

"اویز" جو ملک دت میں پیلکرنے میں بھتی آپ کی مد نہیں کرتی، بھتی آپ کے کام نہیں آتی۔ کریں اپنے اجر جریش کو صرف یہ نہ کریں کہ پانی کا گھس پکڑ کر بیٹھ کا ہندب طریقہ کیا جائے۔ کہاں بھلی ادا نہیں ہات کرنا ہے کہاں اونچیں۔ وہ اسکی تخلی پر بیٹھ کر راست سائیں پر فوک رہ جائے یا اسپن۔ مگر کے اندر آتے ہوئے تو اس کے جو کوڑ کی پار ہو جائے شہر کا سب سے اپر والہ نہیں نہر کا پار ہے یا بالکل۔

گھنی اپنے کو سکھانا ہماری ضرورت نہیں ہے۔ اس جریش کے پھر اور اپنے آپ کے زمانے کی طرح ہمارا دادا پاپا اپنے آپ کا اور اپنے ناندانوں کو زیادہ سے زیادہ پلڑا، بیرل اور اسکو بٹھا کر کھیل کر نہیں ہے۔ ہم کو مہر دن کھا کیں ہم کو تھا کیں ہم کو تھی جیسے بدی ہوئی جانماں جو اپنا دادا کیے قائم رکھیں اپنے لئے کوئی پیلچھا اکاٹپ کر کیں اور بھر ان دلیل پر بھر کر intact رکھیں۔ relationships کے نام اور انہیں برقرار کر کر رکھیں۔ اپنے mental equilibrium کے لئے جب اپنے ایسا ہو جائے کہ کچھ اپنا کیں، جب ذپریں ہو تو اس سے کس طرح نہات مال کریں۔ ایسی تھالی کا طائع کس جس سے کریں؟ ان سب جو دن کے بارے میں تھا کہ ان کے بارے میں guidance دیں۔

آپ کی جریش نے زندگی کو ایسے ملک کی دینا اور اسکے مدد کے درمیان اس طرح تھیم کر دیا ہے کہ ہم میں سے بہت سے ڈیسیے یہ کم ہو جاتے ہیں جہاں تک طیور کا طلاق ہے تو اس کو آپ لوگوں نے crippled (مبتلا) کر دیا ہے۔ میں جب سے سہال ایسا ہو جان ہو رہا ہوں آپ اس کو اچھا کہتے ہیں، وہ خود کو جا گھنی ہے۔ آپ اسی کو یہ کہا جائے ہیں، وہ خود کو جا گھنی ہے۔ اس کی اپنی کوئی سرقة ہے نظر۔ وہ دنیا میں آپ کی آنکھوں سے بھکتی ہے۔ آپ کے دماغ سے سوچتی ہے۔ آپ کے منوارے کے طباں نیکل کرتی ہے اور آپ کی پسند پاپ کے

"نازدیک ہو گئی وی کچھ کھالپی کر زندہ ہیں جو آپ کے نزدیک ہائی ٹکنیک نہیں ہے اس لیے دو دن وہ سب کچھ کر میں بھی غوت نہیں ہوں گی۔"

"ان لوگوں کو عادت ہے وہ اسی ماحل میں پہنچ رہے ہیں، مگر جسیں تو عادت نہیں ہے تم اور طرح کے ماحل میں پہنچ رہے ہیں۔"

"چھ۔ میں مجھے چاہتے ہوئے دیکھوں گی۔" علیہ نے مزید بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا اور انہیں ہال دیا۔

"ذکر کرنے کی نہیں۔ میں نے ایک چھوٹے بیک میں میں کھاؤ دیئے ہیں۔ کوشش کرنا۔ کوئی تفہیں پیچے دہان سے مت کیا تو کل کا کھانا تو میں مجھے تمہارے ساتھ دے دوں گی۔ شام تک کیلے کافی ہو گا اور پرسن قم انہیں کو استعمال کرنے۔"

نازدیک سے بھایت دے رہی تھیں۔ وہ چھپ جا پڑتی رہی۔ کھانا ساتھ لے جانے میں کوئی ہرج نہیں تھا۔ سب میں کروں کا نام سے اچھی انواعی منٹ حاصل کر سکتے ہیں اس نے سچا تھا۔

اس کی کلاس اسلامی ثور پر دوں کیلے ڈک کے ترتیب کی گاہوں میں جا رہی تھی۔ دو دن کے قیام کے دوران انہیں اس گاہوں اور اس سے متعلق ملاؤں میں بچتے کچھ سالوں میں ایسی اور ذکری طرف سے ہائے دہانیں اصلاحات کا چاندہ لیتا تھا اور پھر اس پر ایک رپورٹ بھی تاریخ کریں گی۔

علیہ وہ اس روکی اطلاع پر سب سے زیادہ ایکسا چھٹا۔ اسے پہلی بار کی گاہوں میں جانے کا موقع لاما تھا اور نہ صرف دہان جائے کا موقع تھا۔ بلکہ دہان رینج کی موقعیں رہا تھا۔ اس سے پہلے ہونے والے قیام اسلامی نورز کی تکمیل اور اس کے گرد فوجیں تکمیلیں مدد و درہ رہے تھے۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ دوں کی دو رجبار ہے تھے۔ گاہوں میں ان کے قیام کا بندوبست دہان کے پھر مدد و درگار گاہوں میں کیا گیا تھا۔

نازدیک نے بہت آسانی سے جانے کی اجازت دیں میں لیکن دہان دے دی تھی اور علیہ کیلے اتنا ہی کامی خواہ اور اب تھی سویرے اسے یونیورسٹی سے اپنے سفر کا آغاز کرنا تھا اور رات کو وہ اپنی بیکنگ کر رہی تھی جب نازدیک اس سے پرکھ رہے تو کہا ہیات دینی شروع کر دی۔

کمانے کی بیرون پاؤ نہیں ہے خیر مرکب کی تھی۔ وہ سان کے کوئے گی میں سے سان کا لئے کالج رک گیا۔

"کھلیں علیہ گاہوں میں کیا کرو گئے تو؟"

"خوبی بہت رسرچ کریں گے۔"

"جا کپتا رہے ہو؟"

علیہ نے اسے گاہوں کا نام بتالا۔

"کسی پیچے کے بارے میں سیریز کرنی ہے۔" وہ بہت تھیں لٹھر اور اقٹ۔

"دہان پچھلے کچھ سالوں سے چنانہ ہی اور کافی کام کر رہی ہیں سوٹھ اور پٹھ اور وہی اصلاحات کے حوالے سے ان ہی کے کام کا جائزہ لیتا تھا۔ ان کا طریقہ کار اور اقٹ کا سالانی سے دہان کیے کام کر رہی ہیں۔"

## باب ۱۹

"مگر کب تک آجائیں گی؟" نازدیک شاید دوسرا بیس بار پوچھا۔

"نازدیک سوں شام تک آجائیں ہو جائے گی۔" علیہ نے دوسری بار بھی اتنے تھیں تھیں جوں سے جواب دیا۔

"تم جب تک واہیں آجائیں گے تو کیا کہر ہے گی؟"

"فرکر کرنے والی کوں ہی بات ہے نازدیک سوں کوں ساکیا چارہ ہوں۔" علیہ نے انہیں تسلی دی۔

"بھر بھی علیہ اپنا ہمیشہ دہان کیا ہوں ہو؟ کیسے لوگ ہوں؟"

"انہی لوگ ہوں گے۔ پہلے بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے بہت سے گرد کی سال سے دہان ہار ہے۔"

علیہ نے آخری بار اپنے بیک کو چیک کر کے ہوتے ہوئے بند کیا۔

"پانچیں تھیں دہان کیے رہو گی۔ گاہوں ہے۔"

"نازدیک کوں سوچتا ہو۔ میں کون سا ساری عرکیلے دہان چارہ ہوں۔ دو دن کی کوئی بات ہے پھر آپا ہوں گے۔" اس نے مکراتے ہوئے کہا۔

"اپنے سماحت پانی رکھ لیتا تھا گاہوں کا پانی صاف نہیں ہوگا۔ منانی بھی تو نہیں ہوئی دہان۔"

"اب میں پالنے تو سماحت لے کر نہیں چاہیں گی، جیسا پالنے سب سب سیمیں بھی پوں کی۔" علیہ نے صاف انکار کر دیا۔

"تم پیارا ہو جاؤ گی۔"

"پکھنیں ہو گا ناہاب اسے پکھنیں ہوں اور جن نوں کی زندگیوں کا آپرور کرنے باری دہان سے سوچیں۔"

وہ ان کے سماحت پانی بھی شپیں تو پورے قومیں اس محنت سی گھسن گی۔ سو شیلیوں ہے بھرا بھیکٹ۔ نازدیک اپنے تو۔

"سو شیلیوں یہ تو نہیں کہی کہ بندہ اپنی محنت کا خیال بھی نہ رکھے۔"

بُوئے پر مانگیں اور یہ ذوزرا بچنیز یورجن ہوئی ہیں یا امریکن اور انہیں ان کی گرفتاری پیشے دیتی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ امریکہ کا یہ سپر ہے؟ یہاں تکی اصلاحات پر اپنا درپیچہ شائع کریں گے۔ میرے لیے اس جسک کی تحریک نہ آپاری دیہات میں رہتی ہو جائیں ویکی اصلاحات کا مطلب ہے کہ آپ اسے اس ملک کی اکتوبری کوچی کوچی سے بچانی دی اور ترقی کیلئے ایک ایک سپر بخدا کر دیں۔ کون سماں اتنا کوچی ہو گا کہ دہانہ درمیں درمیں ملک کی ترقی یا بقول آپ کے دیکھی اصلاحات پر کھلے۔ دہانہ این ہی اور آپ کی ایک بھی نہیں کر دیں۔ وہ کوچ اور کر رہی ہیں۔

”دہانی پڑت ہے سپر بخدا کھلانے ہوئے کھدا جاندا ہے۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پچھلے کی سال سے ہمارے ہیئت آف دیپارٹمنٹ دہانہ ہمارے دیپارٹمنٹ کو بخواست رہے ہیں اور وہ سب لوگ وہی سب کوچی لکھتے رہے ہیں جو میں تاریخی ہوں اور ہمارا انترنشنل میڈیا بھی تو کافی حرمت سے دہانہ این ہی اور کی کارکردگی پر مختار ہے۔ میں کوچوں کے دیباںکا ہے۔“

”عمرتے کھا کھاتے ہوئے اچانک سرخاگر غیر طبعی کے سامنے اپنے تھوکی دیاں اکیاں اٹھا دیں۔“  
”یہ کتنی اٹھاں ہیں میٹریڈ؟“ بڑی طاقت سے اس سے پوچھا گیا۔ وہ اس سوال پر گز بڑا ایس کے پھر سے سے اندھہ نہیں کر سکا کہ وہ جوہری تھا حق کہ دہانہ۔

”وہ“ پہنچا اس کے منہ سے نکلا۔  
”گو۔۔۔ یہ دیاں ہیں جو آپ کو دو ظفر آتی ہیں، یہ اس لیے دہیں کیوں کہ میں نے آپ کو دیاں دکھائیں دکھائیں ہیں۔ تھن پاچار نہیں۔ جن دیاں ہیں نظر آتے کام مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے ہاتھ میں باقی تھن اٹھاں نہیں ہیں جگہ تھن تھن اکیوں کوئی خودرت کے دقت دکھائیں گا۔“

”علیورے ابھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے گی۔“  
”آپ کے ہیئت آف دیپارٹمنٹ ایک بہت بڑے الیں۔۔۔ نہیں شاید یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ وہ ہم لوگوں کے نزدیک اونہوں کیمیں ہو۔ سوکھا ہے دہانہ مخالفات میں خاصی کھداuri کا مظہر ہے کہ رہے ہوں۔“ وہ سورج انداز میں کہدا تھا۔

”کیا مطلب؟“  
”مطلب یہ ہے میرے لیے کہ یورپ میں ایک خاصاً لختہ چالوں کیجا جانا ہے۔ آپ کے ہیئت دیپارٹمنٹ بھی ایسے لھوکے ہوئے ہیں۔“

”میرے کوچی کے بغیر اس کا جوہر و دسمبھی رویہ دہاب خاصی لاپرواں سے پانی پیتے میں صرف قہا۔“ این ہی او بہت سر سے اگر آپ کے دیپارٹمنٹ کو ہیاں کے درمیں کرو دے کہ رہی ہے تو یہاں اپنے آپ دیپارٹمنٹ کو بھی پکھد کر پیش کر دیں۔

”ذرا لذکر کی لائیں ہوئی ان این ہی اورز کے پاس۔“  
پانی کا گاس جیسے رکورڈ بولنا شروع ہو چکا تھا۔  
”مگر وہ کیوں دیں گے انہیں ذرا لز؟“ اسے شاک لگا۔

اس نے بڑی تجویزی گی سے تھا شروع کیا مگر اس کے جواب پر عمر کا رد عمل حیرت اگزیر تھا۔ وہ اپنے اختیار قبضہ کا کرپشنے کا اور بھر کافی دریک نہ تھا۔ بلکہ بکھرندہ ہو گی۔ اسے اینی چک کا احساس ہوا تھا۔ ”لیکا ہماری؟“ اُس کیوں رہے ہو؟“ نوئے بھی کچھ جانہ ہو کر کوئی بھاہس کا چیزہ اب سرخ ہو رہا تھا۔ پانی کے چدمونٹ لینے کے بعد اسے علیورے سے کہا۔

”تو آپ دہانہ ان پیچوں پر سرخی کرنے جاری ہیں؟“  
”بلیز نے کوئی جواب نہیں دیا۔“ جہاں پر فلکی کے ہزار کے ہزار کے لئے کہا نہ کہا نہیں میں صرف رہی۔ عمر اس نیکی کو سمجھے بھاپ میں تھا۔

”یہ جوں لوگوں کا دیپارٹمنٹ دہانہ اٹھائی تھی تو کیلئے جاندا ہے، یہ خود بھی جاندا ہے یا کسی کے invitation پر؟“ بلیز نے چونکے کہ کسے دیکھا۔

”میرا مطلب ہے کوئی اپنائی کر رہا ہے اس تو کو؟“ اس نے دعاخت کی۔  
”ہاں دہانہ کام کرنے والی ایک این ہی اور۔“ بلیز نے مخفی جواب دیا۔  
اور مگر میر اس کا جواب سکر بڑی روائی اور ایڑھیان کے ساتھ اس این ہی ادا کا نام دہرا دیا۔ علیورے حیران رہ گئی۔

”آپ کیسے جانتے ہیں کہ ایس اس این ہی ادا نے اپنائی کیا ہے۔“  
”ہیں ہمارے کی کچھ صورتیں ہیں۔“ وہ اپنیان سے پانی کہا نہیں میں صرف ہو گیا۔

”آپ ہنس کیں تھے؟“ اس پاربلیو نے اس سے پکڑا کے تھیز ہوں سے پوچھا۔  
”عمر ایک بار پھر حکیم۔“ لیں ایسے ہی۔ وہ تم کہری حی این ہی اور کیا سماں پیاس اور طریقہ۔ دوسروں دیپارٹمنٹ۔ ہاں اور وہ دنیک اصلاحات لے گئی مجھے لیا۔“

”اس میں پیشہ ایک تو کوئی بات نہیں ہے۔“ بلیز کوچم ہو گئی۔  
”اگر بندہ ایک ایک جیسے سرخی کرنے جانہ ہو جس کا کوئی وجود نہیں تو پھر میرے ہمیسے بندے کو تو  
ہی آئے گی۔“

”کیا مطلب؟“  
”بلیز لی دہانہ جا کر اپنا دلت شائع مت کریں ہم سے پوچھ ساری انفارمیشن آپ کو کھر بیٹھ دے دیں گے۔ آپ بھی حکم کریں۔“

”اس کی حکماحت بے حد می خیرتی۔“  
”میری کوچیں اکھر آپ کیا کہر دے ہیں۔“ وہ الجھی۔ این ہی او دہانہ اس جنم کا کوئی کام نہیں کر رہی ہیں جس کے پارے میں آپ ایسی اعلان فرمائی تھیں۔ یہ ساری این ہی او ذرا بچنیز کے روپے کے مل

کس کا جیاں کوئی کے ساتھ پہنچتا ہے۔ اس دوسری بھنی نے adidas کے پرنس کو خاص انعام پہنچا۔ ان لوگوں نے بہت ای پرنسپلی کام کرتے ہوئے ان دینی ملاقات کے کافی اندر کم رسانی حاصل کی اور دوسری بھنی اور پہنچنے والے کام کوں میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ انٹل میکس طرز کی اور اپنی تیکنیک لٹارٹ شروع کر دیا۔ پھر دوسرے کیلئے فلٹلینر کی رہنمای کر دی۔ تجھیے ہوا کہ وہ اپنے دوڑ کرنے اس قریبی کام کرنے شروع کر دیا۔ adidas کو دوسرست بھنی کو ہمارا بھر کر دی۔ قلت بال کے پرنس کے حوالے سے کہیں کہ ان کیلئے کام کرنے والوں کی تعداد سب کی ہوئی اور یہی طرف حس فٹ بال کی اچھی سات آنڈرو پر میں ہوتی تھی، وہ یہکہ بارہ بارہ روپے میں پہنچنے کا کوئی نہ کر کر زندہ رہ دیا۔ انکا شروع کر دیا۔ دوسرا طرف یہ بھی ہوا کہ امریکت میں قلت بال کا دریڈنگ کپ ہوتے والا ہے اور امریکا کس..... بھی آرہے ہیں۔ اس لیے دہائیں اس وقت قلت بال کی بہت ذیغاٹی ہے اور بہت بھنگی بک رہی ہے تو پہنچنے والے کی مارکت میں امریکی کینٹنکا حصہ کو کم ہو گیا۔ پہلے جو فٹ بال صرف امریکن لیلیں کے ساتھ بک رہا تھا بڑ دو جیاں لیلیں کے ساتھ پہنچتا ہے۔ لیکن تسری طرف پر پہنچنے والے امریکی اور جاپانی لمبے نے اور زرداری خالی ہوئی۔ اگر اک فٹ بال کے جھانے سے۔

اب اس صورت حال پر قادیانیے کیلئے ہر ایک نے اپنے بھائیوں کے استعمال کرنے شروع کیے اور پہلے تجھیں کے طور پر روحانی مالک لے ائین تھی اور دوسرے اگلے کے لانے کا فیصلہ کیا۔ جو امریکہ نے بھی ایں تھی اور ذکر مالک ایں تھیں تو اسے ہمی کرنے کا فیصلہ کیا۔ ٹیکیا گیا کہ اس اندر سری کے حوالے سے چالاک لیبر کا ایشور اگلے کچھ سالوں میں خاتما ہے گا۔

عمر کی معلومات اور باتوں پر اسے جوانی ہو رہی تھی۔  
”مگر کیوں؟“

"اس وقت دنیا میں سب سے اچھا فہرست ہال اس کو سمجھا جاتا ہے جس کی اچھی بیع کرتے ہیں۔"

"بچ؟" علیہ نے بے شکنی سے کہا۔ "مگر بچے اتنے باہر تو نہیں ہوتے۔"

"ہوتے ہیں۔ آپ دن بار اکار و کھسیں گی تو ان کی مہارت آپ کو حرج کرو گے کی مگر بچوں کو ان کی مہارت کی وجہ سے بڑھی حاصل نہیں ہے۔ بچوں کی اعلیٰ باریک اور زمین ہوتی ہیں ان کے ہاتھ کی اچھیں میں ایک حصہ حرم کی نفاست ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب فٹ بال کو لیانا جاتا ہے تو اس دقت باریک اعلیٰ بچوں کی وجہ سے ذوری کی صفائی کے پتھری باتی ہے یہ کوکوں میں عقیبات ہے۔ جس طریقہ کارپٹ بناتے ہوئے بچے بھی تفریخیں باریکت میں اس درپت کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے پسچے جاتے ہیں کیونکہ جب کارپٹ میں گر ہیں لائلی باتی ہیں تو بچوں کی یک اور معلیاں بڑوں کی نسبت کام زیادہ مفہومی اور نفاست سے کرنے چاہیں۔

میں مسئلہ اس ملاڑی کا ہے۔ غربت بہت ہے اس لیے لوگوں نے جھوٹے مجھے پرکشش پوس کو اس کام میں یا ہوا ہے۔ اب یوپ میں چالاک لیبر پریمین ہے اور وہاں گورنمنٹ سرکاری طور پر ایسا چیزیں اپنی مارکٹ میں بیہیں آئے دیتی جس کے باہر میں تصور کرنا سمجھی جائے گا کہ کوئی بچکا نے بنائی ہے۔ امریکہ میں بھی ایسا یہی ہے این

"تاک آپ کا ٹھیک بارہٹ کے امدادی نور کر کے روپ میں ہاتا رہے اور این ہی او بیسٹ گرفتہ کی گلڈ بکس میں رہے۔ تام بنا رہے۔ رینچ میں بہتر سے بہتر ہو جائے۔ آپ کا ٹھیک بارہٹ کوئی واحد ٹھیک بارہٹ نہیں ہو گا جسے دہل کے دزت کو دے جاتے ہیں۔ درمری بہت یہ خود شیز کے ٹھیک بارہٹ میں کوئی اس طرح بڑا یا چلتا ہو گا۔ خوش میرجھل کی بارہ اچھی ٹھیک بارہٹ کے پکا اچھے ٹھیک بارہٹ کو این ہی اور بارہ الواسٹ کریں اس کے بعد وہ لوگ اپنی ریسرچ میں یا پروپرٹی میں اس خاص این ہی ادا کا ذریحہ تھنوں سن کر اس کی تکمیل ہے اخیراً یہ اس این ہی کا باہمیں ہے وہ بھی اسی استعمال کرنکی ہے۔" وہ اب درستے ٹھیک نظر اپنی اس تاریخ۔

”کیا این اُس طلاقے میں کچھ نہیں کر دیں؟“ طیارے نے قدرے جوانی سے پوچھا۔  
”نہیں وہ کر رہی ہیں..... اپنا کام وہ بڑی مستندی سے کر رہی ہیں گردہ کام بہر حال ان کاموں میں شامل  
ہیں ہے جن کا کوئی تحریری دیر پہلے آپ کر رہی ہیں۔ یہ لوگ وہاں بچکتی کس سالوں سے کمپٹوٹر شاکنگ کرنے میں  
صروف تھے بلکہ کوئی بچکے نہیں۔“

‘یہ بحلاقو ڈسک، ساکٹ، نارووال اور اس کے اردوگر کے سارے دیہات یونگلے بہت سے سالوں سے میں الاقوی طور پر بہت شپور ہو رہے ہیں اور ان نامی نظری کی جا رہی ہے۔ کیون تکریبی چار سو ہی ۱۸۰۵ کی بہت سے دیہات میں یہ بحلاقو شپور اپنے گزر کی جادے سے ہیں۔ سڑکیں انسٹر و میشن کا گھبی بہتا ہے مگر اصل چیزوں خوبصورت اپنے گزر کی جادے اور اپنے گزر میں بھی لٹ ہاں۔ اس وقت پورپ امریکہ میں استعمال ہونے والا اسی فائدے پال اسی بحلاقو سے آتا ہے۔’

وہ اب بڑی تجھیگی سے اسے تعمیلات بتا رہا تھا۔ چند لمحے پہلے وادی مسکراہٹ اس کے چہرے سے عابر چوچی تھی۔

"جیکن یون فٹ بال پال کی اسٹریپ کے ساتھ پوری دنیا میں پلائی کر دیا جاتا ہے۔ اس علاطے میں جو فٹ بال سینس میں بیمار رہتا ہے وہ انتیشیل مارکیٹ میں ڈالر میں بکا ہے"

علیہہ لی دُبّیکی حُمّہ ہوئی جا رہی تھی۔

مرتے اپنی بات جاری رکھی۔ اب یہ سارا فٹ بال وہاں کی ٹکریوں میں تیار نہیں ہوتا۔ بھیج بات بنے مکن تو نے فلپٹ بال وہاں کے دیکھ ایسا میں بیان دیتا ہے۔ گاؤں میں۔ چھوٹے گھروں میں گورنیشن joint ہے جس کے باہر کارکرے ہیں۔ وہاں سے یہ فٹ بال ٹکریوں میں جاتا ہے۔ ان ٹکریوں میں جزوں نے کیا ہوا ہے میں لیٹی ٹکری کے ساتھ اور ادا بک وہاں پر ایک ٹکری کا بولڈ خاں کا لعل میریکے سے ہے گر ventur کھرے سے پہلے وہاں کوچ جا بلی ٹکری نے میں جو ادا و خرید کرنا شروع کر دیئے ہیں اور اس صورت میں یہ ہو چکی ہے کہ فٹ بال کے خالی سے دو بارے حرفیں ہیں۔ ایک دو حصے کا ساتھ دیا گی اور درمیں دو

کچو نظر کوں نہیں آتا۔ یادو لوگ یہ ہاتھ میڈیا ایک کیوں نہیں پہنچاتے۔“  
علیحدہ نئے لے چکی سے پہنچا تھا۔

پاکستان کے ان علاقوں میں سے ایک ہے جہاں اقتصاد کی خوش خدمتی کو پرورش دینے والے افراد کے لئے بڑی تحدید اپنے ہے اور انکی تیز کامی وہ حضور جس کو آپ نو تریل کارسٹ کی تیزی میں جن کے پاس صرف آج ہی اتنا ہے کہ وہ تعلیم حاصل کر کے چھٹی میں بھی کام کر سکے۔ اس طبقہ میں سب سے بڑا جامعہ اسلامیہ نیو یارڈن اور ایک دوسرے ایک اسلامی عدالتی ادارے ہیں جہاں رکھ لیں گے۔ اس طبقہ میں کمی ہو گئے۔ لیکن میں کام کرنے والوں کا انتساب کرتے ہوئے ان کی اور اتنی طبقوں کو تحریک دیجی ہے ان کے زندگی وہ درود ہے زیادہ قابلِ اعتماد ہے میر جمیں اس کا مطلب تھا انہیں کہ مصرف وہ لوگ ہی اونچی تی اور سماجی کام کر رہے ہیں ان کے ساتھ ہر طرح کے لوگ شامل ہیں۔ روپے میں بڑی طاقت ہوئی ہے، علمیہ اور فناہی طور پر جب جب بندے ہو رہے ہیں۔ لوگ کام کا بہت اچھا معاشرہ دیتے ہیں پک اپنے ذرا پر کی کھلات دیتے ہیں، کہاں میں بھی کرتے ہیں اس کے علاوہ مگر اور کوئی کھلیات ہوئی ہیں اور جب ایک بے کار بندے کو بھیجے جائے اتنا سپاپ کو کھل جائے تو وہ اپنی اگھوں کے سماجی کام اور زبان میں بند کر لیتا ہے اگر کوئی سفالتا، افسوس، احتراق، گھشت دفعے کی کوشش کرے تو اس کی دن بند کر لے جی کی طریقے ہوتے ہیں۔

فرازیاہدہ حب الوہی کا جھوٹ بیخیں کی توں رے توں اسی ری ریاں بند رے سے  
اور دیے بھی یہی ایں کی اوڑ ان طاقوں سے صرف فلیڈ فریں کیلے کی  
سارے لگے کار لاؤں، کارپیا بار درسرے بے شہوں سے آتے ہیں اور دوہی  
می اوڑ کے سامنے مشکل ہیں۔ ان کا کچھ لچاچہ سے روکئے کی تیمت وہ اڑاواز  
”گمراہیا۔۔۔ میں یا کیوں ناموش ہے۔۔۔ ساری ہاتھ ان لوگوں  
گمراہیا۔۔۔ کی گئی۔۔۔“

”الی وی تو کسی این جی اوز کے ہارے میں جی کوچا نیس سکل کوکن پر گورنٹ کی پالیتی تھیں۔ میں نے تمہیں تباہی پہنچی کر ایں جی اوز کو جن اینجنسز کے دریے رہ پڑے تھے وہ شیرکلی خودوں کی آنکار ہوتی ہیں اور یہ لوگ ہماری گھومت پر پریڑا لائے رہتے ہیں۔ حکومت کو ایں جی اور پرینڈنڈی وی پر کھاتا کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ ایس ایں جی اور کوئی دن کو معرفت طاقت ہونے سے تو کوئی بچتا نہ ہو۔ گورنٹ کس کس سے لڑے گی۔ وہ کیا کہتے ہیں Beggars Can't be choosers

"آجائے گا۔" عمر نے اطمینان سے کہا۔

"مگر یہ اسی اوز تو تعلیم کے حوالے سے بہت کام کر رہی ہے۔"

”کام کم کری جی، خود را بے کر رونی ہیں۔ وہ اس کی وجہ سے یہ بھی آپ کو پکار لے گا۔ فی الحال تو آپ چان لیں کہ ابھی اس مطابق میں موجود ٹکریز یا فخر 9000 150 ہے کہ سٹیک پت میں بغیر ہیں اور دلداری کی وجہ سے گریزیں اور Gatt کے ساتھ ہوتے والے مطابق کے طبق اسکا کچھ سالوں میں ہر ہر لکھ کو ایسا کریں کہ کل کمی پر بیسی کی مگر اس بارے میں ان کی فرم کی تکمیل کا جائے گا جس کے پاس یہ شفیقیت ہے اور شفیقیت باری کی وجہ سے اپنے بارے میں جو اپنے بارے میں بھی کہنی پڑے گا اسی وجہ سے اس قسم کا کچھ پر کوئی الزام نہ ہو گر ایسی کی اور نے اتنے احتیج ریت سے دو ڈالکاری کیا گی کہ کوہ کی کمکی یا فرم کو اسی وجہ سے پیدا ہو جائے یا امریکن بارکٹ میں بیک اس لودا بکتے ہیں۔ ان این کی اڑی کی پائیں مکمل بر رکار فڑے کے کوئں کی فرم کوں سے مطابق کے کوئن سے کتنی بنداد سی کیا چیز چار کردا ہے۔ ایں۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ وہ ماں چار کرے میں بچوں یا مردوں کا کس حد تک حصہ ہے۔ اب اس فرض کریں کہ اس مطابق کی کسی فرم سے کسی امریکن ملیٹی شفیقی کی ساتھ جداخت و ٹکری کی۔ اب اس کی طرف ہوئی کہ کوفت ہاں میں ان کا لیل گھر اس لوک فرم کا جیسی اور ساری دیاں میں وہ فٹ پال امریکی فٹ بال کے روپ پر کامیابی کی جائے۔ اب اگر یہ لوک فرم یہ تکریتی کے کوہ خود رکار جو جاتے اور کامیاب کر کے پہلی کامیابی کے ساتھ دنیا میں قٹا پالائی کرے تو این کی اوکزی مدد سے حاصل کیے جائے اور لے کر کوہ کامیاب فرم کے پہلے کامیابی کے اور کہا جائے کہ کا کا آپ چالا لیبر کرواتے ہیں۔ ہاتھ لیڈر کے کمی خود اور اسی ایسی لیے آپ کو اسی کی ایسی اور شفیقیت باری ہو جائے گا۔ اب علیحدہ آپ تباہیے ہو لوک فرم سے حقیق رکھے والے ہر اسرے کیلئے لازمی ہو جائے گا۔ اب اسی ایسی اور شفیقیت باری کیا کرے گی۔ غابر ہے وہ بھی بھی کی سچیل بھی کے ساتھ مجاہد فرم نہیں کرے گی اور یہ سلسہ چالا کی رہے گا۔“

میرے پڑھا لندن کی اس نیا نئی سی

"جسے ابھی بیٹھنے تھیں آہا اگر وہاں اپنی این می اوز اس طرح کام کر رہی ہیں تو ابھی سکھ میڈیا نے  
چیزوں کو بالی لائٹ کیوں کیا۔ جنٹل اور فراہر چیزوں، خاطر پر بھی ہیں چیزوں کو دوست چیز لیتے ہیں اور ہر  
ایں اوز اس طرح کام کر رہی ہیں ان کی فیڈوں سے بھی توبہ توبہ زیادہ ہوتی۔ ان میں سے کی کوئی س

سے کیسے یہ سب کہہ سکتا ہوں؟ ہے ہا۔“  
”ہا۔“

”اصل میں جب میں امریکہ میں پولٹھا قاتا تو ایک بڑی قبولیت ہے مارے۔ اسی علاطت سے تعلق تھا ان کا۔  
میں تو تمیں گردہ خاصی سخت و دل میں کی پیچتھے تھے۔ پہنچ دو تو ہرگز بیری ان کے ساتھ تھے۔“  
دو یوں بات پر کہتا تھا یہی اپنی کی ٹلکی کا انتہا فراز کر رہا تھا۔

”ایسیں پکھر پوری طیش پکھے این ہی اور کے حوالے سے۔ ہم نے سچا کہ جاؤ کہور سیرج کریں کہ آخر یہ  
معاملہ کیا ہے۔ دو ماہ ہم لوگوں نے اس علاطت میں عین پیش بلکہ پورپ اور امریکہ میں بھی احمدی عائش چھان بن کی۔  
حامل ہونے والے تھاں اور اعادہ و تاریخ میں زادہ ہونے والے تھے گھر غلط نہیں تھے۔“  
”پی کے ہو ہسکا ہے؟“ دو ہیں تھی۔

”کیسے ہو ہسکا ہے تو مجھے نہیں پا گر بیبی ہو رہا ہے۔ تمہارا دیپاٹیٹ ائمہ سالوں سے اس علاطت میں  
آجاتا ہے گیرے۔ ہمیں اندر اپنے شہنشہ ہوئی۔ اس علاطت کے بارے میں ہر جیچہ بیری تک پہنچ پڑے ہے۔ کچھ پوچھو  
پوچھن کے بارے میں، کی لوکش کے بارے میں، کی ٹیکڑی کے بارے میں، کی این ہی اور کے بارے میں یا اور  
کی چیز کے بارے میں۔ پھر ۹۵۱ کا ناکہ سروے آف پاکستان کھولنا اور تقدیم کر لینا۔“ عمر کے لئے جب میں اسے  
میگزین سافر گھوسیں ہوا۔

”چاہر آپ نے کیا کیا؟“ اس نے کہ کہے تاب ہو کر پوچھا۔  
”کیا کیا؟ مطلب؟“ عمر پانی پیتے چیز رک گیا۔

”آپ نے جب بیر سیرج کی تو آپ نے اس سب سے گورنمنٹ کو مطلع کیا؟“  
عمر کے چہرے پر ایک سکریٹ ہٹ مواد ہوئی۔ ”ہاں گورنمنٹ کو ٹھلی کیا۔ باقاعدہ پورٹ سب سث کی۔“  
اس نے پانی پا کر کہا۔

”ہمہ گورنمنٹ نے ایکشن لیا؟“  
”پاکل یا۔ بلکہ فوری ٹھرپ لیا۔“

”گورنمنٹ نے کیا کیا؟“ اس کا تجویز اپنی اچھی کوچی پکا تھا۔

”وجہت حصیں کو امریکہ سے زمباڑے نے اسٹرنگ کر دیا گیا اور مجھے پانے لہو کر کہا کہ میں قانون سروں میں  
ہوں اٹکی جس میں اسی لیے اپنے کام سے کام رکھوں اور اضول محاولات میں اپنی ہی گفت نہ اداوں۔“

”اور پورٹ ریورنٹ کا کیا ہوا؟“ اس نے اپنے بارہ پوچھا۔  
”وہ شاکرہ ہے۔ عمر کے چہرے پر کچل کا ایجاد تھا۔

”اور پورٹ کی ایک ایک کامی سیستھر کے طور پر میں لے اور دجا ہاتے نے رکھی جو کامی گورنمنٹ کو بھجوائی  
تھی، وہ انہوں نے تھوک کے طور پر امریکہ کے قانون آفس کو بھجوادی۔“ دوسرے لے لے کر تارہ تھا۔

— دو تو اپنے آپ کا ملک کا حصہ نہیں کھلتے۔ ان کا خالی ہے کہ ایسی این ہی اوز سے اس ملک میں وہ  
انقلاب آجائے گا جسیں تو خوش ہے۔ ”اس کے لئے مجھے کہ میرے کو کوئی محسوس ہوئی۔“  
”تو کیا ہے تعلیم کے حوالے سے کوئی کام نہیں کر رہے؟“ نہیں نے پوچھا۔

”کہ رہے ہیں۔ کہ کوئی نہیں رہے۔ وہیں علاقوں میں انہوں نے کچھ اسکو کھو لے ہیں اور شرچاہو دیا  
چڑھن کی بے نہیں ہے دوں ابھی بھی اتنی غربت ہے جتنی پہلی تھی۔ حالانکہ ایسی کیسی معا  
مش اضافہ نہ ہے کیا ہے اور کچھ نہیں بدلا۔“  
”دیکھ بچوں کی اسکول جانے والی تھاوار  
دو ایک بارہ بھر کھانا کھانے لگ۔“

”مگر آپ یہ سب کچھ کیستہ دو حق سے کہ رہے ہیں؟“ ہو سکا ہے آپ کو کوئی مطلوبیتی ہو گئی ہو؟“ علیہ  
نے قدر ہے اطاوازیں کیں۔

”علیہ ہی لیا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی گھر کی چاروں پاروں کے اندر گردی کی۔“ protected life  
آپ کو کہا ہے اس گھر کے پارہ کیا کہا ہے اور کیسے کیے ہو رہے۔ مخصوص کام میں رہتی ہو۔ محسوس سو شش سو  
ہے اور میرا خالی ہے کہ اب تک دوست بھی بدلتے نہیں ہو گئے۔ شہزادے یعنی دی دی تھے اب تک؟“  
علیہ کو کچھ بچ کا احساس ہوا۔ دو کیا کہا چاہ رہا تھا۔

”تم بکھر تھے جس میں زندگی گزار رہی ہوا تھی، اور جنت میں رہ کر دروزخ ایک الیزوں ہی گناہ ہے  
چھیں لگ رہے۔“

”آپ ٹھہر رہے ہیں۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ مجھے بیار کی دنیا کی پکھڑتی نہیں ہے۔ ہو سکا ہے مجھے  
میں بخیر نہیں ہوں۔“

اس نے یہی سچوں را کہہ دیا۔ اس کی بات پر کوئی دھیان نہیں دیا۔

”تم میںی لاکیاں جن کی زندگی ایک گھر کے اندر گوتھی ہے۔ ان نکل پہنچانے والی انفارمیشن اسے ذرا تھے  
لگزتی ہے کہ اس میں سے چھائی کا عنصر، ٹھنچائی کھٹکی ہوئی، وہ عابر بوجاتا ہے۔ اتنا خلاف درہن آتا ہے تم  
لوگوں کے پاس جیوں کا کہم لوگوں کو کوئی پریشان ہوتی ہے نہ خوف آتا ہے۔ اسی لیے تم ایمان سے زندگی  
گزار رہے رہے ہو۔“

”وہ ملاد کھاتے ہوئے بیٹھی گئی کہہ رہے ہیں۔“  
”یہ اس لیے ہوتا ہے کہ کچھ جب ہم لوگ کوئی بات جانا چاہتے ہیں تو میں بتائیں چاہی جیسے اس

وہ۔“ ”مرنے پر جو کارسے دکھا دو ہر یہ کوئی بھکاری پر چاہ۔“  
”اوہو۔۔۔ ایسا کیا کچھ لیا آپ نے جو ہم نہیں تارہ ہے۔ ہاں یاد آیا، تم پوچھ رہی تھیں کہ میں اسے دو حق

"غمرا یہ کہیں خدا کام نہیں ہے جو اپنے نے کیا جو انہوں نے کیا۔"

"کہیں خدا کام نہیں ہے۔ ماری آفیل ڈیجیٹس تو کام نہیں آتا تھا۔ ائمیر پر شمری کا کام قایہ خاہر ہے۔ ہم نے ان کے کام میں ناگز اڑاۓ۔"

"مگر آپ یہ کہتے تھے شاید بچوں چھپا رہتا۔ اس نے مجھے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔"

"نہیں علم لیوں بیلی اماڑی ملکی بیلی تھی کہ تم جانے پوچھتے تھے ان کو دریافت کرنے پہل پڑے تھے حملانکہ وہ باقی سب کو پہنچیں۔ اس نے علم لیوں کا ایک بار بھر جو کٹا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں۔ ائمیر پر شمری اچھی طرح واقع تھی یہاں تک کہ ایکجیز بھی۔ ماری طرح کے کی اتوالی ہی روپوں چار کے جوشن کر سکتے تھے۔ اس ملاٹتے میں جاؤ گئی تھی کہ مر جان بوجا ڈی کہ ان ہی اوز کے دفاتر کیوں کے ملائتے میں اور ظاہر ہے یہ تو ناٹکن ہے کہ آئی کے ملاٹتے میں ہوتے والی انکی سرگرمیاں اُری کی ایکجیز خیلے ہوں گردہ بھی صرف روپوں دے دیجے ہیں۔ کہ کہ نہیں کہتے اس لیے ہم نے کوئی ایسا جا اور ان کا کام نہیں کیا۔"

وہ اب سوہت ذش پر ہام جو صاف کرتے ہوئے کہد رہا تھا۔ علم لیوں کو محرب پر رکھ۔ آیا۔ اس کی باخبری نے اسے ہیئت کی طرح جائز کیا۔

"کم از کم بمرے پاس کمی بھی عمر جتنی معلوم نہیں ہو سکتی۔" اس نے دل دل میں اعتراف کیا۔

"اب جا بڑی ہو جاؤ تو کمیں ملک رکھتا۔ ہر چیز کو اس کی نیشن و طبقہ پر مت یا تھا۔ حسرہ اسکی روشن ہو جاؤ گی تو حقیقت پڑھ لے گی۔ پھر جو بادھاڑی نہیں ہو سکتی۔" وہ اب اسے ہدایات دے رہا تھا۔

"جیسیں اس اپنا جانتی نہیں چاہتی۔" اس نے اعلان کیا۔ عمر نے جیمان سے اسے دیکھا۔

"کیا ہلکیں ہے یہ رہا۔"

"آپ کہ رہے ہیں کہ دہاں تو انکی کی چیزوں کا ذخیرہ نہیں ہے، جس کا جائزہ لینے میں چاری ہوں تو پھر نیک ہے دہاں جا کر میں وقت کوں ہٹا کر کوں۔" اس نے مجھے دوڑا کر لیا تھا۔

"یارا گیب اُنک ہوتم۔" عمر نے پکھ جلا کر کہا۔

"چلے جو آپ کے نیچاڑت سے کہا، آپ نے دہاں لیا۔ پھر آپ نے بیری کی تو اس پر پیش کیا۔"

اس کے پر investigate کو aspect کی کام خود کردا پائی sense of judgement کرو۔

"نہیں تو نیک ہے۔ وہ نہیں جانا چاہ رہی تو نہ جائے، آخر قوم خودی تو کہ رہے تھے کیسے سب فراہم ہے۔"

ناونے پہلی پر نیکوں مداخلت کی۔

"کیا؟" وہ تقریباً پلا اُنھی۔

"ہاں اٹھک تمارا ہاں۔ روپوٹ سب مت کو دلتے کے ایک بخت کے اندر یہ سب کچھ ہوا اور پھر تقریباً ایک بخت کے بعد ایک سفارتی ذریعہ اسی کیکے کے قاردن اُنھی سے تعلق رکھنے والے، جان بیجان دالے ایک اُنھیں بڑی ہے تکمیل سے بھرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھے اسے اچھے "بریج درک" کیلئے مبارکبادی ساختھی پیچے کیا کہ آنکھوں میں اگر ایسا کوئی پاچک کرنے کے لیے کام ادا کر دے تو اسے اپنے کردار دیں گے۔ مجھے اخراجات کوئی پرانہ نہیں ہے۔ کوئی کام کوئی پاکستان سے مکونا پڑی۔ آنکھوں میں کوئی کام کوئی اُنھیں پلے کیں پلے کیں بھجو دوں تو اُنھیں بیوی خوش ہو گی۔"

علم لیوں کی حکم میں نہیں آؤادھے یا رہے۔ وہ ہونتوں کی طرح عمر کا چہہ دمکتی رہی۔ مرنے مکار کر کے۔

"اپنکی ایک بکری بیٹی سے بھی تھے اسی ذات۔ بعد میں، میں ہائل گیا۔ ہائل دیے فریبیت ہوا جا گی۔"

علم لیوں نے ایک گہری ساس لی۔ "آپ نے کوئی اچھیں نہیں کیا؟"

"میں نے تو نہیں کیا۔ مجھے اپنی ملکی کا احاس ہو چکا تھا۔ ہاں دجاوت نے اچھیں کیا۔" اس نے زیبادوں جاتے سے انکار کیا تو اسے کہا گیا کہ بہرہ وہ زیر ان کوئی نہیں۔ تو اس نے ریاض کو دیکھ دیا۔ میں بندہ تھا۔ کہاں نہیں پہنچا کیے اسے اونچے مددے پر پہنچ گیا۔ اس کی کوئی بیک نہیں تھی۔ بیک نہیں تو شاید اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہوں۔"

علم لیوں کو سے اختیار دجاوت جیسیں پر توں ہیں۔

"بھروسہ۔ اب وہ کیا کر رہے ہیں؟"

"میں کر رہا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"ریاض کرنے کے تھے دن اس کو ولہ چک سے جاپ کی آفریز گئی۔ اس نے دہاں کام شروع کر دیا۔ اس دن وہ تقریباً ایک لاکھ کا ذریعہ کوام کر رہا ہے۔ اُنل میں بہاری کو وہ روپوٹ ان لوگوں نے بھی۔ وہ بڑے ستارہ ہوئے اس بندے سے۔ جان گے کہ اس میں بڑی ملاجیت ہے۔ بس بھروسہ اس کے پیچے پر گئے۔ اب وہ وہیں ہے نیوارک میں۔"

علم لیوں کے پاس چھٹے نیکوں رہے تھے۔ وہ اس کے سامنے کوئی سانپہنہ روپاں کھول رکھا تھا۔

"مگر دجاوت میں تھے کہوں جوان کی بارہ لیکج سب کچھ جانتے ہوئے بھی؟"

"تو کیا کرتا۔ بھوکھ رہتا۔ ایک تو اسے جب الوالی کی بیانی اور سے الجانداری کی بیانی۔ اس سے زیادہ کوئی نہیں ہو سکا کی پاکستانی کیلئے۔ پاکستان میں آجاتا تو دھکے کہاں ان خوبیوں کے ساتھ اور عواید کی کوئی اچھی نہیں تھے۔ بھروسہ اس کے پیچے تھے۔ مذہب داریاں تھیں اس پر۔ اس نے جو ایک

نیک ہے۔ بھروسہ اس کو کسی اپنی ملکی کا احاس ہوئی کچھ دیے۔"

"مگر وہ لوگ جن کی زندگیاں گھر سے باہر گزرتی ہیں۔ جن کے بھول وہ چیزوں کے اہل درہن سے واقع ہوتے ہیں، جنہیں سب کچھ پہاڑتا ہے۔ جو خود کو باخبر کہتے ہیں وہ ان چیزوں کے سدھا بکیتے کیا کرتے ہیں۔ صرف باقی؟"

وہ عمر کے ہڑاٹ دیکھنے پہنچنے سے انھیں۔ عمر نے جعلی اور خاموشی کے ساتھ اسے باہر جاتے دیکھا چکا تھا، اس دروازے کو دیکھا رہا تھا، وہ ناسیب ہوئی تھی پھر اس کے پیچے پر ایک چیب ہی گھاٹت مودا رہی۔ صرف باقی؟..... Good "اس نے ہڈی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کے لپوں میں سائنس تھی۔ "علمی، اجھے پر طوفر کے گئی اور مجھے خوشی ہوئی ہے۔" وہ سکھاتے ہوئے پہنچنے سے انھیں گیا۔



"اچھا یہ سب فراوا ہے۔ جملیں اس کے بارے میں تو میں نے اسے بتا دیا۔ زندگی میں آگے جمل کر کے جانے کی کوئی کوئی کیمپ رکھ لیا ہے اور کیا نہیں۔ ایک بار اپنے دامن اور اپنی آنکھوں سے کچھ دیکھے گی، کچھ فضل کر کے گی اور آگے بھی کچھ رکھے گی۔ تم ضرور جاؤ کیمپ میلے۔ بلکہ داہم آس کر جمعہ تما تما کتم نے دہاں پر کیا کیا سکتا ہے؟"

عمر کا اپنے کیمپ دن بزم ہو گیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔ "جو کچھ میں نے تینیں بتایا کہ تم دہاں جانا ہے چھوڑ دو۔ میری کسی بات کو اپنی ذہن پر سوار کرنے کی کوشش مت کرو۔ صرف یہیں گھوٹ کہ تباہ سے پاس ایک اور درہن آیا ہے اب جنہیں یہ ملتے کرنا ہے کہ دونوں میں سے کس version میں سچا ہے۔"

عمر نے عمر کے چہرے کو کوڑتے دیکھا۔

"آپ کو خوب نہیں ہوا کہ آپ کی محنت شائع کیوں؟"

"میں کوئی افسوس نہیں ہوا۔ یہ مرد کو کسی کی ایسی گھنٹس اکٹھ شائع ہوتی ہیں۔ یہ خوب نہاری ہے وہ فیضی کر ہم نے ایسے کام میں اپنادت شائع کیا۔"

"ایسے تو جنہیں سوچتا چاہیے۔ اگر سب لوگ اس طرح سوچیں گے تو...."

اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر عمر نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تو لکھ کا کیا ہوگا؟ کہتا ہو رہی ہوئے؟" اس نے غصی بے رنجی سے جمل کل کیا۔

"لکھ کا کوئی ہوگا جو باب سکھ دو رہا ہے۔ میرے یادوں میں چیزیں لوگوں سے کوئی انقلاب نہیں آئیں اور ہم پر کہاں فرش ہے کہ تم صرف کچھ اور قوم کیلئے احتیاط حافظ کرے اپنا۔ یہی یعنی دوسرے کا رہے۔ سوں مردوں ہم نے موسل درک کرنے کیلئے جو جاننے نہیں کی۔ اپنے اٹھنے کو قرار دئے کیونکہ یہیں میں میں آئے ہیں۔"

علمی، چبھ جا سے بھتی رہی۔ وہ یک دم تھی بہت بدلہ ہوا نظر آئے تھے خاص کے سامنے چند جلوں کے اندر اس کا نیا روپ آگئی تھا۔ indifferent insensitive or رہا۔ کچھ روپ پہلے والا انداز گھر تھیں ہو چکا تھا۔

"اب تم کیوں پر بیان ہوئی ہو؟" عمر نے اپنے اس سے پوچھا۔ وہ کچھ بڑا اگئی۔

"نہیں، میں پر بیان نہیں ہوں۔ میں صرف سوچ رہی ہوں۔"

"مشکل کیا سوچ رہی ہو؟" اس نے نیکن سے م Rafat کر کے ہوتے پوچھا۔

"میں کہ..... اس نے کچھ مفاظ نظریوں سے عمر کو دیکھا۔

"کہ ہم لوگ تو گھر کے اندر زندگی گزارتے ہیں مارے مانے چیزوں کا شفاف درہن آتا ہے اس لے ہم اور بات سے بے خبر رہتے ہیں۔ یہیں کوئی پر بیان نہیں ہے شفی کوئی خوف محسوس ہوتا ہے اور اسی کو کہ کہتے کہ قاتل نہیں ہوتے۔"

غرباً بندھا کر کتے ہاتھ درہن کر گہری نظریوں سے اسے دیکھتا ہوا جو بڑی روانی سے کہہ رہی تھی۔

"ہاں، انہوں نے ہی کہا مگر اب تم جانہ نہیں چاہتیں تو میں ان سے جا کر کہہ دھا ہوں۔" وہ اٹھ کر کھرا بولیا۔

"نہیں، لیکے ہے۔ میں چلتی ہوں۔"

وہ ایک لمحے تک کچھ بات کے بعد لیکے دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "that's great" وہ بے اختیار کر لیا۔ ساتھ پڑھ پڑھنے والوں کیٹ سے باہر آگئے۔ اُن پاٹھ پر آتے ہی اس نے علیہ کو خاطب کیا۔ "تم روپی رہی ہو؟" وہ حکم اسے عمر سے ایسے کسی سوال کی توتن نہیں تھی۔ "نہیں۔" چند لوگوں بعد اس نے کہا۔

مرنے ایک نظر خاموشی سے اسے دیکھا، وہ سامنے بڑک پر دکھری تھی۔ اس نے علیہ کے جواب پر کوئی تہرج نہیں کیا۔

چند لمحے اسی طرح خاموشی سے پڑھنے کے بعد اس نے علیہ سے پوچھا۔

"کسی واک کیلئے آتی ہو؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"تم بیل اور لکھ جس کے منہ سے میں یہ سن رہا ہوں۔" اس نے خاصی بے تکلفی سے کہا۔ اس پر علیہ خاموشی روپی۔

"تو یہی بہت ایکسریز تو ضروری ہوتی ہے۔ بندہ فٹ رہتا ہے۔"

اس نے ایک بار بھر بات کا سلسلہ جو زندگی کی کوشش کی۔ وہ ایک بار بھر خاموشی روپی۔

"ایکسریز تو کی کوئی نہیں تھی۔" علیہ نے ہست نہیں بڑھی۔ اس کی خاموشی بہتر قائم تھی۔

"مجھے تو اچھا لگتا ہے جو لگکر کرنا، واک کیلئے جانا۔۔۔ بختم میں دو تین بار جرم جانا۔"

علیہ نے اس بات پر بھی کوئی تہرج نہیں کیا۔ وہ پکڑ دیا اس کے جواب کا تختہ بھر جیسے ہے۔ آگیا۔

"کیا صرف میں یہ دوڑا جوں گا تم کیونہ کہو گی؟"

علیہ نے صرف گردن ہو کر اسے دیکھا۔

"آپ خود باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے تو نہیں کیا۔" اس نے کوئی تکھی سے مرک جواب دیا۔

"میں اس لیے باتیں کر رہا ہوں کیونکہ یاد میراں چاہ رہا تھا آپ سے باتیں کرنے کو۔"

"میں اس لیے باتیں کر رہی تھیں کہ مرک جو ادا نہیں پا رہا آپ سے باتیں کرنے کو۔" علیہ کے جواب پر بے اختیار نہیں پڑا۔

"میں نے یہ دائیں سوچا تھا کہ تمہارے بات نہ کرنے کی وجہ یہی ہو گئی ہے۔"

## باب ۲۰

میں واپس کیلئے جا رہا ہوں۔ چند لمحے ساتھ تھے؟" وہ شام کے وقت حسب معمول واک کیلئے لکل رہتا تھا جب اس نے لان کے ایک کونے میں علیہ کو کشمی کے ساتھ دیکھا۔ چند لمحے دے کر اس کا مہر اس کی طرف پڑھ آیا۔

لکھوں کی چاپ پر علیہ نے درخواست کیا، اور میرکو کیہ کرو کیا اس نے سرخچالا۔ وہ اس کے پڑھے کو دیکھ کر اندازہ لگا کر وہ ساری دو پرروپی روپی ہو گئی۔ اسے بے اختیار ترس آیا۔

"کیا ہو رکھا ہے علیہ؟" اس نے بڑے دو خانہ انداز میں اسے خاطب کیا۔ علیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سر جھکائے وہ اسی طرح گماں پر بخوبی ہوئی کشمی کے بالوں میں الگیں پھیبرتی روپی۔

"مجھے کیا نہ اپنی سے یا را؟" وہ بے تکلفی سے کہتا ہوا خود کی اس کے پاس گماں پر بیٹھ گیا۔ وہ اب ہمیں اسی طرح خاموشی اور اس کی طرف دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"میں واک کیلئے جا رہا ہوں۔ چند لمحے ساتھ تھے؟" ایک بار بھر اس لیے بڑے دو خانہ انداز میں کہا۔ علیہ نے کوئی جواب انہوں کے ساتھ میں نہیں کیا۔ اس نے پہلے کمی اسے ساتھ پڑھ کی آئی تھیں کی تھیں۔ پھر آج کیوں؟

"میں۔" اس کے پہلی جواب نے مرک کو مایوس نہیں کیا۔

"مگر جریز کیہ رہی تھیں کہ میں ساتھ لے چاہو۔"

"کیوں؟" وہ جان ہو گئی۔

"یہ باتیں کر رہا تھا سے لئتے ہوئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ علیہ باہر لان میں مجھی ہے اسے ساتھ لے جاؤ۔ ایک دنیوں مگر دو دن کے کے گی تو تھیں جو بائیے۔"

"یہ انہوں نے کیا؟" اس نے بے پیشی سے پوچھا۔

"پہنچیں کر دیں گی۔ میں اپنی ساری پستنکتوں کو بلاؤں کی پھر کرتی کو مار دیں گی اور پھر خود کی سرمایہوں کی۔"

"بگاہ س مت کرو طیارہ۔ اسے چیزیں کر دیں گی۔"

"اپ و دیکھا میں ایسا کیوں کر دیں گی۔ میں اپنا ہی کو دیں گی۔ میرے ہونے یاد ہونے سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کسی کو بھرپور ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں Unwanted ہوں۔ اس کے دل کو اپنے اختیار کر جاؤ۔ وہ اب پھر دو دوں پر پڑا کر تباہی کرو جائی۔"

"طیاری؟ میں تباہی پر پڑا کر تباہی ہوں، مجھے ضرورت ہے تباہی۔" وہ اب اس کے کندھے پر پاتا تھوڑا کہ کہ رہا تھا۔

"مگر تم میرے پاپ نہیں ہو۔ تم میری ماں بھی نہیں ہو۔ مجھے ان دونوں کی ضرورت ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ پرداز کریں میری۔ مگر۔ مگر ان کی زندگی میرے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

"دو ہجڑے سے اٹھ جانا کا کام دو کر پڑے بچوں کی طرح کہری جی۔ مجھے ان دونوں کی ضرورت ہے۔ مجھے اپنے گھر کی ضرورت ہے۔"

"جہاں گھنے آؤ دی ہو جان بھرپور ایسٹ ہو۔ مگر ان کے گھر میں میرے لیے بچوں ہے ایک رہنگی نہیں ہے۔" وہ بیچے آنسو دیں گے اس کے استحکام پر اقتدار ہے۔ سب پہنچتا جا رہی تھی۔

"پاپ ہے بیچے کیا کیا میرے ساختھی۔" وہ کراچی میں گھر خوار ہے۔ میں گھر میں سب کیلئے کرے ہیں میں میرے لیے نہیں۔ میں بھی نہیں آتی۔ وہ سب مری جا رہے تھے سیر ہلکے گھنے کی نے کہا تھیں۔"

"وہ غاموشی سے اس کے آنسو دیکھتا اور جگھے ستارہ۔" میں مجھے ہر سال اپنے اپنے بھائی میں گھر کے بھی اپنے پاس رکھتے کو تھاں نہیں۔ نہیں سرف اپنے بچوں کی پڑا ہوئی ہے۔ اپنے شوہر کی گلگھتی ہے۔ میری نہیں۔ میں سوچتی ہوں پھر میری زندگی کا کیا فائدہ۔ جب میں اپنے بھوٹ پر بچوں ہوں۔"

"وہ ایک بار پھر بھوت پھوٹ کر دیتے گی۔" "میں یا، اب کیمی کو کچھ اور کہتا ہے؟" اس کے کندھے پر پڑا زدہ بھیجا گیا۔ اس نے بڑے زم لپھ میں پوچھا۔ وہ غاموشی سے روئی رہی۔

خاصی درود نے کے بعد اس کی سکیاں اور پچیاں آہستہ آہستہ توڑنے لگتیں۔ پھر وہ جیسے نیچے میں حال ہو کر غاموش ہو گئی۔

طیارہ اب میری کچھ باتیں غور سے سنو۔ سب سے پہلا بات ہے کہ تم تھا چاہو درد و لکھن تباہے کہ تھس اس طرح بھی نہیں مل سکتے۔ جس طرح تم باہتی ہو۔ ان دونوں کی اپنی زندگی ہے۔ انگر کہرے۔ ان کی توجیات بدل ہو گئی ہیں اور یہ سب کچھ بچلے۔ علمی کے بعد ایسا ہی ہے جو چگم ان کی زندگی میں باہت ہو ہو۔ نہیں مل سکتی۔ ناجنتی آندھہ کبھی اور جھیں اس جگہ کو حاشش کرنے کی کوششیں کرنی پائے۔"

عمر نے تکشیں لیں اور وہ دونوں رہنمی کوں میں داخل ہو گئے۔ شام ہو چکی تھی اور پاپک کی لائس آن تھیں۔ جو اگلے ریک پر آتے کے جانے دہ داگلے ریک پر آگئے۔ عرب نامہ تھا۔ کافی درود ناموشی سے پڑے رہے۔ پھر عمر ایک تیچھے کی طرف بڑھ گیا۔

"آڈ کچو دہاں بیٹھتے ہیں۔" اس نے کہا۔ علیہ نے غاموشی سے اس کی تھیکی کی۔ تیچھے پر بیٹھنے کے بعد دونوں پکھوڑیک پاپک میں بہترے والے لوگوں کو دیکھتے رہے۔

"کراچی میں کیا ہو تو اقا جاگیر؟" بہت نرم اور احمد آزاد میں ایک جملہ اس کے قریب گنجائیں کی ساری حیات یک دم بیدار ہو گئی۔ گردن

"جیسیں تو نیچے پر بیٹھاں کر دیں۔" اس پر جمالی رعایت اندار میں دیکھ لیا۔

"کراچی میں کچھ نہیں ہوا۔" اور مجھے۔ مجھے کوئی چیز پر بیٹھا نہیں کر سکتی۔ اور۔۔۔ اگر آپ مجھ سے غوف دیکھا گرددہ اسی طرح پر سکون تھا۔

"نیچگی ہے۔ میں مان لیتا ہوں کہ کراچی میں کچھ نہیں ہوا اور تم پر بیٹھاں بھی نہیں ہوا۔ پھر ہبہ ز میں کیا ہوا؟" اس کا رہا بھی بھی نہیں۔

"پکھوڑی ہوا۔ میں میں۔۔۔ میں ذفر ہوں، اول ہوں، مجھے کچھ نہیں آتا، مجھے کچھ آتی نہیں ملتا۔" "یہ سب حسین کس نے تھا؟" وہ اب بھی ایمان سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں نے خود سے سوچا ہے۔" "غلط سوچا ہے۔" "نہیں پاکل کچھ سوچا ہے۔"

"ایک نیٹ میں ہوئے والی ناکی تباہے لے اتی بڑی بیچ بن گئی ہے۔" وہ جواب میں پکھوڑی بول نہیں سکی۔ عمر کو پاک احساں ہوا کہ درد رہتی تھی۔ پاپک میں اندر ہر اتنا بڑھ کا تھا کہ وہ اس کے چھوٹے پہنچے والی نیٹ کو کچھ نہیں سکتا تھا اور وہ شاید اسی بات کا نامہ خالیت ہوئے۔ اور درد رہتی تھی۔

"آن سوچنے کے جانے پڑے پاڑھ کوکل کرنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتی۔" "میں نہیں کر سکتی۔" میں میں بیٹھ دوسروں کے سامنے اس کی بے عزتی کا باعث نہیں ہوں۔ میں نے سوچ لیا ہے اب میں کچھ نہیں کروں گی۔ میں کامیاب ہو گئی نہیں جاؤں گی۔"

وہ اب بچوں کی طرح بلکہ ہوئے کہہ رہی تھی۔ "اسٹلیز پورڈوگی بھرگھر میں رہ کر کیا کرو گی؟"

"تم بتاؤ تم یہ ملے کر جیسیں اپنی زندگی میں کیا کرنا ہے؟ اور کیسے کرنا ہے۔"  
"گریٹریں بکھر ٹھیک رکھی۔ اس نے یہ بھی سے کہا۔

"کیوں نئے نہیں کریں۔ کیا بیان دماغ نہیں ہے؟" "مرے اس کے سارے کوچھتے ہوئے کہا۔  
"بمگرا کسی تھی میں دل نہیں لگتا۔ کوئی پچھ کوئی نہیں آتی۔ آپ کو یعنیں نہیں آتے ہیں جیسیں میں نے پہچڑ  
کیلئے بہت محنت کی تھی کہ لیں ہیں پڑھتے ہوئے بیر بھی کچھ بھی جھیں نہیں آتے تھے۔ بیر اول چاہتا تھا میں سب کو  
پیچ کروں۔ دن کوچھی شد کرو۔ یہ مراد چاہتا ہے کہ کسی نہیں پلی جائے۔"

"کوئی نہیں ایسا ہوتا ہے وہ دھرم اپنے بچھے کو سوڑے سے پر بیان جیسی اس لیے سختی کی چیز پر بھی  
تجھ مرکوز جیسیں کہاں کیں گر اب سب کو فکر ہو جائے گا۔ اخڈیزی میں کوئی اپالام ہو تو مجھ تباہ تھوڑی بہت بیلب تو  
میں کریں گے۔ اپنے پچھر سے پچھو، فریڈ زست پات کر۔ زیدا پوچھ ہو تو گرفتاری سے کہو۔ جیسیں نیور لوگو  
دیں گی۔ بگ اپنی اٹھاٹیز پر قدر ہو۔ اپنا کیریٹر بنا کے بارے میں سوچو۔"

وہ اس سے وہ سمجھ کر رہا تھا جو پلے کمگی کی نئی نہیں کی تھیں۔ وہ سمجھی گئی سے اس کا چہرہ دیکھتی تھی۔  
"آپ کا کمی دل نہیں چلا کہ آپ کے چہرے سے جس میں واخودور نہ ہوتی ہوتی؟" وہ نہیں کہا جانا چاہتی  
تھی۔ وہ چند لمحے پچھنچ کر سکا۔

"چاہیں۔ میں نے کوئی سوچا نہیں اسی بارے میں۔"  
"کمی بھی نہیں؟" اسے یقین نہیں آیا۔

"ٹلانا یعنی ہیں کہ میں نے کمگی کی ایسا سوچا تو بھی کیا فائدہ کیا میرے سوچے سے کچھ ہو سکتا ہے۔ صرف  
یہ سکتا ہے کہ برا وقت ٹلانا ہو اور میں وہ نہیں کرتا۔"

"آپ کو کمی کی کہاں آتیں؟" اس بار غاصبوثی کا وضنقدارے طریقہ تھا۔  
"آئی ہیں۔" جواب مخفختا۔

"آپ ملے ہیں ان سے؟"

"میں نہیں ملتا، ملتی ہیں۔" وہ جواب پر کچھ جراہ ہوئی۔

"آپ یوں نہیں ہیے؟"

"چاہیں۔"

"آپ ان سے مجھ نہیں کرتے؟"

"پاٹیں۔"

"کیوں؟"

"غیرہ۔"

"غیرہ۔" اب اتنا دلت ہو چکا ہے ان سے اگل ہٹے کہ بس مجھے ان کے بارے میں سوچا بھی  
بھیج گلتا ہے۔"

وہ بہت سمجھی گئی گرد بڑی رنی سے اسے گھاڑا تھا۔

"گرماں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسا کوئی نہیں ہے جسے تمہاری ضرورت نہ ہو۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں  
جو تمہاری پردازت ہیں۔ تمہارے بارے میں ملکہ مند رہتے ہیں۔ ان کے خدویک اتم ہمیں بھی۔ گریٹریم سے جلد  
ناہر ہو جاتی ہیں گرماں کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں تم سے محنت نہیں ہے۔ انہوں نے جھیں پالا ہے۔ وہ تم سے محنت  
بھی کوئی نہیں ان کے انبالہ کا طریقہ تھفت ہے۔ ملکہ گرد بڑا ہے۔ کیا تھا یہ کوئی کہ انہیں بھی تم سے محنت نہیں  
ہے۔ تمہاری فریڈریڈ ہیں۔ کرشی ہے اور میں بھی تو ہوں۔ ہم سوچیرہ سندھر کی بہت بہت ضرورت ہے۔ وہ بے  
یقین کے ساتھ سر اخalta اس کا پورا دیکھ رہی تھی۔ "تم میں اتنی ہی خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ جنکی بھوٹیں یا کسی بھی  
درستے مارل بندے میں۔ جو چیز میں کر سکتا ہوں وہ تم بھی کہتی ہو۔ شتم ذفر ہوئے ہی ڈول ہوئے۔ ایک بہت ہی  
creative اور ذہنی لاکی ہو۔ واحد سلسلہ یہ کہ کم بہت زیادہ حساس ہو۔"

اس کے آنے کوکل ہلپر فلک ہو چکے تھے۔  
"زندگی میں ایک چیز بھوتی ہے جسے کہہ داوا کر سکتے ہیں۔ پرکون زندگی گزارنے کیلئے اس کی ضرورت پڑتی  
ہے۔ جس چیز کوچہ بدلنے کوکون سے کہا جائے کہہ داوا کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی جوں سے ٹھیک ہو۔ زندگی  
میں کچھ چیزیں اسی ہیں جو ہمیں نہیں مل سکتیں۔ چاہے ہم دوئی چالاں میں باجھ جائیں یا طرح ایجادیاں ریگوں کی کوئی کمک وہ کسی  
مطلوب نہیں ہوتا کہ زندگی میں ہمارے لیے کچھ ہوتا ہے۔ کچھ نہ ہمارے لیے لے گئی ہوتا ہے۔" وہ جیسے کہ ماہر  
استاد کی طرف اسے رکھ رہا تھا۔

"تمہارے سامنے ایک بھروسی گرد بڑی رنی ہے۔ تمہاری شادی ہوگی، اپنا گھر شہر ہو گا اور  
میں بہت کچھ جانے کا کہہ داوا ہوں۔" ملکہ نے بے اختیار سر ہلا دیا۔  
"یہ سب کچھ جنم گھومنے کر دیتی ہوئیں بھی کہ چکا ہوں۔"

وہ بات کرنے کرتے رک گیا۔

"تم سوچ رہی ہوئی کیا کہہ داوا ہوں؟" ملکہ نے بے اختیار سر ہلا دیا۔

اس کی آزادیک دیکھی ہو گئی۔

"میں جاتا ہوں بہت تکلیف ہوتی ہے میکن مکو دت گرنے کے بعد سب کچھ فیک ہو جاتا ہے۔ صرف  
آجاتا ہے، سکون مل جاتا ہے۔ تمہارے ساتھ بھی بھی ہو گا۔ صرف یہ شکل دلت ہے اسے کہیں تھکنے کی طرح گرا رہو۔  
اپنے ذہن میں سے اپنے بچتیں کو کھال دو، ان کے گھر، زندگیں اور بچوں کے بارے میں منت سوچو۔ صرف یہ  
سوچ کر جیسیں اپنے لئے کیا کرنا ہے۔"

"آپ بتاؤ میں مجھے زندگی میں کیا کرنا ہے؟ میں کی کہتی ہوں؟"

ہوں بیرے پاں۔”  
 ”آپ نے کبھی اپنے گمراہ میں نہیں کیا؟“  
 ”کسی حد تک.....مگر تمہاری طرح نہیں۔ شاید اس لیے کہ بیرے پاں کرنے کو بہت کچھ قاتماں کو سچنے  
 کیلئے وقت نہیں تھا۔“ اس کے لیے میں لاپور دلی۔  
 ”آپ کا دل نہیں چاہا کہ آپ کا انہا گھر ہو۔“ عمر نے اس کی بات کاٹ دی۔  
 ”چھ فڑک کو دل چاہتا ہے ہمار کروں؟ مجھے ہاپنے گمراہ نہیں لے سکتا۔ فرش نہیں دل کے۔ اب میں یہ  
 تو نہیں کر سکتا کہ اداخت ایورسٹ پر پڑھ کر کو دجاوں۔ یا رائٹنیں میں ہی پیچیں نہیں میں ہمہ کیا کیا جائے؟“  
 ملبوہ کواس کے اہلیناں پر رنگ آیا۔  
 ”جب آپ جاپ کر رہے تھے تو آپ نے کبھی انہا گھر بانے کی کوشش نہیں کی؟“  
 ”لندن میں جاپ کرتا تھا طبیرہ، اتنی بڑی جاپ نہیں تھی کہ گمراہ فریڈ یا۔ ایک کراچی کا  
 کی طرف سے۔ چونا ساخت۔ کچھ ساز میں چو لکھ تھا کہ سارے کو سارے نہ وہیں آتا تھا، صرف سونے کیلئے ہی اسے  
 استعمال کرنے تھا۔ لندن اتنا بھی شہر ہے کہ دبیں گمراہ وہ میں کا بندہ نہیں سونے سکتا۔ ہر میں نے دو یہی بہت  
 زیادہ حرثے کیلئے جاپ نہیں کی۔ پاپا سلیل مجور کر رہے تھے فارن سریں کیلئے اسی طرح دفت گزیری۔“  
 علیور کو کچھ شرم دی ہوئی اس کا گمراہ کرے بارے میں بیٹھ سے یہ خالی تھا کہ وہ اپنے گمراہ نے ایک چاکر  
 کے ساتھ بہت اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ اسی لیے ہاؤ کے پاس آئے تو وہ اس طرح ہر ہم ہو گئی تھی گمراہ اسے کچھ اور  
 ہی بتا رہا تھا۔  
 ”گمراہ! چاکر کی تو آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔“ وہ پانچیں کیا جانا چاہ رہی تھی۔ جواب میں  
 ایک طویل خاموشی کیلئی روی۔  
 ”اکنہ! چاکر کی تو آپ سے محبت کرتے ہیں؟“ علیور نے اس بار قدرے بلند آواز میں اپنا سوال وہر لایا۔  
 ”کیا... اہا... محبت... ہو کر کہتے ہوں۔“  
 ”کیا کیا ہوئی؟“ اس کے غیر ترقی جواب نے علیور کو جیران کیا۔ ”آپ کو نہیں پا کر دو، آپ سے محبت  
 کرتے ہیں یا نہیں؟“  
 ”نہیں میں نے کبھی اس ناپک کو دیکھ نہیں کیا..... ہمارے درمیان اور انہا گھر پر بات ہوتی ہے۔“  
 ”گمراہ! آپ سے محبت کرتے ہیں،“ اس نے اپنے الفاظ پر زور دیجئے ہوئے کہا۔  
 ”چھا!“ علیور نے یوں کہا جیسے علیور نے اسے کوئی بات تباہ کر دی۔  
 ”عکس فوٹو جو زیور تھاری؟“ علیور نے کبہم بات کا مرضیوں بدال دی۔  
 ”بُس ایک..... میں نے آپ کو پہلے گھنی ایک بار تھا! تھا۔“ علیور نے جواب دی۔  
 ”ہاں۔ شہزادی..... کبی نام ہے؟“ علیور کو محبت ہوئی اسے نام لکھ یاد رکھا۔

”آپ کو وہ اس لیے یاد رکھیں اتھیں کیونکہ آپ کے پاس سب کچھ ہے۔“  
 اس نے مجھے ایک تنگ اخذا کیا۔  
 ”چھا..... سب کوچھ ہے بیرے پاں؟..... خلا کیا؟“ وہ بہت عجیب انداز میں ہے۔  
 ”آپ کے پاس کچھ کرہے۔“ اس نے کچھ رنگ سے کہا۔  
 ”یقین کے سکے کیا؟“  
 ”کیا مطلب؟ کیا آپ کے پاس گمراہ نہیں ہے؟“ وہ کچھ جان ہوئی۔  
 ”نہیں بیرے پاں کوئی گمراہ نہیں ہے۔“ اس نے صاف گوئی کے کام۔ علیور نے بے تعقیب سے اسے دیکھا۔  
 ”جس کہر ہاؤں ملبوہ بیرے پاں کوئی گمراہ نہیں ہے۔“ وہ اس کی محبت پر بھاٹا۔  
 ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“  
 ”کیون ایک کوئی نہیں ہو سکتا؟“  
 ”اکل جاہنگیر کے پاس تو پاپا گمراہ ہے اور آپ بیش ان کے ساتھی ہی رہے ہیں۔“  
 ”ہاں، پاپا کے پاس گمراہ ہے اور میں بیش ان کے پاس رہا، میں ان کے ساتھی ہوں۔“  
 ”وہ اندر گمراہے میں اس کے پیڑے سے موجودہ دشمنوں کو یکٹھے کی کوشش میں ناکام رہی۔ وہ کہہ رہا تھا۔  
 ”پاپا رہنے اور سماج ہر دشمن سے فرق ہوتا ہے۔“  
 ”کیا فرق ہوتا ہے؟“  
 ”پاپا کی ہلکی پوچش جب لندن میں ہوئی تو ان ہی دنوں بھرے ہی تھس میں ڈائی ورس ہو گئی۔ پاپا نے  
 بھی بورڈنگ میں لگتی دیا۔ چند سالوں کے بعد وہ امریکے گئے تو مجھے بھی ساتھی لے گئے۔ دبائی میں بورڈنگ میں  
 رہا۔ دیکھا یہ زمان میں ان کے پاس آجایا کرتا تھا گمراہ صرف دیکھ ایڈز پر۔“ وہ گھر میسے دیکھتی رہی۔  
 ”جس پاپا کی سسکو اور جھبکو پہنچیں ہیں دیں جیس رہا۔ بعد میں پاپا ایک بار گمراہ کی گھے جب میں  
 یونیورسٹی میں تھا اور ہائل میں رہ رہتا تھا۔“  
 ”کیون؟ آپ ان کے ساتھ کیوں نہیں رہے؟“  
 ”اب وجہ تو مجھے نہیں ہاں لگیں۔ میں پاپا نے بھی ساتھ رہنے کیلئے کہا نہیں اور میں نے بھی کہا نہیں۔  
 ”ہو سکتا ہے ایک درجن کی دوسری شارڈی کی ہو۔“  
 ”کیا آپ تھرین کے ساتھ آپ کے ایسے گمراہ نہیں ہے؟“  
 ”نہیں۔ ایسا نہیں ہے گمراہ نہیں پاپا سچے ہوں گے کہ مری جوہ سے ان کی پرسل لائف Suffer نہ کرے  
 یا ان کی پار ایک حشر شدہ ہو۔“  
 ”صرف اس لیے؟“  
 ”نہیں! شاید یہ بھی تھا کہ مجھے پاپا کے پاس ایک ایسی زندگی گزارنی پڑتی جو بہت نارمل ہوئی۔ آزادی نہ

”چار کیوں؟“  
 ”ایدھر، دو کامیں گے۔ اس نے اپنیان سے روپے لکھا لئے ہوئے کہا۔  
 ”مگر میں تو ایک کامیں گی۔“  
 ”نہیں یا رائے کیم کون ایک کھانا ہے؟ بیش و دکھاتے ہیں۔ اگر اپنے روپے خرچ کر دے ہوں۔ اور  
 اگر کوئی دوسرا اخراج ہو تو پھر جو کھانی جائی گی۔ اس نے جیسے علمیہ کو پتے کی بات تھا تھی۔  
 ”مگر ایک وقت میں دو کیے کھاؤں گی؟“ اس نے عمر کے تھوڑے کوں پکڑتے ہوئے کہا۔  
 ”یہ جیسیں میں سکھاؤں گا۔ تم آؤ تو سکی۔“  
 اس نے خود بھی اپنی دو دوں کو زبردست ہوئے کیا پھر وہ بیرونی سے پہلے وقت دو دوں کو زبردست  
 کہا۔ اس کی بھارتی یہ ظاہر کردی تھی کہ وہ کام کر کے کامیاب تھا۔  
 علیحدہ اس کے ساتھ پہلے ہوئے خود بھی اپنی کی طرح آئس کرم کمانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر اس کرم  
 پکھٹا گئی تھی۔ میں روپے آتے آتے آئس کرم اس کے دو دوں کو جھوٹا اور کلاجیں پر پکل کر بینے کی تھی۔ عمر اس وقت  
 تک دو دوں کو زبردست یا خوب کھا تھا۔ ساتھ پہلے ہوئے اس نے علیحدہ کو کچھ اسیں بھر کر اخواز میں رکھتے ہوئے کہا۔  
 ”لیکی کرو گی یا رات نندگی میں۔۔۔ یہ اس قدر ضروری کام جیسیں میں آتا۔ مجھے کام از کام سے یہ تو قریب نہیں  
 تھی۔“  
 والپن جبل روڈ پر آتے ہوئے اس کی آئس کرم ختم ہو چکی تھی۔ مگر دو دوں ہاتھ پکھلی ہوئی آئس کرم سے  
 لترزے ہوئے تھے۔  
 ”اب یہ دیکھیں، میرے ہاتھ گندے ہو گئے ہیں۔ انہیں کیسے صاف کروں؟“ علیہ نے اسے ہاتھ  
 دکھاتے ہوئے کہا۔  
 ”ایسا شرٹ سے صاف کرو، جیسے تم درتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر لیو۔“ میرے پکھڑا تری اندماز  
 میں کہا۔ وہ کچھ جیسپن گئی۔  
 ”مردازور کی پاکت میں کوئی نشوٹنیں ہے؟“ میرے پہلے ہوئے اس سے کہا۔  
 ”نہیں ہے۔ یا نی ہوتا۔۔۔“ وہ اصرار پر کھینچ گئی۔  
 ”یہاں میں روپے پانی کہاں سے مل سکتا ہے۔ تم شرٹ سے صاف کرو۔ مگر جا کر کپڑے تو پھر کرنے  
 ہی ہیں۔“ میرے اس کی پاٹ کاٹنے ہوئے کہا۔  
 ”نہیں یا تھی تھی ہے۔ مجھے گمن آرہی ہے۔“ اس نے مٹیاں کو لوٹ اور بند کر کے ہوئے کہا۔  
 ”ایسا میں صاف کروں۔“ عمر پہلے چٹے کا اور بڑے اپنیان سے اپنی شرٹ سے اس کے باخصار  
 کرنے لگا۔ علیہ پر کچھ جگھا کیا۔ اس نے ہاتھ پکھتے کیوں کوکھلی۔  
 ”آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی شرٹ گندی ہو جائے گی۔“

”ہاں آپ کو پتا ہے تو چھار کیوں نہ چور ہے ہیں؟“  
 ”بس ایسے ہی۔۔۔ تمہاری بہت زیادہ دوستی ہے اس کے ساتھ؟“  
 ”ہاں۔“  
 ”بہت اچھی ہو گئی؟“  
 ”ہاں۔“ اسے اب مرے ہات کرتے ہوئے کوئی مجرما ہاٹ یا الجھن نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بے اختیار اس کی  
 باقی کے جواب دے رہی تھی۔  
 ”اور کوئی فریضہ نہیں ہے۔“  
 ”نہیں۔“  
 ”میں بھی نہیں؟“ وہ جواب دیتے ہوئے سچا بھائی۔  
 ”آپ بھی ہیں۔“  
 ”شہزادہ تک فریضہ ہوں؟“ اس پر پوچھا گیا۔  
 ”نہیں۔ ایسا تو نہیں۔“ علمیہ نے کچھ سوچ کر کہا۔  
 ”اچھا جا فریضہ تو ہوں؟“  
 ”ہاں۔“  
 ”بھی بھیک ہے۔ اسی خوشی میں، میں جیسیں بکھالا ہوں۔ پہنچ تا جو جیسیں کیا کھانا ہے؟“  
 ”کم آن یا بڑا۔ آن آوارہ گردی کرتے ہیں۔۔۔ کہیں سے کچھ کھاتے ہیں۔۔۔ جلوہ بر گریج نہیں یہ بھائیں  
 کرم کیماں گے۔ ایک روز میں جنم تے خاصی اڑی دیت کی ہے۔ اب فربودی ہے یہ سب کچھ۔“  
 عمر نے اٹھتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے میر کا ہاتھ چھاپ لیا۔  
 رسل کو اس کے درسرے گیکے سے وہ جبل روڈ پر کل آئے۔ عرب اسے لٹپٹے نہار ہاتھ۔ وہ ایک جھوٹے  
 سے پیچ کی طرح اس کا ہاتھ چھاتے اس کے تیز قدموں کا مقابلہ کرتی اس کی باقیوں پر سکھلانے کی تھی۔  
 ایک لبا کپڑا کاٹ کر وہ شادمان کی طرف کل آئے۔ فٹ پاٹھ پر گھٹے ہوئے بُرگر کے ایک انصال سے  
 انہوں نے بُرگر خریدے اور بھر بے مقدمہ دارکیت میں وہ شاپ پک کرتے ہوئے بُرگر کھاتے رہے۔  
 میکرو کو اپاٹ اسکے احساس ہوتے تھے۔ عمر اتنا برا اپنیں تھا جتنا کھو رہی تھی۔ اسے اس کے ساتھ اس طرح پھرنا  
 اچھا گ رہا تھا۔ جیب سی اڑاکی اور اسکا احساس ہو رہا تھا۔  
 ”بُرگر چم ہوتے کے بعد مرے اس کی مکملہ کیلئے اسی طرح ایک ادا پاٹ پر لے گیا۔  
 ”چار کوک دے دیں۔“ اس نے آئس کرم میں کوئی پہٹ کرنے والے سے کہا۔ علیہ نے اسے جرانی  
 سے دیکھا۔

پڑج کراس کرنے کے بعد لاوچنگ کا دروازہ غرفے ہی آگے چھڑک کر گول۔ علیرغم اس سے چند قدم پہنچے تھے۔ بہت جاتا انداز میں دروازے دل کے ساتھ جب وہ عمر کے پیچے لاوچنگ میں داخل ہوئی تو لاوچنگ میں ایک جیب کی خاموشی سے اس کا استقبال کیا۔

عمراس سے کچھ آگے بالکل ساکت کڑا تھا۔ اس کے پیچے پر پکھر پہلے والی ٹکانگی اور سکراہت ناچاب ہو گئی تھی۔ علیرغم کچھ جانی کے ساتھ لاوچنگ میں اس چینگوٹھاٹش کرنے کی کوشش کی جائے دیکھ کر عمر کی یادات ہوئی تھی اور وہ چینگوٹھاٹش کے سامنے نہیں تھی۔

لاوچنگ کے ایک صوفے پر ڈالو کے ساتھ ایک گورت پیچھی ہوئی تھی۔ رائل بلسک کی سازماں اپنے وجہ کے گرد لپیٹے۔ کندھوں پکتے تراشیدہ ہالوں اور جیکنے توٹش والی اس گورت کو علیرغم نے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ دلوں اور انی خاموشی کے ساتھ اندر آئے تھے کہ ہاؤ اور اس گورت کو چانپیں چانداو دلوں چاہے پیٹے کے ساتھ بہت مدھم آوازیں کوئی ہات کر رہی تھیں اور ایک در در کی طرف جوہر جیں۔

ناو بہت سوٹل نہیں تھیں مگر پھر بھی ان کا ایک خاص حلقہ احباب تھا جن سے ان کا میل طلب تھا اور وہ لوگ گھر آتے رہتے تھے۔ اس وقت علیرغم بھی اس گورت کو ناؤنکی ایسی ہی کوئی رفتگی تھی۔ گمراخت عمراس گورت کو دیکھ کر اس طرح ری ایکٹ کیوں کر رہا ہے؟ یہار وہ جانتا تھا۔ علیرغم نے پکھر جان کو کرسوچا تھا مگر عمر کی اوقیان تو بہت کھدودی سے پکھر گورت۔ اس نے پکھر لائتھے ہوئے سوچا۔

تھب ہی گھر نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ علیرغم پہرے پڑھنے میں باہر نہیں تھی وہ ملی پیشی چانی تھی بھرپوچی اس وقت عمر کے پیچے کو دیکھ کر اس یوناں کا تھا تھیے دلوں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔ وہ پکھر اور بھی ابھی تھی۔ عمر کی آنکھوں میں اسے ایک جیب کی دلشت نظر آئی تھی۔

اور اسی وقت علیرغم نے اس گورت کو عمر کی طرف متوجہ ہوئے ہوئے دیکھا۔ وہ ایک دم ناؤسے باشی کرتے رک گئی پھر علیرغم نے اسے چاۓ کا کپک پیز پر رکھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے عمر کو دیکھا۔ بھی اب اسی گورت کو دیکھ رہا تھا۔ پھر علیرغم نے اسے کہتے تھا۔

”یہاں ہاؤ آرے؟“

جواب میں اس گورت نے جو رکت کی، اس نے علیرغم کو کو شدرا کر دیا تھا۔



عمرنے پکھ کرنے کے جایے ابھی طرح اس کے دلوں ہاتھ اپنی شرت سے صاف کر دیئے۔ ”کوئی بات نہیں یا راہبری ہی شرٹ نہیں ہو گئی ہے اسے تباہے ہاتھ اپنے صاف اپنا لیں گے۔“ اس نے بڑی لامپری سے کہا۔ وہ اس کے ساتھ اپنے ٹپٹے ہوئے خاموشی سے اس کا پکھر دیکھنے لگا جو اس کا تھا۔ مگر اس کرنے کیلئے نظر لیکھ کر کوچہ رہا۔

وادھی کی ساتھ پرستہ پروپریتی اور مرکوزتار ہاتھ۔ علیرغم کو دلوں کیس اس نے آفری بارزندگی میں کب کسی کے ساتھ اپنی باتیں کی تھیں۔ شاید کسی کے ساتھ تھیں۔ شہلا کے ساتھ بھی نہیں۔

گمراخ کا گیٹ نظر آئے کہ توہہ کیے جم جنگل۔

”ہاں یا راہی علیرغم اسے ایک بات کہنی تھی۔“

”بائی کہنی۔“

”مگر پلٹام پارک پارس کر کر ناراٹیں نہیں ہو گئی۔“

”وہ جہان روکی۔“ اسکی کوئی بات ہے؟“

”پس اپلٹام پارس کر دو۔“ اس نے اصراریا۔

”نیکی ہے میں پارس کر کر تی ہوں میں ناراٹیں نہیں ہوں گی۔“

”وری لگا۔“ عمرنے کاہنی پکانے کی بانگ میں ہوئی تھیں بھرپوری کی نظر دوڑتے ہوئے کہا۔

”وہ دھاصل بات یہے کہ من چھین گری کو تباہے بھرپوری کا منکر کر دیا ہوں۔“

خاں سے الیمنیا سے کہے گئے چھٹے اس کے قدموں سے زمین ٹھاکل دی۔ علیرغم کا منکر کر دیا۔

”مگر اپنے تو کہا تھا کہ.....“ عمرنے اس کی بات کاٹ دی۔ ”میں نے جھوٹ پولاتھا اگر کہا کہ میں

حیبیں ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تو تم بھی دعا تھی۔“ اس کا الیمنیا بھی بھر پر اڑا تھا مگر اس کا بھر کی جان پر نی ہوئی تھی۔

”اپ کو اندازہ ہے، کتنی دب ہو گئی ہے۔“ ناو بہت ہی باراٹ ہو گئی۔ ”وہ دہانی ہو گئی۔“

”میں بھتی یا راہی تو حقیقی تو میں کہ دلوں گا کہ میں زبردست حیبیں ساتھ لے کر گیا تھا۔“ عینے

ساتھ چلتے ہوئے اسے تلی دی۔

”آپ ناکوئیں جانتے۔ اس لیے کہ رہے ہیں۔ میں بھی یاں کی بات کے لئے کہیں نہیں چاہتی اور

ذہن وہ بات پسند کریں ہیں۔“

”تم نگرمت کرو۔ میں بات کرلوں گا ان سے۔“ اس نے ایک بار بھروسے لئی دی۔

وہ مگر کے گیٹ پہنچنے تک جانے کے جایے عمرنے گیٹ پر ہاتھ مار کر چکیار سے گیٹ کھلایا۔

علیرغم کا تھوڑی دی پہلے والا جوش و فرشٹ فتح ہو چکا تھا۔ اب اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑتے ہوئے تھے بجدہ عرباب

کی پہلے کی طرح مطمئن اور بے نظر نہ رہا۔

کے کارناول کی گرم مقامی اخبارات مکان کے کام اور نام سے بے خبر ہیں۔ ”اسے عمر کے اٹامات یاد آرہے ہے۔“  
چائے اور دسرے اعلاءات سے قارچ ہونے کے بعد انہیں اسیں تمہارے کیک ایک اعلیٰ یہدے دار نے  
برپا نہیں دینی شروع کی۔ ”جب نہ اس علاطے میں کام شروع کیا جاتا ہے تو پورا علاطہ بھر جاتے ہے پس اس نہ  
قائم۔“ پیمانہ زندگی کی بیوایہ سہولیات تک نہیں تھیں صرف تیس فیصد بیجے اسکل جاتے ہے اور پورا نہیں میں زر اپ  
آؤ۔ دوست بہت زیادہ تھا اور دوست بہت سے بلکہ امریش کا خداوار تھے۔ حمروتوں کی عالت تو اس سے بھی گنجی زیادہ  
خوب تھی۔ ورنگر کا استعمال بھی اس علاطے میں بہت زیادہ تھا۔“

وہ اب دوسرا ”Version“ سن رہی تھی۔ ”اس علاطے میں موجود چیزوں میں پانچ لیبر کوارٹی تھیں۔“  
دیہاتی علاطے نے زمین پر زرد روپی پتھر کو مکان کے مطالب پر کام کیے تو لوگوں کو بھروسہ تھے۔ جو اجرت ان  
لوگوں کو دی جاتی تھی اس سے کام کرنا شاک گھنگھن کر کام کرنے پا سے بھروسہ تھے کہ خود ان کی شرس بہت کم  
تھی اور بے روزگاری بہت زیاد تھی۔ بنیادی طور پر یہ زرعی علاطہ تھا کہ لوگوں نے اپنی زرخیز رسمیں پتھر کی تحریر کیئے  
پتھر شروع کر دیں۔ اسی سے ہوا کہ اس علاطے میں کاشت کاری بہت کم ہو گئی۔ ایک بڑے علاطے میں بھروسہ بننے  
کیلئے اور بھروسہ بننے والے اولاد پانی سے اس علاطے کی زرخیز پٹی ایجاد کر رکھتے تو اسے بھروسہ کی تحریر کیئے  
لہو پر بہت سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا۔ بلکہ بہت سے جلدی امریش بھی ان علاقوں میں پہنچ گئے دوسرے لہوں  
میں پا خفرخا آپ بھکھلیں گے کہ اس علاطے میں زیادہ احتصال ہو رہا تھا۔“

وہ بہت غور سے اس فرض کی پابندی سن رہی تھی۔

”پھر سب سے پہلے ہم نے اس علاطے میں کام شروع کیا۔ آپ انداز دہیں کر سکتے کہ یہ کتنا مٹکل کام تھا  
بلکہ شاید یہ کتنا تھا جو حساب ہوگا کہ ایک ہر کوئی نہ کام تھا۔ شروع شروع میں ہم جہاں جاتے ہے تو اسے تھا  
نہیں کیا جاتا تھا۔ پسچاہیں بھجوں پر توارے پر بیکاری پر بیٹھنے لگے گے۔“ بھرپور بڑا ذائقہ۔ خفظ پتھر کی طرف سے کر  
ہم کام کر کریں اپنی خوف تھا جو لوگوں میں شور آئے گا اور یہ خوف کا اور یہ خوف بالکل درست  
قہاں ہے اسی قدر تھا۔ اور شر انکا پر وہ لوگ کام کر رہے تھے۔ شور عالمی کرنے پر سب سے پہلے وہ ان پتھر پر لکھے کام کرنا ہی  
چھوڑ دیتے۔ ہماری ثابت قدری نے ایک طرف تو ان علاقوں کے لوگوں میں ہم پر اعتماد بڑھانا بلکہ دوسری طرف سے کہ  
ویکھ کر بہت سی دوسری این یہی اور یہی سیدان میں آگئیں ایک پورا خیت و رک قائم ہو گی۔“  
اگر اسے عمر کی باتوں میں چالی نظر آئی تھی تو اس فرض کے لیے بھی وہ کوئی تذکرہ دعویٰ نہیں میں ہا کام  
ری اس کی اصل بھوکی کی ”اپنی sense of Judgement“۔ اسے عمر کی بات یاد آئی، مگر اسے استعمال کیے  
کرتے ہیں اس نے چاہتا۔

”ہم لوگوں بنانا کار ساراون ایک گاؤں سے درسے گاؤں اور دسرے تیرسے گاؤں پھرستے  
روجے ہیں ایک گھر جا پڑا۔ دہاں سارے کوائف ائمّتی کرنے پڑے۔ گھر افرادی تقدیر کیتی ہے، ان میں  
وہ سیکنی تھی اور ان کی عمر سی کیا ہیں، مدد کئے ہیں اور کس عمر کے ہیں، بچوں کی تعداد کیا ہے اور کس عمر کے ہیں، گر  
کر سیکنی تھی۔“

”ان این جی اور کے آفس کیٹ کے علاطے میں ہیں اور ظاہر ہے کہ پانچ بیجے پانچ گھنی کے علاطے میں  
ہوتے والی ایسی سرگرمیاں آئیں کہ ایکجنیزے خیری ہوں گردہ بھی صرف روپڑی و دست دیجے ہیں۔“ پوچھ کر نہیں سمجھتے۔“  
دہاں اس علاطت کے بڑے کمرے میں سب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اسے عمر کی باتے انتدار یاد  
کریں۔ لوگ لاہور سے سیدھا گاؤں میں جائے کے بجائے پہاڑیں اسیں جی اور کے آفس میں جو بھنگ کے اندر  
کیٹ کے علاطے میں ایک ٹانی بڑی کوئی میں واقع تھا۔ عمر کی ایک بات تھی بات جی تابت جی بوجھی تھی۔ وہاں انہیں اسیں جی  
اوکی طرف سے اپنے کام اور آفس کی دوسری سرگرمیاں کے پارے میں بڑھنگ دی جاتی تھی۔ اس وقت وہ چائے اور  
اسنکھ سے لطف انداز ہو رہے تھے اور علمیہ کو یہ کوئی کھانا جیتتے ہوئی کہ اس نہیں اقتدا ماست پندرہ علاطے میں بھی  
لوگوں کی ایک بڑی تعداد اسیں جی اوکیے کام کر رہی تھی جو تھامی تیران کی بات جی آفس کی علاطت کا ایک جائزہ  
لیتے ہوئے اسے قدم قدم پر جرمنی ہوئی تھی۔ علاطت میں موجود کوئی تھیں صرف بے حد جدید تھیں۔ بلکہ خاصی دافر  
خاصی فراوانی سے استعمال کی جا رہا ہے۔“

”این جی اوکرا تو دیکھی علاقوں میں ریاضت اور سوشل فیڈ پلٹس کی کام کر رہی ہیں تو پھر ان کے امیر  
بھی ان جی گاؤں پر خیر میں ہوتے ہیں جائیں تاہم کہ وہ لوگوں کے ساتھ مسلسل اور بہتر رابطہ میں رہیں گر کی جی اسی تو  
کام کی اعلیٰ دیکھوں۔“ سارے آفسر شہر کے سب سے بیچے اور کھوٹا علاطہ میں خاصے ہم اور خیر  
رکھنے گے ہیں اگر ان کام لوگوں کی بہتری ہی ہے تو پھر انہیں تو لوگوں کے ساتھ رابطہ پڑیا جائے گا۔ اپنے  
آفسر کو ایسی بھجوں پر رکھنا چاہیے جوں نہیں تو یہ لوگ ان کے نام سے واقع ہوں ان کے پاس آگئیں گمراہیا  
نہیں ہے شترے ہو کر کسی سے کسی بھی این جی ایکا نام تک کارکنیا کر کر جائے گا۔ اسی گھر میں آگتم کیٹ کے علاطے میں بھی  
کھڑھرہ نہیں ہے تو لوگوں کو کلکم کا پتا پوچھو تو وہ بے خبر ہو گا اور انہیں کچھ ایک اکٹھ جو ہو جائے  
کا خیرہ نہیں ہے تو لوگوں کو کلکم کا پتا پوچھو تو وہ بے خبر ہو گا اور انہیں کچھ ایک اکٹھ جو ہو جائے  
انٹریٹل میڈیا تو وہم چاہ رہا ہے ان



میں سے کوئی نکلوگ کا آغاز کرے اور وہ اس اسرار کو مل گز کے۔ اس گورت نے اب اچاک علیہ کو دیکھا۔ اس کی نظریں بکھر دیں کیونے اس پر نظر گئیں علیہ اس کی نظریں سے نہیں ہو گئی۔ ناونے اس گورت کی نظریں کا تقارب کیا۔

”یہ علیہ ہے۔“ انہوں نے اس گورت سے جیسے اس کا تعارف کر دیا تھا۔  
”علیہ ہو۔“ اس گورت نے انتہا پر نظریں سے ناونے دیکھا۔

”ہاں علیہ۔ کیا تمہیں بھول ہوتے ہیں؟“  
”اوہ۔ ہاں علیہ۔ کیا تمہیں بھول ہوتے ہیں؟“

”میں وہ آخر لیماں ہوئی ہے۔ علیہ سر ہے پا رہت ہے۔“ ناونے نظر اس کا تعارف کر دیا۔  
”علیہ دا ہی۔ یہ محکی کی ہیں۔“

علیہ کا منانو کے اس تعارف پر مل گیا۔ ایک نظر اس نے اس گورت کو دیکھا جس کے پڑے پاکیں بیکیں  
کی مکراہت اور محیقی۔ وہ روسی نظر اس نے عمر پر ڈال، وہ اب بھی سر جھکائے بیٹھا تھا۔

”بول۔“ اس نے بالا کا اپنی حق طلب کیا۔  
”بول۔ کیسی خود؟“

”من بھیک ہوں۔“ اس نے پکھا گئے ہوئے انداز میں کہا۔  
”علیہ دا آؤ مجھ تھم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔“ ناونے یک دم احتہ بوبے اسے غائب کیا۔ اس کا دل

اچل کر رکھنے میں آگیا۔  
کیا وہ اسے اب دلنا چاہتا تھا۔ ناونے دنوں کو دیں چھوڑ کر لائیں سے باہر نکل گئی۔ علیہ نے ہمی  
بے جان قدموں سے ان کی بھروسی تھی۔  
”من جیہیں اس لےے باہر لےے آئی ہوں۔ تاکہ وہ دنوں آپس میں ننگکر سکیں۔“ باہر نکلے ہوئے ناونے

اس سے کہا۔  
”مگر عمر کی کہاں سے آگی ہیں؟“ اس نے خدا کا شراراد کرنے ہوئے ناونے پر چاکر انہیں یاد ہیں  
رہا کہ وہ کہاں گئی تھی۔

”زارا پاکستان آئی ہوئی ہے آج کل اپنی بھلی کے ساتھ، اس کا دل پا اتیہاں لئے آگئی۔“ ناونے اپنے  
کرکے طرف پڑھنے ہوئے کہا۔

”اپنی بھلی کے ساتھ۔“ وہ لٹک گئی۔  
”ہاں بھی اپنی بھلی کے ساتھ۔“ دیجے ہیں اس کے شادی کر جی ہے۔ انگلیند سے آئی ہے۔“

”مگر کیوں؟“  
”کیوں کا کام مطلب ہے؟“ ناہر ہے اپنے جیسے ملے آئی ہے۔“

وہ ان کے پچھلے جملہ رہی تھی۔ ”کیا پہلے بھی یہ مرے ملے کیلئے آئی رہی ہیں؟“

اس گورت نے یک دم آگے بڑا کر عمر کا مقاومہ لی۔ علیہ نے عمر کو مجھے کرتے ہیں کہ وہ قدم پیچے ہتا  
دیکھا۔ اس گورت نے ایک بار پھر آگے بڑا کر عمر کے کندھوں پر کندھ دکھانا پا ہے۔ گروہ باہر نے اپنے ہاتھوں سے  
اس کے ہاتھوں کو پیچے پا دیا۔  
”چیز کا کافی ہے۔“

علیہ نے اسے کر دیجے میں کہتے ہے، اس کا اشناواٹیں طور پر اس گورت کے اس والہاں اٹھاہ بھتی کی  
طرف تھا۔ علیہ بکا بکا گمراہ اس گورت کا پیچہ دیکھ رہی تھی۔ اس گورت کا پیچہ یک دم مجھے بچھ گیا تھا۔ عمر اب ناڈو کو  
دیکھ رہا تھا۔

”تم کیسے ہو مر؟“ اس پاہس گورت نے دیس کمرے کفرے پر چھا تھا۔  
”میں بھیک ہوں۔“ میر نے نظریں ملائے بغیر جواب دیا۔

”واہا! آؤ بہاں جیہے جاؤ عمر!“ تمیں بیچے ہوا۔ علیہ نے اس گورت کو پلٹ کر کیا۔ علیہ نے اس طرح کڑے کفرے باعث کرنا مناسب نہیں۔  
ناونے پہلی بار ملاحظت کرتے ہوئے کہا۔ علیہ نے اس گورت کو پلٹ کر کیا۔ علیہ نے اس طرح کڑے دیکھا۔ علیہ نے  
عمر کو کسی لکھنیں جھٹا جایا ہیں میں وہ طے نہ کر رہا ہو کہ اسے اس گورت کے پاس جا کر پہنچا ہے یا انہیں ہاں آگرہ  
مجھے کسی تجھی پر پہنچ گیا۔

علیہ نے اسے بے آزاد قدموں سے ناونے کے سووند پر پہنچ دیکھا۔ اس گورت کی نظریں سلسلہ عمر پر گئی  
ہوئی تھیں جس پر سلسلہ اپنی نظریں پیچے جھکائے ہوئے تھیں۔ علیہ کی جیریتی کی آخری گورت کوں  
ہے جو اس طرح زیادا آتی ہے؟ تھے ناونے پاڑا رہی ہیں اور جو عمر کو کچھ کر کیوں بے اختیار رہ گئی تھی۔ اس کا ذہن  
گیبی سوچ میں الجھا اتھا۔

لاڈنگ میں کھل گاموشی تھی، شاید کسی کی کچھ میں نہیں آرہا تھا کہ بات کیسے شروع کی جائے۔ علیہ اپنی چور  
کمری صوفیں پر موجود تینوں کارداروں کو دیکھ رہی تھی۔ سب کچھ مجھے کہم دی پرہب پر اسرا رہ گیا تھا۔ وہ خاتمی کر ان

"بھر کیا ہوا نہ؟" ملبوث نے بڑی بے تالی سے پوچھا۔

"کیا ہوا تھا۔ زماں تے کافی کوش کی، شروع میں اسے اپنی کسدی میں لیتے کی بگعد میں اس نے شادی کر لی عمر کی کسدی کا سب کورٹ میں تھا۔ زماں خود کی پچھے بہت کمی، جاہاگیر نے مرکوز بورڈ مگر میں رکھا تھا۔ وہاں سائچے لو جست عمر کی علاج کرتا رہا آپسے آپسے چیخ پھیکھ رہا۔ بعد میں کبھی کوئی پاہنچنے ہوا۔" تالوں آپسے اوارز میں جاتی جا رہی تھیں، وہ شامیوں کے ساتھ ان کی باعثی تھی رہی۔ بات کرتے کرتے اچاک تا کو یاد آیا۔

"تم کہاں جیتھی؟ میں پورے گھر میں ڈھونڈتی رہی بھر کچھ کیدار نے تباہی کر کم عمر کے سامنے گئی۔"

"وہ... عرب نے کہا تھا کہ مطلب مارکیٹ تک جانا چاہدہ رہا تھا تو میں۔" وہ گزیر اپنی اس کی کھجور میں نہیں آیا۔

کھوفری طرف پر تاؤ نہ کیا کیکے۔

ناوچوہ درپر بڑے گھوٹی رہیں۔ "اس کے ساتھ مارکیٹ کی جسیں؟"

"ہاں۔" اس نے سر بلدا۔

"کم از کم تا عکسی جسیں۔"

"میں نے کہا تھا کہ مرکوز بورڈ تھا کہ واپس آکر کہا دیں گے۔" اس نے منتابت ہوئے کہا۔

"مچے کیسے تھے تم تو؟ گاڑی تو ہیں تھیں؟"

"پول کیتے تھے تو کرتے ہوئے۔"

"اپنی دوڑ پول جانے کی کیا ضرورت تھی؟ گاڑی لے جاستے تھے۔ میں پر بیان ہوتی رہی۔" آپ نے

اب کو کہتے تھے میں اسے جھوڑ کا۔

"سری نا۔"

"لبیں تھے کہ اس تھدہ جو رہتا، اس طرح تھا نے لبیں غائب ہونا کوئی مناسب بات نہیں۔ تھا رہے نہ ابھی

بکھر نہیں آئے۔ وہ آجائے تو وہ مجھ سے بھی زیادہ پر بیان ہوئے۔" نونکا کام پکنہ میں پڑ گیا۔

"اب میں جاؤں؟" ملبوث نے فوراً وہاں سے کھکھے کی کوشش کی۔

"ہاں مجیک ہے جاؤں۔"

علیحدہ فوراً جو کہ رہا تو کر کرے سے باہر آگئی۔ باہر آئنے کے بعد اس نے اپنے کمرے کی طرف قدم

بڑھانے کر رہی تھیں اس کے دہن میں کوئی خیال ابھرنا تھا۔ جو کوئے کر رہا بند تھا۔ وہ بھتیجی اب اکی رفت

وہاں تھیں جب ہر کمی دیں جائیں۔

"مجھے کینا جاپے کے مرکوز اس کی کمی۔" وہ دیکھ دیکھ رہی تھیں۔

اپنے کمرے کی طرف جانے کے بھتیجے وہ پھٹلا دوڑا تھے کھول کر لان میں تکل آکی اور وہاں سے لہا پکر

کاٹ کر وہ لاوچ کی ان کمرے کیں۔ آگلی جولان میں کھلی جسیں لان میں تار کی تھی اس لیے اسے ٹھیکی کر کر میں

"جسے نہیں پتا۔ عمر کا بھی چند ماہ سے ہی تھرے پا سے ہے۔ اب یہ اس سے تھی رہی ہے جسے نہیں اس کے ملبوث کے کھجور اس کا ساٹھی۔" کیوں نہل جاہاگیر کیوں پسند نہیں کرتا کہ یہ عرسے تھے؟"

"پاہنچ،" مگر وہ شروع سے نہیں کرتا رہا کہ زماں حمرے سے نہل پاے، خام طور پر ملیدھی کے فوراً بعد تو جاہاگیر نے چان بڑوں نے گر کر عروز کا اس پر بڑھنے لگا۔ زماں کیلئے جاہا ملکی ہوا۔ اب پاہنچ نہیں ہو سکتا ہے وہ پکنہ چڑی پر ہوا اور عروز کا برابط مال سے نہ ہگر جائے۔ ایسا کامیابی نہیں تھا۔"

"مگر انکل جاہاگیر کیوں ناپذیر کرتے ہیں ہم کا اپنی کی سے ملنا۔"

"بیس دوویں میں ملیدھی خان سے خراب حالات میں ہوئی تھی۔ بہت زیادہ جھوڑے ہوئے دوویں میں۔ بات کو تک مکنی کی وہاں بھی دوویں نے ایک درسرے پر بہت سے ازادات لگائے۔ شاید جھوڑے اسی وجہ سے عمر کے اس سے ملے کہ پسند کرتا رہا۔"

"مگر اس میں عمر کا کوئی تصور نہیں۔ انکل جاہاگیر کیوں نہیں ہو چکے۔" اس نے عمر کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

"جاہاگیر کا داشت بھی شیخی بہت گرم رہا۔" وہ اپنے محالات میں کہی درسرے کی ستا ہے نہی کی کی داعلات پسند کرتا ہے۔"

"مگر آپ نے زماں آنکی کو اندر کیوں بھایا۔ عرسے میں کیوں دیا اگر انکل جاہاگیر کو پاہنچ دو۔ آپ سے بھی پارش ہو سکتے ہیں؟"

"ہاں پارش پر ہو سکتا ہے مگر میں اسے مرت و نہیں ہو سکتی کہ اسے اندر ہی نہ آئے دیتی جائی اسے اپنے بیٹے سے ملے دیتی۔ اب نہیں مگر کمی کی تو وہ اسی خاندان کا ایک حصہ رہی ہے۔ اگر جاہاگیر اپنا عادات پکھ بدل لے تو

ٹایپان ٹھیکان دوویں میں طلاق نہ ہوتی۔ زماں ایک خراب لازی نہیں تھی۔ اسی تھی۔ خوبی سے محبت کی تھی اور بھی خوبی تھی اس کو کوئی امداد نہیں۔ آس خوبی اسی پر بھیج گئی۔ اب اگر وہ بیٹے سے ملے آتی ہے تو وہ تو تواتر وہ ایک اکلا کو رہ جانا کر سکے نہیں کی۔ میں نے میں سوچ کر زماں کو سے ملوایا تھا۔"

"ماں اپنے کر کے میں آجکی تھیں۔ علیہ زماں کے سماچھ پڑے ہوئے ان کی باعثی تھی رہی تھی۔" "مگر عرب نے بھی اپنی کمی کا ذکر نہیں کی، کیا کمی اپکے سامنے گردہ زماں آنکی کی بات کرتا ہے؟"

میں بہت ایک تھا زماں کے ساتھ۔ جب جاہاگیر اور زماں میں ملیدھی کو اسی طبق نہیں کرے کہ زماں کا پسند نہیں کرتا ہے۔ پھر جاہاگیر سے کہا کہ وہ اس کے پاس بھجوادے گر جاہاگیر اس پر تباہیں ہوا وہ کہتا تھا کہ یہار وہ یا نیک رہے اسے رہنا جاہاگیر کے پاس ہی ہے۔" وہ دیکھ دیکھ کر کے فاسوں روکی تھیں۔

"میں تمہاری زندگی میں مداخلت کر رہی ہوں؟ میں تم سے مرف نہ آئی ہوں۔"

"میں آپ سے مانشیں جاتا تو آپ کہن شکھ آئی ہیں۔ آپ بہاں سے جائیں۔"

"مجھے اس کمر سے آئے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ تم اگر سوات میں مجھے دیکھوں یا دیکھوں جائیں تو ہمارے لیے اس کے لئے اپنا پختا ہے۔"

"کس نے کہا ہے کہ میں سوات سے بھاگ آیا ہوں اور وہ بھی آپ کو دیکھ کر..... میں وہ اپنی مرضا

سے گیا تھا اور اپنی مرضا سے ہی آیا ہوں اور میں آپ سے خوفزدہ نہیں ہوں، پھر وہ کہ کہوں بھاگوں گا۔" اس

نے لکھ کر کہا تھا۔ "تم مجھ سے خوف زدہ نہیں ہو سکتے جو انگریز سے خوف زدہ ہو۔ اسی لیے تم مجھے اس طرح رد

کر رہے ہو۔" اپنا ٹھیک ہے، میں پاپا سے خوفزدہ ہوں پھر جب آپ یہ بات جانتی ہیں تو اس طرح مجھے پر بیان کیوں

کر رہی ہیں؟" "تم اب کوئی نئے پچھے نہیں ہو گرا ہے، اور پچھے ہوئے پھیلے خود کرتے ہو چکیں ہو رہے ہے میں بھی

فعل خود کرنا چاہیے اگر جو انگریزی، درسی شادی پر جسمی کوئی احتراز نہیں اور تم اس کی فحیلی کے ساتھ یہ جوت کر کرستے  
ہو تو پھر سیری دوسرا شادی۔"

اس باراں کے بائیں میں بے چارکی تھی ہمراں کی بے چارکی نے عمر پر کوئی احتراز نہیں کیا۔ اس نے ایک بار پھر

ان کی بات کاٹ دی تھی۔

"مجھے آپ کی درسی شادی پر بھی کوئی احتراز نہیں ہے۔ میں آپ کو تباہ کا ہوں کہ مجھے آپ سے اور  
آپ کی زندگی سے قطا کوئی رکھنی نہیں ہے آپ نے جو ہا کیا آپ جو جاہیں کریں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ  
میرا بچپنا کرنے کی کوشش نہ کریں۔"

"میں تم سے سال میں چند بار ملنا چاہتی ہوں۔ چند بار غونڈ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس سے

زیادہ اور کچھ نہیں جایے۔"

"میں آپ کی بھی سے زندگی میں پہلے ہی بہت اذیت الحاضر کا ہوا، اب مرید کی پراملہ کا سامنا کرنا نہیں  
چاہتا۔ میں آپ سے کوئی رابطہ نہیں رکھتا چاہتا۔ یہ بات آپ ابھی طرح لکھ لیں۔"

"تم جنم بالکل اپنے آپ کی طرح اپنے حس ہو، حسر غرض، جس طرح وہ ہمیشہ صرف اپنے ہارے میں  
سوچتا تھا۔ اس طرح تم بھی صرف اپنے ہارے میں سوچتے ہو۔"

"پھر آپ میرے بیچے بے حس اور خوفزدہ انسان کے پاس کوئی نہیں۔ کیوں بارہا نہ کرتی ہیں، خط  
لکھتی ہیں انسان میں جو self respect (مرت نہ) ہوتی ہے وہ شاید آپ میں نہیں ہے۔ میری خامیوں کی  
نشان دنی کرنے کے بجائے آپ مجھے چور دیں۔ میں اپ کے بیچے بھاگتا ہوں تو آپ کو آپ کی خامیاں جاتا  
ہوں۔"

سے بھکی نہیں چاہکی۔ پھر بھی وہ دبے پاؤں لاوٹ کی کلی کمر کیوں کے پاس آگئی۔ اندر سے آتی ہوئی عمر کی بند

آواز نے اپے چوکا دیا تھا۔ "تجھے کچھ سے کیا رابطہ رکھے میں وہ بھی نہیں ہے پھر آپ میرے بیچے کیوں پڑی ہیں؟"

ملبوڑے تھوڑی کی گردان آگے کر کے اندر کا بھروسہ دیکھنے کی کوشش کی گئی۔ وہ مال میں کام بھروسہ تھا۔ درہ میان کھڑا تھا اور اس کا لپڑ بہت درشت تھا تھا راز اتنی اسی میسری سے پہنچنے سے عالمی خوبی کا بھروسہ تھا۔ کوئاں کا جامہ وہ بہت بجا ہوا تھا۔

"تم میرے بیچے بھوڑا میں۔" "نہیں نے حمرے سے بھوڑا میں کی کوشش کی گئی تھی کہ میرے ان کی بات کاٹ دی۔

"اب میں آپ کا بیچا ہوں تو اس میں میرا کیا تصور ہے۔"

"غم اس طرح بات میں کوئی مجھ سے۔"

"جہاں تک نہ مرے خلاف تمہاری اتنی برقی، دلخک کر دی ہے کرم۔"

اس نے ایک بار بھر شے میں مال کی بات کاٹ لی تھی

"ہاں بھیک سے کریں اپنی بھوڑے نے بین را لیکھ رہیں۔"

زادرا آتنی روز درجہ کے ساتھ کچھ دکھ دیا جائیں تو رکھیں۔" میں تم پر اعتماد کر کریں، ہوں کہیں بھوار

چیزوں دیکھیں کردن جس بھوڑے سے بات کر لیا کر۔"

"آپ صحیح پر کوئی حق نہیں رکھتیں۔ آپ کی اپنی ملی ہے، محمر ہے، بیچے ہیں۔ آپ اپنی زندگی ان کے  
ساتھ گزاریں۔ خود بھی سکون سے رہیں اور دوسروں کو بھی سکون سے رہنے دیں اور انہا برقی اس اولاد کیلئے غصہ میں

رکھیں جو آپ کے ساتھ ہے۔"

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔"

"تو میں کیا کروں؟"

"میں جاتی ہوں، تم مجھ سے ناراض ہو۔ بہت ہی باعثیں ہیں جن کی میں مساحت کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں آپ سے ناراض ہوں نہ ہی آپ کی مساحت میں مجھے کوئی بھیک ہے۔ میں اپنی زندگی سے بہت

خوش اور مطہر ہوں لیکن آپ میرا سکون کا خراب کر پا تھیں۔"

"تم میری او لا دھو میرا میں نے اتنا بہت سا عصر تھا۔ تو اب صرف اس لئے نہیں کیا کہ میں جھیں ڈھرب  
نہیں کرنا چاہتی تھی اسکے برا خدا ہیں۔ اب تم اتنا بیچورہ بچے کو کہ جرچی کو کچھ کوئوں صرف مجھے مور دل اڑام بخدا نے سے

حیثیت نہیں دلائے گی۔"

"میں نے آپ سے کہا ہے، مجھے آپ کی کی مساحت میں کوئی بھیک نہیں ہے۔ آپ میری زندگی میں  
لبخ مداخلت نہ کریں۔" اس نے اس پار تر بیچا پلاٹتے ہوئے کہا تھا۔

عینے نے انہیں لاؤنچ سے لفٹنے ہوئے دیکھا۔ عمر اگلے چند منٹ خاموشی سے لاؤنچ کے بندھوں تک جوے دروازے کو دیکھا رہا۔ پھر عینے نے اسے بھی لاؤنچ سے ناٹب ہوتے دیکھا۔

عینے کو کہا کہ پاں سے ہتھی ہی۔ اسے عمر بہت حس آئتا تھا۔  
”کیا واقعی اسے زار آٹھی کی ضرورت نہیں؟ کیا واقعی ای ان کے بغیرہ سکتا ہے؟ زار آٹھی کو اتنا ہاپسند کیوں کرتا ہے اور ہونا کہ ربِ حی کریں کہ ای ان سے بہت حق تھا۔ مگر یقین“

اس کا ذرا بن بہت سے سوالوں میں پہنچ گیا۔  
پہنچدے دروازے سے وہ ایک بارہ پانچ کمرے کیں پہنچ گئی۔

”تو کیا عمر سوات سے اتنی جلدی اس لیے داہم آگی تھا کیونکہ اس نے دہاں زار آٹھی کو دیکھ لیا تھا؟“ مگر زار آٹھی کوں نے avoid کیا اس نے اور جو اس طرح دہاں سے پہنچا۔ یہ زار آٹھی سے دہاں گی تو یہ سب کو کہہ سکتا تھا۔

پہنچے بدلتے ہوئے بھی وہ مسلسل عمر کے پارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ ناوے دے پہنچ کو پڑنے والی دانت بھی بھول بھی گئی۔  
رات کے کھانے کی میز پر غریبین تھا۔

”وہ کہہ رہا تھا اسے بھوک نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ بُرگار اور آئکس کریم کما کر آیا تھا۔“  
ناونے اس کے اختصار پر اسے تاتاے ہوئے ساتھ ہمیشے قدم تیز چاہی۔

”ہاں بُرگار اور آئکس کریم تو کہا تھی۔“ اس نے پوچھنے کوئی کہا۔  
”بس اسی لیے وہ اب کھانا کہا انہیں پاڑ رہا۔“

ناونے ریگ کہا، یہ کم ہی چیزے اس کا دل بھی کھانے سے اچھا ہو گی۔ کچھ دیرہ کی طرح چند لمحے کمالی ریگ چھوڑاں نے کھانا چھوڑ دیا۔  
”بھوک نہیں ہے نہیں بھوک کیوں کھالیا ہے، شاید اسی وجہ سے۔“

اس نے ڈاکٹر محل سے اٹھنے ہوئے ہو کوشاخت دی۔  
اپنے کر کے کی طرف آئے ہوئے اس نے عمر کے کمرے میں ہاتھ کیسی۔

”کیا واقعی اس طور سے کیسی ہے؟“ بُرگار جو کہ اس نے سوچا تھا۔ عام طور پر وہ رات کو بہت لیٹ سوتا تھا۔ آج روشنی میں ہونے والی پیٹرولی فورائی اس کی نظر میں آگئی۔ کچھ دیرہ وہ اس کے کر کے کے آگے کھڑا رہی بھر خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔



پہنچ پر چت بلیٹے ہوئے وہ تارکی میں کر کے کی چھت کو گھورہا تھا۔ سوات میں ماں کو اپنی ٹھیکی کے ساتھ دیکھنے پر جس طرح دہاں سے بھاگا تھا۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، اس کی میں اس کے پچھے ہی لاہور آٹھی تھیں۔

”تم میرے بیٹے ہو۔ میں جسمی نہیں چھوڑ سکتی۔“

”آپ مجھے بہت سال پہلے چھوڑ گئی ہیں اور اس وقت تھی میں آپ کا یادیں تھا۔“

”مرا تمہارے دل میں میں میرے لیے جو خدا ہیں ہیں وہ ٹھیک ہیں مگر۔“

”میرے دل میں آپ کیلئے خلائق نہیں ہے۔ میں نے صرف آپ کے محنت کی نشاندہی کی ہے۔“

”پہنچ سال بعد جب شادی کو گے اور تمہارے پیچے ہوں گے۔ تب جسمیں اندازہ ہو گا کہ اولاد کو چھوڑنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔“

”میں کی شادی نہیں کروں گا۔ آپ نے مجھے کوئی یار رشتہ قائم کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ آپ نے رشتون کی تباہی ازاں کو دیکھا ہے میرے لیے آپ کی اندازہ ہی نہیں۔“

عینے ہم بخوبی اپنے کی باچت سن رہی تھیں۔ ایک بخوبی پلے والا عرب اسکی عابث ہو چکا تھا، جو بکھر پہلے اسے سمجھا تھا اپنے دماغ میں کی تاکید کرنا تھا۔ اسکے پہلے بکھر کے نتیجت کردا تھا۔ وہ اس وقت وہی سب کو دھوکہ دارہا تھا جو پہلے دماغ میں پہنچا تھا۔ اس سے کہہ رہی تھی فرق صرف یہ تھا کہ وہ درود نہیں ہوا تھا۔

”یہ صرف میں نہیں کیا۔ جا چکر نے بھی کیا ہے۔“

”یہ آپ کو بھی بنا چکیں آتا تھا تو آپ نے پہاڑے شادی کیوں کی اکر کری تھی تو رشتہ کو نہیں۔“ but you were the root cause of everything

”اس سب کے باوجود جو جا گئی تھے ساتھ کرنا تھا۔“

”مورت میں برداشت ہوتی چاہیے۔ یہاں اسی اپنے ایک ایسا ہوئی تو میریں آٹھی کیوں اب تک ان کے ساتھ ہوتیں۔ آپ کی طرح نہیں نہیں۔“ divorce

”عینے نے زار آٹھی کی انکوں میں آنسو فروادہ کر دیکھے تھے۔“

”جا گئیں جا گوارہ ہے، ایک ایسا جا گوارہ ہے زندگی میں اپنے علاوہ کسی احاسان کا خالی نہیں، جس کیلئے سب سے زیادہ اہم اپنی خوشی ہے۔ اپنے ہر کے نیچے آنے والے گھر کو کرنے کیلئے، وہ کسی کو بھی اس میں پہنچ سکتا ہے چاہیے وہ کوئی بہت اپنی ایسی کیس نہیں۔“ میں غصہ کو چھوڑنے پر کوئی شرمندگی نہیں ہے سرعتی کوئی پہنچتا ہے۔ تم میری اولاد کو تھم سے میرے رشتہ کی سکھنے ہو گئے۔“

آپ تاریں کار خراب آپ کو کیا چاہیے؟“ dont need your sermons.

”عینے نے زار آٹھی کو کیا چاہیے۔“ میرے

”تجھے حم سے پوچھنیں چاہیے۔“ تمہارے پاس ایسا کوئی ہے عینہ جنم مجھے دے سکو جیسیں پسند ہو یا نہ۔“

”گرمی جیسیں خلیلیں لکھوں گی اور فون بھی کروں گی جب میرا دل چاہے گا۔ میں تم سے ملے ہی آیا کروں گی۔“

چھپلے چورہ سالوں میں ایسا بہت بارہ تھا کہ ماں کو کہیں دیکھنے پر وہ سرپت دہاں سے ہماگ نکلا ہوا اور زار اگر اسے دیکھ لیتی تو وہ اسی طرح اس کے پیچے آئی تھی اور ماں کا اپنے پیچے آنا اس طرح آتا۔ اسے اچھا لگا قہاشیہ لاشخونی طور پر وہ آج بھی خلل رکھا کہ وہ اس کے پیچے آئے اور پھر وہ اسی طرح ماں کا ہاتھ دیکھ جس طرح چھپلے چورہ سالوں میں بھلکا آیا تھا اور ماں کے ساتھ اس طرح کرنے کے بعد ہر بارہہ ایسے تھی کہ وہ بند کر کے بینے جایا کرتا تھا۔

"کون کہتا ہے کہ میں عمر بجا آگئی بیوی رہو کا ہوں۔ کم از کم آج جو میں نے تم کے ساتھ کیا اس کو دیکھنے والا کوئی بھی شخص مجھے بیوی کا ہے نہ ہوش مند۔" آنکھیں بند کر کے ہوئے اس نے جیسے بے چارگی سے ہر چاہ۔



## باب ۲۳

"بھیجے زارا مسحود کہتے ہیں۔" ان کے تعارف کے بعد اس نے اپنا تعارف کر دیا تھا۔ جاگیر معاذ نے اسے خاصی گہری نظر دی دیکھا۔

"یہ جان کر خاس افسوس ہوا، میرا خدا تعالیٰ آپ کو کچھ اور کہتے ہوں گے۔" زارا نے بھی سے انہیں دیکھا۔

خدا کی کہتے ہوں گے؟"  
"کس زبان میں؟ اردو میں یا انگلش میں؟" جاگیر نے اس کی سکراہت کے جواب میں اتنی ہی تو بصورت سکراہت پاس کی تھی۔

"دولیں میں۔"

"اردو میں دلبار، لشیں، کوشش، ماہ و شیں۔"  
"اور انگلش میں؟" اس کی سکراہت اور گہری ہو گئی۔

"تینیں آف ٹری، کوبلیٹر، اگر زارا کے ملن سے بے انتہا لیک تباہ نہ لکتا۔  
نہست اور لیک ہو جاتی اگر زارا کے ملن سے بے انتہا لیک تباہ نہ لکتا۔  
یک دم فی جاگیر میں اس کی روپیتی بڑھ میتھی تھی۔"

"خوبصورت گورت کی تعریف نہ کرنا ٹھلم ہے اور میں ہر ہمال غلام نہیں ہوں۔"  
شراب کا گلاس درسے ہاتھ میں منتھل کر کرے ہوئے اس نے زارا کی بات کا جواب دیا۔

"ایک دن میں کتنی عورتوں کو اس ٹھلم سے بچائے ہیں؟" جاگیر اس کی بات پر اپنے انتہا کر لیا۔  
"دن میں بیس مرد نہ رکھ کر... دن میں، میں اُسیں ہوں اہم۔" البتہ رات کو پار ڈرم میں بھی کام کرنا ہوں۔  
جاگیر معاذ اس رات پہلی ہار زارا کے سر کا جی کے ایک ہوٹی میں لاتھا۔ وہ دہاں ایک ٹھیں شوائیز کرنے آیا تھا اور زارا ماؤنٹ میں سے ایک تھی۔ شوکے بعد ڈر کے درروں ایک دوست نے ان دلوں کو ایک دوسرے سے

لپٹے ہوئے کہا۔

"خوبصورت ہو تو ان کیلئے ہر صورتی ختم کی جاتی ہے اور آپ خوبصورت ہیں۔"

اسے کہلائے کہوں؟"

"میں tribute (تراب) وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑی بے خوبی سے اسے بھکر دیں۔"

"مجھے لگتا ہے، آپ سے بہت اچھی دوستی ہوئی تھے۔" دھمے کی تینج پر کچھی تھی۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا کیا اس کے بعد آپ سے یہ کہوں کہ مجھے آپ کا کام کھلکھل جائے۔"

چند ہوں کے ہال کے بعد زارانے نے اپنا پس کھول کر اپنا غائب نہیں اور اپنے اسے حداطیا۔

ان کے درمیان ہوئے والی یہ کلی ملاقات آخری پاہت نہیں ہوئی۔ جب اگریتے درسرے دن اسے فون

کیا تھا اور پھر یہ سلسلے کے پڑھا جائی۔ زارا ستر کی بہانی کی ایک حادثی شہر باہل تھی۔ اس نے اپنا کمپریسٹری کی

دہائی کے آخری چند سالوں میں شروع کیا اور اپنے بے باک انداز کی وجہ سے بہت جلد ہی دو مہینے تجویزات اختیار

کرنی۔ گھر اس کی طرح ماڈل میں بہت سے نئے نئے اچھے آہستہ آہستہ شروع ہو گئے اور تجویزات کی جس سیری

پر دو سالہ کی بہانی کے آخری سالوں میں جا کر کی جویں تھیں۔ چند سالوں میں آہستہ آہستہ وہ باں سے پیچے آئے گی۔

پیاری طرف پر اس کا تعلق ایک اپریل نیلی سے تھا وہ بہت سے پہلے پاکستان اکسٹری ہو گئی تھی وہ تن بھائیوں

میں سب سے چھوٹی تھی اور ماڈل کا آناز اس نے سرف شریط طور پر کیا۔ پھر آہستہ آہستہ اس شےی میں اس کی دوپھی

بڑھتی تھی اس کے والدین نے اس شےی میں اتنے پر کوئی احتراش نہیں کیا تھا کہ اس کی ماں خود بھی کسی زارانے

میں ایک شہر کر گئی تھی۔ جیسا کہ اپنے بھت عرصائی کے ساتھ نسلک رہا۔

ماڈل کے شےی میں آئے کے پکھے عرصے کے بعد اس کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ اس سے بڑے دنوں

بہن بھائی کی شادی ہو گئی تھی اور وہ دو ہوں ہی الگینہ میں تھے۔ والی طرف پر اس شےی میں نسلک ہونے کی کوئی

کوئی ضرورت نہیں تھی تکہ اس کے والدین اس کیلئے درستہ دار کمکتی تھی مگر وہ رشد

دار امریک اور یورپ میں سستے تھے۔ پاکستان میں سرف چدائی ہی تھے جیہیں وہ اپنارشد دار کمکتی تھی مگر وہی

بہت قریب نہیں تھے۔ خود وہ اس حد تک اس احتمال میں رجع میں بھی تھی کہ اس کیلئے پاکستان جوڑ کر جانا آسان نہیں

رہا تھا کیونکہ بیان وہ اپنی ایک شاخت ہی تھی تھی اور تجویزات پاشرہت کا جو عجھنے کے بعد کمل طور پر اس سے قطع

تعالق کرنا خاص دعاوار کام تھا۔ اس لیے زارا نہ صرف اپنے بہن بھائی کے پاس نہیں گئی بلکہ وہ ماڈل کے شےی

کے ساتھ نسلک رہی۔

اینہائی طوفانی حرم کی شہرت کے بعد آہستہ آہستہ اس کا چادو اس وقت ختم ہونے لگا بہت ہی درسری

لڑیاں بھی اس شےی میں آئیں اور ان کم مرزاکوں نے پس منصب اس کی باریکت دھمکی کو اپنا خاص ساز کیا بلکہ اس

کی تجویزات میں بھی کافی کوئی ہو گئی۔ کسی درسری ماذل کی طرح پڑیں یا فریشین کا ہماروں کے جانے زارانے

حقیقت پسندی سے خائن کو تسلیم کیا وہ جان گئی تھی کہ اب وہ زیادہ دیر کر کرے کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ وہ اپنی

حصار کر دیا۔ زارا کو بھی فی نظر میں وہ اچھا تھا کہ اس کے ساتھ ہونے والی نسلک کے آغاز نے اس کی بھکری کو

کچکار پر بھاولیا، جیسا کہ جاہانگیر کا تعلق تھا اسے ہر خوبصورت گورت میں بچکی پیدا ہو جاتی تھی اور زارا کیلئے بھی

اس نے اپنی بھی بھکری میں کی تھی۔

"پارٹی میں اس کے علاوہ اور کیا کرتے ہیں؟" زارانے اس کے ساتھ نسلک کا سلسلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں کرتا ہوں جو اس وقت کرتا ہوں۔"

"اور اس وقت آپ کیا کرتے ہیں؟" جواب دینے کے بعد اسے اس نے زارا سے سوال کیا۔

"آپ کا کیا خیال ہے اس وقت ہم کیا کرتے ہیں؟"

"آپ باتیں کرتے ہیں کہ میں پاٹھنیں کر رہا۔"

"تو آپ کیا کرتے ہیں؟"

"میں رہاں کر رہا ہوں۔" اس نے کمال اعتماد سے کہا۔ چند ہوں کیلئے زارا اس کا چہرہ دیکھ کر رہ کی پھر

پے ساختہ تھی۔

"تو آپ رہاں کرتے ہیں؟"

"بلاکل۔"

"ہر خوبصورت گورت سے دواں کرتے ہیں؟" اس پار زارانے بڑے انداز سے کہا۔

"میں... جس سے بیٹھتا ہوں سے بیٹھ کر رہا۔"

وہ اس کی بات پر ایک بار بھرپوری۔

"آپ خاس و نسلک باتیں کرتے ہیں۔" قارن سروں والوں کا sense of humour (حس

مزاج) خاصا پاچا ہو گیا تھے۔"

"قارن سروں والوں کی اور بھی (senses) حیات (حیات) خاصی اچھی ہوتی ہیں۔ صرف موقع ملے کی ہات

ہے۔ اچھی ماڈل کرتی ہیں آپ۔" اس پار اسے نسلک کا موضوع بدل دیا۔

"نسلک یا آپ اکتو فرشٹ شریش آتے ہیں؟"

"آنکر کرنیں گے کہ اتنا جاتا رہتا ہوں۔"

"آس کا مطلب ہے آپ سے دوبارہ بھی ملاقاتیں بھیتیں رہ سکتی ہے؟"

"دوبارہ ملاقات کیلئے کی فیں شےیں آنحضرتی نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں مجھ سے مل سکتی ہیں۔" یہ

زارا کا رذہ ہے۔

زارانے اس کا کارڈ پکڑ لیا۔

"آپ تم خاصے صرف رجی ہوں گے بھکری سے ملنا خاصہ مسئلک ہوتا ہو گا۔" زارا نے کارڈ کا جائزہ

فرغ کرنے کی خواہ تھا۔ فارم سریز کے ساتھ مغلک اکتوبر گئی۔ طرح اسے بھی میدیا پر منتشر لے گیں جو ایک خوبصورت ہوں یا بھرپور ہوں۔ وہی میڈیا کو بہت پسند کرتے تھے جو بہت آزاد مخالف تھے اور اپنے خوف اور بے باک ہوں اور زارا بھی اسکی ایک خوبصورت تھی۔ مگر زارا کے ساتھ دوستی ہونے کے بعد اسے احسان نما میڈیا کا خوبصورت ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ، کوئی خاص کشش بھی ہے جو مردوں کو خاص ملود پر فروختی میں مبتلا کرے دے سکے۔ مگر اس نے پارٹیزین میڈیا پر بڑے لوگوں کو اس کے سامنے پہنچ کر، دھکا کا اس کے ساتھ دوستی میں مبتلا کر کرے دیتے۔

بیان تک اس کی پوشش بھی ٹکن، باہر جانے سے پہلے اس نے زارا کو پورے کر دیا۔ زارا نے کسی کو بھاٹ کے بغیر پوزل توں کریا، وہ جاگیر کی طرف اسی مقدمہ کی وجہ سے بھی تھی کہ اسے حرمت ہوئی تھی، وہ اس اپنے بھی واقع تھی وہ اچانک مددی ہے یہ بات بھی اس کی ظہور سے جھپٹ نہیں رہی تھی کہ وہ یہ بات نہیں جانتے۔

”تم اپنے مہماں کی بیوی سے رونگی سے تو کوئی سخت حامل نہیں کیا اور تم کسی اس طرح ایک باول کو پیری تانے کی خواہیں نہ کر سکتے۔“ مذاق خیریہ اس سے کہا گیا۔

”زارا چھی لڑکی ہے اور وہ ایسے بھی شادی کے بعد ماڈلنگ چھوڑ رہی ہے۔“

"تم کو ایک بہت اچھی بیوی کی ضرورت ہے اور تارا دا بیوی بات نہیں ہو سکتی۔ تم اتنی بولالوی کے ساتھ دنیگی نہیں کر سکتے۔ بکھی بھی تم دلوں کے درمیان اختلافات ہوئے تو وہ جسمیں بڑی پے خوفنی کے ساتھ چور کر لیں جائے کیونکہ جسمیں ایسی لڑکی کی ضرورت ہے جو ہر جا میں تمہارے ساتھ رہ سکے۔ تمہارے ساتھ جہاں کہنا کہیں۔ تمہارے ساتھ جہاں کہنا کہیں۔" تھیں ایک خاندانی دوست کیلئے بہت تخلیق ہو گئی تھیں اسی تھیں کہیں کر سکتیں۔

”جنیں میں کسی خاندانی لاکری کے ساتھ گزارنے کیلئے ایک لاکری کی سفرت ہے جو تمہارے سامنے قدم لانا کا بھل سکے۔ آپ اس شادی کی امدادت دیں گے جب بھی اور جنیں دیں گے جب بھی، مجھے شادی سے زارا بارے ہی کرنی ہے۔“

بَابَ كَمْ لَيْكِ بَعْدَ كَمْ بَدَلَ كَمْ نَفَرَ سُكُونٌ سَمِّيَ كَمْ كَمْ جَاءَ

معاذ حسیر نے اس کے بعد اسی رہنمائی کی کوششیں کیں کہ انہماں نے اسے شادی کی اجازت دے

لہ۔ باہر جانے سے پہلے بہت دوام دھام سے اس نے زارا کے ساتھ شادی کر لی۔ زارا نے خوبیں پھر دیا تھا۔ وہ عمر میں جہاں گئے تو دال بیوی تھی مگر جہاں گئے کہ قدمت کی وجہ سے فرق کیسی نہیں بنتی ہے۔ جہاں گئے شادی کو پڑے خود تھے۔ شادی کی تقریبات میں جہاں گئے کہ دال بیوی کی

پر فیکل اور مگر سنس لائف کے اختتام پر کھڑی اور اب اسے کیا کرنا تھا۔ شادی کر کے اس فیکل سے الگ ہو جانا تھا اور جن دنوں ہیں جاگیر مخازے اس کی ملاقات ہوتی۔ ان دنوں وہ شادی کے بارے میں نہ صرف فیکل کرچی تھی بلکہ شناس مردوں کو اس سلسلے میں جانچ اور پر کھگی رہی تھی۔

چانگی ممتاز کوئی اس نے ان نظریوں سے دیکھا تجھے خود جنگلگیر ممتاز کے نزدیک اس رات اس سے ہونے والی ملاقات بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ اس نے زارام مسعود کو بھی ان بہت سی ودری عروقون کی طرح یہ

لی تھا جس سے اس کی دوسری کی اور جنہیں وہ دوست کیے اس استعمال کی رکتا تھا۔ فارم سروں میں آئے کے بعد انگلی وہ فارم ان فریں جس کام کر رہا تھا اور اسی بکلی باقاعدہ پوچھنے لگا تھا۔ سائنس سال کا نوجوان، ہندس اور ایک بہت اورچے خاندان سے تعلق رکھنے والا یہ آئیں۔ اپنی ساری خوبیوں اور خاتمیں سے نہ صرف واقع تھا بلکہ اپنے تھجھاروں کو بروقت درپوری میراث سے استعمال کرنے میں بھی بارہ تھا۔ اپنے لیے ادا شناختی اور پریکر کی آنائز پری وہ ایسی سرگزیوں میں الاؤ ہوتا تھوڑی بیکار تھا جس میں انہوں نے کیلئے خانے دل کر دیے تھے کی سرورت ہوتی ہے۔

بیرون اکنون میں حاصل رہتے ہیں دو روزانہ اکتوبر کا بیوی تھا۔ فاران سرود میں آئتے کے بعد اس نے ان پر با تاحدہ طور پر علیرضا شریعتی کو نزدیک کوئی بھی چیز اس کے کم برتر سے بڑھ کر منسق تھی دو کوئی خوبی شہزادے جذبائی کرتا تھا اور نہیں دینا میں کوئی دوسرا لشکری تھی جس کے بغیر وہ نہ سکتا۔

چنانچہ معاواد کے نزدیک زندگی ایک بہتی ایجاد Rational اور مطلق یقینی تھی اور اس میں کاملاً بہونے کی خواہیں رکھنے والوں کیلئے بھی وہ خصوصیات کا اپنے اندر رکھنا ضروری تھا اس کے نزدیک اخلاقیات کی وی اقدار حسیں جو اس میں اپنی زندگی کیلئے منحصر کرنی تھیں۔ دو کمی ایگی کام کو اس کے احتجاج یا برے ہوئے کی خیال پڑیں کہ تھا حالہ وہ بہر کام کو کر جائے گا جو کوئے دیکھتا تھا کہ وہ کام اس کیلئے کتنا فائدہ مند یا نقصان داد ہے اور وہ ان اقدار کو اپنائے والا واحد فحص نہیں تھا۔ جس سوش سرکل میں وہ مودو کرت تھا وہ اسی میںے لوگوں پر مشتمل تھا جہاں وہ کام کرتا تھا۔ وہاں کے لوگوں کا اصول اخلاقیات (code of ethics) بھی اس سے ملتا تھا اور اس کے اپنے مختاران میں اس کے بڑے بھائیان عی اصولوں اور نظریات پر عمل پرست تھے جسے اس اپنے اپنے کوشش کر رہا تھا۔

اس کے باپ معاذِ حمدی کل خانی کہیں بہت پچھے رہ گئی تھی۔ اسے بخانی کی طرح وہ کمی بیسی محبوس کرنا شما کس کی باپ کی قلائلی بہت آوث نہ لڑھے ہے جس کو اپنانے والا اپنے دنیا میں بھی جل سکتا جس میں اپنے بھائی معاذ اور اس کے بھائی رزق ہے۔

وہ فرک کرتا تھا۔ اس کی بہت سے گل فریڈریخ۔ اپنی جاپ سے روپیہ بنانے کا کوئی موقع وہ باختہ  
کے نہیں چھوڑتا تھا اور بہت زیادہ ambitous تھا۔ وہ اپنی زندگی میں اپنے بھائیوں سے زیادہ کامیابی حاصل  
لار گئا تھا۔

اما مسعود کے ساتھ ہونے والی پہلی ملاقات کے بعد اس نے بھیش کی طرح زار سے میل جوں پڑھا:

"کرتے ہوں کے گورنمنٹ کے اپنے بہت سے لوگ ہی خیر صاحب کے ذریعے سے اپنے بہت سے کام کر داتے رہے ہیں، اسی لئے ایسی ساری اخافرائش دبادی جاتی ہے ویسے یہی خیر کے مہانی بیٹھتے کہڑی ہیں۔ ان کے سر تین مرحلے ہیں۔ ایک سالا صدر کا پروگرول افسوس ہے وہ امریت پر خنزیری میں ہے ہاں شدید دادوں کو گونا ٹردی کر دوں گا تو تم نشکن میں جیسی چاپیں گے۔ اس لئے انہیں کوئی بچوں نہیں کہہ سکتا ہے، جو چاہتے ہیں اُن ازادانہ طریقے سے کہر ہے۔ اسی اور باقی سب بھی بچوں کو کہر ہے ہیں۔"

زارا کی وجہی ختم ہو گئی۔  
اسے ایک بارہ ماہ پہلے مکارے کی فکر ہوئے گئی تھی۔ "لیکن ہم تم خوبیوں۔" اس نے چیز جاگیر کو گرین ٹکل دیا۔

"میں اسی لئے جیسیں اس فحش سے ملوانا چاہتا ہوں۔ یہ فحش خاصاً دوست ہے۔ میں چاہتا ہوں تم اس سے تعلقات برداز اور بھروسے کو کہو۔ ہوٹل مجھے فروخت کرے اور نیتاں کم قیمت ہے۔"

زارا نے بے تعقیب سے مزکور جاگیر کو دکھاتا۔  
"میں کچھی نہیں، ممکن کہا کہر ہے ہو۔"

"اُنیں ملک بات نہیں ہے۔ تم اتنی خوبصورت ہو۔ جیسیں مردوں کو چارم کرنا آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس آری پر بھی اپنے تھیاروں کا استعمال کرو، مجھے بیکن ہے کہ تمہارے سامنے یہ حراثت نہیں کر سکے گا۔ بھروسہ ہوٹل مجھے جائے گا۔"

اسی بارہاں نے کچلے سے بھی صاف اور داشت لفظوں میں اپنی بات دہرا دی۔ زارا کیلئے مردوں کو جرم جاتا اور لمحنا تھی بات نہیں کہ وہ ایک اپنے عی پر فشن سے ملک ری تھی جس میں بہت سی ایلوں اور ایک ایک جیز اپنے کاشٹس سے خاص طور پر اسے ملوانا ری تھیں تاکہ وہ ان ایک جیز کیلئے یہ اس مصل کر سکے اور بدلے میں دو ایک جیز اپنے اشتہارات میں صرف اسے ہی لیتیں۔ اسے بھی سب بارہی نہیں لکا کر کہ وہ جاتی تھی یہ اس پر فشن کی ضرورت تھی اور ملک کے شہی سے ملک ہر لوار لیکن کرنی تھی اگر وہ یہ سرکشی تو شہری اور ملبوث کی اس بیرونی پر بھی نہ تھی تھی جیسا وہ تھی تھی۔ مگر یہ سب اس کے پر فشن کا حصہ تھا اور دو اس پر فشن کو چھوڑ گئی تھی۔ اب ڈالی نہیں میں وہی سب کچھ کرنا اور بھروسہ کے کہنے پر کتنا.....؟

"جیسیں ہیا۔ تم کیا کہر ہے ہو جا جاگیر؟" اس نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔  
"امی طرح۔ گرم لوگ جس سوسائٹی میں ہیں اسماں اگر بڑے میکے لیکے یہ سب کچھ کہا کہتی ہے اور بھروسہ خیال ہے۔ اس میں کوئی بیات نہیں۔ ہر جیز کی ایک قیمت ہوتی ہے۔ ترقی کی بھی ایک قیمت ہوتی ہے۔" وہ ملٹن تھا۔

"مگر یہ مناسب نہیں ہے۔  
"کم آن زارا! کم از کم تو یہ بات نہ کرو۔ یہ سب کچھ تمہارے لیے تو نیا نہیں ہے۔"

پانچ دن بعد گیا۔ میں سے جگہ بیٹھی تھی گمراہے اس بات پر اعزازی نہیں ہوا۔ وہ جانی تھی کہ جاگیر کے بجائے کوئی بھی دوسری طبقی بھی اپنے میکی ایک باطل کرنے پر اسی طرح اعزازی کرنی گردد۔ مطہن تھی کہ شہر کو چوڑنے کے بعد آئتے ہوئے جاگیر کے ساتھ انگلی میں جیلی اسے کوئی بول کرے گی۔

شاوی کے بعد جاگیر کے ساتھ انگلی میں جیلی اسے کوئی بول میں صدر فوج ہے جانی ہے میں بھی تھی۔

ہو گیا تھا۔ دنہار میں جاگیر کے صدور فوجیت بہت زیاد تھیں کہ میں جاہان اس کے ساتھ انگلی میں جیلی اسے میں دیتا تھا۔ وہ زارا کے سامنے اخراج ان تقریب میں جاہان جاتا ہے اس کا کوئی بھائی اور بھائی کو دیکھیں۔

زیادہ فوج میکس نہیں ہوا تھا۔ دہماں کی طرح ہر سارے کسی کی تقریب میں بڑی تحریک کرتی رہتی اور یہاں بھی دو کوئی شام سے کار بیس گزاری تھیں۔ فرق یہ تھا کہ دہماں وہ اپنے خالے سے جانی تھی اور یہاں وہ جاگیر کے خالے سے اور اسے جاگیر کے خالے سے جانی تھا۔ اچھا تھا۔

اس شام بھی وہ جاگیر کے ساتھ پاٹا ٹانڈل کی سماں پاٹا ٹانڈل سے کہا۔  
"آج اس پارٹی میں میں جیسیں ایک آدمی سے ملوادی گا۔ سید جمالی..... ہوٹل ایمپریسی میں بہت بڑا یہاں کی پیشی بھی ہے اس کے پاس۔"

زارا نے کوئی بھی کا تھا۔  
"میں آدمی کا ایک ہوٹل گیارہ بیانہ چاہتا ہوں جو یہ کچھ عرصہ تک بیٹھے والے ہے۔"

زارا کا تھوڑا گلے۔ "جاگیر اتنی ہوٹل خریدنا چاہتے ہو؟"  
"تم جاپ چھوڑنے ہو؟"  
"نہیں۔"

"وہ ہوٹل؟"  
"سائینٹ پرنس کے طرف پر۔"

"مگر جیسیں تو جاپ کے علاوہ کچھ اور کرنے کی اجازت نہیں ہے۔" وہ کہا بھی۔

"ہاں، صرف بھجے تھے نہیں کی جو بھی جاپ کے علاوہ کچھ اور کرنے کی اجازت نہیں ہوئی۔ گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم جاتی ہو کہ مارے سفری وال امیریت میں شترز کی خوبی و فروخت میں ملوٹ ہیں بلکہ صرف موجودہ سفر کرتے ہیں۔ ہر آئتے والا یہاں آکر کہی کرتا ہے اور موجودہ سفری تو بھکی کی لذت کو بھی کہا کرنا گا۔"

"مگر تو تھت بڑا جنم ہے۔ یہاں ایکی میں جو ایک جیز کے آدمی ہوتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کو اسی

چیزوں کے پارے میں اغفار نہیں کرتے۔"

وہ اب اسے خاتم پڑا تھا۔

”زندگی میں بہت کچھ مامل کرنا چاہتا ہوں اور یعنیا تم بھی بہت کچھ مامل کرنا چاہتی ہوگی۔“

وہ اس سے کہنیں لگی کہ وہ ایک گھر بُرہ اور بیویوں کے ملاuded اور کچھ نہیں چاہتی۔ کم از کم زندگی کے اس حصے میں وہ بُرلا جائے تھا۔

”ان سب بُریوں کو مامل کرنے کیلئے دولت ضروری ہے۔ اب دولت کیے مامل کی خاتمی ہے یہ میں پلان کرتا ہوں۔ انسان کے اتحاد میں پار ہو تو پھر دولت کا حصول ممکن نہیں ہوتا اور میں بھی اپنی اسی پار کو استعمال کرنا چاہتا ہوں۔“

وہ بُریوں پوری تھی۔

چاکرِ معاذ کی خصیت کا ایک اور پہلو اس کے سامنے آ رہا تھا۔

”سیدِ سماں سے ملے والا وہ ہوں آنکھِ نجاشاں میں اتنی بیالت کا ہو جائے گا اس کا شایخِ امداد اسی بُر کو کہہ دو، فرض اس بُول کو ایک دوسری چکر کرنے والی انسٹرُمنٹ کی وجہ سے پیچے پیچے بُر ہو جائے اور میں چاہتا ہوں اس خصیت کی تزویری کا فائدہ اٹھاؤں اور کام کام بُری کر کر کنچھ ہو۔“ وہ اس کرانے ہوئے زارِ کوڈ کو جراحت کرنا۔

مگر اس نے دیکھا تھا جو چاکرِ چاہتا تھا چاکر نے سیدِ سماں سے اس کی طلاقات کروادی تھی اور زارِ اس نے اپنی خوبصورتی کا بھرپور استعمال کیا تھا۔ اگلے کاہ سیدِ سماں کے ساتھ اس کی طلاق اتمیں کس کس دو کوکار کر کر کیا تھیں۔ چاکر اس سے بے خوبی تھا گر زارِ کوڈ اس طبقاً پر جلت ہوئی، وہ سُر اس بات پر خوش تھا کہ سیدِ سماں بالآخر خوبی کو ایک پیچے پیچے بُر ہو گیا بلکہ مارکت کے پاس کم پاؤں پر چاکر کے پاس اس بُول کو رُخڑپنے کیلئے دیکھ رہا تھا۔ اسی خوبی کی وجہ سے اپنی خاتمی پر یہ ضرور جانتی تھی کہ یہ روپوہ دیکھنے کو اپنی نگاہ میں سے بچا کر کشنا تھی اس نے کسی کسی قریبی لیا تھا۔

سیدِ سماں کے ساتھِ جس دن اس نے اس بُول کا سامنا کیا تھا اور امریکہ میں دہائی پیغمبر اپنے ایک دوست کے نام پر وہ جانبی افریقی تھی۔ اس دن اس نے زارِ کوڈ بُول کا ایک جھیٹی ہر رخت کے طور پر دیا تھا۔ زارِ کوڈ بُل پر اس کا کوئی تھنڈا لے کر خٹپتی نہیں ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ کچھ نہیں قیمت ہے اس کام کی جو اس نے چاکر کے کام قیامتی جو جس اسے بار بار کرنا پڑے گے۔

اس کا اندازہ تھیک تھا۔ وہ بُول صرف پہلا قدم تھا اور پہلا قدم اٹھانے کے بعد چاکرِ معاذ کو کشنا بہت خلک قیامتِ الکوہ کی تقریبات کا ایک بہت بیرونی نام من کی تھی ایسا نام جس کے باڑے میں صرف ابھی باختی نہیں اور بھی بہت کم کہا جاتا تھا۔

چاکر کا اس کے ہار میں اندازہ واکل تھی، وہ اپنی قیر معمولی کشش رکھتی تھی اور بہت جلد اس نے سفارتِ خاتمے کے تمام آئیں کی پیوں کو بہت پیچھے پھوڑ دیا تھا۔ مگر وہ اس سے بہت خوش نہیں تھی جا تکریرتے۔

”تم جس پر فرش سے خلک رعی ہو کیا تم یہ سب کچھ نہیں کرتی رہیں۔“ زارِ کا چہرہ مرد خود گیا۔

”میں دو پر فرش چھوڑ دیکھو۔“

”لیکن میں چاہتا ہوں کابِ تم بھرے لیے وہی کو جو تم پہلے اپنے لیے کرتی تھیں۔ اگر تمہاری وجہ سے مجھ کو تھانہ دکھانی پڑے تو اس میں برا کیا ہے۔“

وہ اس کا چہرہ دیکھ کر رہا تھا۔

”کہم۔ یہ سب کرنے والی اکیلی نہیں ہو، تم سفیری بیوی کو دیکھو، مجھے رنگ آتا ہے اس بندے کی سنت پر۔ وہ الوصوف بیوی کی وجہ سے اتنے بڑے بڑے باغ خورد ہے اور وہ بھی کامیابی کے ساتھ بُر دکھنے کی میں کامیابی کا آدھا خاصدار بھی پڑھتا ہے جس کی بیوی تھی زیادہ خوبصورت اور سوچل ہوگی، وہ اتنی ہی جلدی کامیابی کی میں میں چھڑتا جائے گا۔“

وہ پہنچنے لگی سے اس کی فلاحتی من رہی تھی۔

”تم شادی کی بیاندی جو بھی تھی کرم سین ایک غیر معمولی چارم تھا۔ میں تو خیر ہو روت کو دیکھ کر اس پر فدا ہو جاتا ہوں مگر تمہارے سامنے میں میں ایسے مردوں کو بھی پیچھے ہوئے دیکھا جو مورتوں سے خاصاً پیچھے کی کوشش کرتے ہیں۔“

”تو یہ بیٹھنے تھی؟“ زارِ کو کچھ نہیں کیوں اس کی بات سے تکلف پہنچی۔

”تم اور میں جس میں ہیں، اس میں مخفیانہ بیرونی اور احتفاظِ حکم کی بھی نہیں تو نہیں ہو سکتیں۔ اس عرض میں بندہ بہت سوچ رکھ کر محنت کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ بجت کے بدھے میں اسے کیاں لے کر کے اور بھرپور کوئی نیچہ کر کرے۔“

وہ اب اسے پہنچنے رہا تھا۔

”اب دیکھو تم نے بھی تو مجھ سے محبت کرتے ہوئے بہت کچھ دیکھا ہو گا۔“ وہ اب اسے آئندہ دکھارنا تھا۔ ”یہ دیکھا ہو گا کہ سرما کیر کر کا نہیں۔ میں کسی بھلی سے تعلق رکھتا ہوں۔ دیکھے میں کیسا ہوں۔ بہرالطبیں کیا ہے۔ بھر سے ساتھی باری زندگی کی گردے گی۔ میں جیسی تھی سیر ولی دے سکا ہوں۔ کیا متعطل دے سکا ہوں۔“

زارِ کا چہرہ زور دیگا۔

”ای طرحِ حی میں بھی کچھ جیزی دیکھی تھیں۔ تم خوبصورتِ جس شہر تھیں۔ جیسیں مردوں کو ویڈل کرنا آتا تھا اور مجھے لئی کی یہوں چاہیے تھی کیونکہ تھیں پر فرش سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں ایسی تھی کہ یہی کی خود روت ہوتی ہے۔ اب بجت کا جہاں تک لٹکتا ہے تو غارہ ہے بھی ہوئی۔ اختر میں تھے شادی کی ہے تم کے پیسے بھی میں جو کچھ ماملاں کیاں کیا ہوں۔“ ختم دیوں کیلئے ہی تھے کہ یہیماں کیا تھیں کہ ماملاں کیا تھیں کہ ماملاں ہوتے والی سرماعتات کے ملادہ بھی کچھ۔ اُخڑا جاپ کے سلسلہ پر قدم زندگی کو دیکھنے کی خواہ کرتے۔ بھر اور تمہارا جو لائفِ اسٹائل ہے وہ اس توہاد میں (maintain) نہیں کیا جاسکا۔ توہاد تو دون میں فرم جو جائے گی بھر میں کے اغماں درمیں کیا کریں گے۔“

اس کے پاس اب ایک دوسراست تھا۔ جہاں کیر کے ساتھ لے جوڑنے کے بجائے اس نے اپنے ہمایوں  
کے پاس جائے کے بعد جو گیرتے طلاق کیلئے مدرسہ کر دیا تھا۔ جہاں کیر کیلئے ایک بہت بڑا مددگار اس کے  
لئے تھا۔ اسیں حق رکارہ کی اس سے طلاق مانگ سکتی تھی اور خود بچہ شرمن کی محنت میں گرفتار ہونے کے باوجود  
کہ اس کو طلاق نہیں دیا جاتا تھا۔ زارا اس سالوں میں سچے معنوں میں سرگئے کی چیزیں ہوتی تھیں اور شاید اس کی  
لئے اس کیلئے اتنی قدر کا مدد ہوتی بچہ شرمن خوبصورت ہوتے کے ساتھ سا کم عمر کی اور جہاں کیر جاتا تھا کہ وہ  
اور اس کی طرف مدد کر سکتی تھی۔

اس نے زارا سے رابطہ کیا تھا مگر وہ کسی بھی صورت واجہ آئنے پر بچا دیں گی۔ ”خیل و درسی شادی کرنا  
وہ اس کے لفاظ پر دنگہ رکھا تھا۔ اس کے بعد بختی و خدمتی اس نے زارا سے رابطہ کیا تھا اس کی زبان پر  
بھی سب بچا دی۔ وہ مرد کو اپنی کہدی میں لے لیا تھا اسی تھکر سے رابطہ کسی بھوتے پر بچا دیں گی۔ جو تمگر کو اس  
کی خدمت نے مختل کر دیا تھا۔

"میک" ہے، تم طلاق لے لوگوں کو کوشش کی جو صورت حالتیں دوں گا۔ "اس نے زارا سے کہا تھا۔ طلاق کے بعد زارا نے اپنے بھائی کے ایک بڑی عمر کے ایڈن دوست کے ساتھ شادی کریں تھی اور شادی بے حد کا بیان رکھی۔ اس کے درمیے شوہر کی بھلی بھی کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کی بھی کی شادی بے حد کا بیان رکھی۔ وہ اپنے شوہر اور بیکن کے ساتھ لندن میں سہلیت کریں تھی۔ زارا سے شادی کے بعد ان کے ہاں دوسرے بھائیوں کے پیارے۔ وہ اپنے شوہر اور بیکن کے ساتھ لندن میں سہلیت کریں تھی۔ پر سکون زندگی کو اداری تھی مگر اس کے باوجود اس نے بھی بھی عمر کو فرماؤں نہیں کیا۔ جہاں تکہ عمر کو ایک بیرونی کوچ میں دخل کردا اور اسراز کو کوشش کے باوجود مرد میں طے پایا۔ وہ دیکھتے میں ہا کام بھی مگر اس سب کے باذن پر۔ کوئی بھی ایجاد اور ایجاد کا تھا اگلے اور وہ اسے شانی کر دیتا۔

چنانچہ اسے طلاق دینے کے بعد عمر مدد علی شرمنے سے شاریٰ کر لی تھی اور شرمنے کو کوشش کے باوجود وزارا کی طرح استلام نہیں کر سکا وہ صرف ایک اچھی بیوی اور ماں ہی میں کئی تھی۔ عمر کے ساتھ اس کی تعلقات سر سب سے بخوبی تھے جو غیر اسلامی کو وہ سمجھتے تھے کہ مرد بھی بیوی کو مجھ میں رہا۔

این تعلیم مکمل کرنے کے دوران اور بعد میں الگینٹیڈی میں اپنے کارکردگی کے دربار میں بہت فروزانہ اپنے عزیز راستے رائے دیں۔ کس کی کوشش کی جگہ اس سے جو بول ریڈیو پیش کیا دیا میں سے محبت کرنے کے لئے بوجوہنے سے باہر نہیں کے وباڑے میں سے ملے سے انکار کرتا تھا کہ کورٹ میں کوئی کسی کس کے دروناں، اسی اس نے مال سے ملے۔ انکار کر دیا۔ میں چند بار میں چوتھے طرف سے ملے والے پہنچانے اور کارڈ موصول کرنے کے بعد جیسا تھکی طرف سے انکار جاتے والا پہنچا سے بیٹھتا ہے یا اس طریقے سے وہ اس پہنچا سے بیٹھنے کی کوشش کرتا رہا۔

شادی کرتے وقت اس نے ایک زندگی گزارنے کا خوب نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایشیس بھی برقرار رکنا چاہتی تھی۔ اسے جانگل سے دفعی بھی اس کے کریم اور طلب کی وجہ سے ہوتی تھی مگر اس کے ہادیوں ان کی چیزوں کی جو ویٹ اسے ادا کرنی پڑتی تھی وہ بہت زیاد تھی۔

وہ جنیادی طور پر اس جک سے پڑا رہ جاتی تھی اور عمر کی پیدائش ان جیزوں سے نجات کی ایک کوشش تھی، اس کا خیال تھا کہ پچھے کی پیدائش جہاں گیر کب بدل دے گی، جہاں گیر کی پیسے کیلئے ہوس میں کمی آجائے گی یا کم از کم، پھر پیسے کے حوصل کیلئے اسے استہان کرنا چاہو دے گا۔

مگر اس کا اندازہ خلائق خدا۔ جہاں کچھ پورا کرو دیا میسے ہے۔ بہت مشکل ہو گی تھا۔ اس کا خالی تھا کہ وہ اپنے کیر کر کر اس ایسا چکر پر چھپے ہیں کہیں میں پاٹاں پانیں چاہتا کر را کرم از کم اس سماں پر اس کے بڑا منیں نہیں آئی تھے۔ جہاں کچھ کر دیکھیں کے باوجود اس نے لہارش نہیں کر دیا تھا قادور بالا رہ جا کریں لوں کی اس حد کے سامنے نہیں چکر پر مچوں ہو گئے تھے۔

میر کی پیدائش بھی پر زارا بے حد خوش تھی کیونکہ اس کا خالی تھا کاب جہاگیر اسے پہلے کی طرح استعمال نہیں رکھے گا اور وہ مطہر ہو کر اس طرح اپنے پہلے کچھ پر دوسرا کر سکے گی جیسا ہدھ جاتی تھی۔ عمر کی پیدائش کے پھر مر بھر بد سے وہ واقعی بہت الطینان اور سکون کے سماحت فریبیات منیرت کی بیکری زندگی گزارنے کی وجہ سے جھگچا کر آئے۔ اسے پارہ بھروسے دیں لیکن اس کا ایسا اور مکمل پار زارا کو اندازہ ہوا کہ عمر جہاگیر کے پروں کی زنجیریں بنا خود اس کے پوں کی زنجیریں گیا تھا۔

نذری روپہ دھرم کے بہت تزیینی خی اور جہاں چکر کے ساتھ تقریبات میں جائے ہوئے وہ سارا وقت اس بارے میں مکمل صورتی۔ جہاں چکر نے اس کی پہلی ایش کے ذریعہ دوسرے ایش عرب کو گورنی کے پرداز کر دیا تھا اور زادا کے لامک ج کے باہر نہ ہو گئی وہ اسے ہٹانے پر تباہ نہیں ہوا۔

اگر کچھ مسائل زندگی کے ذپر پین میں گزارے تھے۔ وہ مکمل طور پر اسی زندگی سے بھل آ جکی تھی جو دوہرے کے ساتھ گوارا رہی۔ لا کوکوش کے باوجود بھی وہ عمر کے ساتھ وقت گزارنے میں ناکام رہتی اور یہ بات کے ذپر پین میں اور افزاں کرنی تھی۔

سائیدہ اس سب کے ساتھ کی شدی طرح تجھے کرتے ہوئے تو زندگی کا راتی تجھے بھی جیتے اسے  
مشتعل کر دیا تھا جو چانگری کی دکوری محروم نہیں ملی جاتے والی بھی تھی۔ زارا پکھوں سکتی ہے ظرف اداز کرتی  
رہی کہ ساتھ کردارے چلتے والے دن سالوں میں اس نے چانگری کی زندگی میں بہت سی عروشیں اور جانیں  
اور وہ ان کے بارے میں فکر نہ دیجیں تھیں تجھے کرنے والی اپنی جانگری کی زندگی میں کس حد تک شامل ہو چکی تھی۔  
اس کا اندازہ اسے کمی نہیں ہوا۔ چانگری نے اسے کمل طور پر شرمن سے بے خبر کیا تھا۔ دیکھ رہا تھا پورہ کرہتی  
بیٹی تھی۔ چانگری کے ساتھ اس کی ملاقات کپ اور کپاں ہوئی۔ زارا انہیں جانتی تھی کہ جب اسے شرمن کے دبودھ کا چاہا  
خدا تو زندگی میں ملکی بارہوں نہیں شاروں کے اس پیٹھے کے بارے میں جانی گی سے سوچتے پر بھروسی تھی۔

رات تو بھی کم پڑھ کر کام کیا۔ اب آپ تجھے کہ کتے ہیں یا اسکل اس طلاقے میں پڑھے والا واحد کوں نہیں ہے آپ یہاں سس گاؤں کیں مگی جائیں گے۔ آپ کو اس طرح کارکنی ہے۔ تو کیونکہ اسکل کام کرنے پر اسراور ملے گا اور صرف اسکل نہیں ہوگا بلکہ ہاں بچوں کی اچھی خاصی تعداد قائم حامل کرنی ہی پائی جائے گی۔ لچک بات یہ ہے کہ اب ان اسکلوں کو قائم کرنے میں بخوبی اپنے یہاں کو لوگوں کا ہو گیا ہے۔ وہ خود اس کیلئے محنت اور درسری پیش دوں کا انتقام کر دیجے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ میں مجھ کیلئے بھاگ دوں جس کرنی پڑی کہ گاؤں میں ایسا بھی ہوا کہ ایک اسکل میں جب بچوں کی تعداد زیادہ ہوئے تھی تو گاؤں والوں نے خود ہم سے ایک درسے اسکل بنکے قام کیں مدد کی تو خداست کی۔

لروپ مک مور جوگی بانی لوگوں کی سطح پر جو داں سب سے بڑی اور باریوں کو دیکھ لے جاتی ہے۔

تو ہم نیازی طور پر جیسے کہنے میں کامیاب ہوئے، وہ لوگوں کی سوچ میں تجدی ہی تھی۔ اس وقت 95ء پر ہمارا نادرازہ ہے 2000، وہکہ اسی علاقوے میں لٹری کی تابع بہت زیادہ کروڑیں کے۔ 95ء سے 2000ء تک کے ان پانچ سالوں میں اسی علاقوے کے لوگوں کی سوچ میں تجدیت میں لامیں لائیں کے اور شاید پانچ سال بعد اس علاقوے کو دیکھ کر آپ کو یقین نہیں آئے کہ کوئی یہ علاقاً اپنی خارجہ کی وجہ سے مشورہ رکتا۔

تفہیم کے علاوہ یہاں آئی کے ذریعہ بڑھانے کیلئے ہم نے ان پیغیر سے رابطے کیے جو یہاں سے مکرون میں ملے ہوئے فہر پال مکوانی صیخ میں ہے، مورتوں کیلئے یہ عنوان نہیں ہوتا تھا کہ وہ ان پیغیر سے ملے جا کر یہاں فہر پال سکھیں اور اس طرح کوئی بہتر معاوضہ حاصل کریں، لیکن ہم نے ان پیغیر کو بوجوڑ کیا کہ وہ ان لامیوں کیں اپنے منیزورڈ قائم کریں جہاں یہ عورت کام کریں اور اس طرح صرف اچھا معاوضہ حاصل کر سکتی ہیں بلکہ انہیں پہنچنے کے حکمر سے بہت درد میں جانا پڑے۔ کام روپ میں اس کام سے ممکن ہمیں بہت پر اپنے ہوا کو کہ زیادہ تر علاقوے کو دیکھ لے جائے کہ میزورڈ کو کہنے کے زمانے میں صرف درد ریز ہیں اور قابلہ ہیں جیسا کہ میزورڈ کو کہنے کے زمانے میں کوئی بارڈر پولیسٹشن کے نام نہیں تھا۔

یہ علاقوے خالی کر دیا جائے بلکہ ان میزورڈ کو کہنے کے زمانے میں صرف باواؤ کے تھے یہاں میزورڈ قائم کیے۔

• • •

چند گھنٹوں کے بعد وہ این جی او کے پکو لوگوں کے ساتھ یا لکوٹ کے ایک قبری گاؤں میں تھے۔ گاؤں  
 میں وہ سیرہ اس خوبی میں گئے تھے۔ جہاں ان کے رہنے کا اختیار کیا گی تھا۔ پکو لوگوں نے وہاں آنام کیا  
 اس کے بعد ان لوگوں کو این جی او کے رہنے کا اختیار کیا گی تھا۔ پکو دیون ان لوگوں نے وہاں آنام کیا  
 طبیعت کو وہاں موجود ہجوس کی تقدار دیکر بہت حیرت ہوئی تھی۔ وہ اسکوں گاؤں کے عین ایک فرش کے گمرا  
 میں تائماں کیا گی تھی۔ جہاں اس فرش کی بیچی دشمنوں سے بچوں کو تسلیم دیتی تھی۔  
 ”اس گاؤں میں چند گھنٹوں پہلے ہجکروں کو روشنکی کرفت سے ہائی شدہ ایک سکول ہی تھا۔ ایک وضہ طیاب  
 کے دوران اسکوں کی چار کروں پر مشتمل مغارت ہے گئی۔ بعد میں گورنمنٹ نے دہراہے اسکوں قائم کرنے کی وجہ  
 فیصلی کی۔ پیاری اپنے یہی کاروں کو اسکوں آئنے والے پہلوں کی تقدار بہت کم تھی۔ گورنمنٹ کا خیال تھا قبری گاؤں میں  
 موجود اسکوں بھی دوسرے گاؤں کی ضرورت پر دیکر سکتا ہے۔“  
 ان لوگوں کے کر گوپ کے ساتھ پڑھوادا گے جو ہر دن ساتھ پڑھوادے ساتھ پڑھوادے ساتھ پڑھوادے۔  
 ”گاؤں والوں نے اس پر اعتماد فیصلہ کیا کہ کوئی دوپتھی یا بھائی یا بھائیوں کو پانپندر کر  
 رہے تھے۔ انہوں نے خش کر گھر پاک کے صدائیں اس اقدام پر خراوا کیا۔ یہ سرف اسی گاؤں کی نہیں ہوا اس  
 پاک کے بہت سے ملاقوں سے ایسا ہی وہہ آہما قات۔ لوگوں کو پڑھانے پر وہاں کے لوگوں میں پھری گئی کامیابی پائی  
 جاتی تھی جو کلراں کے پڑھانے کے بارے میں بات ہی کرنے پر یہ لوگوں پر پہاڑیں کیلئے اٹھ کر ہوئے تھے۔  
 ان کا خیال تھا کہ اس طرح نہ صرف ان کے علاطے کی روایات فرم جاؤں گی بلکہ موجودی مذہب و موجہ جائیں گی اور مکر  
 کے مردوں کی کنفیان گستاخ ہو جائے گی۔“  
 طبیعت و پہنچی سے ملکوں ریتی تھی۔

مشکل کام تقاوی اس سے بھی مشکل کام اس طلاقتے میں کوئی تبدیلی لانا تھا۔ حاری و رگز نے ہبھاں شام چبجے سے اپنے پوتے دو ماہزادہ کا نکاح ہے تھیں کہ اکان لوونوں کے کمرود میں جا کر انہیں اپنی بات متنے کیلئے تیار کرنا کتنا

"والدین اور اولاد ایک دوسرے کیلئے۔ طلب نہیں ضرورت ہوتے ہیں۔" "ناونے اسے جائز کئے ہوئے کہا تھا۔  
"ہماری کامیں میں پیریں اور اولاد ایک دوسرے کیلئے طلب ہوتے ہیں، نہیں ضرورت بلکہ چوری کی طرح ہوتے ہیں..... جب اولاد کو ضرورت پڑے تو وہ ماں باپ کو استھان کر لے اور جب ماں باپ کو ضرورت پڑے تو وہ اولاد کو استھان کر لیں۔" علیورہ نے اس کی نمائش اڑاکنی ہوئی تھی۔ وہ کوئی شور میں جہاں کھڑی تھی، وہاں سے اس کی پشت نظر آری تھی۔ وہ اس کا چورہ نہیں دیکھ سکی تھی مگر اس کی آواز سے وہ اندازہ کر سکی تھی کہ وہ طفیل کر رہا تھا۔

"اس طرح مت کرو۔" ناونے اسے چیزے روکنے کی روشنی کی تھی۔

"جی کہ ماں بھول گئیں اچیزے میں۔ استھان کر رہا ہوں تاہمے اور اسیں گے کے درمیان اتنا گیا گمراہ شوہر ہے جتنا سر اپنے ماں باپ کے ساتھ اور میرے ماں باپ کے نزدیک بھی نہیں اہمیت کافی کے اسی گمراہ جیسی عیوبی چوری ضرورت کے دلت ان کے کام آجائے۔" اس کا چھپ پلے سے زیادہ سمجھ قہا۔

علیورہ کو شش کے باوجود اور اولاد نہیں ہوگی۔

"پانچھیں، بھر اندر جانا میک ہے یعنی؟" وہ دیہی کھڑی سوچتے تھے۔

"تم زماں سے لیا کرو۔" "تو کی آواز میں اس پارہ ہردوںی جھکی تھی۔

"کیوں؟" "مرکا لبپر بہت تھیسا تھا۔" اب ایسا کیا ہو گیا ہے کہ میں ان سے لیا کروں؟"

"وہ تمہاری ماں ہے۔"

"تو میں کیا کروں؟"

"تم پہنچ میں بہت اچھے ہیں اس کے ساتھ۔"

"ہوں گے۔"

"محوت ہوت پول ہو گرا۔"

"میں جھوٹ نہیں پول رہا ہوں۔ میں واپس انہیں میں فیصلہ کرتا بلکہ میں کسی بھی میں نہیں کر سکتا۔"

ایس کی آواز میں پہ مسجدی گئی تھی۔

"مگر زار اتم سے ملتا چاہتی ہے۔ بہت محبت کرنی ہے وہ تم سے بارہ تھماری ہاتھیں کر دیتی۔ مجھے تا

ری تھی کہ جیسیں اس نے سوات میں دیکھا تھا۔" بھر جھیں غریب اکٹ کرنے کی کوشش کی حکمت ہو گئی سے چیک آکٹ کر گئے۔ پھر اس نے اندازہ لگایا کہ تم میں ہو گے میرے پاس اور وہ سیدھی تھمارے پیچھے لا ہو آگئی۔" ناونے

تفصیل سے تھاری تھیں۔

"بڑا کامنہ کیا تھے وہ تو کر۔" اس نے عرب کو پورا کیا تھا۔

"وہ اپنی خلیل کو دیہی سوات میں چور کر مرفت تھمارے لئے ہیاں آئی تھی۔" ناونے چیزے سے جایا۔

"ندامن..... اپنی مغلی کے ساتھی رہیں..... انبوخے کرتیں۔"

## باب ۲۵

"میں نے سوچا شاید زندگی میں نہ ہو گے۔"

ملیوہ اگلی شام اپنے کرے سے کلک کر لائج کی طرف آری تھی، جب اس نے لاؤ ڈنگ میں ناکو عمر سے سکھے سنائی۔ وہ ملکت ہی۔

رات کو گھر کے کرے میں جانے کے بعد وہ بھی کھانا کھا کر اپنے کرے میں آگئی تھی۔ بہت دیر تک وہ عمر کے ہارے میں سوچتی رہی پھر اسٹار آئیں نہیں اسے اپنی گفت میں لے لیا۔

آج جی عمر ہائیٹ کی سر پر نہیں تھا۔ کافی سے والی آنے پر اس نے لانچ پر بھی سوچوں نہیں پالا۔"رمیں پکوہ دہدہ ہے اس کے آرام کر رہا ہے۔" اس کے پوچھنے پر ناونے کہا تھا۔

علیورہ بچکے ہو گئی۔ "کیا یارہا درد رہے؟"

"پانچھیں۔ کہہ ہاتھا چاہیے تھا۔" اس نے بے ساخت کہا۔ "سوچ تھیں ہو جاں گا۔" ناونے کو ہوس پتھے ہوئے کہا۔

"آپ کو کوہ ہاتھا چاہیے تھا۔" اس نے بے ساخت کہا۔ "سوچ تھیں ہو جاہے اسی کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہو گئی۔" ناونے اس کی بات پر زیادہ وحیان بیٹھ دیا تھا۔

وہ کوئی بڑی انسن دیکھ رہے کے بعد انھوں کو اپنے کرے میں آگئی۔

عزر کے لئے اس کے لئے میں سوچوں ہردوںی میں یک دم اضافہ ہوا تھا۔ پڑھائی کے درمیان میں وہ پست عمر کے ہارے میں سوچتی رہی۔

اور اب جب وہ تھن کھنے بندشام کی چائے کیلئے لٹھی تھی تو وہ لاؤ ڈنگ میں سوچوں تھا۔

"میں اسکے لئے غلام۔ میں گی سے نہیں ہاتھ ہوں گے۔" وہ کافی کاٹھ کی تھیں۔

"کیوں؟" ناونے کے سوال پر مغلے چڑھنے سے اسٹاری سے اس کے پیچے کے کوئی دیکھا تھا۔

"کبھی طلب جھسیں نہیں ہوں گے۔" اس کا بھروسہ میگب قہا۔

پر بینگی۔ وہ اب عمر کے بالاترالتحی مگر رانٹھ طور پر اس پر نظر رکھنے سے گزیر ہوئی تھی۔  
ناونے کافی چار کر کے کپ اس کے تھوڑی تھاہی۔ پہاڑ پہنچے ہوئے اس نے بڑے تھاٹ انداز میں  
مر کر دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ اس کی طرف متوجہ تھا۔ علیہ کو اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ بلا سا سکریا۔ علیہ کو جسمانی  
ہوئی۔ یہاں اب بھی سکرا تھا کہ؟ ”اس نے سوچا۔

”بارش شروع ہو گئی ہے۔“ ناونے کوشکی سے باہر دیکھتے ہوئے چھے اطلاع دی تھی۔  
علیہ نے چمک کر کمزکیوں کی طرف دیکھا۔ شام کے تھیکانے اندر جسم سے میں لان میں یک دم پڑنے والی  
ہاش کی تجزیہ پر چمک کمزکیوں کے شہنشوں کو گلگا کرنے لگی تھی۔

ایک نظر پاڑا۔ کیونوں پڑا کہ علیہ ایک بارہو مرکی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ صوفے پر تم دراز کافی  
پیچے ہوئے کمزکیوں کے یار بہر کوشک کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے پیچے پر نظریں جائے وہ میں اعتماد کرنے کی کوشک کر رہی تھی کہ اس کی وہی کیفیت کیا ہو گئی۔

”یہاں عمر واقعی صرف پہلے اپنی گی میں مانندیں چاہ رہے ہیں کہ وہ اخلاقی (materialistic) (ادھ پرست)  
ہو سکتا ہے۔“ کیا اسے اپنی گی میں سے مدت نہیں ہے؟ کیا اسے اپنے بیانے مدت ہے؟ اور اگر اس میں سے ہجی مدت نہیں تو  
پھر آخراں کس سے مدت ہے؟ ”وہ اسے دیکھتے ہوئے چھپے الجھیلی تھی۔

مر کو یک دم چھے اس کی نظریں کا احساس ہوا۔ کچھ چمک کر کمزکی سے باہر نظر آئے والے مھر سے نظریں  
ہٹا کر علیہ کی حجمہ ہوا۔ علیہ کو زبردستی۔ شرمدگی کے عالم میں اس نے اپنی نظریں جھکا لی تھیں۔

”کریں! اچھے کچھ اکار کافی تھا۔ ناونے کیلئے کافی تھا۔“ علیہ کو غائب کرنے کے جعلے اس نے نہایہ جہانی ساز کامگاں  
نازکی طرف بڑھا دی تھا۔ وہ اس کیلئے کافی تھا۔

علیہ کو ایک بارہو اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ وہ ناونکا ناچتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور اس وقت ہلکی بار علیہ کو  
احساس ہوا کہ اس کی اپنی سرخی بھی اور خود بھی، وہ کافی چیز چھپے چھکت گئی۔

”یاہ عمر دتا رہا ہے؟“ اس سوال نے اس کے وجود میں ہے ایک کرشمہ دوڑا دیا تھا۔  
”کیا عمر کو روکتا ہے؟“ وہ کافی پیچا جھول گئی۔

عمر نے ناونے کا کس قدم اسرے پر سیدھا ہوتے ہوئے ایک بارہو اس کی نظر علیہ پڑی تھی۔ اس بار  
علیہ نے اس پر سے نظریں ہٹانی کی کوشش نہیں کی۔ وہ اُسے دیکھتی اور مر کو یک دم چھے اس کا طریقہ کر کر دیں۔ اس کے  
چھپے پر کیا زمودھ چکی ہے۔ علیہ نے اس کے پیچے پر ایک رنگ اُنار کا جھما جھا اور بہرہ طبلہ سے نظریں چھا گئی۔

”کریں! امن اپنے کر کرے میں جا رہا ہوں۔“ اُنکے لئے دھمک ہاتھ میں لے کر مذاقا۔  
اسے لا اونگی سے باہر جاتے ہوئے دیکھ کر دیے گئے محنگی۔

”تجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔“ یا اُنکے اس طرح اسے گھوڑا نہیں چاہیے تھا۔ کیا مر کو اس طرح  
دیکھا برا لگا ہے وہ ہوکا ہے وہ یورچ رہا ہو کر میں اسے اس صورت حال میں پا کر خوش ہو رہی ہوں۔“ اس کا پھر ادا

”وہ صرف تھا رے لے یہاں آئی تھی۔ مجھے تاریخی کر جھیں بہت میں کرتی ہے۔“

”میں کرتی ہیں تو یہاں کی غسلی ہے۔“ دیکھ کر دیکھ رہی ہے؟ ”اس کے لیے یہیں ناپاس...  
مگر میرے لیے یہ دیکھ کر کے کیا خود رہنے ہے؟“ ”میں کچھ میں بے زاری تھی۔“

”بھی کھارا ادا میں لے لیجئے میں تو کوئی ہرگز نہیں۔“

”ان سے ملوں تاک پہاڑی گھنی کرے گا۔“

”آپ کو اپنے ہیے کے بارے میں بہت ہی خوش فہمیں ہیں گریں اپنیں دو رکھیں۔“

”مجھے کوئی خوش نہیں ہے۔“ دیکھ کر دیکھ رہیں رکھ لے۔ ”کچھ تھی کوئی خوش پچھے پوچھنا پر انہار کرتے ہو۔“  
”آپ کو یہی غلطی ہے۔“ میں آج گئی جوی مدد کی دھمکی پر انہار کرنا بھاطٹ۔ ”اس نے ان کی کات کر کر کا تھا۔

ناونچہ لئے خاموشی سے اسے دیکھتی ہیں۔

”پکھوڑے کے بعد جب چمیں جاں جائے گی تو جھیں جا گیگر پر انہار نہیں کرنا پڑے گا میری۔“

مرہنے ایک بارہو ان کی بات کا کیمی جیسا ہو جائے گا جاہل سے۔ چند بہار دوپے پر مشتمل تھواہ توہہ میری

ضوریات پر بڑی نہیں کر سکتی۔ ”مجھے کل اپنے بے کاپ کی دولت کی اتنی ضرورت ہو گئی تھی اچھے ہے۔“

”صرف پس کیلئے تم زدارے ملائیں چاہو رہے؟“

”ہاں سکنی بندی وجہ ہے۔“ بہوں نے زندگی میں اپنے لیے اس چیز کا انتباہ کیا تھا جو ان کے اور ان کے  
مشقیں کیلئے فائدہ مند ہے۔ انہیں نے سیرے لیے کوئی ترقی نہیں ہی سکی۔ بھی بندی کروں گا۔“

”تم چاؤ تو ہیں جا گیر سے بات کر سکتی ہوں۔“ ہوکا دے جھیں اب زدارے ملے سے نہ رکے۔

”آپ اپنے ہی کو مجھ سے نکال دیں گے میں کیا ہوں گا۔“

”وہ دھمکیے گرمانیں ہے اور ووت کے ساتھ انہاں میں بہت ہی تبدیلیاں آپنی ہیں۔“

”گھر میں گی سے ملائیں چاہیں۔“ اس لیے آپ بیا کے کوئی بات نہ کریں۔ بلکہ ان سے ذکر کر کریں کہ

میں یہاں آئی تھیں یا مجھے تھیں۔ ”اس کا لیہہ بالکل حقیقی۔“

علیہ کو کھو دیکھ کر دیکھنے کی خطری، مگر لائچ میں خاموشی چھکائی رہی۔ ناونے اس کی بات کے  
جاوب میں کوئی نہیں کیا تھا اور دنہ خاموشی سے کافی پیچے میں صرف تھا۔

”دوس پہنچوں سے لاؤ جس میں دھملوں گئی۔“

”علیہ کو اچھے اس میں نہ چاہے کے جیسا کوئی خواہی ہے۔“ ہر کہر باتا گر تم چاہے لیتا پاہ تو میں خانہ میں  
سے کہ دوں۔ ”ناونے اسے اندر آتے ہوئے دیکھ کر کا تھا۔

”نہیں تھیک ہے میں بس کافی لاؤں گی۔“ وہ بڑے تھاٹ سے انداز میں کہتے ہوئے ناونے کے پاس صوف

"چینک یو،" علیزہ کا چہرہ کچھ سرخ ہوا۔

"مگر میں احمد ان ہوں کے مجرم احمد و اس قابل کے ہو گیا کہ تم میری اسکنگ کرو۔"

"..... وہ بکھرے دست نہیں تھے اس لیے۔" اسے یاد کیا تھا جب میر نے ایک بار اس کی اونچی بکھر کرنے کے بعد اس کا ہانے کی فہرائش کی تھی اور اس نے ہر یہی سے اس کی یہ فہرائش درکاری تھی۔

"اوہ..... لمحیں اب ہم روست ہیں؟" عمر نے دلچسپی سے پوچھا۔ علیہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کیا۔

"So nice of you" دو ایک بار پھر اچھے دیکھنے کا۔  
 "کیا میں واقعی اعتگار گذل لگ کر ہوں، مختاں اچھے میں لگ رہا ہوں یا پھر یہ صرف تمہارے ہاتھ کا کمال  
 ہے؟"

دو اس سے پوچھ رہا تھا۔ علیزہ کا چہہ ایک بار پھر سرخ ہو گیا۔ اس کی کھجور میں تین آیادہ اس کے سوال کا کیا جواب دے۔

مرے علمیہ کو پہنچنے ہوئے دکھلے تھا۔ ”ام اسکچ کے مجاہے پسندگر ہیلایا کرد، میں تمہاری اگرچہ شہنشہ کرواؤں گا۔“  
دو اس کی بات پر جم جان ہوئی۔ ”ام اگرچہ شہنشہ کیلئے بہت ساری مشینگر چاہیں۔ اس میں تو بہت وقت لگے گا۔“

”کتابوں تک لگے ہو؟ ایک سال دوسال، دس سال میں کون سامنے دلا ہوں یعنی ہوں۔ بس تم اب  
ہمچلکر بنا کرو۔“  
”لیکن من ایگر تھیں کرو کے کیا کروں گی..... مجھے کوئی آرٹسٹ تو نہیں بنتا۔“ وہ پھچائی۔

”یوکی لا جک نہیں ہے۔ بہت سے ایں آرٹسٹ نہیں ہوتے کہ پینٹنگز میں نہایت جی اور ایں دیجیٹس میں کرواتے ہیں۔ لیکن اپنے فرش نہیں نہایت جم کی میکا کرتا۔“ وہ بڑی نیچیگی سے کہہ رہا تھا۔ علیہ طعن کی۔ وہ اس کی وجہ نہایت میں کامابو ہو گئی تھی۔

اب عمر یقیناً کی کے بارے میں سوچ رہا ہوگا۔ میں اس سے ہمیں لڑوں کی کوئی اہم اہتمامیں ہو جائے گا۔ وہ سوچ رہی تھی۔  
”میں..... ہر بندہ آڑک نہیں ہوتا۔“  
”..... دیکھ کر کھٹک کر کے۔“

"پھر آپ مجھے پہنچنگا ہے کلمے کیوں کہہ رہے ہیں جبکہ آپ کو خود یہ کام پسند نہیں ہے؟" وہ رامانتے پڑھتے پڑھتے ہیں۔ وہ اونچے۔

☆☆☆

را انگ کچھ پر جھوٹے ہوئے وہ برتی بارش کو دیکھ رہا تھا۔ ہر لالاں میں اب لاٹھ آن کر دی گئی تھیں اور ہوا سے پتے بارش میں بھیپتے پڑے اور عسلیں بہت گیب گل رہیں۔

تم سے کہا جائے گا۔ مالی دستک نے اسے جگایا۔  
 ”میں کام ان۔“ اسے پہنچانا آزاد میں کہتے ہے رساکا جیزیر کو جاندا تھا کہ کوئی کوئی دروازہ آہست آہست کھلا تھا  
 اور پھر عمر نے طیارہ دکھل کر سے کے اندر تھے دکھلا دے اپنے بھومن میں کریں کوئی کوئی تھا۔

"او علیہ!" کمر کچھ جوں ہوا تھا۔  
"می نے آپ کو مشرب لئیں کیا؟" وہ کہنے لگی۔

”آب کی ماٹی پرست ایک جگہ تھی۔“ بڑے نکار کے ساتھ ملکہ کو اپنے کھانے کا طرف دیکھنے لگا۔

”میں“  
”کہن؟“

"مجھے ہارش سے خوف آتا ہے۔"  
"ہارش سے خوف؟..... کیا مطلب؟" وہ حیران ہوئی۔

”چھوڑ دیا رہا ..... مذاق کر رہا ہوں۔ جیسیں اجھی لگتی ہے باڑی؟“  
”نہیں۔“  
”کہاں؟“

”ہائیس بس مجھے باش سے ابھیں ہوتی ہے۔“ عمر کو کچھ کہنے پر اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

رسے میں یہتے بارہ جاہوی پھایا۔ علیزوں کی بھجیں تکلیف آیا۔ وہ اب کیا بات کرے۔ پکوہ دریور دو  
سری چھڑاں نے ایک کانڈھار کی طرف بڑھا دیا۔  
”سکالے؟“ سمجھنے کا تھا۔ تھا۔ تھا۔

"آپ دوچھے میں۔" عمرنے پکھ تھس کے عالم کا نام کھلا لقا۔ بہرائی کے پرچے پر ایک بے ساخت غمودار ہوئی۔ ملیری کی انگوٹیں میں یک دم چک لبرما۔

ہوئے بولی۔

"بیری پسند یا نامہند کوئی ایہت نہیں رکھتی میرے لیے تھاری پسند یا نامہند ایہت رکھتی ہے۔" وہ اس کی بات کمہنگی پالی مرف اس کا پچھہ دکھ کر رکھ گئی۔

مردی کوچک کئے کے بجائے والدھ کمزی ہوئی۔ سرخی کو عمری طرف بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔

"آپ چالیں تو اسے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ مکمل کئے ہیں۔"

مرنے کوچرانی سے اس کے ہاتھ سے کٹلی کو لے لایا۔

"تم براہنیں ماونگی؟"

"ذین۔" وہ پکڑ کر جوان ہوا۔

"آپ کو کیچی خودت تو نہیں؟" وہ جاتے جاتے مردی۔

"ذین۔" وہ کرے سے نکل گئی۔

مرے اس کرے سے جاتے ہوئے دکھتا رہا علیور کا بولا ہوا دریہ اس کیلئے جوانی کا باعث قرار۔

"اتقیٰ جوانی کس لیے؟" وہ سچنے کا ادا پھر اس کے ذمہ میں جھے جنم کھانا ہوا۔ وہ جان گیا تھا۔ وہ کیا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہت دریک دہ کری کہ اسکو ملن لیے ہے جس ورکت اپنی کری پیٹھانہ۔

☆☆☆

"تم کچھ دلوں کیلئے اسلام آباد پڑھ جاؤ۔" تمی چاردن کے بعد مرد کر جا گئے کافی تھا حال احوال دریافت کرنے کے فرائض انہوں نے اس سے کہا تھا۔

"کس لیے؟"

"لیٹن ٹل کے پاس جاتا ہے جھیں۔" انہوں نے اپنے ایک کزن کا نام لایا۔

"لین کس لیے؟"

"ایک تو جھیں پلک سردوں کیشون کے ان درلوں سا بیجا لوٹھس سے مادیں گے، جو روز ک آخر پر تھا رساںکو جمل کیتیں گے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ تھاری گروپ دشمن ہمیں ایک ندی کر کردا ہیں۔"

"مگر پلا اتنی جلدی کیا ہے، ابھی تو چند روز ہوئے ہیں تحریری اختان کو، پہلے روز تو آنے دیں۔ اس کے بعد۔"

جا گئرنے اس کی بات کا دی "تھارے ہمہ زیک ہوتے ہی روز ک مجھ پا جمل جائے گا اور اس میں صرف ایک بڑا اور گلگا۔"

"میں پالا چارچار ہمہ لگیں گے روز دیکھ رہتے ہیں۔" اس نے سچ کی۔

"میں روز دیکھ رہتے ہیں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ وہ جا ہے ہمارے۔ لیکن تمہارے ہمہ زیک ہوتے ہی تھارا روز اتنی چائے گا اور میں جھیں انتقام کر دوں گا۔"

وہ خاموشی سے ٹوپ پر ان کی بات سنا رہا۔

"ان لوگوں سے ٹول کر میں کیا کروں گا؟"

"کیا مطلب ہے کیا کروں گا؟ جھیں گے یونہی کریں گے۔ ساکھو جیکل میٹ کے بارے میں۔"

"مگر پلا کافی کی بات ہے یہ اصولی کی بات ہے یہ، وہی لوگ بعد میں نہیں کڑا نہیں گے اور وہ لوگ پہلے

ہی مجھے۔ اس نے کچھ کہتا پہلا تھا۔

"Everything is fair as long as it goes to you"

یا ہے اصولی کی بات مٹ کر نہ اتم پیور دکر کی کوئی نظر نہ دینے نہیں چاہ رہے ہو۔" جا گئے اس کی بات کا نئے

ہوئے بہت سرا آواز میں۔

"میں نے یہ کہ کہا ہے کہ میں... میں تو میں پاہ دھا کر بیٹھ پانی potential کا پڑھے۔"

تھاری آدم کے بارے میں افراہ کر دیا۔ پھر بھی جانے سے پہلے اتم اسے کال کر لیئے۔

"جیکے ہمچھے کئے دن وہاں رہتا ہے؟"

"یہ میں جھیں بعد میں تا دوں گا۔ کال کر رہا ہوں گا دہاں بھی۔"

"مگر بھی پلا بیٹھے امازہ تو دہا جا یہی کہ مجھے دہا کئے دن رہتا ہے تاکہ میں اسی کے مطابق اپنا سامان

پک کر دوں۔"

"شاپنگ ایک ماہ ہاں سے بھی زیادہ۔"

"وات؟ اتنا لبا قیام کیوں؟" وہ حمیں رہ گیا۔

"کسی میں چاہتا ہوں کہ تھاری ابھی طرح سے ٹیاری ہو جائے۔"

"میں پلا یاری کیکے اسے لیے قیام کی ضرورت نہیں ہے۔ دو تھن دن کافی ہیں۔"

"جب تک میں جھیں دہا سے داں اسے کوئی کوئی دہا وہاں سے وابس مت آتا۔" جا گئری آواز ایک

بادر پر ٹک ہو گئی۔

"پلا۔" میں پکر دلوں کیلئے امریکے آنا چاہتا ہوں۔ اس نے کچھ کھوئے ہوئے کہا۔

"کس لیے؟" جا گئری آواز پلکی طرح سرخی۔

وہ پکوری خاموش رہا۔"وہیے ہی۔"

"وہیے ہی سے کیا مطلب ہے تھارا؟" جا گئری آواز پلے سے زیبارہ جھیکی تھی۔

"میں پکر لگیں کرنا پڑا دھا تھا۔"

"تم سوات گئے تو تھے کیا داہ ریلکس کیا ہیں کیا؟"

"پلا بیٹھے کہو جیکو دل کی ضرورت ہے۔"

"تم نہ اڑا، میں خرچ کر بھوار جاؤں۔" عمر نے ان کے جواب پر ہفت بھنگ لیا۔

"مجھے اپنے کمپ بھیز اور درمری چیزیں چاہیں جو میں خود کر لے سکتا ہوں۔"

"تمہارا سارا سامان یہیں گرفتار ہے تم بھیز اور درمری چیزیں کے ہمارے میں تاد میں آج ہی بیک کرو کر جھیں بھوار جاؤں۔ دو تین دن تک جھیں مل جائیں گی۔"

"آخڑاپ بھجے امریکہ کے لیے آجائیجے ہو؟" "وہ آلات خرچ ہو گیا۔

"کیونکہ میں چانتا ہوں، تم امریکہ کے لیے آجائیجے ہو؟" "وہ چپ سا ہو گیا۔

"مجھے اپنے لوگوں سے غرفت ہے جو مجھ سے محنت پولیس یا علاحدہ ہائی کریس۔" اس نے اپنے ہاتھ کر کتے سن۔ وہ ہونٹ کا نئے لگا۔ اس کا لب چاہا، وہ ان سے کہے آپ کو نے لوگوں سے نہیں صرف مجھ سے غرفت ہے۔

"تمہارے اکاؤنٹ میں، میں نے کچھ اور روپے نہ انٹر فر کر دئے ہیں۔ کیونکہ میرورت ہوتا ہے۔" وہ پکوہدیاں کے پولے کے خطرہ پر ہے۔

"نہیں، کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے پکوہدیا کہا۔

"لیکن ہے۔" دن کے بعد میں جھیں دوبارہ فون کر دیں گا۔ جب جھیں لیکن کے پاس ہوں چاہیے۔" فون بند کر دیا گیا تھا۔



علیہ گرپ کے ہاتھ لوگوں کے ساتھ اس فحش کی باتیں بہت غور سے سن رہی تھی۔  
"یارا میں تم خداڑہ بوزی ہوں، ان لوگوں نے واقعی خاصا کام کیا ہے یہاں پر۔" شہلا نے ساتھ پڑھے  
ہوئے نہیں آدم اور میں کہاہد معرفت بردا کر دی گئی۔

"فہیں، ان لوگوں کی وجہ سے ہماری بہت سی پر یہاں اور میں تھیں بھی ہو گئے ہیں۔ آپ لوگ کچھ سال پہلے آتے تو جرمانہ رہ جاتے کہ یہاں کس طرح زندگی کردار ہے تھے، جاون سے بھی بدر زندگی کی تھی۔۔۔ زمین دار غلام بھٹکتا تھا۔۔۔ یہاں کسی کی بحال نہیں تھی کہ وہ زمین دار کی مرثی کے بغیر کوئی کام کر لے کا۔"

گاؤں میں قائم ایک سنبھلیں دُٹ بال یعنی دالے چلیں سے تھکوکا آغاز کرنے پر انہوں نے اس سے ناٹھا۔

"یہاں زمین دار کوں پہنچنے دیتا تھا۔۔۔ وہ بھی حکومت نے یہاں اسکوں جوائز کی تو شکست کی۔۔۔

زمین دار نے یہاں کسی مالک کو اپنے میٹھ دیا اسکل مالک نے بغیر توہین مل سکتا تھا۔۔۔ کام سب کو محور کیا جانا تھا کہ ہم اس کے کھنڈ کے طاہد کہیں اور کام کر دیں۔۔۔ کام کے بدے میں سال کا واحد دیباں تھا ساتھ چند جوڑے کپڑے اگر یہاں کا کوئی آئی گاؤں سے پاہر بیکام کرنے کی کوشش کرتا تو زمین دار اسے ہمیور کردا کہ وہ آئی اپنے پورے خاندان کے ساتھ علاقہ چھوڑ کر چلا جائے۔"

وہ لوگ خاموشی سے اس فحش کی باتیں سن رہے تھے۔۔۔ علیہ گرپ جو judge کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مگر آہستہ آہستہ یہ لوگ یہاں آنے شروع ہوئے۔۔۔ یہ ساری ترقی ان لوگوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے یہاں پہلے گورنمنٹ کا قائم شدہ اسکل چلانا شروع کیا مگر ہمارے گاؤں میں ہی دو تین گھومن میں اور اسکل قائم کے پیشہ زدی کی ان ہی لوگوں کی کوشش سے ہوا۔ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان ہی شہزادی کی وجہ سے ہمارے ملاٹتے میں کتنی خوشحالی آئی ہے۔ ہمارے ملاٹتے کی آدمی سے زیادہ ورشک اس شہزادی کام کر رہی ہیں۔۔۔ اب یہاں باقاعدہ پیشہ زدی کو جوڑ آتی ہے یہاں سے آئندیں کو پیشہ زدی کر جاتی ہیں۔۔۔ پہلے ہمارے پیچے ہمارے ساتھ بھکتوں میں کام کرتے تھے اور درمری جھیلوں پر مدد و ری بھیں کرنے جاتے تھے۔۔۔ اب ہمارے پیچے قائم حامل کر رہے ہیں۔۔۔ یہاں اس

چائے تو اس لکھ کی ستر نصید آپزدگی تھے سرے سے گزارنے کا طریقہ آجائے گا، جس فیڈل سٹم کو پار بارکی کوششون کے باوجود ہم بدیں نہیں پائے..... وہ خود بخوبی ہو جائے گا۔  
”مجھے انہوں صرف اس بات پر ہے کہ یہ کام ہمارے بھائے این ہی اوپر کریں ہیں حالانکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔“

”ایہت اس بات کی نہیں ہے کہ کام کوں کر رہا ہے۔ ایہت اس بات کی ہے کہ کام ہورا ہے یا نہیں اور کام لیتھنا ہورا ہے۔“ شہلا اور میری بھی سارے کے ساتھ لفڑی میں رجھ کی تھیں۔

”جس لکھ کی ستر نصید آبادی دیہات میں واقع ہو، وہاں دیکھی اصلاحات کا مطلب ہے کہ آپ نے اس لکھ کی اکافی کوئی کوچ ڈاری کیا ہے۔“ اور ترقی کیلئے ایک لگن پیارا کوڈیا کوں ساکل اتنا انتہا ہے کہ وہ ادا رہیے۔ درست لکھ کی ترقی یا احوال اپکے دیکھی اصلاحات پر لگادے۔“ وہ آزاد ہماراں کے کافوں میں بکھر ہے۔“

”جب اپنے لیے خود کو کرنے کی ہے تو وہ پھر کریں رات کو آتے والا چور بھی اندر ہرے میں رہت کافر نہیں لگتا ہے۔“ میری صدی کی اس آخری دہلی میں کوں سا یادیا غصہ ہوا، بُکی مطلب کے بُکی کی کے لیے سکھ کرے اور انہا بات کر رہے ہیں اور بسات میں مشہور ہری طریقہ اگئے والی درجنوں فاران این ہی اوذن جو لارڈ اور پاکنڈر کے ساتھ بُکر قرقرہ دار لہلہ میں اور دوسرے دھار مزکر نے لکھی ہیں کیا المیہ ہے۔“ اسے عمر کا تقبیہ یاد آیا تھا۔

”تم کیا سوچ رہی ہو طیارہ؟“ شہلا نے اسے غائب کیا۔  
”وہ یکم جو گک گکی؟“

”تم پرچوری ہوں، تم کیا سوچ رہی ہو؟“  
”میں۔“ وہ ایک بار پھر سوچ میں گئی۔

”کہاں کم ہو گئی؟“ اس پر شہلا نے ایک بار پھر علیحدہ کی آنکھوں کے سامنے تھوڑا لہرا لیا۔ وہ ایک گبری سائنس کے رکھیے کی راستی سے ہاڑ گئی۔

”تھہرا کیا خالی ہے یہاں ہونے والے کام کے بارے میں؟“ سائزہ نے اسے غائب کیا۔

”چاں گئیں،“ سائزہ کہا تھا جو بے کی سے کہا۔  
”لما مطلب؟“ سائزہ اس کے جواب پر جمان ہوئی۔

”میں ایں میں، سچھنیں پاری کی کیا کہوں۔“ اس نے دعاخت کی۔

”لخت ہمیں بھری طریقہ یہاں ہونے والے کام سے بہت مبتذل ہو۔“ سائزہ نے مکار کر کہا۔

”یہ بھی پانیں۔“  
”یہ کیا بات؟“ سائزہ پھر جمان ہوئی۔

”سب کچوڑی کھا ہے تم نے..... ان کا آنس۔“ دہاں ہونے والا کام..... یہاں چلے والے اسکوں.....  
خورتوں کا سینٹر..... اور یہ جو حصہ دیکھا ہے تم نے..... یہ پڑھنے کیلئے دیئے ہیں، سارے

علاء میں ایسا کمل پچھا آپ کو کہیں ٹلے گا جو قلم ساہل ہیں کرہا ہو گا۔“ علیحدہ مر جو بہری تھی۔  
”ایں ہی اور جب بھی دہماں ملا تے من کام کرنا شروع کرتی ہیں وہ بہت ایسے طلاقے کا انتباہ کرتی ہیں جہاں جاگ کر ایسا نظاہم بہت سے رانچ ہو۔ اس ملا تے کا انتباہ کرتے ہوئے بھی انہیں اسی نیزہ کا بہت فائدہ ہوا کہ یہاں فیڈل سٹم بہت پختہ تھا۔“

اس کے کافوں میں یہ کہ دم مرکی آواز گوئی تھی۔

”فیڈل سٹم میں لوگوں کے اندر یہ ہتھیں ہوتی کرو کہ وہ اپنے ملا تے میں رانچ طور پر یقین پر احتجاج کر سکتیں پہل سکن، بیویوں لارڈوں لوگوں کی زندگیں کوئی میسری اور سُکھی کے ساتھ کرنا دیکھ رکھتے ہوئے ہوتے ہیں۔“

کہ وہ پڑا کوٹیا خواہیں کے باوجودی ان سے جان سامنہ ہیں پاٹے تھیں یہ ہوتا ہے کہ ایسے ماحول میں اگر ایک غصہ بھی ان جلوہ لارڈوں کے غافل اور اپنے کے پاٹھیں لارڈوں کے غافل اور اپنے کے پاٹھیں سوچے کہیے اس کی حمایت کرتے ہیں..... پہلے دل میں افسوس سے ہو رہی کرتے ہیں اور پھر چلتے ہیں کہ وہ غصہ واقعی پہنچتے ہیں۔“ اس کے اب صرف باقی میں کہیں کرہا تو وہ کمپ پر کی اس کے ساتھ شام بوجانا چاہئے ہیں..... اب ظاہر ہے اسی صورت حال میں فیڈل سٹم میں درازی اس آثار شروع ہو جائیں۔“ اس کی وجہ سے ایں ہی اوڑھوئیں ان کے پاس دوپر ہوتا ہے اور دروغ ہوتا ہے۔“ حکومی ایجنٹوں کی طاقت ہوتی ہے۔“ غیر ملکی ہسکی پشت پناہ ہوتی ہے۔“ کسی بھی فیڈل میں اسی طاقت نہیں ہوتی کہ وہاں لوگوں سے مکاری کے ساتھ انتہا بھائیے۔

”تھچے کے طور پر اپنے ملا تے میں ہوتے والی تہذیبوں کو دروک میں کپاٹا۔“ اسکل میں بھی بنے دھا ہے۔ قلم کیلئے لوگوں کو پڑا بھی جانے دھا ہے۔ اپنے سکھوں کو کام کرنے کیلئے بھی اسکو کو مجرم میں کپاٹا پہنچانے نہیں ہوتے والی ترقی کو رکھنے کیلئے بھی کوئی سکھیں کر سکتے۔“ اور میڈیا اس سب کو بیماری کا مام دیا جا شروع ہو جاتا ہے۔“ دیکھی اصلاحات حالانکہ اس کے ساتھ تھوڑا بھائیے۔“ اسی طریقہ میں کہو جائے ہے۔“ اسی طریقہ میں دیکھو سکتے ہیں اور مکاری کے ساتھ بھر کر کے اسی طریقہ میں آزادی بھی ہوتی ہے۔“

”چہاں لارڈ نکوں سے بھوک اور بے عزمی کا یہاں ہوں، تو میں بھی کافی ہے کہ آپ انہیں متن دت کی روشنی اور سرطاں کا بکر کرنے کا حق دے دیں۔“ مہر ان سے جو چاہے کروں دیکھ لے آپ سے کہے ہے بھی زیادہ دفادری کریں گے۔“

”وہ بے مجنون ہوئے گی تھی۔“

”کیا یہاں بھی بھی سب کو کہہ رہا ہے؟“

”اس سے موچا درجہ فیڈل سوچ جو کچھ کہ رہا ہے، کیا بھی صرف دفادری، دھوٹی کھٹکیں کا فکر رہ گئی تھی۔“  
”وہ ملک و اپنی درجی میں اسی کچھ تھے۔“ رات کا اپنے گردبھ کے درسے لوگوں کے ساتھ مجھے کہ، وہ سارے دن کے لئے ہوئے نہیں دیکھ رہی تھی۔“ جب اس کی کافیں خلصے اسوارے نہ کہا۔  
”جس طریقہ اس ملا تے میں اسی کی اوزنے کام کیا ہے، اگر سارے دیکھی ملا تے میں اسی طریقہ کام کیا

"اویں والی چیزوں کو دیکھنے ہوئے قیبلہ کرو۔" سینے اس بارے سے فحسلہ کیا۔  
اویں والی چیزوں کی تباہ کیا ہے اور آنے والی چیزوں نے تمہیں خوش بیٹھ کیا۔ بچوں کی قیام کے حوالے سے۔ عورتوں کے تھے کروار کے حوالے سے۔ یہاں لوگوں کے مدد سے منے والی باتوں نے آخڑائیں ہی اور نے کچھ نہ پکوڑ کیا ہے۔ یہاں پر ..... ورنہ لوگ اتنے بے وقف قلبیں ہو سکتے کہ خداوناہ کسی کی تعریفیں کرتے ہیں۔" وہ سازہ کا چیز دیکھتی رہی۔  
اس کے جواب کا اختصار کیے بغیر وہ سب باتوں میں صورت ہو گئی تھیں۔ وہ کچھ در انسیں دیکھتی رہی۔ پھر اپنے آگے پڑے ہوئے پھر کوئی ذہن کو دیکھنے لگی۔ "Sense of judgement" وہ مکاری تھی۔ اس رات وہ بہت دریک ان کا ثابت کیلئے جائی رہی۔



کارا، آنے والے سالوں کیلئے این ہی اوز کی پلاٹک اتنا ڈاٹا ملے کے بعد بندے کی کوئی رائے تو ہوتی ہے، نہ تمہاری کیا رائے ہے؟" سائزہ پر چھا۔

"مچے اسیں میں یقین نہیں اورہ۔" اس نے ایک گمراہی سانس لے کر کہا۔

"کیا؟ یقین نہیں آرہ۔" مگر کس بات پر؟" فائزہ تقریباً چالا۔

"لیکن کہ این ہی اوز اور اپنی اس طلاقے میں اتنا بڑا انقلاب آئی ہے۔"

"کیاں یقین کیوں نہیں آرہ۔ تم نے تو سب کو خود دیکھا ہے۔ ..... لوگوں سے میں ہو یہ بھیز دیکھو۔ ہمارے ٹھپارٹمنٹ کی پاس سو مردوں پورت دیکھو جانی کی بات ہے کہ جسمیں یقین نہیں آپلے۔" سینے اسی پارس سے کہا تھا۔

"اٹل میں اس کے ایک کزن نے اس کی بریں دلخک کر دی ہے۔ یہاں آنے سے پہلے۔" شہلانے پرے ہلہستان سے تباہ۔

"کیا طبلہ؟" سائزہ پکھا بھی۔

"اس کا ایک کزن ہے نارن مرس میں، اس نے اس طلاقے کے بارے میں چند سال پہلے کوئی سروے یا رسیروں وغیرہ کی تھی این ہی اوز کے حوالے سے۔ ..... اسی نے اسے کہا ہے کہ این ہی اوز یہاں کوئی پا چڑھنے کا ہمیں کر رہیں۔" شہلانے تھکرایا۔

"اک آن طبرہ اتم تو اسکی باتوں پر یقین نہ کرو۔ تمہارے کزن کو تو یہی کہنا تایید ہو کریں ہے؛ اس لیے۔" پھر دو کریٹ اسی غوڑوں سمنے کا ایک دوسرا درخت ہے۔ اس بلکل کی دو بیساکھیاں میں غوڑوں لارڈ اور یورو کریٹ۔ ..... دو لوگوں میں سماں کیاں ایک دوسرے کے پسروں کریتی ہیں۔ ..... میسا کیوں کو اس بات سے دیکھیں ہیں کہ وہ سہارا دے رہی ہیں اُنہیں صرف اس بات سے بھی ہے کہ اس کا سہارا پر کچھ پڑھنے والا میریں محنت یا بہت سہ بوجائے۔ تمہارا کرن ہی اس سمنے کی پوچش کریں تھے اس سے اسی کی باتیں سنوئی۔"

"غم کا غوڑا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور سہی دو اس طرح کا یورو کریٹ ہے جس طرح کام بھتی ہو۔"

ٹیکھے نے مضم ادا نہیں کہا۔

"غم کا غوڑا ایک دوست کا نام ہے اس کیلئے غوڑوں ہونا ضروری نہیں ہے۔ یورو کریٹ۔"

ٹیکھے نے سائزہ کی بات کاٹ دی۔ "غم ایسا نہیں ہے۔"

اس بارساڑہ نے اس کی بات کاٹ دی۔ "جیزے علیہ اب اپنے کزن کی پاکیزگی اور اعلیٰ کردار پر کوئی تقریر کرنا۔ سیرا بنا پورا خاندان یورو کریٹ سے بھرا ہے۔ کلی مجھ سے بھرتوں انسیں نہیں چان سکا۔" سائزہ نے اسے آٹاٹے ہوئے اندماں میں کاٹا کر دی جسے بھیز پر کچھ پڑ ہو گئی۔

"تمہارے کرن نے جو کچھ این ہی اوز کے بارے میں کہا ہے اسے ایک طرف رکھ کر اپنے سامنے نظر

نجل پر قشی کر داٹنگ نجل سے الگ گیا۔

"غم... اغم... اکیا ہوا؟ مجھے بتاؤ تو۔"

ناو سے آواریں وہی رہ گئی جس کو رکھیں۔ جیز تدوین کے ساتھ وہ داٹنگ روں سے کلی گیا۔  
ناہیے ہاتھ بڑا کر شوہر کا وہ صلی اخليا۔ "آخر لیکی کیا چیز درکی ہے کہ اس طرح اُنہوں کا چلا گیا۔" علیہ  
لے ہے کو پریشانی کے عالم میں کہتے ہے۔ وہ اب اس صورت کا جائزہ لے رہے تھے۔ علیہ اور انداخت نظریوں سے انہیں  
دیکھ رہی تھیں۔ وہ پچھوڑ جائزہ لیتے رہے۔

"مجھے تو بیان کیوں گی اپنے انظریوں آجیو سے اس طرح مشتعل کر دے۔" وہ بالآخر بڑا کئے۔

"پہنچ معاذ! آپ دھیان سے دیکھیں۔ آج کوئی تو چیز ہے؟ جس نے اسے پڑھان کیا ہے۔" ناولہت  
پڑھان جس۔

ناہیں بارہ جو اس مٹکا کے تشتمل جائزہ لینے لگے تھے۔ علیہ کی بھوک اُنہی تھی۔

"آس طرف اپ کوں پڑھان پڑھا ہے؟" وہ سوچ رہی تھی۔

"ناہیں مجھے دھائیں، شاید مجھے پاکل جائے۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اضطراب کے عالم میں  
اپنے ناہیں کا گمراہ مذید رہنے اخبار اس کی طرف نہیں رہا۔ ان کے چہرے کا گریب یہی دم دل گیا تھا۔ مر کویا  
ہوا تھا وہ چان پچھلے۔ کچھ کہنے پڑنے اخبار ناہیں کے سامنے رکھتے ہوئے اپک خرگ طرف اشارہ کیا۔ علیہ  
نے خون کے چہرے کارگر بھی اسی طرح اڑاتے دیکھا۔ پہنچنے نے اپنے ہاتھ کو کوکلیا تھا۔

"چھپ کر کیوں کیوں گیا ہے؟"

علیہ کمرگری۔ "ایسا ہوا نہ اونکی جاگیر کیا ہوا؟" ناٹوکی جواب دیتے کے بجائے یہ دن بھل سے الٹھ  
گئیں۔ علیہ نے ناوی کی اونکی کے پیچے جاتے دیکھا۔ اس نے اپنے اختیار کرٹے ہوئے نجل کے درسرے سرے پر پڑا  
ہوا اخبار اٹھا۔ پکد دیکھ وہ حالتی نظریوں سے اخبار کر، سمجھی بیوی جو اس کی نظریں ایک خیر پر جگن۔ ایک شہر  
اور کمر براڈل کی ایک بہت ہی خوبی و دستور کے ساتھ ایک بیٹھن لگا ہوا تھا۔

Sultry Rushna tied the knot

وہ تشتمل پڑھتے گئی تھی۔ خیر میں میں سالہ رشا کی عمر میں اپنے سنتیں سال بروے دیکھنے میں پڑا  
پاکستانی سفارت کار جو ایگر معاذ کے ساتھ شادی کو مرچ جانشی کیا گی تھا جو اسی معاذ کی بھل پر دوں شادیوں  
کے ساتھ ساتھ اس کی ریتیں اسکا کامی بکاری کیا گیا تھا اس کا اسکا دوڑنے کا شکار پورا نہ کیا تھا کہ وہ خیال رکھ کر  
جہاں گئی چوتھی شادی نہ کر کے کیونکہ عادتی نہ ملک سے چھوٹی ہیں۔ علیہ نے اخبار بند کر دیا۔

☆☆☆

وہ فٹے میں بھرا ہوا پہنے کر رہے میں گیا تھا۔ موپاکل کارس نے جہاں گیر کو کال کرنا شروع کر دیا۔ پکو  
دری بعد جہاں گیر لائیں پڑا گئے تھے۔

## باب ۲۷

"یہ بیکن پیش کب دالیں اؤں گا؟" وہ اگلے دن ناشتے کی میز پر بیٹھا اپنے لونگہ کا بتارہ تھا۔

"مگر تسلیک کے پاس اتنی یورپنی کیا تک ہے۔ تم بس سایکل اور جس سے طوپرہ دالیں آپاں۔"

ناہیں عمر سے کہا علیہو نے اٹرا چھپتے ہوئے عورت کو دیکھا۔ وہ بہت الجماں انظر اڑا رہا۔  
میں کوئی بھیں کر کر لے لیا ہے۔ مجھے دیں رہتا پڑے گا۔" ناہش کرتے ہوئے اس نے کندھے  
اپکا چھٹے۔

"لیکن بھر بھی ایک ماڈ تو دہاں نہیں رہتا چاہے۔ میں کو اس بھوڑاں گی۔" ناہیں عمر کے کندھے کو  
چھپتے ہوئے کہا۔ وہ سکراتے لگا۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے ہاں کے پاس نجل پر پڑے ہوئے نذر تھیں کا شوہر والا صلی  
الہیں۔

ناہا پلچر کل اور ایڈیٹر مل سختات دیکھ رہے تھے چائے کے کپ میں ٹھیک ہاتھ ہوئے اس سے صوف کھول  
لیا۔ علیہ وہ اٹھے چھپتے کے بعد اپنی بیٹت میں کائیں کے ساتھ اس کے گلے کرنے میں صرف ہو گئی۔ اٹھے کے  
کھوٹے کرنے کے بعد وہ اٹک اور کل مر جو shakers کی عالی میں نجل پر نظر دوڑا نے گی۔ وہ دونوں اسے عمر کے  
ساتھ پڑے نظر آئے۔ وہ اس سے کافی فاٹلے پر تھے۔ وہ ہاتھ بڑھا کر اپنی بیٹت کی بھوکی تھی۔ وہ عمر سے اپنیں  
کہدا ہے کہا جاتی تھی۔ کمر کے چہرے پر نظر دوڑاتے وہ بیٹت کی بھوکی تھی۔ وہ شہر کا صوف کھولے اس پر نظریں  
چلائے پاکل ہے اس کو درکت تھا۔ بونٹ بیٹھے ہوئے اس کے چہرے کی رنگت سرخ ہوئی تھی۔ وہ جان ہوئی دیکھنے  
کوں ہی چنچ پڑھ دھا جس نے اسے یہیں مھمل کر دیکھا تھا۔ وہ سب کو جھوک کر راست دیکھنے گی۔

جب ہی ناٹوکی اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں۔ "اپوں نے کدم اٹھیں بھری نظریوں سے گرد کیا۔ ناہا بھی اخبار سے نظریں ہٹا کر اس  
کی طرف توجہ رکھ گئے۔

عمر نے ناوی کی طرف دیکھا۔ علیہ نے اس کی آنکھوں میں یک دم نہتے دیکھی۔ پھر کچھ کہنے پڑھ رہا اخبار

چاہیکرنے اس کی بات کاٹ دی تھی۔ ”محنگ کوئی باتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں، میں نے کہا ہے اور کوئی کیا ہے؟“

”آپ کو اندھا ہے کہ آپ کی اس حرکت سے آپ کے پھول کیا اڑ ہو گا؟“

”تم صرف اپنی بات کہ رہے ہو۔ میں بھل کرہا ہوں میں کہاں؟“

”Am I right“ انہوں نے بڑے جاتے والے انداز میں کہا۔

”میں صرف اپنی بات نہیں کرہا ہوں میں آپ کے سب پھول کی بات کرہا ہوں۔“

”تھیں دروازے کی بات کہ رہے کا کوئی حق ہے میں ضرورت تم صرف اپنی بات کر۔“

”آپ نے کسی کے سامنے بھی اچھا نہیں کیا۔“

”محنگ سے مزید کوئی کوئی کرنے کی ضرورت نہیں۔ بیری شادی یہرا پھل انھر ہے۔ میں جب جس سے جانتا ہوں۔ بیرے سالات میں ناگز مت اڑا۔ کیا اتنی کوئی کافی ہے یا کچھ اور مجھ کہنا ہے جیہیں؟“

”آپ جانتے ہیں آپ کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔ آپ کے بارے میں کیا کش دیے جا رہے ہیں۔ وہ بھل کل اپنی آذان پر یاد رکھتا ہے۔“

”محنگ پر دلنشیں ہے اس نے آپ کی سردی اڑائی۔ اس کا خون کھول کرہا گیا۔“

”اپنے سے آگی عکر کیڑی سے شادی کی لگانی اپنے لوگوں سے ملتا ہے۔ میں آپ کی اس تیسری اور تم اپنے کام سے کام پر کوہا ہر مرے سالات کے بارے میں لگر مندی کے ذرا سے مت کر، میں سمجھ لیکن کے پاس طیل باذ۔ میں کل اس سے فون پر کامیک کروں گا۔“

”میں ان کے پاس نہیں جانتا ہوں۔“

”کیا مطلب؟“

”میں اچ سیٹ بک کر رہا ہوں گا اور اگلی فلاٹ سے امریکہ آ رہا ہوں۔“

”کوئی سوت کرو۔“

”میں کوئی اس نہیں کرہا ہوں جو کرنے والا ہوں دیتے رہا ہوں۔“

”اور امریکہ کر کیا کوئے تم؟“

”یہاں آکر ہی دیکھوں گا۔“ اس نے موبائل بند کر دیا۔ چند لمحے بعد موبائل پر دوبارہ کال آئے گی۔ وہ جانتا تھا، جاہاگیر اسے کال کر رہے ہوں گے۔ اس نے موبائل آف کر کے کوڑا دیا۔

”محنگ ان سے بات نہیں کرتا ہے۔“ جاہاگیر نے اس کا موبائل آف ہونے کے بعد فون پر معاذ جدر سے

”ادھ مر..... تم تو کیسے فون کیا کیا لیٹن کے پاس بھی گئے ہو؟“

”میں، میں ان کے پاس نہیں گی اور سبھی جاؤں گا۔“

”کہاں؟“ اس نے اس کے پاس بھی چھوٹا ہو گئے۔

”میں امریکہ آتا جانتا ہوں۔“ اس نے اسی اکثر انداز میں کہا۔

”تم سے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میں جانتا ہوں ابھی جہاں آؤ۔“

”کہاں نہیں چاہئے آپ؟“

”محنگ کوئی بحث دینے کی ضرورت نہیں ہے۔“ ان کا لمحہ یک دم خلک ہو گیا۔

”ہاں، آپ کو کوئی بحث دینے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن میں جانتا ہوں۔ آپ مجھے امریکہ آنے سے کہوں دوک رہے ہیں۔“ اس کے لمحہ کی تھی میں اضافہ ہو گیا تھا۔

”کیوں دوک رہا ہوں؟“

”اپنی تھی بیوی کی وجہ سے۔“

”درستی طرف یک دم غلامی چھاگئی تھی۔ جاہاگیر کے کسی جملے کا خطرناک گرد، غلامیوں ہی رہے تھے۔ ایک بیٹے دفعے کے بعد انہوں نے بالآخر ایک گمراہیں لے کر کہا۔“

”میں کس نے بتا ہے؟“

”ساری دنیا بیری طرف انہیں نہیں ہوتی۔“

”محنگ سے کوئی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے صرف یہ بتا دو کہ جیہیں اس شادی کے بارے میں لے جائیا۔“

”حر کے پریش میں اضافہ ہوتے لاتا تھا۔ جاہاگیر شرمندہ نگ رہے تھے میں انہوں نے اس شادی سے اٹھا کیا تھا۔“

”خود ہمپر میں پڑھا ہے میں نے۔“

”کس خود ہمپر میں؟“

”آپ تینوں ہمپر کا نام چان کر کیا گئے؟ بندوں بند کوادیں گے جسچاپے کے جرم میں؟“

”تم مجھ سے کیا جانا چاہیے ہو؟“ اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے انہوں نے کہا تھا۔

”میں کیا جانتا چانتا ہوں میں صرف یہ جانا چانتا ہوں کہ آپ نے یہ شادی کیس کی ہے؟“

”جیہیں مجھ سے پرساں پر جھنکی ہوتے کیسے ہوں؟“

وہ فون پر چالا ٹھیک ہے۔ چند لمحوں کیلئے وہ چپ سارہ گیا۔

”آپ کو کہا ہے، وہ لوگی عرضی آپ سے تکمیل ہوئی ہے۔ مجھ سے بھی چھسال چھوٹی پر ہو۔“

”جیہیں عرضی دینے کو میں نے کہا ہے؟“

”میں آپ کوئی مشروع نہیں دے رہا ہوں، میں آپ کو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ آپ.....“

"وہیں جا کر اپنادت شائع کرو گے۔" ہٹوئے اس سے کہا تھا۔

"دلت... یہ دلت کیا ہو جاتا ہے۔ جب زندگی شائع ہو رہی ہوت شائع ہونے سے کیا فرق چاہیے؟"

"اس کا الجھڑش خدا۔"

"پہاڑے کہیں، میں کریں یہ سب کچھ۔ اب یہ سب کچھ چوڑ دیں۔ یا کام اکھر ایک کے ساتھ رہتے جوڑنے تو رہ جائیں گے۔ پہاڑ میں آئی یہ سب کچھ کہتے ہوئے۔ مگر مجھے آتی ہے۔ میں اپنے فرنڈز اور کرزوں کے ساتھ سکھ طرح جائیں گا۔"

"جھیں جیں اس بارے میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں گیر جو کچھ کہ رہا ہے، وہ خود اس کا

ذمہ دار ہے۔ جھیں پر اپنیں کہ لی جائے۔" ہٹانے سے تلی دینے کی کوشش کی۔

"کہنا بہت آسان ہے کہیں۔ مگر میرے لیے یہ سب کچھ نہیں ہے۔"

"مگر امریکہ جا کر میں کوئے بھروسے اور اپنی آناؤنپے گا۔ چنانہ مدد جیسیں انہوں کیلئے آتا ہے بھروسہ اس

جا کر دلت شائع کرت کر۔" ہٹانے سے کھانا کی ایک اور کوشش کی۔

"نہیں، اب مجھے داعیں جیں آتا ہے۔ مجھ کوئی بھی نہیں ہے اخراجیوں میں۔ کون ہرست کے گاہرے میں

بندے کی جو سول سو روپیں میں ہو گا اور اس کے باپ کی شادیوں کی تفصیلات ہوڑھڑے سال اخبار پھاڑ پڑے ہیں۔"

"لوگوں کی یادداشت اسی ایجادیں ہوتی ہے، جہاں گیر کی وجہ سے اپنا کیر جاہ مدت کرو۔"

"لوگوں کی یادداشت اسی ہو رہی ہے، مگر میرے یادداشت اسی ہے۔ مجھے کوئی کیر ہے جیسا کہ نہیں ہے۔ ہٹاۓ

کہیں۔ جانیدیں میں سے بیرون ہو دیں۔"

"عزم اتم بھی خیلے میں ہو۔ اس حالت میں تم کہیں سوچ کر۔"

"نہیں کریں پاٹیں فتحیں میں نہیں ہوں۔ میں نے پہاڑ کے ساتھ تلاش میں دلت گزارا ہے۔ آپ تصور نہیں

کر سکتے۔" وہ سکتے ہوئے پر کہتے ہیں آپ کہیں جائتے۔" وہ اپنے پیٹ پر جیٹیا قائد

"انہر چاٹتے ہیں۔ چاٹتے رہیں اور وہ بھی اس طرح لایکیں سے

disgusting۔" ہٹاۓ کے پاس بیٹھ گئے۔

"تم جہاں گیر کوئی بدل کئے اس کے دل میں جو آتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو تم اپنے احتج پاؤں کاٹنے کی

کوشش مت کر۔" ہٹاۓ کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"اگر تم جہاں گیر پر دھوپیٹھوں ہو۔۔۔ اس کے ساتھ لائے کے حادثت مت کرو۔۔۔ جس شادی پر جھیں

اعتراف ہو رہا ہے۔۔۔ پہاڑیں وہ کتنا عرصہ ملائی ہے۔۔۔ جہاں گیر کے پتلے ہوئے مورڈا کا تو جھیں ہاتھی ہے۔۔۔ اور

مگر یہ لڑکی بہت کم ہر ہے۔ چار دن جہاں گیر کے پیسے پر عیش کرے گی میں جو مراتے چھوڑ جائے گی۔۔۔ یہ مادر امریکہ

بھائی ہیں۔۔۔"

معاذ حیر کو روانی میں بات کرتے کرتے احساس ہوا تاکہ انہوں نے عمر کے ساتھ ایک غلاد بات کہہ دی

اہ سے بات کردے کیلئے کہا۔ معاذ حیر نے جہاں گیر سے ان کی اس شادی کے بارے میں بات کرنے کی کوشش کر تھی۔ مگر انہوں نے اپنی اپنی تھی کے ساتھ اپنی یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا۔

"پاٹا کا اس سے کوئی کسر نہیں ہوتا چاہے۔" یہ مرد اذان مسئلہ ہے، میں چاہوں تو ہی اور شادی پر کروں۔ آپ مجھے منع کر کے کہتے ہیں۔" جہاں گیر کا جانشناختی خلک اور اکھر تھا کہ معاذ اس سے کوئی کوشش کر سکے۔

آپ مرد سے میری بات کروادیں۔۔۔ میں اس کے موہاں پر ہات کر رہا تھا، مگر اس کا موہاں آپ ہے۔" انہوں نے معاذ حیر سے کہا تھا۔

اور اب معاذ حیر اس کو جہاں گیر سے فلن پر بات کرنے پر مجور کر رہے تھے۔ وہ سامان پہن کرنے میں صرفون تھا۔

"مجھے ان سے بات نہیں کرنا ہے۔۔۔ بتا دیں اپنیں۔" وہ ان کی بات پر غلبہ لے گئے۔ "مگر تم سامان کیوں پہن کر رہے ہو؟" مانو گھر اڑی تھیں۔ وہ خاموشی سے اپنا کام کرتا رہا۔ نانا کو جو دری

"دہ بات نہیں کرنا چاہتا۔" انہوں نے جہاں گیر کو فون پر بتایا تھا۔

"لیکے ہے تر کے۔۔۔ مگر اسے ساف صاف کہہ دیں کہ کل اسے لیٹن کے گھر پر ہونا چاہیے۔" جہاں گیر نے فلن ٹھیڈیا تھا۔

نانا اپنے گھر کر کرے میں آگئے۔ میراب موبائل پر اپنا میٹ کی بیکٹ کی بیکٹ کر دارہ تھا۔ معاذ حیر اسے دیکھتے رہے جب اس نے موہاں بند کر دیا تو جنہوں نے کہا۔

"تم اپنیں امریکہ جا رہے ہو؟" "ہا۔"

"بھگر جہاں گیر نے جھیں اسلام آباد لیکن کے پاس جانے کیکے کہا ہے۔" "دو ہفتہ کوچک کر رہے ہیں، مجھے ان کی پرداں ہیں۔" وہ اپنا ہمراہ ایک کوئی لگائے۔

"مگر امریکہ جا کر گے کیا؟" نانا اپ اس سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ ہفتہ تینچھے بیکٹ میں اپنے کپڑے

فونسٹر رہا۔

"تم ٹوڈے گے جہاں گیر سے جا کر۔" نانا اس سے پوچھا۔

"میں آپ کا اتنا حق لگاں ہوں؟" وہ سکن کروالا۔

"تو ہم کیوں جا رہے ہو؟" "بیس دیے ہیں۔"

"غم۔" ناؤنے پھیے تھیں اندراں میں کہا۔

"میں نہیں اپ پوچھا ہوں۔" اس نے گیر سے بیکٹ کو زوردار ٹھوک ماری۔ بیکٹ ایک جھکٹ سے در جا پڑا تھا۔

جب وہ دوتوں اس کے پاس سے الٹ کر آئے تھے جب بھی وہ خاموش تھا۔ اب اس کا چہرہ بالکل بے اثر تھا۔ وہ اندازہ لٹکیں کر پائے، اس نے کیا فیصلہ کیا تھا۔

ان دوتوں کے چانے کے بعد عمرے کروڑا لاک کر لیا تھا۔ یہ پرسہ ہالینا چوت کو گھوستے ہوئے دہبت دریکش کراہا تھا۔ کیا ہجی چور کو زور مل پا رہا تھا۔

”مگر یہ پاٹھک چیز ہیں۔ میں واقعی ایک ایک کوئی بھی دوڑیاں پوری طرح سے آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو خود کو آپ سے نہیں چھڑا سکتا۔ آپ بیرے لئے کوئی بھی زیادہ خوناک ٹائٹ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی طبقہ میں خود کو آپ کے لئے بھیجنے سے چھڑا لوں گا۔ مجھے یہ دیکھنا ہے کہ وہ وقت کی طبقہ آتی ہے۔“

وہ لیٹے لیٹے بڑو بڑا۔ جو اس نے آئیں بند کر لیں۔ چدمت وہ اس طرح ڈارا ہجھ کدم جیسے ایک خیال آئے پر اس نے سایہ نہیں پڑا۔ ہوا اپا والٹ پاٹھک ما کھا لیا۔ ہجھی سے والٹ کوں کوں اس میں گئی ہوئی ایک تسویہ کو دیکھنا شروع کر دی۔ پھر کسلے ہوئے والٹ کوئی ایکھوں پر اٹ کر اس نے آئیں بند کر لی تھیں۔

☆☆☆

وہ جس کی ظاہری سے حالتِ آبادی کی مانگی تھی۔ اسی اعتماد پر اسے لیتھ ایکل کی بیوی یعنی شائزہ نے رسیو کی۔ وہ شائزہ سے پہلے بھی دو تین پارل چکا خاں لیے اسے کوئی اجنبیت نہیں تھی، مگر جس سو روپہ وہ ان دوتوں تھا۔ بہت کوئی شک کے بعد بھی وہ اس طرح شائزہ سے بات نہیں کر سکا جیسے پہلے کرتا تھا۔ نہ چاہے بھی ہو۔ کچھ کچھ کھانا تھا اور شائزہ نے یہ بات فراخ ہجھ کی تھی۔

ایمنورت سے گھر جاتے ہوئے گازی میں اس نے عمرے نامی سے تکلفی کی۔

”تم خاصے بریلیں ہو گئے ہو مرد اچھا ہو پہلے جب تم سے ملا جاتا ہو۔ لیکن تم خاصے جولی ہوا کرتے ہے۔ اب کیا ہوا ہے؟“

”میں دیسا ہوں، کوئی بندی نہیں آتی۔ ہائیکھیں کیوں ایسا لگا ہے۔“ میرے سکرا کہما۔

”پلوٹک ہے۔ ہو۔ کسے ایسا ہی ہو۔“

”لیتھ ایکل تو اس وقت اُنہیں ہوں گے؟“ میرے ہاتھوں کرتے ہوئے کہا۔ اگر تھا ری ظاہری دات کوہنی تو وہ خود ہجھیں لیتھ آتے۔ اب گھر جانے کے بعد انہیں رنگ کر لیا۔ انہوں نے خاص طور پر کہا ہے۔“

”میں سچ رہوں گا۔ اُنکل کو اُنھیں ہوں گا۔“

شائزہ نے عمری کی بات کمل نہیں ہوئی۔ وہاں جانے کو کافی فائدہ نہیں ہے۔ وہ آج تھوڑی دیر ہی دہباں رہیں گے۔ پھر انہیں دو تین ہجھوں پر جانا ہے۔ آن کل آنھیں میں ان کا زیادہ وقت نہیں کر رہا بلکہ کہہ دوسری سرگرمیں میں صرف ہیں۔ ”شائزہ نے لابوائی سے کہا۔

”جی۔ اس کے چہرے کا رنگ یکم بدل گیا تھا۔ انہوں نے اس کی ایکھوں میں بھکت خور دیکھ کی تھی۔ اس کے پاس تکمید میں بھی اسے کارے لفظ ہو گئے تھے۔ معاذ جدر بات کہ کر چیزے پر جو بن گئے تھے۔ ان کی بھکتی میں نہیں آ رہا تھا اور اپنی باتی کی علیقی کے لئے اسے کیا کہا۔“

”وہ اب سمجھلاتے رہا۔ اُنکی ہاتھ کے انگلی کے ناخن سے باری باری باقی الگھوں کے ناخن کر پڑے کی کوشش کر رہا تھا۔ معاذ جدر نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔ ناؤ بھی اس کی بات پر اپنی عاشرہ نہ لئر آری تھیں جتنا وہ خود تھے۔

”اپنے خانہوں نے ایک بار بھر کیا تھا شروع ہے۔“

”ساری ماڑوں پر ایک نہیں ہوتی۔ مگر ہر دوں میں بھر شادی کا میاں ہونے کے امکانات بہت کم رہ جاتے ہیں۔ خاص طور پر اگر جو کہ بھی جیسا آئی ہو تو یہ کام اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔“

میرے نام کی باتی کی بات پر سرفراز اکھر سے اٹھنے دیکھا تھا۔ ”گرینڈا پارک میں بھی پھٹپت کیے گا۔ میری ماں کو بھی ماڈل میں دیکھنے گا۔ ماذل مورت ہوتی ہے، مگر میرا سکتی ہے اگر دوسری طرف سورجی تھی تو دیکھنے دیکھی تھی۔“

”میں دنارہ ساری بھی تھی۔“

”میں تو یہی بات کر رہا تھا۔“

”ساری عربی گزار تھی۔“

”میری ماں نے یہ کوشش کی تھی۔“

”وہ دیکھ دیں اس طرح زداری کی حیاتی میں بولا تھا کہ معاذ جدر اور ان کی بیوی دوتوں جوان زدے گئے تھے۔ کہاں دوڑا رہا۔“

”میں نے زداری کی بات نہیں کی تھی، میں جانتا ہوں، وہ اچھی مورت تھی۔“

”معاذ کچھ پل ہو گئے۔“

”میں ادھاری اچھی مورت نہیں تھیں۔ اچھی مورت ہوتی تو پہاڑے شادی کی بھی نہ کرتی۔“ اگر یہی مختل میں وہ ایک بار بھر اپنی باتی کی باتی کرنے گا۔

”معاذ جدر نے یہی بھکتی کیے ہے کہ بھی ہو۔“

”جو بھی ہے۔“

”ہر جا لگتا ہے۔“

”پرست لگا تو قورہ سکون اور بکھر داری سے کام لو۔ سب کچھ فیکر ہو جائے گا۔“

”جس طرح ہماں جماں امریکہ جا کر ہو گا۔“

”ہمیں کیاں جائے گا۔“

”جس طرح سے سماں ہو گا۔“

”وہ اور میکھل ہو گا۔“

”ہمیں سے پہلے جانے سے میں تھا راہی تھا۔“

”معاذ جدر نے ایک بار بھر اسے کچھ اسٹریکر دیا۔ پوری خاموشی کے ساتھ جو جکاتے اس کی بات سنتا۔“

”پہلے کی نسبت وہ اب میکھل لگ رہا تھا۔“

”معاذ جدر کو اس کے ہاتھوں سے اندازہ ہو رہا تھا۔“

”کوئی کوشش کا ہمارا چکار ہے۔“

”بہت دریک وہ دوتوں اس کے پاس پہنچتے اسے سمجھاتے رہے۔“

”وہ آسی خاموشی کے ساتھ کچھ جواب دیجے۔“

”نیران کی باتیں شمارہ۔“

"اور تم نے کچھ کہا تھیں۔ کوئی امراضی؟"  
 "میں امراضی کوں کرتا۔ یہاں کی زندگی ہے، وہ جو چاہیں کر سیں۔" اس نے بڑی سردمہری اور لپاڑائی کے کام

”ہاں ادیے بھی انکل جامگیری شادی سے چھین دزدی، فرقی ٹھنڈی پڑتا۔ تھبائی مگی سے تو پسلے کی ان کی سوچ بھر بیٹھنے والیں تو مشرین آئی نے کیا ہاگ۔ پانچاڑا رہے تھے کہ انہوں نے سوسائٹی کو خوش کی تھی اس شادی سے کوئی دن بدل لے.....“

عمریک دم چوک گیا۔ شانزو کے پاس وہ ساری معلومات تھیں جو اس کے پاس ہوئی چاہیے تھیں۔ لیکن انکل سے اس کے پاپا کی بہت کمی دریتی تھی۔ مسرف روشنہ داری نہیں تھی۔

”سوایڈ؟“ اس نے کچھ جریاں بھر کر کہا۔  
”جیہیں نہیں پتا؟“  
”نہیں۔“

"مرین آئی خوش قسمتی سے مل گئی اور انکل جا گیر اپنے نسے میں آئی گئے کہ انہوں نے تھرین آئی کو دوں (ملاق) کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میر پاپا اور درسرے انکلو نے تھرین آئی کی رجسٹری پر اپنی سکمایا۔ انکل جا ہاں اگر بڑی مشکل سے اس کام سے باز آئے۔ ذائقی دروس تو انہوں نے بھیں رہی کہ تھرین آئی کو یہاں اسلام آباد منتقل کر رہے ہیں۔ اب وہ اپنی سماحت رکھ کے پڑھا چاہیں۔ مہاں رامبر کے شیخ انہوں نے تھرین آئی کو کسی پارٹ سٹ میں منتقل کر دیا ہے۔ اپنے ساتھ انہوں نے رہا کہ کھا جاؤ ہے۔"

وہ قاموں سے خانہ زدی لکھنؤں رہا تھا۔  
 ”سماں بیرے اور گلے بیٹھا اور گرینی کے خاندان میں سب کو پیاپی اس موقع شانی کے بارے میں بت پہلے ہی جل پکا تکمگریاں بارے میں انداز منڈیں کیا۔ ہر ایک نے یہ بات چھالی۔“ عمر کڑھے اسے سوچ رہا تھا اور اسے اپنے کرنسز پر گجرت ہو رہی تھی جن سے اس کی آجی خاصیت دوئی تھی۔  
 ”شاید یہ اچھا ہوادرن جو کوئی وقت میں نے لاہور میں مکون سے گزارا ہے، وہ مگر گراست ہا۔“ وہ بوس پر رہا تھا۔

"خود سوچ اجھے کر دی ہو یا جیس۔ تم خداوند اپنی ناوے خے خود وہ بور دی جیس۔" شہلا نے تالیں پاتا تھا ہے بلند اور ملٹھے سے کیا تھا خود کبی تالیں جانے میں صرف تھی۔ علیہ کہا تھے تو یہ کچھ کہہ بیٹھی پڑھ کر نظر میں جانے رہی تھی اگھے کی تاری، اک راتی۔

وہ دونوں اسی وقت ایک مینے یکل کا بھی میں ہونے والے ایک سکرست میں موجود تھیں۔ شہلا کا بھائی اور اس کے کچھ دوست مگر اس سکرست میں پر قادم کر رہے تھے۔ سکرست شام کو تھا اور شہلا کا اصرار برقا کر علیہ بھی اس کے

"اس کا مطلب ہے کہ آج کا دن اسی کلک بائی گا۔" عمر نے پوچھ کر ہوئے کہا۔  
"جمیں جلدی سہ بات کی ہے۔ آج کا دن اگر رجاءٰ تھا تو پھر کیا ہے۔ آمِ رام سے ہمایاں وہ کہا پنا کام کرو۔ دن منے کی کوشش کرو، دیے گئی پاپا تارہ بے تھے کہ انکل جانکر نے جمیں ابھی اسلام آماد رہنے کیلئے ہی کہا ہے۔"

عمر اسی اس بات پر ایک گمراہانی کے لئے کمزوری سے باہر جانا تھا۔  
”ویسے عراں! علی! جنگل کا شہر بہت اچھا ہے۔“ عمر نے چونک کرشنازہ کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے  
ہذفون پر ایک گھری سکرپٹ تھی۔

”رشا کی کوکا سبک تھیں ذاتی تھی..... شادی تو درکی بات تھی مگر دیکھ لو.....“  
” عمر نے بے اختیار اپنا پانچ بہت تھیں لیا۔

ب اس کی تعریف کریجی۔  
”کم از کم کرنے کی وجہ سے“ عمیّہ دانش طریقہ را کام بھر جائے۔

"پر فلٹیں بس ایڈنگ کے روپ پر... می کی ایک فریڈ کے سنتے پر لیڈی کلب کے ایک فلکش میں تھی... رہساں بہت اچھا لایا اور جیسیں ایک میکرین کی اپنی ٹھنڈے ایک فیشن شوٹ کے لئے کامیا۔ بس پھر آپس سے کھداوی فشن شو پریپری ملے گئے۔ بلکہ اسی ایک دنی دی سریل میں کا کامترین کمی سائنس کامیابی۔ لیکن مردال نہیں ہے مگر سارا دل ہے۔ سچے توپیں پر خوشی کے بہت ایک ایک کام کرنے کا سرچ ملے گا"۔

شارونہ نے بہت جو شیخ اپنے پارے میں قصیل سے متنازعہ کرو گئی۔

"اونا میجنگی ہے۔ مگر ساتھ پر کیا۔"  
 "اس دیک ایڈن پارک فیشن شو میں حصہ لے رہے ہوں، تم چلتا سمجھو۔" شانزہ نے فوراً اسے آفر کی۔  
 "منیش میکوں کو دیکھیں گے فیشن ہریز میٹ۔" عم زادہ نے بھروسہ کیا۔

عمر سے اس کی بات کا جواب ایک بھلی کی مکار بہت سے دبایا گواہی میں، سمجھو، کہلے تھے۔

”ویے اکل جاکر نے جھیں رشا سے شادی کے بارے میں بتایا تھا۔ میرا مطلب ہے شادی پہلے۔“ ایک بار پھر رشا نے ہی خاموشی توڑی۔ لٹکگر کا مرضیوں ایک بار پھر وہی بوگیا تھا جس سے عمر بچنے کی کراچی۔

”ہاں۔“ اس نے جھوٹ بولا۔

"اپنی برتھوے کے کرداروں کی۔"  
 "یہ بھی مت رہا، ابھی تھاری برتھوے یاد ہے۔" علیہ نے فرائض کیا۔  
 "وہ بھرپوک ہے، میں کب تھوڑے پاری کا کہہ دیتے ہیں۔" شہلا نے اپنی جھوٹی میں کام لیا۔  
 "ہاں یونیک ہے۔" علیہ ختم ہو گئی۔  
 پھر اگلے دن شہلا کا ٹانگے اس کے ساتھ اس کے گھر آئی تھی اور اس نے تلو سے علیہ کو اس نکشی پر بھیجتے  
 کیلئے ابازت مانی تھی۔ تلو حسب تو قوت فراہم کر دیا مگر شہلا نے اپنی بات پر اصرار اور ان کی تھیست کی کردہ  
 بلا اخراجیاں دی گئیں۔  
 اور اب وہ دو لوگوں والی کمپرنسٹ میں بھی ہوئی تھیں۔ کمپرنسٹ میں دشبورگ تھے اور ان کے ملاude باقی  
 سارے اسٹوڈنٹز گزر رہے۔  
 "کمپرنسٹ ختم ہوتے کے بعد بھرپور سے بھی میں گے۔" شہلا نے شور و غل کے درمیان اس سے کہا۔ علیہ  
 پہنچا انتہا۔  
 "مگر کمپرنسٹ ختم ہوتے تو بہت دیر ہو جائے گی پھر۔" علیہ کو اپنکے خیال آیا۔  
 "ایسا کریں گے کہ قاروقن پھولیم کرنے کا وہ اہم ایچ کے بچھے جا کر ان لوگوں سے مل لیں گے اور وہ  
 چل جائیں گے۔" شہلا کو اسی احساس ہوا کہ اس وقت تک کہ جائیں گے۔  
 پھر دو لوگوں نے کھل کیا۔ شہلا کے ہمال نے اپنی پر دوڑا گئے اور اس کے دوسروں گائے کے ختم ہوتے  
 ہی وہ دو لوگوں ایچ کے بچھے چل آئی تھیں۔ شہلا نے جائے ہی قاروقن کو اس کا کہدا دی اور بھرپور  
 "عمر اور علیہ کا تعارف کر دا ان لوگوں سے۔ کوئی فائدہ تو ہمارے کمپرنسٹ کا۔" شہلا نے دو کمزے  
 ہوئے شکر کو خوش گیوں میں صرف دیکھ کر اس سے کہا۔  
 "اچھا بھرپوک ہے میرے ساتھ آؤ۔"  
 وہ انہیں لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔ علیہ یک دم ایکسیٹھ ہو گئی۔ قاروقن نے ان دو لوگوں کا  
 تعارف کر دیا تھا۔ شہلا اب بڑی بے تکلی سے ان لوگوں سے خوش گیوں میں صرف دھی جگہ علیہ پکوڑوں کی  
 لوگوں کو کچھ بھی تھی۔ کوئی دو ان لوگوں کے ساتھ کچھ کچھ کرنے کے بعد وہ لوگ قاروقن کے ساتھ واصل چارہ سے  
 تھے جب ایک لڑکے کو کیک کر قاروقن ایک بار بھرپور کیا۔  
 "یہ دو تھرین آج اس نے بھی پر قارام کیا ہے۔ تم لوگوں نے دیکھا ہی ہو گا۔ بہت اچھا دوست ہے میرا۔"  
 اس نے علیہ اور شہلا سے کہا۔  
 علیہ نے ایچ پر سب سے پہلے اسی کو پر قارام کرتے دیکھا تھا اور وہ اس کے گائے سے زیادہ اس کی  
 اسارتیں سے متاثر ہوئی تھی۔  
 "ویری گول لٹک، یا۔" اس نے اس کے ایچ پر آتے ہی شہلا سے کہا تھا اور اب وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

ساتھ مدد اٹے۔ گھر علیہ، جانی تھی کہ ناؤ شام کے وقت اسے گھر سے باہر نہیں جانے دیں گی اور بھرپور کی کمپرنسٹ میں  
 جانے کا تو سوال چکر پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کمپرنسٹ میں ایسا جو لاگوں کے ایک کائٹ میں تھا۔ شہلا کے اصرار کے باوجود  
 اس نے انکار کیا مگر شہلا نے اپنی مانی تھی۔  
 "وکھا میں خود اسے بات کرتی ہوں۔" اس نے علیہ ختم ہوئے کہا۔  
 "بات کرنے سے پہنچیں مولکاں میں پانچ ہوں وہ نہیں مانیں گی۔"  
 "مان جائیں گی۔ میں نہیں یہیں تماں گی کہ میں جھیں کمپرنسٹ پرے جاری ہوں۔"  
 "کیا مطلب؟" علیہ وجہ ان ہوئی۔  
 "میں ان سے کیوں کوہیں کی کہیر کمپرنسٹ ہے اور میں جھیں اس کیلئے الائچ کہری ہوں۔" شہلا  
 نے دوسرے آرام سے کہا۔  
 "لیکن تم ناؤ سے محبت بولوگی؟"  
 "غایب ہے۔ بھی جب وہ حق تھا نے بڑے بڑے نہیں دے رہیں تو وہ جھوٹ ہی بولنا پڑے گا۔"  
 "جسیں یہیں بچک جیسے ہے۔" علیہ وہ صاف انکار کر دیا۔  
 "کہیں بھیں نہیں ہے۔ میں بھی تو تمہارے ساتھ کیکی کہیں نہیں جانے دیں گی بلکہ وہ مجرور کریں گی کہ میں تم  
 سے دوستی کی ختم کر دوں۔"  
 "گھر انہیں پاٹاں پلے گا ہیں۔ شام چچ بچے کمپرنسٹ شور و غل ہو رہا ہے۔ میں آٹھ بجے تک دامیں آجائیں گے۔"  
 "اور اگر ناؤ سے اس درد دان تھمارے گھر فون کر لی تو؟"  
 "لیکن تمہاری ہماں بھی محبت بولیں گی؟"  
 "ہاں صرف تھمارے لیے۔"  
 علیہ اس کی بات پر سوچ میں پڑ گئی، وہ خود بھی اس کمپرنسٹ میں چانا چاہرہ دھی کیوں کی اس کے کالج کی  
 بہت سی لاگوں والیں چاروں حصے ستر بڑے تو اس طرح ایک بھی کمپرنسٹ میں نہیں بھیتی تھی۔ وہ ان ہی کمپرنسٹ میں  
 جایا کرنی تھی جو جم خانہ میں ہوتے تھے اور جہاں ناؤ شام کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس طرح لوگوں کے کمی  
 کائٹ میں کمپرنسٹ پر جائے کی اجازت ملتا ہے مگر تھارا اس کے ساتھ ہوتے تھے۔  
 "نیک ہے۔ تم ناؤ سے بات کرلوں اگر وہ ابازت دیتی ہیں تو وہ سوچ لیں گے۔" علیہ نے نہ مردا  
 مندی سے کہا۔  
 "یہ ہوں یا بات۔" شہلا اس کی بات پرے تھا خوش ہوئی۔  
 "کمپرنسٹ کمپرنسٹ کے بارے میں کہو گی؟"

ہری ہے۔ ”شہلائے بلند اداز کیا۔“ دو سکراتے ہوئے ان سے پوچھ رہا تھا۔  
 ”نجیک ہے، میں مان لیا ہوں جیس کیا آپ لوگ میرے اگلے کنسرٹ میں آئیں گے۔ خاص طور پر  
 علیہ؟“ اس نے اپنیں اٹھایت کیا۔  
 ”آپ کا کنسرٹ کب ہے؟“ شہلائے پوچھا۔  
 ”اگلے سینے۔“  
 ”نجیک ہے، میں جوں گے اور قاروق کو تاریخ کے۔“ شہلائے چنان شروع کر دیا۔  
 ”میں کم از کم علیہ سے یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ میرے کنسرٹ میں آئے گے پہلے سو ہفتہ اور پھر فیصلہ  
 کرنیں اٹھیں گے۔“

علیہ نے شہلائے کا ساختہ قوس من سے پڑتے ہوئے اپنی بیٹھ پر اس کی ادازگی۔  
 قاروق اور دو قرئن کی نظر وہیں سے ابھیں ہوئے ہی علیہ شہلائے پر ہی۔  
 ”جیسیں شرم آئی چاہیے اس طرح اس نے میرے بارے میں بات کرتے ہوئے..... وہ کیا سچا ہو گا کہ  
 میں کیسی لگی ہوں۔“

”اس میں بھی بات کیا ہے۔ اس نے تمہارے بارے میں اچھا ہی سمجھا ہوا گا اسی لیے تو خاص طور پر اپنے  
 کنسرٹ میں اٹھا یہ کیا ہے اگر پرانو چوتا تو ایسا کر کرنا۔ دیے گئی اپنی تربیت کسی کو بھی نہیں کی۔“  
 ”شہلائے تم بتتے ہوئے، میں آنحضرت سے کوئی بات شیرین نہیں کروں گی۔“ علیہ کا سلام کم نہیں ہوا تھا۔  
 ”اچھا نجیک ہے، میں ایک لکھ کر لیں گے۔ آنکھے ایسا نہیں کروں گی۔ اب یہ تھا کہ اس کے کنسرٹ میں  
 چلا ہے۔“ شہلائے فراہمدرست کرنی شروع کر دی۔

”میں ابھی تک سے کوئی بات کرنا نہیں چاہی۔ تم اب چب ہو جاؤ۔“ علیہ اس کی مذہرات سے متاثر ہیں  
 ہوئی۔ شہلائے اسونگوںی، علیہ کو بھی طرح جانی تھی اور اسے پا تھا کہ اب وہ اس وقت تک اس سے بات نہیں  
 کرے گی جب تک اس کا قسم سخا نہیں ہو جاتا۔

☆☆☆

دواترین سے ہونے والی علیہ کی یہ پہلی لطاقت تھی اور پہلی لطاقت اُخڑی تابت نہیں ہوئی، بکھش کے  
 باوجود اس رات کنسرٹ سے کم رہا جانے کے بعد علیہ اسے اپنے زان سے جھک ٹھیں پائی، وہ دھقی اتنا  
 ویٹھ کھا کر کی مگر اُوئی کیلئے اسے نظر اداز کرنا ممکن تھا اور علیہ سے جھک ٹھیں پائی۔  
 میں اس طرح پیدا ہو چکے والی دھوکی بیوی طوفانی رفتار سے ہوتی ہے۔  
 اگلے چھوٹ دن بھائیک دن شہلائے اسے اپنی فون بنبری تھا۔  
 ”دواترین کام فون ہوئے،“ وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے یا کام اگر کو تو وہ خود کر کے لے۔“  
 ”کیا مطلب وہ بھیں بات کرنا چاہتا ہے۔“ علیہ کے ہاتھ پاؤں بھول گئے تھے۔

”آپ لوگوں کو بھراؤ کیا ساٹا؟“ دو سکراتے ہوئے ان سے پوچھ رہا تھا۔  
 ”خاسا جما گا لیتے ہیں آپ۔“ شہلائے تربیت کی۔  
 ”اور آپ کی کارائے ہے؟“ علیہ کی طرف توجہ ہوا۔  
 اس سے پہلے کہ علیہ کو کہتی، شہلائے شوغ اداز میں کہا۔ علیہ آپ کی آداز سے زیادہ آپ کی اکس  
 سے تار ہوئی ہے۔“

علیہ کا چال چاہا وہ دھاں سے قابس ہو جائے۔ بے تکلفی اور مذاق میں کہا گیا وہ شہلائے اس  
 طرح دواترین کو بتاتے ہیں، یہ اس کے دہم و مگان میں بھی نہیں تھا۔  
 دواترین اور قاروق نے بے اختیار شہلائے کی بات پر توجہ کیا۔ ”اہ یہ بھی اپنی اگس کی وجہ سے فائدے  
 میں رہتا ہے۔ عکر گلک بھوک دوئے والوں کی تجویز خود کو دو جاں ہے۔ پھر بھی آواز کو بھوک دو، پر داشت کیلئے  
 ہے۔“ اب قاروق نے تھہر کیا۔

”تمہارا شمارہ میری طرف ہے۔“ دواترین نے قاروق کے کندھے پر ہاتھ دلانے ہوئے کہا۔  
 ”میں یار ای رہ جات میں کیسے کہاں ہوں۔“ قاروق نے پہلو بھیجا۔  
 ”میں میں تو آپ کو پہنچایا تھیں میری آدم آپ کو کسی گی۔ یہ اپنے نہیں ہے۔“  
 دواترین ایک بار پھر علیہ سے خاطب تھا۔ علیہ میں سر امامت کی گھی ہت نہیں رہی۔ کوئی در پیکے کا  
 سارا جوش و خوش ٹھاں بھر کا تھا۔  
 ”تماٹریوں اون کا کام کیا تھیں؟“ اسی بار شہلائے بھیسے اس کی سخت بدحالت ہوئے کہا۔ علیہ نے  
 کچھ کے بھرپور سے ایک نظر اس کو دیکھا۔

”اب علیہ مارض ہو گئی ہے۔ یارا میں مذاق کر رہی تھی۔“ شہلائے کے تیر فروایا پانچ گنی۔  
 ”میں بھر جاں ایں تو اس بات کو مذاق بھکتے پر جائز نہیں۔ میں واقعی اچھا گلک بندہ ہوں۔“  
 دواترین نے شہلائے کی بات پر قرار کیا۔

”گرماجے گلک بندک کی علیہ، آپ سے مٹاڑ ہو جائے۔“ شہلائے میں کچھ جاتے ہوئے کہا۔  
 ”کیوں علیہ کو مذاق کر کے کیسے کہا گلک بندہ ضروری ہے؟“ اس بارہ مگر اس نے بڑی ہے ماٹکی سے کہا۔  
 ”یہ آپ علیہ سے پوچھ۔“ شہلائے کسراجے ہوئے کہا۔  
 ”میک ہے ان اسی سے پوچھ لیتے ہوں۔“

”شہلائے! گلک بندوں پر ہوئی۔“ دو جواب سینے کے جماعتے شہلائے کا بارڈ سے کھینچ گئی۔  
 ”بھی، یا اسکل عسال اسال تو نہیں ہے کہ آپ اس طرح جیساں سے بھائے کا سمجھیں۔“ دواترین نے  
 ایک بار پھر قبھر کر کیا۔ علیہ تیرے نہیں ہو گئی۔  
 ”میں نہیں، آپ کو غلطی ہوئی ہے۔ تم بالکل بیساں سے بھائے کی کوش نہیں کر رہے۔ میں واقعی دیر

”وہ دوستی کرنا چاہتا ہے تم سے۔“

”اس نے فاروق کا دماغ کھالیا ہے  
اب میں تمہیں اس کا فون نمبر دے رہی ہوں۔“

"تم نے اس کو میرا فون غیر تو نہیں دیا؟" علیہ کہ دم خالف۔

"میں نے تو تمیں بھر کا بارہنے دے دیا ہے، اب آگر تم اسے فون میں کرتے تو پھر بھلنا وہ جھمیں فون کرے گا۔" علیحدہ کا یہ سانس رک گیا۔ "اوہ گاؤں اگر فون ناٹو نے رسیو کر لیا تو..... شہلا! تم اسے سن کر دو کجئی بھی فون نہ کر۔"

”تو پھر بہتر ہے تم خود اس سے مات کر لو..... اسے فنا کر لو.....“

شہزادے اکا کے سامنے جسماں تجویز نہ کیجئی

بے کاری میں سے کامیابی کیلئے ایک بوجو رہی ہے۔

مگر ان دون اسلام آباد میں تھا اور اس کے اور علیہ کے درمیان ہمدردی اور انسیت کا جو ایک قابل شروع و انتہادہ یک دم بیجے نائب ہو گیا تھا، مگر کافی بیش کرتا تھا، جو پہلی بات اسے کافی کر کے تھے اور علیہ کو کمی اس سے بات کرنے کا موقع فیض ملائی گئی۔ مگر کمی علیہ سے بات کرنے کی خواہیں تباہ کر۔

دہری طرف علیرغم پلے کی ان دوں دوسری میں سے بڑھ کر کی جیسی نہیں بنتی تھی۔ وہ بھلا کو کالن کرنے کے بجائے دوسری میں کوکاکی کرنی اور بہت درج کیک اس سے باشی کرتی رہتی۔ اس کے بعد یہ کم مہر سے جلدیاں نئی نئی بھیں۔ وہ پیلس سے زیادہ خوش رہنے لگی تھی۔ خود پر بہت زیادہ توجہ دیتے تھے لیکن۔ کہتی کے سارے چشمی پبلز سے اوقات گوارنے لگتی تھی۔ ناؤں میں ہونے والی ان جہنم بلیں کی وجہ بھیں چانچ تھیں مگر وہ خوش ہیں۔ کروہ آئندہ آپس پر بھیں کے اس فرقے سے باہر آتی ہے جس میں وہ پھٹکلے کوکا کو مردم سے تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ادا وہ اپنی انسانیت پر بھی کی طرح تقدیر نہیں۔

ذوالقرنین میں علمبری کو کیا تھی اچھی گئی تھی۔ علمبری خود بھی نہیں جانتی تھی۔ وہ اس کے لئے اس سے زیادہ متاثر ہوئی تھی یا اس کے عکس ہونے سے باہر علمبری میں مل جائے والی بھی تھی۔ اسے کچھ بھی فیکس سے اندازہ نہیں تھا مگر وہ صرف اسات سے خوش تھی کہ وہ دم کی کلکے کی ایسا بھی ہے۔ ذوالقرنین اس کی ترقیتیں کرتا تھا اور علمبری کیلئے ان دونوں عمری کی عدم موجودگی نہ شاید ایسی چیز کی ضرورت تھی۔

☆ ☆

وہ لیکن انکل کے ساتھ شام کو جاگنگ کیلئے پارک میں آیا تھا جاگنگ ٹریک پر دوڑتے ہوئے گروپرے

رم میں ان کے ساتھ کام کرنے والا کرنی شکوئی کوئی یا شناسائیں مل رہا تھا۔ وہ جا گک کرتے ہوئے سلام دعا کا ادالہ کرتے اور کرے بغیر اگے بڑھ جاتے۔

”میں نے جو انگریز سے کہا تھا، جیسیں فارن سروں کے بجا تھے پوچھ سروں میں آئے دے طریقہ مری بات  
نے پر بیٹھنیں ہوا۔ جائک روپک روپ اس کے سامنے بجا گئے وہ باقیں کرتے چاہ رہے تھے۔

تھا را اپنا انٹرست کس جنگ میں ہے؟“

"کس کا میں بھگ نہیں۔" اس کا دل جائے وہ کہہ دے۔

”اے ساتھی بھائی کسے ہوئے کہا۔

مارن دروں میں پیچے بیٹھے ہوئے۔ اس کے پاس ایک نہ سمجھا جائے کہ کام کا کام۔ اس کے پاس ایک لیکل گورنمنٹ آتے ہی سای

قارن سروں میں ہیں ہے۔ اسکے میں اپنے اب اس دن پر پڑھنے کا انتظار ہے۔ قارن سروں کے کمینے کو وہ لگاتے ہیں جیسے جیسا دلوں پر اپنی رست کر دیتی ہے۔ چار چھوٹے لکھ میں ہاں قارن سروں کے کمینے کو وہ لگاتے ہیں جیسے جیسا دل میں ہے۔ یا اس دن اپنیں بارجاتے ہیں مگر اپنی کامیابی کا چاقا نام اور پریجے رجتے ہیں وہ میں کو اخدا کرن ملکوں میں سمجھ دیتے ہیں۔ باقی جو لکھ، وہ چاٹے ہیں وہاں صرف کامیابی کی ایسا جاگا کرتے ہیں۔ عیش کرنے کا ایسا امکان نہیں ہوتا اور کام اس لیے ہے۔ پاس فزار ہی نہیں ہوتے جو روپی گورنمنٹ وہی ہے اس سے بھل میں اپنے اخراجات ختم کیا جا سکتا کہ میں کے پاس فزار ہی نہیں ہوتے کام کا نامہ کیا ہے۔ وہ پوچھے ہوئے سائیں کے ساتھ اسی پر کر کرلا ہے ایسے حالات میں قارن سروں میں آنے کا نامہ کیا ہے۔

"بوشنگ میر اکنون نہیں ہے، یا اکروالیں گے۔"

"چاہیکر کرو تو اے گھر بات صرف ایک پوچھنک لئی کی تو نہیں ہوتی۔ مسلسل اجھی پوچھنک لئی کی تو نہیں ہوتی۔ جا کر کچھ فنا کہہ ہوتا ہے اور چاہیکر کو تو خداوس بار بہت پوچھن ہوا ہے۔ جب خلک سے اس نے اپنی پوچھائی ہے، فاران منڑا پہنچے ہمالی کوس کی جگہ لانے کی کوشش کرتے ہے۔ ہمالا لانے میں کامیاب ہو گئے تھے وہ تو بس جبار کا آگئے۔ اس کے قاروان ان منتظر کے ہمالی کی پوچھنک لئی ہوتی دی۔"

انہوں نے عمر کو جھاگیر کے ایک اور دوست کے ہارے میں تباہی عمریے اس بار کر کی جواب لئی دی۔ پھر جھاگیر کی اس اچاک شادی کی وجہ سے بھی مسئلہ ہوا۔ ابھی میں موجود کسی اپنی کے آدی

چہاگیری کے شاری سے پہلے رشنا کے حوالے سے کوئی خیال پورت نہیں دی۔ فارن صفرت پر پہلے ہی تاک میں بیٹھے ہے اسونوں نے فراشہر فراہم کر دیا۔ پہلی بک پیر خرا نے والے بھی وہی تھے۔ ان کا ذیل تھا کہ معلمات پریس بک آئے تو خوب اچھے گا اور بہر و یا مظہم اسے ہٹانے پر بجھ رہا تھا اسکے۔ مگر جلد ہوت کام آیا۔ اسے غصہ کی ایک نیا بڑی ایجاد کر دی۔ اسکے بعد اپنے نہ سسل تاک میں بیٹھے چونت کھانا ہوا ساتھ بنا جائے ہے۔

"قارن سروس میں اس طرح کی پچھوئیشن ہے تو پولیس سروس میں تو اور بھی زیادہ پر ایکھر ہوں گے، لیکن

اپنے اخلاقت اور بھی زیادہ ہے۔“ لیکن انگل کے ساتھ بجا۔

بے قم دا بیس اڈا تو میں آج سے کہوں کر قم انہیں کال کرو۔“  
وہ اس وقت کلپ سے واپس آیا تا جا ب لاؤ نہیں میں داخل ہوتے تھی اسے دیکھ کر شانزہ نے اطلاع دی۔ عمر  
یک دم سنجیدہ گولیا۔

”انہوں نے بس کیا پیغام چورا رہا ہے؟“

”ہاں بس بیکی کیا تھا انہوں نے تمہارے موہاں پر بھی کال کی تھی گرتم نے اپنا موہاں آف کیا تو اتنا تھا۔“  
شانزہ نے بات چاری رنگتے ہوئے کہا۔ عمر جریہ پڑھ کر پھر بھائی کے بھائے سردار اپنے کر کے میں آگئی۔

موہاں آن کر کے سایہ پر جمل پر رکھتے کے بعد وہ نہانے لیے اپنے اچھے درود میں جال گیا۔ آدمیوں کے بعد جب  
وہ نہانے کے بعد پر لکھا تھا اس کے موہاں کی پھر سالی دے رہی تھی۔ اس کے پھر کرتے نہیں کرتے زندگی کے عالم میں  
موہاں اخیاں تھاں کرنے والے کا شہر دیکھ کر اس نے ہونت بھیج لیا۔ کچھ دو ہوٹے کے بعد ایک گمراہ انسان لے کر  
اس نے کال ریس کیا۔

”چولو عمر اسیں شرین بات کر رہی ہوں۔“ دوسرا طرف سے اسے اپنے باپ کی دوسری بیوی کی آواز  
ٹائی دی۔

”ہاں، میں بول رہا ہوں۔ کسی ہیں آپ؟“

”میں نیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟“

”فانک۔“

”میں آن سارا دن بارہ قم سے کاٹلک کرنے کی کوشش کر رہی ہوں گر تھا راموہاں آف تھا۔“  
”ہاں، میں کچھ صورف تھا، آپ کو کوئی ضروری کام تھا؟“ دوسرا طرف چد لئے خاصی رہی گھر شرمن کی  
آوار سالی دی۔

”چھیں جا گئی کی شادی کا تو چاہل ہی گیا ہو گا؟“

”ہاں میں جاتا ہوں۔ اس نے فتح کرا کی۔“

”تم پر بھی اپنی طرح جانتے ہو گے کہ وہ لاکی چا گئی کی آئی عمر سے بھی کم عمر ہے۔ ہر جس طرح کی  
شربت دو رکھتی ہے میں نہیں جانتی۔ چا گئی کوکی لوگیا ہے وہ کیوں اس طرح کی ترکیب کر رہا ہے۔“ شرمن کے لئے  
سے پر بیٹاں جلک دی تھی۔

عمر خاصی سے ان کی بات سنتا رہا۔ ”میں اپنے چا گئی کی اس حکمت سے کتنے ڈھنڈ بیں اس کا تم  
اندازہ نہیں کر سکتے۔“

”لیکن میں اس سلطانی میں کیا کر سکتا ہوں؟“ اس نے ان کی بات کا تھے ہوئے کہا۔

”تم چا گئی سے بات کر رہے تو“ شرمن کا لہجہ باز کو دھیما تھا۔

”کیا بات کر دوں؟“ دوسرا طرف کچھ دیکھا خاصی رہی۔

”ہاں یہ پھر تو ہاں بھی ہیں، بھروسہ بندہ جس بھی شرمنش پوچھ لیو، وہاں کی امیر سرطان کا سے  
کامیابی نہیں نہیں کیا۔ اپنا نامسا نامکارہ اٹھا سکتا ہے۔ بندے کے پاس پار اور احقر اُن تو سمجھو، ساری دنیا اپنی  
ہے۔“ وہ اس کھاربے تھے۔

”تم نے اتفاق میں دوسرے نمبر پر کون سا نامہ پارٹنٹ دیا ہے؟“

”ڈی ایم جی۔“

”اور پولیس سروری کو کس نمبر پر لیا ہے؟“

”تیرے پر۔“

”میتھہ بہت اسے علی پلے نمبر پر رکھتے ہیں حال ابھی بھی وقت ہے تو سچ لو، میں چا گئی سے دوبارہ  
بات کر دیں گا۔ سب کوچھ پلاڑا سکتا ہے۔“ انہوں نے اس کے سامنے چھپے ٹیکارا کو کھانا تھا۔

”میں انکل! میں فارلن سروری ہی جو ان کو کہا چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے کی ہوئے گردب میں دلچسپی نہیں  
ہے۔“ گرنے والا کر دیں۔

”پھر بھی ایک بار دوبارہ موجود ہو۔“

”لیکن، جو گی پایا ہے مطلقاً کیا ہے۔ وہ نیک ہے۔“ لیکن انکل جا گئی کرتے ہوئے نامہ ہو گئے۔  
لیکن انکل جا گئی معاذ سے اپنی دوستی پر با افسوس کرتے ہے اور وہ اس بات پر بھی خامی نہیں تھی کہ

جہاں گیر معاذ ان پر کمل طور پر اعتماد کر رہا تھا۔

عمر سے ملاقات کے دوران میں بکی پاہاں بات کا تعلیم کیا تھا اور وہ صرف سکر کر رہی گی تھا  
ان کی خوشی کی برقرار رکھا تھا تھا۔ درستہ جات تھا کہ چاہا کیر معاذ جیسا غصہ جو اپنے سامنے پر بھی دھین کرتا۔

وہ ایک کزان پر کیسے اعتماد کر سکتا ہے، بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح لیکن انکل بھی ان کے چاہا گئی کوچھ پلی کی  
طرح تھے جنہیں وہ بڑی ہوشیاری سے استعمال کر رہے تھے۔ صرف اس بات کا اندازہ نہیں کر پاہا تھا کہ لیکن انکل

اس بات کو جانتے تھے نہیں۔ عمر نے لیکن انکل کے بارے میں اپنے باپ کے سامنے بہت پر احتشام مطلقاً تھے  
اور لیکن انکل کو اعتماد کرنے تھے۔ وہ اپنے بہتر دوست اور مطلع دالے کے بارے میں بکھر کر کہ کہتے رہے تھے۔ عمر کو جانی  
ہوتی کہ اس کے پاہ خود ان کے دوستوں کی لیچ جزوی تھا وہ میں کوئی کمی آئی۔ شاید انہیں کبھی اپنے دوست سے تھمان  
پہنچا تھا۔

اس نے جہاں گیر معاذ کو صرف اپنے فریڈ اور کر زن کا ہی نہیں بلکہ اپنے بھائیوں کے نام اور پریشان کا بھی  
بھی طرح استعمال کرتے دیکھا تھا، اور اس جب وہ اپنے باپ کے کسی بھی دوست سے مٹا دیتے ہیں جو شان پر ترس

آتا۔۔۔ لیکن انکل بھی ان ہی میں سے ایک تھے۔



”وہ اس فریڈ آئی نے دوبارہ کال کی ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ تم گھر بھی نہیں ہو۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ

عمر نے گواری سے ان کو مصاخت کاٹ دیا۔  
”میں پھر میں بیٹیں جانا چاہتا کہ کس نے کیا کس کی وجہ سے اور کیون..... کہ اکرم اپنے مجھے اس بھت سے کوئی بھی بیٹیں ہے میں آپ کو بس یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے ہاتھ کا تھیمارہ بنا کر استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں۔“

اس کے دل میں شریک کی خلاف کسی حرم کا کوئی بخوبی نہیں تھا اسی اس نے بھی شریک کا اپنی ماں اور باپ کے درمیان ہوتے والی عینگی کا سامنا دار سمجھا تھا اس کے باوجود بھی اس نے شریک لیکے بھی بہت اچھے احساسات بھی پہنچ رکھے تھے اور اس میں پرانا تھی خود شریک کا وہ انتہا۔

• 100 •

"کہ وہ اس لڑکی کو ڈالی وورس دے دے۔"

”آپ کا کیا خیال ہے، میرے کہنے پر پاپا سے ڈالی دوسرے دیں گے؟“ اس نے جواباً ان سے بوجھا۔

"تم اس کے سب سے بڑے منے ہو، تھیار کی امانت سخت است رکھتے ہیں۔"

"آپ آرایا سوچ رہی ہیں تو خلط سوچ رہی ہیں۔ خوش تمنی سے میں ان کا سب سے بڑا بھائی تو ہوں گیں یہ کاماتاں۔ کسل کر کے ایسے نہیں۔ کم تر۔"

لایے وی ایت یہ رہی۔

عمران اے بھور کر سکتے ہو۔

میں۔ میں اپنیں بجور کر سکتا ہوں نہ ہی کرتا چاہتا ہوں۔ ”اس نے دوٹک انداز میں کہا۔

”غمائیں میں سے رنگی بیٹ کر دی ہوں۔“ اس بار شرین کا لپھرنٹ بھرا تھا۔  
”میں ان پر ہتنا دباؤ ڈال سکتا تھا، ڈال پکا ہوں، ان سے اس موضوع پر مری نہت ہو چکی ہے اور مگر جو

خوارجیں رہی، اس لیے میں اس بارے میں کچھ بیس کر سکتا۔ ”  
چنانچہ میں اسلام آباد والے گورنمنٹ شفعت حاصلتاً ہے۔ ”

وَمُعَاوِيَةً وَهُنَّ أَنْجَلٌ مُّبَشِّرٌ

"گرمیں اور پچھے ایسا نہیں چاہتے۔ جاگیر اپنی اس تی پریوی کو بیوی میں بیان شفت کرتا..... میں اور پچھے اس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ وہ اس طرح میں الحکار کیے بھیج کرکے ہے۔ تم کم از کم اس سے یہ کہہ ہی کر کوڈہ پھیل کر میں اسے لے آئیں،" میڈر،

"بیرے کہنے سے کوئی نہیں ہوگا۔ پاپا بیری بات شکل کے سامنے گے، ویسے ہمیں یہ آپ دلوں کا ذاتی حامل ہے۔ بہترے آپ اپے خود کھل کریں۔ مجھے دریان میں مت لایں۔"

اس نے بڑے پر سکون انداز میں کہا۔

”جگہ کریں شادی صرف نہ رایا میرے بچوں کا ذاتی حاملہ نہیں ہے۔ کیا تم اس سے متاثر نہیں ہوئے، کیا جیسی شرم دنگی نہیں ہوئی کہ اس عرصہ میں جگہ کرنے والے طریقے کو حکم دے کر کیا ہے؟“

"میں اس تکلیف سے بہت پچھلے از رنگا ہوں۔ باپ کی صرف درمری شادی تکلیف دھوٹی ہے۔ تمیری، پچھتی، پانچ سو، پھٹی سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ سب کچھ پرور ڈھنگی ہے۔" اس کے لمحے کا کاش نے شرین کو چند لمحوں کیلئے خاموش کر دیا۔

”میں نے جہاگیر سے شادی کی تھا رہی ماں کی ڈائی وورس کے بہت بعد کی تھی۔“

"کراس ڈائل دروس کا سچب آپ ہی جس۔"

بارے میں مجھے اشارہ بننے دی تھی وہ غمک نہیں تھی۔ این جی اور نے اس ملائکت میں بہت کام کیا ہے۔  
”تم نے ان کے ایک دل وغیرہ دیکھے ہوں گے اس لیے۔“

علیہ نے مرکی بات کاٹ دی۔ ”نہیں بات مرف ایکٹوڑی نہیں ہے، میں نے مرف ایکٹوڑی نہیں دیکھے دیا اور بھی کچھ دیکھا ہے میں نے لوگوں سے بات چیت کی ہے۔ ایک غصہ جھوٹ بول سکتا ہے دو بول سکتے ہیں، تھر  
بر قصہ تو نہیں، جیسا ہر غصہ بھی کہہ رہا ہے کہ ان این جی اور کی وجہ سے اس ملائکت میں بہت ترقی ہوئی ہے۔“

”اس پیچے پر بھی پورا بیتھنے نہیں کرنا چاہیے جو آنکھوں دیکھا اور کافیں ساہبوں۔“

مرنے طہران سے اس کی بات روکی۔  
”اور ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو آنکھوں دیکھا اور کافیں ساہبوں۔“

علیہ نے کچھ اٹکر لے چکھا۔  
”مگر پورا بکر جا چاہیے کہ جو کچھ سنائی اور دکھال دے رہا ہے، کیا وہ واقعی غمک ہے۔“ عمر خشیدہ ہو گیا تھا۔

”میں نے کیا کیا ہے۔“  
 عمر نے سراہا کا سے دیکھا چل لے اسے دیکھنے کے بعد وہ بڑے گیب سے انداز میں مکر لایا ”اور  
تمہارے اس غور و خوش نے تمہیں یہ تباہ ہے کہ این جی اور اپنے انتہا کرتے ہیں تکنکہ وہ غصوں کرتے ہیں کہ یہ لوگ  
چاہیے تھا۔“

علیہ کوں کے لیجھ میں چھپا خشم برداشت کا۔ ”میں نے تمہیں کہا کہ این جی اور کوئی آسمانی خود ہے، میں  
مرف یہ کہہ رہی اونکی اس ملائکت کے لواں این جی اور اپنے انتہا کرتے ہیں تکنکہ وہ غصوں کرتے ہیں کہ یہ لوگ  
ان کے ملائکت میں تبدیلیں لارہے ہیں۔ اور ان کے کام کر رہے ہیں۔“

”کن لوگوں کی بات کر رہی ہوتی؟“ اس کا لچھ یک دم سرو ہو گیا تھا۔ ”ان لوگوں کی جن کے پاس قلمیں اور  
شور نام کی کوئی شوخی نہیں ہے، کہیں لوگوں اور دیہتیں کا انتہا سے اس لک کی سب سے پسند کھا کیں جو دیہات میں  
بھتی ہے جس کی سرخ غلاماتی ہے، اور رہے گی۔ جن پر پہلے لوگ اور میرا بڑی حکومت کرتے تھے ہم جاگردار اور  
ریکھ اور اسپاں این جی اور تمہارا خیال ہے کہ سب کچھ بدل گیا ہے۔ لیکن گھایاں اور دھکوں کوہرہ بانی بھکر  
ملحاظت کو استھانا کرنا شروع کر دیا ہے۔ دیکھیں کہ اس انتہا اور بڑے کی پیچاں آئنی ہے؟“

”ان لوگوں میں شہزادہ ہے۔ وہاں قلعہ کا شہزادی بھی زیادہ ہو رہا ہے۔“ علیہ وہ دیکھنے لگیں کہا۔  
”قلمیں اور شور کا آپس میں کوئی تسلیم نہیں ہوتا خلیہ بی بی۔۔۔ اگر ایسا ہوتا تو آج تک کسی قلمیں یا قصہ  
نے کوئی جرم نہ کیا ہوتا۔“ اس کا لچھ اب بھی کمر دیکھا۔

”گھر دہاں کے لوگ واقعی بدل زندے ہیں اور گھری کسی ہیں کہ انہوں نے وہاں اصلاحات  
کی ہیں تو وہ ملائکتیں بھیں وہاں لوگ واقعی ایک بدلے ہوئے ماحل میں زندگی مزادر ہے ہیں اور دہاں کے لوگ این  
جی اور کے بارے میں بہت ابھی رائے رکھتے ہیں۔“ علیہ نے اپنی بات پر زور دیجئے ہوئے کہا۔

”تو علم وہ لابی داہیں آجھی ہیں۔“ مرنے والات کے کھانے لکھیے ڈاٹنگ ریج فل آئے ہی علیہ کو دیکھ کر  
خوشگوار انداز میں کہا گا۔

علیہ سرہب کو دلچسپی گئی تھی اور اس وقت مرف میں غریب نہیں تھا۔ وہ رات کو ہی داہیں آیا تھا اور داہیں آنے  
کے بعد ان دونوں کی ملاقات ڈاٹنگ ریج فل میں ہوئی تھی۔

”تو کیا کوہ سیکسا اور دیکھا آپ نے؟“ وہ اب کری کچھ تھے ہوئے میدرہ تھا۔  
”بہت پک“ علیہ نے سکر کر کہا۔

”اس بہت کچھ کے بارے میں تمہیں بتا پہنچ کریں گی؟“  
”اس وقت سے یہ میرے کان کھاری ہے اب تمہارے کھانے گی۔“ تاؤ نے سکراتے ہوئے علیہ کو دیکھیے

”تو اپ کیا خیال ہے این جی اور کے بارے میں؟“ مرنے گھاں میں پانی ڈالتے ہوئے پوچھا۔  
”آپ نے این جی اور کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتی۔“ مرنے پانی کا

محض نہیں ہوئے ہمیزی نظرؤں سے اسے دیکھا۔ اس کے ہوڑوں پر ایک سکراہت دوڑ گی۔  
”وہی گذ..... اس کا مطلب ہے آپ نے واقعی اپنی ملاحتی (sense of judgement) کو استھانا کرنا شروع کر دیا ہے۔ دیکھیں کہ اس کا بات سے اگر کہیں کہ رکھتے ہیں“ اس نے پوچھا۔

”آپ کی سب باقی سے۔“ اس نے پانی پیٹھ میں چاول ٹکالتے ہوئے کہا۔  
”سب باقی سے؟“ تمہارا مطلب ہے میں نے تم سے جھوٹ بولتا ہے؟“

علیہ یک دم گز بڑا گئی۔ ”میں..... میں نے یہ نہیں کہا۔“

”وہ اپ کیا تصریحی ہیں؟“

علیہ کچھ ریٹارنیٹ سے بیچے اپنے لفظوں کو ترتیب دیتا رہی پھر اس نے کہا ”آپ نے این جی اور کے

فون کو سمجھا اس وقت دنیا کا سب سے مخلک کام لگ رہا تھا۔  
 ”یہ کیا ہاتھ ہوئی؟ اس کا مطلب ہے آپ اینی جی اوز کو پسند کرتے ہیں؟“ وہ بھی تھی۔  
 ”میں نے یہ بھی سمجھ لیا۔“  
 ”ذہن آپ اینی جی اوز کو پسند کرتے ہیں نہ آپ انہیں پسند کرتے ہیں، مگر آپ ان کے بارے میں اچھی رائے میں بھی رکھتے۔ یہ کیا تھا ہے؟“  
 ”مرنے اس کے لیے میں جھوٹی والی خلکی کوئی نہ اداز کرتے ہوئے اپنی پیٹ میں ایک کتاب کالا لیا۔“ ہے تو؟“ اس نے کمال پر نیازی سے کتاب کھاتے ہوئے کہا۔  
 علیورے ایک بارہ ہمارے دیکھتے گی۔ ”آپ پاکستانی سرداری ہر اُن کو رہے ہیں، فرض کریں آپ کے علاطے میں کوئی اینی جی اداکام کر رہی ہوگی، تو آپ کیا کریں گے؟“  
 ”پچھوئیں۔“  
 ”اور اگر اس اینی جی اونے اس علاطے میں پولس کی طرف سے ہوتے والی زیادتیوں کے خلاف کام کرنا شروع کر دی تو تمہارا کام کیا کریں گے؟“  
 ”میں اس علاطے سے اس اغا کراہ پچھک دوں گا۔“  
 اس نے بے ناٹھ پڑے اور آواز کے ساتھ کہا، اور پانی کا گاس اخالیا۔ علیورے بے قہی سے اس کا چہرہ بھکر دی۔  
 ”اس کے باوجود کوئی ایک صحیح کام کر رہے ہوں گے؟“  
 ”علیورے! اس کیلئے کوئی مکمل کام نہ کیوں۔“ مرنے پانی کا گاس رکھتے ہی ذہنگ مخل جس سے کچھ فناطلے پر ایک کوئے میں پڑے ہوئے کیلئے ایک طرف اشارہ کیا۔ ”فرض کردیں بازار میں ایک پوچھ دیجئے جانے والا ہوں اور وہاں صرف میں ایک پوچھ دیجئے اور کوئی پوچھنا نہیں۔ میں اس کے نام کو جانتا ہوں نہ چھوئے ہاے کہے کہے پر یہ پوچھ دار ہے یا نہیں یا نہیں۔  
 عزم جعل مکاہی ہے ایک بھگتے ہوئے کی ضرورت ہے تو میں اسے خیریا لوں گا۔ ہمارے بیان اس کا نکھر ردم میں رکھ دوں گا یہ جانے کے باوجود کوئی اس پر کافی نہیں ہے۔ میں یہاں پاں اس وقت تک پڑا رہے گا جب تک اس کے کافی سے کافی سے لیے کی تکلف کا اٹھ پہنچ جائے۔ حس دن اس کے کافون سے کسی کو رکھ لیا کی کے پڑے پہنچے اس دن اس کیلئے کوئی بیان سے ہنارتا جائے گا میں ہوں یا میں ہوں یا کوئی دوبارہ فرم لے کیا کپڑے پہنچے کا انتباہ نہیں کرے گا۔“  
 ”وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں دلے کرہ رہا۔“  
 ”مگر من بھی کیلئے نہیں بناوں گی، میں اس کے کافی قسم کر دوں گی۔“  
 ”وہ بے اختیار اس کی ہات پر سکرا لیا۔ but i always play safe. میں کافنوں کے دوبارہ اٹھ کر رکھ نہ لے کر۔“

عمر اس تجربے اداز میں پڑا۔ ”وہاں کے لوگ تو غیرت کے نام پر ہوتے وہاں کے ہارے میں بھی بہت اچھی رائے رکھتے ہیں پر یہاں تم یہ سوچنا شروع کر دو گی کہ یہ بھی نیک ہوتا ہے؟“  
 ”بلوڈ، پکر دریافت نہیں کر سکی۔“  
 ”بہتر ہوتا تم اینی جی اندھے کے کہ کروہاں کے تھاون کا بیکاریا ہے بھی چک کر لیتیں، گور جاؤالا، سیا لکڑ، ذکر اور درگد کا علاقہ خاندانی دھیونیں کیلئے بھی خاصاً شہور ہے اور یہ قل دنیل دنیل میل آتی ہیں، جب تک جب تک خالق کا پار خاندان نہ قسم ہو جائے اور یہ لوگ ایک دو قل دھیونیں کر سکتے۔ یہ چھ، سات سات لوگوں کو اکٹھا مراد دیجئے ہیں اور کوئی بھیدی اسی نہیں ہوتا جب اس طلاقے میں ایسا لوگ کو اتنا شہرہ۔ اب ہوں آپ کے اگر اینی جی اوز نے اپنی دو اس سلا دکارہ تھا۔ علیورے اس کی ہاتھ پر غفتہ محروم کر رہی تھی۔“  
 ”جو لوگ ایک گھنے بھیں جائے جاتے پر خالق کے محکمی عورت اخالتی ہے۔ رات کو کھجور کی رکھاں کرنے والے کے کارے جانے پر خالق کی تیار ملبوں کو آگ کا دیسیے ہیں، نہکت کا پانی وہ کارے پر ہے میاے کئی ایمیت دینی چاہیے یہ کافی تھل خوب ہے۔“  
 ”ہر جگہ میں لائے جائے میں دلت لگتا ہے، اینی جی اوز کو بھی وقت گئے گا مگر یہ سب جیزی فلم ہو جائیں گی۔“  
 اور اس کا کام نہیں ہو گا۔ اسکم اینی جی اوز کو بھی نہیں کہا جائیں گی کیونکہ وہ یہ کام کرنے نہیں آئیں۔ ”عکاں بہت سمجھ چاہا۔“  
 ”ہو سکتا ہے اینی جی اوز میں پکوچل خراب ہوں یا کھلیں کہ چداں اینی جی اوز خراب ہوں یا گرس اینی جی پر جھک دیکھ کر کوئی پوچھ جائے چیز؟“ وہ بارہ علیورے کے کھوڑت ہوئی ہے کہ ہم نہیں۔  
 ”اس لیے کوئکہ وہ تھی لائے کے دو گے کر رہی ہیں۔“ مرکا طیاریاں برقرار رکھا۔  
 ”آپ اینی جی اوز کے کافی خلاف کیوں ہیں؟“ اس بارہ علیورے نے کھوڑت اسی سے پوچھا۔  
 ”تم سے کس نے کہا کہ میں اینی جی اوز کے خلاف ہوں؟“ ”میرے اتی اتی سے سماجی اور سکون سے کہا۔  
 ”کیا مطلب.....؟“ یہ سب کو جراہ پکر رہے ہیں، یہ کیا ہے؟“  
 ”خافق۔“ وہ اس بھی طرف سفر کر رہا تھا۔  
 ”چھاڑ فرش کریں اگر بھی خافق ہیں تو یہ سب کو جانے کے بعد آپ اینی جی اوز کے خلاف نہیں ہیں؟“  
 ”نہیں بالکل نہیں۔“ علیورے منہ کو لے پہنچی سے اسے دیکھتی رہی، میرے کو درسری طرف میٹھے ہوئے

"صرف اس لیے کہ آپ کے اپنے باتوں خیل ہوں گے کبزے پہنچ کے، ہے؟ آپ جو انہی اور کے  
ہارے میں اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں وہ صرف اسی لیے ہیں کہ نکٹ شایدی اس کلاس کو ان این تھی اور سے خودہ ہے  
جس سے آپ تعلق رکھتے ہیں۔"

"کلاس کی باتاں پر چونکا" تمہارا شمارہ کس کلاس کی طرف ہے، پیدا کرنسی کی طرف یا الیٹ کلاس کی  
طرف؟"

"دلوں کی طرف۔" اس کی اواز مضمونی ہرگز کیا۔

"تم مگر اس کلاس کا صاحب ہو، یورور کوئے نہ کی الیٹ تو ہو۔"

"ہاں حصہ ہوں مگر اچھی چیز کو اچھا کہوں گی۔ ماں بھی کہوں گی۔ چاہے وہ ہیرے لے نصان دہی کیں  
شہوں۔"

"تمہارا خیال ہے کہ این تھی اور جو کرسی یا الیٹ کلاس کو کوئی نصان پہنچا رہی ہے یا آنکھ کمی پہنچا  
سکتی ہے؟"

"ہاں ایسا ہی ہے یاں طبقے کے مخاذات کیلئے کام کر رہی ہیں، جنہیں ہماری وجہ سے بہت پر اہل کام ساختا ہے۔"  
"آپ اگر ایسا سچ رہی ہیں تو ایک بار درخواست ملے سوچ رہی ہیں۔ کہیں این تھی اور جو کروں کو نصان پہنچا  
سکی ہے تاہمیں کلاس کو۔" یہ کہہ بر این تھی اور الجیٹ کلاس عین تھا۔ ہے۔ پڑے پڑے چور کو کشمکش کی تیجات۔  
سیاستدانوں کی بیویاں، منشت کاروں کی بیویاں کیا تم نے کہی کہی ایسی این تھی اور جو کشمکش کی مردیا  
گورت چاہا ہے، ایک اسکول کا نجیگی کی سکان کی بیوی کی بیوی کی بیوی۔ جسیں تم ایسا بیوی کی بیوی اور  
تمہارا خیال ہے کہ جو کرو کر کشی کی بیویاں پر اس کے خلاف کام کریں گی۔ مخت کاروں کی بیویاں اپنے شوہروں کے خلاف لور  
کلاس کے مخاذات کے خلاف کام کریں گی اور سیاستدانوں کی بیویاں اپنے شوہروں کی دھانیوں کے خلاف لور  
میں کلاس کو اس کار خالب لے آئیں گی۔ بہت سچا نہ سوچ ہے تمہاری حکیمی بہت سکھ کرنا ہے ایسی۔" وہ یہی بات  
باہلوں سے خودی محفوظ ہو رہا تھا۔

"میں تھا لکھ خوفزدہ ہیں ہوں کسی این تھی اوسے بلکہ اگر کہی میں نے شادی کی۔ قدمیں بھی اپنی بھی  
سے کہوں گا کہ وہ ایک این تھی اور بناۓ ہم بھی کچھ کر کشی دغیرہ لے کر کہیں پہاڑے وغیرہ میاں کہیں گے۔ فری میں باہر  
سمیانہ میں جا کر بچوں پڑھنے جائیں گے کہ ستر میلے کی دوڑ ہرگی اور درس ڈوبنے گا۔ سر و قفس کے موقع لئے  
رہیں گے بھرپور اپنی کی بیویوں میں کوئی سلسلہ نہیں ہو گا۔ وہ بھی عیش کریں گے۔"

عمری بھیجیں یہی دم ترمیت کی اب وہ یہی سلسلہ کی بچا ادا ہے۔  
"(او)ر... طیورِ جسم ہمیں نیکی کوئی بچا جاؤ۔" اکثر تمہاری شادی بھی کسی خود کر کتھ سے ہوتی، پھر میں بھی اسی  
تھی کسی فراہم این تھی اور جو دوڑ ہو گی۔ ہر تمرے دن پر لیں کافی لس کر دیوں گی۔ سڑک پر چاہ جلوں میں کافی  
کرو گی۔ مختلف کافیلے دا اسک ارشٹ کرو یا بیویوں میں کچھ پر چکر لیں گے اور پھر اگر کہیں دس سال بعد

بیٹیں ای میکل پر بیری تم سے اور تمہارے شہر سے مذاقات ہو گی تو تم اس کا سماں سازی ہے۔" فائدہ لے سے  
ہوئی بیری طرح میزل والوں سے پانی پیچے ہوئے مجھے تاری ہوں گی کہ تباری این تھی اسی اوقات میں اس کی  
پانی کیلئے کسی کسر مذہب کر رہی ہے اور تمہارا شور تجہاری باہلوں پر سکرا سکرا اکر مجھے تاری بنا لتا کہ اسے تم مجھی میں نہ  
بھی طی ہے۔ کیوں کریں؟"

ناٹھکر کی بات پر سکر لی تھی، غیرہ کا پھر بکھر سرخہ ہوا بھروسی کی آنکھوں میں آنسو لگے۔ وہ یہم  
اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی۔

"ایسا بھی کہیں ہو گو۔" اس نے بلند آواز میں کہا۔  
اور وہ رائیک چھپا کے سماں تھا اسکے دل کی اور اس کے چہرے کی سکراہٹ کی دم غائب ہو گئی۔  
"طیورِ ناری ہو گئی ہے، میں دیکھا ہوں۔" عمر نے پکھو مذہب خوبی اور ادا میں ناؤ سے کہا اور اس کے دل کی  
نیلی سے سخن گیا۔

اس کے کر کے کے دروازے پر دھک دیتے ہوئے، وہ کچھ شرمندی محسوس کر رہا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا  
کہ وہ اتنا چھوٹی تی بات پر اس طرح دوڑھڑو گئی۔  
دروازے پر ایک بار دکھ دیتے کے بعد وہ دروازہ بکھول کر اندر واٹھ ہو گیا۔ وہ دلوں ہاتھوں سے چہرہ  
چھپے سوچو پر بھی نوئی تھی۔ دروازہ بکھلے پاں لے ناچھتا ہنا کہ اس کا خواہور کو کیجھ تھی وہ اسکے دل کو۔  
"اب آپ بیہاں کیوں آئے ہیں؟" گلوپ پر بیٹھے آٹسوں اور سرخ چڑے کے سماں اس نے غرے  
پر چھا۔

"کم آن طیورِ ایں مذاق کر رہا تھا۔" عمر نے دروازہ بند کرتے ہوئے چھے اسے بھلاتے ہوئے کہا۔  
"آپ کیلئے بڑھنے مذاق کیوں ہے؟" عمر نے اسے بیٹھا باراں میں دیکھا تھا۔ "اور بیری بر جاتی  
مذاق کیوں ہے۔ آپ کیچھ کیا مجھے ہیں؟"

"یار انا غصہ۔" عمر نے سکھاتے ہوئے اسے غضا کرنے کی کوشش کی۔

"آپ کو میرا مذاق ادا نے کا کیا حق پہنچا ہے؟" وہ اس کی کوشش سے حشر نہیں ہوئی۔ "آپ کو اپنے  
علاوہ دوسروں کی بر جاتی مذاق تھی ہے۔ کیا آپ یہ پسند کریں گے کہیں بھی مذاق میں آپ کے بارے میں اسکی  
پاٹیں کر دیں بھی آپ کر تے ہیں۔" وہ تمہارا ادا میں رو تھے اسکے کہ کر رہی تھی۔  
"میں اسکی کچھ کر کتا ہوں۔ میں نے جو گھنی کا مٹلا کہا۔ میں اسکی کچھ زکرنے کی بیہاں آیا ہوں۔" عمر نے  
ایک دم دلوں ہاتھوں کا اس سے کپڑا  
وہ اپ بھی بیوی تھی۔ آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں اپنی *sense of judgement* استعمال کر کے  
اپنی رائے نہیں اور جو بھی ایسا کرنی ہوں تو آپ مجھ پر بچتے ہیں۔ میرا مذاق ادا تھے ہیں۔ آپ کے نہ دیکھ دیا  
تھا۔ آپ کے ملاٹوں کی دوسرا سچ رائے کے قابل ہیں تھیں۔

"جیسیں پہلی بار کی طرف پڑتا ہے اور تم ہو کون جس کو یہ پانچ سے مجھے کوئی نکریوگی۔ اس کی آزادی میں اپنی تھی۔"

"میں نے تو انہیں بتایا کہ آپ ذریک کرتے ہیں۔ اگر میں ہزار تا دو تھے۔" عمر کی اس کی بات پر نکم ہوا۔ اخراج "تو ہم... ہم کیا ہوتا ہے وہ مجھے ٹھوٹ کرو جسیں یا اس گھر سے کال دیتیں۔ تم جس کو پاہوڑتا ہے کہی پوادیں، اس گھر کا کن سارہ رہا بہ نہیں ہے۔ وہ خود گزلا پا ذریک کرتے رکھتی ہیں۔ وہ کس سے مجھ سے اس بارے میں بات کر رکھتی ہیں۔"

علیحدہ میں رہا ہوں گی۔ آپ کوشم آئی چاہیے۔ اس طرح کی بات کرتے ہوئے۔ "ناہنجہ پورا لکھن علیہ اتم کافی کوہاں کریکی ہو اور میں ان پکا ہوں۔ اب اپنا شہر بذریعہ بھر جائے۔" نکتے آپ سے لفڑت ہے۔ آپ دنیا کے سب سے گندے اور پورا رکھدی ہیں۔" وہ بلکہ آزاد میں چلا گی۔ جو جا عمر نے اس کے چہرے پر زدنے والے پھر مارا تھا۔ علیہ گاہل پر احمد رکھے بلکل ساکت رہ گئی تھی۔ دنیا میں آخری پیڑ جو دو کی سے تو قریب تھی، وہ عمر کا خود پر ہاتھ اٹھا رہا تھا۔ وہ جلیں جھکے لختے تھیں کے ہام میں اس کا چہرہ دیکھتی تھی۔

"نکتے اپنے ہارے میں کسی فرض کے تبرے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے انکی اٹھا کر کہا اور پھر وہ خود نہ میں کے ساتھ رکھنے لگی کرے سے لکل گیا۔



"اطمینانی سے اس بھیں کہا۔ میں جیسیں ہرگز کہا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے اپنی سوچے کچھی ایک بات کہی۔" عمر بالکل مادھا فارسہ دے اختار کے ہوئے تھا کہ علیہ اس کی بات نے بغیر بول رکھتی۔

"میں نے اسی تھی اور کے ہارے میں جو کچھ کہا تھیں کہا۔ میں نے جو دیکھا، جو محسوس کیا وی تھا۔ میں نے آپ کی رائے کے نامدار نہیں ایسا۔ میں نے آپ کی براہات کی کہا آپ۔ آپ بمری کا نمائی اڑا رہے ہیں۔ آپ مجھے کیا کہتے ہیں..... یہ یہ ہے؟"

عمر کے چہرے سے اب سکراہت بالکل غائب ہو گئی تھی۔ "آپ کہلے، دنیا میں آپ کے ملاادہ اور کوئی حسن نہیں ہے۔" "میں نے اسی تھیں کہا۔"

"آپ کو کہلے کہ آپ کے ملاادہ کسی کے پاس کی صلاحیت (Sense of judgement) پر کچھ کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔" تم اس وقت فتحے میں ہو جیسیں ہانیں تم کیا کہری ہو۔ میں تم سے بعد میں بات کر دیں گا۔" عمر کیمدم پٹ کیا مرغیہ بکالی کی رفتار سے اس کے راستے میں آگئی۔

"میں آپ بمری باتیں، اس کے بعد جائیں۔" "بمری ایک جھوپی کی بات رات میشنس ہوئے کی ضرورت نہیں تھی۔" عمر نے سمجھی گی سے کہا۔

"نکتے آپ کی کسی بات پر مشتمل نہیں ہوں چاہیے۔ کوئی آپ کو براہات کہنے کا حق ہے جس نے پکھے کوئی کہنے کا حق نہیں ہے۔" "تم بہت کچھ کہری ہوئی اور میں اسی کی رہا ہوں۔ اس کے باوجود کہ تمہارا دو بہت انسٹنٹ ہے۔" "میں نے آپ سے کیا کہا ہے؟ میں نے تو کچھی نہیں کہا۔ جو کچھ آپ مجھے سے کہ پچے ہیں، اس کے سامنے قریب کوئی نہیں ہے۔" وہ اسی اسی طرح رکھتی۔

"میں اپنی بات کیلئے ایکسکو رک چکا ہوں۔" "آپ بہت سی کرتے ہیں۔ انسٹ کرتے ہیں۔ پھر انسٹ کرتے ہیں اور ایسا یا ہر بار کرتے رہتے ہیں۔" علیہ وہ تم طلطک کہری ہو۔ "مرحی الامکان اپنے لئے کوہاں رکھ رہا تھا۔" "میں طلطکیں کہری ہوں۔ آپ نے اس دن بھی بمری انسٹ کی تھی جب انکل جا گئیر کے ساتھ آپ کا جھڑا ہوا۔"

عمر کے چہرے کے کھڑاٹ کیمدم ختمیل ہو گئے۔ "وہ تمہاری علیٰ تھی، تم بمرے کرے میں اس طرح کیوں آئی تھی۔" اس نے راؤ اور اسی علیہ وہ سے کہا۔

"میں آپ کو اس بات پر فرمائیں آیا کہ میں آپ کے کرے میں اس طرح کیوں آئی تھی۔ آپ کو فرم اس بات پر آیا تھا کہ میں یہ بات جان گئی ہوں کہ آپ ذریک کرتے ہیں۔"

"عمر اچا گھر کے بارے میں اندا بیگان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہاری بہت پردا کرتا ہے۔ تم اس کے بیٹے ہو۔ وہ تمہارے دو بیٹے کی وجہ سے بہت گل مدد رہتا ہے۔" لیکن انکل کیمد جمیڈ ہو گئے۔  
"اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ میں ان کی اولاد ہوں یا ان کا بیٹا ہوں۔"  
"کیوں فرق نہیں پڑتا۔۔۔ تم جا گھر سے چوپھو، تھی ابھیت ہے اس کے دو دیکے تمہاری۔"  
"میں ان کی بھوتی اولاد نہیں ہوں۔ درسری بیوی سے بھی ان کی اولاد ہے اور اب۔ اب تیرسی سے بھی ہو چکے گی۔" اس کے لیے من خوشی تھی۔  
"مگر تم اس کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ وہ تمہاری اور اس کی بہت اچھی املا شینڈنگ ہوئی چاہیے ورنہ آگے ہل کر اور پر اخیر ہوں گی۔"

مرنے خور سے ان کا چہرہ دکھال۔ "کیا مطلب؟ آگے ہل کر کیا ہر ہوں گی؟" "مرنے کے بعد کر کا۔  
وہ تمہارے مستحق کے بارے میں بہت پکھ پلان رہتا ہے۔ کل کو جب تمہاری شادی کے بارے میں اگر دو کوئی فیصلہ کرنا چاہے گا تو اس طرح کے گروہ کو دیکھ کر وہ گل۔  
لیکن انکل نے اتنے ناچار انداز میں یہ بات کہی کہ وہ ان کا چہرہ دیکھ کر وہ گل۔  
"میں آپ کی بات نہیں سمجھاں ہو۔ آپ کس کی شادی کی بات کر رہے ہیں؟" "اس نے مرد اداز میں کہا۔  
"تمہاری شادی کے بارے میں؟"  
"بھروسی شادی کے بارے میں پاپا کچھ ملتے کیوں کریں گے؟"

"وہ تمہارا بات ہے۔"  
"تو....."  
"عمر اچھیں شادی....."  
اس نے گھوم لیکن انکل کی بات کاٹ دی۔ "انکل! آپ مجھ سے جو کچھ بھی کہنا چاہیے ہیں، صاف صاف کہیں۔ کہا پاٹے کہ مری شادی کے بارے میں آپ کسے کہہ کیا ہے؟" وہ بھی بات کی تہذیب لیتی تھی۔  
لیکن انکل کو کوئی اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔ "شادی تو نہیں! ہاں البتہ وہ تمہاری انگیحment ضرور کرنا چاہتا ہے۔"  
"میں سے؟"  
"یہ میں نہیں چاہتا۔"

"بہت خوب، بہر حال آپ پاپا کو بتا دیں کہ مجھے شادی نہیں کرنا۔ آج تک ہی آنکھوں کی وجہ سے وہ میری انگیحment کرنا چاہیے ایس سے خود شادی کر لیں۔" اس کی اواز من خوشی تھی۔  
"یار! تم خداوندو اداز ہو رہے ہو، میں نے تو دیے ہی بات کی تھی ایک..... اس نے کون سا کچھ ملتے کر لیا ہے۔  
تم مجھے یہ تاوا کے مدندر تصور کے ساتھ کسی ملاقات رہی تمہاری؟"

## باب ۲۹

تمہارا جا گھر کے ساتھ کوئی جھوٹا ہے، اس شام لان میں چانے پیتے ہوئے ہاتھ کے دران اچانک لیکن انکل نے اس سے پہلے چاہا۔

مرجح نہیں۔" اس نے بڑے ہاتھ اداز میں کہا۔  
"اچھا۔" لیکن انکل نے جرس کا اعلیار کیا۔ "جا گھر تو کہہ رہا تھا کہ تم آج کل اس سے کچھ ہاراں ہو۔ تم دلوں کے دریمان کوئی بات دات نہیں ہوتی؟"

لیکن انکل نے چانے کے سپ لیتے ہوئے بڑے ہاتھے والے اداز میں کہا۔  
"جیسی، بات تو ہو چکی ہے کہ کوئی خوفناک اداز میں نہیں ہوتی۔" "مرنے جو بڑی لاپورائی سے کہا۔  
"اچھا کیں؟" لیکن انکل نے نامی سے نامی کا مظاہر و کرتے ہوئے پوچھا۔  
مرنے ایک گہری نظر ان پر ڈالی۔ "پاپا خوفناک اداز میں کسی خوبصورت عورت سے یہ بات کرتے ہیں۔ یا پھر کسی ساست دان سے۔"

لیکن انکل نے اپنے اختیار تھہ لکایا۔ مردی طرح بے تاثیر ہے سے انہیں دیکھ رہا۔ بھیل اپنی ٹھی روکے ہوئے نہیں رکھا۔ "مرنے ایک گہری نظر ان پر ڈالی۔" میرے ایک گہرے خوفناک اداز میں کسی خوبصورت عورت سے یہ بات کرتے ہیں۔ (تمہاری حسن میں بہت اچھی ہے) مگر اس طرح کی بات چاہتا کریں کہ مانے کرنا۔"

"ورنہ وہ پختی شادی کر لیں گے۔ ہے نا۔۔۔" "مرنے لاپورائی سے کہہ کر ایک بار بھر چانے پیا شرمن کر دیا۔

"اوی حکم کی باعث تھا جا گھر سے کرتے ہو، اسی لیے تو وہ اتنا پر بیان رہتا ہے۔"  
"اکیلکھنی اپا پاپر بھر جو بجے سے پر بیان نہیں ہوتے۔ وہ اپنے علاوہ کبی دوسرے کے بارے میں پر بیان ہوتے ہیں۔ نہیں کسی کی دوسرے کی وجہ سے پر بیان نہیں ہوتے۔"

مرنے چانے کا کپ ساتھ پڑی ہوئی بیس پر رکھ دیا۔

لئن انکل کا چہرہ درخواجہ گیا۔ ”اور مرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“  
 ”آپ کے بارے میں آپ کے سامنے بیوی کو پہنچنیں کہوں گا کیونکہ میں جسیں چاٹا کر آپ مجھے اخواز  
 اس گھر سے باہر بچنگا کہا دیں۔“ ایں باراں نے کچھ سکرا کر کہا۔ لئن انکل کو بڑوں اس کا چہرہ دیکھنے رہے۔  
 ”تم زور سریں جان کو بڑھ رہتے ہیں پسچوں گا کہم کی کرپٹ فوٹس کی مزت کرتے ہو یا نہ۔ جب  
 تمہارے اپنے بیٹھے ہوئے سارے افراد اور ان کے اپر موجود سارے مکتوب عہد یا تمہارے سامنے اپنے اہل  
 پیچوں کے ساتھ ہوں گے اور تم جرمی اپنی سر کرتے ہو گے۔ میرے میں دیکھوں گا کہم کی کرپٹ فوٹس کی مزت  
 کر کے رہو۔“ لئن انکل کے لمحے تھے۔ جو چکلتی گئی۔

بے میں رہنے والے اور عزت کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ میں بہت سے لوگوں کو سر کھاتا ہوں مگر ان کی عزت نہیں کرتا بلکہ دیکھ پیسے میں بہت سے لوگوں کی عزت کرتا ہوں مگر انہیں سرفہنی کرتا ہوں اس لئے مجھے کسی کو سر کرنے میں کوئی اعتماد نہیں ہوگا مگر سن کی کرپٹ فضل کی تدبیح نہیں کروں گا۔ عمرِ انساں ہرگز خاصی بے خوبی نہ کہا۔

اسی لکھ میں اپنی بھاٹا کرپٹ کے پڑھنا پڑتا ہے کہ پڑھن کے بغیر بھاٹا کمکوں ہوسکتا۔ ساروں کو کسے جھبیں پا چلے گا کہ اس جاپ میں کیا کیا پڑھانا یا اسیں جب خوبیں دیں، بارہہ پڑھ کے ساتھ ایک مینی گزدار نہ پڑے گا۔ وہ بھی افریدن کر۔ تو تمہارے ہوش لٹکانے آجائیں کسے جب جھبیں پا چلے گا کہ کوئی کرش کے بغیر ختم کسی سفارت تائیں میں ہوئے والے تھے تو فراخینش کر سکتے کیونکہ جہاں پہنچنے کیلئے بھی جھبیں نہیں تو کم از کم ایک سوت تو ضروری ہے کہ اگر ادا رہے سوت کی قیمت اک تو تمہاری خواہ بھی کھس کر کے گی۔

مرنے ان کی اتوں کے جواب میں کسی کو دل کا اعلیٰ بھائیں کیا۔ وہ بخاوشی سے سکارا دیا۔  
 ”عقلات بنا تائیں۔ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر فرضی جو چیزیں پسند ہیں آؤں کے ساتھ رابطہ ہی دکھایے۔ کسی کے ساتھ کوئی کام پڑ سکتا ہے۔ پورا یہی وقت عقلات کی کام ہے۔ مجھے جوست ہے جو چار گز نے ختمیں اپنے بکری سے مکمل کیا ہیں۔ ہم تو کوئی شکنے کے لیے قبولی ہاتاں کے پارے میں نہ سے اپنے بھروسے ہیں۔ اسی ازم از فرم ایں نہیں ہوتا کہ جھوٹ بھارے پوچھن کیتی بڑی ضرورت ہے۔ کوئی فرضی پسند ہی آئے تو ابھی اس کی تعریف کر دینے سے مل کر باہر ہے۔“

"اکل! اکل! بہت اچھے ہیں!" عمر نے دریمان میں ان کی بات اچھے ہوئے کہم جو بھی سے کہا۔ لیکن اکل ذوری طور پر اس کے میلے پر جران ہے۔ مگر پھر وہ قبیلہ مارک خس پڑے۔ "تم اگر جا گکر کے بیٹے نہ ہوئے تو اس میلے کے بعد اس کمریں میں نہیں رہ سکتے تھے۔" تھر کمپ کہا جاتا۔ تم سب کو خود اسی کچھ جاؤ گے۔"

نہیں لے جیسے اس کے سامنے بھیارڈاں دیجئے۔

☆☆☆

ووالتر نین سے علیہ کی وسری ملاقات بھی شہلا کے ساتھ ہی ہوئی تھی، علیزہ کانگ سے واپس پر شہلا کے

لشیں اکل نے یکم بات کا مضمون بدلتے ہوئے سایکلو جوست کا نام لیا۔  
 ”میں نے پہاڑ سے پہلے بھی کہا تھا، مجھے کسی سایچا جوست کے ساتھ منٹ  
 لیجے یا سایکلو جویکل نہیں ایک سیک و اسک ہے۔ مجھے صدر حصہ دیسے ہے تو کوئی کی گیریز نہیں  
 ”کسی بھی طبقہ کو اتنا سریع نہیں لیتا چاہے۔ بعض دفعہ یہ تھنڈا ہوتا  
 میں تمہارا انٹریو یو کرتا ہے۔ اس لیے جو کچھ دعا تھا ہے اسے خورے سے سناؤ۔“ لشیں اکل  
 ”جو شخص ہجھار گھر معاون کے ساتھ تھیں، سال گزر کر کمی پاک نہیں ہوا، وہ یعنی  
 رکھتا ہوا اور دیسی بھی پیلک سرداری کی شکن کے سایکلو جویکل کی کارکتے ہیں، انسان کی  
 کسی اپنے اندر اسے پکار سکر ہو جائیں کہ ان سے دل مخت بات کرنے کے بعد ان پر ترا  
 جا نہیں سکتی۔“ مرغیتے بڑی صاف گفتگو کا کام جوست کر کے جائیں گے۔

”وہ بہت ماہر سایکلو جسٹ ہے۔“ لیش اکل نے خدا تھوڑوں کو سراہا۔  
”ہو سکتا ہے مگر اس کی اپنی پرستائی ..... مجھے کچھ زیادہ مدد و نیتیں کر کی .....“  
ت رفے۔

”فادرگا یک مردی بات کمیں اس کے سامنے مت کہ دینا۔“  
”کہہ دینا کیا مطلب..... میں کہہ چکا ہوں۔“ عمر نے کہا ہے  
”تمہارا باب تھارے ہے۔“ میرا راج کچھ کہتا۔ سبق کے عکس

روزیتے ہو۔ اب صفر مخصوصاً اگر اس طرح کے رہیں اس کس پر ناراض ہومیا تو.....، لیکن انکل یکم

کم جائے تھیں ہو اسے دنما پرست بندو ہے سلیف ریکارڈ کی بات اکل کی بات کاٹ دی۔  
”کی کچھ فنکش میں سلیف ریکارڈ خیس ہو گئی اور صدر حصہ، کرکے کچھ کام کر لے گا۔“

کوں یا کسی ستر روے... وہ سہاری مدد رہتا ہے اور تم اس کے بارے میں اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن انکل نے کچھ تینی سے اے کہا۔

"مدد اپنے مدد کیلئے پر کوئی احسان نہیں کرہا ہے۔ مجھ پر کوئی احسان نہیں کرہا۔ اس کی مدد کے بغیر بھی میں کامیاب رہتا ہوں۔" (محمد علی، ۱۹۷۴ء)

"تمہیں عزت کرنی چاہیے اس کی۔"

”سونر انکل ایم از میں کسی کو بھت جھش کی عزت نہیں کر سکتا۔“ عمر نے بڑے دوڑک انداز میں کہا۔  
انکل کچھ در عین سبب کی نظر تو اسے سارے رکاوٹ، سمجھتے، سمجھنے والے پڑھتے تھے۔

"جاگنیر... بھی کر پک ... ہے۔"

"میں ان کی عزت بھی دیکھ سکتا۔" عمر نے بغیر رکے کہا۔

"علیہ! آپ انہیں کہاں لے جاوی ہیں۔ بھی! میں تو آپ دلوں کو لج کر دانے کا سوچ رہا ہوں۔"

ڈالترمن نے قرار مالغت کی۔

"لچ! ضرور! شہلا آمازدہ ہوگی۔"

"میں۔ بہت دیر ہو رہی ہے ابھی مجھے شہلا کے گمراہا ہے اور پھر انہیں اپنے گمراہی جانا ہے۔" علیہ

نے نظریں ملائے ضرور فرمایا۔

"یار ہر برس کہ جا کر مجھی توہم نے کہنا ہی کہا ہے۔ اب ڈالترمن آفر کر رہے ہیں تو نیک ہے پڑھے

ہیں۔ ایڈیٹ ہر برس گا۔ شہلا اپنے اپنا بڑا داں کے ہاتھوں سے پھرایتا ہوئے کہا۔

"میں! ایڈیٹ ہو رہی ہے۔"

"کبھی بھی دیر ہو جانے میں کوئی ہرگز نہیں۔ اس کو مجھی ایڈیٹ ہو رہی تھیں۔" ڈالترمن نے علیہ کے اندر

کے جواب میں کہا۔

"میں۔ مجھے جانتا ہے۔"

"یار اج بکی اتنا امر کرے تو اس کی بات مان لئی چاہیے۔ رو دو رائے لوک کہاں لئے ہیں جو خود

بھوری پُٹ کی دوست دیجے پڑیں۔"

شہلا پر مجھی علیہ کے سلسل انداز کا کوئی اڑھنیں ہوا۔

پھر علیہ کے سلسل انداز کے باوجود وہ دلوں اسے ایک رہنمودنٹ میں لے گئے تھے۔ ڈالترمن اور شہلا

قی کے دران مسلسل چکتے رہے تھے جبکہ علیہ کھلکھل اپنے طلنے سے کہا یہ اتنا رہی۔ ڈالترمن کے سامنے اس

طریق پڑھ کر کہا کہا اس کیلئے ایک بالکل یا تحریر تھا۔ اسے اس کی باقاعدگی ایڈیٹی ہی اور ساتھ یہ خوف بھی تھا

کہ اگر ناٹکو یہ پڑھ لیا کہ وہ شہلا کے گمراہ کے بھائیے اس دوست کی انہیں فتن کے ساتھ بھی پنج پچ سوکری ہے تو وہ

شاید قیامت نہیں اگر۔ ڈالترمن بار بار اسے خافض کر رہا تھا وہ نہیں ہو رہی تھی۔ شاید اس کا اندازہ بھی

تھا، اس لیے وہ بار بار اس حوالے سے بھی ناقص میں تحریر کر رہا تھا اور علیہ کی اور گراہت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ایک گھنٹہ رہنمودنٹ میں گزار کر وہ دلوں وہاں سے فلی جھیں اور بہت سکھ علیہ وہ بھائی ہو رہی تھی۔ شہلا کے

گمراہ نے کہا جائے وہ اس کے پار یاد کر ساختہ دینیں کر گئی۔

تو کوئی اس ایڈیٹ بھی کاٹھنے پہلے سکا۔ لگلے چند دن وہ اس غدر سے ہوتی رہی کہ نہیں کسی دس کی

ذریعے سے کہیں کہ ڈالترمن کے ساتھ کیے جائے والے اس لمحے کا پاہنچ مل جائے گمراہا تو کچھ نہیں پہلی سا تھا۔ وہ

ایک بار پھر ان کو دوڑ کر دیئے گئے کہا جا رہا تھا اور اس کا مطلب رہی تھا کہ اسے غیر محسوس طور پر خوش کیا کر دیجیں۔

ذریعے سے کہیں کہ احمد اس کی وجہ سے کھا اٹھا فوچ گیا۔ بھی بھی کچھ کی چوری کر دیجیں۔

ڈالترمن نے اس نے جب اس سے دربارہ لمحے پر اصرار کی تو وہ کوئی شکر کے باوجود بھائی انہیں کر سکی۔

ان کی اگلی ملاقات فرید نہیں ہوئی تھی اور اس بارہا کی تھی۔ تاؤ سے اس نے پچھا کیا میں خوبی نے کیلے

ہاں جائے کیلے اس کے ساتھ تھی، راستے میں دلوں اُنکی کریمی کھانے کیلے بہری میں رک گئیں اور اُنکی کریمی کھانے کے ساتھ وہ دوڑا شکر میں صرف تھیں۔ جب ہم لوکی ایک آواز نے انہیں اپنی طرف جوڑ کیا، وہ ڈالترمن تھے۔

ملیرے اسے دیکھتے تھے جو اس پا خذہ ہو گئے۔

"ڈالترمن! کہ کہا ہوں جو آپ لوگ کر رہی ہیں؟" شہلا نے ڈالترمن کو دیکھتے ہی خاصی حرمت اور بے

دہان کھرے رہتا تھا۔

"ویسے آپ کا کیا خیال ہے ہم بہاں کی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟" شہلا نے خاصی شفافی سے کہا۔

"آپ مجھے خوبی کی کوشش کر رہی تھیں۔" جواب دیئے والے نے کمال انتہا سے کہا۔

"ارے داہ... آپ کو تو اچھی خاصی خوشی تھی اپنے بارے میں۔"

"اگر خوش تھی ہے تو پوچھ اپنا لہو لگی نہیں ہے۔ آپ اسیں اچھا خاصا گلکلک بندہ ہوں۔ اسکی خوش

نہیں انورڈ کر سکا ہوں۔ کوئی علیہ! اس کے لمحے میں سڑرات تھی اور علیہ کا دل چاہ رہا تھا۔ وہ سپر پاؤں رک کر

دو بدو جواب دیئے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے علیہ وہ بھی باذوق نہیں کیتیں، اس لیے آپ سے رائے لیتے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" اس

کی پہلی نہیں اضافہ ہوتا تھا۔

"اچھا اور علیہ کے ذوق کے بارے میں آپ کسے جانتے ہیں؟" شہلا اب باقاعدہ بحث پر آئی۔

"علیہ کے صرف ذوق کے بارے میں تھیں تھیں جانتے اور بھی بہت کچھ جانتے ہیں۔" اس پار

"ٹھیک؟" شہلا نے کھونکی اپنکا تھوڑے ہوئے پوچھا۔

"یہ ضروری نہیں ہے کہ بہات آپ کو تھائی جانتے ہیں شہلا۔"

"ارے! اسکی طرح آپ نے انہیں پھر لیا ہیں۔ جب علیہ کے ساتھ رابطہ کرنا چاہ رہے تھے تو واحد ذریعہ

میں ہی نظر آ رہی تھی اور اب... اب مجھے کچھ تھا! میں بھائی ضروری نہیں گل اگر رہا۔" شہلا کیدم بہمان گئی۔

"تم ض阜و سوت بولا کرو اس سے پلچر ہیں سے۔"

علیہ نے کھدم اس کا بازد بڑک کر پھٹپٹا شروع کر دیا۔ اس نے شہلا کو پی ضرور تباہ کر کے ڈالترمن نے اسے

پھر بارہوں کیا تھا مگر نہیں پہنچا تھا کہ اس سے ملک رابطہ کے ہوئے ہے اور اسے خوف تھا کہ میں ہونے

سے رابطہ کے بارے میں اسے جھوٹ بولتا ہے۔

برطرف کیا جا پکا تھا اور اس عبوری حکومت ملک چارہ تھی اور بیوی صدی کے اس آخری خوشی میں جبوریت کے اس پسلے جو جبکہ کی ناکی کے بعد جانے والی حکومت کے مختلف عہدوں کی طرف سے کی جائے والی جاتوں پر کل کر جانے والی امور اس کے ساتھ ساختا ہے اور حکومت کے بارے میں اندازے لگائے جائے ہے۔

"ایک ہات تو طے ہے کا لائل ایشن میں یہ پارٹی تو سر اقتدار نہیں آئکی جس کی حکومت برطرف کی می ہے۔"

عمر کوک کے سپ لیتے ہوئے خاموشی سے گٹکتوں میں حصہ لیے بغیر صرف ہونے والی نگتکوں رہا تھا۔ ایک ان سروں پروردہ کرہتے کے اس پسلے پر بہر کے طراف بیٹھے ہوئے تمام لوگوں نے ایک دسرے کے ساتھ گراہن کا چادر کیا۔

"میں، میں تو پاہنا ہوں کہ دوسرا پارٹی کے بجائے تم سری پارٹی آجائے۔" لیق انکل کے اس منی خیز پسلے پر اس بارہ ایشن پہنچے پسلے چوبیوں میں تبدیل ہو گئے۔

"آپ تو یہیں چاہیں گے لیق صاحب آخڑا پاپورا سرال تیری پارٹی میں ہے۔"  
زان شادی کی ایک سترنچر ہو رکھتے نے لیق انکل کے سرال کے ذمیں بیک گراہن کی طرف اشارہ کیا۔ اس پسلے پر ایک بارہ رنچتھی بھرے۔

"یار! بہت بیٹھ کردا چکے ہیں تمہارے سرال والے۔ پہنچے وہ بارہ سالوں میں چھپیں۔۔۔ اب ہم جیسے لوگوں کے سرال والوں کو کہیں ہماری خدمت کا موقع درد۔"

حسین خیج کی بیوی کا تعلق ایک سیاہی کراٹے سے تھا اور ان کو قوت تھی کہ اس بارہ گران کی بیوی کے صدر گمراہے کی بارٹی ایشن جیت گئی تو ایک عدموالی وزارت ان کی بیوی کے باپ یا ہمالی کی جیب میں تھی۔

"تم سری پارٹی بیٹھ سے ہی حکومت میں شال رہی ہے۔ ذائقہ بیش توان اور ایک طریقہ سے گردہ بیش حکومت کے آگے، چیچے اور پیغمبیر رہے ہیں اور ان کی حکومت کے ساتھ ہمیں بیک ہو گئے، کیون جرل صاحب؟"  
رجہ سیدی سے اس بارہ بیٹھ پہنچے ہوئے کیکر ہزار جزوں کوئی شوٹی سے ٹھاٹپ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آگے پہنچے اور، چیچے اپنے خوب کہا گردائیں ہائی کرکوں بھول گئے۔"  
رنچار جرل ہیسے ان کے تھرے پر گھٹکھڑا ہوا۔

بیٹھ کر گرد پہنچے ہوئے لوگوں نے ایک بکافری تھہکڑا کیا۔  
"بھی! ان لوگ بیوو کر دیتے ہوئے آگے گئے، چیچے اور اپنے پیغمبیر رہنے پر۔" جرل نے اپنا پاپ سلطنت ہوئے کہا۔

"تریشی صاحب! اپنے بھیں۔۔۔ کیم کی اقتدار کا ناٹھیا ایش ہے کہ ایک بارگ جائے۔۔۔ بھی جو گوتا نہیں۔۔۔"  
شاد روزان نے جرل کو فٹا کیا۔  
"چھپیں۔۔۔ آپ کیم بھولیں۔۔۔ پکھنڈا آپ کو ہے۔۔۔ پکھنڈا کیم۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔ ایک ہی صفت میں

مادریک جائے کا کہا اور فیروز سترنچر کو اس نے ڈرائیور کو ایک گھنٹہ بیک اختار کرنے کیلئے کہا۔

ذوالترنچر اندر پہنچے ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دن وہ ایک گھنٹہ دیں اور اندر گھنٹے پر ایتھے کر رہے۔

اگلی ملاٹاٹ اپ امریکن سترنچر میں ہوئی۔ اس کے پاس امریکن سترنچر پر فون کوپل کی بابی بیوی کی بھرپور تھی، اور پسلے بھی اکثر ان دونوں بھیوں پر جلا کر تھی۔ صرف یہ دچھپیں ایک حصہ جوں جائے کی اسے بڑی آسانی

سے اجاہت مل جلا کر تھی۔ اب یہ دونوں بھیوں چیزیں ان کیلئے ملاٹاٹ کا نام ہیں جوں جائے کی بہت سے بڑی خوف نہیں ہوتا تھا کہ کوئی ذوالترنچر کے ساتھ دیکھے جائے پر نہ کو انداز کر دے گا کہ کوئی دوہری کوئی بھائی ہے اسکا حق تھا۔۔۔ وہاں

بہت سے لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں اور کہا جائے کہ وہی کوئی بھائی کی سے کوئی ہی نکلنگر کر رہی تھی۔  
فون پر ذوالترنچر سے ہوئے والی مٹکوکا سلامی کی طبلی ہو ہتا بارہا تھا۔ ذوالترنچر سے بات کرنے

کیلئے رات دریک جانی کی دوہری کا اڈیجی میں آ کر اندر چھرے میں پیٹھ کر کے فون کر کی تو پھر بزرگ رات دنہا اور ناٹ کے کرے میں موجود سترنچر کے پہل کوپل کی دل دیتی اور پھر جس سویے جب نماز دیکھ کر لے جائے اور ناٹ

نماز میں صرف ہوئی تو وہ ان کے کرے میں جا کر دوبارہ اسے لے کا آتی۔

حورت کی تحریف اسے زیر کرنے کیلئے رکا سب سے بڑا ہے اور ذوالترنچر اسی احتیاک کر جو بھی استعمال کر رہا تھا۔ اس سے بات کر کے ملٹری کوپل طبلی کی دیبا کی ملٹری شہوں میں اس دنیا کی ملٹری دنیا ہے۔ اس کا ملٹری کی دیبا دنیا سے ہو۔ اس دنیا سے جہاں سے ذوالترنچر ملٹری کوپل تھا۔ اس کے ساتھ یہ ہے اسے ملٹری بارہ اسال بھائی کو شاید زندگی کوپل بارہ دنیا اسے اپنے پرداز ہو سکتا ہے۔ ملٹری سکردر جو کوپل بارہ دنیا اسکے لئے کوئی بھائی کیا

اس کیلئے بھر جی میں کمل طرپر بدل گئی تھی۔ ذوالترنچر ہے ہر جگہ موجود رہنے کا تھا۔ جہاں وہ نہ ہوتا وہاں اس کی آواز ہوتی، جہاں اس کی آواز نہ ہوتی وہاں اس کا خیال ہوتا جہاں اس کا خیال نہ ہوتا۔ وہاں ملٹری سکردر کیلئے کوئی بھی بیٹھ رہتا تھا۔ ہر بارون فون رکھتے کہ بعد دو گھنے فون پر اس سے ہوتے والی مٹکوکے ہارے میں سچا جنڑ دیکھ دیتے۔ اسے کیا کہنا تھا۔ ذوالترنچر کس باتی کے جواب میں کیا کہے گا اس کے ذہن میں اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں رہتا تھا۔

ان دونوں کوپل بارہ سے اپنے ذہن میں ایسے ماں، باپ کے ہارے میں سچا جنم کر دیا تھا۔ ذوالترنچر کی محبت لے چھے دوسرا ہر بھت، رہنڈی کی چھٹے لے لی تھی۔ اسے یون لئے کہا تھا جیسے اپنے ماں، باپ کے ہارے میں سچا جنم کر دیتی تھی۔

"آپ کا کہا خیال ہے اسکے ایک بھائیں میں کون سی بارٹی کی حکومت آئے گی؟"  
اسلام آؤ اس کی پیغمبری کے کھر ہوئے والی اس پارٹی میں مر لیت ایک لے ساتھ جس نسل پر

بیٹھا ہوا تھا، وہاں ان سروں اور رنچار جزو پروردہ کریں کی ایک بڑی تعداد اسی موجود اسی موجود مرضی اور ہوئے والی مٹکوکا حکومت کو کوئے ہر صد پہلے

سے گزرتے ہوئے ان کے بیرون فیورل بکریوں نے شاید ہونے والی گھنٹوں لی تھی، اس لیے وہ قریب آگئی تھا۔  
 ”اسی رات کے درمیان میں کوئی بھائی نہیں چڑھی۔ وہی پڑپت ہے۔ جو تاپنے سے گما صاحب!  
 آپ تو غائب ”ولیر“ کے بیرون فیورل بکریوں نے ایک منی خیر بات کی  
 ”بہم آج چنانچہ دوستی کے بیرون فیورل بکریوں کی بیرون میں بلکہ یہ یہ کہ ”شوچن“ بیرون میں ہے۔ میں بھی بھروسہ ہوں۔  
 خود میں نہیں لیا کیونکہ ابھی اپنے ہوتے والے نہیں۔ کوئی اپنیں کون کی پاری لیکھ اور وہ کرنے ہے۔ اگلی پونچ  
 سے پہلے کوئی رسک نہیں لیا چاہتا تھا۔ آپ لگر کریں، اگلی پاری میں سارے فکرے ختم کروں گا۔“  
 عباس حاکم نے شاہزادن کا کندھا تک پہنچتے ہوئے کہا۔  
 ”ہمارے ہوتے ہوئے ڈرنے کی لیکن صورت حقیقی عباس صاحب؟ جو چاہے قبول کرتے۔“ بزرل  
 قریشی نے پاپکا کاش لیتے ہوئے کہا۔  
 ”آپ کے ہوتے ہوئے یہ تو کوئی خیل کرتے ہوئے ذرگاہ ہے۔ آپ خود ”کمالا“ یعنی ہیں مگر مدرسون  
 کوئی ”کمالا“ دیجئے اور نہ پیئے۔“ بزرل درانی نے عباس حاکم کے کپکے بنے سے پہلے بوجہ اندراز میں کہا۔ نہیں  
 پہنچتا تھا ایک تقدیر کوچنا۔  
 ”بزرل صاحب! آج بڑی فارم میں ہیں۔ آج ان کے ساتھ گلری میں توہین ہے۔“ لیکن اکل نے  
 ہٹنے ہوئے بزرل قریشی سے کہا۔  
 عباس حاکم اپنی پاٹری میں فیریکل مہماںوں کی ایک بھی چڑھی تعداد کو دعویٰ کرتے رہے تھے اور ان کا ہی  
 سہارا لے کر ادا کیا۔ پاٹری میں شراب بھی پیش کیا کرتے تھے۔ اس وقت وہ لوگ بھی ملکانی باران کی پرانی میں  
 شراب پیش نہ کرنے کے بارے میں شکایت کر رہے تھے۔ عباس حاکم کچھ بیدار ہیں نہیں پہلے کے پاس گزرے خوش گیوں  
 میں صورف رہے۔ بہرہاں سے ٹپٹے گئے۔  
 مرخاں اسی رجھی کے ساتھ باراں ہوئے والی گھنٹوں بردا۔ اس نے ٹکٹکنے کی کوشش نہیں کی جس حد تک ہے کہ  
 تھی شاید اس کی ایک کوشش کو بہت اچھا بھی نہ سمجھا جاتا کیونکہ ان مغلیں بودھ سے کم عمر کا دردہ باراں بیٹھنے ہوئے  
 باقی لوگ زمرغ عرب میں اس سے بہت بڑے تھے بلکہ وہ بہت سیکھ پیش پر بھی تھے اور عکر کا پیسے از رہنڈ کر کے کا  
 اچھا سماج تھا۔  
 جاگنگر حماز اسے بہت کم مری سے ہی ایک تقریبات میں لے جاتے رہے تھے اور باراں ہوئے والی گھنٹوں  
 پاٹری میں کھانا اور دیکھ رہتا۔ اس کیلئے یہ سب چیزیں دنیگی کا ایک حصہ تھے۔  
 اس وقت مگر دہانہ بیٹھا دادا اسی حصر کے ساتھ اور خوش گیوں اسرا نامحاجی کی وجہ سے سالوں سے تھا  
 آرہا تھا۔  
 ”تم پور تو نہیں ہو رہے؟“ کہم لیکن اکل کو اس کا خیال آیا تھا اور ان کے اس جملے پر نہیں پہنچتے ہوئے

گھر سے ہو گئے مگر دادا نہ کوئی بندہ رہا۔ بزرل قریشی نے اس باراں بیدار کو بد پر جواب جلا کیا تھا۔  
 ”نہیں ایچ ٹیک نہیں ہے۔ آپ کو کہا جائے تھا۔“  
 ”birds of a feather flock together“ (کندھ میں، باہم جنس پر وازاں) نہیں پہنچتے ہوئے  
 واحد سایر رہنمائی اپنے سامنے کا ہوا گاؤں اٹھاتے ہوئے کہا۔  
 ”بزرل صاحب! آپ یہ بوجھ لیں۔ آپ بھی اسی flock (نسل) کا حصہ ہیں۔“ بزرل قریشی نے اس  
 پر بزرل درانی سے پکھ طریقہ اندراز نہیں کہا۔  
 ”جیک ہے اس کیلئے ختم ہے جو جان باریں آئے۔“ بزرل درانی نے بڑے مذوب گرفتار ہتھے والے اندراز  
 میں سر جھکاتے ہوئے گاں لبریا۔  
 ”مگر ہمیں اتنی اکالیں نہیں کیے جائے ہیں تو اسے باہری کہیں۔“  
 ”اچھا!“ مادری طریقہ آپ کو بھی تینیں ہے کہ اگلے ایکش میں آپ کی کناری اندراز میں نہیں آرہی۔“  
 لیکن اکل نے بزرل درانی سے کہا۔  
 ”بھی، اسے اچ تو نہیں ہیں۔ ہمیں یہ دوبارہ لے کر آنا ہوا تو ہمارا تھک کیوں پہنچتے اس طریقہ۔“  
 ٹھوٹ۔ پکھ دو ہا بہر کر تھا دیکھتے ہیں۔ دیکھتے ہیں اسکے کھلاڑی کس طریقہ پیچے ہیں۔“ بزرل درانی کے لہجے میں  
 یہ لے کھلاڑیوں پر ہے کہہ پہنچ کیلئے آتے ہیں پاپچے کیلئے۔“ بزرل قریشی نے اس بارگی طریقہ مکارہت  
 سے کہا۔  
 ”ارے جاہ! بہن کو ہے۔ آپ کو۔۔۔ یا ان کو۔۔۔“ بزرل درانی نے بڑے منی خیر اندراز میں پہلے  
 بزرل قریشی اور بزرل شاہزادن کی طرف اشارہ کیا۔  
 ”آپ تباہی آپ کے بہن پنڈکریں گے؟“ بزرل قریشی نے بھی اسی اندراز میں جواب دی۔  
 ”آپ تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے اتباہ کا حق را تھیں دے رہے ہوں۔ بھی تم لوگ میں سے جس  
 کا داؤ لگے گا۔۔۔ وہی پوچھ رہے ہیں۔ ملٹری بیدار کلی کی باری آئے گی تو وہ پہنچے اور سول بیدار کلی کا بس طیل گا تو وہ  
 بھی دیسی یہ توہین کرے گی۔ یہ ”عماں نامنہوں“ کی۔“  
 ”بزرل درانی نے شرذب کا گھوٹ لیتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں! ای آپ جیسے ”عماں نامنہوں“ یہ تو کسی بھی قدم کا تایا بچوں کو دیتے ہیں۔ آپ جیسے مظاہروں کا کیا کہنا؟“  
 بزرل قریشی کی بات پر نہیں کر گردی۔ ہر چیز کے درس سامنے نہ ایک بارہ بڑی رہائی تقدیر کیا۔  
 ”بزرل صاحب!“ بزرل صاحب!۔۔۔ میں کچھ بھائیوں کا آؤ کے ماتحت پر بھی خاصا پسند آجائے گا۔  
 قوم کا تایا بچوں کرنے والوں میں بڑے بڑے ناموں لوگ شامل ہیں۔“ بزرل درانی کا لہجہ اس پارگی طریقہ تھا۔  
 ”اوسرے بھی اچھوں۔ کچھ اور بات تھا کہیں۔ آپ لوگ بھی کن باقیں میں اچھے ہوئے ہیں۔“ ان کے پاس

## باب ۳۰

تمام لوگوں کی توجہ اس پر مرکز ہو گئی۔ اس کا تعارف لیتھ انکل پبلیکی ان لوگوں سے کرو جائے تھے اور جہاں تک معاذ کا  
زم دہاں کی کچھ بھی نہیں تھا اور جہاں تک معاذ کا بھی نہیں تھا ان کیلئے اتنا ہی شناسا ہو گیا تھا۔  
”پہلیں با انکل پیشیں۔“ اس نے بے نیازی سے کندھے اپنکا تھوڑے کہا۔

”یہ اس عمر میں کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ تم یہی اور جہاں تک معاذ کے پاس بھی آتی تو وہ کہہ کر تو بول میں  
ہوئے۔ جاؤ کہم اور حارہ پر ہو۔ اپنے یہی کوئی خوبصورت سمجھو گے تو جہاں تک معاذ کے پاس بھی نہیں لکھے۔“  
ٹائم پر اس طرح نہیں ہوا جاتا تھا۔ اسے بینا لگا تھا کہ جہاں تک کہا کہ اسے یہی لوگ فرانس کی ایسا شادی کا ذکر کرنے  
سے نہیں بچ سکتے گے اور زیادہ تر ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اس وقت بھی وہ یہ سچ کرنے والی ہے لیکن تھا کہ اس کا بات جہاں تک  
کی شادی کی طرف تسلیک پر ہے۔

”جہاں تک کی بات ہی اور ہے۔ ضروری تو قصیں ہے، اولاد بھی وہی ہوتی ہے۔  
لیتھ انکل جب عادت جہاں تک کہراہنا شروع ہو گئے تو اور عمر کی جنت نہیں ہوئی جب اس نے ان لوگوں  
میں سے بہت سوں کو ان کی ہاں ملاں دیکھا تھا۔

وہ اپنے بات کو بیچتے قریب سے جاتا تھا، شاید کوئی دوسرا بھائیں جاتا تھا۔ جہاں تک معاذ کی پہنچ تھا  
ماں تھا، خود فرض تھا۔..... خود پست تھا۔..... تنگ مری یعنی اچھی طرح جانتا تھا کہ ان تمام خالیوں کے پاہوادوں کے  
باقی کو بہت زیادہ پسند کیا جاتا تھا۔ اس کی غصیت میں کوئی ایسا چارہ ضرور تھا کہ جو شخص ایک بار اس سے لیتا اس  
لیکے جہاں تک معاذ کو کہا جانا ہے ممکن تھا۔ عمر لیکے کسی سے دوستی پر ہوئے مشکل کام تھا۔ دلوگوں سے تعلقات بڑھانے  
میں حق طبقاً اور سبیکی وجہ تھی کہ اس کے دوستوں کی تعداد بھی خاصی حد تھی اور ان میں کوئون پر دوکل طور پر اعتبار  
کر سکتا تھا۔ وہ اس پارے میں بھی بیٹھنے سے نہیں کہ سکتا تھا کہ اس نے اپنے بات کو چند منٹوں میں لوگوں کو اپنا گردیہ  
ہاتے دیکھا تھا۔ جہاں تک معاذ نہ صرف بہت آسانی سے لوگوں کو دوست ہاتا تھا بلکہ جو لوگوں کو اس نے ایک بار  
انہا دوست ہاتا یا دوسرے جو لوگوں کے ساتھ مل کر اپنے بھائیوں کو دوست ہوتے تھے اور عمر تھے بھی اپنے بات کے دوستوں میں کوئی جہاں تک  
معاذ کے ساتھ رکھو کرتے نہیں دیکھا تھا۔ جہاں تک معاذ کی اس خوبی نے اپنے لیکے کسی سا لوگوں میں بہت سی میں توں  
سے پہلا تھا۔ ہر بار اپنے خاف ایک جزوی شروع ہوتے تھے پہلے جہاں تک معاذ کو اس پارے میں اطلاعات ہوتی اور  
پھر اپنے دوستوں کی مدد سے وہ بڑی آسانی سے پہلے ہی اس کا توڑ کر لاتا تھا۔ بعض دفعہ معاذ کو اپنے بات کی اس خوبی  
پر لمحہ بھی نہیں۔

اب کہنا شروع کیا جائے لیکن تھا اور عمر کی کہ معاذ کا موضوع کیدم بدی گیا تھا۔



اس واقع کے اگلے ایک ہفتہ تک ان دو دنوں کے درمیان کلی گھنٹوں ہوئی عمر نے اس پار معدن کرنے  
کی کوشش نہیں کی اور اس بات نے علیور کی رنجیدگی اور غمے میں بکھرا رہا تھا کیا تھا۔ اس سے پہلے اس نے بھر  
مر کو بھولی سے چھوپنی بات پہنچی اور معدن کرنے کے لیے دس کا تھا اور دس بات کی اتنی تاریخی بھی تھی کہ اس پار پہلے کی  
طریق اس سے معدن کرنے پر وہ جیسے شاکر ہو گئی تھی۔ اس نے تاؤ کو عمر کے اس طرح ہاتھ اٹھانے کے بارے  
میں نہیں بتا تھا، اس کیلئے یہ اتنی توہین آئیں۔ اس کے بارے میں تو کہیں بھی تھی۔  
تاو نے دو دنوں کے درمیان سو جو کھنکی کو محبوس کر لیا تھا کہ انہیں بھل پر پہلے کی طرح دو دنوں کے  
درمیان ہوئے والی گھنٹوں کا سلسلہ بند ہو پکا تھا۔ دو دنوں اپنے اپنے وقت پر آتے۔ غاموشی سے کھانا کھاتے اور انہوں  
کو پڑھاتے۔

تاو ان کے درمیان اس سے اپنا تکالی کو اس دن کے مرکے تھے۔ کانچی سمجھ کر سلیٹ مٹالی کروانے کی کوشش  
میں گئی رہی تھیں۔ انہوں نے دو دنوں کو ٹیکلی گئی میں اور دو انہیں بھل پر کھانا کھانے کے درمیان بھی جگہ کی کوشش کی  
گر کرہے رہی طرح نہ کام رہی تھیں۔ علیور اکر رہا تھا اور کرنے کی بات پر مشتمل ہو جاتی تھی تو عمر سے اس  
موضوع پر بات کرنے کو کہی تھا جو نہیں تھا۔ وہ ہر بار بات شروع کرنے پر بڑی تھی سے تاؤ کو روک دیتا۔  
”انگر آپ اس موضوع پر بات کرنے کی کوشش کریں گی اور تم یہاں سے انہوں کو چا جاؤں گا۔“  
وہ تھی کہتا اور انہوں کو شاموں ہو چکا تھا۔

مرگان دو دن بارہ سے آتے۔ والے اپنے سامان کو اچھی میں رکھا تھے میں صرف تھا۔ تاؤ کے بہت بار  
کنپے کے باوجود بھی علیور نے اس کی مدد کرنے کی کوشش نہیں کی۔

دو تین دن وہ وقبوں سے دکھنے کی طرف آتے جاتے دیکھتی رہی۔ وہ ان دو دنوں کو ہمیشہ مدنظر رکھا تھا اور  
علیور نہیں کیلئے یہ خرچ کیف دیتی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اگر اس سے معدن کرنے میں کوئی کرت پر پہنچانے

پے لکھ شاید عمر جاگیر سے بڑا کر..... یہ کو لو اور کچھ دقا اور یہ سلسلہ اب ختم ہو جانا چاہیے۔ کم از کم اب عمر جاگیر کے پاس برسرے لیے توں اور ہمدردی بھی نہیں رہی۔“  
ہوا پتے نہیں کا ایک تیار استخفاف کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایسا راست جہاں کہیں بھی اس کا سامنا

عمر جاگیر سے ہوئے تھے وہ اس کے راستے کی روکاوٹ بنے۔

اگلے چند متومن کے بعد مر سال چلا گیا تھا۔ جانے سے پہلے بھی اس نے علیہ سے کوئی بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی، سہی اسے خدا حافظ کہنے آیا تھا۔ انہیں خاموشی سے چند دن اپنا سامان پیک کر جانا اور پھر ایک دن یونہرستی سے اپنی پر اسے اس کی روکاگی کی اطلاع ملتی تھی۔ علیہ نے کسی روکل کا انتہائی بچھل پانچ سالوں میں مچلی بارا سے مر کے پڑے جانے سے خوش ہوئی تھی۔ اس سے کہانے کی بیڑ پر ہوتے والا سامان اس کی لینیش اور قریبی میں اضافہ کروتا تھا اور بہت دلوں کے بعد مچلی بارہ درجہ کوڑا جو محسوس کر رہی تھی۔ اس کے پر عکس ہاد، مر کے جانے پر بہت ادا اس تھی۔ مگر سے ان کی ایک سخت علیہ کے بعد خاندان کے سارے بچوں سے زیادہ تھی اور مر کا آنا جانا بہوشنی ان کیلئے بہت ایہت رکھتا تھا۔

علیہ کو اگلے چند دنوں ناٹو کی زبان سے بار بار کرا ذکر سن کر کوئی حرمت نہیں ہوئی۔ ہر بار اس کے جانے پر دو ایسے ہی کرتی تھیں کہ ناؤں کو اس بار بھرت ہوئی تھی جب علیہ نے اس کے جانے پر کسی روکل کا انتہائی بچھل کیا تھا۔



ضرور ہو گا عمر جاگیر کے دو دیے میں اسی کوئی بات نہیں تھی جس سے علیہ کو یہ لگتا کہ وہ اپنی اس حرکت کی وجہ سے پریشان ہے۔

زندگی میں چکلی بارہہ عمر جاگیر کے دو دیے سے حقیقی طور پر ہر ہی تھی۔

زندگی میں مچلی بارا سے فرم اور اپنے تھلٹ کو اپنی تھلٹ سے دیکھنا رضاخواہ کیا تھا۔ مچلے پانچ سال سے زیادہ اہم کمیں تھیں تھا۔

اس نے مچلے پانچ سالوں کا اس طرح یہ لائزرن کی کوشش کی تھی جس طرح عمر کی خواہیں تھی۔ عمر جس چیز کو پسند کرتا، وہ لا شوری طور پر اس چیز سے کترانے لگتی۔ عمر جس چیز کو پسند کرتا، وہ بھی اس چیز کے عین میں گرفتار ہو جاتا۔ وہ تھے مر کے پر کارڈ میں تھے تھی۔ آنکھیں بند کر کے سب کو کر کر دے والوں نہیں تھے۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ مر کا سامنا سے خوش تھا۔ مچلی بارا سے اس چیز پر کارڈ میں ملائیں نہ ہوتا۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ مر کا سامنا سے خوش تھا۔

”کیا چھوٹ کی بات اسے اختلاف کیا کہ اور بکلی بارہی عمر کا دویی؟“  
”لایپ کر سکتا ہے؟ اکل جاگیر پر تقدید کرتے کرے کیا خود ویا نہیں ہو گیا؟“

وہ اب اپنے چاکر سوچ رہی تھی۔

”برسرے لیے بیٹھ سب سے اہم رہنے والے چھوٹ کی زندگی اور تھلٹ میں خود بیری کیا ایہت اور حیثیت ہے؟ اس کی تھلٹ میں علیہ سکدر کی کارڈات سے ہے؟ اک اچھوڑا لکی جس کی بڑھنی اور ہر خاہی سے وہ ابھی طرح واقع ہے۔ یا بھروس کی اٹھی پوک کر کر پھٹے والی لکی جس کی اٹھی کوئی غصیت سرے سے ہے یا نہیں اور میں... میں علیہ سکدر آخڑا سکنگری چھڑتی کے سامنے میں مچلنے پھٹے کی کوشش کرنی ہوں گی اور اس چھوٹ کا سایہ کتنا بھی آرام ہے کیون تو موگرہ بیرے دو جو کوئی بھی اپنے تکش آئنے نہیں ہے گا۔“

اس کے ذہن میں ان جلوں ان سالوں کے معاوہ اور کوئی سوچ نہیں آتی تھی۔

”میں مچلے پانچ سالوں سے کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اپنے آپ کو صرف عمر جاگیر کیلئے قابل تول بنانے کی کوشش کرنے کے علاوہ میں اپنی زندگی میں کیا کر رہی ہوں۔ کیا عمر جاگیر کی ہمدردی اور ترس کی بیکنے میں اتنا کہردہ کریا ہے کہ کاب میں اپنی زندگی میں کوئی رکھنے کے قابل نہیں رہی اور خود اس چھوٹ کے دل میں بھرے لیے جس بارہہ زندگی نے زیادہ کیا اور کچھ ہے۔ یا کہی تھا؟ یا کہی ہوگا؟ اور میں کیا ساری زندگی عمر جاگیر کی اٹھی پوک کر چھٹی رہوں گی۔ اس کی تھلٹوں سے دنیا کو رکھنی ہوں گی۔ علیہ سکدر کیا ہے؟ کیا یہ پوچھتے کی کوشش نہیں کوئی ٹھیک ہے؟ کیا یہ دریافت کرنے کی خواہیں نہیں کروں گی۔ باس سال نے میری کم از کم اب تو مجھے اپنی ترجیحات کا پہاڑا چاہیے۔ مجھے اب عمر جاگیر کی مارے تک آتا چاہیے۔ اس نے بھری زندگی کے بہت سے مشکل لمحات میں بیساکھ دیا ہے مگر مچلے پانچ سالوں میں یہ کام میں نے بھی تو کیا

مرنے بات چاری رکھی "اور ان تنشز میں تن چار نسلیں سے بار بار کہاں طوارہ ہے ہیں مجھے۔ میں اسے افلاں تو نہیں بھگ سکتا کیونکہ ان نے ملبوس کا روایہ۔"

"تین اکل نے کہم اس کی بات کاٹ دی" تھامرا کیا خیال ہے، میں ایسا کس لیے کہ رہا ہوں؟"  
"کیا مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے؟" مرنے نجیگی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔  
"ہاں ہاں اکل ہے۔"

"وہ نسلیں مجھے جس طرح پر کھڑی ہیں، اس سے تو صرف کیا خاہروہ ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے مٹائی بوجھا چاہتی ہیں۔ کچھ رواہاں..... اور پھر شاید رہتے ہیں" اس نے اپنے انگوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم کسی رشتے سے اسے خوفزدہ کریں ہو؟" اس باریکیں اکل کے چہرے پر ایک سکراہت تھی۔  
"لیکن بیر اندرازہ ملیک ہے" میراں کی سکراہت سے مٹاڑیں ہوں۔

میں نے تم سے پوچھا کہ تم کسی رشتے سے اسے خوفزدہ کریں ہو؟"  
"عنی خوفزدہ نہیں ہوں۔ اس بارہہ کچھ اکر اندراز میں بولا۔

"اگر خوفزدہ نہیں ہو تو مجھ تی کا اسی طرح پر اتنا عزماش کیوں ہے جسیں؟"  
"کس ناریل چڑپا؟"

"شادی پر۔"

"میں اپنی شادی کے بارے میں کہی بات نہیں کہنا چاہتا۔" مرنے دوڑک اندراز میں کہا۔

"تم 26 سال کے کو اب تھاری شادی کا ملتی و فیرہ ہو جاتی چاہئے۔"

"تین اکل ایسا آپ کا ملٹی نہیں ہے، میرا ہے اور میرے مکے میں خود میں بیڈل کر دیں تو بہتر ہے۔" اس بار خامی سے بولتا ہے۔

"زندگی میں چانس سے تاکہد المعاشر سکھو۔ تم جانتے ہو آج کل کون کون نے نسلیں میں انتہا ہیں۔ جاگیر کی معاد کے بیچے سے رستے کی ہی فیکلی کیلئے اعزازی بات ہے۔"

"گر میں کی آکس کا حصہ بننے چاہتا۔" نہ ان نسلیں میں مجھ کوئی وجہی ہے۔۔۔ میری زندگی جس طرح تزریق ہے، میں اسے اسی طرح کرنا چاہتا ہوں۔"

"ان نسلیں سے جانے والا ایک رشتہ جنہیں کہاں سے کہاں لے جائے کہا۔ کبھی تم نے اس کے بارے میں سوچا ہے؟"

"آپ بیرے سامنے پاپا کی غلامی بیٹھ کر کریں۔ میں ان کے طریقے سے زندگی گزارنے پر لینکن نہیں رکھتا۔ وہ ایک کاہیاں بیڑوں کی بندھن مفرار ہوں گے کیونکہ بے بیٹے، بے بھائی، بے شوہر اور بے بابی گیں اور اب وہ یوں بیرے ترقیوب دیتا چاہیے ہیں۔" اس نے نامی صاف گولی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔  
"تم جاگکر سے بہت زیادتی کر جاتے ہوں۔"

### باب ۳

"تین اکل ایں آپ سے صرف ایک بات پوچھ رہا ہوں۔ کیا ہاں تھی مجھے اپنے کے پاس اخزو بوجھ سائیکلو بیکل میٹ کیلے بیجا ہے۔"

اس نلات وہ بڑی شجاعی کے ساتھ اکل کی اندھی میں ان سے پوچھ رہا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" انہوں نے جواب دیتے کے بیجا ہے بہار است اس سے سوال کی۔  
"آپ بیرے خیال کو پھر بیس کیکر بیڑا خالی جان کر آپ کو کچھ زیادہ خوش نہیں ہوں گی۔ آپ صرف بھرے موال کا جواب دیں۔" اس کے لئے میں اضطراب تھا۔

"ہاں امیٹ کی تجارتی کیلئے ہی بیجا ہے۔" تین اکل دوبارہ اس اکل کو دیکھتے میں صرف ہو گئے جوان کے سامنے میرے کلپی پڑھتے تھی۔

"یہ سطحی محوث ہے۔" اس نے بڑی بے خوبی سے تجوہ کیا۔

"تین اکل نے فائل بند کر دی۔" مجھے سفید یا سیاہ کی بھی محوث بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم سے خوف زد نسلیں ہوں کرم سے محوث بولوں گا۔" وہ کرم کو گھونٹنے لگے۔

"مجھ سے خوف زد نہیں ہیں گر بیبا سے ہیں۔"

"تم آخڑیجھ سے کیا اگدا ہاٹا جائیں ہو؟" وہ کرم چیزیں آگے۔  
"صرف یہ کارپٹ بھی پیار رکھ کر پیا کیونکہ کوئی سرور فراہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"  
"میں کی حرم کی کوئی سروں فرامہ نہیں کر رہا۔"

"تو بھر کیا رہے ہیں؟"

"جیسیں جاگرنے پیال صرف میٹ کی تیاری کیلئے بھوکیا ہے۔" انہوں نے بڑے سمجھ لیے میں کہا۔  
"بہر آپ مجھے اتنے تنشز میں کہاں لے جا رہے ہیں؟" اس کا لامپر جھٹتا ہوا تھا۔  
"تین اکل کچھ ریخماونی سے جواب دیتے لامپر اس کا پھر وہ دیکھتے رہے۔"

”عمر اتم اب جاؤ..... مجھے ان فاٹلکوں دیکھتا ہے۔“  
لئن انکل نے اس کی بات کے جواب میں پوکو کہنے کے بجائے بڑی سردمبری سے سامنے پڑی فاٹل پر  
نظر سے جانشی۔

"ٹوپیک ہے امیں چار ہاؤں۔ میں کی غلامت سے میں لاہور چلا جاؤں گا۔ پہاڑ سے آپ کی بات ہو تو ان کو بتادیں۔" وہ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆

علیہ لاذغِ میں داخل ہوتے تھے مٹھل کی۔ عمر، نانو کے ساتھ صوف پر بیٹھا خوش گپیوں میں صورت تھا۔  
علیہ کو دکھ کر دھمکا۔

”بیل مولر اور ایمیلیو اسٹار ایڈیشنز کا رکھا تھا۔“  
”آپ کب آئے؟“ وہ کہنے سے اباٹا پک اڑتے ہوئے کچھ لگائیں۔  
”میں آتی جوں جوں کام جائیں۔“ میر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”باقوں کا جانا اسکل۔“ عرنے ساختی انداز میں اس کے کندھوں پر جھوٹلے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ یکم پکڑ کر بڑا آگئی۔

پارا ۱۰۷  
بکریت بہت سوت رہا تھا۔ میں دو چوریں۔  
”کیوں گریز؟ اب دناؤں سے پوچھ رہا تھا۔ انہوں نے سکرا کر سلیمانیہ۔  
”میں پہنچ کر کے آئیں۔“  
بکریت  
نگات

وہ بیکم بیک پڑا ملکی ہی ہی۔ لاہوری طور پر وہ بیک نہ کہے جی۔ عرب نے لاؤخ سے تھتے ہوئے اسے غورے دیکھا۔ مگر وہ نہ کسے ساتھ دوبارہ باتوں میں صروف ہو گیا۔ علیہ کوچ پر یا ٹانک ہو کر اپنے کمرے میں آئی تھی۔ عمر کی اسلام آباد جاتے ہوئے وہ قشی اداں اور پریشان تھیں اس کی واپسی تھی۔ اسے تھاں پر یا ٹانک کر دیا تھا۔ اسے عورت کا مکام واہیں آجناہ اچھیں سن لگا۔ نا اور اسے پہنچے چند بیغونے سے چاری اینی سرگزیں پھیلانا آسان تھا۔ مگر عمر سے۔ وہ پکوچ دیپ پڑھانی کے عالم میں پیدا پڑھی۔ پری۔ پری خاصی سے دلی کے عالم میں اس کے پکرے جوہل کیے۔ آج بھی اسے برائی کوکل میں زوالِ قدرتیں سے ملے گئے۔ تھا اور اس عورت کو کہ کر اسے اپنا بڑا گرام ثارت ہوتا تھا۔ اس کے مکار ہے اس کے ساتھ گفتگو کیلئے اسے گھر رہنے

”میں اپاہے کوئی بڑے سے بڑا سلوک بھی زیادتی نہیں کھلا سکتا۔ وہ اس سب کے سمجھتی ہیں۔“ اس نے تندیکے سے کھلائے

"عمر اہم جس سماں کی حد میں وہاں اگے بڑھتے کیلئے ایک دن بڑی اختیال سے اخراج پڑتا ہے، سوچنا پڑتا ہے کہ ماہرا کیا جائے والا ہر قابلِ تاریخ لے لیتے تاکہ مدد و ہاتھ مل سکا ہے۔ تم چنانچہ سے نارض ہو سکتے ہو تو تم اس کے طویل پورے سین کر سکتے۔ وہ غصیں واقعی جاہاتہ کے کم زندگی میں کامیابی کی سیر میں بہت جزیئی سے پھانگوں اور وہ کچھ بھی خلائقیں کر رہے۔ بیس سب بھی کرتے ہیں۔ میں نے بھی قران کی عجیبی اسی طرح کی ایک بڑی فیصلی میں تھی۔ اب دوچھو میں کر رہا ہے وہ سرال و الوں کی جوستے۔ جو پونٹ اسے درسرے سال میں گئی ہے، اس کو پانے کیلئے لوگ دس سال بھک مازتے رہتے ہیں۔" لیکن انکل اپنے سول سرثت میں کالا و دیبا۔

”گرم می شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔“ وہ کچھ بھکت آگیا۔  
”کے،“

"بیں میرا اول نہیں چاہتا"  
 "جہاں تکریں اور زارا کی دایوبی دروس کی وجہ سے؟"  
 "آپ جو جھائیں کہھ لیں۔"

میں غل دا جان بارہوں۔ عمر پتے کا معموق بدلنے کی تکشیں کی۔  
 لیکن انکل جچ کچ کے۔ ”کل؟... کیوں؟...“ اتنی جلدی جانے کی کیا ضرورت ہے؟“  
 ”اتی جلدی تو نہیں جانا بارہوں، بہت دن ہرگے ہیں۔ ویسے کہیں اب پریاں کر کوئی کام نہیں ہے۔“

"آپ ان کو تا دیں میں بتائیں چاہتا۔ میں دوبارہ ان سے کوئی جھٹکیں کرنا چاہتا۔" اس نے بڑی پورا دلکشی سے کہا۔

”سماں اور جست سے ملنا جائے تھے وہ مجھے ..... میں مل پکا ہوں ..... درسرے ضروری کام بھی کر پکا ہوں ..... اب صرف فناشیر اپنی کرنے کیلئے یہاں نہیں رہ سکتا۔“

”چل جائیں گے۔ قاتل، اشنیت سوت کرو۔“ ایک دوسرے خدا دل کی طرف چڑھا۔

"کیوں ان کے آئے نجک میں کیوں بھاگ رہتا چاہے؟" تین اکلنے اسے اٹھای دی۔  
"کیوں ان کے آئے نجک میں کیوں بھاگ رہوں۔ میرا ان سے ملائے خودی نہیں ہے۔ جب میں ان کے ساتھ مان کر پورا کتھا تھا میں سے مجھیں گزارنے کی مرکزی قوت انہیں نے کمی کر رہے تھے۔" اتنا کہا کیا۔ پھر



گی کیا بچھے دو الفرین کے ساتھ ملاقات کی جگہ بدل لئی چاہے۔ ”وہ جیسے کہی فیصلہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔  
واہیں پر اس کا مودہ بہت زیاد طرف قرار گرفتے اس کا سامنا ہوتے تھے اس بات کا اندازہ لگایا تھا۔  
”پولٹری وائیس چیفیس کافی پڑا ہے۔ اس نے غیرہ کا گجراء، ہماوسہ جعل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔  
”مجھے کافی نہیں ہے۔ اس نے اندازہ میں کہا۔

”بھر کر کیا کہا ہے؟ یا کیا پہنچا؟... تم خود تباہ۔“ وہ اسے پہنچ کی طرح بہلاتے ہے پوچھ رہا تھا۔

”مجھے کچھی کھانا پہنچیں ہے۔ آپ نیس گرفتاریں۔“ اس نے بے رُنگ سے کہا۔

”گرفتاری میں تو کچھ کھانا پہنچا جاؤ ہاں، آخرانے پہنچ کے بعد لاہور آیا ہوں۔“

”مجھے گرفتاری دیں اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں۔“ اس کا غصہ خود تباہ رہا تھا۔

”یہ تم میں جان پکا ہوں کچھیں برا ساختہ آجائیں گا، گھریں صرف اس کی دوڑ کے پارے میں سوچ رہا ہوں۔ کیا تم اس پارے میں بھری دکڑی ہوئے؟“ وہ دیکھ جو دم خجیدہ اور کیا۔ وہ جواب دینے کی وجہ سے غامش روئی۔

”علمیہ تم سے یہ کس نے کہدی ہے کہ تم غاصبوی میں بہت خوبصورت تھی ہو؟“ عمر نے اپنے لہجے کو ایک بار پھٹکنے کے لئے کوئی کوشش کی۔

ایک لمحہ کے لئے اس کا چہرہ سرخ ہوا پھر وہ کمزی سے ہابرد کیتے گئے۔

عمر کچھ درخواستی سے اسے دیکھتے ہوئے جیسے کہ اندازے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ بھروسے اپنی اتجہ درخواستی کی پر کوشش کریں۔

☆☆☆

”تمہارا داعی تو تھیج ہے۔... جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟“ ٹلو کے پیروں میں سے زمین لگی۔  
”یہم صاحب احمد حق کہہ رہا ہوں۔... علیوری یونیورسٹی کو ڈاکٹرنے میں تی تو دیو ہوئی ہے۔“ دو راخبر نافر سے کہہ رہا تھا۔

عمر نے لائونگ میں داخل ہوتے ہوئے ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو نہیں سن۔ وہ نالہ کے پھرے کے تڑات کو کچھ کھانا کردا، وہ اب بے ہی کے عالم صوفیہ کے کری ہو گئی تھیں۔

”کیا ہوا گری؟ خیر ہے تو ہے؟“ اس نے معاملے کی دوستی کی کوشش کی لکھنٹی کی۔

”علمیہ و کامیں نہیں ہے۔ انہوں نے فنی چیزوں کے ساتھ کہا۔

”یا...؟“ عمر گھی کی دم خجیدہ ہو گیا۔

”علمیہ و کامیں نہیں ہے، دو راخبر اس کا اندازگار کے تھک کر گیا ہے۔“ ہمارا بروہائی ہونے لگی تھیں۔  
”اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟“ وہ دوست کی طرف چل گئی ہو گی۔ ”عمر نے ناکوتی دینے کی کوشش کی۔

”جنہیں وہ کمی کی دوست کی طرف مجھے تباہے بغیر نہیں جاتی، غام طور پر کام لے سے، اور اس کی دوست

”کیا پارالم ہو گئی؟“ دو الفرین نے استھان کیا۔

”تاونے سبھے کزن کو ہر سے ساتھ بچ جایا ہے۔“ اس نے بھی آواز میں کہا۔

”کیا...“ دو الفرین بکم مگریا کرن کو بچ جایا ہے؟ کہا ہے وہ؟ تم اسے کہاں کیاں لائی ہو؟“

”میں خود نہیں لائی ہوں۔ تاونے دبر دنی بچوایا ہے۔“ دوامل اسے بھی برش کوںل میں کوئی کام قاتا۔ تاونے اسے سبھے ساتھ بچ جو ہوایا۔“ دو الفرین گھر براہما تھا۔

”اب وہ کہاں ہے؟“

”وہ اپنی بکس دیکھ رہا ہے۔“

”تم نے اسے سبھے پارے میں تو کچھ نہیں تھا۔“ دو الفرین گھر براہما تھا۔

”نہیں...“

”تم ہاکلے پر وقف ہو گئے۔... اگر کزن ساتھ آیا تو تم جیسی بھجے نے تھے جیسا اپنا ہے تو۔“

”گرفتار ہوئے تو قاتا کر کر رہے۔ اور پورے عرصے کہا ہے کہ دا آڈھ گھنٹے بعد بچے لے گا۔“

”اور اگر دا آڈھ کھنچے سے پہلے تی بیہاں آگی کار اس نے تھے تھا۔ ساتھ دیکھا تو...؟“

”اسے کہے پہلے ٹکڑا کیں جیسا ہے اسے تھا ہی نہیں کہیں سکتیں میں باری ہوں۔“

”یہ لا جبری ہے۔... بھاں کی کو ڈھنڈنا کرنی میں ملک کام میں نہیں ہے اور ضروری نہیں کہ دھنڈنے کیلئے ہی اس طرف آئے وہ کمی کام میں اصرار لگتا ہے۔“

”کیلئے اس کا خیال نہیں آیا۔“ علمیہ بچہ پر پیشان ہوئی۔

”بھر جائیں اس پر کوئی کام سے اصرار لگتا ہے۔“

”کوئی سوت کیا کر دے۔... میں شفود کی پریشان میں چنانچہ اپنا چاہتا ہوں، نہی تھیں کسی پریشان میں ڈالا چاہتا ہوں۔“

”دو الفرین کی اکو گیل۔“

”تمگریم انتقال کرے نہ ہو گے۔“

”پھیں میں انقلابیں کر دیں گا، جب کمی اس طرح لیٹ ہو جاؤ گی۔“ میں بچہ چاہیں گا کہ تھا۔ ساتھ

کوئی دسرا ہے اور پھر میں تمہارا انتقال کرنے کے بجائے چلا جائیں گا۔“

”وہ خدا حافظ کہتے ہوئے دہاں سے چلا گیا، علمیہ بے حد میاں اور دل میکی کے عالم میں اسے جانا پڑتی۔“

”یقیناً تھا، اگر وہ اس طرح سب سے ساتھ آئے تو کی مدد کرتا۔... کم از کم دو الفرین کو اس طرح پر پیشان ہو

کر جانا تو شہزاد۔“

”وہ اس وقت گرفتار ہے دو الفرین کو ہونے والی پریشانی کے ملاوا اور کچھ نہیں سوچ رہی تھی۔“

”اب آگے کیا ہو گا؟“ اگر عمر نے دوامل سبھے ساتھ برش کوںل آئے کیلئے اصرار کیا تو؟“ بھر میں کیا کوں

غم برائے والی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ وہیں ہو گئی۔“  
عربات کرتے کرتے ناونکا جواب سے بغیر باہر کل آیا۔

ڈاریوں مصطفیٰ علیؑ اس کے پیچے آیا پارچہ رنج میں اکبر گزی کی جانیں اس سے لے لی۔  
”جسے اکیلے ہی جانا ہے، میں خود گاڑی نہ رانیکر کروں گا۔“ اس نے ڈاریوں سے کہا اور پھر گزی لے کر ہاہر

و جب سے اسلام آمدے وابیں آیا تھا علیہ کارویہ کا بھن میں دل رہا تھا وہ سمل اس کی زندگی میں شامل ہوئے۔ اسی "سرگردی" کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا، جس نے علیہ میں اتنی تباہی تبدیلیاں کر دیں تھیں اور یہ اندازہ وہ بدلتے لگا کچھ تکمیر کے طور پر کوئی دستی کی دلکشی نہ لے سکے ہے۔ مگر وہ جان کھانا تو کوئی اس کا اندازہ بھی نہیں بوا کر سکوئے نے بھیٹھ علیہ پر کوئی نظر رکھتی تھی۔

خود رکے لئے کسی لاڑکے سے دوستی تو کوئی خاف معمول ہا۔ سچے کمی اور درستی کو کمی فخر معمول ہے کیونکہ اور درستی  
اسے اس بات پر کوئی امتحان ہوا تھا۔ اس کا خیال تک ملیرے کو لوگوں سے راستے اور تعلقات پڑھانے چاہیے جائیں اس کی  
غصہ سنتیں میں موجود بہت ہی خامیاں اسی طرح درد ہوئی تھیں مگر طب پر علیہ سب کو چھانے کی کوشش کر رہی تھی  
اس سے مرد کو بھی اپنے اداوارے میں اپنی تھا کہ ملیرے کا اس لڑکے سے قابل صرف دوستی کی دستک نہیں تھا، وہ اس میں درستے  
انداز میں دوپھی لے رہی تھی۔ اسے اس چیز پر بھی امتحان ہوا تھا۔ اس نے کیک وہ اسے کی ایک بہت ہی نیچلے  
پیچ کو گھرا ہا۔ حکم اور حکم اسی طرح کیا تھا، اس نے اسے اپنی پر بیان کر دیا تھا۔ علیہ کا اس طرح  
کارکنے سے عایا ہتا۔ اسے قوتی پیش کیا تک ملیرے اس طرح کی حکمرت کر کر کی تھی۔

جس وقت ناؤں بھلا کے گھر فون کر رہی تھی، اس وقت وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کپاس ہو سکتی تھی، ایک بات کا سبب یقین تھا کہ وہ اس طرح اچاک کی کسی کے ساتھ بھٹک کے لئے کہیں نہیں جا سکتی تھی۔ مگر پھر دیکھا گئی تھی۔ سب اس کے ذمہ میں ہے اختصار ایک خیال آتا تھا۔

”ہو سکا ہے وہ اس لار کے کے ساتھی تھیں مگی ہو، اور ابھی تک کافی نہ تھی پائی ہو..... اور ہو سکا ہے اس وقت وہ کافی نہ تھی کیو اور پہنچا دے بوری طرح حواس باختہ ہوگی۔“

اس سچا اور بھی کہا تو اس اصرار کے باوجود اس نے اپنی صاف تینیں لیا کاغذ اپنی فانی جو کہ  
تھا جیسا کہ ارائے بھی وہی چیز تھی وہ رامیک ہوتا پہاڑ تھا، جیسے اسے مٹکنے کے بعد والیں گاؤں میں اکر  
بیچ گیا۔ لیکن اس نے گاؤں اسارت نہیں کی، اسے گاؤں میں بیٹھنے دست ہوتے ہے۔ جب اس نے کاغذ کے گھٹ  
سے بکھرا پھٹکے پر اک گاؤں کو رکھے اور غرض ہوتے سے ملے کو اکارتے دیکھا۔ لیکن اس نے ایک پر سکن سائی  
لیا۔ وہی اسارت کر کے وہ طرف لے آیا جیونگ تر موس کے کاغذ کے گھٹ کی طرف پڑھ رکھی۔

علمیہ نے گازی اور مردوں کو دلچسپی تھا اور مرد سے بھی اس کے چہرے لئے تھی ہوئی رنکت ووڈجے سکتا تھا۔ وہ رنک پر ہی رک گئی تھی۔ عمر نے اس کے قریب گازی کھڑی کی اور پکو کہے بخیر فرشت سیٹ کا دروازہ کھول

ہے کیون شہلا ..... ذرا بخوبی کہہ دیا ہے کہ چوکیدار نے اندر موجود لاکیوں سے علیزہ کے ہارے میں پوچھا تھا۔  
انہیوں نے تباہ کر دیا۔ کچھ بھی نہیں ہے۔

"کیا.....کانٹ نہیں گئی؟" عمر ہکا پکارہ گیا۔

"اگر وہ کانٹنمنٹ میں تو کہاں مگنی ہے؟" نانو اب بڑا رہی تھیں۔

"یہ یہی ہو سکا ہے کہ علیحدہ کام شدگی ہو..... وہ دیں ہوگی ذرا بیجہ کو غلطانہی ہو سکتی ہے، ہو سکتا ہے لڑکوں نے کسی دوسری علیحدہ کے بارے میں کہا ہو؟" عمریک دم ذرا بیجہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"جیسی جیسے کوئی ملکہ نبی نہیں ہوئی، پوچھ کر علیہ بی بی کا پتہ ہے، پہلے بھی کبی پار میں اسی کے لئے رائے علیہ ادا کر لے گا۔" مگر آج خاتون کو کس سکھتے ہیں؟

دیے گئے کام کو تباہ کل خالی ہو پکا تھا تو صرف چند لاری کیاں ہی رہ گئی تھیں اگر علمی بھلی بی دہاں ہوتیں تو اب

ڈراموں نے کچھ مگر بڑے ہوئے انداز میں وضاحت دینے کی کوشش کی۔

"مرتی آپ اور شاہلا کو فون کریں، ہو سکتا ہے وہ اس کے مگر ہو۔"  
عمرتے تھا تو سے ہے، عرب اک پکھ پیشان نظر آئے۔ ناؤ پکھ پوچھا تھا ہوتی فون کے پاس گیکس اور انہوں نے ریسروو ایکھار کراں ملائی شروع کر دی۔

"فون شہلا کی مگی نے اخباریاً تائونے ان کی آواز سنتے ہی ان سے شہلا کے بارے میں پوچھا۔

ہماری صحت میک میں کی۔ اس لئے وہ آج کاغذ میں گئی ..... اس وقت بھی وہ اپنے کمرے میں سوچتا ہے۔

شہلا کی بھی نے کہا اور نانو کی مجبراہٹ میں پکھ اور اضافہ ہو گیا۔ مرید پکھ کے سے بغیر انہوں نے فون

"شلا تو آج کا جگہ کیتھی ہی نہیں۔" انہوں نے کامپنی آواز میں عمر سے کہا۔

”ہو سکا ہے علیحدہ کسی اور فریضہ کے ساتھ جل گئی ہو۔“  
”بھیجیں اس کا اور کوئی ایک دوست نہیں۔“ حسین، حسین، کہا تھا۔ میر جنگ۔ بے جمل۔

لے کے گھر بھی مجھے تباہے بغیر نہیں جاتی۔ صدیق! تم مجھے کالج لے کر بٹو، میں خود وہاں دیکھی ہوں آٹھوڑے جا کہاں

ناؤں کیک دم کھڑی ہو گئیں۔

"میں گریت! آپ تین رہیں ..... میں جانا ہوں؟" عمر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا تھا۔

"آپ کے ساتھ جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ آپ مگر یہی رہیں..... میں خود کافی جانتا ہوں،  
میں سچے سا ساٹھ چاہتا ہوں۔"

”اہ کر جی.....!“ صرف پاچلا ہے بلکہ بیرے ساتھ گاؤڑی میں بیٹھی ہے۔ اہم دامیں گمراہ ہے یہ۔  
میں نے آپ کو کیکی تاتے کے لئے فون کیا ہے۔ ”عمرنے اپنے لیے کوئی الائکان پر سکون رکھتے ہوئے ہے۔  
”اوہ غلیا.....!“ جیسا تھا ہے، دہ کہیں تھی؟ ”تاونے پسے انتیار سکون کا ساس لیتے ہوئے اگاسوال کیا۔  
”وہ کاچھ سیکھی تھی۔“ طیور عکرا جھرو و کپر جو ہمیں روائی سے بھوت بول رہا تھا۔ ”اندر کی کوئی  
کاں فلوز سے ساختہ بیٹھی ہوئی تھی، اس کے کی کاں خلوں پر ہتھ ڈھونے پاہی تھی۔ اسے پیشی کے درست کا پکھاندا رہ  
عن پیش ہوا۔ جب دیکھ کر اپنے آئیں بھک میں صدی چوکیدار اسے اس کے بارے میں پوچھ کر جا چکا تھا میں پیش  
پیچا ہوں تو وہ بیان پر بیان بیٹھی تھی۔ مگر بھی اس نے دو تین باروں کیا مگر فون اگلے مل رہا تھا میرا خیال ہے اس نے  
ای وقت فون پیارہ گاہ جب آپ شہزادی کی سے بات کر رہی تھیں۔“

”مگر کیا تو کہہ کر جس کو جس کو اپنے آئیں بنیں۔“ تاونے کے لیے میں اپنے شفیلی کی جائے مصروف تھا۔  
”اہ میں نے چوکیدار سے پوچھا تھا وہ دشمنہ ہو گیا۔ وہ کسی دوسری طیوری کی بات کر رہا تھا اور اسے راتی  
یہ پہنچنی تھا اندر لایاں کی پاری میں صورت ہیں۔“ وہ بھوت پورے بھوت پورے تھے۔ عمرنے موہاں طیور کی طرف بڑھا دی۔  
”تم ملدو سے بیری بات کرواد۔“ تاونے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ عمرنے موہاں طیور کی طرف بڑھا دی۔  
”کر جی سے بات کرلو۔“

علیورہ نے کچھ نہیں ہو کر موہاں پاٹھ میں لیا۔  
”لا پاراں کی حکمرانی تھے۔“ موہاں پر جلدی کھتی ہی اس نے دوسری طرف تاونکی کھتی تھا۔ ”میں تصور ہو گی  
نہیں کہ کسی تھی تم اتی غیرہ دار کا مظاہرہ کر سکتی ہو، تھیں شرم آئی چاہئے۔ تمہاری وجہ سے پر بیان اضافی  
پڑی ہے مجھے۔“

ہاؤں کی بات تھے بخیر سلسل پول رہی حص اور اس وقت علیورہ کو اسی میں اپنی عافیت گھوسنے پوری تھی کہ  
”اچھ جا پان کی حکمرانی کمال۔“ بے دھانشی بیٹھ کر نے اس وقت کیا کہم جا بخیر تھا وہ دوست  
ڈوچتے تھی تھی۔ تاونے کو دوسری کام میں صورت رہی، مگر انہیں نے جلدی گھر آئنے کا کہہ کر دیا۔  
علیورہ بھک گاہی کو بارہوادہ سڑک پر لا کھا تھا، علیورہ نے موہاں بند کرنے کے بعد اس کی طرف بڑھا دی۔  
گاؤڑی میں ایک بارہ گھر خاصی چاہی۔

کوڈر پہلے اگر دو فورہ قہقہ تو اس وقت وہ دشمنہ تھی۔ عمرنے اگرچہ اسے ناؤں کے سامنے کی  
جواب دیتی سے پچالا تھا، بگرد فرواد کی خاصیتی اسے چھوڑ دی۔

کیا مجھ سے دارا ہے؟ یہ بیرے بارے میں کیا سوچ رہا ہے؟  
یا بھجے اگھی لڑکی تو نہیں کھدھ رہا ہو گا۔  
بہت سے سال اسے کیے بعد وہ گھر سے بے ہیں کر رہے تھے۔

دیا۔ علیورہ بھک اسی خاصیت کے ساتھ اندر بیٹھی تھی۔  
سڑک پر نظریں جائے دوڑا بیٹھ کر بھا تھا، علیورہ کو نہ دیکھنے کے باوجود وہ اس کی کینیت سے واقع تھا  
اور اسے اپنے پر ترس میں آیا تھا۔ وہ بہت بڑی طرح پتوں کی تھی اور اس وہ خوف سے دوچار تھی کہ علیورہ جا کر  
نازکوں پکھ کر تاونے گا۔ جب کہ علیورہ اپنے کو کہہ کر کی ارادہ نہیں رکھتا۔  
گاڑی سیدھی کمرے پر جائے ایک بارہ میں لے جا کر رک دی۔ علیورہ نے اسے  
گاڑی سے لے کر دیکھا۔ اس کی گھبراہت میں بگو اور اٹھا ہو گیا۔ وہ پکھ دی بعد ہاتھ میں جوں کے دو پیک لیے  
وابس آتا دھکا دی۔ علیورہ اسے گاڑی کی طرف آتا دیکھتی رہی، بڑے اٹھیاں کے عالم میں وہ دروازہ کھول کر اندر  
بیٹھا اور اس نے جوں کا کاچہ پکھ علیورہ کی طرف بڑھا دی۔ وہ بیکا اس کا چھوڑ دیکھتی رہی۔  
”تمہارے لئے کہا یا ہوں۔“ اس نے عزم کی زندگی ادا رکھتی۔  
”مجھے ضرورت نہیں ہے۔“ علیورہ نے رسم جھکایا۔

”پکھ دی بعد ضرورت پڑے گی جب کہ جی کی پاں جاؤ گی۔“ بہتر ہے اسے لیا لو اور اسے نہ زور کا بور کو  
چھوڑے پرانا تھاٹ کے ساتھ گریگی کے ساتھ بھوت نہیں ہوں گا۔ بولو گی تو وہ یقین نہیں کریں گی۔“  
علیورہ نے اپنے انتیار اٹھا کر اسے دیکھا، پھر جو ہی کہے تھی اس نے عمر کے ہاتھ سے جوں کا پیک پکا  
لیا۔ عمرنے اس کے ہاتھ سے کچھ بھکاہت دیکھی تھی۔ جوں کا ڈاٹے ہوئے اس نے ایک بارہ گھر علیورہ کے چہرے پر نظر  
دیوائی، اور پر سکون انداز میں کیا۔

”اٹا خورہ ہونے کی ضرورت نہیں۔“ تم کوئی قل کر کے نہیں آئی ہو کر جھیں اس طرح لرزتا پڑے  
ہدے میں اتی ہوئی جا پہنچے کہ بڑا بڑا احمد اخانے کے بعد کا ڈپن کی ضرورت حال کا سامنا کرنے کے لئے  
تیار ہے۔ تم چیزیں کی یہت ہوئی جا پہنچے۔ علیورہ،“ وہ جوں پچھے ہوئے کھدھ رہا تھا۔  
علیورہ کے لئے جوں جوں اتنے لگتے۔

عраб مہاں کاٹاں رہا تھا۔ ”میں گرجی سے بات کرنے گا،“ اُنہیں تمہارے پارے میں تارہ  
ہوں۔ تم جب تک یہ طریکہ کر کر جھیں ان سے کیا کہتا ہے، مگر ان سے بات کرنے ہوئے اپنی آواز اور نہر پر قابو  
رکھنا۔“ گھبرانا۔“

وہ اس کو اس طرح ہماہت دے رہا تھا، یہ ذائقہ میں کی جائے وہ خود اسے اپنے ساتھ لے کر گی تھا۔  
علیورہ کو جوں لگا ہیے وہ سین میں دھنسنے لگی ہو۔  
وہ جوں پچھے ہوئے موہاں پر گھر کا نہر زائل کر رہا تھا۔ فون حسب توقع تاونے ہی اٹھا تھا شاید وہ جب  
سے فون کے پاس ہی تھی تھی۔

”بلکہ جی.....!“ عرب بول رہا ہو۔“  
”علیورہ کا کچھ پاچلا ہے؟“ تاونے اس کی آواز نہتے ہی پچھا۔

عمری سوچ دی کے بارے نہیں بتا تھا کہ اس کام حرب کی کامیابی کا پانچ مردیوں کو کچھ قاتا اسے تو قتیل کر کر مکے ساتھ ہے، اور اسی طبقہ کے اندر ہوں گی کبھی بھوٹ اکا لادہاں دیکھ کر اسے پکھ جرت ہوئی۔ اور اس کے بعد اسی طبقہ کے دریے میں اس محنت میں پیدا ہونے والے انسانوں کی کافی تعداد تھی۔

وہ اپنے کرے میں ایک کتاب پڑھتے میں صروف تھا جب دروازے پر دھک ہوئی۔ ”کم ان“ عرنے کتاب سے نظر انہا کر دروازے کی طرف و بکھتے ہوئے کہا۔ دروازہ آہستہ کھلا اور غرے نے علیہ کو اندر آئے دھکتا۔ عمر والہ کا کس کو دھکتے ہوئے کچھ کہاں ہوا۔ رات کے اسی وقت علیہ کا دام آنا خاصا جاری کیا۔

”میں نے آپ کو مغرب تو نہیں کیا؟“ اس نے اندر آ کر پوچھا۔  
 ”بات ایسٹ آں... ڈیمپلو...“ مرے کتاب بند کے سایہ نہیں پر رکتے ہوئے کہا۔  
 ”وہ کچھ سوچ ہوئے کرے میں موجود صوفی پر بیٹھی، عمران کا چہرہ دیکھنے لگا وہ اب کارپ بپ نظریں

”کوئی پر بیانی ہے؟“ عمر نے اسے مسلسل خاموش کر کے گلگھٹ کو شوڑ کرنے میں اس کی مدد کی۔  
 ”بھیں.....اس نے اسی طرح کارپت پر نظر سی جھائے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔  
 چند لمحے کر کے می خامشی روی پر طیارہ نے خاتمہ کو توڑا۔  
 ”آپ مجھے کہ کے اس وقت بیہاں دکھ کر جنم ہوں گے؟“  
 ”بھیں.....اس بارہ مرغی اسی کے انداز میں جواب دی۔ طیارہ نے بے اختیار اخنا کر کے دکھا  
 مد پر سکون نظر آ رہا تھا۔ تم اگر یہ سوچ کر پر بیان ہو تو کمیں گرفتی کو تباہے ہارے میں کچھ تباہ دوں  
 گھر رہوں۔ میں ایناں کی کروں گا۔“

عمریو نے بے انتہا رہوت حی کیے، دو مردی اسی مدرس پر آیا۔  
 ”آپ جو سے پڑھن گئیں؟“ اس نے کچھ بھکتے ہوئے کہا۔  
 ”شایدیا؟“ عمراب بھی اسی طرح پر سکون تھا۔  
 ”آن..... کے واقع..... کے بارے میں“ اس نے کچھ لکڑاٹے ہوئے کہا۔  
 ”میں۔“ اس نے ہلکیاں کہا۔  
 ”کیوں؟“ دو بے محنت ہوئی۔  
 ”یقہار اسی معلمہ ہے، تمہاری اپنی زندگی ہے۔ جو چاہے کرو۔“ عمر کے لمحے میں لاپرواں تھی اور ملیر  
 کو لا تھی، بھی میں تھی۔

”آپ واقعی مجھ سے پہنچنے پوچھیں گے۔“ اسے ابھی بھی جیسے مرکبی بات پر لینچمن نہیں آیا تھا۔  
”نہیں میں واقعی کوئی پوچھنے پوچھوں گا۔ میں تم اگر کچھ بتانا چاہتی ہو۔ تو تمیک ہے، من سن لیتا ہوں۔“

دوسرا طرف گرامی لاپور اور یہ بیان کیا تھا کہ گرامی چالانے میں صورتِ حقاً  
دہاب پر سچنے میں صورتِ حقی کیا تھے درج مرکزی طبقہ کلینیکا چالانے، اور اس کام تک جو وہ خود کرنے کی  
ہمت نہیں پاری تھی۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ کیا مردوں اسے پوچھنا چاہتا تھا کیا اسے کوئی جھگٹ نہیں  
ہے، کہ کہاں مگر تھی اور کسی کے ساتھ تھی، اور اسے کیونے کیوں سے بھرے بارے میں جھوٹ کیں مولاہے، کیا یہ  
واقعی سیری اتنی مورکتا ہے کہ مجھے نہیں تھا۔ اسے ہمایا مطہر اور اس کے معاون احمد علی اور احمد علی کے

..... دو اب اس کی خوشی می ائے الجھی۔  
کیا ہے وادیٰ تانوں نا سے یہ بات چمچائے رکے گا کہ میں کسی لاکے کے سماحتی تھی یا بھری یہ بھرے  
سامنے اسکی دارماں کر رہا ہے۔

وہ سوچ رہی تھی اور اس کے پچھا میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔  
مگر ذوالقرنین کے ساتھ نہیں چانا چاہئے تا اگر میں اس کے ساتھ جاتی تو آئی کہم ازکم میں اس طرح مر  
سے نظریں نہ چاہتیں۔ وہ سوچ رہی تھی۔

آج بھلکا باردا ذوالقرنین کے اصرار پر اس کے ساتھ مخفی تحریک درود اس سے پہلے اس کی ذوالقرنین سے آتی تھی صرف پرش کشیں اور ایک دو جگہوں تک آتی تھی دو حصیں۔ وہ ان جگہوں پر جانی، ذوالقرنین پہلے سے دہائی میں موجود ہوتا، دوسری پکھے درہاں بیٹھے باقی تھے اور پھر اپنیں چلتے آتے۔ مگر عمر کے آئے کی وجہ سے اس کا لٹوں کو سل کا شیڈول بری طرح حاضر ہوا تھا۔ کوئی کوشش کے باوجود ذوالقرنین سے مل نہیں پڑتی کیونکہ تاؤ بزرگ رکورڈ کو اس کے ساتھ بھیج کر کوئی کوشش کرنے۔ خود بھر کی بوی خوش اس کے ساتھ پھٹ پھٹ کر آمدہ رہتا اور پھر اپنے پیچے علیوں کو بری طرح دھبڑ کر ریتھی تھی شاید ای فرمیتیں کی جو جسے تھا کہ جب ذوالقرنین نے اس سے کاغذ سے اپنے قصہ کھل کر اپنے کہا تو وہ باردا ذوالقرنین کو رکھتی۔

اور جو اپنے سے ہے وہ اس ادا خارج اور دوسرے راستے کا جائے کام کانے کے لیے اندھر کی کمی اور جب  
کچھ بروپر چلا گی تو وہ میگت سے کچھ قاطلے پر کھڑی ذوالقریبین کی کامیابی کی طرف گئی تھی۔ ہنسے دھانکی ۲۷ ہوئے دکھی  
لی تھی اور کچھ درودوں ساراں جملہ جگہ مخوب رہے تھے۔ ذوالقریبین نے اس سے دھانکی کی تھی کہ وہ کام کی پھٹی  
نے کے وقت سے کام کے باہر رہا۔ کہ وہ ادا کا وہاں سے دادا گئے کھڑی جائے گی کیونکہ ذوالقریبین کے ساتھ  
تو ہوئے اسے وقت نہیں کام کی ایساں نہیں ہوا اور جس وقت ایک رسماں نہیں پہنچے تھے کرتے ہوئے  
یہ خیال آیا۔ اس وقت کام کو کندہ ہوئے بہت دری ہو گئی تھی اور جس سمجھ میں علیہ کے ہاتھوں کے  
ٹلاؤ گئے تھے۔

اس کے پر بکش دو اوقتنامن پس قابک وہ اسے بھی تسلیم دیئے کی تو شش کر رہا تھا۔ مگر اس کی دل نے اس پر کوئی نیا ادھار نہیں کیا تھا، کام کچھ کچھ ساختے ہے تین تجھے تجھے اوزوری کی سر اس وفت پر پردی تھی۔ جب ملیر نے عمر کی کوئی گاہی کر کا گئے پر کچھ فحصلے پر کھا کھا اس نے دو اوقتنامن کو اس وفت و دن ان

عمر کو کو خاموش ہو کر کچھ سچا رہا۔ ”ذوالقرین سے مرف ودی ہے نا۔ کوئی رہا لک اولاد من“  
علیہ، وکیل جو درجہ عالی۔

”صرف..... دوستی نہیں ہے۔“ مداح آزاد میں اس نے کہا۔

”ٹمیک ہے دوستی نہیں ہے۔ بہت ہے گمراہ صرف تہاری طرف سے ہے باہر ذوالقرین بھی اسی طرح  
کے خیالات رکھتا ہے؟“

”وہ بھی ..... بھیجے۔ پس کرتا ہے۔“

”تو پھر کیا پورا کام ہے تم دلوں کا۔ اس نے پورا کیا چیزیں، کچھ شادی و غیرہ کا ارادہ ہے؟“

”پورا کیا چیزیں کیا۔“

”کیوں نہیں کیا۔ اگر وہ پورا کرتا ہے اور سریں ہے تو اسے کر دیا چاہئے۔“

علیہ نے سرخکالا۔  
”یا بھر جم پورا کرو۔“

اس نے عمر کی بات پر جمان ہو کر اس کا پیور دیکھا۔  
”میں پورا کروں؟“

”ہاں۔ تم کیوں نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی ایسی جمان ہونے والی بات تو نہیں ہے۔“

”گریٹ ایسی کیوں نہیں کر سکتی۔“

”تم جانکیوں خدا حام کوئی خیر اور زخم کر سکتے۔ آنے نہیں تو کل گریٹ کو تہارے اور ذوالقرین کے  
بادے میں پا ہالی جائے گا، تو ان کا روی ایکشن کیا ہو گا۔ اس کا امرازوں اچھی طرح کر سکتی ہو۔“ وہ اب نہیں ہو  
گیا تھا۔

”اگر وہ اچھا بندہ ہے تو اسے سیدھی طرح سے گریٹ سے مطاوا، یا بھر جھوٹ سے مطاوا۔“ میں بات کرنا ہوئا  
اس سے۔

”علیہ پورا کیجی۔“ میں آپ سے مطاواں۔

”ہاں، کیوں تم خواہ نہیں چاہئی؟“

”نہیں۔ نہیں لکھ بات لکھ ہے۔“ اس نے جلدی سے کہا۔

”تو پھر ٹمیک ہے۔ تم ذوالقرین سے بات کر، میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں، لکھا بندہ ہے وہ۔“ عمر کا لہجہ اب  
قہقہہ ہو گیا تھا۔

”ٹمیک ہے میں اس کو آپ سے مطاواں گی۔“

”اور اس سے بھٹے کے بعد میں گریٹ سے خود اس کے بارے میں بات کر لوں گا۔“

”مرنے چھے اسے لیفین دہائی کروائی، وہ سر جملائے خاموش بھی رہی۔“

”کیا آپ کوئی حوصلہ بری نہیں کی؟“

”میں نے اسی بارے میں سوچا نہیں۔ اور دیے گئی مجھے ”دردیں کے کاموں میں فتوے دیے گئے کوئی  
شوق نہیں ہے۔“ اسی بارے میں سوچا نہیں۔

”میرا آپ نے تاؤسے بارے میں جھوٹ کیوں بول؟“

”میں پچاڑ کے لئے۔“

”اور آپ کچھ پچاڑ کیوں چاہیے؟“

”کیونکہ میری دوست اور اکنہ ہو، دوستوں کے لئے میں اکثر جھوٹ بولتا رہتا ہوں۔“ وہ بڑے دستانہ  
انداز میں کہرا تھا۔

”آپ کو مجھ سے کچھ تو پوچھتا چاہئے۔“

”شکار کیا؟“

”میں کسی کیاں گئی؟“

”کم کہاں کی جیسی طبع؟“ میر نے اسی کے انداز میں اس کا سوال ہرا دیا۔

”وہ سچھر دن خاموش تھی میرا جس نے کیا ”ذوالقرین کے ساتھ۔“

”اور یہ۔ یہ ذوالقرین کوئی ہے؟“ اس بارے میر نے اگر اسال خود کی کیا تھا۔

”میر افرانڈ ہے۔“

”کب سے دوست ہے تھا میری اس کے ساتھ؟“

”اوی ٹھنڈ کیتا ہے۔“

”تقریباً اڑھا ہو ہوا ہے۔“

”میں نیکل کاٹھ سے ہوئے۔“

”تہاری دوست کیسے ہوئی؟“

وہ اب آسٹھا۔ اس سے سب پوچھا گوارہ تھا، علیہ نے اسے ذوالقرین کے ساتھ ہونے والی بھلی  
ملاتاں کے بارے میں شاید۔

”تم اس سے اکھری ہوئے؟“

”اکھر تو نہیں، جگہ تو ہوں۔“ اس نے احتیاط کیا۔

”اسی طرح کاغذ سے ٹاپٹو کر کر؟“

”نہیں، آج بھلی باراٹ کاٹے گئی تو دیتے پیٹل تو کچھ نہیں می۔“ ہم بڑی بولی میں لے چیز۔

”اور آج کہاں گئی؟“

”ہم سارا دن پھر تر رہے، بہت ساری گھبلوں پر۔“



اس والقے سے قریباً ایک نئے کے بعد عمر نے ایک شام اس سے پوچھا۔

"ہاں....."

"میرے.....?"

"وہ آپ سے ملائیں چاہتا۔" علیہ ونے اس سے نظریں ملاعے بخیر کہا۔

"کیوں؟" عمر کو بہت جنت نہیں ہوئی۔

"یہ مجھے نہیں پا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ آپ کو اس سے کیا بات کرنی ہے؟"

"تم نے اسے نہیں تیاہ؟"

"نہیں..... مجھے بہت دشکل لگ رہا تھا۔" اس نے کچھ نہادت سے کہا۔

"مگر بات تو اس سے کہا تھا ہے۔ آج نہیں تو کی۔ کل نہیں تو پوسن۔"

"میں کیا کروں۔۔۔ وہ ملائیں چاہتا تو میں اسے جبور کیجئے کر کیں ہوں؟" علیہ ونے نے چارگی سے کہا۔

"اگر وہ تمہارے بارے میں واقعی سیر ہے تو اسے مجھ سے ملے ہے تو نہیں چاہتے۔" عمر بخیرہ

بوجیا قات۔

"علیہ وہ ایکا وہ تھا رے بارے میں واقعی سیر ہے؟"

"ہاں..... میں نے آپ سے کہا ہے کہا ہے کہا دو" "وہ میں سے Different ہے۔"

علیہ ونے عمر کو سینیں دلانے کی کوشش کی۔ عمر پکھر کر خداوند رہا۔

"اگلی بار تم اس سے کہاں ملی ہو؟"

علیہ وہ بیٹھ ہوئی۔

"کہیں مجھی نہیں..... اب میں اس سے نہیں ملوں گی۔"

"میں پاہتا ہوں، تم اس سے طولوڑاں باہمیں تمہارے سامنے جاؤں گا۔"

"مگر وہ آپ سے ملائیں چاہتا۔"

"اے پہلے سے تھا کی کی مردوت نہیں ہے۔ میں اس سے کہوں گا کہ میں جھیں چھوڑنے آیا ہوں،

اور مجھ سے بچوں بات چیت ہوئی۔" عمر نے چھیے سٹکل کال نالیا تھا۔

"میں اگر وہ تاریخ ہوں گی تو؟" علیہ وہ کوچھ بونے لگی۔

"تاریخ کس بات پر ہوگا؟"

"اس طرح آپ سے ملائے پر۔"

"تم نے خود کہا ہے وہ ایک مختلف آئی ہے۔ میں مجھ کا چاہتا ہوں وہ کتنا؟" Different ہے۔ اگر وہ

نہارے بارے میں واقعی سیر ہے تو ماریں نہیں ہوگا، اور میں اس سے لائے تو نہیں چاہتا۔ ابھی ماحول میں بیٹھ کر

سے کہوں گا ابھی ابھی ہاتھی ہوں گی۔ اس میں ٹکلی کیاں ہے آجائی ہے؟"

"ہاں وہ اچھا ہے" علیہ وہ نے پکھش ہو کر کہا۔

"سب کے لئے یا صرف تمہارے لئے؟" وہ پکھر کے لئے پکھ بول نہیں سکی۔

"مطلب؟"

"پکھ نہیں ایسے ہی کہہ رہا تھا۔ آج کل ایسے کمزور کہاں ملتے ہیں۔ واقعی اچھا ہے تمہارا کون۔"

"میرا پس ملائیا چاہتا ہے۔" علیہ وہ پس سے عمر کے ساتھ ہوئے دلی اپنی گھنگھیا دلی۔

"کیا.....؟" دوالتر نہیں سمجھ سکی بات پر بری طرف پڑکا۔

"وہ آپ سے ملائیا چاہتا ہے۔" علیہ وہ اپنی بات درہراں۔

"کیوں، مجھ سے کہوں ملائیا چاہتا ہے؟"

"پاہنچیں۔۔۔ یہ نہیں جاتی۔۔۔ میں اس نے کہا تھا کہ میں اسے آپ سے پہنچے خداوند۔" علیہ وہ نے دانت

مھوت بولا۔

"گرمیں اس سے ملائیں چاہتا۔" دوالتر نہیں نے ساف انکار کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" علیہ وہ کوچھ بچکا گا۔

"میں اس سے مل کر کیا کروں گا، جب میں اسے جانتا ہیں۔"

"وہ سماں کرنے ہے" علیہ وہ نے جانے کی کوشش کی۔

"گرمہ سماں کرنے ہیں۔"

"اس سے ملے میں کیا ہر جگہ؟"

"میں اس سے مل کر کیا کروں گا؟"

"ہو سکتا ہے اسے آپ سے کئی ضروری بات کرنا ہو؟"

"کیا ضروری بات کرنی ہے؟"

اس بارہ دوالتر نہیں کا لہجہ خاصاً تھا، علیہ وہ کوچھ بتاتے کی ہے۔ نہیں ہوئی۔

"تو ہم ملک ہے میرے محسوسے ملوانے کی کیا مردوت ہے، اب کسی اور ناپک پر بات کرتے ہیں، میں

نے تھیں عمر کے ساتھ ملاقات کا ملیڈول ٹیکرے کے لئے فن ہیں کیا۔"

دواویں نہیں کی اواز میں اکٹا ہتھ تھی۔ علیہ وہ کچھ بے دلی کے ساتھ سفر غرض بدل دیا۔ اسے دوالتر نہیں

کے ساتھ ملاقات سے انکار پر جنت ہو رہی تھی۔ پکھر دیوں بات کرتے رہے پھر غافل ترق دوالتر نہیں نے جلد

می فن بن کر دیا۔

☆☆☆

"تم نے دوالتر نہیں سے بات کی؟"

"اس طرح کفرے کفرے کیا بات ہو سکتی ہے۔ آنام سے بیٹھتے ہیں۔ کوئی ایسی بھی خاص بات نہیں ہے۔" عمر نے حکایتے ہوئے پھر کی طرف اشارہ کیا۔

"میں مجھے جلدی ہے، کچھ کام ہے۔ یہ تو علیہ نے اصرار کیا تو میں یہاں لٹے کے لئے آگئی، ورنہ آج میرے پاس بالکل وقت نہیں تھا۔"

ذوالقریب نے اپنی مرست داچ پر نظر دوڑاتے ہوئے عمر سے کہا۔

"آپ کو جو بات کرنی ہے وہ جلدی کریں۔" عمر نے ذوالقریب کو خاصی گہری نظریں سے دیکھا۔

ذوالقریب نے کوس کی نظریں سے بھسخ ہوئی۔

"ظیور کو کب سے جانتے ہو؟" "اس نے ذوالقریب سے پوچھا۔

"یہ بات آپ کو طنز سے ہی پوچھ کر تھے۔ کیا مرست اپنی بات جاننے کے لئے یہاں آئے ہیں؟"

"میں جانتا رکاوی کرنے ہے۔ یہ تو بس دیے ہی پوچھ لیا۔"

"ایک ذیور ہادا ہے۔" ذوالقریب اپ پر مکن ہونا جا رہا تھا۔

"طیور و مباری تھی، آپ دلوں کی خاصی ایضاً راستینگ کی تھی۔"

اُس پر ذوالقریب نے فاسے خورتے طیور اور کوکاری باری دیکھا۔

"ہو سکا ہے طیور نے اپنا ہوس کیا ہو، میں کیا کہ سکا ہوں۔"

"آپ کی کافی تھے طیور کے ساتھ۔"

"ہاں ہے۔"

"اکثر بلے رہتے ہیں؟"

"اکثر ہوئی بھی کھا رہتے ہیں۔"

"میں پانچا چارہ ہوں کہ دردی کس سلطے میں ہے؟ کیا آپ طیور کے بارے میں سیریں ہیں؟"

"سیریں سے کیا مراد ہے آپ کی؟"

"بیرا مطلب ہے شادی کرنے جا تھے ہیں اس سے؟"

"واث شادی..... یہ آپ سے کس نے کیا؟"

علیہ کار رجھ قلچیں ہوئیں اور اسیں اس کا چور دیکھا۔ ذوالقریب نے اس نامہ نظر آرہا تھا۔

"شادی میں کچھ چارہ ہوئے تو پھر یہ دردی کس سلطے میں ہے؟"

"ہر دردی شادی کے لئے قصیں ہوتی۔"

"تو پھر کس لئے ہوتی ہے؟ وقت کراچتے کے لئے؟"

"اپ سے لئے کاملاً ہونا چاہیے تھے۔" ذوالقریب نے بائی خبر سے کہا اس کا الجھ خاصاً نہیں تھا۔

لارپو انی سے کہا۔

عمر سے مطمئن کرنا تا قطعیہ سوچ میں پڑ گئی۔

"تمیک ہے، میں آپ کو اس سے ملادیتی ہوں۔" کچھ در بددہ چیز کی خیال پر پتھی گئی۔

"تم اسے کہاں بلوادی گئی؟"

"برٹش کولن۔" اس نے کہا مرست جوانی سے اسے دیکھا اور بھروس کے چہرے پر سکراہت پہنچ لی۔

"امچار تمیرے ساتھ برٹش کولن جانے پر اس لئے اعتراض ہوا تھا، وہاں ذوالقریب صاحب سے ملاقات ہوتی ہو گئی۔"

علیہ اس کی بات پر غلیقی۔

"بہرخا تم برٹش کولن کے مجھے اسے کسی پارک میں بلواد۔" عمر نے چھٹے کرتے ہوئے کہا "یا ہم کسی ریسٹورنٹ میں۔"

### نیو ٹاؤن



"تیرے دن وہ عمر کے ساتھ ایک پارک کی پارٹیگ کیں موجود تھی۔ کار سے اترتے ہوئے وہ زوسی ہو رہی تھی اس نے ذوالقریب کو یہ بھسخ تیار کیا تھا کہ وہ آج مر کو بھی ساتھ لا رہی ہے اور اب وہ خوفزدہ تھی کہ کہیں ذوالقریب اس بات پر ناراضی دھوکا چاہے۔"

ذوالقریب پارک کے اندر مخصوص ٹیچی بیٹھا ہوا تھا عمر کے ساتھ چلتے ہوئے علیہ نے اسے درسے ہی کھڑے ہوئے ہوئے دیکھا۔ شاید اس نے طیور کا آتے ہوئے دیکھا تھا اور صرف علیہ کو بلکہ اس کے ساتھ آتے ہوئے مرکو بھی اور اس کے کھڑے ہوئے کیا جگہ بھی بیکاری۔

اس کے پاس ہی کاس نے ذوالقریب کے چہرے پر بیکھلاہت اور ناگواری کے ہزارات دیکھ کر دیکھ دی۔

"یہاں، میں عمر ہوں آپ یقیناً ذوالقریب ہیں۔"

عمر نے اس کے پاس کافی کھنہات دوستاد اندر میں ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ذوالقریب نے کیس کراہت کے لئے اس سے ہاتھ لٹا لیا۔

"آپ سے لئے کاملاً ہونا چاہیے۔" علیہ کافی تعریف کرتی رہتی ہے آپ کی۔

عمر اس کی سردہمی سے حشر ہوئے بغیر بولا۔

"میں نے سچا لئے گئی ملا کاپاٹے ہے آپ سے، مجھے آپ باتے ہی ہوں گے، میں طیور کا کون ہوں۔"

ذوالقریب اسی بھی بکھر بیٹھنے پر اس کا چھپا شایدی اس کے لئے طیور کی یہ حرکت اتنی غیر مرتک اور حرج ان کن تھی کہ اسے اپنے اوسان پر قابو پانے میں دست الگ رہتا۔

"آپ مجھ سے ملا کاپاٹے ہے؟" ذوالقریب نے بائی خبر سے کہا اس کا الجھ خاصاً نہیں تھا۔

"بُس ایسے ہی بکھر باتیں کر لیں گے آپ سے؟"

"کیا ہاتھ کرنی تھیں؟"

محسوں ہو رہی تھی۔  
کار اسٹارٹ کرنے کے بچائے اس نے علیہ کی طرف مڑکا اس سے کہا۔

"کسی بھی خیر کو سارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زندگی میں یہ سب کو ہوتا رہتا ہے۔"

Experience is the other name of our mistakes, so take it as an experience.

(ہماری تعلیم کا درست نام تجربہ ہے۔ اسے ایک تجربہ گھومنا)

علیہ کو مرد کو تجربہ کی کوشش نہیں کی، وہ نہ اسکریں سے باہر پڑ کر میں نظر آنے والی گاڑیوں کو دیکھتی رہی۔ "یہ تو ہمتوں کوئی سی جیز ہے۔ زندگی میں اس سے بھی بڑی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس سب کو جھوول جاؤ دہ ہاںکل پر بیان جسیں ہو گا، تو جسیں بھی پر بیان یا شرمندہ نہیں ہونا چاہئے۔"

مرنے کا اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اس کی باقاعدگی دو گھنٹے پر راہداری سے باتیں کرتا رہا۔ سب کچھ اپ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ اس کی باقاعدگی رہی گر اس سے ایک برا بھگی اس کی باتوں کے جواب میں پکھ کر کہا۔ اسے دیکھتے کی کوشش کی۔ وہ دے بے تاثر چھرے کے ساتھ کار سے بڑا بھرے کرے کے بعد بھاڑی لے کر ہارکل آتا۔ اسے مارکیٹ سے پکھ شاپ کرنی تھی اور پھر سے قائم افغان لامبیری کی جاتا تھا۔ شاپ کے دروازے اور بعد میں لامبیری میں بھی اس کی ذائقہ اس کا جو علیہ کی سواری تھی۔ وہ جاتا تھا وہ ایک تجیہ کو دار کر جی کوئی کوئی طور پر دن من سے جنک دلتی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ وہ اسکے پروہنے کو ہمچو دعویٰ اس کے ساتھ گزارے گا۔ چند دن بھی اس کے گردہ نازل ہو جائے گی۔ اس نے خود کو تلی دلی ہیئے کی کوشش کی۔

مرے سے گھر پر زاد بھر کرنے کے بعد بھاڑی لے کر ہارکل آتا۔ اسے مارکیٹ سے پکھ شاپ کرنی تھی اور پھر سے قائم افغان لامبیری کی جاتا تھا۔ شاپ کے دروازے اور بعد میں لامبیری میں بھی اس کی ذائقہ اس کا جو علیہ کی سواری تھی۔ وہ جاتا تھا وہ ایک تجیہ کو دار کر جی کوئی کوئی طور پر دن من سے جنک دلتی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ وہ اسکے پروہنے کو ہمچو دعویٰ اس کے ساتھ گزارے گا۔ چند دن بھی اس کے گردہ نازل ہو جائے گی۔ اس نے خود کو تلی دلی ہیئے کی کوشش کی۔

☆☆☆

ٹائم ساتس بیجے وہ دالیں گھر آ جائے۔ نوادرخ میں فون پر کسی سے ننگوں میں صرف جھی۔ وہ ان کے پاس ہی بیندھ گیا۔ وہ فون بند کرنے کے بعد اس کی طرف تھوڑا جو کم تر اس سے ان سے علیہ کے بارے میں پوچھا۔ "وہ تب سے اپنے کمرے میں ہے جب سے تم چھوڑ کر گئے ہو۔" انہوں نے اطلاع دی۔ عرب بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ اگر ایک ڈینہ گھنٹہ اس نے اپنے کمرے میں اپنے پکوہ کام کرتے ہوئے گزارا۔

سارے اٹھ کر تجربہ کو حکما کمال کے لئے لاؤٹھ میں آیا۔ غناسماں کھانا کا رہا تھا اور ناٹھ میں جھی۔ "گریٹنڈ اپنی بک دالیں نہیں آئے۔" غر نے کنیں پانی پیچے ہوئے کہا۔ "وہ آئے تھے، لیکن دروازہ پلے گئے۔" اس کی ذہنیں اول ایک تھے۔ "ناٹھ اسے تایا ہے ان کے ساتھ کام کھانا کھانے کا انتکب روم میں دالیں ہوتے ہوئے غناسماں سے کہا۔" آج تو شام کی

"تو ہم ہمیں علمیہ سے یہ محبت بولنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔۔ یا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو۔"

"علیہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔" "ذوقِ تمن نے ڈھنال سے محبت بولنا۔" "آپ نے مجھ سے کہا تھا ذوقِ تمن!"

"مشنے اپنا کچھ نہیں کہا۔" اس نے علیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیوی سے خوفی سے کہا۔ "وہ شاک کے عالم میں ذوقِ تمن کو دیکھتے ہیں۔" یہ ذوقِ تمن نہیں تھا۔ وہ پچھلے ایک ماہ سے جانتی تھی۔ وہ بائک بدل کر تھا۔

"تو ہمیں علیہ میں کوئی دوچی نہیں ہے۔ نہیں تم اس سے شادی کا کوئی ارادہ کر سکتے۔ تم ہم تھے کس مقصود کے لئے ہو، ساتھیوں لے لے کر چھتے ہو؟"

"میں نہیں، وہ بیرے ساتھ ہوتی ہے۔۔۔ وہ لے آتی ہے مجھ سے۔" عمر بے تاثر چھرے کے ساتھ اسے دیکھتا رہا۔

"اور جہاں تک ساتھ ہوتے ہوں تھاں ہے کا حلت ہے تو ساتھ تو تم بھی لے بھرتے ہو اسے۔۔۔" پھر جیکہ کوئی نہیں شادی کر لیتے اس سے اپنی صیحت دوسروں کے پر پر کیوں ذلاقا چاہے ہو؟"

ذوقِ تمن کے بیچے سب تھری تھا۔ علیہ خوف کے عالم میں اس کا جگہ دیکھتی رہی۔ "کیا ذوقِ تمن سے بارے میں اس طرح سے سوچتا ہے۔"

"جیسے کہیں کہا، یہم سے کیا کہنی ہے اپنے باتیں ہوں کہ اس سے محبت یا شادی کا وعدہ کروں، اگر کسے خوبی برے بارے میں کوئی خوبی کروں۔" اب تو یہ میلک کے تھوڑے تھوڑے بیٹھنے والوں جو اس طرح پہنچ جائے اس کی بڑی لڑکیوں کی ساتھی میں جوں جوں جائے۔ میں کیا کہنے لے کر اپنی بڑی خوشی برے ذوقِ تمن کی وجہ پر بارے میں کوئی خوبی کروں کی؟" اس کے بیچے سب تھری تھی۔

"جیسے سے مل کر اپنی بڑی خوشی برے ذوقِ تمن کی وجہ پر بارے میں کوئی خوبی کروں۔" بھرپور ایقات پر بالکل پورا اپنے ہو۔ میں بینے کھیا آؤ دی سے ملے کا سوچ کر آیا تھم اس سے زیادہ کھلائی ہو۔۔۔ بہر حال دوبارہ تم سے گر کر جانکری کی تو ملے سے پہلے وصت کر آئا کیونکہ تم دوبارہ دلیں نہیں پا جائے۔ آؤ،" فون کیا اس سے ملے کی کوشش کی تو ملے سے پہلے وصت کر آئا کیونکہ تم دوبارہ دلیں نہیں پا جائے۔ آؤ،"

مرنے اسی طرح پر کون انداز میں اس سے بات کرنے کے بعد علیہ کا اٹھ کر ڈالیا اور دلوں میزگی۔ اپنے بیچھے اسے ذوقِ تمن کا ایک طریقہ تسلی میا۔

وہ اس ساتھ لے کر پار گکھ میں آگی، گاڑی میں ڈیج کر اس نے ملکی بار علیہ کے پرے کو فور سے دیکھا۔ وہ بالکل زردوچی۔ عرب اس کی بیخیات کا اندازہ لکھتا تھا، وہ جاتا تھا۔ شاک لگا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسے ذوقِ تمن کے منزے کی جانبے والی کہا بات پر یقین نہیں آیا ہوگا، اور عمر کو اس وقت اس سے ہمدردی بھی

چائے گئی تھیں لی اس نے۔

"اس کی طبیعت خراب تھی کچھ شاید اس نے۔"

عمر نے جھوٹ بولा۔

ناولے چوک کر سے دیکھا۔ "چما..... مجھے تو اس نے تھیں ہالیا۔ حقیقتی تو میں اسے کوئی میڈیم نہیں دیتی۔"

"وپر پیش نہیں کرتا چاہہ رونگی ہوگی۔ ہو سکتا ہے سونگی ہو۔" عمر نے تھیں تسلی دینے کی کوشش کی۔

چدمت بعد خانہ میں ڈاکٹر روم میں داخل ہوا۔ "ٹلکوپالی بی بی دروازہ تھیں کھول رہیں۔ میں نے بہت دفعہ دیکھ دی ہے۔ آزادی بھی دی ہیں۔" "اس نے ہالے کہا۔"

"میں خود بھیکی ہوں، کیہنی کیا رہوں گی تو طبیعت خراب تھیں ہو گئی؟" الوٹھ کر چلی گئی عمر ویس بیجا سوچنا۔

رہا..... اس نے کھانا شروع نہیں کیا۔ وہ انوکی والجی کا انتظار کر رہا تھا، اگلی کمی منہ ناٹھی تو انوکی والجی نہیں ہوں۔ میر اپاک اس سے گھر کے اندر سے دروازہ بار بار جانے کی بلند آزاد اور انوکو بلند آزاد میں ٹھیکہ، کام پا رہتے تھے.....

وہ بے اختیار انکر روم سے نکل آیا۔

"کیا بات ہے ناؤں؟" دو گروپوں میں آگیا۔

"هر اطبلہ دروازہ تھیں کھول رہی۔ میری سوچی اندر سے کوئی جواب دے رہی ہے۔ اتنا گھری نیز تھا، وہ کمی تھی۔"

ناولے بعد پیش نظر اڑی تھیں، عمری چھپی سی، اپاک اسے کسی خطرے سے بچنے کا راستہ کیا تھی۔ اس نے اگرے بڑا کھو دو دوسرے کو دوچین پار جایا اور علیہ و کام پکارا۔ اندھے اب کمی کوئی آزاد نہیں آئی تھی۔

"اس کرنے کی کوئی چالی ہے آپ کے پاس؟" عمر نے مزکر کا دلے کہا۔

چدمت میں ناؤں جانیاں لے آئی تھیں۔ عمر نے ان کے ہاتھ سے کر رکھا اور دروازہ کو کٹ لے۔ چد

سیکھڑ میں لاک مکل میکا غیر نے دروازہ کھول دیا کر کرے میں انہیں پھیلا ہوا تھا۔ عمر نے برق ریفاری سے دیوار پر سرگی پورہ کو خوبصورت کر لات آئی کی۔

ملبوس بیکل لے لئی ہوئی تھی۔ عمر نے اس کی طرف گیا اور ایک بار پھر اس کا نام پکارا۔ وہ اب بھی ایسی ہے صد و حوت تھی۔ ایک لوگ کے لئے عمر کا سامنہ کیا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" اسے اپنی پیٹ پر ناٹکی آزاد سنائی دی۔ عمر نے علیوہ کے ماتھے پر الجھ کھلاس کا جنم عطا کھلا۔

"گریتی فارم بور کمیں گاڑی کاٹا۔۔۔ پلیٹ جلدی کریں۔۔۔ علیوہ کو ہال لے کر جانا ہے۔" اپنی آزاد پر قابو پاتے ہوئے اس نے پیچے پلٹ کرنا تو سے کہا، ہال کو کمکتے ہیکھتے ہوئے دلپس پٹک گئیں۔

غماب اس کی بینی و غوثی میں صرف تھا۔ اس کا پاپا جو جو بیسے کی طوفان کی زندگی آیا ہوا تھا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا..... مجھے کہیں خیال نہیں آیا کہ وہ یہ سب کچھ بھی کر سکتی ہے۔"

● ● ●

## باب ۳۲

"جلیل ایسا کیسے ہو گئی؟" ناؤں نے آزار پہنچتے ہی کہا تھا۔ ایاز حیدر ان کا سب سے بڑا بھائی تھا۔

"میں بالکل نیک ہوں گی، آپ کسی ہیں؟"

بینے کی کال اتنے بڑا جوں ہوئی..... ایاز حیدر اگر بہت جلدی میں انہیں کال کرتے تو بینے میں صرف ایک بار کال کرتے تھے..... اور چند دن پہلے وہ ان سے بہت کوچک تھیں۔

"کوئی کام کہے؟" ناؤں نے اندازہ لکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اپنی میسر سے بات کرنا پڑتا ہوں، وہیکی اپنے آپ کے پاس آیا ہوگا۔"

"میں وہ تو جب سے سہارا گیا ہے۔۔۔ یہاں وہ کہاں ہے؟" ایاز حیدر انہیں آئے۔

"گھر کے سارے میں تو دنہیں ہے۔۔۔ وہیں سے مجھے چاہا ہے کہ وہ دیکھ اپنے لامہ رکھ آیا ہے۔۔۔ میں نے

سوچا کہ اور میں آپ کے کے پاس آیا ہوگا۔"

"جیسی دہیاں جیسی نہیں ہے تم نے موہاں کی پارے کا جیکب تھیں کیا؟"

"اس کے موہاں کا نیبڑھنیں ہے میرے پاس۔۔۔ آپ کے پاس ہوں گے لئے کھوادیں۔"

"ہاں پیرے پاس ہے ایک منٹ۔" ناؤں نے فون کے پاس موجود اڑی کھول لی۔ "ہاں یوٹ کرو۔"

انہوں نے عمر کا نیبڑھنیں تو کھر کر دیا۔ "کوئی کوئی ضروری بات کرنی ہے، اچھا خدا حافظ۔" ایاز حیدر نے میری کوئی تفصیل چاہے بغیر فون بند کر دیا۔

"ہاں، خاصی ضروری بات کرنی ہے، اچھا خدا حافظ۔" ایاز حیدر نے میری کوئی تفصیل چاہے بغیر فون بند کر دیا۔

وو گھنے بند ایاز حیدر نے دربار کاٹا۔۔۔ اس پارچی فون ناؤں نے ہی ریسیو کیا۔

"غمرا جوہاں آپ ہیں، میں بچپن دیکھنے سے کال کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" میر کا یاپ نہیں ہو رہا..... آپ کو اندازہ لگا سکتی ہیں کہ وہ لاہور میں کہاں ہو گئے۔۔۔ انہوں نے چھوٹتے ہی ناؤں سے پوچھا۔

سارے شہرداروں کے گھر فون کرنے شروع کرد۔

"میرا کتنا آگز کروزگر، رہا ہے کہ میں اس طرح فون کر کے گھر کے بارے میں پوچھوں جیسے وہ کوئی چوتھا بچہ ہے جو کم ہو گیا ہے، لیکن انکل تحریر اخبار کر لیں، وہ دیک اینڈ پر لاہور آگئے ہے، ملک دا اپنی چال جائے گا پھر وہ اٹھیں ہے اس سے بات کر لیں، اتنی افریقی کی کیا ضرورت ہے۔"

"ایاز کو کوئی ضروری بات کرنی ہے وہ ایسا طرح آسان سرپرداختا ہے، میں جانتا ہے کہ کل وہ داہش سہال چال جائے گا اور وہ ہاں اس سے رابطہ کر سکتا ہے۔ پھر مجھی وہ اگر اسے ڈھونٹنے پر بند ہے تو یقینی کہ ایک امریکی ہی ہو گی۔"

"میرا نہیں خیال ہے کہ کسی فریڈنگ فیرے کے گھر ہو گا۔ اگر وہ آپ کے پاس نہیں آجاتا تو ہر یہ ہوں گے۔ نہ ہر اگر اور سپاں لاہور میں دی تو دنیوں ہیں جہاں وہ تھیں ہے۔ اس لئے دباؤ فون کر کے پر کر لیتے ہیں۔" علیہ ہے چد لئے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہاں یعنی ہے، پہلے ان ہٹڑیں فون کرتے ہیں۔ علیہ ہے تو اور کیمپری پکڑی اس سے فرود کیج کر نہیں طلبی۔ پہلے ہوں گے میں یہ ایسیں عربی موجوں کی کاچھ ہاں گیا۔" وہ دفعتہ ہولی میں ہیں ہے۔ آپ سچھ چوڑی دیں۔"

"ان کیمیں کہاں موبائل آن کریں یا پھر کسی اگر فون کرنے کو فون کر لیں۔" علیہ ہے قدن بند کر دیا۔ "انکل یا زاس سے اتنی امریکی میں کیا بات کہا جائے ہیں؟" فون بند کرتے ہی علیہ ہے پاس پیشی ناوے سے پوچھا۔

"تو یعنی نہیں جانتی میں نے پوچھا بھی گیرا ہے تباہیں میرہ بہت سمجھیے گل رہتا۔" تاونے تباہی۔ "ہو گکا ہے۔ عمر کا بھر کوئی بھگوا کوئی بھگوا کوئی بھگوا کوئی بھگوا کیوں کو انکل چاکیری سے اور انکل یا زاس سلطے میں بات کرنا چاہیے ہوں۔" علیہ ہے نہ اخدا و نگاہ کی کوشش کی۔

"میں کیا کہ کسی ہوں۔ یہ تو ایسا ہی تباہی کو تجویچ پڑا گا۔" باز کوئی مٹکنے نظری تھیں۔ وہ دوسرے دیس لاؤچ میں بیٹھی کر رہی تھیں، جب فون کی سمجھی ہی فون کا رسیڈور ہاؤنے اٹھا۔

خلاف تو نہ درسی طرف عرق تھا۔ "تم نے موبائل آف کیوں کیا ہوا ہے۔ میں کب سے تم سے کامیک کرنے کی کوشش کرنے ہوں۔" تباہی پر چھوڑنے کیا۔

"آپ کا کچھ لئے ہی آپ کو کمال کر رہا ہوں؛ بالی داوے، آپ کو کچھ پہاڑا کر میں یہاں لاہور میں اس ہوں میں تمہارا ہوا۔" عمر نے ہٹڑی کام لیتے ہوئے کہا۔

درسی طرف عرق تھا۔ "ایاز نے فون کیا تھا۔ اسی نے تباہی کام دیک اینڈ پر لاہور آئے ہو اور علیہ ہے نہ اخدا و نگاہ کا کام تھا۔"

میں ٹھہرے ہو گئے۔

"نہیں میں تو نہیں جانتی کہ وہ بیان کس کے پاس ہو گا اور تباہیں لاہور میں ہے میں بھی یا نہیں، ہو گکا ہے جعفر کے ساتھ وہ اس کے ساتھ ہماں روکتی ہے اس کی۔" تاونے اپنے ایک درجے پر تباہی کام لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جعفر کے ساتھ نہیں ہے۔ میں اس کے گھر فون کر کر کاہوں، آپ ایک کام کریں عمر کے بارے میں پڑ کریں، میں کچھ پر بعد دوبارہ آپ کو فون کرنا ہوں۔" یا ز جس درستہ بہت سمجھے، لمحہ میں کہا۔

"آخراً بات کیا ہے؟ اس طرح عمر کو خلاش کرنے کی کیا ضرورت تو کمی ہے جیسیں؟" تاونے اپ تشویش ہوتے۔

"میں آپ کو بندش تباہوں گا۔۔۔ فی الحال تو آپ وہی کریں جو میں کہ رہا ہوں۔" یا ز جس درستہ بہت عجلت میں فون بند کیا تھا۔ تاونے کا رسیڈور ہاتھ میں لے پر بیان ہو رہی تھیں۔

"مریضہ اور علیہ ہو گا۔" انہوں نے خانہ لالا کو ادا دینے کے لئے کمال خانلیقی سر والاتے ہوئے علیہ کے کر کے کی طرف چلا گیا۔ علیہ، مشکل، مشکل کے کچھ دی پہلی ہی اپنے کر کے میں واہیں گئی تھی۔ جملی کا دن ہونے کی وجہ سے بہت درجہ ایک تھی اور اب ناشیت کے بعد اپنی ایک اسٹانٹ ٹائم کار کرنے کے لئے بیٹھی ہی تھی۔ جب مریضہ نے دروازہ بھاگا۔

"لیکھ ہے میں آتی ہوں۔" اس نے تاکو پیان منے کے بعد کہا۔

جس وقت وہ لادنگ ٹھیں آئی۔ تاونے پر کوئی نہ رہا اسکی کر رہی تھیں۔

"تاوا آپ نے مجھے بیانیے۔" اس نے تاونے پر چھا۔

"ہاں تھیں۔" انہوں نے تباہی کی تھے ہوئے کمال علیہ صاف پر ہوئے۔

کمال لگی تھی۔ تاونے کے بارے میں پوچھ رہی تھیں، علیہ کو جانی ہوئی۔ "یہ دن ہاؤ کور میں اتنی دلچسپی کیے پیدا ہو گئی۔" اس نے سوچا۔

فون بند کر کے نہ اٹھتے تباہی۔ "ایاز کا فون آیا تھا۔" وہ عرضے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ "انہوں نے علیہ کو تباہی کرنے کا شروع کیا۔

"گرم غیر بیان لاہور میں تو نہیں ہے۔" علیہ نے کہا۔

"وہ جانتا ہے گردہ بیان سے اپنے پہاڑے کے گھر بیان کے کھر بیان سے اپنے پہاڑے کے گھر بیان کی تھیں تباہی۔"

"میں یہ بھی بتاچکی ہوں، وہ کہہ رہا تھا کہ گرم میں اس کے قائم فریڈنڈز سے رابطہ کر کے اس کے بارے میں معلوم کر دیں۔"

"اس کے فریڈنڈز سے رابطہ کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس کے سوباکل کر کمال کریں اور اسے تباہی کر کیا جو کیوں کیا۔"

"اس کا سوباکل فون آف ہے، میں نے تھیں اسی لئے بیانیے کہ تم باری باری اس کے قائم فریڈنڈز اور

”اکل بایز نے میرے ہارے میں آپ سے بات کی۔ اس کا لامبی تجھیہ ہو گیا تھا۔

”ہم وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے، تم سے اس کا رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے مجھے فون کیا اور تمہیں اس طرح ہوئی میں تمہرے کی کیا تردود ہے۔ کیا میرے پاس نہیں آئتے ہے اور ہیاں آنے کے بعد تم سے یہ بھی نہیں ہوا کہ مجھے فون میں کیا تھا۔“

”اکل بایز جو سے کیا تھا ہمارے ہیں انہوں نے آپ کو بتا؟“ ”مرنے ان کی حکایت سنی ان تی کر دی۔

”پانچ سوں سال سے تو کمکی میں تباہیں یہاں کیماں کرم سے اس کا رابطہ کروں اب تم اسے فون کر لو یا پھر ہبنا موبائل آن رکو..... وہ خود تمہیں فون کرے گا۔“

”میں انہیں فون کر لیا ہوں جیس کی اور آپ کو کال کر کے صدرے ہارے میں پہنچتے تو میرا کامیک نبرد دیں اور سوچ کی کو یہ تھا میں کہاں ٹھہراوں۔“ ”مرنے اسی تجھیکی سے کہا۔

”گروہ کیوں کیا تھا ہے؟“ ”ناٹو پر بیان ہو گئی۔

”آپ کو پہلی بار جائے گا کرنی کیا اس ہار آپ کے بیٹے نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔“ ”دری طرف عمر نے خاصی تھی سے کہ کہ فون بند کر دیا تھا۔



## باب ۳۳

”تم نے مدد و اش کر دیا ہے۔ وہ اب تھیک ہے۔ وہ پڑھو مٹ بھادے کرے میں شفعت کر دیں گے۔ جب آپ اس سے ملتے ہیں۔“

ڈاکٹر نے اپنی اٹالاندی وی۔ تاؤ اور مرنے ایک درسرے کا چیزوں کے چھپے پر الہیان ایجادیا تھا۔ علیہر میر پہلی کی طرح تجھید فخر آ رہا تھا۔

علیہر کو ہائل سے جاتے ہوئے مرنے گاڑی میں ہاؤ کوڑا لقرنین کے ہارے میں تاریخا تھا۔ علیہر کی سایہنہ نسلی پر ہوا کا قند جو علیہر کے پیٹ کے پاس جاتے ہی مرن کفرنگ آ رہا تھا۔ اس نے ہاؤ کو کھا دیا جس میں علیہر نے اپنی خوشی کے ہارے میں لکھا تھا۔

ہاؤ خدا ہجھی میں لئے پورا راستہ سکتے کے عالم میں پیشیں رہیں۔ ان کے پیٹی ڈاکٹر نے ہائل پہنچنے پر ذری طور پر علیہر کے کیس کو ڈالی کیا تھا۔ ڈالی ڈاکٹر ہوئی کی وجہ سے اس نے اس کیس کو پہنچ میں بھی رپورٹ نہیں کیا۔

”اس نے کیا کھا تھا؟“ ”مرنے ڈاکٹر سے پوچھا۔

”سلپیک بلوچیں، آپ لوگ اسے بہت جلدی سے آئے ابھی پوری طرح حل میں ہو گئی تھیں اور اس پر زیادہ اڑاں نے بھی نہیں ہوا کہ وہ گولیاں لیتے کی عادی لگتی ہے وہ مذکوٰی تعداد میں اس نے یہ گولیاں لی ہیں اس کی حالت خاصی خراب ہوئی چاہئے تھی۔“ ڈاکٹر آپسے آہستہ تارہ تھا۔

”لیکن علیہر نے اس طرح کیوں گیا ہے، وہ تو بہت کچھ دار پنچی ہے۔۔۔ پھر اس طرح۔“ ڈاکٹر نے اپنی بات اور جوڑی چوڑی جو ڈاکٹر طلب فنروں سے ہاؤ کو دیکھا۔

”کافی جس پکر فریڈریز سے اس کا جھگڑا ہو گیا اور شاید پر بیش میں یا ٹھیک میں اس نے یہ کیا ہے۔“ ”مرنے ڈاکٹر کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

”میری کیا علیہر و سلپیک بلوچی تھی ہے؟“

”یہ گولیاں تو نہیں کیتی اور دوالیتی روی ہے گردد بھی مرف جب سایکل راست کے ساتھ سیٹھر ہوتے تھے۔“

”آپ جو چاہے کہ سکتے ہیں۔ میں اس طبقے میں اب تو کچھ کہتی ہیں سن۔ مگر مجھے کوئی شرمندی نہیں ہے کہ میں نے علیورہ اور ذوالقرنین کے لفڑی کو آپ سے چھپا۔ میں اپنے خوب پر یہ منسلک کرنے کی کوشش کی ہوئی تھی میں نے ایسا کہیا جیسا کہ پارہ مرف علیورہ کی اس حرکت سے ہوا و زد ذوالقرنین کا معاملہ تو ختم ہو چکا گا۔ اس نے بے پرواہ کوں انداز میں کہا۔

”آپ اپ آگے کے بارے میں سوچیں، اب آپ اس سے اس سارے معاملے کے بارے میں کیا کہیں گے؟“ پڑھ کر ریتی ہیں۔

”میں ذوالقرنین کی جعلی سے رابطہ قائم کروں گا اگر بچھوٹیک ہو تو میں ذوالقرنین کے ساتھ علیورہ کی شادی کروں گا۔“ ناتانے یک دم یعنی اپنی حملہ نہ ارادی۔

”وہ لامبا جھانک ہے۔ کچھ پڑھ۔“ وہ صاف صاف انداز کر گیا اس شادی سے۔ ”عمر پکوئے ہجھن ہوا۔“

”عمر تھا رے بات کرنے میں اور میرے بات کرنے میں بہت فرق ہو گا، ہماری جعلی کی ایک خیانت ہے۔ یہ کہنی ہی نہیں ہے کہ تم کی جعلی کے ساتھ موڑ جوڑنا چاہیں اور وہ بخیر سچے کچھے انداز کر دیں۔ ذوالقرنین شادی پر چار نہیں کی ہو گا وہ اس کے ان بارے اسے چار کلیں گے۔“

”وہ اچھا لاملا کھینچ ہے کہ جنہیں پاک اکرم جسے اپنے بھائیں کیا۔“

”اچھا ہے یہ راء، مجھے اس کی پورا بھیں ہے، اگر علیورہ کو دو پندت ہے اور وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے تو میرے لئے اتنا کافی ہے ساری عمر سے پرانے اور برا کرنے کے بعد میں تو نہیں کہوں گا کہ وہ اس طرح فوٹی کر لے اگر وہ اس حص کے ساتھ خوش رہ کریں ہے۔ اتنا بڑا الشہ نہایت کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں کس کی اچھائی یا برائی کا تعلق ہے میں پڑ کر لوں گا اس کے بارے میں۔“ ناتانے یعنی پیٹھے بیٹھے بیٹھے کر کر جا رہے تھے۔ ناؤ در عرب کچھ کہے بغیر خاصیت سے ان کا چہرہ دیکھتے ہے۔

☆☆☆  
اگرچہ چند دن بھی علیورہ کے درمیان کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ اپنے تحریری احتجان کے رذک آنے کے بعد وہ اسلام آزاد کیا۔ وہاں سے اس کی دایبی دو بیٹھے کے بعد ہوئی۔

”آپ نے ذوالقرنین کے طبقے میں اس سے بات کی؟“

رات کے کھانے پر انہیں بھلپ علیورہ سے اس کا سامنا ہوا۔ ورنی سلام دعا کے بعد وہ سر جھکائے خاصیت سے کھانا کھانی تھی اور پھر کھانے سے فارغ ہو کر سب سے پہلے بھلپ سے الجھ کر جائی۔ اس کے جانے کے بعد غر نے نہیں کہا۔

”وہ اس طبقے میں کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہیں، میں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر اس نے دھمکی دی کہ اگر میں نے دوبارہ ذوالقرنین کے بارے میں کچھ کہا تو وہ خود کچھ کر لے گی جا۔“ کیا تو خوفزدہ ہو گئی، علیورہ کی انتہی ہمایہ غایہ انداز میں بات نہیں کرتی تھی۔ مگر اب تو وہ بالکل بدل گئی ہے

”تو ہمارے پاس یہ Pills کیا ہے آئیں؟“

”میں تو خود جان ہوں۔“

”کیا اگر بڑا بھائی ہے؟“

”میں وہ تو بھائی لیتے ہوں۔“ ناتانے اور اس کی کوشش کی۔

”کب خوبی ہیں اس نے۔ بھی تو کوئی بھائی رہا۔ پاک سے اس کی سیدھی حاگر لایا ہوں اور اس کے بعد وہ گھر سے باہر نہیں گئی۔ پاک سے پاس یہ Pills کیا ہے آئیں۔ آپ کہ رہی ہیں کہ بڑی پیٹا کی بھی نہیں لیتے۔ پھر۔“

گمراحتے ہوئے انداز میں کہتے کہتے یک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی بات اور حیرت چھوڑ دی۔

”کیا ہوا؟“ ناتانے کوچھ جان ہو کر اس کے چہرے کے تھراث کو کھا۔

”کچھ نہیں؟“ وہ یک دم بہت پر بیٹھا نظر آئے کوچھ۔

☆☆☆

وہ اگلے دن ہاتھل سے فوجارچ ہو کر گھر آگئی تھی۔ ہاتھل میں اس سے ملاقات کے درواز کی نئے اس کی تھیں، شاید دو دوں علیورہ سے اس حرکت کی تو قیمت نہ کہتے۔

ناو گواہ بھی یعنی نہیں آرہا تھا علیورہ بھیکے ایک ماہ سے اتنی کامیابی سے اپنی دھوکا دے رہی تھی۔

”علیورہ، علیورہ اس طرح کی حرکت کی کہتے کہتے ہے۔ وہ تو بہت شانی ہے۔“ ریزو، افسوس و ایک جسکے وہ اپنے بہت محنت کی تھی، اس کی اچھی تیریت کی تھی۔

شام کو اس کے گھر آنے کے بعد ناؤ عمر اور ناؤ کا سکتہ لاؤخ میں قیمتی ہوتی کہہ دی تھی، علیورہ اپنے کر کے میں تھی اور کھی کی تم کے دھاڑکے پر بیٹھا۔ اور ناؤ کی مختلتوں رہا تھا۔

”مجھے اس بات پر ہے کہ عمر سب کو ہم سے چھپا اگر یہ بھیں پہلے تھا تو یہ سب کچھ نہیں۔“ ناتانے اپاک عمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر میں آپ کو تھا تو آپ کیا کرتے۔“ علیورہ بھیجی گی سے بھلپار مختلتوں میں صدی۔

”کیا ازکم یہ سب کو نہ ہونے دیتا جا ہے؟“

”میں آپ کو تھا تو آپ اس کو داشت ذوالقرنین سے بھلپ پاندی لکا دیجیے۔ پھر کیا ہوں، وہ پھر بھی نہیں کہتی۔“

”جب کیا بھی کیا جائی۔“ مگر تھا رے اس طرح سب کچھ بات سے حالات زیادہ خراب ہوئے ہیں۔

اک پارنا نہ کہا۔

چالی یا اسی غلظت کر بھی بیج تو اس طرح خوشی کی کوشش نہ کرتی۔ میں بھی مانتا کہ اس کو زوالِ اترین سے محبت ہوئی ہے..... ذوالاترین کی جگہ آج کوئی دوسرا بندہ آکر وہی سب کچھ اس سے کہا کہا شروع کر دے جو زوالِ اترین سے محبت ہوادہ اس کے ساتھ بھی اسی طرح آج کمیں بند کر کے جعل پڑے گی۔ اور کہ جہاں سے توجہ اور محبت ملے گی، وہ بہاں پڑے جائے گی۔ کیونکہ اس کو چیزیں آپ سے یا اپنے بھائیش سے نہیں ملی ہیں۔

"اس خاندان ان سلسلہ اور بھگی تو بہت سے اس بھی بچے ہیں جن کو ہمیشہ میں علمدگی ہو جائی ہے کسی نے بھی دیتے پر بھر کرے ہمیشہ کئے چھے علمدگی کی صورت میں ہمیشہ میں سے کسی ایک کے پاس رہے ہیں اور دوسرے سے نہ رہے ہیں، علمدگی طرح کی جگہ آج کوئی داؤ نہ کوئی پاس نہیں چھوڑا گی۔"

"تم بھی اور عمارت قدم تو دنگی میں ہے، جاہاں گئے مستحق ہمیشہ اپنے پاس نہیں رکھا اور زارے سے بھی نہیں دیا جائیں جس نے کسی کے لئے کوئی پر بھر کرے ہمیشہ کئے۔ عمر کے چہرے پر ایک تیغ سکراہت ابھری۔" "میں کتنا راہل ہوں، یہ میں ہی جاتا ہوں۔ مرد کی زندگی کا دارہ عورت کی زندگی کے دائرے سے مختلف ہوتا ہے۔ میری ساری زندگی کے باہر گزر ہے۔ مجھے اس بھی ایگر تو کچھریں کر سکتے جس کی زندگی کے دارہ ایک دوست، دو گرینڈ ایکٹی میں اور چند خواب ہوں۔"

"اس کے بھائیش کی پھریشیں نہیں ہوں، اگر اس کوئی رکھا اٹھایا ہے تو میری وجہ سے نہیں کیا، میں اسے جو سے لکھتی ہے۔ اپنی پھریشیں اور پاپا ہم کو کچھیں جاتے ہیں اس کو گوئی میں لے کر نہیں پہنچ سکتی اور ہم اب دنچی نہیں ہے۔ پھر بھری ہری ہے۔"

"تیرکی حکما کے بغیر آپ کسی کو انھل جیل اس کرنے کے لئے مندرجہ ذیل دھکیل دیں گی تو اس کے ساتھ اور ہو گا بھیڑو کے ساتھ رہے اس پر ہم کامیاب کے جواب اس کے ساتھ وقت گزاریں۔"

"وہ پاس بھیٹھے کو تجاویز ہوئے۔ مرد کھانا ختم کر کچا تھا۔"

"میں اس سے بات کرتا ہوں، لیکن میرا خیال ہے اس کو کچھ عرصہ کے لئے جائیں۔"

"کہاں لے جاؤں؟"

"کہیں بھی کی مل آئیں جیسا سے پاچ لیں، جہاں وہ جاتا چاہے۔" وہ نہیں سے اٹھ گیا۔

☆☆☆

علیورہ کے کمرے کے دروازے پر ہاک کر کے وہ جواب کا انتشار کئے بغیر اندر واٹھ ہو گیا۔ وہ اپنی رانگکھ چیز پر جوبل رہی تھی۔ عورت کو کچھ بگو بڑا۔

"کہیں ہو علیورہ؟" عمرتے پڑے دوست انداز میں سکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جھپٹا بند کیا۔ اس کے چہرے پر جواباً کوئی سکراہت نہ مدار ہوئی۔ نہیں اس نے عمر کے سوال کا جواب دیا۔ وہ صرف بے انتہا پڑھ رہے کے ساتھ

اس کا دل چاہے کاغذ چاٹ ہے دل چاہے تو گھر سے باہر نہیں لفٹتی۔ درودن پہلے جا کر سارے بال ہنڑا آئی، بچھا ایس شیخ میں تھی پر بھلا آگئی ہے۔ اس سے بات کرنے کی بجائے اسے بچھتے ہی کر سے میں مل جاتی ہے، دروداں بھائی رہی، اس نے دروازہ نہیں کھولا، وہ دروازی ہو کر رہا ہیں گی۔ ہاتھ پر کھوچہ جو چوری کی ساری جیسی اخراج کر کرے سے باہر پہنچ کر دیں۔ وہ آگے پہنچ جو چوری رہی ہے مگر جو بال ہے۔ میز، اسے ہاتھ کی کاچے گھر میں ہو تو سارا دن بلند اوارس ایضاً آن رکھتی ہے۔ پہلے کمی اس نے یہ بھی نہیں کیا، دل چاہے تو کاغذ کا کام کی گئی ورنہ دوچی لے کر گھر جاتی ہے اور ان سے بات کروں تو یہ کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہی ہے کرنے والوں میں کوئی اعتراض نہ کر دیں۔ گمراہ طرح سب کچھ کرنے والوں کے پڑھے چلے گا۔"

غم خانوی سے ہاؤ کی خلاصتیں سنا تاہم، جبکہ ہاؤ بڑی بے خازی سے کام کا کام نہیں میں صرف رہے۔ "مگر بڑھ پاٹے نہیں کیا کہا۔ وہ بور کر رہی ہے اسے کرنے دیں۔ آہ، آہ، آہ، ہستہ خوبی ناٹل بوجائے گی۔" مرنے پانی پیتے ہوئے کہا۔

"ہٹنے ان سے کہا۔ اسے سایہ کا ٹھہر سکو دکھائیں، دوبارہ سے سکھن کرو اسیں اس کا ذپر پیش تو کم ہو گری یاں پر بھی چاہیں۔" ہاؤ کو کیا بار بھر سے ٹکاتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی رمنی کے بھرپار سے سایہ کا ٹھہر سکو دکھائیں کہا تو کمی کے پاس پیکے لے جا کشا ہوں اور اسے صاف کہہ دیا کہ وہ اب کسی سایہ کا ٹھہر سکتے کے پاس پیکے لے جا کشا ہوں جائی گی کیونکہ وہ پاگل نہیں ہے اور میں اسے مجھوں نہیں کر سکتا۔ ہی کرنا چاہتا ہوں۔" ہٹانے بھلی بار بھنگی حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"میری بات کرنے کا ٹھہری تو آپ کوچھی پچھے ہیں، مجھے پہلے ٹھہری سکھ لیتے ہوئے کہا۔"

بات کرتا اور دنیہ سب بہت۔ وہ خوشی خوش رہتی۔ "عمر کو اپنی چھوٹا تھا۔"

"میری بھی اس سے بات کر دیا، اس طرح اس کا کیا لٹا تو ہمیں جھوڑا جا سکتا پر سول سکھدر کا فن آیا تھا، اس سے بات کرنے سے اکار کر دیا۔ سات آگھے درجن پہلے سکھیت کا فن آیا تھا، اپنے بھی اس نے کھجھنے کی کوشش کی تو اس نے صاف کہہ دیا ہمیرے کوئی ماں باپ نہیں ہیں، نہیں میں کسی سے ذفن پر بات کرنا چاہتی ہوں مجھے کرنی تھی تو کہ رہنے نہیں کھا پائی۔" ہٹانے بھنگی بھنگی۔

"میں نے اسے سال اس کی تربیت پر لگا دیے اور اس یہ سب کر رہی ہے، میری ساری محنت اس نے خلائق کر دی۔" "گرمی! آپ نے اس کی تربیت نہیں کی، آپ نے اس کی غمیت بننے کی نہیں دی۔" ہٹانے عمر کی بات کاٹ دیں۔

"میں نے اسے ہر جزو دی۔" "تربیت کو جوں اور چیزوں کو نہیں کہتے۔" اس نے حکم آواز میں کہا۔ "آپ نے اس کو صرف پالا۔ پالنے میں اور تربیت کرنے میں فرقی ہوتا ہے۔ آپ نے اس کی تربیت کی ہوئی تو وہ ذوالاترین کے ساتھ افسر د

"کہیں کیا اب تم اس سے نفرت کرنے لگی ہو؟" مرنے پھیے نہیں ادا لیا۔"کھجھیں اس سے نفرت کیں ہیں ہوئی تو پھر لیکھ ہے گریڈ پا کہہ رہے ہیں ناک تم چاہو تو تم سے اس کی شادی کروادیتے ہیں بھرم ان کا پہاڑل قول کلو۔"

"نٹھے دو قدر نین کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اب کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے مجھ میں اتنی سیاست دیکھ لیکھ (وزن تنس) ہے کہ تو فحش بیری انسک کرے، میں اسے شادی نہ کروں اور اس نے بیری انسک کی ہے۔ اس کی آنکھوں میں یک دم آسودا ہے اس نے چڑھ لایا۔"

"تو پھر اپنے فحش کے لئے اس طرح کی حرکت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" اس نے جواب دینے کی جگہ اپنا رگنٹون میں کھلے لایا۔ عمر نے اپنا سال درج لایا۔

وہ اور رعنی تھی۔ "لوگ اتنے جھوٹے ہوتے ہیں، اتنے مکار ہوتے ہیں کہ میں تو ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لوگ اپنے چہرے پر اپنے ماں کو چھا کر برتے ہیں کہ میں تو کسی کو بخوبی نہیں کہنی کا استعمال کرتے ہیں لفظوں کا لگی، میں تو لوگوں کو نہیں کہو سکتی اس نے مجھ سے بہت دندھ بھٹ کا انعام رکلی۔ اس نے مجھ سے بہت دندھ کہا کہ وہ مجھ سے شادی کرے گا، اور اور اس دن آپ کے ساتھ اس نے صاف الکار کر دیا اس نے ایسا کہا ہی نہیں کہ اس نے مجھ سے محبت کا انعام رکلی کہا نہیں۔ مجھے کہی شادی کا وعدہ کیا رہا۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ بھیر سے ساتھ کیا رکھ رہا ہے۔ اس کے لئے سب کو ہم اپاں فتا۔" بھیر میرے لئے تو اس نہیں قہاشی تو اس کی کام سما کرنے کے قابل نہیں رہی مگر اس کا کام نہ کروانا اسی عذالتی اسی آپ کا سرے بارے میں کام ہو چکے اس کے سب کی سرطان کی لڑکی ہوں۔ بیراول چاہتا ہے دنیا کا ایک درود از وہ جس سے میں باہر نکل جاؤں اگر ایک لیے رہتا ہے تو پھر دہاں جا کر رہوں۔"

"اور تم نے وہ درود اور سلپیک بارہ کرا کر دھونڈنے کی کوشش کی؟"

عمر بھیر نے ایک دم سراغ کر کر مگر دیکھا۔ "پہنچیں میں نہ کیا کیا آپ اس دن کی بات نہ کریں۔ آپ کو مجھی نہ کہیں مجھے بارہ بار پوچھا دلا دیں۔"

"لیکھ ہے میں کوئی بات نہیں کرنا، ہم سب کچھ بھول جاتے ہیں سب کچھ دو قدر نین کو بھی۔ اب تم ہاؤ آگے کیا کر رہے ہے؟"

"وہی جواب کر دیں ہوں۔"

"تم جانی ہوئی بارہ بیجے سے گرفتی اور گریڈ پا کئے پر بیان ہیں؟"

"بیری کو گھس نہیں آتا، ایک بیری جو ہے پر بیان کوں ہوتا۔ وہ دردلوں اپنے جلوں اور سینیوں کی وجہ سے پر بیان کوں نہیں ہوتے جو کچھ آپ کے پہاڑے کیا۔ اس پر دو بیان کوں نہیں ہوتے۔" دو بات کر کتے چپ لوگی۔ عروکار ایک لمحے کے لئے بلا بھروسہ اور طرح اسے دیکھتا رہا۔ "کہیں تو خاموش کیں ہو گئیں۔" اس نے بڑے نارل اندھا میں اس سے کہا۔

مگر کوئی بھی رہی۔ جو بیان سے اس کی کری کے قریب بیٹھے جائے گا۔

"آپ بھروسے میرا حال پر پھیٹنے آئے۔ کچھ اور پوچھنے آئے ہیں۔"

"تم نے میکھیں کیں۔ میں واپس پوچھنے آئیں ہوں۔"

"میں جانی ہوں۔ آپ کیا پوچھنے آئے ہیں؟" اس نے اپنی گود میں رکھا اور انہر پہنچا پہنچے بالوں میں لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو جو اپنی بات ہے، الجھا تو کیا پوچھنے آیا ہوں میں؟" مرنے جسے بیان سے پوچھا۔

"آپ بھروسے کہنی گئی کہ میں نے خود کی کوشش کیوں کی؟"

"نہیں میں پوچھنے آیا۔"

علیور، کی آنکھوں میں پہنچنے آیا۔ "مگر آپ بھروسے یہ کہنے آئے ہوں گے کہ میں نے خود کی

کوشش کر کے جما ہیں کیا۔ یہ ایسا کہن کرنا ہے تھا۔"

"نہیں میں پہنچنے آیا۔"

"مگر نہ لے آپ سے میرے بارے میں کہو جاؤ گا۔ آپ مجھے سمجھانے آئے ہوں گے کہ میں اپنا دریہ

"سواری علیور، اچھا ادا نہ ادا اس بارہی نہلے ہے، میں یہ کہنے نہیں آیا۔ میں صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ

تم کب سے میرے کرے سے سلپنگ بارل تھی۔ آری ہو۔" مرنے جسے بیان کی اچھی خاصی جانپڑا پہنچا کر دیا۔

"اور غارہ پر ہے میرے سامان کی اچھی خاصی جانپڑا پہنچا کر دیا۔"

علیور نے پوچھا کہا عمر نے اس توک دیا۔ "نہیں، کم از کم میرے ساتھ جھوٹ نہیں۔ میں جانتا ہوں

کہ میرے کرے میں بلوٹی رہی ہو اور تم نے میرے کرے سے یہ بارل کے کار خود کی کوشش کی میں مفلہ کہہ داہوں؟"

"اپنے بھیکے میں نے آپ کے کرے سے بارل۔ لیکن مجھے ضرورت تھی اس لئے لیں اور اس میں

بھی بات کیا ہے؟ آپ کی جی گولیں کہاتے ہیں۔"

"کوئی گولوں کے لئے کچھ بول نہیں سکا۔" تمہاری اور بھروسی بڑا فرق ہے اور میں نے اسے عادت نہیں بنایا۔"

"مگر آپ لیتے ہیں؟" اس نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"میں میں سرنسے کے لئے تو نہیں بناتا۔"

اس بارہ وہ جو بھی۔ "دو قدر نین نے جھا کر ایک بارہی تمہارے بارے میں نہیں سوچا ہو گا اور تم نے

اس کے لئے سرنسے کی کوشش۔"

ملہوجہ نے جیسا کہ اس کی بات کاٹ دی۔ "آپ اس کے بارے میں بات نہ کریں۔"

”بیلوا میں ہر بول رہا ہوں۔“  
 ”بیلوا کیاں تھے تم؟ مجھ سے کتنی بار کال کر پڑا ہوں۔... محنت نے موبائل آف کیا ہوا تھا۔ ہو کیاں تم؟“  
 ایاز خود نے درستی طرف سے کہا۔  
 ”یہیں ہوں میں، لاہور میں۔ گرینی نے تباہ کر آپ مجھ سے بات کرنا چاہرہ ہے تھے کس طبقے میں بات  
 کرنا چاہئے جیسیں مجھ سے؟“  
 ”تم نے آج کے تصور پر چھپ دیکھی ہیں؟“  
 ”دیکھ کچا ہوں۔“ عمر نے اسی پر ہاتھ اداز میں کہا۔  
 ”اپنے بارے میں خبر ہے کیسی ہے؟“  
 ”ہا۔“  
 ”میں اسی طبقے میں سے بات کرنا چاہرہ تھا۔“  
 ”سیاہ کرتا ہوں چاہیے جیسیں آپ مجھ سے، ہماروں کو کہنا چاہیے جیسیں۔“  
 ”میں جیسیں ہوں تھا۔ چاہ رہا تھا کہ کوئی لوگون کو میں سمجھیں (Suspend) کر کے تھا رے خلاف  
 اکمازی شروع ہوتے والی ہے؟“ ایاز خود نے چھپے اکٹھاں کیا۔  
 ”چھپیں یو اور کوئی؟“  
 ”تم ہیں اسلام آماد آجائے۔“  
 ”مجھے اسی ضرورت میں کہتا تھا۔ مجھے جو کو کرنا ہے میں سمجھیں رہ کر کروں گا۔“  
 ”کیا کوئی تم؟“  
 ”وہی جو پہلے کیا ہوئے ہے میرے خلاف پہلیں میں یہ سب کو شائع کر دیا۔ میں بھی ان کے خلاف  
 پہلیں کو وہ سارے پہنچ دے دوں گا جو میرے پاس ہیں۔“

”آپ نا اور نام سے کہنی دو میرے بارے میں پر بیان نہ ہوں میں پاکل نہیں ہوں۔“  
 ”نیک ہے میں کہہ دوں گا۔ کرتی کو کیاں چور ڈایم نے اور شہزادے کیوں نہیں لی رہیں۔“  
 ”مجھے وہ دلچسپی کیوں نہیں لیتیں۔“  
 ”مہماں درستی میں اور درستی فریب نہار۔“ علیہ نے تیکی نظریں سے اسے دیکھا۔  
 ”بس چھ سے دل بھر جائے اسے Replace کر دیا جائے۔“ مرتے بات چڑھی رکھی۔  
 ”پاکل دیسی اسی تھیسے ذلتیخن نے مجھے Replace کر دیا؟“  
 ”مرچپ بھوپی۔ میں ذلتیخن کی بات نہیں کر رہا۔“ پکوئی بعد اس نے کہا۔  
 ”آپ اپنی زندگی میں چیزوں کو Replace کرتے ہیں؟“ وہ اسی طرح سراخا کر اس سے پوچھ رہی  
 تھی۔  
 ”نہیں، میں نہیں کہا پاتا۔“ عمر نے اعتراف کیا۔ ”مگر میں سکھے جاؤں گا۔ جس نہیں میں بارہا ہوں، وہ  
 پر پیش نہیں کیجئے سب کو کھا دے گا۔“  
 ”مگر میں کیچی کو Replace کرنا نہیں کیجئے سکتی۔“  
 ”مہماں زندگی پر خلکل ہو جائے گی۔ تباہ رے لے۔“  
 ”خلکل ہو جائے کیا؟“ میں سوال ہو گیا۔ وہ عجیب سے اندراز میں لٹی۔  
 ”میں چاہتا ہوں علمیہ امام خود کو اس طرح خالق مت کردہ میں چاہتا ہوں۔ تم بہت اچھی زندگی کر اروہ۔“  
 اس نے بڑی تیکی سے علیہ کا تھوڑا کلکایا۔  
 ”آپ اپنا کیوں چاہتے ہیں؟“  
 ”پڑھیں، مگر من تمہاری پرداکرتا ہوں۔ میں جیسیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکا۔“  
 ”آپ واقعی پرودا کرتے ہیں میری؟“ علیہ نے پوچھا۔  
 ”کیا کہیں اب مجھی سے پہنچنے کی ضرورت ہے۔ میرا خالق امام یہ جانتی ہوگی۔“  
 ”میں کوئی نہیں جانتی میں نے آپ سے کہا۔ میں لوگوں کو نہیں سمجھ سکتی۔“ اس نے مایوسی سے سر بلاتے  
 ہوئے کہا۔  
 ”تجھے ان لوگوں میں شامل مت کر جیں گے، بھوپر اعتماد ہونا چاہیے۔ علیہ دلکش کو سفر چاہیے کیمپ کی وجہ  
 دے سکتا۔“  
 علیہ دلکش فور سے اس کاچھ دیکھ رہی۔ وہ اب بھی اسی طرح اس کا اعتماد دے دوں اقوام میں لئے ہوئے تھا۔  
 ”کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے؟“ اس نے سراخا کر مرے پوچھا۔

ہوئے ہیں اور میں ان کے بارے میں ایک لٹلا بھی نہ کہوں پہلے بھی انہوں نے مجھے استھان کیا اور اب پھر وہ بھی کہنا پڑا ہے ہیں۔

”جھینیں خواہ تو وہ غلط بھی ہو گئی ہے۔ وہ جھینیں کیوں استھان کرنے گا؟“

”وہ مجھے استھان کر رہے ہیں، لیکن اب گرفت جاتے والی ہے اور انہوں نے اس سیاست دان کو بیرے بارے میں پکو بھی شائع کرنے سے بھیں روکا کیونکہ جب چند ماہ بعد گرفت جاتے گی تو ہمیں حکومت میں بیرے بیکس کو استھان کر کے تاکہ وہ غلامیں گے۔ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اور ان کا تباہ ان پرور کرش میں سے ہیں جو اس حکومت کے ذریعہ تباہ ہیں بعد میں انکی گرفت سے دو ہماری بھی پہنچ لے جائیں گے مگر ہمارے دوں ریکارڈ خراب ہو جائے گا۔“

”غم، جاگیر اپنا کچھ کر فتحیں چاہتا۔ اس باری ایڈ جیدر کا لپھ پلے سے تھاں پر تھا۔“

”Oh really“

چاہیں بھری شادی کر سکتے ہیں۔

”درست طرف سے ایڈ جیدر نے ایک گمراہ انسان لایا۔“

”آپ خاصوش بکیں ہو گئے ہیں۔“ ہم نے طرفی انداز میں کہا۔

”تم اتفاقات بات کر رہے ہیں اور احتجاجات ہاتھ کو کاٹ کر جو بھیں ہوتے۔“

”انکل ایں کوئی پچھنیں ہوں کہ اسی چالوں کو نہ بکھوں، پہاڑ سے کہیں اب جو زیں رشتہ داری اس مشر

سے۔ اب دس کی قیمت پر ہمیں خادی اس قصہ کی تینی سے تکیں جو ہے دس دن گے، لیکن چند ماہ بعد گرفت جلی

جائے گی اور انکی گرفت بھی جگہ گرفت کے تمام رشتہ دار پورے کرش میں پر ہو کر جو لالے گی اولیں ذی بنا دے گی باہر

وہ پسکو گردے گی جو بے کار ہیں۔“

”تم امکانات کی بات کر رہے ہو۔“ ایڈ جیدر کا لپھ بہت خشندا تھا۔

”میں حقائق کی بات کر رہا ہوں اگر یہ امکان ہے تو پہاڑ اسلام آباد میں جم کر کیں جس پڑھتے ہوئے ہیں۔“ اگلی

پہنچ لیتے ہے کہوں لگھا رہے ہیں میں میں میں لکھ لیو کہوں جو حالا ہے انہوں نے جگہ وہ بالکل تیک ہیں اور آپ انگلینڈ

سے اسلام آباد کیوں آگئے ہیں۔“

”غم، جاہر سے اور جاگیر کے ساتھ کوئی کوئا ہاتھا ہوں، میں اتنی ایسا ہاتھا ہوں۔ تم بھیں آؤ اسے

سامنے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔“ ایڈ جیدر نے بہت پر سکون اخواز میں مخصوص چہرہ کر دی۔

”جیسیں میں تھے اب کوئی آسان سامنہ نہیں کر اگر وہ سب کچھ پہلوں میں لے گئے ہیں تو کیوں کی سب کچھ

بھی انہیں سروں میں نہیں رکھ سکے گی۔ وہ اپنی باقی زندگی بیتل میں گواریں گے یا کسی دوسرے کرش میں فرار کوکر۔“

”تم چانتے ہو اس سے کیا ہوگا۔“ ہماری پوری بیتل Suffer کرے گی۔ رپورٹش خراب ہو جائے گی

”بے ذوقی مت کرو۔“ میں جاگیر سے بات کر کھا ہوں۔ پہلوں نے تھاں سے اور چند درجے سے آئی فربز کے بارے میں جو کوئی شائع یا کیا ہے۔ اس میں جاگیر کا تھیں ہے۔ وہ تو خود نہ ہے زد کی وجہ کر جمان ہوا ہے۔ اس نے مجھے تباہی کے ساتھ پہنچا کیا تھا کہ اس پہنچ کے ساتھ کوئی تو تھاں سے لئے سروں میں رہتا ہے۔“

”میں سب کو جانتا ہوں، کون کیا کہ رہا ہے اور کیوں کو رہا ہے۔ آپ صرف پاپا کو یہ اطلاع دے دیں کہ وہ ملک کا خود نہ ہے زد کی وجہ کر جمان ہوا ہے۔ انہیں بھروسے ہیں تھیں عادت ہے کہ ان کے بارے میں بھی کچھ خوبیں لکھنے کا ہے کافی پہنچ آئیں۔“ عمر کا لپھ تھا۔

”عمر، پکھنیں کرو گے۔“ یارا کیوں کہا ہے جیسیں بھاں آزاد اسلام آباد میں تھاہری اور جاگیر کی بات کروانا ہوں۔ کوئی حل سچے ہیں۔“ یارا جیدر نے مصالحت اندرا میں بھیجے سے کہا۔

”شما اپنے اس سے کہتی ہاتھ فیض کا پختا اب باقاعدہ تھات رہا ہی نہیں، وہ جیوے لئے ہر راست بند کرتے چاہے ہیں۔“

”اس میں جاگیر کا کیا حصہ ہے۔“ تم نے امریکہ میں جو کچھ کیا۔ اینجیز کے آدمیوں نے اس کے بارے میں گرفت جت کو پورٹ کر دی۔ اب اگر اس رپورٹ میں سے کوئی Excerpts کے ہاتھ مل گئے اور پہلوں نے شائع کر دیتے تو اس میں جاگیر کی انولون کہاں سے ہاتھ ہوتی ہے۔“

”اور انگلیزی کے بارے میں کیا خیال ہے۔ وہ بھی پہلوں سے شروع کر دیتی ہے؟“

غم، جاہر سے خلاف بہت Serious offense تھا۔“ تھا۔ اب غابرہ بے انگلیز کا پھر جس کے لئے کیا اور پہلوں کے کہتے ہیں کہا۔

”تم نے امریکہ میں جو کچھ کیا ہے کے لئے کیا اور پہلوں کے کہتے ہیں کہا۔“

”خاف نہ تھا چانے، یا انگلیزی بھی ان ہی کی خلاف شروع ہوئی تھا۔“ اینجیز کے لوگ اسے ہوتا ہے۔ اینجیز کے اس طرف اپنے فرائیں آٹک کر لیا اور پہلوں کے بارے میں وہ ایک لفظ تھا۔ رپورٹ فیصل کر کے اور اس لکھ میں پہلوں کے سارے افراد کے بارے میں وہی کوئا ہے۔“

”پہلوں اس طرح لیکے آٹک نہیں ہوتی۔“ ”غم کا اشتیاب بوسٹا جا رہا تھا۔“

”وکیوں ہمارا تم۔“ ہم نے ایڈ جیدر کی پات کاٹ دی۔

”میں نے اگر بھی میں فائز اور پہلوں کی کاہیز کی پوچھیا ہیں تو پہلوں کے کہتے ہیں کہیں۔“ آپ کیا کر لیتے ہیں اگر آپ کا پاس آپ کے پاس موجود فلکر کی کوئی بھروسے کے لئے کہے اور وہ میں آپ کا بھاپ بھی ہو جس نے

رسے روڑا اور گیئر کی خلاف روڑی کرتے ہوئے اپنے چہرے پر سوچ رہے تھے اور وہ میں پڑھتے ہوئے اسی لئے کہا۔“

”غم اسیکل پر اس طرح کی ہاتھ میں کہا۔“ پہنچ کے کہتے ہیں سچا جا رہا ہے تو سنا جائے۔“ وہ بھرا سروں ریکارڈ خراب کرنے پر تھے۔

سنس لے کر انہوں نے چاکری معاون کا نمبر لانا شروع کر دیا۔

☆☆☆

"پانچ سی بیانوں کی بات کرنی ہے عمر سے، کہہ رہا تھا مجھے فون کر کے تارے گا گھر ابھی تک فون می ہی تو تکن کیا اس نے۔"

لئے کرتے ہوئے ہاؤ مسلسل عمر کے ہارے میں پریشان ہو رہی تھیں۔ علیہ وہ ان کی بڑی بات سنتے ہوئے غامبڑی سے کھانا کا ماری تھی۔

"تم فراون کو مرکر کر۔" بلا خدا نو نے اس سے کہا۔  
"فون کرنے سے کیا ہو گا؟"

"میں بات تو کروں ہاں سے پا اتے پلے کرایا کو اس سے کیا بات کرنی تھی۔"

"نازوا آپ کو پریشان ہوئے کی ضرورت نہیں ہے اُنکل کے حامل کے حوالے سے یقینی بات کرنی ہوں ہیں تاہم والی بات ہوتی تو اُنکل آپ کو تباہ دیجئے یا بھر عربی اُپ کو تباہ۔" علیہ وہ اُپ کی مطہری تھی۔

"میں کیلئے کوئی بات ضرور ہے۔ مجھے لگتا ہے۔ اس کا باہر چاکری سے ساختہ کی جھڑواہی ہے۔" وہ کہ کہہ بھی رہا تھا۔

"تو یکون یقینی بات ہے چند ماہ پہلے بھی تو یقینی جھڑواہا تھا۔ اُنکل جھاٹکی اور اس کے درمیان قبیلہ یہ جھڑے ہوتے رہتے ہیں۔" علیہ وہ ناؤں کو طعن کرنے کی کوشش کی۔

"بھروسی کچھ ڈالنا پا چاہئے، تم مرکوز کرو۔" ناؤنے صاریخی۔  
"کھانا تو کھائیں دیں یا پھر کوئی نہیں۔" علیہ کو ان کے اصرار سے کچھ ایسیں ہوں۔

کھانا کھانے کے بعد علیہ نے حمر کے سروہاں کا نہیں دیکھا۔  
"موبائل آپ ہے۔" اس نے ناؤں کو طلایع دی۔

"تم ہوئی میں فون کر۔" ناؤنے بات دی۔  
علیہ نے نہیں دیکھا۔ اس کی بھروسی تک کے بعد نہیں کی اپنی کچھ کے قدر ہر سے اس کا ردابہ ہو گیا۔

"ناؤنے آپ سے بات کرنا چاہدی تھی۔" اس نے عمر کی آزادی سنتے ہی رسیدور ناؤ کو تھادی۔  
"یلوگر بھی اب کیا سکتے ہے؟" وہ اُنکا بولا گا۔

"تم نے مجھے دوبارہ فون نہیں کیا۔ ایسا ہے بات ہو گئی تھا؟"

"ہاں ہو گئی؟"  
"کیا کہا اس نے تم سے؟"

"اپ نے آج کا نہیں کھرد کیا؟" مرے جو اس سوال پر پچھا۔  
"ہاں دیکھا ہے۔"

"بھروسی آپ پوری تھیں۔"

ہماری، جا گئی کارکرہ فتح ہو گا تو چھار گھنی فتح ہو چاہے گا۔" ایسا چھیر کیلئے پر بلدا اور میں بولے۔  
"مجھے کچھ کو روشنی ہے نہ ملی کی دسپے کریں۔ اگر کچھ فتح ہو رہے ہے تو فتح ہو چاہے بلکہ سب کچھ فتح ہو جانے دیں۔"

"عمران چنانہ ہو رہے ہو، ذرا خشدے دل و دماغ سے سوچو، اگر پہلی میں تھا رے ہارے میں کچھ آسمی گیا ہے تو اس کو رکا پس کیا جاسکتا ہے۔ تم اپنے آپ نہیں ہو رہے گی آپ نہیں ہو رہے گا آپ نہیں ہو رہے گا۔ ان کی فیصلہ بھی ہاتھ پا ہیں مارس گی۔" ہم کسی نہ کسی طرح تکوڑی کو Delay کروالیں گے۔ چنانچہ دیکھیں یہ اپنے جلدی انکو اڑی کر دانا بھی پا ہی تو فتح کو ہر ایسی بڑی جگہ اگر اس نے کی ہے۔

"لیکن بھرے سروں ریکارڈ میں یہ سب کچھ آپ جانے گا۔"  
"اس کے ہارے میں بھی کچھ دیکھ لیں گے۔"

"تو یہ رہکے جب پہلا کے بارے میں پہلی پٹکوٹاں کرے تو آپ بالکل اسی طریقے سے سارے سماں کو پہلی کریں، جس طرح آپ بھرے سارے میں پہلی پٹکوٹاں کرے کہا ہے۔" دو اپنی باتیں پر ادا ہوتا۔

"انہوں نے بھرے ساتھ بول کیا ہے میں بھی ان کے ساتھ دیکھ کروں گا۔" کم از کم اب دیجھے استعمال کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی گے۔

"میں نے چھیں تیا کیا ہے کہ جا گئرنے یہ سب جیسی کروایا۔"  
"گھر انہوں نے یہ سب ہونے سے روکا گیا۔" اُنکل آپ اپنے بیٹے کے خلاف ایسی کوئی رپورٹ پہنچ کر آئے ہیں؟ خاص طور پر جب جب دو اپنے کے کچھ پر ہی سب کو کرنا ہوا۔

ایسا چھیر اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

"کوئی اپنے گھر کے کئے کے ساتھ ہی وہ جیسی دو جیسی کارکرہ ساچھی کیا ہے۔ مجھے پوری طرح دلدل میں پھٹا دیا ہے۔ بھرے ہارے میں جو اہم اہم اہم آتے ہیں۔ ان کے بعد ہم تو کسی بھی نہیں دیکھا۔ مکاں صرف اس گھنگی کی وجہ سے فارم سروں پھر کوڑا کیا تھا کہ نہیں دیاں ہوں گا۔ مجھے سارے طرح کے کام کرنا پڑیں گے اور پہلا بھٹکے بیان ہی رہنے دیں دے رہے۔ اگر درپورت اس حصہ نے پہلی بھٹکے بیان ہے جب میں کسی نہیں انہوں نے روکا ہے۔" گھر جا چکری معاون کی اپنی ذات آجائے جاں تو انہیں اور پوچھنے گئے تو فتح میں آجھی کافی اولاد ہیں اگر یہ ساتھ یہ سب کچھ کیسے چوری میں گی ان کا لالا نہیں کروں گا۔

انہیں ان ہی کی رہاں میں جواب دیں گا۔ "اس نے فون بند کر دیا۔" Enough is enough. Now I'll pay him in the same coin.

ایسا چھیر پر بیانی کے عالم میں اس کا گھر دوبارہ ملکا شروع کیا۔ موبائل آپ کر دیا گیا تھا۔ ایک گھری

لاؤچ کے بجائے ایکسی کے آفس میں پہنچے ہوں اور آپ کا ہاں جو آپ کا باپ بھی ہو وہ آپ سے یہ کہ کہاں  
فائل کی کامیابی کی ایئے نیشن کو دے دی جو کچھ بول رکھ تو آپ ان کامیابی کر سکتے۔ آپ کس طرح امدادیں کر سکتے  
ہیں یہ کہیں کے کہیں نہیں ہوں گا یا ایسا یہب الوٹ کے بارے میں کوئی تقریب شروع کر دیں گے ایسا کرنے کے بعد  
آپ اس آفس میں کئی دیر اور دن بیٹھ کر ہیں جہاں کے چڑا ہی سے لے کر ہمپڑے تک سب ایک چیز ہوں۔“  
”چچا تجھ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے خدا۔“ ہانوئے افسر کی سے کہا۔

”یہ جلد آپ نے چکنیں سال دیے ہے کہیں سال پلے آپ اپنے جیے کو ہات کرہوتیں تو شاید وہ  
چد لئے سچا ہو گیں کہاں چاہئے اور کیا نہیں کتاب ہو جائے اس کے لئے یہکے سچی جملہ ہے ان  
فائل کے تبدیل ہر بار کے پاس اسے ڈالوڑا گئے ہیں کہاں سے غربی جانے والی چیزیں کی بھی رشتے سے  
نیاوارہ بھیک ہوں گیں۔“

ٹیکروں کا نہ اڑا جسیں ہوا کہا کی باتیں زیادہ تھیں یادو کی جو دو اپنے اندر اٹھلیں رہی تھیں۔  
”اب کیا ہو گا؟“ ہانوئے اس کی بات کے جواب میں کہا۔

”پانیں۔“ ہانوئے کہنے کے اپلاستے۔  
”بیس ہر بارے پا پاپا کے غافل جو گھنی بھر جیں، میں نہیں پہنچ پہنچ کے دریے سامنے لا رہا ہوں۔“

پانے نہیں دوئے کی کوشش کی ہے۔ میں نہیں دوئے کی کوشش کروں گا۔“  
اس کے لئے جیسیں یہب سرو ہری تھی۔

لئی دی پڑھیجے کا نہ اٹھان شہر ہو چکا تھا۔ وہ اب کافی پینے کے ساخن جوڑوں کی طرف متوجہ تھا۔  
”اور تمہارا کیا ہو گا؟“ ہانوئے اس کے لئے نظر دھی۔

”بیرا؟“ وہ ”ہشنا“ کہو گئیں پھر تھی یا سیئے سطل ہوں گا پھر دوبارہ پوٹنگل مل جائے گی۔ البتہ ریکارڈ  
خواب ہو جائے گا لہنگر کو تھاں پوچھنے کا وہ مصال ہوں گے۔ ان خوبیں اور بریں Suspension سے۔ وہ واقعی

بہت خوش تھت آئیں ہیں اسپ کا رہ بہت اٹھی کے بھاڑھا تھے۔ ”وہ تو وی ایکریں پڑھنے جائے کہہ رہا تھا۔  
”آن کراچی میں کچھ اسلامی مداروں نے مسروق صاحبی شہزادہ شیر کی اوس وقت گولی مار کر بلاک کر دیا  
جس دے اپنے آفس میں تھے۔ متوالی ایک صرف اول کے انکش اخبار کے ایٹھر تھے جلد آور جانے سے پہلے ان کے  
آفس میں موجود تمام دستاویزات کو آگ لگ کر۔ پسیسے مقدمہ درج کر کے قبیل شروع کر دی ہے وہی اعلیٰ اور  
کوئی نہ اس حادث پر دلی افسوس۔“

”ایکی قاتی وہ روز کے لئل ہائیکس محکومت لا ایڈن آرڈر کو تیک کیوں نہیں کر پائی۔“  
ہانوئے جو دوسری بات نے ٹھروں کی سوچیں کا تسلیل تو دیا۔ اُنہی پاب خود کا ساری کوئی اور خبر پڑھ رہی تھی۔

”جھیں کیا ہوا ہے مر؟“ ٹھرو نے ناٹکی آواز پر چونک کر عروکو روکھا۔ وہ ہوٹن پہنچنے والے جو چرے کے  
سامنے سونے کی پشت سے تک لگائے ہوئے تھا۔

”کیا مطلب؟“

”قافن سروں کے کچھ آٹھیز کے بارے میں فرشت چچ پر ایک اہل لائن ہے اسے زرافر سے پڑھ لیں۔  
اس میں براہما نہیں دیا گی مگر میرے محمد اور پوٹنگل کو جا لے کے کہو افاریش دی گئی ہے۔ اکل یا زادس  
کے سلسلے میں بات کہا چاہے تھے۔ میرے خلاف اکوڑی ہونے والی ہے جو دن ہوں تک مجھے  
(Suspend) کر دیا جائے گا۔“

اس نے ایک بھری سانس سے کہا تھا۔ ہانوئے ۲۴ مارچ ۱۹۷۳ء کی تھیں۔

”کمر کیا ہو گا؟“ ۲۴ مارچ کیا کہا ہے کہہ جھیں (Suspend) کر رہے ہیں۔“  
”کمر! اس دوست ہو جسے کہو تھے پوچھیں، میں رات کو آپ کی طرف آؤں گا۔ کھانا آپ کے سامنے  
کھاؤ گا۔ آپ آپ کسب کر جاؤ گا۔“

”لیکے ہے میرات کو تھا اس اتفاق کر کوئی پوچھا۔“ ہانوئے خاصہ کہہ کر قوف پوچھا۔  
”عمر کو سطل رہ رہے ہیں؟“ ٹھرو نے ہانوئے کو دیکھ کر اس سے پوچھا۔

”اُن آم زدرا جن کا نہیں کھڑا تھا؟“ ہانوئے مددگار نظر آئے گی تھی۔  
”ٹھرو اخبار کے کاران کے پاس آگئی۔“ دیکھ کر دیکھ نظر آئے گی تھی۔ ہانوئے اخبار پے سامنے  
پھیلایا۔ ٹھرو نے اپنیں دھرم بھی کیا۔

”خاہی اور بعد اپنیوں نے رخایا۔“

”خود ہرجز میں میر کے پیغمبیر و مخدوس کی طرف بڑا جایا۔“  
”ہاں۔“ ہانوئے میر کے پیغمبیر و مخدوس کی طرف بڑا جایا۔

”میرے یہ سچے بھوکیں کیا؟“ وہ بھی جوست سے چیخ آئی۔ ”جسے بھیں نہیں آرہا کہ عمر بھی یہ سب کر  
سکتا ہے۔“ خوب پڑ کر اس کے پیغمبیر پر بھیتی اکبر اپنی تھی۔

رات کو رک کر آنے کے بعد دو دن انگریزی مدنی کے کامیں دیا گئی اس کے پارے میں بات کرنی رہیں۔  
گھر جب دیا تو اس کے پیغمبیر کے کھاتے نے ان دونوں کو حجران کیا۔

خلاف قوقچے دوہرہت پر سکون اور مطہن نظر آبھا تھا۔ کہانے کی بیڑ پر وہ ہانوئے خلف کو سکس کرنا  
ہے۔ ٹھرو اس کے پیغمبیر کو نوٹ سے دیکھی رہی وہ بھیش کی طرح بڑے اہمیت سے اپنے آپ کو چھبائے ہوئے تھا۔  
اس کے پیغمبیر سے یہ ایذا کا مکمل تھا کہ وہ کیم کی مکمل پایاریاں سے دوچار تھا۔

کہانے کے بعد تو ہجوم کاٹی پہنچنے کے اور جب ہانوئے خود بات شروع کی۔  
”تم نے یہ سچے بھوکیں کیا؟“

”آپ کے کہیے کے لئے کیا؟“ اس نے ایک لمحے کے قوقت کے نیزہ کیا۔  
”جھیں بھیں کہا پا ہے تھا۔“

”یہاں اس دوست کافی کے سب لیتے ہوئے یہ شورہ دینا بہت آسان ہے کرنی! اگر جب آپ نہیں  
وی

اور وہ انقرنیں بھری آگھوں پر سب اچھا ہے کی پتی نامہ میں رہے۔  
”ایسا نہیں ہے۔“ عمر نے دمدم آواز میں کہا۔

”ایسا ہے۔ مجھے کچھ اعتماد ہے۔ کوئی کی تھے۔“

”تم میں میں اچھے اعتماد کے مطابق اور کوئی خالی نہیں ہے۔“ عمر نے چھے سے اسے لفظیں دلانا

چاہتا۔

”لوگوں کو جسم سے بارے میں بات کرنے کا بہت سخت ہے۔“ وہ عمر کی بات سے بغیر بولنے لگی۔ ”پاپے وہ

آپ ہوں یا پھر نہ ہو۔“ جو ایک نے زندگی کا مستقبل علیہ پڑھو کر کہا بنا لیا ہے۔“

مرپوک کچھ کہتے رکھ کیا۔ ”میں اسکے آگئی ہوں اس سب سے۔“ برچخ کی ایک حدودیت ہے۔

”جیسیں ہم لوگوں سے فکار تھیں ہیں؟“ عمر نے اسے غرضے دیکھنے کے لئے کہا۔

”پاپیں۔“ وہ حدودیہ پڑھا تھا آپ۔

”میں کوئوں کے لئے اپنے بھروسے میں سے کسی کے پاس پہنچا چاہو۔“

”کوئی جاؤں؟“ وہ یہ کہتے سے اکبر گئی۔

”تمہارا پوتا شہنشاہ درود ہو جائے گا۔“ خود کو بہتر جو سوں کروں گی تم۔“

”خوبی کے پاس پاک خود کو بہتر جو سوں کروں گی، میں۔“ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اکبر مجھے

انیں زندگی سے نکال پکے ہیں تو میں نے بھی انہیں اپنی زندگی سے نکال دیا ہے۔ میں وہاڑہ کہی ان دونوں سے لفڑیاں چاہتی۔

”لیکے ہے ان کے پاس مت چاہ۔ کہنیں اور پہنچا جاؤ۔“ کوئی جگہ میں کے ساتھ۔

”مجھے ہاتھ کے ساتھ بھی کہنیں جاؤ۔“ ”کریڈ پاکے ساتھ پہنچا چاہو۔“

”ان کے ساتھ بھی کہنیں جاؤ۔“ اکیلے جانا چاہتی ہو؟“

”مجھے بھیں ہا۔ پاڑا رایے نہ لکھ۔“ وہ اس سے بھرپور تھی۔

”کیا یہ اٹھ پہنچا جاؤ؟ کیون اس طرح کریڈ ہو؟“

”آپ میں سے کوئی بھی بھرپور ہمارا نہیں کر سکتا کیونکہ آپ میں سے کوئی ملبوہ سکھر نہیں ہے۔“

”لیکے ہے ہم میں سے کوئی بھرپور ہے پھر کوئی نہیں بھکھ کیا کہ ہم طبیہ سکھر نہیں ہیں مگر تم خدا اپنے

ساتھ کیا کر رہی ہو؟ تم نے یہ سوچا ہے؟“

”میں بوجگی کر رہی ہوں فیک کر رہی ہوں۔“

”تم نیکیں کر رہیں۔ تم اپنی زندگی اور خود کو شائع کر رہی ہو۔“

”اگر میں اپنا کر رہی ہوں تو مجھے کرنے دیں۔“

”چار پانچ سال بعد تم کہاں کھڑی ہو گی۔ کیا تم نے بھی یہ سوچا ہے؟“ عمر کا لہو یک دن ہم گیا۔

## باب ۳۵

مرس اس کا پچھہ دیکھنے لگا۔

”آپ کریں گے مجھ سے شادی؟“ ملیریہ کا انداز اس بار پہلے سے میں زیادہ اکبر تھا۔

”مریکہ دم فس چا۔“ ”ماں کر رہی ہو؟“

”جیسیں۔ میں مذاق نہیں کر رہی۔ میں ہاںکل سمجھیہ ہوں اور آپ نے ایسا سوچا کہیں کہ میں آپ سے اس بارے میں مذاق کر دیں گی۔“

”عمر کی سکھتی ناہیں ہو گئی۔“

”تائیں۔ آپ کریں گے مجھے شادی؟“ وہ اپنی بھی کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔ ”آپ خاموش کیلے ہیں؟“

”ہر سوال کا جواب ضروری ہوتا ہے کیا؟“

”ہاں ضروری ہوتا ہے کہم از کم اس سوال کا جواب میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔“

”مرس اس کا پچھہ دیکھا جائے اس نے حکم انداز میں کہا۔“ ”جیسیں۔“

”بلیزہ کی رکٹ ختنہ ہوں ہمارے پر ایک مکابرہ اگری۔“ ”حس پاٹی تھی، آپ کا جواب یہ ہو گا۔“ میں اسے بھرنے سے بھی جانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ وہ انقرنیں سے آفرینش سے شادی سے انکار کیوں

کیا۔ کہنی اسکی خانی ہو گی۔ مجھے میں کہ اس سے مجھے صرف جنم پاس کھا۔ مجھے سے مستقل تعلیم نہیں جزو اور میں نے

مجھے بھی تھا۔ رچے کے کھنڈ نہیں کرنا ہے۔ میں بھی سب کچھ سوچ کر کہو جائیں۔ آپ جب سے ہمارا آئے ہیں۔

”بھائیوں میں ذرا انحراف نہیں ہے۔“ میں کوئی بھائیوں نہیں ہے۔ مجھے بہت ساری کوئی بھائیوں ہیں۔ آپ کو

بھائیوں سے انہار بھت نہیں کیا۔ ”اس کے لئے کہا۔“

”بلیزہ،“ ”مرے کے سچے کچھ کی کوشش کی۔

”آپ مجھے بات کرنے دیں، روکیں نہیں۔ مجھ میں کوئی ایسی خانی تو ہو گی جس کو کر کرنے کے لئے آپ

پہنچانا چاہتی تھی۔ ”آپ دس سال کے تھے جب آپ کے بیٹے میں طلاق ہوئی۔ کیا آپ نے پوچھی موسوں میں کیا؟“  
کیا آپ کو کوئی ذریعہ نہیں ہوا؟“ وہ اب اس کو پوچھ کر رہی تھی۔ ”میرجا تاکہ راکل کو پیدا نہ کرے ہیں آپ؟“  
انہاگی کی شکل دیکھنے پر یاد کیوں نہیں؟ اپنے سوتینجی بیجن میں جای ہوں گا، ہام کیا لیا آپ نے۔“

”تم مجھے سے کیا جانانا چاہتے ہوں ملڑو؟“ عمر کا بھرپور سکن کرتا۔ طبع پر چکنی۔  
”قی..... مرفت ہے۔“ وہ حکم حراج کیک آپ نے سمجھنے میں تباہی۔“

”عجیب ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ سے غرفت ہے۔“ عجیب ہے کہ میں اچھے ان دونوں کو صاف نہیں  
کر سکتا۔ عجیب ہے کہ میں ان دونوں میں سے کسی کی بھی مرثتی نہیں کرتا۔ عجیب ہے کہ میرے سوتینجی ہم بھائی  
میرے کے کوئی اہمیت نہ رکھتے۔ عجیب ہے کہ مجھے ان لوگوں کے بونے پاہدھنے سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔  
عجیب ہے کہ مرد سال پہلے ان دونوں کے درمیان ہوتے والی علیحدگی کی یاد اگئی بھی ایک گرم ملاخ کی طرح میرے  
دوسریں اپنی تباہی۔“ وہ اب رہا جاتا۔

”عجیب ہے کہ تمہاری طرح مجھے بھی دنیا میں اپنے ماں باپ سے زیادہ خوفزش کی کوئی نہیں لگتا۔“ عجیب ہے کہ  
تمہاری طرح میں بھی بہت غصہ ہے۔ میرے بھوکھاں کے لئے ایک سارا چاہو جھٹ کے فروٹ طاجن۔ عجیب ہے کہ  
تمہاری طرح میں نے ایک ہار پلٹک بولدا کر خود کی کوشش کی۔ عجیب ہے کہ اب بھی تمہاری طرح مجھے بھی اپنی  
زندگی کا کوئی مقصود نظر نہیں آتا۔ اور عجیب ہے کہ اس سب کے باہر دراب میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ کیا اتنا  
کافی ہے یا تم پکارو جسی سمنا پاہتی ہیں؟“ اس کا پھر یہ سب تائے ہوئے اپنے باہر اور الجا مطمئن تھا کہ  
ٹھوڑے کوئی لذت ہے۔ اپنے بارے میں بات کرنے کے بجائے کسی دوسرے کی بات کر رہا ہو۔ یا مجھ کی ایک کے  
ایسا اسکرپٹ۔ وکی کر پڑتے کی کوشش کی۔ عجیب ہے۔

”عنہیں صرف تکفیل سے چاہنا چاہا ہوں۔“ عمر نے بھیگی سے کہا۔ ”میں اس رستے سے پہلے گزر  
پاہوں، جاتا ہوں کیاں گڑھا ہے۔ کیاں چرخ۔ کیاں چرخ۔ کیاں چرخ۔ تو کوئی نہیں کہتا۔ کیاں گھنٹوں کے لئے کارنے کا خدش  
ہے اور میں پاہتا ہوں تم اس رستے سے گزرتے ہوئے دہاں ٹھوک رکھا ہو۔ جہاں میں کما کچا ہوں۔“ وہ چپ چاپ  
اسے بھرتی رہی۔

”میں اس طبق Lost generation ہیں۔“ ہمارے پیچے کی قائم بجلدا چاہتے ہیں ہمارے آگے کیا  
ہے ہمارے لئے ڈھونڈنا مطلک ہے۔ ہم کہنیں نہیں کہون۔ ہمارے لئے ہے۔“  
اسے عمر کی اولاد میں اندر گئی محسوس ہوئی۔

”تم بپڑے گھوں میں رہتے ہیں۔“ زندگی میں ان اسکاتاں سے محفوظ ہوتے ہیں جو اس لک کی  
نہاد آبادی کی پاس نہیں ہے۔ خانداریاں سے لے کر بہترن احوال میں ملے والی تعلیم کے۔ کیا بھی چیز  
نادر سائی سے باہر نہیں ہوئی۔ لجن جب سوال روشنوں کا آتا ہے تو ہمارے چاروں طرف اسی تاریکی چاہا تھا۔  
میں پہنچو بھی ڈھونڈنا مطلک ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے اس زندگی سے باہر بھی کچھ نہیں ہے۔ ہمارا تقدیر بھی  
ہے کہ ہم ان روشنوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ جو نہیں معمولی لکھتے ہیں۔“ دوبل رہا تھا۔

”یہ زندگی ہے؟“

”بہت زیادہ۔“ بچھے اخادرہ سال سے میں بالکل ایکی ہوں کیا میری کسی کمزوریت ہے۔  
میرے بھرپور میں نہیں۔“ وہ اپنی زندگی کی رہبے ہیں۔ تاؤ اور ہاؤ کا نہیں ان کے لئے اور ہبٹ سے لوگ ہیں۔  
شہزادا پاہی بھی اور ہبٹ سے فریڈز ہیں۔ ہر شخص کے پاس میرام اببل ہے۔ میرمیری کیا ضرورت ہے۔“  
وہ پھر اسی اپنی انتشار کا جلد نظر آئی۔

”تمہاری زندگی میں یہ Meaninglessness ہے۔“ اس نے لے لئے کیوں تم اپنی زندگی کو سوچئے کچھ بھر  
گزارنے کی کوشش کری رہی۔“ زندگی کو پاہنچ طریقے سے دیکھی تو دنیا کا ایک اپنی سمجھیں جلد نظر آ جائے گی۔  
میرنگکو طریقے سے دیکھی تو کوئی کوئی قوم خود کو کہیں گی کہ کہیں سکوگی۔“ عمر اسے سمجھانے کی پوچش کی۔  
علیورہ ٹکلیں بچکے بھرپور بہنے پاہنچرے کے ساتھا دیکھنی رہی۔

”جیسیں ایک بہت بیلی اور ابھی زندگی گزارنی ہے۔“ پس سکون اور با مقصد زندگی۔“ میر بولتا رہا۔“ کس  
کس کے لئے درست ہوئی۔ اور کس کے۔ پھر ایک دن تھیں ہو ہوتا ہے۔“ میر جنم اتنا دلت سنائی  
کر جائی ہوگی کہ تم اپنی بھی کفری نہیں ہو پاہی۔ ہر طرف تھم ایک اندیشی کی آئے خوبی سرے پو ہوگی۔ تب واپسی کا  
راستہ تم بھول کر جائیں گے۔“ میر کو کوئی رہت نہیں ہوگا۔“ ہمچر کیا کوئی رہی؟“  
علیورہ اب بھی ہاتھ پر چھپرے کے ساتھا سے دکھری تھی۔“ جس کے اخبار سے دکھری تھی۔“ اس کے جواب کا اختصار رہتا تھا۔  
”آپ ایک انجانی میگ بانشان ہیں۔“ وہ ملبوس سے اس جواب کی توق نہیں کر رہا تھا۔“ آپ مجھے وہ  
چھپسی سکھانا چاہتے ہیں جس جو ڈھونڈ پا کوئی نہیں۔“ عمر ساکرتا رہ۔“ زندگی کے ایک اپنے کو جی کہا ہے؟ کیا  
آپ خودی جانتے ہیں؟“ میر کو بول نہیں سکا۔

”علیورہ اب جیسے کہ کوئی کوشش کی کوشش کر رہی تھی۔“ آپ کو تباہے ڈھونڈ دیجئے آپ پر لکھاں آتا ہے؟“  
”میر کا چہرہ مرن جاو۔“ تکنی ہمدردی محسوس ہوتی ہے آپ کے لئے۔“ وہ انجانی بے رو سے اس کی  
غصیت کی پریشان اتارتی تھی۔“ آپ اور میں دونوں زندگی میں ایک یہ جگہ کھڑے ہیں۔ میں فرق یہ ہے کہ  
آپ کو خود کو چھپانا آتا ہے۔“ مجھے نہیں آتا۔“ میر کو وہ یک دم بہت بھرپور گی۔ دو اس کی بات میں مغلظت  
کے بغیر است ویکھتا رہا۔

”کیا آپ نے خود ہر چیز کے ساتھ کہہ رہا کر لیا ہے؟“ وہ اب اس سے پوچھ رہا تھا۔  
”کس پیچے سا سمجھے؟“

”اپنے بھڑک کی سطحی کے ساتھ؟“ وہ کچھ نہیں بولا۔ علیورہ کے ہونوں پر ایک فتحارہ کسراہت ابھری۔  
”اور آپ چاہتے ہیں میں یہ بھول جاؤں کہ میرے بھڑک اپنی الگ نیاباں کچھ کیے ہیں۔“ وہ اب سے تکلیف

اس نے بات کا موضوع بدل دیا۔ علیہ ہو ایک دھپکا لگا۔  
”کیوں؟“

"انگریز دوے پکا ہوں میں اب رذک کا تھار کرنے کے  
چدہ ماں گج جائیں کہ۔ پھر فرنگ شروع ہوتے ہوئے سات آٹھیں  
بیان تو میں رہ لکا۔ دو بیس جا کر سکون سے کھو دلت کا زار گا۔  
لے اپنیں چاڑاں پا پھر الکینڈریکن کو تھیں جاتا ہوں۔ پاکستان  
آگیا ہوں۔" اس نے قصہ سے اندازہ کر گم تباہتے ہوئے کہا۔

”آپ مند جائیں۔“

"کیوں بھتی، کیوں نہ جاؤں۔ کہیں یاد ہے جب:  
عمر نے اسے مارنا لامسا وہ کچھ خلائق کا ایک امیر گزارا۔

مرے اے یاد دلایا۔ وہ پھر سی ہوئی۔  
”تب اور بات تھی۔“

”اب کیا ہے۔“

"اب مجھے آپ کے یہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے  
"مجھے وابس آنا دلی ہے لیکن کچھ ماڈل بات ہے مجھ تکنیک  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال پر اس طرح جواب دیا

مرے اسے ہی دی۔  
”میں آپ کو بہت مس کروں گی۔“

"میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے یہ کہ علیزہ مکندر بھئے مس کرے گی۔"

”میں سیر لیں ہوں۔“

"اگر تم سائیکلوجسٹ سے دبابرہ اپنا علاج شروع کردا تو تم  
"میں علاج کر داں گی،" ملکہ نے اپنے تھہ کے

"ٹھک کے بھر میں، وہ کہا کہ جلد بست جلد ہے۔

میک ہے پر سی و مدد رہا جوں نہ سی بھبھیہ کیا  
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ علیزہ نے کچھ بے جان انداز میں اس سے

"تو کل ہم دوبارہ پہلے والی علیزہ سے ملیں گے۔ لمحک۔"

"کرٹی کو تھارے کرے میں چھوڑ دوں؟" عمر نے جاتے جاتے پوچھا

”بھیں، میں خود اسے لے آتی ہوں۔“ علیزہ اپنی کرسی پر

—  
—  
—

”دیگا کوئی دروازہ نہیں ہوتا جسے کوئی کرم اس سے باہر نکل جائیں۔“ اس نے علمیہ کا جلد ہر لیٹری طبعہ نے مزید کھالا۔ ”دیگا کی صرف کمرکیاں ہوتی ہیں جن سے ہم باہر جاؤں کہتے ہیں۔ بعض رضا یہ کمرکیاں دنیا سے ہمارے درکار کا تھیں۔ بعض دفعہ یہ اپنے اندر کے خطر کے حفاظت کا لئی ہیں۔ جو ہرگز اور فرار میں کمی مدد نہیں دیتی۔“  
دو چیزوں پر کھل بول رہا تھا۔ علیحدہ کو جوست ہوں اسی غیر کو اس طرح کی بحث پر کمی کرنے کا تھیں عاقبت۔  
”زندگی دو افراد میں شروع ہوتی ہے دس پر ختم ہوتی ہے۔“ دو افراد میں تمہارے لئے دو خبر ہے جس پر کمی تم بہت فضیلی۔ یہ سوچ کر کیا تم اس فضیل کے لئے خود کوئی کرمی جیسے۔

"زندگی میں انسان کو ایک عادت ضروری کہ لئی چاہئے جو حیرت آحمد سے کل جائے اسے بھول جانے کی عادت۔ یہ عادت بہت ایک لٹکیوں سے بجا دیتی ہے۔" دلبال پاراولی سے کہدا تھا۔

”انسان بیوں بیوں ہوئے آپ نے کسی سے محبت کی ہے اپنیں.....لیکن ٹھیں یہ مفرور جاتی ہوں کارا پا کوکی نے ہمیری طرح وچھے دیوبندی کیا ہوگا.....اس طرح کسی نے آپ کے احسانات کا ماقبل بینیں الیا ہوگا۔ جیسا  
وقتیں، زیرِ سماں کا“

ہمارے ایسا کام کیا جس کا نتیجہ میرے سامنے آیا۔  
ہمارے ایسا کام کیا جس کا نتیجہ میرے سامنے آیا۔

اب اس کا نام بیرس سرما جائے۔ کیونکہ اس کا پیشہ بے دخل ہے اس کا طبقہ اس کے مطابق ہے۔

”تم اتنی خوبصورت ہو کر آجے سے پانچ سال بپڑوں والی قرآن اور مرے ہیے بہت سے تھارے لئے اُن میں گئے ہوں گے، اور تین مگر کوئی، جیسی اس کم کو لوگ نہیں پائیں یعنی۔ اُن سے بچنے چوتی ہوئی چاہئے۔ کیجئے کہاں پر پہنچ کر رہے ہیں ناہل اور دیے۔“ وہ کس کا کہاں ادا رہا باقاعدہ اور انہوں نے کہا۔

"او! علیہ سکردا کا شور ایک بخدا خوش قصت گھس جوں گا۔"  
اس نے پچوں کی طرح مر راغوا کردی کھانا۔ غریر کے چہرے پر عجیبی مکارات تھی۔  
"میں کسی کو مجھ سے بچانے کا لئے کوئی تھکانہ نہیں دیں۔" کہ کچھ تھا۔

”غم جنمیں یو ہی مل کی بہت خوب سست لڑی ہوئی۔“ اس لے پھر بچکے گئے۔  
”خنس عرب چاکر کر کیلی چیز بکھر نہیں ہوگی کیونکہ مجھے شادی میرے سے کوئی بچی نہیں ہے۔“ مر نے پراؤں سے کہا۔

”کیوں؟“  
”بُن دیتے ہی..... بُنچے یہ آزادی اپنی لگتی ہے۔ جو ہی سے خالی سے سائل پیدا ہو جاتے ہیں اور میرے

پاس مسائل کی پہلے بھی کمی نہیں ہے۔  
”یہ تو بڑی نشانوں بات ہے۔“ علیخوہ کو اس کی رائے پر اعتراض ہوا۔

"چکن نہیں ہے۔"

"کیوں چکن نہیں ہے۔"

"وہ اس وقت صورت ہیں۔"

"میں تھوڑی در بعد کالون گا۔"

"وہ جب بھی صورت ہوں گے۔"

"کیا وہ ساری رات ہی صورت ہیں گے؟" "مرکا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔"

"ہو سکتا ہے۔ عمر نے فون فون دیا۔"

اس کے فون رکھتے ہی ناٹو نے اسے غاظب کیا۔

"کیا یہ بیان ہے عزمیں؟"

"کوئی پڑیاں نہیں ہے۔ اس نے اسی طرح جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔"

"ایسا کو کہاں بار بار فون کر رہے ہوں؟"

عمر نے ان کے سوال کے جواب میں کہا ہے۔ علیورہ نے عمر کے چہرے پر ٹکلی بار جھک دیکھی۔

"اپنی یا رہے شہزادگان کس روایا ہے۔" علیورہ نے پکھ دیکھا۔ اس کے سامنے زینتیں کھیلے گئے۔

"کیا کہہ رہے ہو تو؟" کوئن شہزاد؟" "ناٹو کے ہمراں تسلیے نہیں کیلیں کیں گی۔"

"آپ نے ایکنی وی حس جو لٹکتے لٹکی خیرتی ہے میں اسی کی بات کر دیا ہوں۔"

"مگر ریڈیکس کی کوئی کوئی کروائے گا۔"

"شہزاد دوست حقیرا۔" میں نے پیاس کے خلاف سارے دا کوشش اس کو آج یہ نہیں کے تھے۔ مجھے

اندازہ نہیں تھا۔ اپنی یا رہتی آسانی سے اور اتنی جلدی اس سمجھاتی جا کیں گے۔"

"نہیں یا رہتی ہی بات پس کوئی کوئی نہیں کر دیتا۔ وہ تو قل کر دیا ہے نہیں کلتا۔"

ناٹو کو عکس بات پر بیٹھنے لگیں۔ آپ۔

"آپ کے بیٹے ہو رہے کہیں میں ایسے لیگ لیڈر ہیں جو خود کو پہنچانے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" عمر

کے لئے میں تھیں۔

"کراچی کے حالات دیسے ہی خاب ہیں۔ وہاں اخبارات کے دفاتر پر جملے دو کامولیں۔ یہ بھی ایسا

ہی کوئی حل نہ ہوگا۔" ناٹو نے عمر کی بندگانی درکرنے کی کوشش کی۔

"اخبارات کے دفاتر لاہور میں بھی ہوں اور وہ حق چاہئے کی کوشش کریں گے تو ان پر اسی طرح ملے ہوں

گے۔ ان کے لئے بھوک اور طرف قل کیا جاتا رہے گا۔ یہاں بات کر ایسی اور لاہور کی نہیں ہے صرف اپنے چہرے پر

چھے ہوئے اسک کو اترنے سے بچانے کی ہے۔"

"پھر بھی یا رہ اس نہیں کر سکتا۔ اسے کیا ضرورت ہے خونواہ کی کوئی کروائے گی۔ سارا جھنگرا تو تمہارا اور

## باب ۳۶

ناٹو کی بات کا جواب دیئے کی جائے گر نے اپنے سامنے بیٹھنے والی پر پاہوا بھوٹل اٹھا لی۔ وہ اب کوئی  
برقرار رہا تھا۔

علیورہ نے ناٹو کو دیکھا، وہ کچھ نہ کہتے دالے انداز میں عکس کو دیکھ رہی تھیں۔ اس خبر پر عمر کا رمل ان کے لئے

غیر معمولی اور حرج ان کی کہتے ہے۔ وہ اپنے سامنے کو کھڑا رکھ رہا تھا۔ گرد شاید رابطہ قائم نہیں ہوا پر جاتا۔ اس کے

جسم پر بھٹکاہٹ نظر آئے گی۔ موبائل بند کر کے اس نے تقریباً سے بیٹھنے والی پر پچھلے دیا۔ جو دہان سے چھٹا ہوا

چھٹی کا رپ پر گڑا اب دو لاٹیں میں موجود ہیں فون کی طرف بڑھ گیں۔ علیورہ اور ناٹو خاصو شی سے اس کی سرگرمیاں  
بچکر رہیں۔

"اپنی بیان سے بات کر دیا۔" وہ اپنے پر جھیلی روشنی کا سامنہ کی سے کھدرا تھا۔

"آپ کون ہیں؟" "وسی طرف سے اس سے یقیناً بھی پوچھا گیا تھا جس کے ہمراں میں اس نے کہا۔

"میں عرچا گیر ہوں۔ ان کا بھتھا۔"

علیورہ نے یک دہان کے پھرے کو منہ ہوتے دیکھا۔

"بات نہیں کہنا چاہیے وہ مجھ سے؟" فون دو تم اُنہیں۔ "وہ اب بند آؤ رہے کسی سے کھدرا تھا۔

"میں انکی فون نہیں دے سکتا۔ وہ آپ سے بات کرنا نہیں چاہیے۔ البتہ آپ کے لئے ان کا ایک

پیٹا ہے۔"

"وسی طرف سے اسے اٹھانے دی گئی۔"

"کیا پیٹا ہے؟" اس کے ماتحت پر جمل آگئے۔

"وہ کل لاہور آ رہے ہیں اور وہ چاہیے ہیں کہ آپ کل لاہور میں یہ رہیں۔ وہاں تک بھی۔ وہ آپ

سے ملا چاہیے ہیں۔"

"لگن میں ان سے اگری اور اسی وقت بات کرنا چاہتا ہوں۔" گر نے پیغام سننے کے بعد کہا۔

چاہیگی کا ہے وہ خود کو تم دلوں کے بھڑے میں کہس انداز کرتا۔

"یہ کام کی ابھی کے آدمیں کا ہے اتنی دیدہ ولیری سے صرف وہی شہزادے فتنہ کو آگ لاتتے ہیں اور انکل ایاز نہیں وہ اپنے شہزادے کرنے میں ہیں۔ انکی غفاریہ گردی وہی کروتا تھی۔ ہو سکتا ہے انہوں نے ہملا کے نتے پر عی شہزادے کو ترکیہ کروالیا ہو کہ شہزادے کو نیز آٹھ وقت اسکل ایاز ہی کروتا تھی میں اور شاید وہ اس وقت یہ کام کروتا تھے جب انہوں نے فون پر بھجوے بات کی تھی۔ پہلا کو اندازہ ہوا ہو گا کہ انہار میں بمرے میں سب کچھ آئے پر مہار افریقی رولیں کیا تو ہمچنان۔ اس لئے وہ بیکھی شہزادے کیوں تو انہوں نے وقت شائع کے بغیر سے مار دیا۔ مجھے انکل سے بات کرتے ہوئے ذردوہ برادری ٹکل جو جاتا کہ وہ شہزادے پارے میں جانتے ہیں تو میں کسی شہزادے کو وہ کوئی مشش شد کیا کہون ڈاکتا کر لیا۔" اس کو آئندہ میں بخدا تھا۔

"تم وقت سے پہلے تائی انگوں کو نیز کر لیتے ہو۔ اتنی بدگمانی نہیں ہوتی اور بھی اپنے باپ اور انکل کے پارے میں۔"

ناکو اس کی بات پر اب بھی بینیں نہیں تھا۔ ان کا خیال تھا، عمر بڑھتا ہو کر سوچ رہا ہے، اس لئے اس طرح کی باتیں کر رہا ہے۔

"گریٹ! میں اپنے خاندان کو آپ سے بھر جاتا ہوں۔ آپ صرف میں ہیں کرو سوچتی ہیں، آپ کو پاپا اور انکل ایاز یا کسی بھی درسرے انکل کی کوئی خانی نظر نہیں آتی۔ دادا، دی میں آنکھے کیجی۔"

"گریٹر..." تاونے پکو کچنے کی کوشش کی مگر مرنے ان کی ساتھ ملاقات ہو گی۔ آپ دیکھ لجھے۔

"انکل کا لاہور آ رہے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ بیری ان کے ساتھ ملاقات ہو گی۔ آپ دیکھ لجھے۔ آپ کا پیارا کھانا تھا۔" میرے ہیچے بات تھم کر دی۔

لاؤچ میں اب بھی خاموشی تھی۔ دہماں بیٹھے ہوئے تیون کردار میں اپنی سوچ میں گم تھے۔

"میں آن رات بیکن کر گے؟" تاونے ایک بیلے دلق کے بعد اس خاموشی کو توڑا۔

"ہاں!" عمر نے مختصر جواب دیا۔

"طیزی میں گمرا کر کھلاؤ دو....." ایک بار خونگی دکیوں کی پیچی کی ضرورت شد۔ تاونے اس پارٹیہ کو غلط کا کہہ کر مکھلا دیا۔

کچھ سے قاصر تھا کہ انکل ایاز اس طرح کی کاٹیں کیسے کرو سکتے ہیں، اور وہ بھی اتنی محنتی بات پر۔ کیا چند بڑوں کو کٹائی ہوئے سے وہ کان کا لئے اچانکا ہو گا کہ انہوں نے ایک انسانی زندگی کو ختم کرنا ضروری سمجھا۔ یا مجھ پر سب مرکی بدگانی اور غلطی ہے۔

"ہو سکتا ہے یہ سب واقعی کا غلطیہ کا تجہب۔"

اس نے میچے سوچ پڑھے سوچ خود کو تسلی دینے کی کوشش کی۔

"ہو سکتا ہے ہمارے نیکی کی بردی ہوں کہ عمر دت سے پہلے تائی انگوں کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے تو ہر ایک کے ساتھ اختلاف ہوتے رہے ہیں۔ اسکی بارے میں بھی اس کی ارائے نیکی نہیں ہے۔ جو غصہ ہر ایک کے پارے میں خراب رائے رکھتا ہو اس کی رائے کو آفرینشیت ہے جو اسکی بارے میں اور دیگر بھی نہیں چاہتے۔"

وہ اس کے کر سے نٹھے والی جھیل عرب ہواں آگئا۔

"کیا ریفری گیری میں پانی کی بوالے ہے؟" اس نے اندر آتے ہی پوچھا۔

"نہیں، میں لا دو جو ہوں۔" وہ کر سے نٹھے والی جھیل عرب ہوا۔

کچھ میں ہو جو درج سے پانی کی بوالی کاٹ کر دی جائے تو اس کے پارے بیٹھا ایک گریٹر سکھ رہا تھا۔ اس نے مکالیا پار مکار کو گریٹر نوٹی کر دی تھا۔ گریٹر کو سکھ کے وہ اسونک کو تیزی کرتا ہوا ہو گا۔ اس پر ایک سریز نظر ڈالتے ہوئے اس نے سچا اور روم ریفری گیری کی طرف ہو گئی۔

ریفری گیری کی وجہ سے اس کے بعد اس نے پانی کی بوالی اندر کر گئی اور کچھ کہے پھر وہ اس کے کٹھے کھنی ہو۔

"طیزی اور ہمہ اس کو کاوازی تھی۔ اس نے پلک کر کے دیکھا۔" کٹھوں پر ہر سوچ پاس بیٹھی کھنی ہو۔

اسے چھپا رہے چانے والے اور دھنکے بعد ان ہمپلی پار دے اسے خاطر کر رہا تھا۔

"طیزیہ کا دل ٹھاہا دے کہے۔" نہیں۔ گریٹر کو کچھ کہے پھر اس کی طرف آگئی۔ اس سے کچھ فاصلے پر ہو۔

بیٹھنگی۔

"یعنی تم سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔" میرے بالا تھک کہا۔ وہ اس کا چھپا دھکنی تھی۔ عمر کے کر رہا تھا۔

"میں تم سے مذہر کرنا چاہتا تھا۔" اس نے کہا۔ علیہ کو اس جھلکی کی توقع نہیں تھی۔ اس نے عمر کے چھپے سے نظریں بنالیں۔

"جھنگے اپنا بھی کہنا چاہئے تھا۔" وہ اس وقت سے یہ سب کہہ رہا تھا جب وہ اس مذہر کی توقع کر رہا تھا۔

چھپڑ کی جھی۔

"کیا نہیں کہنا چاہئے تھا؟" میم آواز میں کہتے ہوئے اس نے عمر کے چھپے کے ایک بار پھر دیکھنے کی کوشش کی۔

"تم پر کھا تھیں اخانا پاٹے تھا۔"

"آپ کو تھا تھا اپنے پاؤں ہے؟"

"نہیں۔ صرف تم پر تھا تھا اپنے پاؤں ہے۔"

وہ جان نہیں پائی، اس کی آنکھوں میں آنسو کیوں آئے تھے۔ کیا اسے خوبی کی وجہ سے اس سے مذہر تھا۔

کر رہا تھا اسے یہاں ہوا تھا کہ وہ اسے لے گرے کے بعد اس سے مذہر کر رہا تھا۔ اس نے عمر کے چھپے

”بات اس جاپ کی نہیں ہے۔ بات اس پارکی ہے، اس اخواری کی ہے جو یہ جاپ مجھے دے رہی ہے۔“

”آپ کو کیا ضرورت ہے اس اخواری کی؟“

”ضرورت ہے، کم از کم اپنے باپ کے ساتھ کمرا ہوئے کے لئے مجھے اس اخواری کی ضرورت ہے۔“

میرے باختہ میں طاقت ہوئی تو میں وہ سب کچھ کر سکا ہوں جوں ابھی ہکھنے کر پایا۔“

”پکھ سالوں کے بعد انکل ہبھاگر رخانہ رخانہ جائیں گے۔ جب آپ کا دران کا مقابلہ دیے یہ فتح ہو جائے گا۔ کیا ہبھر نہیں ہے کہ آپ اسے یہ مقابیت میں خود کو شکنخ نہ کریں۔ پہلے یہ سب کچھ چوڑ دیں۔“

وہ بیٹھنے خواص سے اسے کچھ لئے کی کوشش کر رہی تھی۔

”تم ابھی بھی بچھوپن ہو چکا۔“

”ہو سکتا ہے، آپ بھیک کر رہے ہوں مگر اس نہدی کا کیا فائدہ ہے جو انسان کو ایک پر سکون زندگی

گزارنے کی نہیں دے رہی۔“

مرمنے سرخا کر شجاعی کے اسے دیکھا۔

”تمہارا خیال ہے میں پر سکون نہیں ہوں۔“

”اہ، آپ پر سکون کیں ہیں، جو پر سکون زندگی گزار رہا ہو، وہ ذرک نہیں کرتا۔ اسے اسکو گھر یہ

دونوں عالمیں آپ نے اب اختیار کی ہے۔“

”وہ اسے قائل کرتا چاہ رکھتی۔“

”تم غلط کھجور ویسی طیارہ والی سروں میں آنے سے پہلے ہمیں اسکو گھر اور رکھ کر رکھتا۔“ اس نے

اکشاف کیا۔ ”میں چودہ سال کی عمر سے ذرک اور اسکو گھر رہا ہوں۔“ وہ کچھ بول نہیں پائی۔ وہ اب ہاتھ میں

پکھے گھریٹ کو کچھ رہا۔

”یہ نہدی کیں پڑھ کے دران کوئی بھی لیتا رہا اس لئے ان چیزوں کا سول سویں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

”گھر پر گھر سال پلے جب آپ بیان آئے تھے تب تو آپ ان دنوں چیزوں کا استعمال نہیں کرتے تھے۔“

”لیکر تھے۔“

”کرتا تھا۔“

”عذر کو کچھ کیں نہیں آپ اب کیا کہے۔“

”صرف اخواری کے لئے آپ اپنی زندگی برداز کر دیں گے۔“

”میرے پاس کوئی درسر ارادت نہیں ہے۔“

”کہاں نہیں ہے، آپ دامیں پلے جائیں۔ کم از کم یہ ساری یہیں تو ختم ہو جائے گی؟“

”کیا لئے گا دامیں جا کر کیا ہے باہر؟ تھاںیں، مادہ پرستی۔“

”وہ عمر کی بات پر حرج ان ہوتی۔“

”کیا سال کی عمر

سے ظہر ہٹا لیں کم از کم وہ اب اس کے سامنے پھوٹ کی طرح رونا نہیں چاہئی تھی۔

”تم میں سے بہت پلے مذکورت کرنا چاہتا تھا مگر تم میں سے اتنی شرمندی محسوس ہو رہی تھی کہ... وہ کچھ کہنے کر گیا۔“

”شرمندی؟“

”کم از کم وہ واحد حق ہے میں کمی کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔“

علیحدہ نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ عمر نہیں یہ بلکہ اس سے کمی کی رکھا کرنا۔ ” واحد حق؟“ وہ اس پارکی

نہیں تھا۔

”اس کا دل چاہا ہے عمر سے کہے۔“

”نہیں۔“ اس نے بس اتنا کہا۔

”لیاں میں یہ بھروسہ کم میں نہیں ہے؟“

”اس نے پوچھا۔ وہ مویں کے مرغلوں میں اس کا

چہرہ دیکھتی رہی۔“

”غمرا آپ سول سویں چھوڑ دیں۔“ اس نے اس کے سوال کو فکر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”مرمنے کے پرے سے جوانی نظر آئی۔“ شاید وہ اس سے اس مشورے سے تو حق نہیں کر رہا تھا۔

”آپ کے پاس بولنی اینٹھیں ہیں کہ وہ گردی ہے آپ دامیں امریکہ میں پلے جائیں یا پھر انھیں جاں آپ پلے کام کر رہے ہیں۔“

”خیال ایسا کیوں کر رہی ہو؟“

”یونکر مجھے آپ کی پڑا ہے، آپ خود کو شکنخ کر رہے ہیں۔“

”سول سویں آپ کی ساری خوبیوں سے خود من کر رہے ہیں۔“

”کیا عمر جاہنگیر میں کوئی خوبی ہے؟“

”پاس سال پلے آپ ایسے نہیں تھے گرaba۔“

”آپ کو خود انداز ہے یا نہیں گرaba۔“

”میں جانہ ہوں تھوں میں پکھوچنیں کر سکتا۔“

”آپ دامیں پلے جائیں۔“ اس نے اصرار کی۔

”میں نہیں جا سکتا۔“ اس نے نرم آواز میں کہا۔

”کہاں؟“ عمر نے ایک اور سکریٹ سلاپ لیا۔

”چند ہزار روپے کی یہ چاپ آپ کے لئے اتنی % کی Temptation کیوں نہ ہی ہے؟“

"جو خودتی سے جاپ کی آفرہوئی... یہاں تکنی کرنی۔"  
اسے اندازہ تھا، وہ کمری کے پاس کیوں چالا گیا تھا اس کی آواز اب بھرائے گی تھی۔ وہ اب رک کر رہا تھا۔

"جس سے مبت بھی اس سے شادی بھی نہیں کی..... اس کے ساتھ کلی فوری بیان میں پڑھتی تھی وہ لڑکی..... اس کے ساتھ پاکستان آئے کوئی بیان تھی۔ میں نے اس سے کہا 'پاکستان لوکی ہے تمہارے ساتھ پاکستان جا کر ایڈھست کو جائے گی بھری کا مل۔' ہو۔ کہنے والی بھری تینیں بھری کی دو ماہریں تھیں۔ چار ماہ رہے گی۔ چہ ماہ بعد شوہر کرے گی وہیں جائے۔ پھر روزہ روزہ کی گئی کہ امریکے میں کتنا کام کشنا ہوں اور پاکستان میں کتنا کام کشنا ہوں۔ پھر روزہ روزہ کی میں اسے تکلیف دے رہے ہوں اور میں اس سے اتنی مبت کہتا ہوں کہ یہ کام کہہ کر رہا ہوں۔ پھر روزہ روزہ کی گئی کہ اس کے لئے سب کچھ چور کر دہاں آؤ چاہیں۔ اور یہ دہاں جا کر روزہ روزہ کی تو میں برداشت نہیں کر سکتا گا بھر شاید اس کے لئے سب کچھ چور کر دہاں آؤ چاہیں۔ اور یہ سب میں نہیں پاہتا۔ باہر ہر ہفتے کل رونے کی بجائے یہ آج رونے کے گالیاں دے لے جائے۔ پھر آرام دے اسی زندگی شروع کر لے گی۔ میں بھی پاکستان جا کر کچھ عمر صرف کے بعد ہاں کی کسی لڑکی سے شادی کر لوں گا اور کچھ بھی ہو کم از کم وہ پاکستان چھوڑنے کے ہارے میں نہیں کہے گی۔"  
وہ خاموش ہو گیا۔ علمبرہ اس کی پشت کو رکھتی رہی۔

"ایک ہی جلد ہوتا تھا اس کی زبان پر۔ پاکستان جاتا ہے۔ ضرورت ہے ہیرے ملک کو بیری۔ اس کے قارئیں جو لڑکتے ہیں اور اس کی اسریں واٹکٹ کے مدد دار ہیں۔ میں نے تم خود بخوبی کا ایڈھڑو سے کامیک کیا۔ پاپا کے اپارٹمنٹ میں وہ سارے شہرت شائع کروانے کے لئے تین بڑے خوبی ہیں جن کا وہی ہے کہ وہ جو کوئی طبقہ کو شائع نہیں کرتے۔ تینوں کے ایڈھڑو نے مدد کرتے کہیں۔" دو بات کرتے کرتے رک گیا۔  
"چاکیر معاذ کے ہارے میں خیر شائع کرنے کے لئے جس حصے اور جرأت کی ضرورت تھی وہ ان میں نہیں تھی۔ جو کے ہم تباہ علمبرہ اور دہاں کے پاس ہو۔ پھر مجھے شباز منیر یاد آیا، اور اب مجھے بھیجا تادا ہے کہ کاش میں اسے دو سب کو کہہ جانا چاہیے وہ بھی وہ سرکی دی کہ طرح انکار کر دیا تو خالی آج زندہ ہوئی۔ جربوں کا کیا ہے صرف فربیز لکھنے کی لکھ کی تحریر ہیں پہلا کرتی۔" مگر وہ ایسا نہیں یاد آیا، علمبرہ اس کے پاس اس لئے اور اس میسر نے اسے سوت دے دی۔ "وہ یک مام نہیں ہو گیا۔"

علمبرہ کی جھوٹیں بھی ایذا ہوں۔ کیا کہے۔ کیا اسے بتا دے کہ انہوں کی طرح اسے کیسی اس بات پر یقین نہیں تھا کہ ایسا ایک نے اتنی سمجھی بات پر اتنا بڑا اقدم اٹھایا ہوگا۔ مگر عمر کے لئے کام اعتماد اور یقین ہیش کی طرح اس کی راہے کو جزویل کر رہا تھا۔  
"عمر کیا آپ کو یقین ہے کہ ایک ایارز..... علمبرہ نے اپنا جمل اور حکم دہرا لیا۔ عمر ایک بھری سانس لے کر پہنچا۔ پھر کہہ بیٹھے ایک بار بھر پیدھ پر اکر کر کھوڑا۔ علمبرہ نے پھاوساں نہیں دہرا لیا۔  
"اب آپ کیا کریں گے؟" وہ اب بھی خاموش تھا۔ علمبرہ کو یہ میں کا ہے وہ فتنی طور پر کہیں اور پہنچا

میں کیا غرباں بھی تھاںی سے خوفزدہ ہے؟ مادہ پرستی سے ڈرتا ہے۔ کیا عمر؟"  
"ایک جاپ لے جائے گی۔" دو کروں کا ایک کاپ ہٹا پاڑ رہت۔ مجھ سے نات مک ڈال رہا اور

پاڈنگز کرنے کے لئے مٹھی زندگی۔ کیونکہ ایک لاٹ اسٹاک Maintain کرنا ہے۔ کیونکہ زندگی کی وہ آسائشات چائیں بھی کسے ساہنے میں پڑھاہا ہوں۔ میں اور بھت جمع کر کے بنا یا جوکی پتھر۔ تو کروں سے محروم ایک ایکی بچا پاپے پر جوتے پاٹکش کرنے سے کہاں کاپنے کے کوکھ میں چھوڑ کر پڑے گا۔ جہاں پر گمراہ میں کچھ مہماں آجائے پر بیری کر سکتے ہیں، وہ کسی زندگی زور اور ری ہیں۔"

"مکرم بچوں بیٹھا یا تو نہیں رہے گا، پوکھ دلت کو زور نے کے بعد آپ دہاں سیل ہو جائیں گے۔" علمبرہ نے کہر اور داڑھیں کیا۔

"ہاں، ساری جوانی دوپے کے پیچے بھائی کے بعد ہمارے پاس اپنے پیپر پر درج ہو جائے گا، کہ میں بخوبی کرنے کے باوجود بھی بیٹھ کر سکتا ہوں۔ میں؟" وہ عجیب سے اندراز میں خستا۔

"مکرم یہ سب کچھ تو نہیں ہو گا۔" یہ اڑاتا۔ وہ سب کچھ جو آپ کو مجرور کرنا ہے وہ تو نہیں کرنا پڑے گا۔"

"مکرم بہاں سیرے پاس وہ آسائیں نہیں ہوں گی جو ہیاں میں اور یہ سب کچھ بیری زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ میں بھی بھلی پانی کے نہیں ہوں گی، دیے ہی میں ان سب سکولوں کے نہیں ہوں گی۔" وہ اس کا پورہ کر رہی ہے۔

"اپنا ہاؤں میں اتنا کچھ جایا ہے میں نے۔ پاکستان سے جا کر لے گا وہ ساولوں میں بھی نہیں بنا سکتا۔"

"مکرم بیس پر جو لے کر زور دہنا آسان ہے؟"

"مکرم؟" وہ چاہا اس نام کی کوئی پیدی دیا میں نہیں ہوئی۔" وہ اندراز میں خستا۔

"اس صدی میں میر کی وجہ کو لے کر کون مجھے اپنے ساتھ۔" کم از کم ہیرے جیسا ٹھپن میں جس کی پوری حرام پر ہوئی ہے، جس کے سخن میں حرام کی اتنی بیرونی ہو گئی ہو کہ وہ مطالعہ کاٹے نہ کا سکے۔ میر کا کوئی پوچھنے ہے مطہرہ ہیرے کو کھوں۔" وہ اسے کہا۔ بارے بارے نہیں ہے۔

"مکرم اک اس صدی میں بھوکیوں کے پاس ہوتا ہے تو اس کا دھا حال ہوتا ہے جو شہزادی کا ہوا۔"

علمبرہ کو اس کے چڑپے پر کچھ سائے بہراتے نظر آئے۔ وہ اب ایک اور سگھٹ سلگھٹا تھا۔ "ایک بخت پہلے میا پہاڑا ہوا اس کے باہم، اسکی اسے ہم نہیں رکھا تھا اس کا۔" وہ اب جیسے اعتراض کر رہا تھا۔ "مکھلے میا پہاڑا دوستی تھی اس کے ساتھ۔" لیکن فوراً بیونڈھی میں ہیرے ساتھ پڑھاڑا۔ مگر لیٹے کے بعد اگلے دن اس افرا کر پاکستان آگیا۔ اسکا لشیل رہا خامیز قلم کے لئے نہیں لیا۔ وہ اونچ کمری کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

”یہم کسے کہ سکتے ہو؟“  
 ”کہنکہ میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔“  
 ”اگر ایسا جانتے تو تمہاری ضد اور ہٹ وھری کی وجہ سے ہوا ہے۔“ انکل چاکیر نے گھٹوں میں داغلت کرتے ہوئے کہا۔  
 ”میں آپ سے بات نہیں کر رہا ہوں۔“ عمر نے درختی سے اپنی لونگ دیا۔  
 ”نا لو انکل چاکیر کے اس انتزاع سے جیسے کہیں شاک لکھتا تو اور کچھ کی حال پکن میں موجود علمیہ کا تھا۔  
 عمر کے قیاس صرف فیض نہیں تھے۔  
 ”تم کتنے کی داد، دو جو جو بھی بیٹھی رہتی ہے۔ یہاں تمہارے پاس میں کوئی منصب ساخت کرنے نہیں آیا۔ تمہارے بیچے عمول جو ہر کو اوقات کیا جائے ہے میرے سامنے۔۔۔ تمہارا دل چاہے تو کسی دوسرے شہزادے نہیں کی خدمات حاصل کر لیتا اور بتیجہ دیکھ لیتا۔“  
 اس کی بات کے جواب میں چاکیر حماڑا نے بے حد رداور ٹھنڈی لبھ میں اس سے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمر کو کہتا۔ انکل ایاز نے بروقتِ مالحت کی۔  
 ”کیا فنوں باقی شروع کردیں ہیں تم نے۔۔۔ چاکیر اسیں سمجھیں یہاں عمر سے لانے کے لئے نہیں لا دیا ہوں۔ عمر تمہارے خلاف کوئی ایک منص بیانجاںے گا۔“  
 عمر نے ان کی بات کے جواب میں کہا۔  
 ”آپ نے شہزادہ اُنکو کیوں کر دیا؟“  
 ”تم بہتر اچھی طرح جانتے ہو۔“  
 ”آپ کتنے لوگوں کو اکیل کیسے کئے؟“ داکو منش تو اپ بھی میرے پاس ہیں۔ میں کل کسی اور نہیں بچپن کو دے دوں گا۔۔۔ آپ مجھ پر کتنی کاری کروانے کیئے ہیں؟“  
 ”کیا داکو منش ہیں پاں؟ جاکیر کے کچھ قانون اکاڈمیش کی تفصیلات۔۔۔ کچھ اور ڈیزی کی تفصیلات۔۔۔“ یا زیر کارکر بھی یہ کہ مدل گیا۔  
 ”میرے پاس تمہارے سارے اکاڈمیش کی تفصیلات ہیں۔ ان کو کیسے جسمی قائمی کرو گے۔۔۔ جب اپنا حصہ لے پکے ہو تو اتنا شور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ جسمی تینقیں تو دارہے ہیں کہ کافی اڑی بھی شروع نہیں ہوتے دیں گے۔“  
 ”آپ یہاں مجھے دھکائے آئے ہیں؟“ اس پار عمر نے بلند اور علیحدہ نے انکل میاڑ کو جو جاں سے بھی بلند اور منش بولتے تھے۔  
 ”میرے سامنے گاچاڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں چاکیر نہیں ہوں کہ تمہاری کوہاں اور پتیری برداشت کروں گا۔۔۔ آوار کو آہستہ رکھ کر بات کرو۔۔۔ پیاس سال میں میرے خاندان نے جو محنت ہائل ہے اسے تم

ہے۔۔۔ دو بریثان تھا۔۔۔ دو الجھا اور اقا۔۔۔ یا بھروسے اپنے لئے کی مکتوبی طبع کر رہا تھا۔۔۔ علیہ الرحمہ نہیں گھٹ کی۔۔۔  
 اگر صحیح بیوی کی طرح تھی۔۔۔ عمر دیے اس اخلاقی نہایت کی بیوی خاتون نے بڑی خاتونی کے ساتھ نہیں کیا۔۔۔  
 بادہ بچہ کے قرب طبع نے بروج میں کی گاہی کی رکھ کی۔۔۔ میرا لوڈنگ میں نہیں بچہ دیکھ دیا۔۔۔  
 تھا وہ اٹھ کر بارہ کل گی۔۔۔ نہ بھی اس کے بچہ کل میں گی۔۔۔ پکوہ دیو کے بعد اس نے انکل میاڑ اور چاکیر انکل سے ساتھ  
 ہاں اور رکو کو بدبارہ لاؤخ میں آتے دیکھا۔۔۔ عمر کے پہنچے پر بناؤ کی کیفیت تھی جب انکل میاڑ اور انکل چاکیر بہت پر  
 سکن نظر آ رہے تھے۔

رکی میلک سلیک کے بعد بدبارہ لاؤخ میں اٹھ کر پکن میں آگئی۔۔۔ ہاؤ نے اسے دوپہر کا کھانا اپنی گھر میں چادر کر دیا۔۔۔ کام بھاٹ۔۔۔ عمر اور چاکیر لاؤخ میں آتے تھے۔  
 ہکن میں ان سب کے دیکھنے والی ملکتگار سائی سی جا سکتی تھی اور وہ جا چھوڑوئے بھی لاؤخ سے آئے والی آواروں کا نظر انداز کر سکی۔۔۔

چاکیر انکل کے پرسکن انکل ایاز کا بات کرنے کا ایک خوبصورت ادا نہاد تھا۔۔۔ وہ بہت نزدیکی سے بات کرتے تھے اور ان کے چہرے پیش ایک سکراہت موجوہ رہتی تھی اور دیگر سکراہت کی پار سامنے پیشی ہوئے فنس کے لئے فنسی میں اسی مہر آزاد رہا۔۔۔ بابت ہولی تھی۔۔۔ دو بہت لاسک موذوں میں بات کیا کرتے تھے اور انکو بے حقی اور بے مقدار باقتوں سے آغاز کرتے تھے۔

اس وقت بھی اندر میں اوروڑا تھا۔۔۔ بیکار بہت سوت کرتا ہے جیسیں۔۔۔ ”وہ عمر سے کہہ رہے تھے۔۔۔“ کیوں جاگنگیر۔۔۔ ایک عمر کے کوہنے زیادہ پیدم بھیں ہو گئی۔۔۔ یا پھر اس کا میٹھت بہت اچھا ہو گیا ہے۔۔۔ میں نے کچھ غرض میکھانی ہیں چند دلوں پہلے۔۔۔ ابی اور امام اسلام آباد جاتے ہیں جیسیں بھجواؤں گا۔۔۔  
 وہ اچھی خوشگوار ادا نہاد میں کہہ رہے تھے۔

”اسلام آباد سے بھی تھا۔۔۔ آپ یہاں آئے ہیں؟“ عمر نے کسی تہیہ میکھنگے کے بغیر کہا۔  
 ”اے اسے تین بیانیں یا راتھمارے لئے آئے ہیں۔۔۔ بچوں والی رکھیں شروع کر دیں تھے۔۔۔ میں چاکیر کو خناس طور پر سماح لے کر آیا ہوں کہ کیسے کر کرو اپنے بھر۔۔۔ کیوں ساری ٹیکی کو میٹھت میں ڈال رہے ہو۔۔۔ اب یہ تمہارے سامنے بیٹھا ہے۔۔۔ جو کچھ کہا ہے کہ۔۔۔ مگر بات ختم کر دی۔۔۔ کیوں کیا غاری ہیں؟“  
 ایسا ذریعہ کیلیں بھارت کے ساتھ ایک منصوبہ سے درمرے اور درسرے سے تیرے پر آتے ہوئے کہا۔۔۔ دو یوں ظاہر کر رہے تھے جیسے اس جھلوکے کی سرے سے کوئی ابھیت ہی بھی تھی اور وہ درحقیقت کسی نہیں کیتے گیں میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

”آپ کو کہا ہے۔۔۔ آپ نے کیا کیا ہے؟“  
 ”میں نے۔۔۔ انکل ایاز نے کچھ جھنکئے کی ادا کاری کرتے ہوئے کہا۔۔۔  
 ”شہزادہ کوڈا یا بے۔۔۔ آپ نے۔۔۔“

”مگر یارا می توکری این تی او جو ان کرنے کا سوچ رہی تھی۔ آخہ مارے بھیکٹ کا تسلی تو اپسے ہی کاموں سے بتا ہے۔ یہ حظیمچ میں بہاں سے آگئی؟“ شہلا نے پتا پر گام تباہ۔

”تو نیک ہے، تم ایس تی او جو ان کرنے کے بھیکٹ میں تو بھیکن ہی جو ان کرنے کا تھی ہوں۔“

”لیکن پہلے تو تمہارا ارادہ بھی ایس تی او کے لئے کام کرنے کا تھی۔“

”ہاں پہلے خدا گھن اب نہیں۔“

”میکن اب کیا ہو گا جائے؟“

”پکون نہیں، وہ دیتے ہی۔“

”کہیں تمہارے کزان نے پھر جیسیں کوئی پیغمبر تو نہیں دیا؟“ شہلا فوراً مٹکوں ہوئی۔

”نہیں، عمر نے تو ایسا کہوں نہیں کہا۔“

”پھر؟“

”اس میں نے خودی اپنا ارادہ پہل دیا۔ ایس تی او کے لئے بھی کام کرنا چاہتی ہوں جن، ابھی نہیں رذک آئے کے بعد۔“

”یاد تھے تو پھر اپر گام بھی داؤں دوں کرنا ہے۔“

”کیوں تھا راپر کام بھی کیوں داؤں دوں ہوا ہے؟“

”تم چاہتی ہو، مجھے ہر کام تمہارے ساتھ کرنے کی عادت ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم بھیکن جو ان کرو اور میں ایس تی او کے ساتھ رکھے کھاتی ہوں۔“

”تو پھر تم کسی بھیکن جو ان کرو... انکو رکھو۔“ دیتے ہیں بھیکریں ہے، کام دلچسپ ہے۔

”چھاٹیک ہے، میں کو سوچتی ہوں۔“ شہلا نے ہاتھی پر ہوئی۔

”سچھوت میں کل چلتے ہیں دہاں۔“ طیورہ نے کہا۔

”آجی جلدی۔“

”ہاں اس سے پہلے کہ وہ چاپکیں اور کول جائیں۔“ بھیکن دہاں بات کر لئی چاہئے۔

”انکا پر بیان ہوئے کی ضرورت نہیں ہے، دہاں جا بندہ بھی تو کہیں کہیں ضروریں جائے گی۔ ہااکے اتنے تعلقات ضرور ہیں۔“ شہلا نے اتنی دردی۔

”جو جاپ تعلقات استعمال کر کے لے، وہ کوئی جاپ ہے۔“ مروڑ توب ہے کہ ہم اپنی صاحبیں استعمال کر کے یہ جاپ حاصل کریں۔“ طیورہ نے فراہ کہا۔

”نیک ہے یا اچھا بھی ملا جیسیں استعمال کر لیتے ہیں۔“ بھر کل سنتے ہیجے آؤں؟“ شہلا فوراً جان چھوٹی۔

”تو یہ بھری طرف آجائے، بہاں سے اتنے جیلیں گے۔“ طیورہ نے پر گام بیست کرنے کے بعد فون بند کر دیا۔

جیسے ہے تو قبض کے ہاتھوں جاہو نہیں تو میں بھی دوس گا۔ کل بھی جیسیں خاصاً بھماں کی کوشش کی میں نے۔ آج بھی صرف تمہارے لے چاہیکر بہاں لے چاہیکر بہاں لے گا۔ آب یہوں بھروسے نہیں کر دیں گا۔ بڑے خاندان اپنا نام اور دوچار برادر کے لئے بڑی باتیاں مانتے ہیں اور خاندان کا نام بجاۓ کے لئے شہزادے نیزی کا جگہ جوچاہیکر بھی ہو سکتا ہے۔ اس خاندان کو بندہ آزاد میں اس طرح بات کرتے ہیں پڑتا ہے۔ یہ بات خود بھی بھیج دار کو۔“

طیورہ نے بیاں اٹک کو بندہ آزاد میں اس طرح بات کرتے ہیں پڑتا ہے۔ بندہ چاہتی بھی بھیجی تھی۔

کن نہیں تھی جتنا خاندان کا سفر تھا۔ اس کا خیال تھا جو زادہ تھا۔ اور بندہ آزاد میں بات کرے گا۔ شاید وہ چاہتی بھی بھیجی تھی۔

کی توچ کے پرکش لاذیغ میں بات بالکل اس طرح بات کرتے ہیں پڑتا ہے۔ بندہ آزاد اور اس کے لئے اتنی جیمان اسے جھوٹ اور۔“ بھر کچ پکول ہو گئے ہے؟“ اس نے سوچا۔ عمر اگلے کی منٹ تھا۔

”بھرے خاندان کا نام بیرے لے کی فری بابا عاشق نہیں ہے۔“

”تمہارے لئے اس نام کی کوئی اہمیت ہو یا نہ ہو۔“ بھر کچ پکول ہو کیں جو درکشی میں اس خاندان کا نام جیسیں پہاڑے ہے۔ وہ نہ تمہارے چھے سو ٹکڑوں افسر بہاں دلتے پر بھرتے ہیں کنکان کے پیچے خاندان بنا ہے دی دوں۔ صرف مت ہوتی ہے اپنے چالیسیت اور ایسے نوں دو پر بیس جو جو درکشی کا اسماں پر پروار کریں سکھا جائے۔“

”جن بھردوں پر تم رکھ پکھ ہو۔“ وہاں کام کرنے کے لئے وہیں وہیں بڑے ہیں بات کرتے ہیں۔

”جن بھردوں پر جو فاران سریں سے چالا گئے کہم تو فارا پیس سرسوں میں آگے ہوں۔ اس میں کتنے روز اور کوئی بھر خاموش رہے۔ جیسے کہ بارے میں اس توچ اچھی طرح جانتے ہو گے۔“ عمران کی بات کے جواب میں اسکے اپار پھر رات کب جسم طرح وہ شباز کے ہارے میں چڈ باتی ہو رہا تھا۔ اب اس کے لئے میں اس افسر دی جدیا تھیت کا نام اپنائیں گی۔

لاؤ جن میں ایک بارہ بھر خاموشی چاہی گئی۔ طیورہ نے اندر پکھ رکھیاں تھیں۔ اب مدھم آزاد میں انکل لایا اور مکر کے دریاں پکھ بات ہو رہی تھی۔ اور اتنی بھر تھی کہ وہ بات سن کی تھی نہ کوئی تھی۔ اسے جس سوہرا جنے اخراج ایسا بھر میں کیا کہہ دے تھے جو دو اتنی خاموشی سے سن رہا تھا؟

☆☆☆

”میں وہ بھیکن جو ان کرنا چاہتی ہوں جس کے ہارے میں تم اس دن تاریخیں۔“ اس دن شام کو وہ شہلا سے فون پر بات کر رہی تھی۔

”یہ کیم جیکیں بھیکن کیے یا آگیا؟“ شہلا نے کچھ جو ان ہو کر دری طرف سے پوچھا۔

”اب دیتے ہی میں گھر میتے بیٹھے بڑھنے لگی ہوں، اس نے سوچا کہ کوئی کیا جائے۔“ اس نے کہا۔

بھپڑ سے فارغ ہونے کے بعد آج کل وہ مکر بھی اتھی اور پکوڈن پہلے شبلما۔ تھے بکر یعنی بیگریں سے نئے دال پکر جاہز کے پارے میں تباہی تھی۔

علیور، نے فوری طور پر اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ لےے اور اس لاملا سب سب کی لکھاپنہ نہیں آیا تھا۔ کہ وہ اسے اپنائے کا سوتھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ روزت آنے کے بعد کسی اچھی این جی اور کسے ساتھ ملکہ ہو کر کام کرے گی۔

مگر شہزادی نے والے واقعہ کے بعد یہی مدھی اسے جائز میں روپی بیدار ہو گئی۔ میکا جھی تھی کہ آج اس نے شبلما کو فون کر کے اس جانب کے پارے میں اپنا دلچسپی کا انہیں کیا تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ نافذ کا اس قدم کے پارے میں کیا دل ہو گا۔ مگر پچھلے بہت سے سالوں سے وہ آہست آہست اپنے بہت سے پیٹھے خود کرنے لگی تھی۔ خاص طور پر نادا کی دفعہ کے بعد نادا نے اس کی زندگی میں پہلے کی طرح مداخلت کرنا چھوڑ دی تھی۔ اسے نادو کی طرف سے کسی مخالفت کی قریب نہیں تھی اور اگر پھر نادا کی مخالفت کرنے کے لئے وہی طور پر جی رہتی۔

◎ ◎ ◎

## پاسیت کے

اس سے ہونے والی اس لمحیٰ چڑھوئی گھنٹوں کے چوتھے دن عمر امریکہ چلا گیا۔ علیور: — اس زریں دفعہ اس کے چلانے کو شیخی کے لیا تھا۔

دوسرا کی باتیں پُر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ اپنی زندگی کو نازل کرنے لگی کہ دش کر رہی تھی۔ نہ اس کی باتیں کچھل کر کے بھتریں میں ہونے والے واقعات کے پارے میں کوئی بات نہیں۔ اس کے لئے شاید اتنا یہ کافی تھا کہ وہ دوبارہ کامیاب ہو جائے گی ہے، اس کی خود ساختی تھی تھائی ختم ہو گئی تھی اور شہدا ایک پار پھر سے اس کی زندگی کا حصہ بن گئی تھی۔ اس کے نیت پسلے کی طرح اچھے ہونے لگے تھے۔ مگر اس کی جملی والی شیخی کی اور ارم کوئی ابھی بھی برقرار رہتی۔

عمر نے اپس جانے کے ایک بیٹھے بعد انہیں فون کیا تھا۔ نادو سے بات کرنے کے بعد اس نے علیور سے بھی بات کی۔ علیور کو ڈھونے پہلے سے زیادہ پر جوش اور خوش لگا تھا۔

"یہاں میں چھیس بہت سا کر رہا ہوں۔" اس نے بھی والی تھکنی کے ساتھ علیور کی آذان سنتے ہو کر۔

علیور اس کی بات پر بچھیں کی طرح خوش ہوئی۔ "میں گھی اپنے بہت سا کر رہی ہوں۔" اس نے جواباً کہا۔ "یہ تو ہی حیران کن بات ہے کہ علیور سکندر مجھی ہتھی؟ میں کس کر رہی ہیں واپس آ جاؤں؟" اس کی آذان میں شوشی تھی۔

"آ جاؤں۔" علیور اس کے انداز سے محکولہ ہوئی۔

"آ جاؤں گا مگر بھی نہیں۔" ابھی میں ابھیں جا رہا ہوں۔"

"کیوں؟"

"لیں دیے ہی سر و غیرہ کے لئے، پکر دستون کے ساتھ جا رہا ہوں۔" اس نے اخلاق دی۔

"واپس کہ آئیں گے؟"

"پاکستان یا امریکہ؟" عمر نے پوچھا۔

”پاکستان“ ”چہ ماں کے۔“

”آپ نے کہا تھا۔ میں سمش کروانا شروع کر دیں تو آپ جلدی آجائیں گے۔“ علیرہ نے اسے یاد لایا۔

”ہاں مجھے بارہ ہے، تمہارا صدی سے سمش کے لئے جا رہی ہو؟“

”ہاں پہاڑ کب آئیں گے؟“ علیرہ نے ایک بارہ بے ہالی سے پوچھا۔

”پانچ۔ دراصل مجھے کام بھی ہے لیکن بھرپوری میں وعدہ کرنا ہوں، جلدی آجائیں گا۔“ علیرہ نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ وہ مطمئن ہوئی یا نہیں مگر اس نے عمر سے مزید اصرار نہیں کیا۔ اسے یقین تھا کہ جلدی واپس آجائے گا۔

## باب ۳۸



اسے بھگریں جوان کے تھن ماہ بو گئے تھے، اور یعنی ماہ اس کے لئے بہت اچھے تھات بھیں ہوئے تھے۔ وہ جرزاں کے بارے میں جو خواب لے کر اس بھگریں میں گئی تھی۔ وہ پہلے بخوبی قسم ہو گئے جب اسے کچھ غیر طمیٰ بھگریں یہ کہ کر دیئے گئے کہ اسے ان میں سے خوبصوری کی خبریں تجھب کرنی ہیں۔ وہ کچھ بھاکا بھاکا ہو کر سارا دن وہ بھگریں دھکتی رہی۔ شہلا ان دن آفس نہیں آئی۔ علیرہ نے کھرا دبپن جانتے ہیں تو فون کیا۔

”لیا ہوا ہے؟“ اتنی پر بیان کیوں لگ گردی ہو؟“ شہلا نے اس کی آواز سے فوراً اندازہ لگایا کہ وہ کسی وجہ سے پر بیان ہے۔ علیرہ نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”تو کہہ؟“ شہلا نے اس کی ساری پاشن مشن کے بعد بڑے بھیان سے پوچھا۔

”تو بھر کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”میرا مطلب ہے کشم کیوں پر بیان ہوں اس سب سے؟“

”میں پر بیان کیوں ہوں؟“ میں اس لئے پر بیان ہوں کیونکہ یہ کام تم نہیں ہے جس کے لئے جس

دہائی ہوں۔“ علیرہ اس کی بات پر حیران ہوتے ہوئے بولی۔

”آپ کس لئے گئی ہیں دہائی؟“

”کوئی حقیقتی اور بھلپک کام کرنے، غیر طمیٰ بھگریز سے خرس پنچ نہیں گی۔ ہم کیا کریں گے دہائی باہر کی خرسی غیر طمیٰ باڑ کے فیشن ٹوٹس کی کا لی کرتے ہیں بس فرق یہ ہوتا ہے کہ ماڈل اپنی ہوتی ہے اور فوڈ گرفتار ہے۔ میک اپ اور ہیر اسٹائل کب ان ہی جسماء ہوتا ہے کیا جائز ہے جو تم اپنے لوگوں کو دو رہے ہیں، تقریباً۔“ وہ واقعی اتنائی ہوئی تھی۔

”انگی تو جانا شروع کیا ہے دہائی۔ اتنی جلدی کوئی تجربہ اخذ نہیں کرنا چاہا ہے۔ انگی تو یہیں جرزاں کی الف بکا بھی ہاں نہیں ہے۔ تھوڑا عرصہ ہاں کام کریں گے تو کچھ پاٹلے گا۔ کچھ تجربہ ہو گا تو ہم لوگون کی زندگی کے کئے ہیں۔“ شہلا نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"میں۔ میں ضرورت سے زیادہ تھوڑی بھی کروں، میں نے ایک لفٹھنگ میں جو دیکھا ہے بعد تاریخ ہوں اتنا جھوٹ جھاپڑا ہے کہ مجھے حضرت ہوتی ہے جس مقامی آرٹسٹ کے اثر پر یونگ نے کی کوشش بھی کی تھی اس کے بارے میں اپنے پاس سے خرچیں مکمل کر لادی چاہیں۔ وہ آرٹسٹ اچا ہے جو اثر پر دعیے پر فراہمیا درجے میں جو اکار کرے، وہ بارے اس کا پورا ماضی حال اور مستقبل کو دو کر دو۔ اس کی پہلی لائف کی ویجیوں ازا دوب اس کی دوسری، تیسرا پھی شادی کی خرچیں شائع کر دو۔ اس کے نہاد اندر فرزی کی تفصیلات جھپٹا جانشہ شروع کر دو اور یہ سب تک کرتے رہو جب تک وہ جو درکار آپ سے رابطہ قائم نہ کر لے۔ کیا یہ طریقہ ہے؟" وہ خاصی دل برداشت نظر آرئی تھی۔

"میں نے تم سے کہا ہے، تم جاپ چھوڑو۔ فضول کی بیشنیں لینے کی کیا ضرورت ہے اگر تم کسی پیر سے ملینے نہیں ہو تو وہ مدت کر۔" شہلانے پناہ مددوہ دے رہا۔

"میں اتنی جلدی جاپ چھوڑوں گی۔ تو انہیں کہیں کی میں انہیں دکھانا چاہتی ہوں کہیرے اندر مستقل مراتی ہے۔ میں اتنی بڑک نہیں ہوں کہ جاپ کی شیش سے گھبرا کر بھاگ جاؤں۔ وہ پہلے ہی مجھے منس کر دیتی تھیں کہ میرا جاپ والارہامست نہیں ہے اس لئے میرے لئے میں بھی بھرپور کہنے یہ کام نہ کر دے۔"

"تمہیک ہے تو کہ کوئی عرصہ سکھ مستقل مراتی کو کہا کام کر دو ہر چور دنہ کوئی اخبار جوائن کر لینا۔" شہلانے ایک بارہ مرس سے کہا۔

"ویسے کیوں میں سچ آؤں گی تو اپنی بھرپور سے کہوں گی کہ ہمیں مختلف سوشل ایکٹوٹیٹر کی روپیں کے لئے بھجوں کیمی یا فری لاکام سوئیں۔" شہلانے لایپرداں سے کہا۔

"وہاں جائیں گی؟"

"کیوں نہیں نہیں گی۔ فیلی ٹھیزیں ان کے ساتھ، اتنا لٹا تو ضرور کریں گی۔"

"تمہیک ہے بھرپور آفس آؤں تسلیم سے ہات ہو اگر کو اگر ان العین کی کوئی کوئی لے بھیج پر تار نہ ہوئی تو پھر دوں گی اگرچہ ذوق کے ساتھ خاصی شرمندی ہو گی مجھے کہ جو کام مجھے اچانک میں لگ رہا، وہ میں نہیں کروں گی۔" شہلانے اسے تسلی دیا علیورے فون رکن دیا۔

☆☆☆

شہزادہ نیمیر کے قتل کو اس نے بڑی پھرپھر کے ساتھ Follow کیا تھا اگرچہ اس دن عمروہاں سے چلا گیا تھا گھر پر بھی علیورے کو ایڈیٹی کر کوہاں کے قتل کے بارے میں کچھ کوئی پھر درکار کرے گا۔ خاصی طور پر اس لئے کہ قتل اس کی وجہ سے ہوا تھا اور وہ پھر یہی جانشناختی کے قتل کس لئے کہ دیا تھا۔ خانہ اس لئے اسے بیدر تک اکار کیا تھا اگرچہ بردہ راست اس باہر میں کچھ نہیں کہا تو کسی کی تھی کہ اس کی طرف اکل شہزادہ نیمیر کے قتل نے کوئی عرصہ سکھ مخالفوں میں پہلو ضرورتی تھی۔ اس کے لئے چند جلوں بھی لفٹھنگ اور اس کے

"نمہ زریدہ بدل کئے ہیں؟ کیا زریدہ بدل کئے ہیں؟ غیر کی میکر بیز میں سے چوری کی جانے والی جیزیز اور آرٹیلری درکار کئے ہیں۔ یا اپنے فون گرزر کو اور بکل شوت کے لئے مجور کر کئے ہیں؟" وہ اپ بھی اتنی ہی بیسی تھی۔

"تم جاپ چھوڑ دے چاہتی ہو؟" شہلانے مزید بچکے لمحیا اس سے رواہ راست پر چھا۔

"پانچیں میں کیفیت ہو گیں۔"

"کیفیت ہو گیں ہو اگر یہ سب جھیں پسند نہیں ہے تو جاپ چھوڑ دو کچھ اور کرو۔" شہلانے اسے کہتے شروعہ دیا۔

"اور کیا کرو؟"

"تم این میں او جو ماں کرتا چاہتی ہو، وہ جو اُن کرو۔"

"میں۔ میں ابھی این میں او جو ماں کرتا چاہتی ہیں کچھ عرصہ جو جنم کے ساتھی مسلک رہتا چاہتی ہوں۔" ملکہ نے فرما دیا۔

"تو پھر پہلے کام کر لیں کام کر لیں۔"

"مگر یہ جو جنم میں ہے جس کے ساتھ میں مسلک ہونا چاہتی ہوں نہیں یہ وہ کام ہے جو میں کرنا پاہتی ہوں۔"

"میں نے تم سے کہا ہے۔ کچھ کو دلت۔"

"اگر کچھ کو دلت کے بعد بھی سب کچھ ایسا ہی رہا تو ہم پھر مجھے اُنہیں ہو گا کہ میں نے دلت شائی کیا اور تھے عرصہ میں یہ بات کرتے رہنے سے شایدی میری ساری تھنھی ملاتی تھیں میں تم جو جائے۔" ملکہ نے شہلانے کا بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم ایک کام کر لیجی چاہتی ہو اور اس سے فرش بھی نہیں ہو۔ ایسا کہتے ہیں۔ اپنے بھرپور سے بات کرتے ہیں۔"

انہیں کہتے ہیں، بھیں شوڑنے کے بجا تھے کوئی درماڑچا دے دیں۔" شہلانے کچھ سوچ پڑے کے بعد لکھ۔

"میں سجنکرن کے بھائی کسی اخبار کے ساتھ کام کرنا چاہتی ہوں۔" ملکہ نے اس کی بات کے جواب میں کہا۔

"بلیہ، اُنہیں کوئی تحریر نہیں ہے۔ جو بے کے بھرپور کوئی اخبار ہی جیسیں جاپ آفرینیں کرے گے۔ ذرا حقیقت پسندی سے کام لوار۔" شہلانے کہا۔

"میں جاپیں گے کیونکہ بند کر کے کی جو جنم میں نہیں کر سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"اُن فسی پہنچے بھائے پر اسکی بیوی تیار ہو جاتا ہے۔ کھانے کی تراکیب سے لے کر کپڑوں کے ذائقہ بھی اور آرٹیلری سے لے کر شہزادی کی جو دن بھکر ہر چیز اصرار سے اٹھانی چاہتی ہے۔ حتیٰ کہ Celebrities کے اثر پر یہ

مک اور ہمارے اسکے کھانے کے چائے ہیں۔ کیا یہ جو جنم ہے؟"

"تم ضرورت سے زیادہ تھوڑی بھرپور تھیں۔"

لے کہا گا۔ اب انہیں نہ تسلی کر دیا تو وہ کیا کر سکتا تھا۔ ”وہ ان کی مخفی پر بحراں رہ گئی۔“ اپنے اخبار نے تسلی کرنے والا ہی قاتل نہیں بتاتا۔ قاتل کر دنے والا بھی بعمدہ ہے۔“ اسے نادی بات پر افسوس ہوا۔

”ہمیں اس بارے میں بحث کرنے کی یا پڑیاں ہونے کی کیا ضرورت ہے نہ ہمارا شہزادی سے کوئی تعلق ہے اور شہزادی اس واقعہ کے بارے میں ہم سے پوچھ کر کیا کیا ہے۔ یا اسے مجھے بھر کھا، مخالف کو دوں کیا۔“ تاؤ ایک بھی مطلب نہیں۔

”مگر ہاؤ! اکلی لایاڑے اپکی غلام کام کیا۔“

”بچہ کو شہزاد کرنے چاہتا تھا۔ وہ بھی میں تھا۔ ہمارے خاندان کی بہت رسولی ہوتی اگر وہ جا گیر کے بارے میں وہ روپوں شائی کر دیا، میرے سارے بیٹے مالک کی کیرتی حറت ہوتا۔ اب غلام ہے یا باز خاصش تھیں یا نہیں ہوتے سکتا تھا۔“

”مگر شہزاد کو کچھ شائی کرنے چاہتا تھا۔ وہ بھوت نہیں تھا۔ حق تعالیٰ خاندان کی عزت کی بات تھیں اور اکلی جا گیر کے بیوی اس طرح کے کام کئے، وہ اس وقت یہ سب کوچھ سوچتے جب وہ روپے کے لئے اپنے گھر مددے کا بری طرح استعمال کر رہے تھے۔“

”مگر شہزاد میں کو درود کے ذاتی ماحلات میں دغل دینے کی کیا ضرورت تھی؟“

”ذاتی ماحلات؟ ناؤ! ایکل جا گیر کے ذاتی ماحلات نہیں تھے۔ وہ ان کی کسی ایجادیل یا افخر کے بارے میں خرچائی نہیں کر رہا تھا، وہ انہم قاتل کی بات کر رہا تھا۔ خصیں چک کر کے بھروسے کی تسلی میں اڑ رہا تھا۔“

”بچہ کی شہزادی کیا اس سارے ماحلات میں کیا تسلی تھا؟ ناؤ! اس نے کیوں...“

علیحدہ نے تسلی کی بات کاٹ کر دی۔ ”ناؤ! اس نے اپنا فرش پر پا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے کوئی غلط کام نہیں کر پا۔ آپ کو یہ کوہاں لئے رافیں لگ کر کوئی کوئی اپ کے لئے اپنے بیٹے ان سب بیویوں میں افروز ہیں۔ آپ شہزادی کی ماں ہیں کوئی بھی قاتل کو اس کو ایک بچہ کام کی سزا دی گئی ہے۔ آج کوئی اکلی لایاڑ کو اس طرح بے رحمی سے مار دے تو آپ کیا گھوس کریں گے۔“

”علیحدہ اتمِ ض阜وں بکواس مت کرو۔“

”غلوں بکواس نہیں ہے ناؤ! یقین ہے جو چیز نہ ہے وہ غلط ہے۔ چاہے وہ میں کروں یا آپ، اکلی جم ہے کہ اگر عام اوری کرے تو کافیں اسے پانی کی پر کارڈے گا، اکلی ایسا چیز ہے لوگ کریں کہ اکلی اس کی اور اکلی اس کی امتیازی کے لئے پر تقدیر کریں۔ اس کے اتحاد محدود کرنے کی کوشش کر کریں۔“

”علیحدہ اسی سب تھا۔ سچے اور کرنے کے کام نہیں ہیں۔ بہتر ہے ان ماحلات کے بارے میں تم کوئی کام کر دے کر اکلی ایسا جعل کیا تو وہ بہت ناراضی ہو گا۔“ ناؤ نے اسے مجھے دھکائے کی کوشش کی۔

اپنے اخبار نے چند روز پہلی بھی کی تھی، روز اس کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ بھی کسی اخبار میں میں ہوتا۔ مگر ہمارے خرچ پر کوئی نہیں۔

درادست اطلاعات کی طرف سے اس کی بیداری کے لئے ایک چک جاری کردیا گیا جس کی تفصیل بھی اخبار میں آئی گی مگر نہیں کہ طرف سے اسے ایک پلاٹ بھی دے دیا گیا۔ اور قدرے جوان کن خاص طور پر جب جب گوئی خود جانتے والی تھی ملکہ اندازہ کرنی تھی کہ اس چک اور اطلاعات کے بیچے کسی کی میراثی کا مردی ہے۔

ایک دو دہائیوں بعد یک دم گوئی خود تبدیل ہو گئی اور پہلیں میں اپ کے بعد تھی شہزاد میں کا اکلی عورت پر بیک گراڈ میں ٹھاٹا۔ اخبارات کے سفر اسی خرچوں اور ایجادات سے ہوتے ہوئے تھے۔ اگلے ایجادات

کے بارے میں تیس آرایاں جاری تھیں۔ اسے دوم دھرم کے میں کسی کویا تھا شہزاد میں کا ایک میں خاص جس

نے ایک دفعہ میں اپا بکی احتفاظ ہاتھوں کی وجہ سے اپنے ملک کی طرف والیں جو پریشی تھیں۔ وہ اپنی مر منی سے ہوئی صدی سے وہ اپنی باروں میں آیا تھا۔ پھر اس نے اپنے ایک دوسرے احتفاظ ہاتھوں میں آکر

لوگوں کی بچی بھاپنے کی کوشش کی تھی۔ پارہوی صدی کے لوگوں کے سامنے جیویں صدی کی جو اساتھ رکھائی کی کوشش کی تھی کہا جاتا تھا کہ کوئی بھی نہیں۔ اس کے ساتھ وہی ایکی جو تھا کہ نکا جا چاہئے تھے۔ اس ملک کوکس نے کتنا خون

دیا تھا یا درکار کی دالی بات تھیں تھیں۔ اس ملک میں کسی نے کتنا خون لیا۔ شاید اپنیں ہر رکھا جاتے ہے۔ شہزاد میں کسی ایسے یادوں کی سوت کی میراث کیا تھی۔ اسی سے سب کوکے بھاولوں کی گیا تھا۔ کیا اس کا خیال آئے پا ہے میرے خود ہونے لگا اس نے اتنی اسالی

بارے میں بات تھیں کہ میراث کیا تھی۔ اسے یادوں کی شہزاد میں کی سوت کی وجہ تھی، کہ اس کے ایک باراں سے اس

مگر حمرے اگلے پہچاہ میں کوئی بھاولوں اس کی لالا تھات نہیں ہوئی، اکلی لایاڑ اور اکلی جا گیر کے ساتھ اس کی کمال مدد

ہوئی تھی وہ میں جاتی تھی مگر وہ اسی دن چالا گیا تھا اس کے بارے میں دوبارہ اخبار میں کوئی خبر نہیں آئی تھی اور نہیں وہ

اور پھر اس نے اپنے سامان میں کھو گیا تھا۔ وہ میں لے چکریا تھا۔ اس نے خوبیں آیا تھا۔ اس نے فلن پر بات کر کے اپنے سامان میکھوئے کے بارے میں تا دیا تھا اور ناؤ نے اپنی گھر میں اس کے بھوئے ہوئے لڑک سامان لوڑ

کر دیا۔

علیحدہ نے ایک دن ناؤ نے شہزاد میں کے اکلی کے بارے میں بات کرنے کی کوشش کی اور وہ اس وقت سن

ہو گئی جب ناؤ نے بہت اطمینان سے کہا۔

”یہ درود کے ماحلات ہیں، انہیں پاہنے کس طرح لوگوں کو کوئی کرتا ہے۔ علمی عمر کی ہے اس نے کیوں

شہزاد میں کارہستا کرنے کی کوشش کی۔“

”مگر ہاؤ! اکلی لایاڑ کو کوئی بچا ہے کہ کسی کو کوئی کر دیں۔“

”اُس نے کون سا اپنے احمد سے کسی کو کوئی کیا ہے۔ اپنے اوریں کو اس نے شہزاد کو روانے دھکائے کے

وہ ان بھروسی پر بھائی جائے گی کہ جہاں تک اٹھناں کا تھاں تھا۔ وہ بھی بھی اپنے کام سے مطلع نہیں تھی۔  
”یہ سب بے کار کام ہے جو کہ تم اور میں کر رہے ہیں۔ اس سے لوگوں کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی اور  
بہتری نہیں آتی۔“ وہ اکثر شہزادے سے بتاتی۔  
”تو تم کمی اخلاق لانا چاہتی ہو؟“ شہزاد اپنی کہتی۔

”نہیں۔ میں کمی اخلاق لانا چاہتی۔“ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جو کام میں کروں۔ اس سے لوگوں  
کی زندگیوں میں کوئی بہتری تو اسے صرف ایک چاہ کرنا تو کوئی بڑی ہاتھ نہیں میں چاہتی ہوں میرے کام سے  
”سرودوں کو یقین فرمادی ہو۔“  
”تم اپنی بھلی خصی طیارہا بیس کچھ عرصے سے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے خاص طور پر پچھلے دو سال  
میں۔“ شہزادہ تھری کرتی۔

”اس نکل میں اتنی فربت ہے شہزاد کی یہ ٹھنڈی نہیں کہ سرکر پر پھر جائے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر  
انہاں کا داماغ خراب نہ ہو، سوشلوگی پر مدد کے بعد بھی اگر میں تمہاری طرح ملکنے پڑتی ہوں کہ ایک دن  
کوئی سیما آئے گا اور سب کوئی نیک کر دے گا تو شاید اس سے بڑی حادثت اور کوئی نہیں ہوگی۔“  
”یار! میں کب من کر سکتی ہوں ہمیں، مژوں، اپنے کوئی این ہی اور جوانی کر لیں، سو شوہر کو کہا پاہتی  
کوکنا پھر دیکھ لے، تھکی اپنی تخت طیاراں لے کر آتی ہو۔“  
”ایک شخص سب کوئی بدل سکتا۔ تھک کر جو کس حد تک تبدیلی اور بہتری کے لئے  
کوکش تو کر سکتی ہے۔ ایک Passive observer۔“  
شہزاد اس کی باتوں سے قائل ہوتی ہے تو کم غلاموں ضرور ہو جالا کر کمی اس کا خیال تھا یہ طیارہ کا دلت  
جنون ہے جو کوئی عرصے کے بعد خود کی ختم ہو جائے گا۔



اس شام بھی وہ ایک سیزیز کنسٹرکٹ کی کوئی نیتی کے لئے بھی ہوئی تھیں۔ کنسٹرکٹ فوجے کے قریب ختم ہو گیا۔  
وہ کنسٹرکٹ ختم ہونے سے پہلے بیلی ہاں سے لکل آئی تھیں کیونکہ وہ جاتی تھیں کہ کنسٹرکٹ ختم ہونے کے بعد اداوارش ہو  
جائے گا کہ ان کے لئے باہر نہ ملک ہو جائے گا۔  
”کنسٹرکٹ کے پار میں باہمی کرتے تھے پارک کی طرف آری تھیں۔ جب انہوں نے اپنے پیچے پیچے  
کوئی قیمتی نہیں، ان دونوں نے توکر دیکھا۔ وہ چار لاکھوں کا ایک گردب قابو جان سے پہنچا میلے پر قابو گران ہو گوں کی  
لئے ان ہی پر بھی ہوئی تھیں۔ داشت طور پر وہ ان ہی کے بارے میں ہات کر رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی نظر انہار  
کرتے ہوئے پارک کی طرف جائے گئیں۔  
”یہے ہماری تھی جرزش۔ جنہوں نے ایکسوں صدی میں اس نکل کر Lead کرنا ہے۔“  
”Three cheers for them“ شہزادے پڑھے اور بذریعہ اداوار کی طرف نہیں کہا۔ علیحدہ نہ کرنی  
تہرہ نہیں کیا۔

”وہ نامش ہوتے ہیں تو ہو جائیں۔ میں ان سے خفزوہ نہیں ہوں۔ آپ کی طرح ان کی ہماری کسی  
خوف سے ان کی حیات نہیں رکھتی۔“  
وہ ان کی باتوں پر بڑی طرح جھنجوری تھی۔

ناولوں کا چچہ خانہ نہیں سے رکھتی رہیں۔ ”جب تھے جنم تھے جاپ شروع کی ہے تم کچھ نہیں دیتے پر ہیں؟“  
وہ اپنے اختیار ان کی بات پر فس پڑی۔ ”بڑی تھیں۔ آپ بھی کمال کرنی ہیں تو بودھیوں کو جاپ سے منکر کر  
رہی ہیں جاپ کا اس سے کیا اعلان ہے میں جاپ نہیں کر سکتی تھیں کہ بعد کوئی نہیں کو جاپ سے منکر کر  
ہوتا خاص طور پر خدا اکلی ایسا زندگی کے درستے کے بعد کوئی نہیں ہو جائے گا۔“  
”خوب کر کر، میں بھی تمہاری طرح یہ سب کہنے کوں تو بھی قائم کر دیا ہے۔“  
میں انہیں اس سرمیں اچھا لیا اور ان کا فرق بھاگنے کوں۔ وہ اپنے بارے میں خود نہیں ہے۔ خود فیکر کرنے  
ہیں۔ میں اس سب چیزوں کے بارے میں کیا کر سکتی ہوں۔“

ناولے پہلی بار پر بھی آؤں میں بے سی بے سی کا اچھا کر کیا۔  
”ناواز اکام از کام اتنا تھا آپ کر سکتی ہیں جیسے کہ آپ ان سب چیزوں کو کھلا کیں۔ اکل ایسا ز کے ساتھ ہو جو  
کریں۔ ان کی برہات پر سرخ کھا دیں۔“  
ناولے سراغ کر کے دیکھا۔ وہ بہت بے میں نظر آ رہی تھی۔ ”تم کر سکتی ہو یہ سب کہما؟“ بڑے پر سکن  
امراز اس انہوں نے طیارہ سے پوچھا۔  
”میں؟“  
”ہاں تم، تم بھٹ کر سکتی ہو ایسا ز سے یا اپنے کسی کو دوسرے اکل سے۔ ان سے یہ کہ سکتی ہو کہ انہوں  
نے خلک کیا؟“

ناولے بھی اسے شنیخ کرتے ہوئے کہا۔  
وہ ان کا چچہ دیکھ رہی۔ ”ہاں میں کر سکتی ہوں اگر ضرورت پڑی تو میں یہ سب ان سے بھی کہوں گی۔ میں  
آپ کی طرح ان کی بات میں ہاں نہیں ملاوں گی، کم از کم آپ علیہ سندھرے اس بات کی توقع نہ کر رہیں۔“  
وہ یک دم اٹھ کر اندر جلی گئی۔ نازح اتنی سے اس کو جاتے ہوئے دیکھی۔ علیہ کا یہ دب پہلی دن  
کے سامنے آیا تھا۔

☆☆☆  
شہزاد کے کہنے پر انہیں سو شش ایکٹریٹی میر کی کریج کا کام سونپ دیا گیا تھا۔ یہ کام کسی حد تک دلپس قابو  
کو کھر سے کھکھ لے کر طیارہ کو اپنی اپنے کام میں لفظ آئے۔  
شہزاد ہوتے والی لفظ سماں تقریباً کے ووقت کارڈن ان کے ۲۳ نئے آتے رہتے۔ وہ ایک دن میں  
یعنی دفعہ تھیں چار بھروسیوں پر بھی جاتی۔ اولیٰ عھلیں، عقاف ناٹس، بیورز کنسلز، سو شش میر گرگر بہت کم حرمسے میں

"تم گاڑی اندر لے آتا۔ پکو دری اخخار کرنے کے بعد پچک کر لیں گے کہ لوگ باہر تو نہیں ہیں مگر تم پہلے جاہاں دیے یا لوگ برستے والے نہیں ہیں۔ بھیں اندر جاتا دیکھ کر دفع ہوا جائیں گے کہ یہ بس خوفزدہ کر رہے ہیں ہیں۔"

ٹھیکانے کہا۔  
علیور نے اس کی بات کے بارے میں پچک کرنے کے بجا تھے گاڑی اس روز پور موزڈی جہاں شہلا کی کالونی تھی۔ بہت تیر رنگاری سے گاڑی چلا تے ہوئے وہ شہلا کے مرکب تھی۔ ان لڑکوں کی گاڑی بھی اب پری رنگاری سے ان کے پچھے کی اور ان کی گاڑی کو ایک سہانہ سڑک پر مرتے دیکھ کر انہوں نے دو تین بار درد رنگ کرنے کی کوشش کی مگر علیور نہ برا کر کریں۔

شہلا کے گھٹ کے ساتے پچھے ہی اس نے بار پر تھوڑہ کہدا اور کاروڑ کر دی۔ دو لاٹکے تجزی سے ان کی گاڑی کے پاس رے اور گھر علیور نے اس کی کاری رنگاری کو دیکھی۔ چون کوئی بھکر کر دیکھا اور ان کی جان آئی تھی۔

"ایک بات تو ملتے ہیں، میں دوبارہ اسکی رات کا کیلئے کہیں نہیں چاہیں گی۔" علیور نے گھر سے سائبی لیتے رنگاری سے کاروڑ لے گئی۔ ان رہنے نے پچھے مکر کیوں کر دیکھ کر دیکھا اور ان کی جان آئی تھی۔

"پریشان ہوئے کی سرفراز نہیں۔ یہ لوگ دفعہ کچھ بہوں گے، سارا سماں غارت کر دیا جہوں نے، میں چون کیدار سے سمجھ ہوں۔ ذرا بہر جمک کر دیکھے۔"

شہلا نے کار سے بچتے ہوئے کہا۔ وہ اب گھٹ کی طرف جا رہی تھی۔ علیور نے یہ دیور سے اسے چون کیدار سے باہم ہوں۔ ذرا بہر جمک کر دیکھے۔

چون کیدار بہر جمکوں کے بعد جو گھٹ کھول کر باہر لکھ گیا۔ شہلا دامن علیور کے پاس آئی۔

"اب یا تو تم اس رات نہیں رہو یا بہر جمکوں کے بعد جمی جانا۔ اتنی گھبراہٹ میں کارچاڑا گی تو۔"

اس نے بات اموری پھر جوڑ دی۔  
"نہیں، میں ہماری کھنکتی ہوں لاؤ کلکی ہیں اور چند گھنٹوں کے بعد کیا گہا۔ سرکیں اور سہانہ جو جائیں کی۔ میں چالاں گی گاڑی۔ تم کوئی صدمت ہو۔ پکو دری پیلے ہی جاہانی ہے۔" علیور نے اسے تسلی دی۔

چون کیدار اپا دامن آگے اور اس سے سرک خالی ہوئے کی اطلاع دی۔  
"بُن لیک ہے، میں پٹھی ہوں۔" علیور نے کار غارت کر دی۔

"جاتے ہی مجھے فون کر دیں۔ میں اخخار کروں گی۔" شہلا نے کہا۔ علیور سر ہلاتے ہوئے گاڑی کو ریوس کرنے لگی۔  
بروئی سڑک واقعی خالی تھی۔ علیور پکو دری ملٹکن ہو گئی۔ تیر رنگاری سے اس نے ذیلی سڑک میور کی اور پھر ایک ٹوٹ لیتھی اس کا سائبی کر گیا۔ ان لڑکوں کی گاڑی اب دہانہ کھنکتی تھی اور وہ گاڑی سے باہر نکلے تھے۔

علیور گاڑی دامن نہیں موزوگی اب اس کا دقت نہیں رہا تھا۔

ان لڑکوں کی آوازیں اور قصہ اب اور بلند ہو گئے تھے۔ وہ لوگ مسلسل ان کے پیچے آ رہے تھے۔

"کیا خیال ہے میر کو کچھ کہا جائے ان سے؟" شہلا نے سرگوشی میں ملڑپ سے پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تم لوگ گاڑی سکھ لئی جائیں گے بہر یہ خود ہی دفعہ ہو جائیں گے۔"

علیور نے بھی سرگوشی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر یوں لوگ ہے جو وہاں تم کہہ سکتے ہیں۔" شہلا نے کچھ احتیاج کیا۔

"کہتے ہو، مارے ملٹکے پر یہ اسکی آنکھیں گے۔ خوفناک اباد جو جاہے گی اور یہ لوگ ہمایا پا جائے ہیں۔"

علیور نے اسے سمجھا۔ شہلا ملٹکن نہیں ہوئی تھیں بلکہ اسکی خاص مشہور ہو گئی۔

وہ دو لوگ اب گاڑی کے پاس آئیں گی جیسی جگہ جو باروں بارے میں ہوا تھا۔ علیور اور شہلا اپنے اگری کی اخراجی کا اخراجی کا طہیتیان کا سالس لیا۔

علیور گاڑی ڈالنے کے بعد ملٹک پر لے آئی۔ وہ دو لوگ بڑے ملٹکن اور اس میں باشی کر رہی تھیں۔

جب علیور نے یہ دیکھ دیور سے ایک گاڑی کو بڑی تجزی سے اپنے پیچے آتے دیکھا۔ گاڑی انہیں اور رنگ کرنے کی بجائے ان کے پیچے گاڑی کے ساتھ سا حصہ دوڑنے لگی۔ گاڑی اسی دیکھ دیور کے ساتھ سوار تھے۔ علیور نے بھلی نظر میں انہیں پہنچاں لیا۔

"یہ پیچے آتے گلے ہیں، اب کیا کریں؟" علیور نے کچھ پریشان ہو کر شہلا سے کہا۔

"تم کارکی اپنی آہستہ کر دے، ہو سکتا ہے۔ آئے گلے جائیں۔"

علیور نے شہلا کے سوڑے پر ٹھل کر تھے ہوئے کارکی اپنی آہستہ کر دی۔ ان لڑکوں نے بھی اپنی کارکی پہنچ آئی۔

"یہ ڈیلک پیچہ جیسیں پھوڑیں گے۔ تم اپنی بڑی حادثہ دیکھتے ہیں کیا ہو سکتا ہے۔"

علیور نے یہ دیکھ کر کی کہ کارکی کا راب بریہر پڑی ہی جاہے ان کی کار کے پیچے آ رہی تھی۔

مگر دری رنگ اور سڑکوں پر کار بھاگتی کر گرد گاڑی مسلسل ان کے پیچے رہی۔ تم بیرے گھری چل۔ ہو سکا ہے، دہانہ چھپا چھوڑ دی۔" شہلا نے اس سے کہا۔

"لیکن رہتے میں اگر ان لڑکوں نے گاڑی روک لی تو تمہارے گھر کے راستے پر اس دلت بالکل ہی رنگ

نمیں ہوتی۔" علیور نے اپنے خدا نے کا تھمار کیا۔

"تم اپنے بہت تیر رنگ کو اور انہیں اور رنگ د کرنے والا ایک بارہ سیرے گھر کے باہر گاڑی پیچی گئی تو پھر کوئی

پریشان نہیں ہو گئی۔ چون کیدار ایک منٹ میں گیس کھول دے گا۔ نہیں کھولا تو باہر ق آئی جاہے گا بہر یہ دہانہ نہیں رہیں گے۔"

"مگر مجھے اسکی ایک ہی گھر جانا ہے۔"

اب تو رہا بند کر دو۔ اس پار علیزو و اپنی چپ ہو گئی۔

"اپنے چک کرنے ہیں؟"

"بالکل چک کر رہا ہوں۔ میں اس آجاتا ہوں اگر تمہاری مدد لیکی ہے تو لیک ہے۔ میں تمہاری بات مان

لیتا ہوں۔ اب مجھے تاذق کی کیا ہے؟"

"میں تیک ہوں۔" بونے سے اس کے سرمنی درد ہونے لگا تھا۔

"میں نے لے رہی ہو؟"

"ہاں۔"

"اور کہاں؟"

"وہیں۔"

"تمہارے لئے کیا کر کر آؤں یہاں سے"

"تیک ہیں۔"

"تیک ہے میں اپنی سرمنی سے کوچھ بھی لے آؤں گا۔ تم اسی کی وجہ کیہرے آنے تک اپنا بخار فتح کر دو۔"

"میں کم از کم بھیں ستر میں دیکھاں چاہتا۔"

"ہاؤ کیا ہیں، میں ہر وقت لیلی رہوں، آپ کہتے ہیں، میں بستر میں نظر نہ آؤں۔ بھر میں کیا کروں؟"

اس نے بے چاہی کے کہا۔

"تمہارا بخار فتح کر دو۔ کر گئی کام سے پہنچا دو۔" وہ بھی پہنچ اس سے بخار رہا تھا۔

"آپ کل آجاتا ہیں گے؟" وہ اس کی بات کے جواب میں اس سے پوچھنے لگا۔

"کل پر پوسن بھرا جاؤں گا۔" اس نے بیٹھنے دیا۔

☆☆☆

اور تمیرے دن وہ واقعی اس کے سامنے تھا۔ علیزو کو اس دن بھی لپکا تھا تھار تھا اور وہ اپنے کر کے میں تھی

جب وہ دروازے پر دیکھ دے کر اندر را مٹل ہوا۔ وہ اسے دیکھ کر اپنے انتیکر سکانے کی گئی گمراہ سے دیکھ کر گرفتہ ہو

گیا۔ علیزو اسے بستر سے اٹھ کر پیدھن کی۔ وہ سیدھا اس کے پاس آ کر پیدھن کیا۔

"کم آن علیزو! کیا مال ہیا ہوا ہے تے، میں تو بیجان یعنی بھیں کیا۔" وہ اس کے کہ میں پر بازدہ

چھیڑائے کہ رہا تھا۔ وہ سکانی۔

اس کی گرفتہ اسی اچھی گل برق تھی۔ اس کے خوش ہونے کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ صرف اس کے

لئے اتنی درور سے سب کچھ ہو کر کر گئی تھی۔

"تمہارا بخار کیا ہے؟" علیزو کیک دم بادا یا علیزو کے جواب کا انتکار نئے بغیر اس نے علیزو کے ماتھے پر

ہاتھ کر کر دیا۔

## باب ۳۹

اگلے چند روز طبعہ کو ایک بار بھر ہاں کل کے پھر لائے میں گوارنے پڑے ہے نہ آجا کم اپنے کس کا پالیمہ ہوا اور بہت ایک روز میں آپ بیٹھ کر دادا پر اپنے تیک ہو گیا کمر کر آئے کہ درمے دن باخور رہ جائے ہوئے گری اور اس کے ۲۴ کلکوٹ گئے۔

دوبارہ اس کے گھوٹکے کے بعد ایک بیٹھ کر وہ بخار میں جلا رہی۔ اس کا دو زدن بہت جیز رہا تھا سے کم ہوتا رہا۔ اس قاتم صورت کے دوران میں ایک بار بھی اس کی بات نہیں ہوئی وہ ایکن جا چکا تھا اور دہاں میرہ تقریب میں صروف تھا۔ جس شام تقریباً ایک ہار کے بعد اس نے فون کیا۔ اس دن بھی علیزو کو جانا ہے تھا۔ تاونہ فون پر عمر کو علیزو نے آپ بیٹھ کر پارے میں تیا۔ اس نے علیزو سے کہتے کہ کو خوبیں خاہیر کی۔

علیزو فون پر اس کی آواز سنتے ہی روئے گی۔ وہ اس کے درونے سے نیادہ اس کی آواز کی نمائت پر پریشان ہوا تھا۔

"علیزو! علیزو! اچھے ہو جاؤ پار کیا ہو گیا۔" وہ اسے کسی بیچ کی طرح بہانے لگا۔ وہ بھر بھی روئی رہی۔

"تمہارا آپ بیٹھ تو تیک ہو گیا ہے؟" اس نے بھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔

"کر گئی تھاری تھیں۔ تھیں بخار ہے، نیادہ بخار ہے؟" وہ کسی کی طرح اسے خاموش کر دادا چاہ رہا تھا۔

"علیزو! اچھے ہو گئے تھک ہو گئی ہے تمہارے درونے سے۔ بلیز چپ ہو بہار!"

وہ چپ نہیں ہوئی۔

"مجھے تاذق کیا کروں؟" اس نے بلا خوش کر کرہا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا۔ آپ دام اجاء میں۔ آپ تھیں آئے۔ پاٹھیں ہر کوئی بیرے ساتھ جھوٹ کھول بولا ہے۔" اس نے بھیکوں اور سکیوں کے درمیان کیا اور ایک بار بھر درونے گی۔

"میں نے تم سے باکل جھوٹ نہیں بولا۔ میں کل جھیں تو پوسن جو ہمی فلائٹ ملی ہے، اس سے آجاتا ہوں

"کسی ہو علیہ؟" وہ اب پوچھ رہی تھی۔

"میں نیک ہوں۔ آپ کسی ہی؟" اس نے کہا۔

علیورہ نے اس سے یعنی پوچھا کہ وہ اس کیا قوت کر رہی تھی۔ وہ یک دم برجی میں پہنچ کر علیورہ نے اس سے پہنچ کر علیورہ کو شفیعی تھی۔ چند لئے پہنچ کر علیورہ اپنے سامنے دیکھ کر وہ خوش ہوئی تھی۔ اب اس خوشی کا کہیں نام و نشان لگی باقی نہیں رہا تھا۔ جزو تھا اب دلیں ہو کے ساتھ صوف پر پیدا ہوئی تھی۔ علیورہ کو محکمہ طبقے ایک دوسرے صوف پر پیدا ہوئی۔ اب جزو تھا کا قفلی تاریک رو رہا تھا۔

"ہماری دوڑی دس سال پرانی ہے۔ جزو تھا اور میں ایک ہی اسکول میں جاتے رہے ہیں، پھر کسی فرمانی یا خدمتی میں گئی یا میرے ساتھی رہی۔"

علیورہ کو اس کے تاریخ میں کوئی پہنچ کر نہیں تھی۔ وہ مرکے چڑی پر نظریں جاتے شفیعی تھی۔ وہ پہنچ کر کہا سے دہا تھا اور اس سارے حریت کے دروان اس نے ایک ہار بگی جزو تھا کا دزجیں کیا اور اس دہا تھا کر کہ پہنچے دس سال سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں، علیورہ کا دل چاہا ہے۔ یک دم انہوں کو دہا کہا میں سے ٹھیل جائے۔ گرد وہ خود پر فٹکے کہ دہا پہنچی رہی۔

"غم تھا رہا بہت ذرا کرتا ہے۔ علیورہ اگئی بھی تین بارے لئے اتنیں سے دہاں چلتے آئے ہیں۔ وہ بہت پریشان تھا تھا رہا لئے۔" جزو تھا اس سے کہہ رہی تھی۔ علیورہ کو خوش ہیں ہوئی۔

"تو یہ دھروری کام مقام جس کے لئے یونیورسٹی وہ اسکے لئے کوئی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی دس سال پہلی گرفتاری کو دو سال کی دو حصے تھے جن کے ساتھ وہ اتنیں گیا قابلیت کو تین تھا جو تھے کے مطابق وہ اس کی دوسرے کو اتنیں لے لے رہیں گیا ہو گا وہ بھیں پارہی تھیں اسے جزو تھا پر جنگ اس طبقے ایسا سے حد ہو رہا تھا یا اسے نظر کرنے کی تھی۔

"مجھے تین آرہی تھے ہاؤ میں سونے چاری ہوں"

جو علیورہ کی جزو تھوکے جا بہ میں علیورہ سے اخٹھے صرف بیکا کہا، جزو تھا کہ مجھے اسے اسے دیکھا، شاید اسے علیورہ سے اخٹھے سوتے سرمیری کی لوتیں نہیں تھیں۔

علیورہ کو نظریں سے علیورہ کو دیکھا وہ اس کا چچہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "علیورہ! علیورہ! کوئی کوئی باخی کر تھے جیں؟" علیورہ سے اخٹھے دو کے کی کوشش کی تھیں۔ وہ کی نہیں۔

"مجھے تین آرہی تھے ہے جو سنا ہے۔" وہ اس پر جا چہرہ دیکھنے لادا غم سے نکل گئی۔

لاؤچیں میں جذبوں کے لئے ایک بیبی کی خاموشی جھاگی تھی۔ پھر عریز اس نام سوچی کوچورا "میں قمری دیکھ ک آتا ہوں۔" اس نے سکھا تھے جزو تھا کے کہا وہ

جوابا کوکھ بولے لختی کرائی۔ عریز کرے سے نکل گیا۔

علیورہ کے پر دنک دے کر اس نے کرنے کے اندر جانے کی کوشش کی تھی جو دوازہ نہیں مکالا۔ وہ لاکڑ

"اگر بھی بھاری ہے؟"

"ہاں تکن زیادہ نہیں۔"

"نیک ہے اگر زیادہ نہیں تو پھر اٹھو۔" وہ کھا ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اخٹھے کاہ۔

"کہاں جاتا ہے؟" وہ کچھ جان ہوتے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"کہیں دوڑھیں جان۔ میں لاڈنگ ٹک جاتا ہے۔ کس سے جوانا ہے جھیں۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کرے کے دروازے کی طرف جا رہا تھا۔

"کس سے جوانا ہے؟"

"ایک دوست سے۔" وہ مکریا۔ علیورہ کوچھ جان ہوئی۔ اس سے پہنچے ہر منہ کی اسے اپنے کسی دوست

سے ملانا ہی کوشش نہیں کی تھی، اب یک دم ایسا کوں ساروست آگیا ہے جس سے ملانا ہو ضروری کوچھ جانے تھا۔

"میں پہنچے ٹک جھک کر لوں۔" اس نے ملکتے ہوئے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دہا، پکڑنے کا۔

"یاں بڑیں بڑیں کیا ہے میں نے۔" علیورہ نے احتجاج کیا۔

"یاں حبیں ضرورت نہیں ہے برش کی، اس طرح بھی بہت خوبصورت لگتی ہو۔" وہ اب کرے سے

باہر کل آئے تھے۔

"یہ دوست کہاں سے لائے ہیں؟" علیورہ نے تمس کے عالم میں پہنچا۔ عریز کوئی کہنے کے بجائے پر اسرا

انداز میں سکرنا۔

لاؤچیں میں راضی ہوتے ہی علیورہ غلط ہی۔ اس کے بالکل سامنے موٹہ بڑا نوکے ساتھ ایک فیری کلکی اور

بینی ہوئی تھی۔ اس کی مریخیں چھینیں سال تھیں اور اس کے نتوش نامے تھے، میک ٹرائی اور سینڈی ٹریٹ میں

لبیں دو اس وقت لاؤچیں کی سب سے نیاں چھیڑی۔

علیورہ اپنی پکڑتے ہیں کی۔

"اے علیورہ! اکر کیوں نہیں؟"

عقارب اس سے انکشش میں غلط تھا۔ اس لڑکی نے پہنچ کر ان دونوں کو دیکھا اور پھر اس کے پھرے پر

ایک خوبصورت سکراہت مودار ہوئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ہوئی۔ علیورہ نے کوئی غلط نہیں نظریں سے عرب دیکھا اور

پھر آگے بڑھا۔

"علیورہ ہے، میری کزان اور علیورہ یا جزو تھے سرمیری بہت اچھی دوست۔"

عمریے ان دونوں کا تعارف کروالی۔ علیورہ نے اگر کیا سکراہت کے لئے انہاں ہاتھ آگے بڑھا۔ جزو تھا۔

نے اس سے اپنیں ملایا۔ وہ چند قدم آگے بڑھی اور بیوی سے تکلی کے ساتھ اس نے علیورہ کے دونوں شالوں پر

ہاتھ رکھتے ہوئے اس کا گل پیٹا۔ علیورہ اس کی اس گرم جوشی پر اپنی اخیر پٹھائی۔

تمہارے کام پکارا۔

ملبوڑہ نے اپنے دروازے پر دستک دی۔ اس بار اس نے ملبوڑہ کا اسٹاک کیا۔ اسے اپنے بیٹے پر لٹک رکھا۔ اسے اس کی آواز بھی بیکھان لی گروہ اسی طرح خاموشی سے اپنے بیٹے پر لٹک رکھا۔ اسے دقت گھر پر بے چشمہ شاہزادہ آرہ تھا۔

میرنے دبایا دروازے پر دستک دی۔

"میں سوری ہوں، آپ مجھے دستک دے کر دیں۔" اس بار عرب نے ملبوڑہ کی آواز سنی۔

"میں اتی جلدی کے ساتھ سکتی ہوں، وہ بھی کہنا کہا کئے بغیر۔" میرنے بلڈ آرڈنر کیا۔

"جیسے بیوی نہیں کہا۔ بھی بیوی نہیں ہے، آپ آپ جائیں۔"

"میں تمہارے لئے سب پکو چھوڑ کر اجتن سے آیا ہوں اور تم سب سے سماں طرح Behave کر دیں۔"

میرنے ٹکاٹ کی۔

"آپ کچھ بھی پھر کر نہیں آئے۔ آپ سب کو سماں طرح لے آئے ہیں۔"

ملبوڑہ نے اپنے اتیار کا درجا کیا۔ اس نے ملبوڑہ کی سادتی سنی۔

"میں جو تھکی ہات کر دیں ہوں۔" ملبوڑہ کا اوار خود پر شرمندگی گھس ہوئی۔ اس کی سمجھ میں فیض آیا، وہ

فوجی طور پر اپنی بات کے ازاں کے لئے کوکا کیے۔ وہ خاموشی دی۔

"جیسیں اس کا آنا چاہا ہے؟"

وہ اب بھی چپ رہی۔

"ملبوڑہ اسی تھے بات کر ہا ہوں۔" وہ اب بلڈ آرڈنر میں کہہ رہا تھا۔

"اے داتیں بھگا دوں؟" وہ اب پونچہ دے رہا تھا۔

"لیکچر ہے، میں اسے داتیں بھگا دیتا ہوں۔"

اسے اس کی بات پر لیکن نہیں آیا۔ دروازے کے باہر اب خاموشی تھی۔

◎ ◎ ◎

ملبوڑہ کا پاؤں سے اپنے اتیار بریک کی پر پاؤں اور گاڑی رک گئی۔ ملبوڑہ کا ٹالٹی کا احساس ہوا ان میں سے ایک لڑکا گاڑی کا نائز بدل رہا تھا اور شاید وہ اسی وجہ سے دہانہ رکتے۔ وہ اس طرح دہانہ درکتے۔ ملبوڑہ نے ان لوگوں کے چہرے پر یک دم جھوٹ دیکھی اور بھر جو بیویوں نے اسے اور اس کی گاڑی کو بیکھان لیا۔ جب دہ گاڑی کو روپرین کرنے کی کوشش کرتی۔ وہ تینوں بھائیوں کے ہوئے اس کی گاڑی کے پاؤں آگئے۔

ملبوڑہ نے تحریکی سے دروازے کے دوسرے کوواں کیا۔ کفرکی کا شیشہ پلے ہی اپر تھا۔ وہ تینوں اسی کے دروازے کی طرف آئے تھے۔ سڑک اتنی چڑھی نہیں تھی کہ وہ اس پر گاڑی کو بوزٹ لیتی۔ اسے گاڑی کو کوسلل روپرین کرنا تھا۔ جب تک کہ وہ اس پہنچی سڑک تک پہنچ جائی جس سے اس نے تھنڈن لیا تھا۔

وہ لڑکے اب اس کی گاڑی کے دامیں طرف والے دلوں دروازوں کے پنڈڑ پر ہاتھوں کے انہیں کوئی لٹکی کوئی لٹکی کی کوشش کر رہے تھے۔ اس میں ہاکی اور بیویوں کی کفرکی کے شیشوں پر ہاتھ مارنے کی شروع کردیئے۔

ملبوڑہ نے مدد خوفزدہ تھی، اسے گلہر تھا جیسے کفرکی کا شیشہ اسی کا لوت جائے گا۔ اس کا ہاتھ بری طرح کاپ رہا تھا۔ یوں گھوسی ہورنا تھا جیسے اس نے زندگی میں کافی بھی گاڑی بھی چلا دی۔ دہ بالکل بھول ہیکی تھی کہ اس کا کون سا سیدھا کہاں ہونا چاہئے۔ وہ خوف کے ہال میں کفرکی کا شیشہ پرانے ہاتھ پر ہاتھ دیکھنے لگی۔

تب ہی ان میں سے ایک لڑکے کی نظر اس کی برادر والی سبب کی طرف اسے پڑی۔ ملبوڑہ نے اسے کہ کہتے ہوئے اور اشنا رکھتے دیکھا اور بھر جان تینوں کو چاہا۔ کفرکی گاڑی کی دروری طرف پکڑ کیا ہٹلیوں نے اپنے اتیار دوسری طرف دیکھا اور اس کے سڑ سے چیٹلی۔ وہ دروری کفرکی کا شیشہ کھلا ہوا تھا۔ وہ بالکل کی طرف دروری سبب پر آتے ہوئے تحریکی سے شیشہ چھ جانے لگی۔ کفرکی دوسرے دہانہ پہنچے تھے۔ ملبوڑہ نے ایک ہاتھ کا لڈاک پر رکھ دیکھنے لگی۔

میں سے ایک لڑکا کفرکی کے اندر ہاتھ دال کر لڈاک سے اس کا ہاتھ بٹانے لگا۔ آدمیاں شیشہ دا پھا چکا۔ ملبوڑہ نے لڈاک سے ہاتھ نہیں لیا۔ وہ پوری قوت سے شیشہ اور کی رہی۔ اس لڑکے نے اپنے ہاتھوں کے ناخون سے اس کے ہاتھ کو بری طرح رکھی کیا۔ ملبوڑہ نے اپنے ہاتھ میں بھی نہیں بٹایا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کا ہاتھ ہر ہر قسم پر دہانہ سے

ہزار دینا ملائیشیا تھا۔

کوں کی گوڑی اب اس کی طرف آ رہی تھی۔ پھر اس لڑکے نے ہاتھ میں کر لیا تھا اور اب وہ گاڑی کو ان لڑکوں کی سرفرازی اور اس کے بعد۔

وہ جانی تھی، وہ اس کے بعد کی کرتے۔ وہ ایک بارہ بڑاں کے پیچے آتے اور اس بارہہ ان سے کسی طرح ملک میں چھڑا کتی تھی۔

وہ اب گاڑی پر سوار ہو رہے تھے اور علیہ زبانی تھی کہ فوج گھوون کے بعد وہ اس کے سر پر ہوں گے۔ اس نے دھماکہ بڑھتے ہوئے گاڑی کی اس سمت کوچک اور بڑا ہدایت۔

اور پھر اچاک اسے سرک نظر آگئی۔ مگر بدل ہوتے اس نے گاؤں کا اس سرک پر ڈال دیا۔ وہ بھی یک زلی سرک تھی۔ کراپ علیہ یہ بھی جانی تھی کہ وہ کون ہی سرک ہے۔ اسے واحد تھی کہ گاؤں اب ریوں کیلئے نہیں تھی اور وہ غیر رفاری اسے چلا کیتی تھی جو حصار سے آتی ہوئی ہوا اسے آکھیں بندا کرنے پر مجوز۔

جب عی اس نے سامنہ مرد سے ان لڑکوں کو اس روز پر مرن لیتے دیکھا۔ اس نے ہوت تھی لیے۔ وہ گاڑی سبھ تھیز رناری سے اس کے قریب آئی جا رہی تھی۔ علیہ نے بہت حیری سے ایک اور للن لیا۔ جون جوں وقت گزر

باقاً۔ اس کے عاصب جواب دیجئے جا رہے تھے۔ اسے اخواز اور لے کا کہ دو، بہت تحریر قدری سے کارپیں جاتی ہیں۔  
کنکنی توہی ہوئی وڈا کرکن سے آئے والی ہوا کچیپڑے اسے ملک پر کچھی بھی دیکھنے پہنچ دے رہے تھے۔  
مزکیں دینیں حس۔ سماں نے کوئی نریکھ نہیں آری تھی۔ اس لئے وہ کسی نہ کسی طرح ان پر گاؤں چلا رہی تھی۔ مگر  
وہ بھی میں روز دوپتھیوں کی نکی خادی شے کا چکار ضرور ہو جاتی۔ وہاں وہ اس طرح کوئی کھوٹے بند کر کے  
کھوڑیں جاتی کی تھی۔

وہ پھر بھی میں روز پر جانا چاہتی تھی، اس کا خیال تھا دن بھار وہ گاؤں رہو رک کر سڑک پر اتر جائے کی اور  
مدرسے لے لے گی۔ وہ مانی تھی کہ اتنی غربیکش اور لوگوں کے درمیان رہ لوز کے اس سکھ بھنپتے کی کوشش میں کرتے۔

اسے اب اپنی اور شہلا کی حادثت کا احساس ہو رہا تھا۔ انہیں ان لوگوں سے جان مچانے کے لئے کسی کی طرف پڑھ کر میں قیمتیات برداشت کا میں کے پاس گاڑی روک دینی پڑھئے تھی۔ وہاں رہنگی کا میں اور لوگ کسی نہ کسی طرف ان کی مدد کرنے تھے۔ اس کی دوسرا حادثت یہ تھی کہ ایک بار شہلا کے گرد پہنچنے کے بعد اس نے دوبارہ ایکی لڑکی

"میں اس کے ذریعہ رکھ کر سامنے کیوں نہیں آئی اپنی گاڑی وہاں پھر کر کر میں اس کی کارڈی لے آتی۔ کم اک کم لمحے میں جو کوئی تھا، جو کہاں لے چکا۔ وہ دوڑ کر کر عصیتی۔

ایک پروردہ دیکھنے کا سب سے بڑا مطلب یہ ہے کہ اس طرح اس طبقے میں کہنے لگتے ہیں۔ وہ یہ کہنیں کیوں پاٹی تھی کہ وہ کس سڑک پر ہے۔ اسے یہ کہی خوف تھا کہ گاؤں کی کمی نہ روزہ پر دو نئیں تھے اور گاؤں کی کمی بھی تھی۔ جو دو ہوئے تھے اس طرح پہلکا تھے اس کا انتقال ہوا تو

گزاری کا شیشہ اداوار چاکرا تھا کہ وہ بانوں کے علاوہ خود اندر نہیں آ سکتا تھا۔ مگر اب طیارہ کمری کا شیشہ پوری طرح بندھنیں کرتی تھیں۔ اس لڑکے نے یہ دم دلکش رکھے ہوئے اس کے ہاتھ کو چھوپ دیا اور اس پا جھے ہے اس کے چہرے پر مکارا دادا۔ وہ ایک ٹینی کے ساتھ پٹپٹ کر دوسروں سوت پڑ گئی۔ مگر ایک بارہ برس نے اپنے دلوں پر اچھا لامک پکڑ کر دیئے۔ سرپریت جھکا کر اس کے تیر کی طالے سے پنجی کی کوشش کی۔ اس کے چہرے میں شدید تکلیف ہو رہی تھی اور وہ اپنے ہونے خوف سے بیچ رہی تھی۔

وہ ان کی آواز سُن رہی تھی۔ وہ لڑکا اب دوسرے سے کہر رہا تھا۔

"میں اس کے بال کچھی ہوئے اس کے پیچے کرتا ہوں۔ میں پانچ تھوینڈاں کی لڑائی کھول دیتا۔" علیہرے سرخا کرس لارے کو دیکھا۔ وہ گردن موڑے جو آواز میں اپنے پیچے کھڑے ہے دوسرے لارے سے غائب تھا۔ اس کا بازوں کرکی کے اندر تھا اور اس دلت وہ بالک ساکت تھا۔ علیہرے نئے علی یونی کے ساتھ کے بارے پاپنے دانت بجا دیئے۔ وہ بتیں زور سے اسے کاٹ لئی تھی، اس نے کامنا تھا۔ اس لارے کے ایک پیچے رجیزی سے پانچاڑو گزاری سے کمال لیا۔

اس سے جو شرک کہ دوسرا لٹا کا اگے بڑھتا۔ علیہ نے شیش بند کر دیا۔ اس نے ان لڑکوں کو گالیاں دیتے تا۔  
بڑھتے ہوئے اپنی سیست پر پدا ہیں آئی اور اس نے گاڑی اسٹارک کر کے اسے رینز کرنے شروع کر دیا۔  
وہ لڑاکہ اب اس کی گاڑی کے ساتھ ہماگ رہے تھے۔ علیہ نے یک میں اٹھیں رکتے دکھا۔ وہ گاڑی  
کریں کرتی تھی اور ہر اچانک اس نے ایک لٹا کو بجھ کر رونے سے کچھ املاحتے دکھا۔ جب دیہد ہوا تو علیہ  
کے اختارچی باری۔ اس لٹا کے کامنہ میں ایک جاسچتی خود اور..... جو کچھ تھی کہ اس کے اختارچی باری۔

وہ لاکا ایک بار پھر دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف آیا اور علیہ نے اسے دنگ کرنے پر وہ جھاٹ جاتا۔  
سامنے آ کھیں بنڈ کر لیں اسے ایک دھاکے کی آنڈائی دی اور اپنے چہرے اور لباس پر شکستی کر جائیں مگر  
میں۔ دنگ کرنے کی نوٹ بھی کم خوش تھی۔ سے پر اپنے ٹھنڈیں کا خدا۔ دھاڑ کریں گے زیر پر ریتی۔ بایاں بازوں اور  
اس نے اپنے سامنے کی دلی ہوئی ایک سکر کو اکھیں کوکھیں لے گئیں میں کی اسے خوف تھا کہ آ کھیں کوکھیں پر ہوا  
اور کوکھیں کر کیں اس کا آنکھوں میں بانگ، سمجھ سمجھ کر بیکھرا۔

آوازیں چلا رہا تھا۔ علیحدہ بھائی ہوئی ایک دروازے پر بیٹھی اور پینڈل پر ٹھوک کر دروازہ کھول دیا۔ درسے ہی لئے وہ کمرے کے اندر آتی۔ اس نے پنٹ کر دروازہ بند کر دی۔ کی ہوں میں گلی چالی اس نے گھا کر دروازے کو اک کر کر اس کے بعد اپر لگا ہوا بولٹ چڑھا دیا۔

وہ ایک بہت بڑا طرف تھا اس کی لائٹ آن ہی۔ بڑی سلوٹوں سے گھوس ہو رہا تھا کہ دہان چدی لے پہلے کوئی سوپا یا لیٹا ہوا کھا کر اگب دہان کوئی بھی نہیں تھا اور جب اس کی طرف پیدا سایہ بخوبی پر رکے ہوئے فن پر پڑی۔ اکھرے ہم سے تھاں اور پسے سے بیکھر ہوئے جو دکے ساتھ وہ جو دکی طرف فون پر جھوکی، اس نے برقی ملکاری سے رسیدہ اٹھا کر شہلا کا نمبر بلا ٹھاٹھ دکر دی۔ اسے بیرون پکی کے ہماگے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ لوگ یہاں اپ اور آرے ہے۔ اس کا ساسن رکھے گا۔ وہ کسی کی لئے اس کی بچتے والے تھے جن میں ہر ہی تھی کہ مرکی

بھی رسیدہ بخیں اٹھا رہا تھا۔

”یا اللہ..... اللہ کے واسطے فون اٹھاؤ۔“ وہ اچھے انداز میں بڑی ایک اور جب ہی وسری طرف سے رسیدہ اٹھا گیا۔

”بیلوب۔“ اس نے شہلا کی آوازی کمراس سے جو کھجور کہ دی کہ بولتی، اس نے ساتھ دالے دروازے پر کسی کو ٹھوک کر اسے خداوند کی بلند آوازیں کالیاں دیتے ہوئے اسے دروازہ کھو لئے کیتے گئے۔

”شہلا! میں ملڑے ہوں۔“ اس نے اکھرے ہم سے ساتھ کے ساتھ رگڑی میں کہا۔ وہ اسی اس کا دروازہ نہیں بجا رہے تھے اور دکھا ایسی کی کہ اسیں یہ ٹکٹک شوکہ کر دے اس کرے کے بجاے ساتھ دالے کرے میں ہے۔

”علیحدہ... تم کمریتی ہو۔“ شہلا اس کا طرف سے اس سے پوچھا۔

”میں کمریتی ہوں۔“

”کیوں اور تم اتنا بخوبی کیوں بول رہی ہو؟“ شہلا کی آواز منجمت تھی۔

”شہلا! پڑیز اس وقت کوئی سوال مت کر صرف ہیری بات نہ۔ میں میتیں میں ہوں، وہ لوگ بہرے پچھے آئے تھے۔ میں ایک گھریں گئیں کہیں اور ایک کرے سے چھین ڈن کر دی ہوں۔ وہ لوگ ہمیں اپنے آپ ساتھ دالے کرے کا دروازہ کھلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔“ اسے درسی طرف سے شہلا کی چیخ سنائی دی۔

”پڑیز! پڑیز! مدد کرو۔“ وہ مجھ سکھتی جائیں گے۔ ”علیہ کی ہمت جواب دے گئی وہ رونے لگی۔

”تم کہاں ہو؟... کس کمریتی ہو؟“

”بھی کہو ہمیں۔ مجھے کچھ بھی پتا نہیں۔“

”کمریتی میں تباہی ہو۔“

”میں۔“

”کمری کی کی کی تباہی؟“

”میں... نہیں۔“ وہ گزگزانی اور جب اس نے اپنے کرے کے دروازے کے پہاڑیک آوازی۔

”جسے کسی کمر کے اندر داخل ہو جانا چاہئے۔ کسی بھی کمر کے اندر۔“ اور پہاڑ سے مولیٰ چاہئے۔“ اس نے یک دم فیصلہ کر لیا۔ علیہ نے کارپاتے ہوئے اب گھوڑے کے گیٹ دینے کے شروع کر دیے اور پہاڑ ایک موڑ ہوئے وہ گاڑی ایک کمر کے گیٹ کے اندر آئی۔

وہ گاڑی روکے پیغمبر مصطفیٰ پریخ میں لے گئی اور دہان کھڑی گاڑی کے پچھے اسے روک دیا۔ اس نے اپنے پیچھے گیٹ کی طرف سے آتے ہوئے پچھے کیارہ کچلا۔

علیہ نے برق پر قدری سے کا کا کا دروازہ کھلنا اور پھر آتی۔ ”گیٹ بند کر دو۔“ اس نے چلا کر چک کیارہ سے اندر آئی۔ اگر انہیں یہ ٹکٹک ہو گیا کہ اس کا خانہ گھر نہیں ہے تو۔۔۔

”گیٹ بند کر دو۔“ پکو لوگ بہرے پیچھے آئے ہیں۔ ”وہ دہان آؤ میں چھانی بھروسہ ہی اسے اندازہ ہوا کہ کیا اس کی بات نہیں پا رہا۔“ وہ خاصہ دردار اسکل اس کی طرف آہما تھا۔

”جسے خود مارے گا کسی بند کر دے چاہئے۔“ اس نے سوچا اور درمیں اس دقت اس نے کھلے گیٹ کے سامنے سڑک پر ایک قدم بڑھا دیا اور میں اس دقت اس نے موڑے اندر کا چاہئے لے رہے تھے جو علیہ وہان کے پاکل سامنے تھی۔ اس نے پک پک کھینچتے میں ان کو گاڑی روکتے اور پھر ہوا سا پچھے ہوتے دیکھا اور دہان کھلی تھی کہ دلوگ گاڑی اندر دالے تھے۔

”وہ سرفہت کمر کے اندر کوئی دروازے نہیں تھے۔“ اس کی طرف بھاگی اور اسے کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

”وہ اس کار کا لاؤچ ٹھانے علیہ نے ایک گورت کو پھینکتے۔“ اس نے اس گورت پر تقدیر یعنی پٹ پل کر اس دروازے کو بند کیا اور اسے لاک کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اسے ایک میں اندازہ ہو گیا کہ دروازہ لاک نہیں ہو۔

”علیہ نے مرکار لائیج میں دیکھا۔ دہان ایک گورت اور درم زخمیں باختہ اسے دیکھ رہے تھے۔“

”گون ہومون، اندھر کیوں آئی ہو؟“ مرد جالا۔

”پڑیز! پڑیز! پک کر لے گئی، وہ اندر آئے ہیں۔“ وہ ان بیرون ہوں گئی تھی۔

”نہیں،“ تم تھاگے گھر سے ہیلی چاڑی تکلیم ہا۔“ ”وہ مرد کرنا تھا مگر علیہ دیکھن۔“

اس نے باہر کو ہماگے قدموں کی آوازیں لی جسیں اور وہ چاہتی تھی کہ لاکنچ کار دروازہ کی بھی بھی دقت سکتی ہے۔

برق رفتگی سے بیرون ہو گھلائیت ہوئے وہ اپنی کمزیل پر آگی اور ایک کوڑی درمیں داخل ہوئی۔ دہان

کوکردن کے دروازے نظر آئے تھے۔ اس نے پہلا دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ وہ نہیں کھلا، وہ لاک تھا۔

جب ہی ان نے لاک نی شور نہ ساختا۔ وہاں بہت سے لوگوں کی آوازیں سانی دے رہی تھیں۔ مرداب بلند

خود پر پہلے ہی اپنے دروازے پر پٹنے والی ٹھوکر دیں تو کامیاب گمراہ نے دروازے کو کھو کر کی ہست میں اور بھرپور شہزادہ باختہ درمیں ہونے والا شuron کوہو اور ادرا رایا ہو گا کبھی سی لمحے علیہ زبردسم سے باہر نکل آئی۔

علیہ نے مزکر پاتھورم کے اس دروازے کو بند کر دیا۔ ملیزیری مدد کرو۔ یہ لوگ مجھے کہتا چلتے ہیں۔ وہ اس کرے کار دروازہ تو رہے ہیں اور اس کے بعد وہ اس پاتھورم کے دروازے کو توڑ کر ہیاں

جائیں گے۔ ” وہ اندر جرے میں اس لواک کے سامنے دروٹے ہوئے نظر آئی۔  
 ” نیرے پاپا اور میں تھیں .....؟ ” اس لواک سے اس سے پوچھا۔  
 ” کہاں کہاں ایک دل کے کام کیتے ہیں .....؟ ”

"ہاں وہ چیخ ہوں کے، ان رکوں کے سات لوگوں کے لئے اپنی بھکاری میں ہے۔ اب وہ نہیں اپنی بھکاری میں ہے۔ اب وہ بڑی طرح درودی تھی۔

"مرفت نہیں تھا کہ جانچا چھے چیز۔" وہ اب بڑی طرح درودی تھی۔

جس کے پاس کسی بھائی ملے تو پس وون کیا ہے..... وہ دوڑتے رہے تو یہ ایسا کے کی آواز اکی تھی۔ برادر اپنے کرکے کاردازہ یقیناً غوث گیا تھا۔ وہ دوڑ خودہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ لگ۔ اچھوڑ کر روزانہ اب دھرم دیا جانے لگا تھا۔

”پہنچنے کیسی پچاہو..... وہ لوگ یہ روازہ بھی تو دیں گے۔“ وہ پوری طرح دھشت زدہ ہو چکی تھی۔  
”میرے کرے کی گمراہیاں پورچ کی جھٹ پر کھلتی ہیں، آپ دہاں اتر گئیں اور لیٹ جائیں۔

وہ جرے میں آپ نظر بھیں آئیں گی جا آپ دہا سے پیچے لان میں اتر گئیں تو..... جو چاہیں یہ کہتے لوگ ہیں اگر پیچے کوئی ہوا۔ میں آپ بس پوری کی چوت پڑا تک دہا چھپ گئیں۔ اگر یہ لوگ سیرا دروازہ دھر دھرا ابتداء کر

جیئے توں میں بھی دوڑاہو توڑے میں بہت دفت میں کے۔ ہو سکتا ہے جب کچ پوپس  
جائے۔ اگر پوپس نہیں میں کی آئی جب، کی میں ان لوگوں سے میں کہوں گا کہ آپ پر کرے میں آئیں اور ہر

کسی بھرپور رجسٹر کر کے اپنے گمراہی پر ملکیتیں بناتے۔ علیہو نے کمزی پر چھتے ہوئے اسے شہلا اور ناؤں پرے کرے کارروائی خود کی جی سی۔ اس لوگے کے تجزی سے میریاں خوبیت ہوئے ہے۔

وہ بجزی احتیاط اور رضا خوشی سے پوری رجی کی محنت پر اتر گئی۔ اس نے اپنے بچھے کمرکروں کو دوبارہ بندھا تے کیجا۔ کمرکار کا کمک اس پر بدلنا۔ علیہ کام دل بخشنے کا، باہر جو کچار انقرہ نہیں آ رہا تھا۔ بالکل خاموشی تھی۔ وہ پوری رجی کی

چھپت سے پنج اور تینا پانچ تینی مکرہت تھیں کرکی۔ لالن کی قہام لائس آن جیسی اور پورچ بگی بھی نہیں تھا۔ کوئی بھی اسے پنج اور تینا دیکھ لیتا تو..... وہ تینیں جانی تھیں وہ جارول اندھے باہر ان میں سے کوئی بہر گئی تھا۔ وہ پورچ کی چھٹ

سچے کر کریں میں کوئی گل میں سمجھی اور اس کے ذریعے نجات اٹا سکتا۔ اتنا کافی ہے کہ وہ رہا۔

370

”جیگلات ہے، دو بھائیں ہے۔ اس کرنے کی لائٹ آن ہے۔ جو کچار چاہیاں لاو۔“  
 ”شہلا... شہلا! وہ مرے کرے سکتی تھی تھے ہیں۔“ اس نے روٹے ہوئے اسے بتایا۔  
 ”می... می!... اسوبائل سے پولیس کا مرٹلائسک... می! اسوبائل سے پولیس کا مرٹلائسک  
 ہٹلا کر چاہ کر اپنی کو ہبائت دیتے تھے۔  
 اب دروازے پر ٹکری باری باری تھی۔ زد گاہیں کی آزادیں سن رہی تھی۔ علیرے گھنی ہو

وَالْعِزِيزُ ..... أَعْلَمُ ..... ! فَوْنَ بَدَمْتَ كَنَا ..... هُمْ كَالْفَرِسِينَ كَرَوْتَهُمْ ..... وَكَمْ كَوْجَبَرَا مَاتَ .....  
وَازْنَ كَنْتَيْتَ ..... وَهُوكَيْ اَبَ روَدَيْتَ .....

”طیور.....طیور.....!“ اسے ریسیور پر اب شہلا کے بھائی فاروق کی آواز سنی۔  
”فاروق.....! دروازہ نوٹھے والا ہے۔ وہ اندر آ جائیں گے، وہ اب اونچا گھکھ کر۔“

و باز می چلا آگی۔ دروازه اب و آقی اتی بری طرح دهز دهز ایا جاره ایا که یون گلای خاتمه گشی بگی بجه ثواب  
سے گا۔

سینہ رکے میں پا چھ روم دھو..... دھان اگر با چھ روم ہے جو اس کے اندر جا کر دروازہ رکے کل لائٹ آف کر دیتا۔ اوناں کی اگر با چھ روم کے اندر لے جائی ہو تو لے جاؤ اگر تاریخی میں ہے تو تمہارے پیش ہے کچھ صد و گرفتاری، نہیں۔ کہا ”تفاقہ لشکر“ تھا۔

”ہم کاں روئیں کر لیتے ہیں۔ ہم اب تم سکھائیں گے۔ مگر رات..... رو رومت۔“  
 ”جسے ایک روز اونچا نظر آ رہے۔ وہ اپنے تھرے کا دیکھ گا۔“

"تم دہاں بھی جاؤ..... اور اندر چاکر دیکھو، دہاں کوئی ایسی چیز ہے جسے تم اپنے دفاع کے لئے  
ہوا درجتے ہی تا زم جس مکر کے اندر کی ہوگی کیا گذشتی لے کر گئی ہو۔"

"ہاں۔" دروازے پر کوئی چیز باری نہ تھی۔ عبور کے لئے اچھے سے رسیدور گرپڈ اور دروازہ بھی طرح  
تھے ہوئے ہاتھ درم کا دروازہ کھول کر اندر راٹھیں ہوتی اور بولت چہلھالیا۔

باقی روم میں ایک نظر دوائے ہی اسے اپنے بالکل سامنے ایک اور دروازہ نظر آیا۔ وہ باقی روم اس کے درمیان تھا اور وہ کرہ وی تھے اس نے سب سے پہلے کوئی لئے کی کوشش کی تھی مگر بند تھا۔

کر کے میں سولہ سالا ایک لاکا نانچ ڈریں میں اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ وہ بھی اسے خوفزدہ ہو گیا۔ کر کے میں نانچ پر عالمانہ قلب اپنے کھٹکے کے ساتھ کھڑا تھا۔

"اکپ کوں میں اور ہے ماں کیوں آئیں؟" "میغیر، کوئی راندھا ہو گیا کہ وہ اسیں گھر کا اک فرد۔ سارے

گمزی ہوئی۔ بکلہ بارے احساس ہوا کہ اس کے بیرون میں جتنا ہے نہ لگے میں دوپٹ۔  
وہ لالکے اس کے آگے مل رہے تھے۔ کمری کے پاس تینی کروڑ بڑی بھرتی سے کمزی پر چڑھ گئے۔  
گمزی ہو اندھا ہو گی کہ وہ کمزی پنیں چڑھتی تھی۔ وہ لالک پنج ہاتھ لٹکھے ہوئے اس کی مد کرنا چاہتا تھا۔  
”میں میں چڑھتی تھی۔“ وہ سر ہاتے ہوئے ایک بار پرورخ کی چھٹ سے ایک بیڑی لکھی گئی۔ اس نے ان لورکوں کو کمزی سے غائب ہونے دیکھا۔ چند منٹ بعد پرورخ کی چھٹ سے ایک بیڑی لکھی گئی۔ ٹیڈری کو ایک بار پرورخ ایک لالک کا سر نظر لگا۔  
”آپ بہاں سے آجائیں۔“ وہ لالک کہتے ہوئے یہ تو ازگی۔ علیہ نے بیڑی پر کھڑکی پر جھاتے ہوئے اور وہ پھر اتنے کی حد تک رسی۔  
چھپے ہوتے سے لوگ کمزی سے کی کوئی ناہم پانے نہیں۔ ایک لمحہ وہ آواز پچان گئی۔ وہ عباس حیرتی۔ اُنکی ایاز  
بڑھ کر تھا جیسا۔ وہ بھی پلٹ میں تھا اور اس کو پوچھتا تھا۔  
”ظہر ..... میں عباس اول۔ یہ تو آجاؤ گمراہ کی ضرورت نہیں، سب کوچھ ہیک ہے۔“ وہ بلند آواز  
میں اس کا نام پکارتے ہوئے کہہ دیتا۔  
وہ روزانہ بھیں پاچتی تھیں کہ اسے بے تحاشار دنہ آرہتا۔ وہ پانچ تھی کہ عباس کی خل دیکھتے ہی وہ خود پر قابو  
لہیں رکھ کر بائے کی کلکے اس دلت اپنی خلی کے کسی بھی مخفی کو دیکھ کر وہ دنے کے ملاude کہہ دیتی۔ اس نے اپنے کلکپاتا ہوتوں کو کچھی ایار بیڑی کی طرف بڑھ گئی۔  
”ٹھیں۔ ایچے لوگوں کے سامنے مجھے روشنیں ہے اور گھر میں بالکل نیک ہوں۔ کچھی قسمیں ہوں۔“ اس  
نے دل دیں کہ اور پھر جعلنا۔ عباس اب پانچ تھیں پہاڑ کے کھڑا۔ شاید وہ چھپے کا سوچ رہا تھا کہ گمزی کو  
مودوار ہوتے دیکھ کر وہ چند قدم پھچھت گیا۔  
”ویری گر بیڑے ..... آجاؤ یہ۔“ اس نے اسے پکارتے ہوئے کہا۔ وہ ہوت پھچنے کا پتے ہوئے  
قدوس کے ساتھ بیڑی اترنے لگی۔  
آخی بیڑی پا تھی عباس نے اسے آگے بڑھ کر قائم لیا۔  
”تم نیک ہو؟“ دو زمین لگھ میں اس سے پوچھنے لگا۔  
علیہ نے اس کے پھر سے کی طرف دیکھے بیٹھر ملا یا۔ وہ خود پر قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ اب  
پلٹس اور لورکوں کو جایا دے رہا تھا۔  
وہ اس کے ساتھ پوچھی ہوئی پورخ میں آگئی اور جب عباس نے ایک ٹھیں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا اور اس کا سارا حوصلہ جواب دے گیا۔ وہ عمر تھا۔ عباس کے بر گس وہ بیٹھار میں نہیں تھا۔ اسے ٹھیں پاکیں دوپٹے کے بغیر

اور پھر اچاک اس نے در کھن پولیس سائز کی آوازی۔ اس کا کام ہوا سانس یک دم بحال ہوئے۔  
اسے امازہ تھا کہ سائز کی آواز گھر کے اندر بھی باری ہوں گی، اور وہ پاروں لے کے اپ دہاں نہیں گھریں گے۔  
پھر اچاک اسے احساس ہوا کہ سائز کی صرف ایک آواز نہیں ہے۔ ایک سے دیگر پولیس کی گاڑیاں سائز جیسا کو ہماں کر گئی کی جانب چلتے ہوئے دیکھا۔ وہ پورخ کی چھٹ پر سر پر گھر کے لئے لگتی۔  
چھپے پورخ میں کوئی گاڑی اسارت ہو رہی تھی۔ علیہ نے ایک گاڑی کی دوڑاٹے کی آوازی۔ اس  
نے گرم کر گردیں اٹھائیں۔ وہ وہی گھر سے سانس لیتے ہوئے لئی رہی۔

پورخ میں اب پک دم کچھ ادازی آئے تھیں۔ اس نے ایک گھر سے آوازی۔ علیہ جان گئی کہ  
گھر کے اندر ہماراں کل آئے تھے۔ وہ چاروں لائے پیٹھیاں سے چاچے تھے۔ علیہ اب بھی اٹھنے کی حد تک رسی۔  
ہالی۔ آگے اپنا جو دبے جان اگر دھا۔ اسے کھو دیے پہلے کے داتھات پر یعنی نیشنل کی کھٹکا۔ بکلہ بارے اپنے  
جہڑے اور اچھے میں تکلیف کا احساس ہوتا تھا۔

علیہ نے آسٹریاٹھیستھی کو کوشش کی۔ انھوں نے پیٹھی کے بعد اس نے اپنے گھنٹوں کے گرد بازو دلپٹ کر  
ہٹھ پہنچایا۔ سائز کی آوازیں اب بہت قرب آتی جا رہی تھیں۔ وہ شاک کے ہمال میں چڑھنے والیں میں چھپے  
اگلے دس منٹوں میں اس نے اس گھر کے بالکل سامنے پولیس کی ایک ہوبائل رکتے ہوئے دیکھی۔ سائز  
کی آواز کا کوئی کوچار رہی تھی۔ علیہ نے ایک نظر اس گاڑی پر ڈالی اور گرد گرد دبارہ پہنچنے والیں میں پھنسا۔  
سائز کی آواز اب بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ بہت ساری گاڑیوں کے ہاروں کی آوازیں اس کی تھیں۔ گرد  
گرد نہیں اٹھا بارہتی تھی۔

”آپ نیک ہیں؟“ اس نے اچاک اپنے قرب ایک آوازی۔ علیہ نے ساریاں۔ اس کے سامنے  
پورخ کی چھٹ پر وہ سولہ سالہ لاکھ کھڑا تھا۔ گر اب اس کے ساتھ تھی، چوڑا، موجہ ساری اسکی تھا۔ وہ یقیناً  
وہ دمکھی کر کے سے کو کر آئے تھے۔  
”دو لوگ پہلے گئے ہیں ..... پولیس آگئی ہے۔“ خلرے والی کوئی بات نہیں۔ سیرے می، پلپا اور بین بھائی  
بالکل نیک ہیں۔“ وہ بیڑی خوچی کے ساتھ اسے تارہ تھا۔

وہ کھڑا پا تھی کہ گھر اسے احساس ہوا کہ وہ سکنیں کر سکتی۔ وہ کچھی نیں کر سکتی۔ وہ صرف اس کا چہرہ  
بھری ہوئی ہے۔ اسی کے ساتھ گرد ہو گز کر بہر سرک و دیکھی۔ گیٹ ایک بار پھر کھڑا ہوا تھا اور سرک پولیس کی گاڑیوں سے  
سے لوگوں کو دیکھتی تھی۔  
”آئیں۔ دامن کر کے میں پہنچ لیں۔“ اس لالکے نے علیہ سے کہا۔ وہ لامکراتے قدوس سے اٹھ

"اور علیہوا کوئی پھپاتے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سب کوچ جانا چاہتا ہوں۔" علیہوا نے سیٹ کی پشت پر باتا رکھ دیا۔ اسے دوسرا یا کرتے ہوئے خوف آئے گا تھا۔

"میں ہبھت گھنگھ لے پاؤں گا کوئی یہ سب جان ضروری ہے۔ تم انہیں ابھی کہنا چاہتے ہیں۔"

"میں چھینگ کھنگ لے پاؤں گا کوئی یہ سب جان ضروری ہے۔ عمر چند لمحے تھنڈوں سے اسے دیکھتا رہا پھر کار کے کھلے دروازے سے پہنچا تو اپنے گیا۔

دش منٹ بعد وہ دروازہ فوراً ہوا۔ علیہوا نے دروازے سے اس کے پیچے بٹنے ہوئے ایک غص کے ہاتھ میں ایک رٹے دیکھی۔ کار کے پاس آئے پر عمر نے دروازہ کوٹل دیا۔ اس غص نے دروازے کا رکی گھبیل سپر رکھ دی اور دروازہ کھلا چکر چاہا۔

عراپ پنځیر سب پیغما بر ہوا گھوک پا رہنے سے کھکھال رہا تھا۔ چند جوں بعد وہ بہنک کا ایک بیکٹ لے کر گھبیل سیٹ پر آگئی۔ علیہوا اس وقت تک شے میں رکھے چائے کے دو گھس میں سے ایک اٹھا چکی تھی۔ عمر نے بہنک کا بیکٹ کو روئے میں رکھ دیا اور دوسرا اکٹھا لایا۔

علیہوا کو اس وقت بے شاخہ بھوک لگ رہی تھی۔ یکے بعد دو گھے اس نے تقریباً سارے بہنک کھائے۔ مرغ ناموشی سے اسے دیکھتے ہوئے چائے پڑا رہا۔ جب اس نے چائے کا کپ نہیں میں رکھ دیا تو عمر نے اس سے کہا۔

"اب بات شروع کر تے یہ۔" علیہوا نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ غص میں آئے ہوئے کی غص کی طرح اسے ایک بیکٹ کر ساری تیقیات ہاتا رہی۔ عراس سے چھوٹے چھوٹے سوال پر پختا پختا۔ گھبیل کے دروان اس نے علیہوا کے باٹھ پر گھنی ہوئی تو خوش ہیں گی۔ دیکھ جن سے ابھی تک خون رہا تھا علیہوا نے گھوڑی میں بیٹھنے کے بعد اپنے بیکٹ سے سوچ کھال کر باختم کو صاف کرنے کی کوشش میں کام ہوتے کے بعد وہ خوش اس پر لپٹتے دیا۔ اپنی بات کے اختتام پر اس نے عرکو خاموشی سے گھوڑی سے اڑ کر گھر کے اندر کھا رہا تھا۔

اس پر اس کی واہی آؤدھہ گھنک کے بعد ہوئی۔ عباس بھی اس کے ساتھ تھا۔ گھر گھوڑی کی طرف آئنے کے ہجاءے دو دلوں ایک بار پھر پولس کی گھوڑی کی طرف پڑے گئے۔ ہم منٹ دہاں کھوئے کچھ پولس والوں سے ہاتھ کرتے ہے۔

پھر علیہوا نے ان دلوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ عباس پنځیر سب کا دروازہ کوٹل کر اندر رینڈھے گیا۔ جبکہ عمر نے پھپٹا دروازہ کھول کر بیکھی سب پر کوئی ہوئی رٹے نہیں اور اسیں کوٹھاری جو پیلس دوڑتے دیکھا۔ پھر وہ خود بھی دیوار پر چڑھ گیا۔ علیہوا نے اس وقت اپنی گھوڑی کو گھٹ کے اندر سے ہاڑ رہنے دیکھا۔ اسے کوئی پولس والوں نہ رائی کر رہا تھا۔

مرغ نے اپنی گھوڑی اسٹارت کر لی۔ عباس کے پاس ایک واٹر لس سبٹ تھا جسے اس نے پیڈر بیک کے

اس حالت میں اس کے سامنے آ کر بے تھا۔ بے عرفی کا احساس ہوا۔ مگر وہ جب اس کے قریب آیا تو وہ تنگ پچ کی طرح اس سے پٹ کر بیٹا دار میں روئے گئی۔

"اے گھوڑی میں لے جاؤ۔" اس نے جاہاں کو کہتے سنے۔ عمر بہت زی کے ساتھ اسے اپنے ساتھ لپٹائے اس کا سر پچ کر رہا تھا۔

"پانی لے کر آؤ۔" وہ اب کسی سے کہدا تھا۔ اس نے طیور کو چپ کر دائے کی کوشش نہیں کی۔

"گھوڑی میں دیکھ، ان کا دوپٹ اور جوڑا ہے۔ اگر انہیں تو گھر کے اندر رکھو۔ یا ان سے مانگ لینا۔"

مسل کی کوہنہ اسے درہ رہا تھا۔

"کافی ہے علیہوا۔" زی سے کہتے ہوئے اسے طیور کو گھبیل سے الگ کر دیا۔

"سریان کا جوڑا، دوپٹ اور جوڑا۔" ایک بائیلی گھوڑی کے اندر سے اس کو چھوٹے کر پاس آ گی۔

مرغ نے دوپٹ اور جوڑا پکڑا۔ وہ جوڑا پہنچنے لگی۔ عمر نے دوچاہا اس کے کوٹھنے پر رکھ دیا۔ علیہوا نے دوپٹ

نیک سے پھیلاتے ہوئے اس کے ایک کوتے سے اپنا چورہ صاف کیا اور جوڑا کے لئے اپنے جوڑے پہنچایا۔

"یہ سچ کوٹھا ہوں۔ تم پانی لی لو۔" اس نے اب گھر کے اندر سے مکھلایا جانے والا پانی کا گھاس اس کی

طرف پر چالا۔ علیہوا نے ایک اسی سسی پورا گھاس خالی کر دیا۔

"اور جا ہے۔" اس نے پر چاہا۔ اس نے اپنی میس سرہا دیا۔

مرغ نے اس کے ہاتھ سے گھاس لیتے ہوئے اس کی طرف پر چالا۔ جو پانی لے کر آ رہا تھا۔ گھاس دینے کے بعد اس نے بہت زی سے بہت زی سے کھوڑی پر چھوڑ کر کھکھا کر کھا دیا۔ جو ہر کوتے پر ہوئے اس کے چہرے کا جانہ لیا۔

"یہاں کیا ہوا ہے؟" علیہوا کی گھوڑوں میں ایک بارہ بھائی آئے گئی۔

"ان میں سے کسی کے مارا ہے؟" اس نے سرہا دیا۔ مرغ نے اس کے چہرے سے اپنا ہاتھ ہٹالا۔

"آؤ جلیں۔" وہ اس کا ہاتھ کپڑ کر پاہرا گیا۔ پھر پانی کی گھوڑی کی طرف لے جانے کے پہنچانے کے لئے کہا۔

"میں ابھی آتا ہوں۔" وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ سرپک سو جو بولس کی گھوڑی اسپر دہاں سے روانہ ہوئی۔

علیہوا نے دریا کی گھوڑی کے پاس ہوا۔ اور کوڑہ درسے پیلس والوں کے ساتھ ہاتھیں کر دیتے دیکھا۔

وہ دش پدرہ منٹ تک دیں باختی کرتے رہے۔ مگر اس نے جاہاں گھر کے اندر کھا رہے دیکھا جہاں عمر اس کی طرف آیا۔

گھوڑی کا پھپٹا دروازہ کھول کر وہ اس کے پاس آ کر چل گیا۔ اب مجھے تفصیل سے تاذی کیا جاؤ۔

شہلا سے میں بات کر پکا ہوں۔ یہ جاہاں ہوں وہ چار لاک تھے۔ گھوڑی کا نمبر بھی اس گھر کے چڑیا رہنے تاذیا ہے۔

میں شہلا کے گھر سے ہمال بھی کسی ساری تفصیل جانا چاہتا ہوں۔ وہ بڑے نرم انداز میں کہہ رہا تھا۔

لیا ہے اور ان دونوں کو ان کے گمراہ پر کر دیا ہے۔ ”عہاں نے ابھی بات قوم کی حقیقتی کو اور ایس پر دوبارہ پیغام آئے۔

”کچھ چاہا۔ کیا کہہ رہے ہیں۔ اچھا۔ ہا۔ جس نے اپنا تعارف کر دیا ہے، اس سے پہلے اس کی ملکائی کرو اور بالکل پس گزرا کر کو۔ ”عہاں نے اور کہتے ہوئے بات قوم کو کر دی۔ ”حزم زادہ ہے ہاپا کا تعارف کر دار ہے۔ حیران آف کاراں کا اسکا پر یہ نہ ہوتا ہے۔ ”عہیہ نے اس باران دونوں کی نگرانی مذکوت کی۔

”آپ بھی گمراہ کیں نہیں چھوڑ رہے؟“ ”عہیہ امیں ہم دو ہیں لے کر جا رہے ہیں۔ ایک تو تم ان چاروں کو شاخت کرنا، دوسرا اس کے ہارے میں نہایا جس نے چھین مذاقتی۔ ”عہر نے اس سے کہا۔

”یہ کام منی گزوں کوں کی۔ حج آپ مجھے پولس اٹھنی لے جائیں لیکن ابھی میں بہت جھک گئی ہوں۔ مجھے نہیں اڑی ہے۔ میں ان لوگوں کا سامنا کرنیں چاہتی۔ ”عہیہ نے سہی سے کہا۔

”اچھا تھک ہے۔ ”عہر نے گزوی کی اپنی پیکم بڑھا دی۔ عہیہ کا خیال تھا کہ وہ اسے ناؤ کے پاس لے کر جا رہے گے ابھی تھا۔ اس سخت بعد انہیں نے ایک بہت پوش علاقتی کی ایک دریاں سرکن پر ایک پولس موبائل کے پاس گزوی روک دی۔ عہیہ کا خون ٹکک ہوتے لگا۔ اس نے سوہاں سے کچھ قاطلے پر گزوی گزوی بھیجا لی تھی۔ وہ ان عی لوگوں کی گزوی حقیقی کرسی دلت وہ خالی تھی۔

عہاں اور گزوی سے اتر گئے۔ وہ موہاں کے پچھلے حصے کی طرف پڑ گئے۔ کچھ در بودھیہ نے عہاں کو ایک لار کے کار سے گھینٹے ہوئے اپنی طرف لاتے دیکھا۔ وہ ایک پولس میں اسے پیچا گئی۔ وہ ان عی لوگوں میں سے ایک قدر تھا کہ گزوی کی کسی کے پاس آ کر جہاں نے اس لار کے کردار پر ایک زور دار کردا۔

”اندر دیکھو۔ ”اس لار کے نندو دیکھا۔ عہیہ سے اس کی آنکھیں میں اور اس نے آنکھیں جو ایں۔ ”میں نہیں بھاگتا۔ ”اس نے عہاں سے کہا۔ عہاں نے عہیہ کی طرف سوالی نظروں سے دیکھتے ہوئے پہنچا۔

”تم بھاگ ہو رہے؟“ ”ہا۔ یہاں میں سے ایک ہے۔ ”عہاں نے ایک اور قہپڑاں لار کے کے من پر مارا۔

”اب حزم زادہ ہے ای تو تم ان دونوں کے بارے میں تاکے گے باہم سے تمہاری قبر اسی دلت وہیں ہوا دیا گا۔“ ”میں تباہ جاؤں۔ وہ..... ان دونوں کو گھر چھوڑ رکھے ہیں ان کے سر اُظھلی ہرگز ہم سے ملیں محافظ کر دیں۔“ وہ یک دم عہاں کے سامنے اٹھ جوڑنے لگا۔

عہاں نے پولس کے ایک سپاہی کو اسکے موہاں میں بخانے کے لئے کہا۔ عہاں دو ہیں گمراہ۔ عہیہ نے

”پبلیک ہسپت ٹپے ہیں، تھوڑی فرست ایڈیشنیں جائے۔ اس کے بعد پھر گمراہ میں گئی کوئی نہ تباہ کے تھا۔ اس کے بارے میں اور شہزادے ہات کردہ چاہتی ہے۔ تم اسے کال کرو۔“ گمراہ اپنا سواہل اس کی طرف حرارت ہوئے کیا۔ علیحدے تھکے تھے اسرا میں سماں لے لیا۔ ”جیک گاؤ تم بھی ہو۔“ میری اپنے ہاں پر ہوئی تھی۔ ”کال ملتے ہی شہلا نے اس سے کہا۔

”لوگی سے ہات کر۔“ عہیہ نے باری باری شہلا کی گئی، پا اور دونوں ہن بھائیوں سے ہات کی۔ پھر اس نے بند کر کے گمراہی طرف بڑھا دی۔

”طہیہ امیں تو تمہاری بہادری پر حمایا ہوں۔ جھیں تو پہلی میں ہوا چاہیے۔“ عہاں خامی تھانگی سے کمرہ اخراج طیارہ مکاریں سن کی۔

”کیوں گر۔ اہم اون لوٹے خداوند ڈرپ کیجئے تھے۔ مگر لا تھا جو جات شفاقاں ہاتھ بولی گئیں۔“

”نہیں۔ میں لے کر گئی، بھی عہیہ کو بدل دیں سمجھا۔“ عہیہ اپنے بارے میں کی جانے والی گھنٹی کو کسی دلچسپی کے بغیر سنبھلی۔ وہ جانی تھی کہ وہ اس کی جرات سے حاصل ہوئے تھے اور نہیں اس نے ایسا کوئی کارہنا کیا تھا۔ وہ صرف اسے جیڑا پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہاسپل میں فرست ایڈیشن کے بعد اسے کہنی اٹھن کا دیا گیا۔ وہ دلیں گزوی میں آ کر بھی تو عہر نے اس سے کھانے کا پوچھا۔

”نہیں، مجھے بھر کیں ہیں۔“ عہیہ نے اکار کر دی۔ ”میں صرف گمراہ چاہتی ہوں۔“ اس نے کہا۔

گزوی پڑپل کے کچھ در بعد اسے احساں ہوا کہ وہ لوگ اسے گھر کیں ہیں لے جا رہے ہیں۔ مرغ خلاف عادت ہے۔ عہیہ کو اپنے اعصاب پر بیگب ساخن طاری ہو جا گھوسی ہو رہا تھا۔ اسے اندھا ہو گی تھا کہ اسے کوئی سکون آور انگشن دیا گیا۔

اس سے پہلے کہہ گر سے گھر نے لے جانے کے ہارے میں پوچھتی اس نے داڑیں پر کوئی پیغام آئے۔ عہاں نے پیغام سننا شروع کر دیا۔

”پولیا۔“ عہیہ کیک گئی۔ ”گردو لار کے ہیں چار بھیں۔“ گزوی کی فبر پلٹ وہی ہے۔ تو پاچی ہے وہی ہوں گے۔ تم تو ہوں نے اس سے باقی دکا کچا چاہا۔ وہ کہ رہے ہیں کہ دو ہی تھے۔ ان دونوں نے

پولس اٹھنے کے لئے کچا چاہا۔ ”میں تو ماریں ہوں۔“ عہاں نے داڑیں بند کر کے ہوئے عہر کی پہنچ کر کی۔

”گزوی کوئی ہے گراں میں دل کے ہیں اور وہ یہاں ہیں۔“ عہاں نے کہ انہیں نے کسی کا تھا اس کی بھائیوں کے لئے کہا۔ ”میرا خیال ہے ان لوگوں نے اس حق کو پہلے ہی درک آؤت کر



”جس کو آپ ابھی لے کر آئے ہیں یہ۔“ جہاں اور عمر کے درمیان نظر وہ کامن امور جادہ ہوا۔  
 ”میک ہے اب تم ملیرہ کو لے جاؤ۔ اور علیہ! گھر جا کر بالکل آمام سے سو جاؤ۔“ گھر بنے کی کوئی  
 بات نہیں ہے۔ ”Every thing is over.“ جہاں نے گاڑی سے لٹکتے ہوئے گروہ کراں سے کہا اور  
 ڈرائیور گھٹ سٹ پھروڑی۔ وہ صرف سر ہلاکی۔  
 گھر اپ را جو گھٹ سٹ پھر آپ کا تھا اور اس نے گاڑی مروڑی۔ موبائل کے پاس سے گزرتے ہوئے علیہ  
 نے موبائل کے پھینک ھسکی طرف جہاں کو اس لارکے کو پہنچتے ہوئے رکھا۔ وہ اس لارکے کو بری طرح خود ریں مار دیا  
 تھا۔ بجید وہ لاکڑا میں پر گلابو حاصل۔  
 ”چھ گاڑی مخرب قدری سے آگے بڑھ گئی۔“ یہ کیا کر رہے ہیں؟“ وہ بے اختیار خوفزدہ ہوئی۔  
 ”اگلی ان چاروں کو کیا کریں گے؟“  
 ”کچھ نہیں۔ پہلیں انہیں لے جائے گا۔ ایسا آئی اڑکانے گا۔۔۔ اور پھر بند کر دے گا۔“  
 ”اس کے بعد؟“  
 ”اس کے بعد کوئتھیں میں کیس پڑھ گا۔۔۔ سزا غیرہ ہو جائے گی۔“ علیہ کو ہلیٹاں ہوا۔  
 ”نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔“ علیہ نے بیٹھ کی پٹھ سے یک لکڑے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔



سے کیا کہے۔ ”آپ زبردست گھر میں کھیں گے؟“  
 ”نہیں۔ پر بیان مت ہوتا ہے۔ وہ اندر جا کر تاذیں گے۔۔۔ اندر جا جانا ہے کی طرح۔“ جہاں کے لیے  
 میں حدود ریاست اپنیں تھا۔  
 ”مگر آپ تو کہہ رہے تھے۔ کہہ۔“ جہاں نے اس کی بات کاٹ دی۔  
 ”اس بات کو پھر دو کہہ میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ یہ تاذیہ پر چہرے پر زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔“ علیہ نے  
 پہلے اختیار اپنا گال چھا۔ وہ اندازہ لگا کھنکتی کہ اس کا گال سوچ پکا تھا اور یعنیا اس پر نہیں بھی ہو گا۔  
 ”نہیں۔ میک ہے۔“ اس نے کہا۔  
 ”اگلی بار جب بھی تم گھر سے نکلو تو اپنا موہل ضرور ساتھ رکو۔ موبائل ہے تاہم اسے یاں؟“  
 ”نہیں۔ میک اس کی کم ضرورت نہیں پڑتا۔“  
 ”میں سن جھیں ایک بھاؤ دیں گا۔“  
 ”نہیں۔ میں خیر اپنے اونگی۔“  
 ”میں نے کہا تھا ہم گاؤں دیں گا۔ راست کب تک آ رہا ہے۔۔۔ یا آپ کہا ہے؟“  
 ”اگلی بھیں آپ چھدقتوں تک آ جائے گا۔“  
 ”چاہد تھا مجھے کوئی سمجھیں جو انہیں جو انہیں کیا ہوا ہے تم نے؟“  
 ”ہا۔۔۔ خود اس صورت ہوا ہے۔“  
 ”میں کام جارہا ہے؟“ وہ اپنے کام کی تفصیل بتانے لگی۔ وہ بڑی روپی سے کہ رہا تھا۔ علیہ کو  
 اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کتنی محنت سے بات کا مرضی بدل کر رکھا۔۔۔ دکانوں تماں گاڑی سے باہر نظریں دوڑا جا رہا۔  
 وہ اس کے ایک اور سوال کا جواب دے رہی تھی جب اس نے شناسنی میں پاچاک آگے پہنچنے تھے  
 رفاقتی کے ساتھ دو گاؤں ایں اس کا کوئی کے اندر جاتے رکھیں۔ جہاں بھی ان تھیں گاؤں کو کوئی رہا تھا۔ جب گاڑیاں  
 اندر مرنگیں تو ان نے علیہ سے کہا۔  
 ”تم خاصی کوئی ہوئے گئی؟“ جھیں چاہئے تم کوئی اس سے اچھا سمجھیں جو ان کرد۔ علیہ نے کچھ الجھ  
 کر کے دیکھا اور پھر اس کے پھرے پر سمجھی پائی تاکہ پارا بھر اس کے سوالوں کا جواب دیجئے گئی۔  
 چند ہوئے میں بعد اس نے ایک اسکی کامنی سے اچھا سمجھی پائی تاکہ پارا بھر اس نے بڑی بھرپور سے  
 گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ عکری گاڑی ان کے بالکل اس پارا کر کر اور عصی چیز آیا۔ علیہ میک بیٹھتے ہیں ایک لامبا بھی یعنی  
 اس اور پھر بچلی بیٹھتے ہیں ایک کامنی کے ساتھ ایک اور لامبا بھی یعنی اس۔ علیہ نے ایک لامبا ہے میں اسے پہنچاں۔۔۔ وہ  
 وہی کو کہا تھا۔ جس نے اس کی گاڑی کا کوئی کھلے کی کوشش کی تھی۔ عراپی گاڑی کی طرف آیا اور پھر بیٹھ کا  
 دردازہ کھول کر اندر رینہ گیا۔  
 ”علیہ اور گون لڑکا ہے جس نے تھیں مارا تھا؟“ اندر بیٹھنے والی اس نے علیہ سے پوچھا۔

کا سر تھکتے ہوئے کہا۔

علیزہ نے بے اختیار سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ ”وہ واپس آئیں جیسیں گیا؟“  
”جیسیں بھی؛ آئیں۔ تسلی حاصل کیا۔“ وہ تو دوبارہ فلایٹ و فلم و کمپنی سے

”فہیں بھئی امین کیسے جا سکتا ہے، وہ تو دبارة فلاٹ دیفرہ دیکھ کر سیٹ بک کروائے گا۔ تب ہی جائے۔ اگر تو فرمائے اسے اور جو جو تھوک کر کی ہوں مچھر نے گما ہے۔“

علیو نے اپنی کامیابی کا ساریں لیا۔ وہ آئے گھومنے اس سے ایکٹکھے زکرلوں گی۔ اور پھر اس سے کہوں گی  
جس قدر تک اس لئے کامیاب ہے۔

"اہ نیک ہے تمہارے بارے میں بہت کل مرد ہو رہا تھا، کہر رہا تھا کہ تم بہت کمزور ہو گئی ہو۔ میں جھینیں

کی اچھے دل تو کہاں..... میں نے اس سے کہا ایسا پر ہم لی جو سے ہے۔ پھر جو ہمیں بخار ہو جاتا ہے۔ ہمیں اپنا خیال رکنا چاہئے۔ ”تاوس کے بالوں میں الگیاں پھر تھے ہوئے کہ رہی تھیں۔ مگر علیزہ کا دھیان کہیں

”نیز اس کو جنگ کیا گی۔“ ایک سوچ کر رہے ہیں، مل کر سوچ رہے ہیں۔

"ناؤ آپ جو زخمی می ہے؟" اس نے پھر دوڑا پچھے رہنے کے بعد ناؤ سے پوچھا  
"جو زخمی بہت اچھی ہے وہ..... تم کبھی پوچھ رہی ہو؟"

”بُس ایسے ہی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ وہ پچھلے دس سال سے عمر کی فزیولوگی میں بھی اس کا ذکر کیا۔“

ناف نے لاپرداں سے کہا ہے اپکا دیئے۔ ”ہاں اس نے پہلے کہی ذکر میں کیا مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔“

"وہ ائے گا تو اس سے پوچھ لینا کہ اس نے جو تو تھا کہ ذکر کیوں نہیں کیا۔" نافٹے بات کا مضمون بدلتے کوشش کی مگر وہ کامیاب نہیں ہوئیں۔

"آپ کو چاہے وہ جو قدر کو ساتھ لے کر رکھیں گیا ہوا تھا؟"  
"اللہ....." ملک نے اسکے لفظ کو جانے دا علم، خدا میری سے انکا جم دیکھ کر رہا۔

"اس نے فون پر یہ بھی نہیں بتایا۔ لیکن یہی کہا کر وہ کچھ فرمی دلز کے ساتھ ایک من میں ہے۔ اس کو بتانا چاہئے تھا۔" اس کے بعد اس کا سارا سفر اپنے ساتھی کے ساتھ ہوا۔

”میں کہا رہی ہوں تاکہ وہ آئے گا تو اس سے یہ سب کچھ پوچھ لے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ جن کاروں سوب ہواں تھا رے لئے۔“ نادیے ایک بار بھربات کام موضوع بدی دیا۔

"ہائیس..... جو مرشی کریں۔" علیخونے ان کی بات میں دھجی ہنس لی۔  
"تھک سے تھک اور اگر تم اپنے پسر لے لیں۔۔۔ تو کہ سارا کام کر جو بھر کو محروم رہے۔"

میکھے۔ توشی ہوں سر کم پی سر دیتا۔ یہ تو ہمارے ہونے کی سرگزی ہے رہ پڑو۔  
علیورہ نے کچھ بیٹھ کیا وہ ایک ہار پھر کسی سوچ میں صرف تھی۔  
تلخانہ کے کچھ بیٹھ کیا تھا۔

”ناؤ جو تھو مرکی بیٹ فڑھے ہے۔ ہے ؟...؟“ ناؤ لے ایک گھر اسیں لیا۔

علیہ کچھ دیر بتر میں لٹھی رہی۔ دروازے کے ہمراپ بالکل بھی آواز نہیں تھی، پھر اسے دراپیک گازی کے انتار ہونے کی آزادی۔ وہ جنکے ساتھ کہنے لگی۔

لیا عمر و اُنکی جوڑ تھک کے لے کر چارہ ہے؟“ دشمن تھی۔  
یہی اسٹھک کاس نے دروازہ کوکولا رکھ کر میں آؤ۔ مولانا کے سامنے واقع کر کے نہیں تھا۔

لاؤ! عمر کاں گیا؟ اس نے اور اوہ رد بھیتے ہوئے پوچھا۔  
جتنی تھی کسرا تھی جانگا؟ ”بلی“ سے صاف تر رکھا۔

لیں.....؟“ و تقریباً پڑائی نہ لئے جو اپنی سے اسے دیکھا۔ ”تم خود ہی تو یہ چاہتی تھی۔“

س کب یہ چاہتی ہی؟ ” دمابیوی سے ان کے پاس مسودہ پر بینہ گئی۔  
” نے عمر سے یہ بیس کہ جھیں جوڑ تھا کا آزاد رانگا ہے؟ ”

اس میں نے ایسا تو پکو بھی نہیں کہا۔  
نے خود مجھ سے چکا کا تھا کہ جس دن جنگ کا آغاز ہے۔

علیہ کی شرمدی میں اضافہ ہوا۔ ”میں ایسی کوئی بات نہیں حسی۔“  
”اگر کوئی بات نہیں تو کوئی بات نہیں۔“ کہا جائے گا۔

اگر اسی باتیں کی بوہر نہیں مینٹھا پا جائے تھا۔ جو خود اور کوئی بھی دلی چائے بھی۔  
”ناواجھے نیندا آری تھی بس میں اس لئے..... مگر آپ نے عمر کو رکھا کیوں نہیں..... آپ کو روکنا چاہئے۔“

"میں نے روکا تھا مگر جب اس نے تمہاری ناپسندیدگی کا بتاتا تو پھر میں کچھ نہیں کہ سکتا۔" "وہ اب رہا کی ہو رہا گی۔"

علیہ کوئی کہے بغیر صرف نہ پریٹ کی اور اس نے ناکی گود میں چہرہ چھپا لیا۔ اس کی ادائی اور شرمدی ہے بہت زیاد گاہق، نالہ ناخال، کہدا

"وہ شام کو دوبارہ آئے گا۔ تم اس سے ایک بھی زکر نہیں۔ اتنا پیشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" ناونے

"ہاں کب تو نہیں تھا مگر ہمیں جو جو صحیح کا آئا اچھا نہیں لگا تھا" وہ اب کرشی کے سر پر ہاتھ بھیر رہا تھا۔

"تین اپنیں تھا" "ٹلیر" نے جھوٹ پا لالا۔

مرے سارے دکھل کر سکر لیا اور ایک بار پھر کرشی کے سر پر ہاتھ بھیرنے لگا۔ وہ اس کے جواب کا انتقام کرتی رہی تین جب اس نے کچھ نہیں کہا تو میرے لئے ایک بارہ بڑا سے خوبی کیا۔

"میں نے آپ سے کہ کیا ہے؟"  
"Aleezal your face has a tell-tale quality." (ٹلیر وہ تباہ چور سب کہانی کہہ دتا ہے) وہ اس کا چور دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"آپ کو کہہ تھا تھا ہے تھا رہی پسندیدگی ہاتھ پر ہوئی تھی۔ تھا رہی رائے تھا رے اس ساتھ اس بہ پسندیدگی پر پڑتے ہوئے آپ جاتے ہیں۔ میں کیوں کہی تھا اپنے پڑھ کرنا، یعنی اس وقت تھا رہا پسندیدگی کے سامنے کوئی جھوٹ پول رہی۔ جہاں تک بھری تھیں کہ بات ہے تو وہ بھی غلط نہیں تھی۔ صرف میں نے عین نہیں روکھنے لگی بھروس کیا تھا کہ تم اس کے آئے تو خوش نہیں ہو۔ اس لئے پھر تم نے میں نے کیا کہ ہوں ٹلے جائیں۔"

کرشی اپنی کرشٹ کے ساتھ اپنارگزیر تھی۔ ٹلیر دیکھ دیا۔ دم نہ اپنی ہو گئی۔  
"جو دخوٹ نے آپ سے بیرے ہارے میں کوئی ملا داتا کی ہو گی۔ وہ جان بوج کراہتی ہے کہ آپ بیرے ہارے میں برا سمجھیں۔"

"اس نے مجھ سے تھا رہے ہارے میں کوئی بھی بات نہیں کی اور نہیں دی چاہتی ہے کہ میں تھا رہے ہارے میں برا سمجھیں۔ اس نے تھا رہے ہارے میں مجھے کہا تھا۔"

"Aleeza is a pretty girl, I liked her."

ٹلیر جو دخوٹ ہوئے کچھ نہیں کہ پہلی بار پالی۔ "تین ابتو نے آپ سے یہ کیوں کہا کہ مجھے ان کا آج چاہیں لگا۔ وہ آپ تیکھی ہیں کہ دھنگے پسند کرنی ہیں، مگر بیرے ہارے میں کچھ نہیں کر سکتی۔"

"She is very crafty" (وہ بہت چالاک ہے)

مرے سے دیکھا، اس بارہ اٹھ طور پر اس کے چہرے پر پسندیدگی تھی۔  
"جوڑی بھری دوست ہے اور میں یہ کچھ پسند کر دوں گا کہ بیرے دوست کے ہارے میں کوئی فضول تھہر کرے۔"

ٹلیر نے بے قیمتی اسے دیکھا۔ پھر وہ دوہنی ہو گئی، اس نے ایک جھٹکے سے کرشی کو مرکی گردے سے سکھی پڑا۔ مرے چالوں کے دردار اس کی اگھوں کو سوچ لونے آؤ دوں سے بھرتے دیکھا اور پھر وہ پاؤں مفتھے ہوئے کچھ کھنڈ لاؤنچ سے چل گئی۔ مراں کے پیچے نہیں آیا۔ وہ خاموشی سے اونچ کی کمزیریں سے اسے لان میں جانا دیکھا۔

"تم کہاں اتنا پر بیٹھاں ہوئے اور دوتوں کے ہارے میں۔ فرش کرو اگر وہ اس کی بیٹت فریڈ بے تو میں کیا فریڈ پڑتا ہے۔" تاؤ نے اس کے ساتھ پڑھ کر کھکھے ہوئے نرم آؤ دیں اس سے کہا۔

"مجھے لگتا ہے، تو مجھ سے زیادہ اس کی درست ہے۔" اس کی بیٹت مگر آزادی کی بجائی سکھی میں۔  
"وہ دن سال سے اس کے ساتھ ہے۔ دوتوں اسکوں میں اکٹھتے رہے بعد میں ایک بیوی بندرست میں گئے۔ ہر ہم عمر ہی میں۔ غالباً ہر بیوی اور عورتی کی بیوی اس کے ساتھ زیادہ اچھی اور بہرہ اٹھائیں گے۔"

ان کی دھاخت طیارہ کو بڑی الگی۔ "میرے ساتھ اس کی affiliation یا اٹھارا سینہ میں ہے؟"  
"تمہارے ساتھ اس کا کاشتی اور طرح کا ہے۔ تم اس کی کزان ہو۔ غالباً ہر بیوی جسیں وہ اس طرح سے فریت کرتا ہے۔"

"گزدہ مجھے بھی اپنا دوست کہتا ہے۔ اس نے کہا تھا میں اس کی بیٹت فریڈ ہوں۔" ٹلیر نے بے ہالی سے کہا۔

"تمہاری اور اس کی دوڑی کو بہت قدردا اوت ہوا ہے۔" تاؤ  
"اس کا مطلب ہے کہ وہ بھری پا نہیں کرتا۔" اس نے برق نقادری سے نیچے اٹھ کر۔  
"میں نے یہ کب کہا؟ پورا کرتا ہے تو تمہارے لئے اپنی سے والیں آگی ہے۔ مگر جو تھے کے ساتھ اس کی درست زیادہ گہری ہے، اور شاید وہ تو نہیں ہے۔"

"دوڑی نہیں ہے۔ تو مجھ کیا ہے؟" ٹلیر نے کچھ لمحتے ہوئے پوچھا۔  
"میرا خلیل ہے۔ وہ ایک درسرے سے بیٹت کرتے ہیں اور وہ کہا کے بہت جلد شادی کر لیں۔" تاؤ نے بیچے کھو پڑتے ہوئے کہا۔

ٹلیر کھاوار کہہ سکتیں ہی۔  
☆☆☆

عمر شام کو دہاں آیا تھا مگر اس بارہہ اکیلا تھا جو تھا اس کے ساتھ نہیں تھی۔ ٹلیر پہلی بار دخوٹ میں تھی اس کی دھرمی۔ اس نے ٹلیر کو دیکھتے ہوئی تھککی سے تھوڑا طاقتور ہوئے کہا۔

"دیکھ لو ٹلیر، وہ اب میں بالکل اکیلا ہوں۔ میرے ساتھ کوئی نہیں ہے۔" ٹلیر خاموش رہی۔  
وہ ٹلیر کے پاس موصوف پر آ کر پیچے گیا اور اس نے ہاتھ میں کھڑا اور ایک بیک اس کے سامنے نیچل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میں تھا رہے لے کچھ حیریں لایا ہوں، دیکھلو۔"  
وہ اب کرشی کو اس کی گوئے سے لے رہا تھا۔ ٹلیر نے بیک کی طرف تھوڑی بیکھیں پڑھا۔

"میں نے آپ سے یوں نہیں کہا تھا کہ آپ پڑھ جائیں۔" اس کی بات کے جواب میں اس نے سمجھی۔  
سے کہا۔ عمر نے کرشی کو اپنی گودیں بھاتتے ہوئے اسے دیکھا اور اٹھیمان سے کہا۔

"کیونکہ مجھے جو دنی کے ساتھ کہا کہا ہے۔"  
وہ اس کا پھر وہ کچھ کہ رہی۔ وہ اب کرشی کو اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔ علیہ نے بے دلی کے بال میں کرنی کچھ لیا۔

"اپ کے لئے جو تھوڑا بہت انہم ہے۔"

"میرے لئے تم بھی بہت انہم ہو۔" عمر نے اس کی بات کے جواب میں باتا تک کیا۔

"مگر جو تھوڑی بھی نہیں۔" اس کی آواز میں بایا تھی۔  
"اگر تم میرے لئے کام اہم تو تم تھبہار کئے پر یوں فراہد آ جاتا۔۔۔ انہا موالذ کی درستے سے مت کرو۔۔۔ میرے لئے جو تھوڑا بہت انہم ہو۔"

وہ خوش بھیں ہوئی۔ اور جو تھوڑا بہت ہے، وہ جو تھا ہے۔

"ہاں۔" عمر نے ایک بار بھر بلتاں کیا۔

ایک درستے کے ساتھ چلتے ہوئے دہلان سے باہر آئے گے۔

"آپ اور وہ دلوں بیان اچانکی۔۔۔ ہوں میں نہ دیں۔" علیہ نے اس سے کہا۔

"میں۔۔۔ اب بھی۔" عمرے قطعی بیٹھ چکیا۔

"کیوں؟"

"بیویوں مجھے والیں ہوں، میں ان کی بڑی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر کسی کو مجھے عزت دیتی ہے جو سے پہلے ان لوگوں کو دیتی ہوئی جو مجھ سے مٹک ہیں۔ مجھے جو تھوڑا کام تھا را رہا وہ اچانکیں اکا اور ایک بار واپس لے چائے کے بعد میں اسے دہارہ رہنے کے لئے تو پہاں نہیں لاؤں گا۔ اگر میں اسی کرتا ہوں تو یہ جو تھوڑی کسٹد ہو گی، اور میں اسی کی بھی نہیں کر سکتا۔"

"عنہے ان کی انسانیت نہیں کی۔" اس نے کردار لیجھ میں کہا۔

"ہاں کوئم نے یہ ضرور تباہ کیا ہے کہ تم اسے ناپند کریں ہو۔"

"عنہ ان سے اچانکہ تو لوں گی۔" علیہ ہمچلتے ہمچلتے رک گئی۔

"اور میں یہ بھی کہیں چاہوں گا، میں تم کو دی گری کی نہیں کر سکتا۔ مجھے اس میں بھی اپنی بے ورقی

محسوں ہو گئی۔"

اس کے لیے بھی من صاف گوئی تھی، وہ کچھ درستے دیکھتی رہی بھروسے کہا۔ "آپ جو تھوڑے سے محبت

کرتے ہیں؟"

وہ خاصیت سے اسے دیکھتا رہا۔

"اس لئے اسے پسند کر رہی ہوئی؟" اس نے اس کے جواب میں اس نے بڑے پر سکون لیجھ میں کہا۔

علیہ نے کرشی کو زمین پر آتا رہی۔ وہ جاتی تھی میر کو اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ اس کا بہر جواب ہوں

ذہاد مکنڈوان میں بیٹھ کر رہی رہی بھر طازم اسے چائے کے لیے باتے آیا۔  
"مجھے نہیں ہیں۔۔۔" اس نے صاف اٹھا کر دیا۔

وہ جاتی تھی طازم اس کا جواب ایسے پہنچا گا اور اسے حق تھی کہ مریما نومنی سے کوئی خود اسے لینے آئے گا۔ بھر طازم کو دوبارہ سمجھا جائے گا۔ اپنی اسیں، بھر طازم دوبارہ آیا۔ میری محنتیں نومنی سے کوئی اسے باتاں کیا تھا۔ آیا اور دوں گز تو ہوئی۔ اس کے آنہ اور آسٹھے خود خوبی میں تھے۔

شام کا کچھ اور ذریعہ اور لالن میں دل کی تھا کہ وہ میری بھائی میری بھائی میری بھائی میں لٹکے دیکھا دے۔ اسی تھا خوش ہریں اس کا دیالی تھا کہ وہ اسے مخانے کے لئے آیا تھا۔ میری اپنیں قاتم عران کی طرف دیکھے تھے پر تھوڑی بھی کمزوری کی طرف ہو گی۔ علیہ کو کہیے کر دیں۔

"یا کہ داہم چار ہاہے، میراں نے تو نہات کاماں بھی نہیں کیا۔"

وہ بے معنی ہو گئی۔ اسے حق تھی کہ وہ دوات کے کھانے تک رکے گا۔ بھر طازم کریں لالن میں بھر طازم۔

مرکڑا دوڑنے سے باہر نکلتے دیکھ کر دیکھ دیکھی ہوئی میں کی طرف گئی۔ عمر نے دوڑنے کے دروازے کے پینڈل پر ہاتھ روکتی

تھا۔ اس کے تریکہ تھی کہ اس کی عانکوں سے پناہ حسم رکونے گئی۔ علیہ نے میر کو رکے دیکھا اس نے جو

کر کریں گے تو میں اپنی ایسا بھر طازم نے اسے پہنچ دیکھا۔ وہ لالن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بھر طازم نے اسے اپنی

جانب آئے دیکھا۔ اس کے تریکہ اسے پہنچ دیکھ نہیں کو پہنچ لائے طاقت رکھنے ہوئے پہنچا۔

"آپ جا رہے ہیں؟"

"ہاں۔" عمر نے اس کی طرف احمد بھولیا۔ کرٹی کو اس نے درستے بازدش کردا ہوا تھا۔

"کہا کہے کئے نہیں رکس گے؟" علیہ نے اس کے ہاتھ کو کٹر انداز کر کر ہوئے مایوسی سے کہا۔

علیہ نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور بھر لانہ تھا جو حدیں۔

اس کا کھانی قاتمہ اس سے باہم لانا چاہتا تھا۔ میر کی اپنیں تھیں تھیں۔ عرستے اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا۔

"انھی جا علیہ۔۔۔" وہ آؤ اور میں کہ رہا تھا۔ علیہ اس کے ہاتھ کو کٹر کر کر میوی ہو گئی۔

"ہماری ختم ہو گی تھاری؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہم نہیں بڑھ نہیں ہوں، آپ نہیں ہیں۔"

"وہ آکتے تو تم نہیں کہا۔"

"آپ بھی تو کہ رہے ہیں۔" وہ اس بڑاں کی بات پر سکر لیا۔

"ہم میں بھی کر رہا ہوں میر یہ اچانکہ نہیں ہے اور جاں لکھ میں غلکی کا حل ہے جیسے قاتم سے کھو گئی۔

"میر آپ کہا کہائے تھے کیوں بارے ہیں؟" علیہ نے فراہ کہا۔

”جیک ہے۔“ دو فرماں گیا۔ ”سی بی کچھ اور.....؟“  
”بیس.....“ ”مرکوک دم پکو یاد آگیا، ابی جھڑکی پاٹ میں ہاتھ لائے ہوئے اس نے طیارے سے  
کہا۔ ”زدا نا ہاتھ پر جھڑکی۔“  
علیہ نے کچھ سوچ کر ہاتھ آگے کر دیا۔ عمر نے اس کی کالی میں کوئی چیز پہنالی۔ علیہ نے دیکھا وہ ایک  
خوبصورت فریڈنڈ شپ پینڈھ تھا۔  
”ہرگزنا کیا ایک سومنٹر شاپ سے لیا تھا۔“ ”مرنے تباہی۔“ جیک کے ساتھ لٹکنے والی ہمیں کے ساتھ ایک  
ملوٹی فانٹر کی تھی۔ ”Amigo“ علیہ نے جیڈ پاٹ کندہ نظاہ پر جاتا۔ اس نے سراغا کر کر دیکھا وہ ایک سکرہرا تھا۔  
”جیک یو۔“ ”وہ دائی صورت تھی۔“ وہ اپر ہار ہجر گوی کی طرف چانے لگا، جہاں روزایہ اس کا منتظر  
تھا۔ علیہ اس بار خاصی خوشی کے عالم میں اسے گاڑی ہمچڑھتے آئی۔  
”اگلی وجہ جب بیوار ہر کو ہاتھ کے لئے لاڑکانہ آئی تو اس نے ناوار ناکو خاصی پریشانی کے عالم  
میں لاڑکانہ میں پیش دیکھا۔ ناون پر کسی سے بات کر رہے تھے مگر ان کے پرے کے ہاترات۔ ناولے دیکھ کر  
علیہ کے پاس آگئیں جو ابھی کمزیر تھی۔  
”کیا ہوا ناون؟“ ناون پر اپنے ہاتھ میں کیا بات کر رہے ہیں؟ ”علیہ نے پوچھا۔  
”جہاں تکری بڑی بڑی کوئی دفعہ ہو گئی ہے امریکہ میں۔ رات دو بجے اس کا فون آیا تھا۔“ علیہ نے بے  
اختیار سامس رکا۔ ”تروکی۔“  
”بلے۔“ ”لارس سربراہ۔“  
”کیسے؟ اس کو کیا ہوا؟“  
”نیند میں اپنے اپارٹمنٹ کی کھڑکیوں سے پیچے گر گئی۔“ ناون کی آنکھوں میں آنسو آئے گے۔  
”مالی گا۔“ آپ نے مجھے رات کو کہیں تھیں تباہی۔  
”تم سو روپی تھیں۔“ فائدہ کیا تھا، میں اور تپارے ناون ساری رات نہیں سپاہے۔  
”مرکو کہا ہے؟“ ”علیہ کے ذہن میں پہلا خیال ہرگزی کا آیا۔  
”ہاں اس کو کسی چاگکبر نے فون کر دیا تھا۔“  
”مگر ناشرین آئیں اور اسلام آزادیں آگئی تھیں؟“ ”علیہ کو یاد آیا۔  
”شرین اسلام آزادیں ہی ہے۔“ مگر ولید اور نمرود میں تھے۔  
”اب کیا ہوا گا.....؟“ آپ امریکہ جائیں گی؟“  
”نہیں، جا گکریو یعنی باڑی پا کستان لراہا ہے۔ ابکی کچھ انتقالات میں جو وہ کرنے میں صرف ہے، مگر وہ  
کہہ رہا تھا کل پاپوں کے وہ اسے بیان لے آئے گا۔“ ناونے آنسو پر ٹھیک ہوئے کہا۔  
”یہاں ہمارے گھر لے کر آئیں گے۔“

”مرکو کے پرے پر قریب ہو گا تھا اور عروکو یقیناً نہ ہو جا بلکہ گیا تھا۔“  
”وہ آپ کو بہت جی گئی تھی ہے؟“ اس نے اکثرے پرے پر جھٹکے پوچھا۔  
”ہاں۔“ ”مرنے ہاں تھا۔“  
”چہرآب اس سے شادی کر لیں۔“  
”محبتوں سرک پر چلی والی برخوبی صورت لڑکی اچھی تھی ہے۔ کیا اس سے شادی کر لیوں؟“  
”میں جو دعویٰ تھی بات کر رہی ہوں۔“  
”مرنے ایک گمراہ سامس یا۔“ ”تم کو اور جوڑی کو کچھ دراٹھنے چاہتے، اس کے ساتھ وقت گزارو گی  
تو اتنا پہنچنیں کرو گی اسے اور اگر صرف اس لیے اسے پانڈکر کری ہو کر میں اسے پانڈکرتا ہوں تو کچھ کم ہے جان لیا  
چاہئے کہ میں بیٹھا سے پنڈکرتا رہوں گا۔ میں اپنے دوسرے ٹکنیکیں پہلتا، پھر پوری دوست تھی، دوست  
ہے، اور دیکھ دوست ہی رہے گی۔“  
”مرنے کی کمی ہی کے لامپرے کے لامپرے۔“ علیہ نے پہلی وغصہ اس کو اس موڑ میں دیکھا تھا، پھلکنے والے سے وہ مسلسل  
بات کر رہا تھا۔ اس سے پہلی بھی اپنے تھا کہ مر جیٹھے میں کی پنڈکر کو نذر کر کے تھا۔ مکانے کی کوئی دش شو یا  
پھر خوبی جانے والی کوئی چیز۔ کوئی پہلک پاٹکو ہوتا ہو یا پھر کسی چیز کے بارے میں رائے۔  
”مر جو بیوی اسی سے اس کی بات مان لیا کہ تھا۔“ شاید لامپری طور پر علیہ نے سوچا تھا کہ وہ جو دعویٰ کے  
لئے ناپنڈنیکی کا اعتماد کرے گی تو عربی ایسا کرے گا کہ مکانی پہنچا بارے میں جوں ہوا تھا۔  
”ہم لوگ کل دھار جگہ پر جا رہے ہیں تم جاؤ گی۔“ وہ اس سے کہہ رہا تھا یقیناً، جو دعویٰ کو شہر کی سیر کر دانا  
چاہتا تھا۔

”نہیں۔“  
”مجھ در بھوگی ہے۔“ اس نے قدم آگے پوچھا، بہت رفیدہ نظر آرہی تھی۔  
”آپ کل آئی کے؟“ ”علیہ اس کے پیچے آئی۔“  
”وہ نیک گیا۔“ ”تم چاہتی ہو میں آؤں؟“  
”ہاں۔“  
”جیک ہے میں آجائیں گا۔“  
”مگر آپ تو جو دعویٰ کے ساتھ تیر کے لئے جا رہے ہیں۔“ ”علیہ نے اسے یاد دیا۔  
”اس سے کوئی فرق نہیں ہے۔“ ”میں یہ تاذم کب آؤں؟“  
”کل رات ڈرپ۔“

"ہاں... تمہارے ناا سب رشتہ داروں کو فون کر رہے ہیں اسی سلسلے میں..... جیسا کچھ کوہی پکھ گئیں کے بعد دوبارہ فون کریں گے۔ اس سے لفڑت کے بارے میں کلمگرم کہتا ہے، تاکہ خود ہمیشہ میں اپنے دادا جائے۔"

“آپ نے شرین آنٹی سے بات کی؟”

"وہ اسریکے چلی گئی ہیں، ابھی تو پہنچ بھی نہیں ہوں گی، وہاں پہنچ جائے پھر اس سے ہات کروں گی۔"

"اور عمر..... وہ دا جس چار ہے؟"

- ”دیش، چونگیرے اسے بینک ٹھہرے کے لئے کہا ہے۔ میں نے ابھی حکماوی ہے۔ بلازوس سے کہا ہے کہ دہاں کی مثالی کریں، اوپر والے پورشن کو مگر صاف کرنا ہے۔ تم ابھی کو دیکھ لیتے۔ کافی لوگ آئیں گے۔ تھہارے سارے انکو اپنی تبلیغ کے ساتھ آ رہے ہیں۔ ہو۔ لکھا اپنی ٹھہرائی میں پڑے کی کہ فلات کا کوئی جانشی ختم ہے۔“

ناؤ کو ہدایت دیتے ہوئے اچاک خیال آیا۔ علیزہ کی بھوک ختم ہو چکی تھی۔  
”میں کرلوں گی۔“ اس نے ناؤ کوٹا، وہ لوٹا، کھانا کر لے گی۔

۳۲

وہ جس دفتر مرکزی ساتھی ملکی آدمی رات گزر جانی تھی۔ ناؤنگ کے پکڑ کاٹے ہوئے اس کا انصار کر رہی تھیں گاؤنڈی کے پورچ میں رکتے ہیں دہ برق رفتاری سے علیوہ بھٹکل اپنی آگھیں کوں پارہتی تھی، مسکون آر انگکن اب کمل طور پر اٹھ کر رہا تھا۔  
گاؤنڈی سے پانچ بارہ کرکتے ہوئے دہ لکھڑائی توہانے اسے کپڑا لیا۔ اس کے سوچے ہوئے لینے والوں کو دکھ کر کران کی آگھیں دشما لگکر۔

”تم نہیک ہو؟“ انہوں نے علیہ سے بوجھا۔

"ہاں ہانوا میں تھک ہوں۔" وہ بات کر کے تھا اور وقت محسوس کر کے تھا۔

”اس کو کہا ہو رہا ہے؟“

لر کوچک گمراهی که از عصبانیت می‌باشد.

اس نے ہاؤ کو تھوڑا بڑا کر خود اس کا باز کر دیا تھا۔

علمی و پژوهشی فصلنامه اخلاق

"میں تو کہا رہے تھے کہ اس کے پوچھنیں ہوا مگر اس کو تو پوچھنیں لگی ہیں۔" نازنے اس کے پڑھے اور ہاتھ پر بندگی ہوئی جیزناٹ کر کیجئے ہوئے گول کیسری اداز میں کلہ۔

"یہ معمولی جو شیس ہیں، یہ بالکل حکم کے سے۔" وہ اب لا اونچ میں داخل ہو گئے۔

"علمیہ، کون تھے دہلی کے..... کیوں تم دلوں کے پیچے پڑ گئے تھے؟" نواب ایک ہار پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"مگر میں! ابھی اس سے پکھننا پوچھیں..... ابھی اسے سونے دوں۔"

طیزہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی عمر نے ہاتھ سے گما۔

پاس کر لیا تھا ایک بار، اور ایسا اٹکن نے بھی ذہن کیا ہے۔ ان کو بھی کمال کر لیتا ہے۔  
 "ایسا اٹکل کو... کیوں؟... کیا ان کو سب کچھ پہاڑ گیا ہے؟" وہ پکھے تھکر رہی۔  
 "ہاں ان سے بیری رات کر بات ہوئی تھی، عباس نے ان کو فون کی تقدیر میں تمہاری خوبیت دریافت کرنا  
 چاہتے ہیں۔ عمر نے کہا۔  
 "اپ کل پہاڑ کیسے؟" عمر نے اس کی بات کافی۔  
 "میں اتنا آقا ہیما، عباس کے پاس تھا جب گیری نے اس کو فون کیا۔ بھر میں رات میں کہ گیا۔ نہ  
 ابھی تکل جاؤں گا۔" عمر نے تھیل سے تباہ۔  
 "ان لڑکوں کا کیا ہوا کہس قائل گیا؟" طیار کوہہ جارولوں پر اڑا۔  
 "ہاں، میں چلا ہوں، تو ہر ہر ہی۔ شام ہو جائی تھی مجھے وہیں پہنچ پہنچ۔" عمر نے اپنی رست داچ  
 دیکھنے کے لئے کھاہ اور کھڑک رہ گیا۔  
 "میں وہیں چاہا ایک بار پھر تھیں ذہن کروں گا۔ اور علیہا! Just forget about every thing."  
 "اٹکل پکھ جالا دو۔" کچھ بھی نہیں ہوا۔ سب کچھ نیک ہے۔ علیہ نے ایک گمراہ سانس لے کر سر پر  
 دیا۔ دو سے خدا چاند کہ کر کھڑک لگا۔  
 علیہ فون کار سیوسڈا فاکٹریاں کو کمال ملانے لگی۔  
 "ہاں طیور کا کسی ہوت؟" عباس نے رابطہ ہوتے ہی کہا۔  
 "میں؟ نیک ہوں۔"  
 "میں تھی ہاڑ کال کر چکا ہوں، تم سو رہی تھی۔ ابھی دوبارہ کال کرنے ہی والا تھا میں۔" عباس نے کہا۔  
 "پہلے بات ہوئی پہنچاہی؟"  
 "اٹکل ایاز سے۔ میں ابھی میں ان کو کمال کروں گی، عمر نے تباہ تھا کہ انہیں نے ٹھیک کال کی تھی۔"  
 علیہ نے کہا۔ "تمہاری کوئی روکنکاٹ میں ہے، ایک در دوں تک میں بھجواد گا۔ شام کو میں آؤں گا کرتی کی  
 طرف۔ عہد ابھی دیں ہیں یہ بیٹھا گیا۔"  
 "وہ ابھی ابھی گئے ہیں۔ عباس بھائی ایفی، آئی ارمیں بیرا نام بھی آئے گا؟" علیہ کو کچھ دیر پہلے خیال آیا۔  
 "جیسی تو کیس کیے ٹانک ہو گئے؟"  
 "تم اس کو پہنچ دو، یہ تھا جیسے پر گلی ہوئی پہنچ نیک ہوئی ہے کچھ؟" عباس نے بات کا سوندھ بدل دیا۔  
 "ہاں..."  
 "لذت... شام کو میں تھیں ایک بار پھر دا کٹر کے پاس نے جاؤں گا۔ وہ تمہارے ہاتھ کی بینڈ بخچ کر  
 دے گا۔ کرچی کو کوہکار اچھا سکھانا تھا میں۔ اس کے بعد تم آرام سے کوئی اچھی ہی قلم دیکھو یا بھر کی دوست کو

وہ لاڈنگ میں رکھنیں اس لئے وہ اور ناؤنیڈ ہائس کے کمرے میں پہنچ گئے، علیہ نے بیٹھ پر لیٹے ہی  
 آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے جسم کو گیب سا سکن ملا تھا۔ کی نے ایک چادر اور عالی تھی۔ عریشہ تارو سے کچھ  
 کھدا تھا، علیہ اس کے لفڑا کو کچھ ٹھیں پاری تھی۔ چودھوں بوداں نے اپنے اور درگمی کا مارشی پائی، آخری  
 ہائس کر کے میں ہوتے والی تاریکی کا تھا۔ پھر کسی نے دروازہ بند کر دیا۔  
 اگلے دن وہ جس وقت انہیں اس وقت درج رہے تھے کچھ درج تھے لیکن یہ نہیں آیا کہ وہ اتنی دیر تک  
 سوکی رہی۔ پھر اس کوچلی رات کے تمام واقعات بادلتے ہیں۔ اس نے انہیں دن سے بھیجنے کی کوشش کی۔ اس  
 کا تمثیل اور زمان اس وقت تکل پہنچ لئے تھے، اور وہ بیس نہیں بھائیں جا تھیں۔  
 وارڈ روب سے پہنچے تکال کاں نے شادری اور پھر اپنے کمرے سے ٹکل آئی۔ لاڈنگ میں آتے ہی اس نے  
 مرا دروازہ نو کوہاں پیٹھ دیکھا۔ عریسے اور پھر اپنے کمرے سے ٹکل آئی۔ لاڈنگ میں آتے ہی اس نے  
 "ابھی بھی سوچی خدمت میں ہوئی۔" انہیں نے کوٹھ سے کہا۔  
 "نہیں پہنچ سے کہے ہو گرد رکھنیا دہورا ہے۔ رات کو چوچت کا اتنا پچھلیں چلا۔" طیارہ نے صورتے  
 پر پہنچتے ہوئے کہا۔  
 "ایک دو دن میں درخت میں رہ جائے گا، البتہ ان کا فی روں بھک رہے گا۔" عمر نے اس سے کہا۔  
 "گریز کھانا کو اور اس کے لئے؟"  
 "آپ لارگ کاہا کھائیں گے؟"  
 "میں، ہم لوگ کھانا کھائیں گے۔ میں تو مرغ تھا اور انفلار کر رہا تھا مجھے وہیں بناتا ہے۔ میں میں ایک  
 ہارجیں دیکھنا چاہتا رہتا ہیں۔" میں تو نگہ میں جا چکی تھیں۔  
 "کیسا گھوں کریو، وہم؟"  
 "میں نیک ہوں۔" اس نے گھر کاٹ ہوئے کہا۔ "جو بھی کچھ دوادہ بہت خوفناک تھا گریں۔ نیک  
 ہوں۔"  
 وہ اسے دیکھ رہا تھا پہلے سے کافی بدل گئی ہو۔ پھر دیر بعد اس نے کہا علیہ نے پہنچ کر اسے  
 دیکھا وہ سکر رہا تھا۔ "تم more mature and composed" (ذیادہ پیغمبر اور سلمی ہوئی)  
 اچھی ہاتھ ہے۔

"پہنچاں... شاید..."

"ابھی پھر تھا تم کمی کی رہتا، اور آنکھہ اگر رات کو ہاڑ جاؤ تو بیشا اپنے پاس کوئی روپا اور رکو۔"  
 میں دوبارہ کی رات کو ہاڑتی ہیں، نیکی پہنچیں۔  
 "کیسی بھی... کیوں نہیں، چاہو گی تھا ہمارے۔ کسی جادوئی کا مطلب یہ نہیں ہو گا کہ مکر میں خود کو بند کر لیا  
 جائے۔ جو ہوا گز ریا۔ عباس نے دو تین بار فون کیا ہے تم سو رہی تھیں۔ اس لئے میں نے بات میں کو رکاوی۔ اس سے

"پانچ کام پارا ہم ہے، مجھ سے بھی سب کہر ہے میں کیسے چدیخنگے کھا بہر رہ جاؤ۔ فون بھی رسیدو نہ کروں اور ایسا اکل نے کام کرے کہ میں بھگریں کی جا بے ری جائیں کروں۔"

شہلانے لکھے اپنکے "شاید اختیار کے طور پر یہ سب کہر ہے ہوں گے۔ خیر میں کل بھر آؤں گی، میں بھی آنا چاہوئی تھیں میں آئے انہیں روک دیا۔ لکل انہیں آؤں گی۔" شہلانے اٹھ بھئے کہا۔

"وو! اتنی خوفزدہ ہیں کیا کچھ انہوں نے مجھے دو خوب کے ساتھ بھجوایا ہے۔" شہلانے تھا تھی۔

علیحدہ دراں کے کام اسے چورائے آئی۔

شام ہو چکی تو اور اب اسے جوں کا استھان تھا، لیکن وہ بھی آیا اس نے فون پر اپنے نہ آنے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"علیحدہ مجھے پکھڑوڑی کام ہے، اس لئے انہیں آسکوں گا۔"

"کوئی بات نہیں، بھری بیٹھ جا بھی بالکل بھیج ہے۔"

علیحدہ نے کہا اس سے کچھ کہے کہ وہ اس سے کچھ اور انہیں اس نے رسیدو میں درسے عمر کی آواز کی۔

"تم پر سے سماج چولے کیا میں خود چلا جاؤ؟"

وہ بھر کج کی۔

"چھاپڑے اونچے کوکام ہے، خدا حافظ۔"

جوں نے خاصی جگات میں ذوق بند کر دیا۔

"غمروں کی کے، دو دو ہلکے پانچے شہر چلا کیا تھا۔" وہ بھر اور الجھنی۔

رات کے کام کے بعد وہ اپنے کھانے میں پلچر آئی، کافی رہ بک اسے خندیں آئی۔ وہ ایک سکاب پر ہٹتی رہی گمراں کا ذہن بربی طرح الجھا ہوا تھا۔ جب بہت درجک دوستیں پالی تو اس نے بیندی کی ایک گولی لے لی۔

☆☆☆

اگلی صبح دو ہیجے کے قریب بیدار ہوئی۔ ناشنکی بیز برنا نو نے اس کا استھان کیا، علیحدہ کو ظافٹ معمول ہر پر کوئی بھی خود بھر کر نظر نہیں آیا۔

"ناٹا نہ ڈھنپہ کام ہیں؟" علیحدہ نے اپنے لئے چائے کا کپ تیار کرتے ہوئے پاچھا۔

"تھیں تھے۔" ناٹا کیا۔ "میں شاہزادہ، بعد کچھ دوچھانیں۔"

ای وقت فون کی سُنی تھی، ناٹا جو کہ فون کی طرف بڑھ لگی۔ وسری طرف شہلانی۔ ہوئے علیہ کو بلایا۔

"تم میں تھے اخبار دیکھئے ہیں؟" شہلانے اس کے لائک پر آئے عی کہا۔

"ٹھیک، کیوں؟"

"لیکن تو اونچے فرنٹ تھے۔" علیحدہ نے رسیدو رکھ دیا۔

"لیکن تو اونچے دکھائیں مجھے۔ کہاں ہیں؟" وہ ناٹا کے پاس آگئی۔

بلاؤ لو۔ پکھڑ کا ڈنڈ جست انگوئے پر سیلف اور ہاں، ایک بہت ضروری بات۔۔۔ ابھی کچھ نہیں گھر سے نہیں لکھا۔ گھر سے نہیں گھر کو واہی ہے۔ ابھی کچھ نہیں اگر کہن جانا ہمیں ہے تو پہلے مجھ کو انفارم کراہی ہے اس کے بعد۔۔۔

"لبن دیے ہیں۔۔۔ خیالاتی بھی چیز ہے۔ اچھا پھر شام کو آتا ہوں میں خدا حافظ۔"

فون بند ہو گیا، وہ بھی بھولی رسیدو را چھوٹی لئے اسے دیکھ رہی۔

ڈاکو کھانا کو گاہی حصی۔ علیہ میرے کھانا کھانا ہاں اس سے رات کے اوقات کے بارے میں کچھ بھی نہیں پوچھا۔ شاید عمر انہیں منجھ کچا تھا۔ وہ صرف اسے اکیلے داہیں آئے پڑا اتنی رہی۔ علیہ خاصیتی سے ان کی ذات سُنی تھی۔ وہ بھی کھانا کھاری تھی، جب ایسا اکل کافون آیا تھا۔ وہ بھر توں ہو گئی جب ہاں نے فون پر بات کرنے کے بعد سے طولی۔

"یہ علیہ میرے ٹیکا ہاڑا ہے؟" ایسا جیدر نے اس کی آواز سختی کہا۔

"قاں۔۔۔!"

"میری ٹھاں سے بات ہوئی تھی رات کو۔۔۔ ڈاکوں توں۔۔۔ سب کچھ بھی ہو گیا ہے، اور تمہاری پرچمی کیسی ہیں؟"

"بہت سہولی چٹچھیں ہیں۔۔۔ میں بالکل بھیج ہوں۔۔۔ علیہ نے کہا۔

وہ کچھ بڑا اسی طرح اس سے اصرار وہ کی تھی کہ رہے۔

"چھاپڑا اٹھ آئیں رات پاکی لامہ آؤں گی، اور بھی کچھ نہیں جانا گھر رہتا۔ اور کوئی فون کا لامہ غور رہی تو نہیں کریں گی، کیونکہ نہیں کر کر رہیں گوں، اس کے بعد تو رسیدو کے بعد اپنے بھر جانی دوں۔" وہ حکماں سے ان کی ہدایات تھیں تویں۔ رسیدو کو کسکے بعد اس نے کچھ بھی ہوئی نظریں سے ڈاکو کھا۔

"شہلانہ پکھ رکھ اپنے گئے کوئی بھی سچے فون کر دیں گے تو اسے کہا کر کے سہ سرپر کو کر کو آجائے۔" ناٹا نے اس کے پھر جے کے کھڑا کر کے فون کے بعد اپنے اسے تھا۔

"چاہے۔۔۔" وہ سوچنے پر بیٹھ کر ان تھیوں کی ہدایات کے بارے میں سوچی رہی۔

وہ ابھی لاڈنگ میں عی خی جب آمد گھنٹے کے بعد ان کام کی تکلی سانی دی۔ خانہ ماں نے اٹھ کام پر بات کی اور پھر باہر نکل گیا کچھ در بند شہرا اخدر بناٹھ ہوئی اس نے بڑی گرم جوٹی کے ساتھ علیہ کو گل کیا۔ پھر وہ اس کے ساتھ پیدا ہوئی۔ آئی۔ رات کے واقعات کے بارے میں وہ دونوں دردبارہ پانچ کرنی کریں۔

"تمہارے گھر کے بارہ بار پولیس سکب کہ مرے گی؟" شہلانے اپنے کا اس سے پوچھا۔

"گھر کے بارہ بار؟" گیٹ پاکی دو گل ہوں گے، گری کیا گھر کے بارہ بھی پولیس ہے۔

"ہاں پولیس کی ایک گاڑی گھر کی تھی۔۔۔ جمری گاڑی انہوں نے اندر آئنیں دی۔ خانہ ماں سے قدیم کر دانے کے بعد مجھے اندر آئنے دیا۔"

میں لے لیا ہے جسے ضروری کارروائی کے بعد اعلان مکان کے خواہ کردے جائے گا۔  
اسی ہیلاؤ کن کی پنج اس فرگر کی تضییل کے بعد ایک اور دو کالی کی ہیڈ چین احتیٰ۔ پولس نے پیرے سے  
گناہ بینے کو گھر سے اخراج کر دیا۔ جس نیاز سے پولس مقابله میں اپنے بینے کے بارے جانے پر شدید خوف و خشم کا  
انگماہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں اسی طرز چین کو بیان کیا ہے: ”خدمت میں اور اس کے دوستوں کا حق تقدیر  
ویسے ہوئے گھوٹ سے اخراج کرنے کے بعد اس پولس تھالیہ کی اگر ازیز کر دیں۔ اور اسی پولس جس درج کو مطلع کیا  
جائے۔ جس نیاز کے بیان کے مطابق اخراج کرنے کا پہنچا گھر پر اپنے بینے دوم میں سوہا تقدیر۔ اور اسی پولس جس درج کو مطلع کیا  
بینے پولس والے ان کے کمر میں بھی آئیں۔ انہوں نے انہیں ایک کریمے میں بند کر دیا اور ان کے کریمے کی گون  
پاٹاٹ کے پاہر تسلی گئے۔ انہیں کھوڑا چانے پر کاولی کے چند درسرے پہنچ کر اداں کے کمر آئے اور انہوں نے  
ان کے کمر سو جو دلوں گاڑا تو رسیں سے آئی تو کیا اور بھر اسی خاتم کو بھی روازہ کھول کر ازادی دی دی۔ جس نیاز  
کے مطابق انہوں نے اسی وقت لاہور کے سامنے اسیں پانی اتنا من میں کیا کہ میں کوئی کون نے جس نیاز کو طلاق  
الاطار دی۔ جس پر انہوں نے اپنی بیان دلایا کہ اسے بہت جلد برآ کر لیا جائے گا۔ مگر چند منٹوں کے بعد انہیں  
ایک پولس مقابله میں ان کے بینے کی صرفتی کی طلاق دی گئی۔ بعد اسی اصلی اتنا من میں اس بارے  
میں مسلمانوں حاصل کرنے کے لئے رابطہ عجمی کیا تو انہوں نے کام کی جس نیاز کرنے سے پہلے ان کا  
پیش اک پولس مقابله میں باراچا پکڑا۔ مگر اسی کی شاختہ ہوتا ہاتھی تھی اس لئے انہوں نے جس نیاز کو طلاق  
نمیں دی۔ انہوں نے اخباری منائدوں کی تجھی تباہی کی جس نیاز کے کمر تضییل گارڈز کے طبق  
مختول جمال اس وقت تک بھی کھرپیں آجیا تھا اور اسی انہوں نے ان لوگوں کو جمال کر لے جاتے دیکھا۔ جس نیاز  
کے کمر پہنچنے والے گزارہ زکماں بیان تک اس کے کمر کا جو بیرونی روادہ مکالمہ تھا اسیں میں کر کے میں  
وہ سب تھے اس کر کے کارروائی کو تکمیل قرار دیتی کمر میں کی جو بروتی کو جاتے کے آنکھ اڑا کرے تھے۔ ہم  
اسیں اسیں پانی بیان دلایا کرہے۔ جس نیاز کی جھکات کرت کمل جھکات کرت کاریں گے۔  
جس نیاز کے مطابق جمال بن مژران کے واحدین طریق میں پولس پر احتمان کیا ہے کہ ان کے بینے کو بروتی  
گھر سے اخراج کر جعلی پولس مقابله میں مار دیا گیا۔ ایک جس ملاٹے میں تجھنکی کی کھیتی کو کوشش کر کے  
لوگوں اور گرگے کافراوپنے پولس کے بیانات کی تضییل کر کے ہوئے پولس کی بروتت کارروائی کو سرہا ہے۔ گرے کے  
نماں اک اور دروسرے افراد خانہ انے اپنے چاروں طریق میں کشاخت کر لیا ہے۔  
ایک ایک کالی غیر پاروس طریق کے پوست مادرم رپورٹ کے بارے میں تھی، جس میں اکثر جو  
مودت کا وقت تھا اسی تھا اس وقت سے پہلے تھا، جب جس نیاز نے اسی اصلی اتنا من میں کیا تھا۔  
پوست مادرم رپورٹ کے مطابق طریق میں کچھ پر تقدیر کے کوئی نتاہت نہیں تھے اور ان کی مودت بہت دروسرے چالی  
جانے والی رانچوں کی گیوں سے بھولی تھی۔ اخباری رپورٹ کے مطابق وہجاں کے چیف منیر نے جس نیاز کی  
تفصیل پر اس واقعی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔

”تم نہ ہو۔۔۔“ طیار نے ان کی بات کاٹ دی۔  
”جیسے دکھا کیں۔۔۔ آپ چاکروں دی جیں؟“  
”مرے پیرودم میں ہیں۔۔۔ تاہم آواز میں کہا۔  
وہ ان کا پیرودم رکھی تو ان کے پیرودم میں جلی گئی۔  
اس نے ایک اور اخبار اخبلار اس کا فرشت جب کھول کر اس پر نظر دروانے لگی۔ شہزادے کیا بتائے جاتے تھے۔۔۔  
اسے دینکن میں کوئی نہیں میں ایک بار کارکی ہاں کے لیے جا رہے تھے اور سبھیوں کے لیے بھی ایک پوپس  
متلبے کی ہے لامنگی ہوئی کی اور اس کے بعد جب پوپس متابے کے پارے میں پکھر جویری خیری حصل۔ مطہری کے  
ہاتھ کا پکھر۔۔۔ یہیں ایڈن وائٹ خون میں لست پت چار جزوں کی دھرمیوں کی شایدی اور خبر کے پیشہ کی نسبیان پاٹ۔  
ماڑل ہاڈن میں دو کنکن کے دھرمیارہے والے چاروں ڈاکو پوپس متابے میں جلوہ  
وہ ناؤ کے پیڈ پہنچ گئی۔ اس کے بعد جوے چانہ ہو رہے تھے۔۔۔  
”لاہور (سندھ، ریلی ڈیلی آئی) اتوار کی رات ماڈل ہاڈن ڈی ٹیکس میں رکھتی کی ایک ناگام دار دارات کے  
بعد فرار کی کوشش کے نالے چاروں ڈاکوؤں کو پوپس نے تاقاب کے بعد ڈکھتے ہوئے بھاگ کر دیا۔  
ٹرانن کی فارمگ کے پوپس کا شیل مبھی رُخی ہوئے۔ پوپس کی جوانی فارمگ کے پارے میں چاروں ٹرانن ہاڈن کی کوشش کی۔  
قصیلات کے مطابق اتوار کی رات کو راما مظاہر علی ٹرانن کے مکار چاراڈ کوکی کوشش کی۔ جو ڈکھ دار کو  
رسیون سے باندھنے کے بعد ان صاحب خان کے ایک بیٹے جو مردوی خیل پر قصہ مبارک پر جو پوپس نے پاٹ کرے میں  
بند کر دیا جائی اور دن صاحب خان کے ایک بیٹے جو مردوی خیل پر قصہ مبارک پر جو پوپس نے موڑ دار دارات کے  
پارے میں ہے۔۔۔ میں جیدر کی خوبی ہدایات پر کھلکھل جائز کی قیادت میں ایک پوپس پارے نے موڑ دار دارات کے  
کوشش کی پوپس کی گھوڑیوں کے ساراں کی ازاں شنے پر ٹرانن نے پوپس کی گاہی پر سعدن اگام اگام کی ذریعے  
زندوست فارمگ کی جس کے تجھ میں دو پوپس کا ٹیبلیں بری طرح رُخی ہو گئے، جن کی حالت ہاتھ تکالی ہے۔  
پوپس پارے کی طرف سے رفاقت میں فارمگ کرنے کی کوشش میں چاروں ٹرانن شدید رُخی ہو گئے۔ جن میں سے دو  
سرمچ پر ٹھاک ہو گئے۔ جب کہ دو ٹھاک لے جاتے ہوئے رخوں میں تباہ نہ لتا ہوئے چانہ جوئے۔  
چاروں ٹرانن تھیں اپنے اڑاٹ خاندان سے تعلق رکھتے۔ جن میں سے ایک ہالی کوت کے ایک بچ  
کا بیٹا تھا جاتا ہے۔ جب کہ ایک اور لارو جیسے آپ کامرس کے ایک امام مجددے رہا جانشنا۔ اس نے میاں جہاں  
جیدر نے پوپس اپنیں میں شامل تمام پوپس والوں کی کارکرکی کو سراچے ہوئے اپنی تقدیمانہات اور محکمانہ ترقی  
وہیں کاملاں کیا ہے۔ ٹرانن کی کارکرکی کے بھاری تعداد میں خود کا راملو اور ادا کیا کیا ہے۔ گاڑی کی گمراہ پیٹھ گلی لی  
جسی۔ پوپس کے دو رخان کے مطابق ٹرانن پلے بھی اس طلاقے میں ہوتے والی کمی کو ڈیکھیوں میں موڑ رہے ہیں۔۔۔  
ہر پارہ فرار ہوئے میں کامیاب ہو جاتے۔ اس طلاقے میں ہوتے والی کمی کو ڈیکھیوں میں واردات پر پہنچے جانے والے  
ٹنگر پوپس ٹرانن کے رکھنے سے مل گئے۔ پوپس نے گاڑی سے میاں ہوئے والیات میں مرتدا میں مرتدا میں مرتدا میں مرتدا میں مرتدا میں



طرح جس طرح انکل ایاز شہر ان کو قتل کروانے کے بعد چک گئے۔ اس بارہ عمر کے پاس ہر ٹھوٹ موجود ہے۔ میں کوایہ ان کی پھر لیکن یہ نہیں کہ انکل ایاز کے میں کوہزاداں تھے۔ ”والادیعِ میں“ سمجھی سرچ رخ تھی۔ ”گرم عمر..... عمر کہاں ہے؟..... اسے موبائل آف نہیں کہتا چاہیے تھا..... مجھے فون کرنے کا چاہئے تھا..... اسے..... مجھے بات کرنی چاہئے..... تو وہ چاندی گیا ہو گا کہ خدا ہبھڑ کے ذریعے بر جی رجھ چکا ہو گی ہے۔ اسے احساس ہوا پا چاہئے تھا کہ میں اسے کال کر کریں ہوں۔ دوسری طرح جھنجڑی تھی، جب فون کی گئی جیتگی۔ اس نے فون کا رسیدر اخراجی۔

☆☆☆

”جیس شیاز بہت غصے میں تھے اور ان کا غصہ جباہے۔“ جیس جیس ثابت شاہ اس وقت فون پر جھٹ پڑے فون برہات کر رہے تھے۔

”اگر کسی کے نہیں کو گھر کے سطح اٹھا کر مار دیا جائے گا اور وہ بھی ہائی کورٹ کے اپک شج کے میں کو تو پھر ایک عام شہری کے ساتھ آپ کی پولیس کیا کرتی ہوگی؟“ جیس شہر نے ان کے لئے کوئی خوبی نہیں کی۔ ”شاہ صاحب! میں اس اتنے پر کس قدر شرمند ہوں۔ میں ہائی کورٹ میں کہا۔“ ثابت شاہ نے ان کی بات کاٹ دی۔

”غایل شرمندگی سے تو کہا نہیں ہو گا۔“

”میں نے اکو اوری شروع کر دیا ہے۔ جیسے ہی.....“ ثابت شاہ نے ایک بار پھر ان کی بات کاٹ۔ ”کیسی اکو اوری؟..... پولیس نے اس کو بارہے اور آپ پولیس کے اتحادی ایکو اوری کر دیا ہے۔ ہیں۔“

آپ کا خیال ہے کہ پولیس کے بھائے کسی کسی تھے کے کواليتے ہیں؟ آپ نام جھوپڑ کر دیں۔ میں آرڈر بیٹھ کر دیتا ہوں۔“ جیس شہر نے فون تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

آپ کیش پکیش بھائے جائیں، مگر ملکی طور پر کہا جائیں کریں گے۔“ اس بارہ ثابت شاہ کی آواز پہلے سے زیادہ بلند تھی۔

”شاہ صاحب! آپ فساد کریں..... آپ تائیں کہ میں کیا کروں..... کس طرح مدد کر لے کا ہوں۔“

جیس شیاز کا مطالباً کیوں نہیں مانتے آپ؟“

”کون سا طالب؟“

”عاجس خورد کو مطلی کا۔“

”انہوں نے مجھ سے تو اکی کوئی بات نہیں کی، بلکہ میرا تو وہ فون اینڈر کر رہے ہیں۔ میں نہیں اپنے گمراہ کی اچانک دے رہے ہیں، میرا بھی۔ اسے دو گھنٹے کا تاراں کی مت سماحت کرتا رہا ہے کہ وہ میرا فون اینڈر کر

”جیس ان چاروں سے اتنی ہمدردی جتنا نہ کی ضرورت نہیں ہے۔“ ”کیوں نہیں ہے۔“ جب میں یہ جانتی ہوں کہ ان چاروں کو پولیس نے اتنی کل کیا ہے۔ وہ کسی پولیس مقابلے میں اتواروں نہیں تھے تو پھر میں ان سے ہمدردی کیوں نہ جاؤں۔..... جب میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ صرف نیمر جہد سے اس طرح بارے گئے ہیں۔ اپنے لوگوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ آج یہ نہیں تو کل تمہاری وجہ سے نہیں تو کسی اور کی وجہ سے بارے گئے ہیں۔ اپنے لوگوں کے ساتھ کی طرح بھی ہوتا ہے پہلا چاہتی تھیں۔ وہ پہلیں جو کچھ اپنی انسکر کر سے نہیں تھے، بھکر رہی۔

وہ ناخوک چال کے بعد ہے اسی سے صوف پر بیٹھ گئی۔ اس کی بھیں نہیں آمد تھا۔ وہ کیا کرے۔ اس کے کافوں میں بارہ دس رات میں کی تکشیک کوئی رہی اور یاد آئنے والا جملہ اس کے غم و فصلی اضافہ کر رہا۔ شہلائے کھو کر بعد ایک بار بھر فون لیکا تھا اور علیہ نے دری طرف سے شہلا کی آواز سمع کیا۔ ”شہلا! اسی اگتم سے بات نہیں کر سکتی۔ تم قوموں دیو کے بعد مجھے رہ گئے۔“ شہلا کو حیران ہوئی ”تم جیکے؟“ ”نہیں۔ میں بھلک نہیں ہوں۔ میں بالکل بھی نہیں ہوں۔ اسی لئے تو تم سے بات نہیں کر سکتی۔“ اس نے فون کا رسیدر ٹھیک رہا۔ وہ دو تھیں بھکر جاتی تھی کہ اسے شہلا پر اتنا غصہ کیوں آیا تھا۔ ”وہ کچھ دری اسی طرح جائے۔“ اگلے انداز کے بارے میں سوچتی رہی میرا اس نے ایک بار پھر جس کو فون کیا۔ اپنے پہلے والا جواب دو پڑھ دے ہوا۔ ”وہ منัก میں ہیں۔“ ”سک فارس ہوں گے؟“ ”اس کے بارے میں ہائی کیا نہیں، آپ منัก چھپو رہیں۔“

علیہ دو کوئی پیمان جھوٹنے کے بھائے فون بند کر دیا اور جس کے موہاں پر کال کرنے گی۔ موہاں آف تھا۔ اس نے ہم کے سوچاں پر نہیں بھرا دیا۔ میر کا موہاں بھی آف تھا۔ اس کی وجہ پر بھی جھوٹنے گی۔ عمر آفر و دست کہاں تھا؟ وہ جاننا پا ہتھی تھی، بھلک دی پھر جس کے ساتھ تھا۔ یہ دو جانی تھی اور جانی تھی۔ اسی لئے اس کا آپ وہ ادازہ کر سکتی تھی۔

”وہ یقیناً جس کا بے ساتھ اس سارے محاطے کے بارے میں بات کر دیا ہو گا، میری طرح اسے بھی شاک لگا ہوگا اور دشایہ کیلی یہ پس بھی جان گیا تھا۔ اسی لئے وہ دو ایسیں جانے کے بھائے لاؤ جو میں بھرپور یا تھا۔ اس نے یقیناً جس سے اپنی ناراضی کا اعہم رکایا ہو گا۔ اسے تیالی ہو گا کہ اس نے کتنا مالکا کام کیا ہے۔ وہ ضرور اس کسارے محاطے کے بارے میں کوئی نہ کریں قدم ضرور اٹھائے گا۔ کم از کم اس بارہ دس جس کو پہنچ نہیں دے گا۔ اس

"جس نیاز کے صور میں کوئی کو اس کے گھر سے اٹھا کر قبضے کے بعد آپ کی پولیس کی ہے کہ وہ لا اینڈ آرڈنیک کر رہی ہے..... ہالی کوڑت کے کچھ کے میں گوارنے سے لا اینڈ آرڈنیک بوجائے گا۔" چیف فٹر ٹھکل میں پہنچ گئے۔

"آپ ہیری بات نہیں سمجھ ٹھاہ ماحب امیں تو آئی تی کا یاں دہرا جاتا آپ کے سامنے، میں لے تو نہیں کہا کہ ان تی کا یاں نیک ہے، ہو سکتا ہے ان کے پاس بھی کچھ معلومات نہ ہوں۔"

"آئی تی کے پاس کچھ معلومات نہ ہوں۔ یعنی نہیں ہے تو وہ کہے ایک سوبہ سنبھالے گا۔" پھر تو اس کو کسی اتنا رضا چاہئے۔ اس سے پھر سوٹ لے کر آئیں اس پوست پر۔"

"میں آپ کے سخے کو کھو گئا ہوں۔"

"نہیں، آپ ہیرے غسل کو کھو گئیں کہتے آپ اپنی اتفاقیس کو پورت کر رہے ہیں۔ ہیر اسکی فرد کا حصہ نہیں ہے۔ سارے بخوبی ہیں۔ آج جسٹس کے میں گوارا ہے۔ کل سرے میں کو اٹھا کر لے جائیں گے آپ لوگ۔"

"انگی تو چیزیں کھنٹتی گز رہے ہیں اس واقع کو۔ اتنی بلدی تنازع اخذت کریں۔" چیف فٹر نے انسن نوک۔

"آپ عباس کو م uphol کروں۔ میں کوئی تجسس کرتا۔"

"میں اسے مطل بھیں کر سکتا۔" چیف فٹر نے اپنی سے کیا کہلی پا رکھا رکیا۔

"کیوں اس لئے۔ کوئی کوئی وہ بخوبی کوئی کاٹا ہے؟"

"بات صرف ایک پایکش لے لے اپنے افسوس بتا۔" وفاقی اور صوبائی اس پر بیدار کوکی ایک پورا حصہ ہے اس کے ساتھ۔ عباس کی بہن کو کہا نہ رکے میں کے ساتھ بیاہی ہوئی ہے۔ عباس کی بیوی کا پیاوہ فاتح ہوت میں درج ہے۔ دو کلیں عام سول سرہن تو تھے میں ہیں اسما کہ بابر ہیوک رو۔ آپ بپری بو شین کھنٹتی کی کوش کریں۔"

"آپ بھی ہیری تو پریشون بھی کی کوش کریں۔ چیف جسٹس کے طور پر اپنے ماتحت کام کرنے والے بھر کے ساتھ ہوتے والی کسی زیر ایک پایکش لے لے اپنے افسوس بتا۔" تاب شاہ کی آواز کو بھی پڑ گئی۔

"جس نیاز نے باقاعدہ مجھ سے ٹھاکت کی ہے۔ بلکہ پہنچ کوڑت کے چیف جسٹس نے بھی خود فون کر کے مجھ سے اسی لئے میں ہات کی ہے۔"

"میں بکھتا ہوں سب پوچھ۔" شاہ صاحب آپ جسٹس نیاز کو تھوڑا سمجھائیں، عباس کے خلاف انکو اڑی کر دادیج ہیں مگر م uphol کر میکن نہیں ہے۔ اس کے باپ نے بات کی ہے مجھ سے۔ بلکہ دہرا رہا ہے تو اس سے آئے سانتے بات ہو گئی۔ میں ان کا شکریہ اور اکیڈمی کو م uphol کر دیا ہوں جسون نے اس آپ پرین میں حصہ لیا تھا۔ پھر اگر کوئی اڑی میں عباس کے خلاف کوئی ثبوت مل گئے تو ایکش لے کر کی جو اڑو ہو گو پا۔ اگر اس کو م uphol کر بھی دیتے ہیں۔۔۔ اور بعد میں وہ بے گناہ بات ہوا تو ہیری وزارت اعلیٰ میں جائے گی۔ اس لئے میں اتنا

لیں باہم بھی اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع دی۔ مجھے بھی افسوس ہے ان کے پیچے کی سوت کا۔ اور تم جاتا تھا کہ خداوند کی ٹھیلی سے ملا تھات کوں۔۔۔ ان کے گمراہاں۔۔۔ مگر نہیں نے ماف ماف کہہ دیا کہ چیف فٹر کے سفر میں ہے۔ اگر وہ آئے تو وہ گفت کے باہر کھڑا ہے۔ میں اس کی ٹھیلی تک نہیں دیکھوں گا۔ آپ خود بھیں کہے کہیں طریقہ ہے ایک سوبے کے چیف فٹر کے بارے میں ہات کرنے کا۔" چیف فٹر نے ٹھیلی پار کر دے بلند آواز میں جس نیاز کے روایتی کی خاتمه کی۔

"خیلے میں انداز بہت کوئی کہ جاتا ہے۔ آپ بھی تو بھیں کہ ان کا جہاں میا مار دیا ہے آپ کی پولیس نے۔" تاب شاہ نے فرا جسٹس نیاز کی طرف داری کر کے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باتا ہوں۔ وہ فسیل ہیں، مگر یہ سب کچھ اپنی پیلس کے سامنے نہیں کہنا چاہئے تھا۔ چار اخباروں نے آج ای خبر کا نی کے اغاظت کے ساتھ فتح تھی پر ہمیں اس نیا ڈیا کے جسٹس نیاز کا چیف فٹر سے ملے تھے اکا۔۔۔ آپ خود بھیں اظہار پر کیا اٹھو گا اس بیوی اس کا۔" ٹھیک۔

"جسٹس نیاز نے اس کی بات ایک پار ہو گئی۔" تاب شاہ نے تباہ کی تباہ کی۔ تباہ۔ جب آئی تی نے عباس میر کو م uphol کرنے سے انکا کارکرداشت کیا۔ وہ صرف اسے انکا کارکرداشت کیا۔

"ہمار کرداشت۔ وہ صرف اسے انکا کارکرداشت کے گناہ بھی قدر دیا رہے۔ کہنے پر بھی آئی تی اپنی بات پر ادا ہے۔۔۔ اس نے کہا کہ اکا انتہا صدقیت نے اسے جو رپورٹ دی ہے، اس کے طبق ان عباس میر نے اکا رکارڈ کیا ہے۔۔۔ بروڈ کارروائی سے اس نے ایک پورے نہادن ان کی بجائی بھاگی ہے۔ جب میں نے کارروائی پر اصرار کیا تو دوں گا۔" تاب شاہ اپنے نیز میں بول رہے تھے۔

"اور جسکی بڑی روکی دکھنے پر جسٹس نیاز کے کاڈے کیلے یونٹ میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کے نیزے کے طبق اسے دل کی کلینیش درج ہو گی ہے۔ اور اس نے دو ختم کی میڈیل یوں مانگ لی ہے۔ ڈاکٹر کی پڑیات کے طبق۔۔۔ دو ختم کے بعد جس اس اعلیٰ مخالفت ہو جائے گا تو دو ختم یا بپ کو م uphol سے باہر رہا جائے گا اور آپ سے بات کردا ہوں تو آپ کہ رہے ہیں کہ جسٹس نیاز اپنے ایسا کوئی مطالعہ کیا ہی نہیں۔"

"شاہ صاحب۔۔۔ جسٹس نیاز صاحب کا مطالعہ مجھ کی پہنچ تھا۔ آئی تی نے تباہ تھا مجھے۔۔۔ لیں جھیلن کے بغیر میں ایک ستر پولیس ایمنری کو کیے م uphol کر سکتا ہوں؟ آئی تی نے تو مجھ پر اپنی ناراضی ناہر کی تھی جس طرح آپ نے درجیں نیاز نے ان سے بات کی۔۔۔ انہوں نے کہا تھا کہ اپنے جیب میں دوں اندازی کر رہے ہیں، خاتمات کی جاتی ہے کہ ایک آرڈنیک ہو رکھ لے کیا جائے جب تک کرنے کی کوشش کی جائے تو جو بڑا سے اس طرح کا پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔" تاب شاہ کوئی بات پر اور حصہ آیا۔

"آئی تی کی بیان کی آپ کے نزدیک ہالی کوڑت کے قلعے اور چیف جسٹس سے زیادہ اہم ہے؟" "ایک بات نہیں۔۔۔" تاب شاہ نے اس کی بات نہیں سنی۔

اور اسکے نہیں لے سکا۔ آپ جسٹس نیار کو سمجھائیں، ان سے بات کریں..... بلکہ وہ کل میرے گمراہ جائیں، دہلی ایزی میدر اور عباس کی بھی ملاقات کر دادیں گا۔ آئنے سامنے بات ہوتی دیوار پر ہے۔

ناقب شاہ خاموشی سے ان کی بات سنن رہے۔  
”میں جسٹس نیار کے آپ کا پیغام پہنچا دیں گا..... جہاں تک سمجھانے کا عمل ہے تو یہ کام میں ہے۔

اسکا۔ آپ اس طبقے میں خواہن سے بات کریں۔“  
آپ نے اکتوبری کے لئے کسی کام مجوہ نہیں کیا؟“ پھر فخر نے اپنی بادشاہی۔

اگر انہیں نے آپ کی پہلی کش مان لی تو تھیک ہے ورنہ ہر میں کسی کام مجوہ نہیں کروں گا۔“  
چھپ جسٹس نے صاف لفظوں میں کہا اور پھر اختتامی مکاتب کے بعد ہرے فون بند کر لے۔

بڑو

◎ ◎ ◎

## باب ۲۳

اگلے دوں گھر میں کالا اور سلے کے لئے آئے۔ والوں کا حاتما باندھا رہا۔ علیہ وہ شادیوں کے علاوہ کہلی پار اپنے تقریباً تمام جانشی والوں اور رشتہ داروں کو دیکھ رہی تھی۔ زیادہ تر لوگ بار بار فون کر کے ترہ کی آخری رسومات کے بارے میں حقیقی معلومات لے رہے تھے۔ گھر میں کسی تمام انکو اپنی فکریوں کے ساتھ آچکے تھے۔ علیہ نے لوگوں کے اسی آئے جانے کے دروانہ عکسیں ملیں۔ پانچ گھنٹے سے بار بار گھر کے ساتھ دیکھا۔ اس کے ساتھ جو زوج تھیں تھی اور وہ ایسا لیا ہی تھا۔ وہ اس سے تعریض کرنا چاہتی تھی۔ گھر عمر کے روپیے نے اسے اس قدر حرج ان کیا کہ وہ اس سے بات کرنے کی ہستی نہیں کر سکی۔

وہ جانشی تھی کہ شردار اس کی بھی بھرپوری سے بھرپوری سے بھرپوری سے بھرپوری سے بھرپوری سے بھرپوری تھا۔ اس کا خالی تھا کہ وہ اپنی بہن کی سوت پر خاصا افسوس ہو رہا۔ گھر عمر کے ہزار اس کی بھرپوری سے بھرپوری تھا۔ وہ انکل پر مکون تھا۔ لوگوں کے تقریباً گھلات مول کرتے ہوئے بھی اس کے پڑھے پر کسی غم یا افسوس کی کاشاپے تک نہیں تھا۔ لگبھگ اسے ترہ کی سوت پر کوئی شاک لگا تھا۔ اس کی تھا۔ وہ اس تھا۔ یا پھر شاید اسے غرہ کی اس سوت یا اسندی کے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

علیہ کے لئے اس کے ہزار اس بہت شاک تھے۔ جو شخص ایک کزن اور ایک گرل فریڈ کے لئے آؤت آف داؤنے با کرب سپ کو کرنے پر تیار ہو۔ جو اپنے ایک اٹھوڑا پانٹ کی کامیابی جانے والی شاخ کو دوبارہ گلے میں جب سک لگائے رکتا ہے۔ جب سک نہ سکتا جائے اور سوکھتے کے بعد گی ہو جاتے۔ تھا۔ پھر دیہو۔ وہ ایک سوتھی سکی گھر خلی ریشنک اس طرح کی سوت پر کسی روز کا ایکھار نہیں کر رہا تھا۔ کیا عکرا اوقی پیٹی کے ساتھ کوئی اعلیٰ تعلق نہیں تھا؟..... کیا وہ اوقی ان کے بارے میں کسی کشم کے کوئی احساسات نہیں رکھتا؟ کیا وہ اینی ملجم کو اس حد تک باندھ کر لے سکتا ہے کہ..... یا پھر وہ ہیئت کی طرح بہت کچھ کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟

علیہ اپنے ذہن میں انہرے والے ان تمام سوالوں سے الجھ رہی تھی، وہ بہت ابھی پچھہ شاہ نہیں تھی۔ گھر اسے پھر بھی یہ بتیں تھا کہ اس نے فرمکا چہرہ پر میں کوئی خلطفی نہیں کی۔ اس کے پڑھے پر ہے اسی اور لا انتہی کے

کر پچھے ہوتے۔ یا جو چاروں کے اندر اس فضی کو ایک سی سے نکال دیتے۔ مگر یہاں وہ بڑی طرح بھنس گئے تھے۔

”اپنے نے غرفہ کو زور دیتی پاکستان بھجوانے کی کوئی شکس کی، مگر وہ اس پر تباہی بھولی، اس نے اپنے پاکستان بھجوائے چانے پر مجور کرنے پر جو چاکر کمرے ٹھلے جانے اور شادی کر لیتے کی مکملی۔ مگر جو چاکر جانتے تھے کہ یہ مرغِ حکیمی تھی۔ وہ قاتلوں کی تقدیر سے ابھی باخن فہمی ہوئی تھی، اور وہ ملنی ایسا تھی اتنا حقیقی تھا کہ وہ ایک ہمالی لوکی سے شادی کر کے اپنا پتہ بخیر خطرے میں ڈالتا۔ وسری طرف جو چاکر اپا بات سے بھی واقع تھے کہ کچھ اس سے کچھ بند جب وہ قاتلوں کی تقدیر سے باخن فہمی گئی تو اس وقت ان کے لئے غرفہ کو رونکا ہوا جائے گا اس لئے وہ بہت مایوس ہوا کہ اسے پر بیڑا کر رہے تھے اور جب انہیں یقین ہو گی کہ وہ ان کی دباؤ میں نہیں آئے گی تو انہیں نے تھوڑے کو مکمل دی کردہ اگر واپسی پاکستان نہیں ملتی تو وہ مصرف شرین کو طلاق دے دیں گے، بلکہ نہ سیست پاٹی ویڈوں پر یوں کوئی اپنی بایادی سے مان کر دیں گے۔

غرفہ ان کی دباؤ پر بکلی بارداز میں آئی اور اس حرکت پر کامیاب ہوتے دیکھ کر جو چاکر اس پر لینا باداڑ بیحثتے گئے۔ وسری طرف وہ ملنی ایسا تھا غرفہ کو مجور کر کر وہ اپنی دباؤ نے خانے، شاید اسے بھی یہ امناہ ہو گیا تھا کہ ایک بارہوں وہ اپنے پاکستان میں جی کی تو وہ اس کے بعد احمد آنکھ قفل تھی۔ تینجی وہی ہوا خارج ہو کر غرفہ پر اپنی فرشتہ ہو گئی کہ اس لئے خوش کر لی۔

اور اس پر جو چاکر اور شرین ایک دوسرے پر پتا بولوں اور اساتذات کا نئے میں مصروف تھے۔

”یہ سب کو تھاہی دیجئے تو وہ بھی خوش کر لے۔“ جو چاکر شرین پر دھماڑے تھے۔

کی جم اپناء کر سکتی تو وہ بھی خوش کر لے۔ میں تمہارے پیسے چڑھ کلاں ہر بڑے احتیاط نہیں کرتی، اس نے صرف تمہاری وجہ سے خوش کی ہے۔ اس طرح پر بڑھنے کرنے تو وہ بھی یہ قدم اٹھاتا۔“

”اگر تم درود کی اخبار، میں سالہ بیٹوں کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کوئی خوبی نہیں تو وہ دوسرے بھی کر سکتے ہیں، پھر کو اختراع کسی بھی ہوئے۔“ شرین اپ بندہ اور میں چلا رہی تھیں۔

”پھر انہیں بذرکو گھنی عورت۔“

”کیوں مدد بذرکو گھنی، پھر اپنا چاہے تمہارے خاندان کوئم کیا گل کھلانے پڑ رہے ہو۔“

”شرین بالکل خوفزدہ نہیں تھی۔“

”تم نے جان بچوں کو اس طرح فریض کیا۔ صرف اس نے تھا کہ بھوکو بیک میں کرسکو۔“ جو چاکر ایک بارہ بھر لئے گئے۔

”ہاں، سب کوئی نے عی کیا تھا۔ مگر تمہارے لئے تو سب کچھ بہت اچھا ثابت ہوا ہے۔ جان چھوٹ میں ہے تمہاری اپنی اولاد سے ازاد ہو گئے ہوتی۔ اب مرید عین کر سکو گے۔“ شرین کا لپھر ہوا تھا۔

علاوہ ایک تیرتاہڑی تھا اور یہ تیرتاہڑی میں دو یادہ خوفزدگی کو رہا تھا۔ مگر کے چہرے پر اپنیاں تھا۔

تیرسرے دن جو چاکر میں کوئی بڑی لے کر پاکستان آگئے۔ ان کے ساتھ شرین اور باقی دونوں بچے بھی تھے۔ علیہ کو جو چاکر میں اس کے چہرے پر بھی کسی افسوس نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر بھی بھی تھی۔ وہ بھی بھی کوئی کمی کی تھی۔ اس کے چہرے پر بھی کوئی تھی۔ جب وہ شدید فتنے میں ہوتے تھے۔

چاکر کے پر عسکرین عاسی ٹھھال نظر آری تھیں۔ ان کے باقی دونوں بچوں کے پر عسکرین عیا ہڑات تھے۔

ہر دن ملک سے اکٹھے آئنے کے بعد جو دن قائم لوگوں کی طرح میں تھے مگر عسوی کی شرین، ان کے پچھوں اور جہاں کی کسے درمیان ایک بھبھی کھیٹی اور سردمیری تھی۔ علیہ کو کامیابی کو پھر سپلے پہنچے ہوئے والی تیرسری شادی اس کی کچھ بھرکی تھی، مگر اس کے علاوہ وہ بھی ہوئی تھی اس کے وہیں وہیں تھیں۔

غرفہ کی تفصیل کے بعد آہستہ آہست قام لوگ واپس بنا شروع ہو گئے، جو چاکر میں اس کے دو بڑے بھائیں اپنی تعلیم کے ساتھ ابھی وہیں تھے، جب ایک رات طیوری نے لادنچی میں سب کے سامنے ان کے اور شرین کے درمیان شریک ہجڑا دیکھا۔

وہ دونوں سب کے سامنے ایک درسے پر الہامات لارہبے تھے اور چاہ رہے تھے۔ علیہ کے لئے ایسا جھڑا کوئی تھی پھر نہیں تھی۔ باز کے ہاں دو اپنے انکو اور ان کی بیویوں کے درمیان پچھلے کی ساون سے ایسے بہت سے چھڑے ہوئے دیکھتی ہوئی آئی تھی۔

مگر اس پار جس امکاف نے اسے ہولانا تھا، وہ غرفہ کی صورت کی بدھ تھا۔ وہ تین میں پانچ سو سے کمزی کے نیمیں سری تھی۔ اس نے خود کی تھی اور پارٹیٹ کی کمزی سے چلا گکھ گئے پہلے اس نے ایک خط میں تسلیم رہا۔ اپنی بھائیوں کا ذمہ دار جو چاکر میں اس کے ساتھ اپنے اپنے اس نے ایک خط میں پھر سوہنے خالی ہیا تھا۔ مگر جو چاکر سفارت خانے سے منتکھ تھے اس نے ہر چیز بڑی سعادت سے کو راپ کر لی تھی۔ ایک سترنچ پلٹمیٹ کے حوالے سے اس طرح کا کوئی سامنے نہیں کھوٹ کے لئے خاصی نمائت اور اسٹرینجیک بکا باعث بتتا۔

چند گھنٹوں کے اندر انہوں نے پاکستان کی درخواست پر پولیس نے اس خود کشی کی اتفاقی صورت اور دے کر فال بن کر دی۔

غمہ پاکستان ایمکسی کے ملکی ایٹھی کے ساتھ ادا لوگی۔ وہ جو چاکر میں اس فضی کے ساتھ شادی پر بندھتی اور جو چاکر اس کے اس مطابق کو کی طور مانے پر اپنے بھائیوں کی تھے۔ ایمکسی میں ان کی کم کرنے ایسا تھا اسی مطابق جو اس اخراج اور یہ مخالف چاکر کے لئے غاصی خفت کا باعث بن رہا تھا۔

اگر فرمہ ایمکسی کے کمی پر مبنی مولے ایکار کے ساتھ انہوں نے جو چاکر بہت پہلے اس فضی کا پہنچانے صاف

وہ مری طرف عہد اس خواس کی آواز سنتے ہی ریسیدر پٹلیو کے ہاتھ کی گرفت نخت ہو گئی۔  
 "پٹلیو..... کیا یہ احمد ہے؟ تم نے دوبارہ فون کیا..... سب کو مجھ کی قبیلے تھے۔"  
 "میں نے نہ رجھا تو کچھ لئے ہیں۔"  
 "وہ مری طرف یک دن غامشی چھا گئی۔  
 "جہاں بھالی ہے؟ یقین نہیں آ رہا کہ آپ اس طرح چار اندازوں کو کل کر سکتے ہیں۔"  
 "ٹلیو و تم ان جیروں کو نہیں کھینچ۔" عہد اس نے پڑھے مطمئن انداز میں کہا۔  
 "تم نے صرف اسی مرضی پر بات کرنے کے لئے فون کیا تھا؟" جہاں نے اس کے سوال کا جواب گول کرتے ہوئے کہا۔  
 "ہاں مجھے صرف اسی بارے میں بات کرنی ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ ان لوگوں کو پولیس افسوسن لے جانا چاہیے اس لئے اکٹھے کر رہے ہیں مگر آپ نے انہیں، رہیا،" وہ دیکھ پھٹ گئی۔  
 "کوئی انناں اتنی بے کیمی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔"  
 "تم تو واقعی نہیں میں ہو ٹلیو۔" وہ یہیں اس کے غصے سے محفوظ ہوا۔ ٹلیو کو بچکا احساس ہوا۔  
 "آپ کو احساس کہے کہ میں نے کیا کیا ہے۔ اب تھیں تھا مری طرح اسے ظلم نہیں بھکتا۔ میں نے وہی کیا ہے جو مناسب سمجھا۔" اس کے اطمینان اور سکون میں رفتگر کی خیں آئی۔  
 "چار بے گناہ اندازوں کو اس طرح لٹکا کر مار دینا کہاں سے مناسب لگا ہے آپ کو؟"  
 "ہمیں بات تیر کر دے گناہ نہیں ہے اور وہ مری بات یہ کہ نہیں میں نے نہیں مارا۔ پولیس مقابلے میں مرے ہیں وہ۔" عہد اسے اسے تو کہے ہوئے کہا۔  
 "پولیس مقابلے؟ کون سا پولیس مقابلے مجھے تو ہے تو قوف نہ ہا کیں۔" میرے سامنے آپ نے ان

"میں تو میں کر سکو گا یا نہیں، مگر ایک چیز تو میں ہے کہ اور میں اب اکٹھے خیں ہوں سکتے۔"  
 "تمہارے ساتھ اکٹھے چلا کر چکا ہاتا ہے۔ کم از کم اب میں تو تمہاری بیوی ہیں کہ نہیں وہ میں کی کوئتہ  
 میں ذاتی دوسرے کے لئے کسی فال کر رہی ہوں، اور میں تمام اتنا توں کی برادری ہم کا دوڑی بھی کر دیں گی؛ شہریں شاید  
 اس پادر بہت سے فٹے پیٹے ہی کر جائیں۔"  
 "انتاٹے؟ کون سے اتناٹے؟ کون سے اتناٹوں کی برادری چاہتی ہوئی؟" جہاں گیر کے اشتغال میں یک  
 دم اضافہ ہو گیا۔  
 "تم بہت اہمی طرح جانتے ہو، میں کہنا پوچھوں کی بات کر رہی ہوں۔ تمہاری اوت مارکی کمالی کی بات کر  
 رہی ہوں میں۔"

"میں تم کو ایک پائی بھی نہیں دیں گا۔"  
 "مجھے پائی بھائی بھی نہیں، مجھے کر دوں میں حصہ چاہئے۔" ٹلیو بے یہیں سے ان دوں کے درمیان ہے  
 ہوئی والی تنگی کرن رہی تھی۔  
 اپنی بیٹی کی موت کے چوتھے دن وہ دوں جانیدار اکی تھی کہ معاشرے پر اور ہے تھے، ٹلیو کی دل گرفت اور  
 رنجیدی کیں اضافو ہو گیں، اسے چکلی بارا اس اس بیٹی کی میں اس وہی اذانت سے گزرنے والا دیکھ لیں تھیں۔  
 اس کی جزیریں کا ہر فر تقریباً اسی حالت سے چار تھا۔  
 میرے اس کی صورتی میں یک بیک بہت زیادہ اضافو ہو گیا۔  
 "کم از کم میں نے اپنے ماں باپ کو اس طرح لڑائے تو نہیں دیکھ۔ اور میرے تو شاید بھپن سے یہ  
 ساتھ اسی ہوں گی میں ٹھیک تھا جیسا وہ پہلی بھی تھا۔" ٹلیو نہیں بھائی تھی کہ اس کا اندازہ تھا کہ وہ جو دو تھے کے  
 کر جائیں دیکھا گرائے ہوں گی بیتھنے تاکہ وہ پاکستان میں ہوئے۔ میرے تو جو دو تھے کے لئے ہاؤ کے کمر آتے یا فون  
 لگ گئے تو بعد مگر ایک پار پھر خالی ہو گی۔ ناؤ اور ناکی افسر گر پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔  
 رنجیدی کی ایک جو اگر تو ہے کہ موت تھی تو وہ مری وجہ پر جاہکار در شہر کے درمیان ہوئی والی موت ٹلیو کی بھی تھی اور  
 شاید وہ غرہ کے چھوٹے بھائیوں کے بارے میں سوچ کر پریشان ہو رہے تھے۔ ٹلیوہ ان کے پہلے ہوئے مزدور  
 کو پہچا نے لگ گئی تھی۔



"محظی اس بات سے کوئی پوچھی نہیں ہے کہ دیبا کے کی قانون میں اس جرم کی سزا موت ہے یا نہیں میں نے ائم اس جرم کے لئے سزا دی جو کہ نہ پڑے ہے۔"

"مگر کیا تو نہیں تھا؟"

"کہا تو کچھ تھے۔" وہ اپنی بات پر ادا ہوا تھا۔

"پوس مرف ارادوے پر لوگوں کو سزا نے موٹ کب سے دیتے گی؟"

ہمارا نے دری کی طرف ایک گمراہ ساس لیا۔

People are judged by their intentions. (لوگ اپنے ارادوں سے ہی جانتے ہیں۔)

جانتے ہیں۔" اس کا لپڑا اس پارنا لکھ لٹک تھا۔

"لیکن انہیں مرف ان کے ارادوں کی وجہ سے سزا ملی دی جائی۔"

"علمیہ! اس وقت بہت صروف ہوں، ایک ملٹک فارغ ہوا ہوں، تھوڑی دیر بعد درسری میٹنگ ہے۔ اس لئے تھہرے اس بات کو ابھی قسم کر دیں۔ بعد میں اس پر تکمیل ملکوٹی ہو گی۔ تم تھہری پڑت پلے سے تھہرے ہیں؟"

وہ اپ واقعی موضع پر بدل دیا چاہتا تھا۔

"آپ پر بھری پڑت کے بارے میں بات نہ کریں، آپ مجھ سے مرف وہی بات کریں جو میں کہا چاہتی ہوں۔"

"اور اگر بھی بات میں تم سے کہون کرم مجھ سے مرف وہی بات کرو جو میں کہا چاہتا ہوں تو پھر؟" ہماری کی ٹون میں کوئی ہمدردی نہیں آئی تھی۔

"پیری پر حقیقی کی کاروائی آپ سے مدد اگی، وہ ایسا کہ تھی توہ دھاروں آج زندہ ہوئے۔"

"وہ پاردار اگر آج زندہ ہوئے قم نہ ہو تو۔" ہمارا نے میتے اسے یاد رہانی کر دی۔

"آپ ایک بار ہمارا کی سوچ کی بات کر رہے ہیں۔"

"ہر جرم سوچ سے عی شروع ہوتا ہے۔"

"لیکن آپ کی طرح پر بیکل نہیں ہو سکتی کہ مٹھا ہوں اور جس کو چہاں چاہوں مار دوں یہ کہہ کر دو جرم کرنے والا تھا۔"

"میں ٹون بند کر رہا ہوں۔" ہمارا نے علمیہ سے کہا۔

"کدریں بگروہا بات میں نہیں اسی سے جنت ہوئی ہوں لیں، جو میں آپ سے کہا چاہتی ہوں۔" اس پار علمیہ کی آوار میں تھرا رہا تھا۔

ہمارا رسیدور کھٹک کیا۔ اسے جنت ہوئی دلکش کوئی بیٹا کہتا چاہتی تھی۔

"ایسا بھی کوئی بات باقی رہے گی ہے۔ جو تم کہتا چاہتے ہو؟"

"ہاں میں آپ کو یہ تھا چاہتی ہوں کہ میں جس سیز کے گمراہ والوں کو سب کچھ تاریخی ہوں۔"

چاروں کو اپنی گاڑی میں شبابا ہوا تھا۔"

"میک... اگر ہمیں یہ دو بھری یہی بیوی ہو گا کہ میں نے انہیں کیوں کیڑا تھا۔"

"میری بھری سے کچھ کا آپ نے انہیں باور دیا تھا۔"

"تو کیک فلٹ کیا۔ اب اگر لوگ ہماری عورتوں تک کہا گا تو کیسی بھروسے کیوں چور کر دیں۔ تو ہم Don't do it Again (اگر مدد ایسا نہیں کرنا) کو کہا گا کہ میری بھروسے کیوں چور کر دیں۔"

"میں آپ کو انہیں چھوڑنے کے لئے تو انہیں کہا تھا، آپ انہیں گرفتار کیلئے گمراہ میں طرح رہتے تو۔"

"علمیہ! تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ بھری بے اس محالے کے بارے میں بات نہ کرو۔"

"میں کیوں سمجھ سکتے۔ میں سب کو کچھی ہوں۔"

"جیسیں اتنی ہماری بھروسی کیوں ہوئی ہے ان سے؟"

"میک! ہماری بھروسی کیوں ہوئی، میرف اس طلاقا کی نشانہ ہی کر رہی ہوں جو آپ نے کیا ہے؟"

"ٹنکا ہمچنان کام کی تحریف تم بھرے لئے چھوڑ دو، تم اس کے بارے میں اپنے ذہن کوست الجھا، میں اپنا کام بہت اچھی طرح سے جانا ہوں۔" ہمارا کی آوار میں اس بارہ درہ بھی تھی۔

"کیا کام جانتے ہیں آپ، مرف لوگوں کو چاندروں کی طرح قلی کر دینا، اور جعلی پولیس مقابله کردارے کر دیں رہا تھا۔"

"ان چاروں کے ساتھ وہی ہوئے جس کے وہ سخت تھے۔ میرے خاندان کی حرمت کے لیکھ کی اس طرح آجے گا تو یہی کر دیں گا۔ ان تکوں کو عامہ غورتوں اور ہماری بھلکی میں کوئی ترقی نہیں گا۔"

"وہ نہیں جانتے تھے کہ سرخاخن کس خاندان سے ہے بھرے خاندان کے بارے میں میچان میں کر کے انہوں نے میرا بھیجا کرنا شروع نہیں کیا۔"

"آنگریزیں کافی تھے تھے ان کو جان لےنا چاہیے تھا، آنکھیں اور دماغ نہیں رکھتے تھے کیا دو۔ آج بے خبری میں تھہری بھیجی آئے تھے کل بھارتی پورچھتے آئے۔"

"آپ کی ملنکن بھری کوچھ سے ہاہر ہے۔"

"تمہاری بھری سے توہت ساری بچیں باہر ہیں۔ تم باتیں ہو دو جیسیں پکڑ لیتے تو کیا کرے؟"

"مگر انہیں نے مجھے کہا تھا اسی تھی تھی کوئی تھان پہنچانا، میں بیچ گئی تھی۔"

"تم اس لئے بیچ گئی تھیں کہ پولیس میں من دکے اندر اس علاقے میں بیچ گئی تھی توہنہ دو تو تمہارا کوئی لاحاظہ نہ کرے۔"

"وہ کیا کرتے اور کیا نہیں میں اس کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ انہیں نے جو کیا آپ اس کی بات کریں۔"

انہیں نے مرف ایک لڑکی کا پچھا کیا اسے انہوں کرنے کی کوشش کی اور اس جرم کی سزا دینا کے کی قانون کے تحت ہمیں موت نہیں ہو سکتی۔"



کام بیس کر رہا۔  
”یا کام کر بھی کیسے سکا ہے؟ یہ جہاں کی وجہ سے بن دیتے۔“ طبیرہ نے تھی سے کہا۔  
”فون کوں بن دکروالا یا جاں لے؟“ ناؤن کوچہ کمر دھو گئی۔  
طبیرہ کو کہتے کہتے وہ گئی اسے اچاک خیال آیا تھا کہ ناؤن سے کچھ بھی کہنا مناسب نہیں ہو گا۔ وہ انہیں پرشان کر رہا تھا جائی تھی۔

”ناؤن آپ مجھے ساتھ والوں کے مگر بھجوں گیں، میں وہاں سے فون کروں گی۔“  
”جیسیں فون کرنے کہاں ہے؟“

”شہلا کو فون کرنے ہے۔“ اس نے جھوٹ بولوا۔

”جس اس سے بات تو ہوئی تھی تھاری۔“  
”میں ہوئی تھی، میں نے فون بن دیا تھا۔“

”اتا کہ میں ہوتے کی سڑوت نہیں ہے۔ وہ سکا ہے ابھی کچھ دیکھ دخدا جائے۔“

”آچا آپ مریدہ بھائی کہیں، وہ ساتھ والوں کے گھر سے اسے فون پر بیان آئے کے لئے کہیں۔“  
ناؤنے اسے کھجایا، وہ سوچ میں پڑ گئی۔

اس کے ذہن میں کل کل کل، اور خیال آیا۔ ناؤنے جواب دینے کے بجائے مریدہ بابا کو پکارے گئیں۔  
”بجاو صاحب کے گھر جاؤ اور شہلا کو فون کر کے بیان آئے کے لئے کہو۔“ مریدہ بابا کے آئے پر ناؤنے  
اس سے کہا۔

”اس سے یہی کہیں کہ اپنا جو بھلی فون نے کرائے۔“ طبیرہ نے تھوڑی ہدایات کے بعد کہا۔ مریدہ بابا سر  
ہلاکتے ہوئے لاؤ ڈھیں کل کل کل کے۔ گران کی واپسی چند منوں کے بعد ہی ہو گئی۔

”میکٹ پر سوچو جو پہلی بابر جائے نہیں دے رہی۔“ انہوں نے آتے ہی اطلاع دی۔  
”آپ اُنہیں تباہی کیزے؟ آپ کو ضروری کام سے نہ لے سکتا ہے۔“ طبیرہ ایک بارہ ہر بیٹے میں ہو گئی۔

”میں نے ان سے کہا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ گھر سے کوئی بھی ہبہ نہیں جائے گا۔“  
طبیرہ نے اپنی احتیاط پر ہوت پھٹک لی۔

”میکٹ ہے، آپ اپنا کام کریں۔“ ناؤنے سریدہ بابا کو ہدایات دی۔  
ان کے جانے کے بعد انہوں نے طبیرہ سے کہا۔ ”شملا کا انتظار کرو، جب فون نہیں لے گا تو وہ خود ہی  
بیان آجائے گی۔“

انہیں نے یہی طبیرہ کو تسلی دی ”اور اگر باہر سوچو جو لس نے اسے کی اندرا نے دیا تو.....؟“ وہ سوالیہ  
لپھ میں ان سے بولی۔

”تو تو.....“ ناؤن کو کوئی جواب نہیں سوچتا۔

وہ تین قدموں کے ساتھ گستکی طرف بڑھ گئی۔  
گستکی سانپیڈ پر سوچو جو لس کی طرف بڑھ کر اسے باہر نکل کی کوشش کی، مگر وہ کامب نہیں ہوئی گستک کا  
پولٹ ملے تھے جیسا کہ سوچو ایک پیلس گارڈ اس کے سامنے آگئی۔ وہ دھماکہ کرائے اگئی۔  
”آپ اندر پہلی جائیں، ہبہ نہیں جائیں۔“ اس کی آواز میں غصی مگر جوہر مذوب تھا۔  
”کیوں نہیں جائیں؟“

”ہبہ صاحب نے حکم دیا ہے کہ گھر سے کسی کوئی باہر نکلنے نہ دیا جائے۔“  
”کون سے ماحب نے حکم دیا ہے۔ حکیم؟“

”عباس صاحب نے۔ آپ سلطان سے بات کر کے اجازت لے لیں پھر ہم آپ کو باہر آنے دیں گے۔“  
وہ ہوتے کاٹتے ہوئے اسے ”مکتی رہی۔ فون میں ہوتے والی اجات خزانی اپنے ہوس کی بھی میں آنے کی  
تھی۔ عباس یقیناً تنا کرور نہیں تھا جتنا وہ کھری تھی۔  
”فون خراب ہے۔ میں ساتھ والے گھر سے فون کے چہاں سے اجازت لے۔“ پیلس گارڈ نے اس  
کی بات مکمل نہیں ہوئے وی۔

”آپ کہیں کہیں جائیں۔“ جہاں صاحب اگر آپ کو اجازت دیں چاہیں گے تو خود آپ سے رابط  
کریں گے اپنیاں دے دیں گے اس لئے ہبہ آپ اندر پہلی جائیں۔“  
اس کی آواز میں قیمت تھی، طبیرہ مزید بجھ کے نہیں اندھا گئی۔ وہ شریعہ فتنے کے عالم میں تھی۔  
پاکیں جنچے ہوئے وہ اندر لا ڈھیں چلی آئی، اندر آتے ہی اس نے وہ جیک صوفے پر اچال دیا جو دھاڑی سے  
کھال لالی تھی۔ اسے شدی بے پی کیا احساس ہو رہا تھا۔

چکریار نے اونکوسارے واقعی کی اطلاع دے دی۔ وہ چند منوں کے بعد اندر لا ڈھیں تھیں۔  
”تم کیا جانا چاہ رہی ہو؟“ انہوں نے آتے ہی پھر جھا۔

”مذکور کیک جانا چاہ رہی تھی۔“  
”کیوں؟“

”کوئی کام تھا نا۔“ اگر جہاں نے باہر سوچو جو لس سے کہا ہے کہ کوئی اندر سے باہر نہ جائے۔“ اس نے  
ہمی سے کہا۔

”جہا نے کہا ہے تو کچھ سوچ کر رہی کہا ہو گا۔ تم فون پر اس سے بات کرو۔“ ناؤن اس کے قریب بیٹھنے  
ہوئے کہا۔

”فون لاؤن ڈھیں ہے اور جہاں، جہا کسی کوئی سوچ سمجھ کر نے کا عادی نہیں ہے۔“  
”فون لاؤن ڈھیں ہے؟ ابھی کچھ در پہلے تو پاکل ٹھیک تھی۔“

ناؤن فون کا رسیدور رکھا کر اسے چیکن کرنے لگیں۔ پھر کچھ بایوی کے ساتھ انہوں نے رسیدور رکھ دیا۔ ”یہ

حدیقہ میں آپ فرید کو سزا دی جائے گی تو اس سے ساری پولیس فورس کا مورال ہو گا۔ خود عباس اس سارے واقعہ پر بہت اپ بیٹھ ہے، وہ تو زیر ادائیگی کر دیا چاہتا تھا مگر میں نے زیر داد اس سے رکودا کر دیا تھا کہ اپنے پولیس کا تکلیف اچھی لوگوں کے ساتھ نہیں کرتا ہے، مگر اپنے والے بھی اپنے آپ فرید کو سزا دی کرنے کے بجائے ان کے ایکشن پر بھیج دیتے تھے اسی سارے واقعہ پر وہ مجھ نے خاتمہ کر دیا تھا کہ آپ نے اس حالت میں اس کی محابت کرنے کے بجائے اکابر ایزی کا حکم دیا دیا ہے۔ اس کا واضح مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کو جشن یا لذکر بات زیادہ ورنی لگ رہی ہے۔ اور وہ کہہ رہا تھا کہ آپ کے اس حکم سے اس کی کیمیہ محتاط ہوئی ہے۔

چیف فرینڈ ایزی جو دیگر کی بات تھے ہوئے سطل مکاری کی بات تھے۔ ان کا پھر بالکل بے تاثر تھا۔ ایاز جیدر کی تائیں ان پر اکابر کی حکم میں یا تھیں، کم از کم ایز جیدر کو داد دیا گئے تھے۔ ایاز جیدر کے چہرے سے یہ جانے میں کوئی دشمنی پر بھی نہیں ہے۔

وہ کوئی بڑی اور بات کرتے رہے بھر جب وہ خاموش ہو گئے تو چیف فرینڈ کو کچھ اگے جھٹے ہوئے سامنے پڑی نعلیٰ پر موجود انشیں رئے میں سگار کی زندگی ہماری تھی۔

”عباس کے خلاف اکابر کی حکم میں نہیں دیا۔“ درکے پھر بولے۔  
”میں نے اس پر دے حاملے کی تحقیقات کا حکم دیا ہے اور آپ دوسری میں کی خاص شخص کو ذکر کر کے نہیں دیا۔“  
”سراہات ایک ای ہو جاتی ہے۔ عباس کے خلاف اکابر ایزی کو دادی جائے یا بھروسہ واقعہ کے بارے میں دوسری میں کوئی فرق نہیں ہے۔“ ایاز جیدر نے کہا۔  
”اکابر ایز مجھے کرونا ہے۔ جلس نیاز نے Publicly (عوام میں) آپ کے بیٹے کو محروم کر لے گئے۔“

”افٹیلی ہالی کو رت کے چیف جشن نے اس واقعہ پر احتجاج کیا ہے۔“  
”جشن یا زیر کے اولادات میں بخدا ہیں، میں آپ نے پہلے۔“ چیف فرینڈ ایز بات کاٹ دی۔  
”ان کے اولادات ایچ میں بخدا ہیں۔ پہلے ماں کریم نے اپنے اکٹر سے قسمی باتیں ہوئی ہے۔“ ایاز جیدر نے اس واقعہ کی تعریف کیا ہے کہ موٹ کا وقت وہ تین تھا جو انہوں نے یاد کیے۔ جلس نیاز نے جس وقت اتنا مددیتی نے بات کی اس وقت ان کا نیا زندہ تھا اور ان کے فون پر اتنا من صدقی سے بات کرنے کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اس کی موٹ ہوئی۔“

چیف فرینڈ ایز جیدر کے چہرے پر نظریں ملائے بول رہے تھے۔ ایاز جیدر کے چہرے کی رنگت میں کوئی تبدلی نہیں آئی۔ دبکل کی سکون ادازوں میں چیف شرکی بات سن رہے تھے۔  
”واکٹر نے یہ بھی اسے ٹایا ہے کہ ان چاروں کی موٹ بہت قرب سے گولیاں لکھنے ہوئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ سات یا آٹھوں کے فائل سے اور کچھ گولیاں کم قابلیتی ہے اس کے حجم کے آپ رہیں ہو گئیں۔“

”پنجیں یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، ابھی بھی کوئی زندگی کو رعنی تھی اور اب یہ کم۔“  
انہوں نے ۷٪ ہاتھے کے نہ کوئی بات اموری جھوٹ دی۔ علیحدہ ان کی بات پر غور نہیں کیا۔ وہ اپنا ناخن کاٹنے ہوئے کچھ سچے میں صرف تھی۔

”آپ کے بیٹے کی وجہ سے بڑی صیبیت میں گرفتار ہو چکا ہے۔“ چیف فرینڈ ایز جیدر سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے چیف فرینڈ ایز بھی تھے۔

”محظی جھرست ہو رہی ہے آپ کی بات پر عباس کا سر اور دیکھ رکھا ہے۔“ اس نے بیٹھا پہنچ فرینڈ کو بڑی ایمانداری سے سر اعجم میا ہے اور اندھے آئندہ بھی ایسا کرے گا۔ آپ خود کو پارس کی تعریف کر پکے ہیں۔“ ایاز جیدر نے بڑے غصہ ادازوں میں سکانتے ہوئے کہا۔

”دوسروں اس وقت دہاں اکٹے تھے اور اس مسوں پر بیٹھے تھے۔“  
”نیچے اس کی قابلیت یا باہت کوئی شے گیں بگر دو دن پہلے جو کچھ ہوا ہے، میں عباس جیدر ہیچے آپ سے اس کی قابلیت نہ کھاتا تھا۔ ہالی کو رت کے ایک بچ کے بیٹے کی وجہ سے اس طرح گرسے الما کر مار دینا اور بھر کر کہنا کہ وہ پولیس مقابله میں مار گیا ہے۔“

”مریزی جہاں سے اس مuttle میں تھیں؟“ بات ہوئی ہے۔ دولا کا اسی رات راتی پولیس مقابله میں مارا گیا تھا۔ ذکری کی کوشش۔“ چیف فرینڈ ایز جیدر کا بات کاٹ دی۔

”بیرے سامنے دہماں شدہ ہر ایک جو خالدیوں کو دیا گیا ہے۔ اس کا بھاپ کہہ رہا ہے کہ گرسے سادہ کپڑوں میں پولیس الپکا اس کے بیچ کھا کر لے گئے۔“

”جلس نیاز نہیں کیے تو اور کیا کہیں گے۔ ایک بچا جنم کرتے ہوئے اس طرح مارا جائے تو اس کی سماں کس دس سوچ کر کھا رکھتے ہیں۔“ ایک بچا بیٹے ایک جنم کرتے ہوئے اس طرح مارا جائے تو اس کی سماں کس دس سوچ کر کھا رکھتے ہیں۔

ایلا جیدر نے بڑے پیٹوں کی ادازوں کی پچھلے بخدا نہیں سے اپنی گھوڑت رہے۔  
”جلس نیاز جھوٹ پر جھوٹ بول رہے ہیں اور یہ ان کی بھروسہ ہے۔“ گرسے الما کیا یہ مطلب بھی ہے کہ اس جھوٹ کی بنا پر آپ عباس کو سزا دیں۔ میں بات اس کے نہیں کہہ رہا ہوں کہ عباس بیرا ہے۔ وہ بیرا جنہاں میں ہوں آپ اپنے ایک بچے اور سخت افسوس کو کچھ کھانا نہیں پا یہیں گے۔“

ایاز جیدر بڑے پیٹے لفڑیوں میں اپنی بات آگے کے پیٹوں پر بھار ہے تھے۔ چیف فرینڈ بھی کچھ کہے بغیر ان کا پیٹو دکھ کر ہے۔

”عباس نے کوئی نکلا کام کیا ہوتا تو میں کبھی بیان نہ دیتا ہوں۔ آپ اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔“  
کوئی اعتراض نہ ہوتا، لیکن اب عباس نے بوجھی کیا ہے، وہ لا ایڈ آئرڈر کو قرار کئے کئے لئے کیا ہے، اور اگر عباس

اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایسا کسی کو بھی ایسے ہی اختاک کر مار دے۔“  
امان حدرت نے صاحب الفتوح میں، الٹا کر تے ہوئے کہا۔

چیف فلمنگ نے ایک گھر اسیں لیا اور صوفے کی پشت سے لیک ٹکالی۔  
 ۱۱۔ اسی، کوئی کھلاؤ کر سکتا تھا۔

غایلے میں اپنے کو کون مارا کے؟.....

”انہوں نے پکوڑت کیا اور سائنس ملک پر بڑی ایک فائل کو کھول کر اس میں سے ایک ایڈریلیس پرستے گئے۔ ایسا جیدر کے چہرے پر بہت بار تاکہ کینیت ظرا رہے گی۔ وہ ایڈریلیس اس گمراخا چہباں علیزوہ ناؤ کے ساتھ دری تھی۔

وہ خاوش ہو گئے اور فائل میں موجود کاغذات کو دیکھنے رہے، پھر انہیں نے وہ فائل واپس بخیل پر رکھ دی اور اب اس خبر کو دیکھنے لگے۔

”جب رات یو اور حکما اس رات آپ کی بھائی اپنی ایک دوست کے ساتھ کسی نکست سے واپس آ رہی تھی۔ جب ان چاروں لڑکوں نے ان دلوں کا بچا کیا۔ آپ کی بھائی کی دوست اپنے گھر جل گئی۔ جب آپ کی بھائی گمراہی تھی تو اس کا ایک بارہ بھر بچا کیا گیا۔ پسیں ہبڑا روز میں کسی بعد گھرے کی کالز آگئی۔ چند کالوں بعد آپ کی والدہ نے کہا کہ ماں کرسرے کی لٹکیں جیاں آپ کی بھائی چھپ گئی تھی۔“  
وہ بڑی روائی سے سو کچھ ملتے ہارے تھے۔ اماز جھروکوں کی معلومات پر کوئی جیتنے ہوئی۔

پولیس صرف عباس حیدر کی و فادار نہیں ہو سکتی تھی۔

"جس کمر میں آپ کی بھائی بھی تھی۔ میاں کوئی دیکھی نہیں ہو رکھی، البتہ وہ لڑکے اپنی کمی کے پیچے خود رکھ گئے تھے۔ میاں چور کے ساتھی اس نے عمر جاہیزی کی قیادت اور اس پر اے اپنی شکن کے درود اس کے ساتھ پہنچا کر جانشینی کی کامیابی کی۔ کاروبار کی محرومیت اسی طبقے کا ایجاد نہیں کیا، کاروبار کی محرومیت اسی طبقے کا ایجاد نہیں کیا۔" ختم۔

”میاں نے اس پرے عالیٰ کام گیرا کیا اور اس مکر سکھی تھی۔ وہ لاکے اس وقت تک فراہر ہو چکے تھے۔ اس کے بعد کہا ہوا کیا تھا جس کی ضرورت ہے یا اتنا کافی ہے یہ ضرور یاد رکھیں کہ آپ کی بھائی کی کار اس وقت بھی توکیں وہ کتاب میں اسی مریض اور اسی وقت کی بولیں گارہ لگی ہوئی ہے۔“

انہوں نے بڑے مکتوظ ہوتے ہوئے ایا ز حیدر کو دیکھ کر پوچھا۔ ایا ز حیدر نے ایک گمراہیں لیا۔

"میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا مہاراس نے آپ کی بھائی کی وجہ سے ان چاروں کو ما رکھا۔ کیا صرف اس لئے کہ ان چاروں نے آپ کی بھائی کا بھچا کیا تھا؟ مہاراس نے کہ آپ کی بھائی ان میں سے کسی کے ساتھ اخوازوں تھی؟ فاس طور پر جیسے نماز کے ساتھ کہکشان کے علاوہ باقی کسی پرانا شدید دھنی کیا گیا تھا۔ آپ کو یہاں

چیف فٹرائیک بار بھر مارکی را کہ مجاز رہے تھے۔ ایسا حیر ملکیں چمکائے بغیر ان کا پھرہ دیکھ رہے تھے، یوں چیسے وہ انہیں کوئی بہت لچک پہنچانے میں صرف تھے۔

"اور جان کر گئی۔ آپ خاصے گلخون ہوں گے کچاروں کے جنم سے پڑے والی گولیاں ایک یہ رائفل سے ڈالنی گئی۔ اب پس خوش میں لکھتے ہمار شہزادے باز رہے۔ آپ یہ بھائیتے ہیں اور میں بھی۔ کیا یہ حیران کن باتیں کہ ایک پولس مقابله کے چاروں گلروں ایک پولس دے کاٹ دے ہے؟"

"اکثر کے مطابق وہ جنگیوں کے سرکش سے تقریباً ایک ہی وقت مرے ہیں اور پہلیں کا کہنا ہے مقابله دستے چارہ اور چار ٹھنڈے جگہوں پر اپنی شہر کیا ایک رائفل ہے؟ پولان لیتے ہیں مگر پر کم از کم موٹ کے

"میں صرف بیکار ہوں گا کہ ایسے ڈاکٹر کسی کسی پڑھنا چاہئے، اگوڑی ان کی ہوتی چاہئے... جوڑا کر پہلے بُب میان دے رے ہیں مگر دروازے ان پر اولاد کے کیا جائے گا؟ آپ نے ان سے یہ سکھ لپڑھا کہ پورست مارم پورست میں انہوں نے سُن کر کیوں نہیں چاہا۔"

ایاز خیدر نے اسی پر سکون انداز میں کہا، جس پر سکون انداز میں وہ چیز فخر کی ساری گنگوشنے رہے تھے۔  
”بوجھا جائیں۔“ کہا کیا انہیں بعاتر جوں نہیں دیکھا۔

ایاڑ چیف فٹرکی بات پر بے اختیار ہے۔  
مُنگکس ساتھ میں اپنے بیوی کے ساتھ کام کرے۔

روں ویسے پڑھنے کے لئے رہا۔ ایسے یوں کیا؟  
”اکی سوال کا جواب بھی کتنے دو میں نہ آپ کو بھال لایا ہے۔ آپ تھا یہ عباس نے یہ سب کیوں کیا؟“  
”آپ کی عباس سے بات ہو گئی ہے؟“  
”بلیز۔“

”یہ سوال آپ اس سے کرکے تھے تیراہ دنیا دہ بہتر طریقے سے آپ کو ان سب باتوں کے بارے میں جانتا۔“  
”ذاکرخواہ سے مری خاتون چند گفتگو پلے ہوئی ہے۔ جبکہ عباس سے باتیں کلیں ہوئی تھیں۔ اگر آپ یہاں نہ  
ہو ہر تو اس وقت عباس سے یہ سوال پختاہ ٹھہرائیا گی۔“

کے کوئی اختلاف نہ ہے؟ ”  
”میں ان کی بھلی کے ساتھ ہمارے کیا اختلافات نہ سکتے ہیں۔ میں تو ان کی بھلی کو تمیک طرح سے جانتا ہوں۔ ان کا درول بیک گڑوٹ ہے، ہمارا امن ہے پھر کسی اختلاف کا تو سوال یہ پیدا نہیں ہوتا اور



"میں نے جھوٹ بولا تھا۔"  
وہ اس کا خدا کر کر دی گئی۔

"ظلیط و شکر کو کسی بھی محشر میں پے وقوف نہیں دیتا کہ آسان ترین کام ہے۔" اس نے دل دی دل میں اعتراف کیا۔ "میں لوگوں کی چاہیے اور پر کئے من آج بھی اتنی نہ کام ہوں جتنا پہلے تھی۔ کوئی کوئی تحریر بھری بھگداری میں اشنازوں جیسیں کر سکتا۔ میں کبھی بھگ لوگوں کے لئھوں میں چھپے ہوئے اُملی مٹھیم بھکنیں تھیں تھیں کیا تھیں۔" شاید عمر جو جانگلوں میں جس کے لئھوں کو میں کبھی جایختا نہیں چاہوں گی۔

"یہ جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ صحیح صاف صاف ہاتھ کتے تھے۔"

"تماکن و حفاظت تم اک کر رہی ہو، وہ اسی وقت کرنا شروع کر دیتی۔" اس کی آواز میں اس بارہتی تھی۔

"کیا کرنا شروع کر دیتی؟"

"تم بہت ابھی طرح باتی کیا کر رہی ہو؟" اس کی آواز میں خیری تھی۔

"نہیں، میں نہیں جانتی میں کیا کر رہی ہوں۔ آپ تاراںیں۔"

"عہاں کو فون کر کیا کیا تھا تھا۔" وہ جو لمحے اسے گھوستہ رہنے کے بعد بدلے۔ علیورہ کو اپ کی خوش ہیئتی نہیں روئی۔ اس کا ایک اور اندازہ بالکل غلط ہاتھ ہو گیا۔ وہ جان گئی تھی وہ بیان کس کے لئے باتا۔ عہاں کو جانے کے لئے یا ہمچنانچہ اپنے آپ کو دیکھانے کے لئے۔

"اگر آپ کوئی ہاتھ کرے کہ میں نے عہاں کو فون کیا تھا تو پھر مجھے بھی چاہو گا کہ کیون کیا تھا۔" اس نے اپنی آواز پر چوتھا قابو پاتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے لئے اور درودوں کے لئے پر اہم ہیا کرنے کی کوشش مت کرو۔" اس نے تھوڑا آواز میں اس سے کہا۔

"میں کسی نے لے پر بلدر بیدا نہیں کر رہی۔ میں صرف دکر رہی ہوں جسے میں بھی سمجھتی ہوں۔"

"کیا مجھی خوبی خود کو اور خاندان کو اسکی طلاق ازاں کرنا....."

"میں کسی کو اسکی طلاق ازاں کر رہی ہوں۔" اس نے عمر کی بات کات دی۔ "اگر آپ کو اس چیز کا خوف تھا تو آپ کو یہ سب کوئی نہیں کرنا چاہئے تھا۔"

"اجھا نہیں کرنا چاہئے تھا تو پھر کیا کرنا چاہئے تھا، تم تھا اگر کی مجھے؟"

اس کی اوزاریں طفری اور وہ اسے بخوبی گھوس کر کریں تھیں۔

"آپ کو وہی کرتا چاہئے تھا جو مناسب تھا، جو جائز تھا۔ آپ کو انھیں صرف لاک اپ میں بند کر دیا جا چاہئے تھا۔ ان پر کوئت میں کیسی پہلا بھر جو سرکار کو اُنہیں دلتی آپ اس پر گل کرتے۔"

"لاک اپ میں بند کرنا چاہئے تھا؟ تھے گھوٹوں کے لئے؟"

"کیا مطلوب؟"

"اپ شہزادے ہارے میں بکھریں کر کے، ہمارا چاروں کے ہارے میں ہم بہت بکھر کر کتے ہیں اپ اور میں گاؤں میں سب کو ہمارے سامنے ہو اتھا۔ ہم جہاں کو ایک خلا کام کے لئے سراہا دیتے ہیں دہا بھی پہنچاڑھے سے ساتھا دیتے ہیں۔"

"کیا تو انہیں یا احساں ہونا چاہئے کہ غلط کر رہے ہیں۔ وہ برا کام غلط طریقے سے کر رہے ہیں، ان کے نزدیک انسانی زندگی کی اہمیت کیوں نہیں ہے۔"

اسے بات کرتے کرتے محسوں ہوا کر گھر نے اب تک اس کی کہی بات کی تائید نہیں کی تھی، نہ مدد سے دیجئے کہ کیا ہے۔ وہ یک دم خاموش ہو گئی۔ لاشورو ہلکو پر وہ یقین کر رہی تھی کہ عمر اس کی ہر بات کی دصافت نہیں کرے گا بلکہ فرما دیا کہ مدد کیا گی۔ بھرپور اس کی ہر بات کی دصافت نہیں کرے گا بلکہ خاصوں بھی خاموش ہو اتھا۔

"کچھ اور بھی کہتا ہے تھیں؟ یا بس یہی سب کہتا تھا؟" اس کے یک دم خاموش ہونے پر اس نے کہا۔ اس کا الجھ اتنا تیک ہوا جو چاہئے کے باوجود ایک لفڑی بھی نہیں بول سکی۔

"بڑا کام کیوں بھیں شامل کیا تھا نہ اس لئے میں... یا از اٹکی، جہاں چیرا اور عمر جو جاگیر؟" وہ جھیٹ سے اسے دیکھنے لگا۔

"بھج کر بھی اس کی وجہی میں رکھو۔"  
"غم ایں...."

غم رہتے تھے اٹکا کس کی بات کات دی۔ "زندگی سب جو لوگ دلاغ کو استعمال نہیں کرتے، وہ بھیشن من کے ملے گرتے ہیں اس لئے اپنے اپنے دلاغ کو استعمال کرنا بخوبی۔" اس باراں کی آواز میں خیری تھی۔

"اوہ جو لوگ صرف دلاغ کو استعمال کرتے ہیں، وہ کیسے کرتے ہیں؟"

"وہ کوئی نہیں ہے جو مرد کے لئے نہیں۔ جہاں نے ایک بھج کام لیا۔"

"اس نے آپ کی بریں دھلک کر دی ہے وہ اسی پر اسی اس طرح کے قتل کو کبھی سمجھتا ہاتھ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔" وہ اپنی بری کی وجہ سے بولی۔ وہ مجھ سے انداز میں چلنا۔

"بریں دھلکتی مانیں۔ میں کہی پانچ سال کا پیغمبر ہوں جس کی بریں دھلک کر دی گئی ہے۔ اس دادا چاروں کے ساتھ جو کچھ ہوا تو ہم دونوں نے مل کر ملے کیا تھا۔"

"وہ دم تو دارے دیکھتی رہی وہ بڑے بھیان سے اسے ٹاہندا رکھا۔"

"اس کے علاوہ دوسرا کوئی راست ہمارے پاس نہیں تھا۔"

"آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ جہاں ان لوگوں اپ میں بند کر دے گا۔ ان پر کوئت میں کیس پلے گا۔ اس نے غلستہ آواز میں کہا۔"

وہ اب بھیب سے انداز میں سکارا باقاعدہ۔  
 ”جیسا کہ آپ کا مریض کے لیے کوئی چہرے دار کے میلے کوئی سلاخون کے بیچھے رکھ کر سکتا ہے اور کتنی دیری۔“  
 ”بھروسے! آپ کو کوشش تو کر سکتے ہیں تھے، تو ان کو اپنے ہاتھ میں لینے کا حق آپ کو کس نے دیا؟“ وہ اس کی کسی بات سے ٹکلیں بخوبی تھی۔  
 ”تو ان کو ہمارے چہرے پر کیمکت قانون ان چاروں کے بارے میں کہاں بھی بنیں کر سکتا تھا۔ وہ چاروں اسی رات دربار کا دلے چاہتے اور اگر کسی طرح ان کو کسی کر بھی بیان جانا تو کس طرح جیسا کہ اتنا خوبیت کیا تھے ہمارے پاس؟“

”وہ بھی تھیں سے اس کا چہرہ دیکھئے گی۔

”جوت تھے ہمارے پاس۔“ اس نے ایک ایک لفڑی زور دیتے ہوئے کہا۔

”کون سے ہوتا ہے؟ پولس جب کہ رپپی قوان چاروں میں سے کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔“

”یعنی اس کر کرے لوگوں نے اُنہیں دیکھا۔ جب وہ زبردستی ادا کئے تھے۔“

”اس کر کرے لوگ!“ وہ اسٹریڈ ایسا انداز میں چالا۔ ”اس کر کرے تو لوگ ہمارے لئے کوئی دینے کو رکھتے ہیں۔“

”آپ اُنہیں ایسا کرنے کے لئے پورا بڑا کر سکتے ہیں۔“  
 ”اور یہی کام مدد کرنے کے لئے ان چاروں کے گرد اے گھر کا ایسی بھی پورا بڑا کر سکتے ہیں۔“  
 ”لیکن یہ وہ کوئی دینے ہے۔ میں تو دے سکتی ہیں۔ میں پہنچاتیں ان چاروں کو۔“

وہ اس کی بات پا ایک بارہ مر جانتا۔

”تم کون ہو طیور و سکون کیا بیٹھتی رکھتی ہے ہماری کوئی۔ جاتی ہو وہ کون اور وہ میں پڑا رہے ہے؟“  
 کوئی تھا۔ پورا بڑا کر سکتے ہیں اور ان کو اپنے ہاتھ میں لے جائیں۔ اور ان کو سماں تھا۔ ہو سکتا ہے تم نے ان کو ترغیب دی ہو۔ ہو سکتا ہے وہ کہ دیجیے کہ وہ جیسیں پہلے یہی جاتے ہیں اور ان میں سے کبی کجا تھا۔ سماں تھا۔  
 زماں تھا۔ جب اس نے ہمارے سامنے علاقات ختم کیا تو تم نے اسے سزا دیجیے کے لئے یہ سب کو گھر پان کیا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ صاف صاف کہ دیجیے کہ انہوں نے ایسا کچھ جیسیں کیا۔ وہ جیسی جانے کی تھیں اور رات وہ چاروں اپنے گھر میں نہیں دکھ کر تو تم نے یہی کمرے سی اٹھایا۔ یا پھر ہو سکتا تھا کہ ان کے نامدان کے نامدانوں میں کہیں جانے کی تھیں ایسا کہ دیجیں کہ وہ کوئی کو روختا۔ ”باز رہی!“ اور اس کے بعد کہاں پر کمپی ہوئی؟“  
 ”وہ کسی ترم کے بیچھے بیوی ہے اور اور سماں کی سے اسے سب کو سارا باقاعدہ۔“

”لیکن ہے کوئی نہیں سزا دیتی۔“ بکھر کا جائز طریقہ سے توہنا، ملٹری طریقہ سے توہنا۔  
 ”اور اس جائز طریقہ کا جو خیاڑہ تم کو جھٹکا پڑا اس کا اندازہ ہے جیسیں۔ جولا کے اتنی دیدی دری کے

رات گزرنے سے ملے اُنہیں چورداں الی چاہا، اسی کے ایک ذوق پر، کسی مذاق بیکاروں کی سکھی۔

”یہ کیسے ہے؟ آپ اُن ایف آئی آر کی سڑک تے دے کیسے ہے؟“

”کون اسی ایف آئی آر کی جیٹی ہے ایک ایف آئی آر کی جاناباگی؟“ عزم نے خوش لہجے میں کہتے سائینے مغلیہ پر ہوئے ہے۔ ہمیشہ میں سے ایک کو برق رفتاری سے پھاڑتے ہوئے چالیں پا جا جاتا۔

”جیٹی ہے ایک ایف آئی آر کی۔ جو کام میں نے یہاں تھا جو سامنے میہ کر کیا ہے وہ ایسے باڑھانے والوں پر یہیں اُنہیں میہ کر کرتے ہیں۔“

”وہ دم سارے چالیں پر گھر میں ہوئی۔“

”کافر کے ایک دری گلوے سے زیادہ ایٹیں نہیں ہوتی، ایف آئی آر کی سکن سامنے ان اپنے سہروں کا نام پلیں اُنہیں کر کر دیں آئندے دے گا۔ چاہے انہوں نے جو بھی کیا ہو یہ غاذان کی اسکا اور متعلق کا محلہ ہوتا ہے۔ کوئی ان چیزوں کو داہو پر ٹھنڈا کر لے۔“ وہ سانیت سے پولہ ہمارا تھا۔

”اور اس سوت حال سے بچکے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو مار دیا جائے۔ ایک جیل پولیں مقابلے میں۔ اس طرح سب کو کوئی بچکے بچا جائے گا۔“ وہ طرفے بولی۔

”سب کوکھ کی بہت کچھ۔“

”آپ کی کوئی بات نہیں تھیں کہاں میں کر رہی۔ سوچے کچھ تھیں ایک طلکام کرنے کے بعد آپ اسے بچھاتے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کہ کہ ایف آئی آر کے باوجود بھی دھمٹ جاتے۔ آپ ان کو نہ کر دے ہوئے دیجیے۔ اتنا اثر دوسرخ تو ہمارے نامدان کا بھی ہے، ان چاروں کو کوئتھک لے جانا آپ کے لئے کوئی مشکل یا نہ ٹھنڈی تھا۔“ وہ دس سے کہر رہی۔

”اچھا لے جائے ان چاروں کو ہم کوٹ میں، اس کے بعد کیا ہے؟“ وہ دھیج کرنے والے انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

”ان پر کچھ چھڑا کرٹ اُنہیں سزادیتی۔“

”میں سے نہ ٹھنڈا شوہر ہے ایسا اس ملک میں ایک غاذان کے قدر پر ایک لڑکی کا پہچاکرئے کسی پل۔ بچہ پہنچانا شوہر ہے اچھا ہے تو ہمیں اسکے لئے بھرپور اسے بھیں جائیں گے۔“ اسے بھبھی کی پشت سے بکھر گا۔

”یہاں اپ کو کوئی میں جو انساں کر تے جائیں، انساں پیچے ہیں۔ جب میں درپر اور ماتھے پر بڑے خامدان کی اٹھپتی ہوئی چاہئے مگر دکیل کی سڑوتوں نہیں پڑی۔ نگاہوں کی، نہ بھوتوں کی، بھرپور خود آپ کا ہو جاتا ہے۔ ہائی کوئتھ کے سچ کے بیچے کوئی کون سائیں سزا دیتا۔“

أَمْرَتِيل

اب بلند آواز می بول رعایتی۔  
”میں کوئی سے یہ نہیں آیا کہ میں کون ہوں یا کیا ہوں۔ میں جسمیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ تم جسیں  
بنا کر فون نہیں کر دیں۔“

عمر نے اس کے روپ میں کوئی لکھنے اور کرتے ہوئے کہا۔  
”میں جملہ بناؤ کو فون کر دیں گی۔ آج جنیں توکل کل جنیں تو پرسوں۔ تم ایسا جس کب تک مجھے بھال قید

کر کے رکھتے ہو۔ چوندیں؟ چندیں؟ چندیں؟ کب تک، آخر کب تک۔ مجھے جب یہ سوتھے کا تو  
سب سے پہلا کام یہ کروں گی۔ البتہ یہ وہ کلکا ہے کہ تو مجھ سے بانچ گرانے کے لئے مجھے بھی باز رالو۔ شہزاد  
کی طرح، ان چاروں لاکوں کی طرح، کسی پولس غلطی میں کسی بھی طرح بھرم لوگوں کو اُن سانی جو گئے گی۔

کرے میں مکمل خاموشی پہنچائی۔ وہ دلوں اب چپ چاپ ایک درسے کو دیکھ رہے تھے۔ اس خاموشی کو عرنے توڑا۔

”تم جشن نیاز کو ضرور تباوگی۔“  
”لار بھی خضرور تباوگی۔“

کے درجہ پر اپنے بھائی کے بخیر بے ناثر چہرے کے ساتھ اس نے موہل اس کی طرف بڑا عایدہ۔ وہ دو اسے دیکھتا رہا تھا کبھی بھی کہے بخیر بے ناثر چہرے کے ساتھ اس نے موہل اس کی طرف بڑا عایدہ۔ وہ کسی دوسرے بھائی کے درجہ پر اپنے بھائی کے بخیر بے ناثر چہرے کے ساتھ اس نے موہل اس کی طرف بڑا عایدہ۔ وہ

”ایکی بڑا دوفن غیرتو خودر ہو گا تمہارے پاس۔ تھکانے کی ضرورت نہیں ہے لہو، تمہر ملاڈ اور بات کرو۔  
تمہارے کام کی بھروسہ اُن کے مٹے کے ساتھ کی کہاے۔“

اہم مادوں کا نام اور ان سے بیٹھنے والے طبقے اپنے  
اس کا لیج گیر تھا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔  
”میں نہ سہر ملاؤں۔“ وہ اس کے جواب کا انتظار کئے گئے خود غیر ملائے گا۔

”بیل میں عمر جاگیر ہوں، جس نے نماز سے بات کردا گئی۔“

وہ اب کال ملا کار آپ پر شر سے کہرا گئا۔ آپ پر سے بات رلے کے بعد اس لئے وہنیہ میرے درجے پر جائے گی کہ اکراس سے موہاں پکڑ لیا۔

کچھ دیر بعد جلسہ نیاز لائکن پر تھے اور وہ ان سے بات کر رہی تھی۔ اس نے انہیں اس رات کے تمام اتفاقات سے آگاہ کر دیا اور اس نے اپنا لٹری اور فون نمبر کی انہیں تاویل۔

"کیا تم یہ سب پر لیں اور کوئٹھ میں کہہ سکتی ہو؟" انہوں نے اس کا انگریزی نوٹ کرنے کے بعد صرف

ایک ہی سوال کیا۔  
”ہاں جب بھی آپ چاہیں۔“

”ٹھیک ہے، میں بہت جلد تم سے کامیکٹ کر دیں گا۔“  
راپطہ غصہ ہو گیا اس نے کچھ کہے بغیر فون عمر کی جانب بڑھا دیا۔

ساقچہ کے نام پر سے واقع شہر کے باوجود تمہارا اس طرح پیچا کر رہے تھے۔ وہ تمہارے پارے میں جانے کے بعد ٹھیک پورا دوڑتے تھے ان کو کوئٹہ میں لے کر ساتھ لے کر جس کے

”آپ عجائب کی طرح Hypothetical (فرضی) باش دکریں۔ وہ کیا کر دیتے کیا کر سکتے ہیں۔“  
وہ جاتا ہو پہاڑ تھیت تھی کے کافروں نے مجھ کو اتنا سچا سچا دیکھ دیتے۔

”عجس تھیک کہہ رہا تھا تم بھی جو حواس کو پھیلی ہو۔“ عمر بے اختیار جھلایا۔

میرے سے اسے دھل۔ یہ جاتا لپاڑا بیان دے رہے ہیں آپ، اس کے بجائے آپ صرف یہ کیوں نہیں کہ دھیج کر جہاں اور آپ کے لیے یہاں کا مسئلہ نہ گیا۔ وہی میں شاذ نرم جو ہر داشت نہیں کر سکتا کہ اس پر جگہ کی گورنٹ کو کیا کس سے کمزور ہے۔ آپ کی نسبت جہاں زیادہ صاف کوئے۔ جس نے واضح طور پر اس بات کا اقرار اکی۔ آپ صرف ایک کے بعد درباری کے بعد تینی دو دعا خاتم پڑھنے لیے ہیں۔ آپ ابھی جہاں سے طریقہ اعزاز کر لیں گے یہ صرف Family Pride (خاندان ایجاد) ہی ہے (Intact) (ام) رکھ کے لئے آپ پر یہ سب کی۔

مرنے اس کی بات کے جواب میں ہڑے واٹھاٹ انداز میں کہا۔  
”اے کرکٹ ایڈجٹ،“

اوے، ام ایسا جسی بولو ایسا کہا۔ ہاں میں جسی برا داشت نہیں کر سکا کوئی میری قلبی کی خورت ساتھ اس طرح کام سلک کرے، کیا رکانی ہے تمہارے لئے؟ ”  
”کیا رکانی تھی؟“

لیا وہ میری اپ، جو چند لاپتے شہزاد میر کے سوت پر داولہ کر رہا تھا اور آج وہ خود چارانسون کو لے کے بعد مجھ میر پر کوئی بوجھ محسیں نہیں کر رہا۔ کیا انکل ایسا کے نقش قدم پر جلا رہے ہیں آپ میں؟

اُس لے کیے ہے۔  
”اُس وقت شہزادیر کی بات غمیں ہو رہی۔“ عمر نے اسے ٹوک دیا۔  
”کہا تھا جس سے اُنہوں نے اپنے بھائی کو کچھ مل دیا۔“

میں تھیں ہور کیا؟ ہوں چاہئے۔ اکار آپ کو ان چاروں کو ماہنگیک لگا ہے تو ہو سکتا ہے اس دن اٹکل میں شہزاد کو ماہنگیک لگا ہے۔ ہر شخص اپنے ہر ایکشن کو حق بجات ہے۔ بہت کر سکتا ہے۔ کلام۔ نویس۔ ۲۰۱۸ء۔

"ہاں ہو سکتا ہے، اس وقت شہزاد کا مارا جانا تھیک ہے۔ ہو سکتا ہے اگلی بارے ایک تھیک تدم اخبار ہو۔" جواب پر دنگ رہ گئی۔

"اور تم..... تم وہ غص تھے، جس کی وجہ سے وہ مارا گیا۔" وہ بڑی طرح مشتعل ہو گئی۔ جیلی پار اس نے عمر کو کے باہم توکر کر چکا۔

"اور تم وہ فرض کر جو مگرچہ کی طرح اس کی موت پر آنسو بھارے سے تھے، اور آج تم کہ کہاں کہاں سے تھے؟"

”تم کو شرم آئی چاہئے۔“ وہ صوفے سے الحنگی۔  
”تم سب لوگ ایک جیسے ہوئے ہوئے۔ درود رواں کو گھر ناکھلے۔“

جاتے والے۔ لیں یہ ہے کہ تم میں سے کوئے کا دانت شروع میں نظر آ جاتے ہیں، کوئے کے بہت دری میں۔“ دہ

"علیوہ..... اٹھوڑ میں آری ہوں ..... دروازہ کھوئی ہوں۔"  
 چند بخوبی کے بعد ناؤنے دروازہ کھوئے پوچھا۔  
 "یہ کیا ہو رہا ہے؟" تاہم بہت خوفزدہ لگ رہی تھی۔  
 "تجھے جس طور ناٹو ایک کیا ہو رہا ہے؟"  
 "تم اپنے تو ہو؟"  
 "ہاں میں نیچوں ہوں۔ آپ نیچوں ہیں؟"  
 "ہاں میں ابھی تمہارے پاس ہی آنا چاہ رہی تھی مگر انہیں میں رہتے۔" وہ خاصی سر ایمگی کے عالم  
 میں کہہ رہی تھی۔ "اور لام۔ ..... پانچیں لام کیون پلیں گی؟"  
 "تباہی فراز کیکوں ہو رہی ہے؟"  
 "چاندنی..... مجھے کیسے پاہوٹ کاہے؟" انہیں جسم میں ہاؤکی آواز اپنی۔  
 "ہمیں فون کرنے والے پولیس کو۔" علیوہ نے بتاتی ہے کہا۔  
 "لیکن آپ نے پس ایس بونڈ کیا ہے؟"  
 "نہیں۔ میں تو کچھ کوئی نہیں پار رہی۔ اگری میں چدمت پلے ہی نہیں ہوں۔"  
 "چاندنی افسوس کیا ہے؟" "علیوہ نے چکر دکام۔" میں لاوچ میں جا کر اس سے انتر کام پر فائزگ  
 کے بارے میں پوچھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اپنے بھروسہ بوری ہو۔ "علیوہ نے کسی امید کے تحت کہا۔  
 "اعظم میں بھی جسی تھاں سماحت ہلتی ہوں، مجھے باہر کالا لینے دو۔" تاہم نے اسے روکتے ہوئے کہا۔  
 افریقی ایکی بھی طرف جا رہی تھی، اس کی حدت میں کوئی کیسی آئی تھی۔  
 "ناواب خاموش تھیں۔ وہ کہرے میں بارچ دھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔"  
 "ہاؤں پلیز، جلدی کریں۔ اگر بارچ نہیں ملیں تو رہنے دیں۔ پکن سے بارچ لے لیں گے یا بھروسی  
 بارچ لاوچ میں پلچھے ہیں۔" علیوہ نے بے بھروسی کہا۔  
 "میں مل گئی ہے مجھے۔" ناؤنے ای وقت بارچ دھون کر دی۔ کر کے کی تارکی یہ دم ختم ہو گئی۔  
 وہ ناؤنے کے سماحت چلے ہوئے لاوچ میں آگئی۔ انتر کام کا رسیدور اغا کراس نے گیٹ پر چونکی دار کے بیکن  
 میں اس سے باریک اس کو کوشش کی۔ وہ کامیاب نہیں ہو گئی۔  
 "سیا ہووا؟" ناؤنے بتاتی ہے پوچھا۔  
 "میں یہ تجویل ہی کی تھی لام کیں ہیں ہے۔ انتر کام کیسے کام کر سکتا ہے۔" علیوہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔  
 "سیا ہبہر بلکر کارے و بکس۔"  
 "وہ بکتے بکتے رک گئی۔" علیوہ نے ایسی ہے۔ "آپ باہر مت آئیے گا۔" بچھے سے خانہ میں کی آواز آئی تو وہ  
 لک کر مڑی۔

وہ عمر کے چہرے پر جو دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے ظاہر نہیں آتا۔ وہ پریشان تھا۔ تھی خوفزدہ اس کا چہرہ بے ہذا  
 تھا۔ اپنے کندھے اسے یک دم بہت بلکل لٹکتے ہے۔  
 "فون بکہرہ پر بعد تھیک ہو جائے گا اور میں جاہس سے کہہ دوں گا، وہ باہر موجود پیش گا جو دہنے ہے۔

اس کے بعد اپنے بڑی پیٹھ کی قدمدار بھی۔ فیصلوں کی بھی اور ان کے تنقیج کی بھی۔ میں کوئی دوسرا حسینہ رہتے  
 وہ کھانے پا کچھ کھانے نہیں آئی تھی۔ آزاد ہائی جس طرح چاہے اپنی زندگی کی راہوں کا قیمت کر سکتی ہو۔  
 وہ نیمیرہ والیں اسے بات کرتا ہے اور پھر کہ کرے سے چلا گیا۔

☆☆☆

اس نے اپنے بہت تریخی کھنک بے تھا۔ شاہزادگی کی آوازیں اور اس کی آنکھیں می۔ خوف کی ایک لہڑاں  
 کے پرور جنم سے رکنی۔  
 "وہ یک دم بڑا داکٹھی می۔ چدڑے پلے جو جیسا اپنا دا ہم محوس ہوئی تھی، وہ دم نہیں تھی مگر کے  
 ہمار سلسلہ فائزگ بوری تھی۔" سکتا تاہم۔ ..... وہ اندازہ نہیں کر سکی۔  
 رکے ہوئے ساہس کے سماحت پتی پر یادی، وہ چند بخوبی مکہ صورت حال کی کوشش کی کوشش کی تھی۔  
 کر کے میں مکمل اندازہ رکتا۔ ناٹ بلب بھی آئی تھا۔ وہ رات کو ناٹ بلب جلانے بغیر کبھی نہیں سوتی تھی مگر اس  
 بھوٹ نہیں آتے تھے صورت حال کی گھنک کا اندازہ ہوتے لگ تھا۔ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا میں سے اس  
 کے دل کی دریکن کی دقت روک جائے کی سب کچھ بخوبی میں .....  
 اندر ہمیرے میں کا پتیتے ہوئے ہاتھوں کے سماحت اسے تارکی میں پڑھ سایہ لیپ کو آن کرنے کی کوشش  
 کی اور اس وقت اسے اندازہ ہوا کر لاتے نہیں تھی۔ اسے ناٹ بلب کے سامنے ہوئے کی وجہ کھیں آگئی۔  
 اگلی خیال اس نہ کا آیا۔ تھیں دیکھاں ہوں گی؟ خیالی پتے کر کرے میں باہر۔" اس نے بیکو  
 نٹھے ہوئے فرش پر کھڑے ہوئے کی کوشش کی۔ فائزگ اب بھی کسی توق کے بغیر جاری تھی۔ لیکن اسے قدموں  
 دروازے پر پتچھے میں کامیاب ہو گی۔  
 دروازے کو کھول کر وہ کوئی پوری میں نہیں آئی۔ کوئی پوری میں بھول پر تاریک تھا۔ فائزگ میں اب اور بھی  
 شدت آئی تھی۔ علیوہ نے کوئی پوری دیکھ رہا تو اس کو نہیں کھوئے ہوئے ہوئے نہ کوئے کرے میں پتچھے کی کوشش کی۔  
 کے دروازے پر پتچھے میں اس نے دوست کے عالم می اسے دھڑے ایزا۔ دروازہ لا کنٹھ۔

"نا تو..... نا تو.....! دروازہ کھولیں۔ میں علیوہ ہوں۔" اس نے بلند آؤا اس میں پکا بنا شروع کر دیا۔  
 فائزگ کی آواز کے دروانہ بھی اس نے اندر سے آئے والی ہاؤکی آواز اسیں۔

"مگر جن نواہ لوگ پولیس کو ضرور اطلاع کر دیں گے، لکھوں کا ہے اب تک وہ پولیس کو انعام کر پچھے اہل پولیس آئے والی ہوں گی۔"

ٹیڈرے نے کہا۔ نواہ کی بات کے جواب میں سمجھ کرنے کے بجائے خاصہ رہیں۔  
ہارچ کی مدھم روشنی میں بے تحاشا فائزگ اور توں کے بھوٹنے کی آزادی میں، وہ چند لمحے دم سادھے ایک درسرے کو بھتی رہیں۔

"یہ سب مرکی جگہ سے جواہر نے پولیس کا دکیں تھاں ہے۔ نواہ اپاچک سختی اداز میں پولیس۔"  
شام کو پولیس گارڈی ہی اور اب ہم یہ سب بھتی رہے ہیں۔"

ٹیڈرے کو کہنے والوں میں وہ پکھ پڑی ہیں۔ وہ انہیں ہاتھی تھی کہ یہ سب کچھ خود اس کی وجہ سے  
نواہ کی مدھم روشنی میں پورا ہو گئی۔ "میں سریے سے بات کرنی ہوں۔ وہ پکھ کرے۔"

وہ تارچ کچھ بے باہر کی طرف پر ہیں، ٹیڈرے غامبی سے انہیں جانا دھکتی رہی۔ نواہ مردہ ہاٹے  
بات کر رہی تھی۔

"تم کسی طرح کوارڈ سے باہر کل کس ساتھ دالے گردی دیوار پر چلا گئ کہ ان کے ہاں جانے کی کوشش کرو۔  
انہیں ساری صورت حال بتاؤ۔"

ٹیڈرے نے اپاچک ان کی پاس آئے ہوئے ان کی بات کافی۔  
مگر جن نواہ رہیں ہے اب کی جان کو خوفزدہ ہو سکتا ہے۔ اگر ساتھ دلوں کے چکیدار نے اس پر فائزگ کر دی  
تو اور دہاں بھی تھے موجود ہیں۔"

"تو پھر کیا کیا جائے۔ آخر تک دی راحب ہر تھوڑے کو میریجاں کسا کے۔" ناونے اسے جواب دیا  
ٹیڈرے ان کی کھمراہت اور پر بیانی کا اندازہ کر سکتی تھی۔ وہ خوبی کی ان ہی نیتیات سے دھوڑی گردہ پھر میں

سچ رہی تھی کہ چند منٹوں کی بعد پولیس کی شد کی طرح دہاں آجائے گی اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ چند دن پہلے ہوئے وادی قدرے اگر ایک طرف اسے خوف اور اسکی دوچار کی تھاں تو دوسرا طرف وہ پکھی پانگی  
تھی کہ اسے میغپل پشت پانی حاصل ہے اور انہیں کسی صورت حال میں وہ کسی عام شہری کی طرح فیر کھوؤں ہیں تھی اس لئے پریشان ہوئے کے باوجود وہ کچھ بار کی طرح سر اسکی کاٹ کر دیں گے۔

"پھر پھیں اور کیا کیا میبیت بھی جانتی ہے۔" ناونے صرف کی طرف جائے ہوئے کہا شروع کیا۔  
"اچھی بھلی زندگی گزیری تھی اور اس پاک۔"

انہیں نے بات اور ہر چیز اور سر کچھ نے ہونے میں مدد پڑھنے کی تھی۔ ٹیڈرے ان کی ادھری بات بہت اچھی طرح بھج گئی۔ وہ جاتی تھی کہ یہ کہاں کی وجہ سے وہاں تھا اور پھر کچھ بھوٹ دوں سے ناونے کے لئے وہ کسی نہ کسی طرح پر بیٹھاں کا باعث بن رہی تھی۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ پولیس گارڈ بٹانے جاتے ہی اس طرح کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے،

"کیوں؟"

"ہمارے گردے" اس کا دل اچھل کرتا تھا۔ آئی۔

"ہاں، میں کچھ دی پہلی بارہ لکھا تھا کہ اصرتے نہیں وہیں بھجوادیں" تھاں مان نے چکیدار کا نام لیا۔

"فائزگ کو کہا ہے؟" ٹیڈرے نے پوچھا۔

"یہ نہیں ہے۔" گردھر کے رہا تھا کہ باہر کوئی گاڑی ہے اور سب کو اس نے دھوڑھلائی کی کوشش میں

کی۔ وہ اندر آتا چاہرے ہے۔ کتوں کے بھوٹنے پر اصرتے نہیں وہ کیا لیا اور وہ اندر نہیں آئے کہ اس کے بعد سے وہ

سلسل فائزگ کر رہے ہیں۔ اصرتے میں ان پر جو ہی فائزگ درہ رہا۔ گردھر اور لوگ تھاں میں زیادہ ہیں اور ابھی تک

گیٹ کے باہر موجود ہیں۔ انہیں نے گیٹ پر بھی رہی طرح فائزگ کی ہے۔" وہ رجھ پلٹھا آزاد میں رہنے جھوٹی

کر سکتی تھی۔

"ہمارے گردے حملہ اور گرد کے تمام گروں میں لاست موجود ہے۔ شاید انہوں نے گلکی کی سپاٹی کاٹ دی ہے۔ اصرتے خودہ بے کلکی وہ اندر آتا جائیں۔ اندر ہرے میں وہ انہیں دیکھنے سکے گا۔"

"مریب ہاں اپنی پولیس کو کون کرتی ہوں۔ آپ گمراہ میں مت، اس اپنے کوارڈ میں یہ رہیں۔"

ٹیڈرے اپنے چھوٹے پر چاپاٹے کی کوشش کی۔

"ٹیڈرے، ایک کیا رہا ہے؟" ناونے خود خوفزدہ ہیں۔

"میں پولیس کو کون کہاں چاہے۔ اپنی پولیس آجائے گی، سب کچھ بھی ہو جائے گا۔"

ٹیڈرے نے انتکام بند کر کے اور جری ہی سے فون کی طرف بیٹھ گی۔ لٹک فون کا رسیڈر اخراج تھا جسے وہ ساکت ہو گئی۔

"کیا ہوا؟... فون ملا۔"

"ناونے فون دیتی ہے، شاید کسی نے فون کی تار کاٹ دی ہے۔" اس نے کامیٹ ہاتھ کے ساتھ ریسیور  
وہاں رکھ کر ہوئے گئا۔

"اور جسماں کی کام نہیں کر رہا، اس کا کارڈ قائم ہو چکا ہے۔"

"میرے خدا اپ کیا ہوا؟ اگر یہ لوگ اندر آگئے تو؟" ناونے قدموں پر کھڑی نہیں رہ سکیں۔ وہ میونے  
پر بیٹھ گئی۔

"جیسیں، وہ اندر کیے آئیں گے؟ پروا علاقہ جاگ کھا ہے۔ اسی فائزگ ہو رہی ہے۔ ابھی کچھ دیوں میں  
ساتھ دالے گروں کے چکیدار بھی باہر نکل آئیں گے۔ بہتر یہ لوگ بھاگ جائیں گے۔" ٹیڈرے نے اپنے ٹک

ہوتے ہوئے طبق سے ساق کھا۔

"بے وقفی کی باعث میں کوئی نہیں۔" ناونے اسے دلنا، "کون اپنے گردے اسی بے تحاشا فائزگ میں  
باہر نکل گا کوئی نہیں۔"

بڑک کرنے والی طرف گئی۔  
 ”اب کیا ہو گا نا؟ وہ لوگ اندر آچکے ہیں۔ اور پائیں۔ چاٹنیں انہوں نے چکیے اور سریز بہا  
 کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟“  
 اس نے ناو کے ترتیب جا کر دبی ہوئی آواز میں کہا۔ ناونے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔  
 ”پائیں اب کیا ہو گا؟“  
 ”انگریز لوگ دروازہ کھول کر اندر آگئے گے؟“  
 ”طیور و میمیں ناؤں سے پلے جانا چاہئے۔“ ناونے دبی ہوئی آواز میں سرگشی کی۔  
 ”پہاں پلے جانے چاہئے؟“  
 ”اندر۔ اندر کی کمرے میں۔“  
 ”ناؤو وہ پہاں میں آجائیں گے۔ ہم کہاں جیسیں کے۔ وہ میں ذہن میں ہی۔“ وہ اب رہائی ہو  
 رہی تھی۔

دروازے پر ایک بار پھر آوازیں گرنگ رہی تھیں۔ ناٹ کو ایک مرتبہ پر گھما یا جا رہا تھا۔ پھر باہر سے ایک  
 بھاری اور بلند صدا دروازہ آوازیں کیے گئے۔  
 ”ہم لوگ چانتے ہیں اندر صرف تم دلوں ہو۔ ہم صرف علیوہ کو پہاں سے لے جانے کے لئے آتے  
 ہیں۔ اور سے نصان بھیں پہنچائیں گے۔ بہتر ہے تم دلوں دروازہ کھول دو۔ وہ شمشاد دروازہ قریبی ہے۔“  
 درختی اور کرکٹی سے کہے گئے ان جملوں نے اندر سو جو دوسرے گورنرزوں کی باتی مانند خواہیں بھی کر دیتے تھے۔  
 ”بیرا نام۔ پیرا نام کیے جانتے ہیں؟“ طیور غنے فرش اور بے ہنچی کے نام میں کہا۔  
 ”ان کوں نے مجھے بیا۔ یا اللہ۔ علیوہ یہ سب کیا رہا ہے؟“ ناٹ کیم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔  
 ”ہمیں صوف میں پلے جانے چاہئے۔ یا لوگ دہن بھیں آکیں گے۔ جلدی کرو۔“ وہ علیوہ کا ہاتھ کھلا کر  
 پھینک گئی۔

”جب تک پوریں بھیں آجائے ہم دیں پچھے رہیں گے۔“ تجزی سے اس کے ساتھ پھٹنے ہوئے ناونے  
 کہا۔ وہ مذکوت ہوتے ہوئے ذہن کے ساتھ ناؤں کی بہات پر بالچوں وچار اُکل رہی تھی۔  
 تہ خانہ کا دروازہ اندر سے لاک کرنے کے بعد ناونے تاریخ اندر سے بچا دی۔ وہ تاریکی میں۔ ایک  
 پرانے صوف پر پہنچ گئی۔ جو پہاں پہاڑا جاتا تھا۔ دہن میں پکڑ کر دوپتھ کھونے والی کارکیاری کو جان نہیں سکتی تھیں۔  
 علیوہ کا ذہن اب بھی اس صوف کے کہے جانے والے جملے میں الکا ہوا تھا۔

”ہم صوف کو لیج آئے ہیں۔ بیرا نام۔ پیرا نام۔ میرا نام۔ میرا نام۔“  
 آپ کی کڑی کے جال میں پھنسا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ چند دن پہلے کی پسکون زندگی یک دم میسے تقصی پا رہی ہے میں کی

اس کا خیال تھا کہ جہاں اور عمر ضرورت سے زیادہ احتیاط کا مظاہرہ کر رہے تھے اور اس کی قابل ضرورت نہیں تھی۔ مگر  
 اس وقت دہاں بیٹھے، وہ دل میں اعزاز کر رہی تھی کہ وہ بہت سے مخلات میں ضرورت سے زیادہ اچھوڑ

اگر اسے معمولی سا شایر بھی ہوتا کہ اسی کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو ہم کو کبھی  
 پہنس گا رہتا نہ دیتی۔ اگرچہ جانی تھی کہ پہنس گا رہتا ہے کی مدد و معاونت اس کی اپنی دست تھی۔ اگر وہ جسیں  
 ناٹ کوں نہ کرتی تو شایر سب کچھ پہلے ہی کی طرح رہتا۔ وہ اس قدر غیر محدود تھی کہ ان تمام اعزازات کے  
 پا درجہ دہ اس وقت دہاں پر بالکل سے سکھی ہوئی تھی۔  
 پاہر ہونے والی فرازک میک دم بند ہو گئی۔ وہ دلوں چمک گئی۔ کتوں کے بھر بننے کی آوازیں بھی  
 پہلے کی طرح اسی تھیں۔ مگر فرازک کی آواز بند ہو گئی تھی۔

”مجھے لگتا ہے کہ لوگ ٹپٹے گئے ہیں۔“ طیور نے غیر معمولی کامیابی سے کہا۔  
 ”ہاں شاید۔“ ناٹ نے مدمم آواز میں کہا۔ وہ بہر کاں لائے ہیں جیسی تھیں۔  
 ”تم سریہ بہا سے بات کر لی ہوں۔ وہ بالکل کرو بیکھیں کہ پچ کیے ارکھاں ہے۔“ طیور نے باہر کی طرف  
 جاتے ہوئے کہا۔ ناؤ نام اس پر رہیں۔

ای وقت ناؤنچ کے دروازے کے پر ورنی جا بپ کیم اٹھیں اہمیں، وہ دلوں کیم چمک گئی۔  
 ”پیرا خاں ہے صرف بہا اور پچ کیار آئے ہیں۔“ وہ لوگ یقیناً ہماگ گئے ہیں۔“ طیور نے کچھ مطمئن  
 ہوتے ہوئے کہا۔ وہ بے انتہا ناؤنچ کے دروازے کے طرف گئی اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول دیتی۔ ناونے  
 اسے روک دیا۔

”دروازہ مت کھول، پہلے قدم یعنی کروکر باہر چکیدار یا سریز ہی۔“  
 ناونے دبی آواز میں کہا۔ طیورہ رک گئی۔ دروازے سے کچھ قاطلے پر رک کر اس نے دروازے کی طرف  
 دیکھا۔ دروازے کی درسی رچاں پکھ دمم آوازیں اسپری تھیں۔ مگر ان میں سے کوئی اوز بھی شناسناہی تھی۔ پھر کسی  
 نے دروازے کی ناٹ پر پا تھر کر کائنے گھاٹا۔ طیورہ کے پورے تھم میں منہاٹہ ہوئے گی۔ مرید بہا ایسا اعڑا  
 دروازے کے درسی طرف سو جوہر اور تودہ بھی اس طرح دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے۔ وہ بلند آواز میں  
 اجاہت لیتے۔

اسے ہونوں پر زبان پھرستے ہوئے اس نے خوف کے عالم میں پلت کرنا کو دیکھا۔ وہ بھی سونے پر  
 بالکل ساکت بیٹھی تھی۔  
 ”پاہر کون ہے؟“ طیورہ نے کیم دم اپنی آواز کی انکھراہت پر قابو پاٹتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔  
 دروازے کے پار یک دم خاصیت پھاگتی۔  
 ”پاہر کون ہے؟“ اس نے ایک بار پھر بلند آواز میں کہا اس پار بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔ وہ کیم

"تو... تو... پانچ سوں کیا ہوگا؟" ناؤں کے سوال نے اس کے خوف کو پھر بیدار کر دیا۔  
"اُن فرم ہیں اس کب تک پہنچ رہیں گے؟" کچھ رخا ملٹری رہنے کے بعد تو نہ کہا۔

"ہم باہر کیے کل کیتھی ہیں۔ اگر لوگ دہاں ہوئے تو؟" "ہم باہر کیے کل کیتھی ہیں۔ اگر ہم انہیں دہاں نہ لے تو۔" طیورہ بات کرتے کرتے خاموش ہو گئی۔

"تو وہ پھر شایدی میں سوچیں گے کہ ہم کسی بحث میں نہیں۔ اور پھر... وہ لوگ شایدی یہاں پہنچ جائیں گے۔"

علیورہ نے اپنے ہاتھ کی مٹیاں بار بار کھلی اور بند کرنی شروع کر دیں۔ اس کے ہاتھوں اور ہدوں کی روزش چوتھی چار بیتھی۔

"میں بھی یہیں سوچتا کہ مجھے زندگی میں ایک صورت حال کا سامنا ہمیں کرنا پڑتا ہے۔" ناؤنے اس پار کی آواز میں کہا۔ علیورہ چپ چاپ تار کی کھوکھی رہی۔ اس کے کان باہر سے آئے والی کسی بھی آواز پر گھے ہوئے تھے۔

"یہیں قدر ہولناک ہے۔" اس نے ناؤکی بات کا جواب پانچ دلیں۔ اس کے دم دم گمان میں بھی بھیں تھا کہ چدرن پہلے کے واقعات اتنی بدلی در جراۓ جائیں گے اور پہلے سے زیادہ بدتر اداز میں۔

ناوارہ نامزد ہوئی تھیں۔ شاید وہ علیورہ کی کیفیات کو کھو رہی تھیں۔  
وہ دلوں دہاں کتھی رہی چپ چاپ ہمیں میں، انہیں اندازہ نہیں ہوا کہ یہ ضرور جاتی تھیں کہ دہاں پہنچ کی سمجھ رکھے تھے۔

پھر اچاہ کہ بھیں نے تمہارے خاتمے کے دروازے پر کچھ اٹھیں اور آوازیں میں۔ علیورہ نے اپنے اختیار ہالو کا

ہاتھ پکڑ لیا۔ ناؤں کی ہاتھ کی کپاٹ اور خڈک کو گھومنگی کی تھیں۔  
"ناونے! ہمیں کی آواز بھی اسی طرح لززتی تھی۔ وہ کیا کہنا چاہتی تھی، ناؤں کی طرح کجھ کی تھیں۔"

تمہارے خاتمے کے دروازے کو اپنے کوکھ لے کی کوکھ کر رہا تھا۔ وہ دلوں دم سادھے پہنچ رہیں۔ پھر علیورہ نے ایک بلند آواز تھی۔

"مگر یہ اندر ہیں آپ؟" وہ عاس تھا۔  
"یا اٹھا!" ناؤنے کو سترے کلا۔ علیورہ کا کہا ساریں دربارہ پڑھا۔

"ہماس آگیا ہے۔ پولس بھی گئی ہو گی۔ آؤ اب یہاں سے نکلتے ہیں۔" علیورہ نے ناؤں کو گمراہ ہوئے ہماس کیا۔ وہ بھی ان کے سامنہ کڑی ہو گئی۔ ناؤنے ہاتھ میں کچھی ہوئی تاریخ جاداوی۔ جنہیں تھے کہ اندر جبرا ایک دم غائب ہو گیا۔  
تاریخ کی روشنی میں پڑھے ہوئے وہ دلوں دروازے سکھ پہنچیں اور انہیں نے دروازہ مکھوں دیا۔ عباس

تمی اور اب... اب آگے اور کیا ہوئے والا۔

"یہ کون لوگ ہوئے ہیں۔ علیورہ؟" ناؤنکی سختکار و ازمش اندر میرے میں کوئی۔

"میں بھیں جاتی تھیں۔ میں کیا کہتی ہوں۔" اس نے اپنے سر کو دلوں ہاتھوں میں پکھے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ تمہارا نام لے رہے تھے۔"

"ہاں، میری بھی تو کچھ میں بھی آڑا کہ وہ میرا نام کیوں لے رہے تھے۔ مجھے کہیے اور کس حوالے سے جانتے ہیں۔" اندر میرے سے وہ ایک بھی تھیں کی سختگی میں گمراہ کیا تھیں کہ میرا نکی آوازیں ان کی کیفیات کو تباہ کرنے کے لئے کافی تھیں۔

"یہ سب عمر اور عباس کی وجہ سے ہوا۔... یوگ پیغامہ ان چاروں لڑکوں میں سے کسی بھلی کے بھجائے ہوئے ہیں۔" وہ کہ مسئلہ ہو کر بولی۔ "شدید ان چاروں کوئی کرتے نہیں یوگ بیان اس طرح میرے پہنچے آتے۔"

"عمر اور عباس سے جسمیں پہنچانے کے لئے سب کچھ کیا۔"

"کیا پہنچاہے انہوں نے۔ جو بات چند گھنٹوں میں ایک ایسی آئی آر کے ساتھ ختم ہو گئی تھی۔ وہ اب مجھے اس طرح اپنی زندگی پہنچانے کے لئے یہاں پہنچے گی جو بوری کر رہی ہے۔ کیا حفاظت کی وجہ ان دلوں نے میری۔"

اس کا خوف اپنے سمل طور پر احتشامیں تبدیل ہو گیا تھا۔

"نے یوگ اپنیں قتل کرتے نہیں اس طرح بدل لیتے کے لئے مجھے نہیں آؤٹ کرنا۔... یہ سب ان کی وجہ سے ہوا۔" وہ عباس اور کہاں کوکھ رازم اپنے بھارتی تھی۔

"اپر سے پولس گرد بھی ہٹاں....." اب نے بھی سے بات اور میری چھوڑ دی۔ "انہیں سچا چاہئے تھا کہ آفرینجے کب تک کوئی مختلط دے سکتے ہیں، میکھان علی چیزوں سے خوف آتا ہے جو اب محنت میں کر سکتے سامنے کھڑی ہیں۔"

"وہ دلوں تمہارے دشمن نہیں ہیں۔" ناؤنے ان دلوں کے دفاع کی کوشش کی۔

"دشمن نہیں تو وہ میرے دوست بھی ہاتھ نہیں ہوئے۔"

اس نے روشنی سے کہا۔ ناؤنکی طرف سے ان دلوں کے لئے تھا تیس اس دلت اسے بڑی طرح مشتعل کر رہی تھی۔

"پانچ بھیں نے چکیدار اور مردی بیا کے سامنے کیا کیا ہے؟" اسے بات کرتے کرتے اچاہک ان دلوں کا خیال آیا۔

"پولس کو اپنے کاٹ آ جانا چاہئے تھا۔ آخر تھی ناگرگ بھولی ہے اس علاقے میں اور پھر ساتھ رہا۔ سارے گمروں نے بھی پولس کو کچ کیا ہوگا۔... پھر بھی پانچ بھیں ایسی سکن پولس کیوں نہیں آ رہی۔" ناؤنکو اچاہک ایک دوسری تشویش تھی۔

"اگر پولس آتی تو؟"

"دو گارڈیوں میں آئے تھے وہ لوگ..... آج ہم اس تو محدود ہوں گے۔ تمنے پارک کو امنترے بھی دیکھا تھا۔" ہاؤٹری والا گیٹ تو ہمبوں نے فارٹنگ سے کمل طور پر بچا کر کے رکھ دیا ہے۔

وہ لاؤچن میں کمرا نہ کوتا تو تباہ رہا۔ علیم ہے اس کے چہرے پر نظر ڈالے تھیں اس کی بات سنی رہی۔

"پولیس بھی بچا ہے جو کیاں اکٹھی کر رہی ہے۔"

"یہ سب مردی وجہ سے ہوا۔ دو پولیس گارڈز نہ تھا تو یہ سب نہ ہوتا۔"

علیم ہے تھا۔ بچا ہرگز کٹھوں میں ماغت کی۔ اس کی آواز میں اختلال تھا۔ علیم نے بہت سرو نظرودن سے دیکھا۔

"مرنے آئے خپولیں گارڈ کیوں اس طرح اپاٹک ہٹائی۔ اسے احساس ہوتا چاہئے تھا۔" تاؤ نے بھی پکر ہم اوتے ہوئے کہا۔

علیم نے یک دم اس لی بات کاٹ دی۔

"اس سے پوچھیں کہ مرنے پولیس گارڈ کیوں ہٹادی۔" اس نے علیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بلیڈ ساکت ہو گئی۔

"علیم ہے سے" تاؤ نے جرمانہ اور کہا "علیم کا اس سے کیا تعلق ہے۔ پولیس گارڈ عمر نے ہٹائی ہے۔"

"مر آ رہا ہے۔ چند منٹوں تک بیٹھیں ہو گا، اس سے پوچھ لیجئے گا کہ اس نے پولیس گارڈ کیوں ہٹائی۔" علیم نے تاؤ سے کہا۔

"علیم اور اکیام نے مر سے گارڈ ہٹانے کے لئے کہا تھا؟" تاؤ نے جاکہز مرکز علیم سے پوچھا۔

"تین ہزار میں سے اس سے گارڈ ہٹانے کے لئے بیٹھیں کہا۔" اس سے پہلے کہ ہاؤٹری بھی۔ علیم نے اپاٹک لاؤچن میں موجود پولیس کے لوگوں کو ہجھت کرتے ہوئے کہا۔

"باقی کام کل کر دیجئے۔ اب سب کھر بنتے دو۔" دو لوگ اپنا سامان سیٹھے چڑھے۔

"علیم ہے تو۔" تاؤ نے پوچھ لیتی کہ کوئی جھٹکی کی گردھاں نے ایک بار ہمran کی بات کاٹ دی۔

"مرکر آ جائے دیر۔ اس کے بعد بات ہو گئی۔"

تاؤ، بھی ہوئی نظرودن سے علیم کو دیکھتے ہوئے لاؤچن کے صوفڈ پر بینے گئی۔ لاؤچن میں موجود پولیس سے آہستہ آہستہ اسماں اٹھاتے ہوئے دہاں سے نکلے گے۔ عباس بھی ان کے ساتھ ہداں سے نکل یا۔ پانچ بست کے بعد وہ دوبارہ اندر واپس آئیں باراں کے ساتھ عریجی قاتا علیم وہ اس وقت تھا تو کے ساتھ اُن پہنچی ہوئی آئنے والے دت کے لئے خود کو تیار کر رہی تھی۔

علیم نے اندر واپس ہوتے ہی لاؤچن کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

دروازے کے پانکل ساتھے تھا۔ گھر میں اب روشنی تھی، غایبی کی کمی ہوئی تاریں جزو زدی کی تھیں۔ عباس اور علیم کے درمیان غایبی نظرودن کا تاریخ ہوا۔ ہمارے جماس نے تاؤ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آپ بھیں ہیں؟"

"ہاں، میں فیک ہوں۔ خدا کا ٹھر ہے۔ وہ لوگ چلتے ہیں۔"

"ہاں، پولیس کے آئے سے پہلے ہی چلتے گے۔"

اس نے علیم کو کمل طور پر نظر انداز کر دیا تھا۔ بیوی بھیے دہاں موجود ہی نہیں تھی۔ وہ جو جانی تھی۔

"کون لوگ تھے وہ؟" عباس اپنے ہاتھ پر چورہ تھا۔

تاؤ نے ایک بار پلٹ کر علیم کو دیکھا۔ عباس نے ان کی نظرودن کا تعاب کیا۔ علیم کے چہرے کی رنگ کم تجویز ہو گئی۔ تاؤ شایدی کی اس کٹھی کا عکار تھیں۔

"وہ... وہ اور اللہ... ان لوگوں نے کیا کہا؟" تاؤ عباس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہ

"میں اس کے کی چیزوں کو نہیں جانتا۔ جو اصرار ہے کہ ہماری بھی ہوئی تھیں۔"

"پورے گھر کا میکی حال ہے۔" عباس نے تاؤ کو اطلاع دی۔ علیم نے تاؤ کا عکار تھی۔

"تم کب سیال آئے؟"

"میں آؤ دھنڈ پلٹ پلٹ پہنچا ہوں یہاں پر۔"

"مرید اور افسر کہاں ہیں؟" تاؤ کو اپاٹک بادا آیا۔

اُمڑوڑی ہے۔ اس کے بازو پر گولی کہ انہوں نے کوارٹر میں بند کر دیا تھا۔

پولیس نے آؤ کرے دہاں سے نکلا ہے۔" عباس ہاؤس کے ساتھ پلٹے ہوئے تارہ خال۔

"یہ لوگ اندر کیے آگئے؟"

"لاؤچن کے دروازے کا لاک ہوتا ہوا تھا۔ دہیں سے آئے تھے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ترسٹ میں چھپ لیکیں۔ میں اسیں آتے ہی پڑھاں ہو گی تھا، پلٹ پلٹ تھے کی خیال آیا کہ شاید وہ لوگ آپ کا اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ کیونکہ گھر میں کوئی جسم تھا۔ اسکے بعد تھے مسک کا خیال آیا اور میں نے اسے چک کر ہاؤٹری بھجا۔" وہ علیم کو کمل طور پر نظر انداز کے ہوئے تھے۔

وہ لوگ اپ لاؤچن میں واپس ہو گئے تھے۔ گھر میں جگہ پڑھ پس دا لفڑ پنچ پس لے رہے تھے۔

"فون اور کلکی کی تاریخ کی کمی ہوئی تھی جب سب سیال آیا۔ میں نے انہیں یہ کہا۔"

وہ کون لوگ تھے کریں؟ ایک آپ کو کچھ اخواز ہے؟" عباس نے بات کر کے تھے ایک بار ہمran پہا۔

تاؤ نے ایک بار ہمran کو دیکھا۔ "پاہنچیں" ان اک ادازہ تھی۔

عباس نے سمجھی علیم کو دیکھا۔ اس کے چہرے کے کھڑاٹوں سے بہت بیگب تھے۔ اس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ بھرے تھا۔

تھی۔ وہ درود کو حکول کرای طرح اسے کچھ تھوڑے باہر لے آیا۔  
”عباس بھائی! میرا بات چھوڑ دیں۔ آپ کہاں لے کر جانا چاہیے ہیں مجھے؟“ عباس نے کہ دیا اس کا

”کہنیں نہیں لے کر جانا چاہتا ہیں۔ میں تمہیں صرف ہارہ کی دلیار اور وہ گولیاں دکھانا چاہتا ہوں جو چدھ مہمنوں میں ہیں بساں میں ہیں۔“ تمہیں دیکھنا چاہیے، تمہاری محنت کی وجہ سے کیا ہوا ہے؟“  
”مجھے کہنیں دیکھنا چاہیے،“ عباس نے دیکھنا چاہیے کہ شکش کی۔

عباس نے ایک بار پھر اس کا تھاکہ پڑالیا اور اسے کچھ تھوڑے گست کی طرف لے جائے گا۔  
”کہنیں دیکھنا چاہیے تمہاری وجہ سے ہوئی ہے۔ اسے دیکھنا چاہیے تمہیں۔“ وہ کہ رہا تھا۔ علیہ نے

حرافت قائم کر دی۔ اس کا کہنی قائم نہیں تھا۔  
گیئے کی طرف جاتے ہوئے اس نے بہت درد سے گست پر بے شمار جھوٹے جھوٹے سوراخ دکھ لیے تھے۔ وہ سوراخ کسی پیچے کے تھے، اسے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ گست خود کو سماکلا کو ادا اور اس کے باہر پر یہیں کی ”گاڑیاں موجود ہیں۔“ گست پر موجود ہو پہنچ دیں اسے! جامس کو آزاد کر کر مسترد ہو گئے تھے۔ علیہ کی شرمندگی میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا۔ عباس اپنے خاموش تھا کہ وہ اب بھی اس کا تھا کہلے ہوئے تھا۔

گست کیا ہو جائے ہوئے اس نے انکھیں میں علیہ کے سے کہا۔  
”وہ اونے بند کر کے گمرا کے اندر بیٹھنے ہوئے پائیں کرنا، بہت آسان ہوتا ہے۔ تمہاری طرح ہر ایک کو اتفاقیات یاد کتی ہیں۔“ بھال کفرنے پر اتر اس پر کوکار ہو گئی اور ہر سوچ پر جو یار کی جگہ تو تھی،

اس نے جامس کی بات کے جواب میں پوچھنی شکنی کیا۔ وہ صرف خاموشی سے باڑھنے والی کو رکھتی تھی۔ جو بھری طرح سُخ ہو گئی تھی۔ باہر لگے ہوئے آرائی پھر کے پھوٹے پھوٹے گلکے اصر اور ہر پڑے ہوئے تھے۔

رات کو لالاں کی روشنی میں دوپار اور گست بخت خانہ کا لگ رہا تھا۔ دن کے وقت اسے زیادہ لالاں  
”تمہارے لئے محشف ایک گول کافی تھی۔“ وہ حم آزاد میں انکھیں میں بولا۔ شاید وہ اور گر موجود  
”سرے لوگوں کی وجہ سے اکٹھا کر رہا تھا۔ علیہ بکھر بولنیں کی۔“ وہ اب اس کا تھا جو چوڑا کھا تھا۔

”اندر آؤ۔“ وہ رشتی سے اس سے کہتے ہوئے دیکھ گست کی طرف مر گیا۔  
علیہ لئے اسی خاموشی کے ساتھ جر جھکائے ہوئے اس کی بھری کی۔ اس نے گست کے اندر آ کر اس سے پوچھنی کیا۔ تیر قدموں کے ساتھ اور جارہا تھا۔ علیہ سر جھکائے اس کے چھپتی تھی۔

آگے پہنچنے تھی جوکر کے تھمیں تھے تو تاری اور عربی کی۔ وہیں بیٹھنے ہوئے تھے۔ ناؤ کے پیڑے پر تشویش تھی جوکر کے تھمیں تھے اس وقت پائیں اٹلیں کا اٹلیں تاری اور عربی کی۔ گست پر جگ کر کے بڑے بڑے ہمیان سے کامنے کے ساتھ پائیں اٹلیں کے ساتھ کامنے میں صرف تھا۔ ان دونوں کو اندر آئتے دیکھ کر اس نے ایک لمحے کے لئے نظر اٹھا کی اور پھر ایک بار پھر پائیں اٹلیں کامنے میں صرف ہو گیا۔

”تو علیہ دینی لی! اکیا کہا جا ہتی ہیں آپ؟“

جامس نے اس کے مقابل صوفہ پر چھٹے ہوئے کہا۔ اس نے سرافراز کا اسے اور عمر کو دیکھا۔ سروہ بھری اور  
شجاعی کے طلاud ان دونوں کے جھرے پر اور کچھ کی نہیں تھا۔

فون پر عباس سے بات کرنا اور بات تھی۔ آئنے سامنے اس سے کچھ کہنا وہ سری بات۔ اور وہ بھی ان  
حالت میں جس میں دیکھ رکھی۔ وہ عمر نہیں تھا۔ اس پر وہ چالا گئی۔ اس کی بات کے جواب میں کچھ بھی کہتے کے  
بجائے اس نے سر جکالا۔ وہ جانی تھی اب تو اس سے کچھ کہنا وہ جان جائیں گی۔ پہنچنے دن عمر کے ساتھ ہونے والی اس کی  
مہنگو اور اس کے بعد جھنس یار کے سامنے کی جائے والا انکشاف۔

”میں نے تم سے کچھ کہا ہے؟“ اس کی آوارش اب کچھ جزو تھی۔  
”میں کی کہا جاتی ہیں؟“ اس نے بھل کیا۔

”کل فون پر کچھ کہہ رکھیں تم مجھے؟“ علیہ نے تاریک طرف دیکھا۔ وہ اسی کو دیکھ رکھی تھیں۔ علیہ کی  
کچھ نہیں آیا۔ وہ جامس کی بات کے جواب میں کیا کہے۔ اس کا سامنہ اور انتہا یک دم جھاک کی طرح جیکھا تھا۔  
”اب خاموش کیں کہا تو؟“ عباس نے ایک بار پر جھوٹی تھی۔

”آپ کیا کہا جاتا ہے جیسیں مجھے؟“ اس نے سرافراز۔

”ویسے سب کچھ جو فون پر بھجے سے کہہ رکھیں۔“ عباس نے اسے محشرتے ہوئے کہا۔  
”بوجکہ میں نے آپ سے فون پر کہا۔ مجھے اس پر کچی شرمندگی نہیں ہے۔“ اس نے جامس سے نظر  
ٹالائے پھر کہا۔

”اور جو کچھ تم نے جھلس پیار سے کہا۔“

”مجھے اس پر بھی کوئی شرمندگی نہیں ہے۔“

”جھلس پیار سے کیا علیہ نے جھلس ٹالا سے کچھ کہا ہے؟“ تاریکے اختیار پڑ گئی۔  
”کچھ۔“ سب کو گرنی ایسیں انکھیں فون پر سب کچھ تباہی ہے۔ کس طرح میں نے اور عمر نے ان سے  
بیٹے اور اس کے دشمنوں کو مارا۔۔۔ کیوں، ماڑا۔۔۔ سب کچھ۔“

”علیہ وہ؟“ تاریکی سے جامس کی بات پر لپیٹنیں نہیں آئیں۔

jamas کیے کیم بہوت بکھرے ہوئے اپنے صوفے سے اکھا اور اس نے اکھا کے ساتھ علیہ کے پانچھوک کے  
اسے بھی اس کی جگہ سے اٹھا دیا۔ علیہ جامس کی بس حرکت کے لئے تاریکی تھی۔ وہ اسی طرح اسے پا دے کہ  
ہوئے لادائی کے دروزے کی طرف جاتے گا۔

”jamas اسے کہاں لے کر جا رہے ہو؟“ تاریکے مذاہلات کرنے کی کوشش کی۔

”کہنیں کہنیں! الیگی داہیں لے آتا ہوں۔ آپ اٹھیان سے بھیں۔“

اس نے علیہ کی مراحت کی پر وہ مذکور تھے ہوئے کہا۔ جواب اس سے اپنا تھوڑا جھٹاٹ کی کوشش کر دی

اور ان سے بات کرو..... اپنی خبریت کی اطلاع دو اُنہیں اور ساتھ یہ بھی تھا کہ اُنکی حکم تم میں ہو۔ وہ دوبارہ کسی کو بھیجنے۔

علیہ اپنی چکرے نہیں ملی۔

"تم عمل سے پول ہو۔"

"آپ مجھے اس لئے یہ سب کہہ رہے ہیں کیونکہ آپ خوفزدہ ہیں..... یہ سب کہہ آپ دلوں کی وجہ سے ہے جانتے۔ آپ لوگ ان چاروں پوچش نہ کرنے تو آپ یہ سب کہہ دہور ہوتا۔" اس نے سراغ کو عماں سے کہا۔

"اُنکے کمزی میں میں..... اکون خوفزدہ ہے اور کس سے تم سے..... جس نیاز سے میں فٹ۔" عماں اس بارہی طرح ہے سے اکڑا تھا۔

"تم کیا بھی ہو کر میں بہت خوفزدہ ہوں گل سے۔" وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔ مجھے اپنا کیریتاریک نظر آ رہا ہے؟"

علیہ سے سرچ کالیا۔

"پہلے گردان میں ہماں کا چند نظر آ رہا ہے۔"  
وہ اپنے ہاتھوں کو رکھتی روی۔

"تمہارے اس اکشاف کی وجہ سے میں نے کہا چاہا چھوڑ دیا ہے؟" عماں کی آذان بہت بلند تھی۔  
"جس نیاز کے ساتھوں نے اُنی مختکنے میری نیندرا سکون حرام کر دیا ہے؟"

اس نے عماں کو کمی احتیاط میں بھیں ریکھا تھا۔ انکل ایسا کی طرح دبھی ایک نرم غومص قیصر گراس دلت وہ جس طرح پول رہا تھا۔

"تمہارا خیال ہے کہ کل میں سلاخوں کے بچے ہوں گا؟"

علیہ سے سرچ کالیا ہوئے کہنے کی اکیں سے عمر کو دیکھ۔ وہ عماں یا علیہ کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ اس طبقہ میں پکڑے ہوئے کامیابی پاؤں اپنی اپنی کڈے کے سامنے صرف قفا۔ ہر جیسے بے پروا۔ ہر جیسے بے پیاز۔ یوں ہیے دبھی بہت وہ تھا۔ مختکنے کو شکری تھی۔

"تم کون ہو علیہ کو سکندر۔ اور جس نیاز کوں ہے۔"

علیہ ایک بار پھر اپنے ہاتھوں کو رکھنے کی وجہ لزور ہے تھے۔ وہ اس لرزش کو چھپائے کیوش کر رکھتی تھی۔  
"جس خاندان سے تم اور میں تعلق رکھتے ہیں، اس خاندان کے کی خصیں کو کوت میں لے جانا احتیاط ہاگن ہے جتنا سون کا مغرب سے لکھا۔ تم نے کل فون پر مجھ سے جو کہ کہا۔ میں اس سب پر احتیاط کیا ہوں۔"

"تم ہر مرے خلاف پا تم Witness (مختکن) گواہ بننا چاہتے ہو ضرور ہو، یعنی میں جھیں ایک بات بتا دوں۔"

اس نے سراغ کو عماں کو دیکھا۔

علیہ خاموشی کے ساتھ صدقہ پر جا کر بیٹھ گئی۔

"اب اس کے بعد اور کیا ہے آپ کے ذکر میں؟" عماں نے اس پارٹیزہ کا نام بھی لیا تھا مگر علیہ جانتی، یہ سوال اس سے ہی کیا گیا ہے۔

"مجھے اب کسی کو کلی رہنمی نہیں ہے۔ یہ سب میری وجہ سے نہیں ہو رہا۔"

غم پرانی بیانات کا تھا کہ اسے رک گیا۔ عماں اس نے ایک درستے کو دیکھا۔

"اگر میرا گرہ نہ تھا تو اسے لوگ بیان کی مدد کر تے۔" وہ کہہ رکھتی تھی۔

"کون لوگ؟" عماں نے اسے اور جس آوار میں اس سے کہا۔

"جو لوگ بھی یہاں آئے ہیں۔"

"کون لوگ آئے ہیں؟"  
"مجھے نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہے؟"

"مجھے کیسے چاہو سکتا ہے؟"

"تمہارے ملاڈے اور اس کو چاہو سکتا ہے۔"

"آپ ظالہ کہہ رہے ہیں۔ مجھے کیسے چاہو سکتا ہے کہ یہاں کون آیا ہے۔"

"تم فون کر کے لوگوں کو یہاں بلوائی ہو اور پھر یہ کمی ہو کر جھیں ہائیں ہے۔"

وہ عماں کا مدد کر کرے گی۔ "میں لوگوں کو فون کر کے بلوائی ہوں؟"

"ہاں تم۔"

"میں نے کسی کو فون کر کے یہاں نہیں بلوایا۔"

"تم نے جس نیاز کو فون کیا تھا۔"

اس کا ملامکا کالملا رہ گیا۔ "آپ۔ آپ کا مطلب ہے کہاں..... ان لوگوں کو جس نیاز نے بھجوایا تھا؟"

"اور کون سو سکتا ہے۔"

وہ ابھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے گی۔ "یہ..... یہ کیسے سو سکتا ہے؟ جس نیاز یہ کر سکتے ہیں؟"

"تم کس دنیا میں رہتی ہو۔ اپنی آنکھوں پر کون سے پلانکڑ کا پھر رکھتی ہو۔"

وہ مذاق ہوتے ہوئے ذکر میں کے ساتھ جس کا پھر جس کا پھر دبھتی روی۔

"جس نیاز..... جس نیاز ہے۔ مجھے خواہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ..... وہ یہ سب کریں گے۔ کیوں..... یا اللہ۔ اس کا ذکر من والوں کے کو رکاب میں کھڑا ہوا تھا۔"

"مجھے نہیں ہے کہ جس نیاز نے یہ سب کیا ہے۔"

عماں بے اختیار اپنی چکرے نہیں اکھڑا ہوا۔ "فون پڑا ہوا ہے تمہارے سامنے..... نہ بڑھ باتی ہو، فون مٹا۔"



"اس نے تمہاری انسٹکٹ نہیں کی... جیسیں خاتم تھائے ہیں۔"  
وہ جواب میں کچھ کہنے کی بجائے رہنے لگی۔  
"تم نے وہجا ہے اب کچھ دوڑ کے بعد جب ہم سب یہاں سے پلے جائیں گے تو کیا ہو گا؟... یہاں اپنے روکوگی... اور پھر کچھ کام کرنا چاہتی ہو... یا اس کے نئے پورے کام کیا ہے تم مذکورے ہوت کہیں نہیں جاتی؟"

Why don't you get out of every thing.  
علیورہ نے سرخا کر بے پیشی سے اسے دیکھا۔ "کیا یہ مکن ہے؟... اب؟"

"یہ کیون نہیں؟"  
"کیسے؟"  
"یہی پورے کچھ دوڑ۔"  
"مکن کیسے؟"

"ایسا سماں یہکہ کو اور عباس کے ساتھ پڑا چاہو۔... تیر کی جیسیں اسلام آباد اکلیل ایاز کے پاس بھجوادے گا۔ چداہدہاں ہوں... جب سب کوئی سیل وجاءے تو اپنی آجاتا۔... اس نے یہی کچھ بجائے میں مل میش کیا۔

"یہی عباس مجھے لے کر جائے گا؟"  
"اہ کیون نہیں... وہ میں تو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ تم اب کیوں نہاڑھو۔" اس نے یہی علیورہ کو لفیق دیا۔

"مگر میں جو کچھ جھٹیں یا کوئی بٹکیں ہوں... سب کوکل پر لیں میں آسکتا ہے۔ اور پھر..."  
"اس کوہم ہندل کر لیں گے۔... وہ اپنے ارادہ درستھی ہے۔ تم بیس جانوشی سے اسلام آباد میں رہتا۔  
وہ پلکش جو کچھ لے جائے گا۔ میر کا قبیلہ دیکھنے کی۔

"میں تم پر کوئی بات نہ کھل دال رہوں۔ تم فیصلہ کرنے کے لئے آزاد ہو، لیکن میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔... میں نہیں چاہتا کہ تمہاری زندگی براہو جائے۔... وہ قطا اور سمجھدے لیجھے میں کہر رہتا۔  
جیسیں کسی بیڑے کے لئے کوئی فلی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تمہارے نزدیک کوئی لحاظ کام ہوا

ہے تو اس کے ساتھ اسیں اور عباس ہیں۔ پھر تم اپنی زندگی کی خاب کر رہی ہو۔" وہ چداہدہ کے لئے کلا۔  
"اپنی کسی کو کوئی بیٹھیں پا۔... نیلی میں ہاؤ، میرے اور عباس کے علاوہ اور کوئی بھی کوئی نہیں چاہتا۔... اور  
ہم تمہاری اس سمات کو جملائے ہیں۔... چداہدہ تم اپنی زندگی دوبارہ نہیں سے شروع رکھتی ہو۔"

اس کے پیچے ہوئے آنسو رک گئے۔  
"Stay out of everything Aleezal just stay." (دور چلی جاؤ علیورہ! اس سب سے دور چلی جاؤ)

"اور جیسیں اگر کہیں یہاں پہنچے ہے کہ میں کہی اپنی اس حرکت پر پچھتا دیکھوں کروں گا یا مجھے اپنے فیصلہ پر کوئی دھرم دنگی ہوگی۔... تو تمہاری ملائمی ہے۔"  
وہ مسلسل بول رہا تھا۔

"اگر دوبارہ وقت پہنچے جاؤ جائے تو میں ایک بار بھروسی کروں گا جو میں نے کیا۔... میں ان چاروں کو پھر شوت کروادیں گا۔... اور وہی ساری قسم ملے پر کوئی بھی میں نہیں کروں گا۔"

ایسا کام کا چاہا بھی اتنا تھا۔ "کیون یہ سوچا کہماں بدل دیں تھا۔" میں نے وہی کیا جو مجھے کہا چاہا ہے تھا اور مجھے اس پر کوئی شرم دنگی نہیں ہے۔ "اوہ اب اپنے صوف پر جا کر پہنچ گیا۔

"میں نے اب کیون بچا کو تمہاری کل کی حرکت کے پارے میں نہیں بنایا۔ اب بناؤ گا۔... بالآخر تم خوداں سے کر لینا۔" اس کی آدمی اتنا استھان اب بہت کوہ گیا۔

"گرفتی ہی آپ اپنی بیٹک کر لیں۔ آپ اب کو مرے گر فرشتہ ہو رہی ہیں۔ آپ کو یہاں نہیں پھوڑ سکتے۔ کم از کم جب تک سب کوچھ بھی نہیں ہو جاتا۔" وہ اپنا نواسے غلط تھا۔

"اور علیورہ جہاں تک تمہارا احتیل ہے۔ تیر کی بکری کی خود دسدار ہو۔... بہتر ہے تم خود جھٹیں بناؤ کے پاس جلی چاؤ۔ اس طرح کمزور کمہاری زندگی خوفزدہ رہے کی۔... اور گرتم یہاں ہر رہا جاتی ہو تو رہ کہیں ہو لیں۔" تمہارے لئے میں اب یہاں کوئی پوچھنے پوچھنے نہیں دے سکتا۔

دہرات کرتے کرتے اپنے چھپا۔

"آئیں گریں! آپ کے سامنے جاؤ آپ کی بیٹک کرو داں۔"  
علیورہ اسی طرح سر جھکائے آنسو بھاٹی رہی۔ چند منٹوں کے بعد اس نے ہاؤ، عمر اور عباس کو ادائی گے تھے جوں کیا۔

علیورہ نے اپنی انگریزوں سے ہاتھ ہٹایے اور سارے اخالیا۔ چد لے کے لئے دوسرا کت ہو گئی۔ عربوں کی سامنے صوف پر پیٹھے ہوئے۔ اس پر نظریں جھائے۔ اب اس کے ہاتھ میں پائیں اپنی کاٹنی نہیں تھیں۔ علیورہ نے ایک بار بھروسہ کیا۔

مرا جانی گھسے اٹھ کر اس کے پاس آگی۔ سینٹ نکل کو کمچی کروادہ اس کے بال مقابلے آیا اور نکل پر پیٹھے ہوئے اس نے علیورہ کی انگریزوں سے اس کے ہاتھ ہٹا دیے۔ علیورہ نے بڑی سے اس کے ہاتھ پیٹھے کرنے کی کوشش کی۔

"یہ سب تمہاری جب سے نہوا ہے عمر۔"  
"میری جدید ہے؟"  
"تم نے پوچھ لیں گا رہا تھا تھی۔"

"وہ تمہاری خواہی تھی۔"  
"تمہاری وجہ سے عباس نے میری انسٹکٹ کی ہے۔"

بیچھے جانا پا گر جیس نے اسے روک دیا۔  
”علیروہ!“ وہ رُک گئی۔ عجس کی آواز نرم تھی، بکھر دی پہلے والی تھی اور تری خوب ہو چکی تھی۔  
”پریشان مت ہو علیروہ!“ اس نے جیس کو دیکھا اور اس کی آنکھیں ڈپٹا گئیں۔ جیس دو قدم آگے بڑھا  
آیا اور اس نے علیروہ کے کام سے پہلے اپنا باد دیکھا دیا۔  
”ہمیں تمہاری بہت پڑا ہے اور اگر بیری کو کی بات چھین بری گلی ہو تو آئیں سو ری۔“ علیروہ نے صرف  
سر ہلا دیا۔

”تمہاری چوت اب کسی ہے؟“ وہ اب اس کے گھول پر پڑے اور نئے نئے کوچھ تھے ہوئے پوچھ رہا تھا۔  
”لیک ہے۔“  
”تائی آگر اس چوت کے بارے میں پوچھتے تو اس سے بھی کہا کر جھیں گر میں ہی گئی ہے۔ میں نے  
اسے چند منٹ پہلے کہ واقع کے بارے میں کچھ جھیلایا۔“

علیروہ نے سر ہلا دیا۔  
”جھیں کی چیز کی ضرورت ہو تو ملازم یا تائی سے کہہ دو۔ اور آرام سے سو جاؤ۔ میں سہ پہکی لٹاٹش  
سے جھیں اسلام آزاد گوادوں کا۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔“  
وہ اب اسے تیلیاں دیتے کی کوشش کر رہا تھا۔ علیروہ کو شرمندگی ہو رہی تھی۔ وہ جیس کے ساتھ کیا کہا چاہتی  
تھی اور وہ کہ رہا تھا۔ ”یادو احсан فرمائی تھی؟“ اسے تیلیاں آیا۔ وہ سر جھکا کر اس کے کم طرف پلی گئی جہاں  
اسے رہتا تھا۔

عمر اور جیس نے اسے دہاں سے جاتے دیکھا۔ پھر جیس ایک گمراہیں لیتے ہوئے صوف پر بیٹھ گیا۔  
”علیروہ نے کل میرے پاؤں کے پیغمبے زشن کھل دی تھی۔“ اپنی شر کے ہن کھولتے ہوئے اس  
نے کہا۔

”بہر حال پہ اس سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔“ عمر کی سکرتی ہوئے درسمے صوف پر بیٹھ گیا۔  
”عمر سے کہا۔“  
”عمر نے اپنی پھرمنگی ادا کرتے ہوئے کہا۔“ اس نے تو اندھی گلی میں لا کر کھرا کر دیا  
تھا۔ اس کے ملاواہ اور چارہ کیا تھا؟“

عجس نے اب انہماں پوچھا۔ ”پاپا کو انعام کر دینا چاہا ہے۔“ اس نے ایک نمبر ڈائل کرتے ہوئے عمر  
سے کہا۔ عمر نے کچھ کہنے کے لیے سر ہلا دی۔  
عجس کا رابطہ تمہارا چکا تھا۔

”بیٹو!“ وہ اب ایسا حیدر سے بات کر رہا تھا۔ ”علیروہ!“ اس کے ساتھ آگئی ہے۔ اس نے چھوٹے ہی  
ٹازم ان کا سامان کر کر پہلے ہی جا چکا تھا۔ تائی تو کہا تھا۔ کہا۔ کہا۔ علیروہ نے بھی ان کے

وہ اس کے چھپے کو دیکھتے ہوئے اور لفظوں کو سخنے ہوئے تکلیم طور پر تکمیل کا فکار ہو چکا تھی۔ کچھ دری  
اے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے نئے ہوئے اندھا میں سر جھکایا۔  
”لیک ہے۔“  
 عمر کے چھپے پر پہنچا بارا ایک پسکن سکراہ اب ابھری۔  
”تم جا کر اپنی چیزیں بیک رو۔ میں جیس سے بات کرنا کوئی“  
اس نے علیروہ کا ہاتھ چھپتا تھا ہوئے کہا۔ وہ کچھ کہنے اونچا کر کرے میں آگئی۔  
اپنے یہک میں اپنے کپڑے اور بردہ ری چیزیں رکھتے ہوئے دو ہزار ٹران ٹھکست رو رہے۔ اسے یون گل  
رہا تھا میں وہ جگ کے سیدان سے بہاگ جانے والا تو فیضی۔  
”لیک! اس میں سرما کیا تصور ہے؟“ جھس خارجے کیوں یہ سب کو کروالا۔ جب میں اپنی مردوں سے  
ان کا ساتھ دیتے ہیں پر یادی تو پھر اس سے کامیاب مطلب تھا۔ ”وہ اپنے پیٹھ کوچھ تار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔  
”اور پھر میں نے فرمادیا جس کو اس کوں کہا تھا کہ وہ اس جا روانہ کو کروالیں۔“ پھر آس غرس چیز کی سزا  
بھجوئی۔ ”وہ جانی تھی ساری دلیلیں مندگی کے اس اس کو ملائے میں کام جنمیں جس سے اس کا گمراہ کیا تھا۔  
تھے ہوئے چھپے کے ساتھ وہ جس وقت اپنا بیک اخالے لاؤ گئی میں آئی، اس وقت جیس، عمر اور انو  
تیوں وہیں تھے۔ شاید وہ اسی کا اختلاصر کر رہے تھے۔ ”مرنے کے لئے گھر کوچھ کرے گے“ بڑھ کر اس کا بیک اخالے۔ کچھ کہنے ساتھ پڑھے  
ہوئے دلاؤ گئے۔ باہر کل اسے ہمارے چہاں اب ایک سفری بھی اسی خاموشی سے ملے ہوا تھا۔ جیس کی بیوی تائی ان کا اختلاصر کر رہی  
تھی۔ شاید جیس نے اسے فبن کیا تھا۔  
”کیا ہوا جیس ایں تو بہت پریشان ہوئی تھی۔“ سب کچھ ٹھیک تو ہے؟“ اس نے پورچ میں ان لوگوں کا  
انتباہ کرتے ہوئے کہا۔

”کون لوگ تھے کریں؟“ وہ اب ناؤ سے ہمچوری تھی۔  
”کون لوگ تو رکھتے ہیں۔“ تو کوئی غیرہ تھے۔ ”عجس نے بات کر لے ہوئے ہوئے کہا۔  
”اوہ گو۔ کوئی تھاں تو نہیں ہوا؟“ وہ اپنے تشویش بھرے لہے میں علیروہ نے پوچھ رہی تھی۔  
”نہیں۔ لیں فارسی کی تھی انہوں نے اور پھر جاگے۔ چونکہ اسی معمولی رُخی ہوا تھا۔“ اس بارہ گی جیس  
نے ہم جو جواب دیا۔  
”تم نے کہے تھی کروادیئے؟“  
”ہاں میں نے بنزغہ رکھ کر کوادیئے ہیں۔“ دیسی تھی ہونے والی ہے گے اپنے لوگ تو ساری رات سوئے  
عنیں ہوں گے۔ بہتر ہے کوئی دیگر رام کر لیں۔ ”تائی نے کہا۔  
ٹازم ان کا سامان کر کر پہلے ہی جا چکا تھا۔ تائی تو کہا تھا۔ کہا۔ کہا۔ علیروہ نے بھی ان کے

انہیں اظہار دی۔

"مگر... اسے کوئی لٹک تو نہیں ہوا؟"

"میں، وہ خالی ہے اسے کوئی لٹک نہیں ہوا..... وہ خاصی شرمند ہے۔" "ہمارے کہاں

"میک ہے۔ تم اپنے کاسے اسلام آزاد بھی دو۔"

"آپ نے مامے بات کی ہے؟"

"میں، ابھی تھوڑی رو بعده کروں گا۔ پلے کرنے کا کیا فائدہ ہوتا..... پلے یہ تو کھنڈ ہو جاتا کہ پلان

کامیاب رہے گا انہیں۔" "دوسری طرف سے ایسا چیز دینے کہا۔

"میک ہے۔ آپ نامے بات کر لیں اور ایک بات کا خالی رکھیں، ہم نے علیور کو کہی تباہی کے کا آپ کو

کچھ پا نہیں ہے اور ہم جو بھی کر رہے ہیں یا ان سے جو بھی کیا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کو تباہیں گی۔" "ہمارے

اپنا بک بادا کے پر کہا۔

"یکیں؟" میں اس سے واقعی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی اس ساری حالت پر؟ "ایسا چیز دینے کہا۔

"پاپا! یعنی کہا کہے۔ آپ اس سطھے میں عمر سے بات کر لیں۔" "ہمارے نے مہاں پر کہا اور بات

کرتے ہوئے مہاں کو کی طرف پر ہادی۔

عمر ایسا چیز کے ساتھ ہے والی اسی گفتگو ہے غور سے سن رہا تھا، اس نے کسی سوال یا اصریر کے

بغیر ہمارے کا ہاتھ سے مہاں پکڑ لیا۔ تھی اسلام دعا کے بعد ایسا چیز دینے چھوڑتے ہی اس سے بھی وہی کہا جو وہ

ہمارا سے کہا چکے تھے۔

"علیور کو کہا کہے تم نے کرم کو گوئے مجھے کچھ نہیں بتایا؟" "نہیں نے پچھے ہوئے لیجھ میں کہا۔

"اپنکو ادو پلے کی خاصی شرمند ہے میں سے اور شرمند کو کچھ نہیں بتایا۔" "عمر نے افغانستان اور اندیش میں کہا۔

"ہو سکا ہے۔ وہ شرمند ہو جائیں اس سے اس سطھے میں بات تو ہوئی چاہے۔ جو کچھ اس نے کرنے کی

کوشش کی ہے۔" It is simply outrageous۔ میں تو اس سے اس سب کی تو قیمتی نہیں کر رہا تھا اور وہی

ہمارا سے کہا چکے تھے۔

"یکین ایکل....." ہمارے کچھ کہنے کی کوشش کی ایسا چیز دینے اس کی بات کا دت دی۔

"اے امدازہ تو ہونا چاہئے کہ اس کی یہ حالت کتنی عجیب ہے تو کہتی تھی۔"

"آپ میک کہہ رہے ہیں۔ گروہ آج کل جس فرم اُنف مائنٹ میں ہے، شاید اسے مجھے امدازہ ہی نہیں

ہے۔" ایسا چیز دینے کی مکمل بات کا دت دی۔

"میں، اسے امدازہ تو ہونا چاہئے۔ ہمارے سے اس نے جو کچھ کہا۔ اس سے یہ بات تو نہیں واضح ہو جاتی ہے

کہ وہ یہ سب کچھ سچے کچھ نہیں کر رہی۔"

"اکل! ادا و دت غصے میں تھی۔ غبے میں بہت ساری باتیں سوچے کچھ بغیر کی جاتی ہیں۔ اور ہم

اے حالات کا کوئی امدازہ ہی نہیں ہے۔ آپ اس کی کمپنی اور مراجع توجیہتے ہیں۔" "عمر اپنے کلپن پر اس کا  
وقایع کر رہا تھا۔

"وہ بھی اس شکار سے باہر نہیں آئی۔ پکھ مرد کے بعد جب وہ نیک ہو گئی۔ تو اپنی اس حرکت کی  
(Absurdity) کو خودی محسوس کر لے گی۔ اس لئے میں آپ سے رنگیت کرنا ہوں کہ آپ اس کا  
سے ابھی کوئی بات نہ کریں۔" ایسا چیز دیرے ایک گمراہ سیلیا۔

"نیک ہے۔ میں اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔ اسے جس اسلام آزاد بھیجا گا۔"

"ہاں، وہ میں کر دوں گا اور گرفتی۔" "عمر نے سکون کا سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"اپنی الحال تو انہیں عساکر کے پاس ہی رہنے دو۔ بعد میں وہ دوامیں پہلی باریں ملیں گی۔" ایسا چیز دیرے کہا۔

"ورسی؟" "عمر نے اس سے پوچھا۔

"تم بھی ابھی وہیں میں مت جاتے۔ جب تک سارا محاذ لکھ کر نہیں ہو جاتا۔ لاہور میں ہی رکھ۔" میں نے  
آنکی میں سے بات کی ہے۔ وہ تھا کہ ایک بھٹکی پہلو کو دو دیں گے۔" وہ اسے جانتے گے۔

"آپ کی جھنس بیٹار کے ساتھ ملا جاتا ہوئی ہوئی ہے؟"

"اگر نہیں۔ شاید کب پارس۔" میں خود بھی اسے حاملہ نہ کر دیں وہ بھی جاؤں گا۔ صورت حال ضرورت  
سے زیادہ خراب ہے۔" عمار کے متعلق پہلے کچھ چونا۔

"کیوں کہا ہوا؟"

"جیسا کہ آپ کا ایک دندر اچھی خوبصورتی ملے اور کل وہ اخیر چھتر سے بل رہے ہیں۔  
اٹھری خوبصورتی آج فون پر جھوٹے بات کی ہے۔ محاذ خاطر مل پکڑ رہا ہے۔"

وہ سمجھنے کے ساتھ اس کی بات تھارا۔

"تم تو کوئی نہ بھی اختیار کا مظاہر نہیں کیا۔"

"مکنی اختیار کیا؟"

"اکٹھے جلدی کہ کر رہا ہے۔"

"اکل! آپ جانتے ہیں۔ ساری صورتی حال کو، ہمارے پاس اور کوئی راست نہیں تھا۔"

"میں جانتا ہوں، اس کے باوجود اسی Poor ہیڈنگ کی ہے تم دلوں نے۔ کہ مجھے تیرہ ایسی ہو رہی  
ہے۔ تم تھوڑے۔ ابھی تھے ہوئے۔ مگر عساکر کی تھیں۔ اسے جو تھا۔" اسے جھوڑے ہیں اس اس  
کے کتاب جھیس سب کچھ کو اپنے میں دھت پڑھ آرہی ہے۔

مرنے عساکر کو کھانا دو، اس کی طرف جھوٹا در شاید اسے ہوئے والی گھنٹکا کچھ امدازہ ہی تھا۔

"جب تم لوگوں کو ان کی تھیٹھی کا پانچ گیا تھا تو بہر قائم سب کو سارے۔ جھنس بیٹار کے پیٹ کو  
دیتے۔ باتیوں کو چوڑو دیتے۔ کم از کم یہ کوچھ پچ ہو گئی ہے ان چاروں فلیٹوں کی۔" یہ تو ہوئی۔

عہاں کے لئے۔  
”میں اس کی طرف سے کوئی رسک اور نہیں کر سکتا ہوں۔۔۔ ایک بار جسٹس نیاز کے اعلیٰ صورت حال پر  
میں اپنے کتابوں ایک دلیل بنے گا۔ اس کا تجھیں اندازہ نہیں ہے۔۔۔ اور مجھے ابھی بھی علیحدہ خود گوہا ہو رہا ہے۔۔۔“  
”عہاں اس سے ذرا نے کی ضرورت نہیں ہے وہ خاصی خوفزدہ ہو چکی ہے۔۔۔ غربے نے اسے تسلی دیئے کی  
کوشش کی۔  
”اگری وہ خوفزدہ ہے۔۔۔ مگر کب تک۔۔۔ کل کو اس کا خوف ختم ہو گیا تو ہم کیا ہوگا اگر اس پر بار بھر  
ہوں رائنس کے درپر ڈنٹا شوہر ہو گے۔۔۔ اور اس نے ایک بار جو جسٹس نیاز کو سب کو کہتا تھا کی کوشش کی۔۔۔  
یا پھر پرنس کی دعویٰ۔۔۔“

”عہاں میں اسے کہا جاؤں گا۔۔۔ وہ کچھ نہیں کرے گی۔۔۔“  
”عمر ایرا کام تم پلے گئی نہیں کر سکے ہو۔۔۔ جب تم آج جس اسے کہنا نگے تھا تو اس نے تمہاری بات  
فہیں سن۔۔۔ اور اسکی بھی اگر وہ یہاں میرے گھر موجود ہے تو تمہاری کسی بات سے قائل ہو کر نہیں بلکہ اس سارے  
ذرا سے سے خوفزدہ ہو کر۔۔۔“  
”تم کی کہنا چاہیے ہو؟“ ”مر ایجاد۔۔۔“  
”میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کل وہ تمہاری باتوں سے قائل نہیں ہوتی۔۔۔ تو ہم دوبارہ کیا ذرا سے  
کریں گے۔۔۔“

”میں اپنا کیر کر کم اکٹھیوہ کی وجہ سے فطرے میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔“  
جیسا نے اپنی جب سے سکرپٹ کا پکنڈ نکال کر ایک سکرپٹ نکالتے ہوئے کہا۔  
”سیری پر موشن فویج ہے اور اپنی تبلیں کا کوئی تحریرے خلاف کسی کے تاخ کا تھیمار بنتے تو پھر۔۔۔“  
اس نے پکٹ عرکی طرف پر جایا۔۔۔ عمر نے پکٹ کر سکت نکال لیا۔۔۔ عہاں نے پکٹ سامنے  
پڑی تخلی پر اکٹھیوہ سے کریت دلوں ہو توں میں دبا کر سلطانے لگا۔۔۔ اس نے بات کی تخلی کرنے۔۔۔ عرکیت  
تھوڑی میں لئے اکٹھیوہ پر رکھ رہا۔۔۔ عہاں نے اپنے عرکی طرف پر جاہادی اور خود سکرپٹ میں دلا کر اپنے تخلی پر رکھ دیا۔  
”اہ۔۔۔ وہ تھاںے خاندان کا ایک حصہ ہے کہ میں اس کے لئے اپنا کیر بڑا نہیں کر سکتا۔۔۔“ عہاں نے  
سماں گوئی کا مظاہرہ کیا۔  
”میں کر سکتا ہوں۔۔۔“ عہرے پے تھا آواز میں صوفی کی پشت سے ایک لگاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری حقیقت پرندی کیوں ختم نہیں ہوتی جا ری۔۔۔“ عہاں نے چیختے ہوئے انداز میں کہا۔  
”میں اس کے بارے میں حقیقت پرند ہوں۔۔۔ اور میں نے نہیں حقیقت ہی بتائی ہے۔۔۔ میں اس کو  
اکی انہیں چھوڑ سکتا۔۔۔“  
”چاہے وہ اس طرح کی حقیقتیں کرے۔۔۔“ عہاں نے چیختے انداز میں کہا۔

”اکل ادھاروں اسی قابل تھے۔۔۔ وہاں ایک درکچہڑنے کا سوال ہی نہیں تھا۔۔۔“  
”جیک ہے گرام لوگوں کو تھی مصلح کا مظاہرہ تو کہا چاہئے تو کھو داسنے دی رجیے۔۔۔ پہلیں کے ہی کو  
المذاکہ کو سارے آپ بیٹھ کر کوئی کہا۔۔۔“  
”یہم نے اس لئے کیا کہیں ہم اس پر بھرت جلدی اور احتیاط سے کہا چاہئے تھے اور ہمیں یہ بھی خدا شہ  
قاکر پلچر رجیے کے المذاکہ پر کچھ اعتماد طریقے سے نہیں کر پائیں گے۔۔۔“  
”تو خود تم لوگوں نے کون سے تیر بارٹے اور سکریں کہاں رہی۔۔۔“ چیف فٹر کے پاس پوری روپرٹ بھی  
ہوئی ہے۔۔۔

”اکل اب اسی چیز کو ہم کیسے روک سکتے تھے۔۔۔ چیف فٹر کے پاس تو روپرٹ جائی ہی تھی اور ہمیں اس  
چیز کا کسی خوف نہیں تھا۔۔۔ وہ کیا کر سکتے ہیں؟“ عمر نے خاصی لاد پر اسے کہا۔  
”کیا کر سکتے ہیں یا نہیں۔۔۔ یہ بعد میں ہی پتا چلتے گا۔۔۔ فی الحال تو میں آج اپنے کہو دستوں سے بات  
کر رہا ہوں۔۔۔ اب یہ پر شکری ہے۔۔۔“

”آپ نے چیف فٹر سے کیا کہا؟“  
”چیف فٹر کی صحیح تھی ہی زیادہ فکر نہیں ہے اور وہ ہی وہ مدارسے لئے زیادہ سلک کر لے گا۔۔۔ میں  
ان چاروں فلمیں کا ہے خاص طور پر جسٹس نیاز اور جیمز آف کار مرس کے داکی اس پر بینے ملکت کا۔۔۔“ وہ بات کرتے  
کرتے رک گئے۔۔۔

”میں تم لوگوں سے بعد میں بات کروں گا۔۔۔ فی الحال ایک کال آری ہے بہرے لئے۔۔۔“  
”مرنے آئیں فون بند کر جائے۔۔۔ ایک گھری ساقی سے مبارکہ کیا کہا۔۔۔ اس نے مبارکہ داہم عہاں کی طرف بڑھا دیا۔  
”پہاڑ کا کہہ ہے تھے کہ محلہ کاٹی مطلی بکدا جا رہا ہے۔۔۔“  
”To hell with it“ عہاں نے نظر سے اپنے ہونٹ کھوڑتے ہوئے کہا۔۔۔ جسمیں انہوں نے  
لاہور میں رکنے کے لئے کہا ہے۔۔۔

”ہاں بار بار آتے جائے سے بہرے ہے کہ ایک بار ہی سب کچھ ختم کر کے داکی جاؤ۔۔۔ انہوں نے شاید آئی  
می سے بات بھی کی ہے۔۔۔ میری بھتی کے لئے۔۔۔“ عمر نے صوفی تم روز اور کوئی آنکھیں بند کر تھے ہوئے کہا۔  
”کیا حمیں بیعنی ہے۔۔۔ علیرہ جسٹس نیاز سے دیا ہو رہا کہ نہیں کرے گی؟“ چند لوگوں کی  
خاموشی کے بعد عہاں نے اس سے کہا۔

”مرنے آکھیں کھول دیں۔۔۔ اسے رابطہ کرنا تو نہیں چاہئے۔۔۔“  
”عہاں۔۔۔“ ”چاہے۔۔۔ کافیں پر چھرا ہوں۔۔۔ وہ رابطہ کرے گی یا نہیں۔۔۔ میں واضح لفظوں میں  
جاہاب چاہتا ہوں۔۔۔“  
”عہاں یہ۔۔۔“ عہرے کو ہر خاموشی سے اسے دیکھا رہا۔۔۔ پھر اس نے کچھ کہنا پڑا اگر اس سے پہلے

اس نے اب ہاتھ میں پکارا جو سگرٹ سانستے پڑے ہوئے ایش روئے میں اچھا دیا۔  
”میں اس کی درست شہلا سے بھی بات کروں گا۔ وہ بھی اس سے بات کرے گی۔ میں بھی وہ تو فتاں  
سے رابطہ کر سا رہوں گا۔“

وہ بولتا ہوا سگرٹ کھرا ہو گیا۔ عجائب ہی انھیں کھرا ہو گیا۔

”تم تینیں رہ جاؤں تو ہونے تی والی ہے۔ اب ہوں کہاں جاؤ گے؟“  
”پس۔ مجھے چاہا ہے۔ کچھ کام ہے مجھے۔ دیسے ہیں ہوں میں زیادہ آدمام سے ہوتا ہوں میں۔“ اس  
لئے مکراتا ہوا گیا۔ مہاس کے ساتھ چلتے گا۔

باہر پڑتے ہوئے اس نے مرے کہا۔ ”بیری بات پر غور رہو رکھا۔“

”کس بات پر؟“  
”علیہ و ساتھ خداوی پر۔“

”میں بہت پہلے اس پر فر کر چکا ہوں۔“

”چھوڑ۔“

”جھیں تا تو میا ہے۔“

عجائب نے ایک گمراہ سانس لیا۔ ”تم زندگی میں ایک کے بعد ایک ہے تو فی کر رہے ہو۔۔۔ کسی دن  
ایمانداری سے اپنا بھجو یہ کرنا۔۔۔ شاید جھیں یہ پاہل جائے کہ بعض دن وروں کا مشورہ مان لیتا چاہئے۔“ مہاس  
نے اس کے دلوں کو ہون پر تکھر کر کے ہوئے پہلا سادا ذراں کر لیا۔

”تم دروں ایک درو سے کے ساتھ بہت اچھی زندگی گزار سکتے ہو۔۔۔ صرف تم ہی اسے پسند نہیں  
کرتے۔ وہ بھی کرتی ہے۔“

مرہ اس بات پر کچھ کہنے کے بجائے صرف سکر دیا۔

”کسی دل کی وجہ پر بھی تکریب میں جھیں فون کروں گا۔“

عجائب کے اس کے کندھے کو پہلا ساتھ تھلا۔

”ایک بار ہر مرضوں بدل رہے ہو تم۔۔۔ نیک ہے تھاری مر منی۔“

عججب اس پر کچھ کہنے اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

☆☆☆

”تم مجھے یہ تاوا کریں اس سارے سلسلے میں تھاری کیا مدد کر سکا ہوں؟“  
جاںوالیں لکھل کر یا یا زید جید کے ساتھ ہوتے والی لی چڑھی گھٹکے کے بعد کہا۔ وہ یا زید جید کے فرست کزن  
تھے اور سی بی آر میں ایک الی عمدے پر قائم تھے۔ یا زید جید کو کچھ درپلے ہوں تے فون کیا تھا۔  
پچھلے چند دنوں میں ایا زید بہت سارے رشتہ داروں، کوکیزوں اور دشمنوں کے ساتھ مسلسل رابطہ میں

”دہ آئندہ ایسا پکھنیں کرے گی۔ میں جھیں یقین دلاتا ہوں۔“

مہاس پکھوڑ کر اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

”شاید یہوں نہیں کرے گی؟“ عمر نے جو رفیق سے اس کا مادر دیکھا۔

”کیا اختلاف سوال ہے۔۔۔ اس ساری لگنگ کے دروان بیری شادی کہاں سے آئی؟“

”میں تھاری اور طیاری کی شادی کی بات کر رہا ہوں۔“ مہاس نے اسی انداز میں کہا۔

”کم آں۔“ عمر نے سگرٹ کا ایش روئے میں بچھتے ہوئے سگرٹ کے سیکھ کے ایک اور سگرٹ نہال لیا۔

”مہاس اکوئی اور بات کرو۔“

”کیوں؟ یہ کیوں نہیں چاہئے اس کے ساتھ۔۔۔ بلکہ اٹھر اسٹینگ میں۔“

”میں شادی کر سکتی چاہئے اس کے ساتھ۔“

”مہاس! ابھر کے اور بات کر رہے ہے۔۔۔ عمر کا چہرہ سپاٹ تھا۔“ اور تم اب جو کچھ کہ رہے ہو۔۔۔ اس کا

اس سے کوئی تعجب نہیں ہے۔“

”عقلت ہے۔“

”کیا عقلت ہے؟“ عمر نے دوپہر کہا۔

”تم سے شادی ہونے کے بعدہ اس سارے ماقبل کے بارے میں کسی سے بات نہیں کرے گی۔“

”تم کیسے کہہ سکتے ہو؟“

”اپنے شوہر کو کہت میں کیسے کہیں گی؟ میں پھنسوں گا تو تم میں تو پھنسو می۔۔۔ اور علیہ وہ نہیں کرے

گی۔۔۔ اس کے بارے میں پھر کہتے ہیں۔“

”غم ایسی نہیں نہیں کر رہا ہوں۔“ مہاس نے اس کی بے قبیلی بھروسی کی۔

”میں جانتا ہوں۔“ عمر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

”وہ اچھی بُکی ہے۔“

”میں یہی بُکی ہانتا ہوں۔“

”تم دروں ساتھ خوش رہ سکتے ہو۔“

”بُکی۔“ اس نے بُکی کی علوفت کی کہا۔ ”ہم ایک ساتھ خوش بُکی رہ سکتے۔“

”کیوں؟“ مہاس نے اسے خود سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ سب پھرور۔۔۔ اسلام آباد میں بھی اسی کو عمر صد اس پر چلک رکھتا۔“ عمر نے یہیں مرضوں بدل دیا۔

”جس خیار کے آپ پر کوئی بُکا کا اس سلسلے میں احتیاط کرے۔۔۔ علیہ وہ کی آذان بچاتا ہے۔۔۔ آئندہ

بھی اگر بھی وہ کال کرے تو جس نیاز سے رابطہ کر داٹنے کے بجائے خود ہی بات کر لے۔“

”ہست کا ہام آباد مجبر آف کامرس کا عمدہے دار تھا۔

”خالی ذوق کے طبق سے می پر بیان نہیں ہوتا مگر اگر ان لوگوں نے کوئی اسٹرائیک یا جلوں لامچ کرنے کی کوشش کی تو ہم صورت حال خاصی خوب ہوگی۔ میں یا پہلے اس سارے معاشرے کو متھنے کو بھتی لامس کر رہا ہے، انہیں اور فروخت پیچہ اسٹاف جائے گا۔“

”ایاز خواہ خود کو پڑھان ہو رہے ہو۔ قاسم خاصا پاٹاڑوی ہے۔ مگر جو جاں ایک الگی کی اسٹرائیک کا عنق ہے تو مجھے یہ مکنون نہیں آتا۔ جیسا جیسے اکٹھر تقریب ہیں اور کام کا غافل گروپ خاص معمول ہے۔ عام خیال یہاں ہے کہ آئندے والے ایکٹھن میں خالف گروپ لینے و سوچ کرے گا۔“ قاسم ویسے بھی آئندہ اکٹھر میں حصہ لے رہا ہے۔ الگی صورت حال میں جیسے کریکٹ پورٹ اس کے پاس ہے۔ یہ تو بہت کیفر ہے۔“ مایوس نے صورت حال کا گھر جو کہ کرتے ہوئے کہا۔

”جسیں ذوق کو بکھرنا گا کہ وہ اس سطھے میں خالف گروپ سے بات کرے۔“ یاڑی کا ایک بلکہ پہلا کیاں تو آج کے اندر میں بھی خاص میں اس نے دے لئے تھوں میں کہا ہے کہ جیسے کریکٹ کے ذاتی معاشرات کے لئے استعمال نہیں ہوتا چاہیے اور اس کا اشارہ قاسم کے بیٹے کی سوت کے سطھے میں جانے والے ان دونوں طرف ہتھیں تھے۔“

”مکن جیسے کہ بہت سے لوگ جو موسمی بیانات دے رہے ہیں اور تو اور یہ بیٹیں ہوئیں میں ان کے بارے میں کیا کہو کے؟“ یاڑی جیسے کہہ دے کرہے۔

”اداہ یا بیانات اور قراردادوں کو جھوڑو۔۔۔ اخباری بیانات کی دلبوکی کیا ہوتی ہے۔۔۔ آج ان کے چار بیانات شائع ہو رہے ہیں بلکہ کوئی نہ ہمارے آئندے شائع ہو جائیں گے۔۔۔ میں نے یاڑی کے بیان کی بات اس لئے کہ جیسیں جیسے کریکٹ کا نامہ اخخار کا بارے میں تھا دوں، جس کے بارے میں قلم قریدہ ہے۔۔۔ اسچے خانے اخلاقات ہیں قاسم اور یاڑی کے گروپ میں اور۔۔۔ جوں جوں وقت گز رے گا یہ پوریں گے۔۔۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اسٹرائیک یا جاؤں کی نوبت آئی ہے۔۔۔“ مایوس کے لیے جوں لپاڑا ہوئی۔

”میں پہنچ گئی پھاتا ہوں کہ قاسم کے لیکن ریز نہ کوئی بار پھر دیکھا جائے بلکہ اگر کوئی آفسر پر بیڑے ہو جائیں تو اور یہی بہتر ہے۔۔۔“

”وکیوں اس کو نہیں بھی پہنچا ہوں۔۔۔ ریز نہ کردا جا ہوں مگر کیا وہ اس پر اور نہیں بھرے گا؟“

”مجھے اس کے گھنے کی پوچشیں ہے۔۔۔ میں اس حوالے سے پڑھان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔“

”لیکن یہ، میں کل جسی کی کام کردا جا ہوں میکن بھی کوئی منسلک نہ کرے۔۔۔“ قاسم درانی کی Pay Pal پر ہے وہ اور قاسم پیدھا سے یہ کھرے گا۔“ مایوس نے اس علاقتے کے انکلیں کش کر کا ہام لیا جاں ہام کی فلٹر جانی شروع۔

”یعنی کو سارا مسئلہ ہیاڑ۔۔۔ اسے کہ کر یا تو وہ پھندوں کی چھٹی لے کر کہیں چلا جائے۔۔۔ یا پھر قام کو

سچے۔۔۔ اخبارات میں یہ ایکٹھل ساختے آئے پر اور میاں کی اس میں افراد میں کی خبر پاختے ہی یہ روابط شروع ہو گئے۔۔۔ ہر ایک اٹھنے پر تھا اور مدد کا تھیں لارہا تھا اور میاں جیسے ہمیں طرح جانتے تھے کہ صرف خالی خالی باشم نہیں ہیں۔۔۔ وہ لوگ اوقیانور تھے پرانے کے بیٹے کی مدد کرنا چاہرے تھے۔

”میں چاتا ہوں، قاسم درانی کو پہنچل کرنے میں تم سری مدد کرو۔“ یاڑی جیسے ان کی پیشش پر کہا۔

”کس طرح کی مدد؟“

”اس کی پیشش کی تھیں فلکل کوڑا ایک بار پھر کولو۔۔۔“ مکن کے مقابلے میں ریکریکا کیا ہے اس کا؟“

”مایوس نے ایک بلکہ ساتھی کیا۔“ کیسا ہو سکتا ہے؟۔۔۔ بھی ویسا ہی ہے جیسا جیسے اف کامرس کے کسی بھی مددے والا ہو سکتا ہے۔۔۔ جو تھا اسکا اپنے پرچھا۔

”لیکن بھائی صاف نہیں ہیں اس کے؟“

”جیسے قیصل کا تو پڑا۔۔۔“ مکریہرا خیال ہے، یہی ان ایکٹھل میں شامل ہے جو پہلیکل فوری کی وجہ سے پھانہ ہے۔۔۔ پامن شرکی پاری کو فنڈ خاصی لبی پڑی تو قدم در جا رہا ہے۔

”تم ذاتی طور پر کہن جائے اسے؟“

”نہیں۔۔۔ دو چار پارٹیز میں سلام دعا ضرور ہوئی ہے اور پھر سے داقت ہوں مگر کوئی لبے چڑے روایات نہیں ہیں اس کے ساتھ۔۔۔“ مایوس نے تباہ۔

”تہرا کیا خالی ہے، اس کے بھنگر ریکاڑ کی پھان میں شروع ہے۔۔۔“ اپنے سے ماغلتوں کیتھے ہے؟“

”یہ قطب شہر ہے۔۔۔ میں نے جیسیں چالیا کرنا ہی بڑی رقم دوست کرنا ہے پامن شرکی پاری کی۔۔۔“

”ہماں نے اپنی رائے دی۔۔۔“

”دیکھو، میں کوئی اس کے تھکن کے معاشرات نہیں کردا نہیں چاہتا، نہیں میں اس کے خلاف تھارے دیکھا رہتے کی طرف سے کوئی کسی کردا نہیں چاہتا ہوں۔“

”تو پھر؟“

”میں صرف ذری طور پر اسے پیریڑا کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ جیسے کے جو دوسرے لوگ کہنے لیں، انہیں تھوڑا سا خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔“ یاڑی جیسے ان کے ساتھ اپنے کوئی مغلیں اسکے کردنے کے ہوئے کہا۔

”اپنے بھرپور تھے جھے چالیا کے جیسے کریکٹ و فٹنے اسی کی وجہ سے اسی سارے مقابلے پانچ اتنا جھانجہ پھانے کے لئے ان سے اپنے کھنڈ لی ہے۔۔۔ اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ یہ اسلام آباد جیسے کریکٹ کام سطھے میں پیریڑا کرنا۔۔۔“

”تم اسلام آباد جیسے کریکٹ کو مدد کرو۔۔۔ سیلان سے بات کروں گا میں۔۔۔ وہ وہاں لکی کریکٹ شیڈ ہونے دے گا۔۔۔“ ہر میں بھی اور کیا ہوں۔۔۔ پریٹھی والی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ مایوس نے اپنے ایک

سماں طے کر دادیں۔ فی الحال جنس نیاز اس پر رضا مند نہیں ہے۔ اس کا مطالبہ ہے کہ پہلے جس اور عزم کو مغلب کیا جائے۔ اس کے بعد چیر کچھ طے ہو گا۔ اور میں ان دونوں کا سروں پر لیکا خوب نہیں ہونے دوں گا۔“  
ایاز حیدر نے کہا۔

”دوست دری، کچھ نہیں ہو گا۔ جنس نیاز کو یہی بھی الامم لافت میں رہنے کا سخن ہے، ہر دو چار ماہ کے بعد کوئی نہ کوئی ایسے نیاز ہوتا ہے اس نے۔ اس پر پس کوچھ کی طرح استہان کرے گا تو خاصا پچھتائے گا۔“ ہمیں تکلیف نے فون بند کرنے پر پہلے آفری بلڈ ادا کیا۔



اگلے دن شام کی قلاعٹ سے دو اسلام آباد پہنچی۔ ایاز حیدر کے ذرا سخت نے اپنے پورٹ پر اسے رسیو کیا اور گرفتہ پورس نے ایاز حیدر کی بھی کوئی تھکر پیدا۔

ریڈ میلک سلیک کے بعد دو جان پھلی تھی کہ ایاز حیدر لاہور میں تھے اور انہیں ابھی چڑون و جس رہتا تھا۔ ایاز حیدر کی بھی سے بات کر کے اسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ پھلے کچھ بڑوں کے واقعات میں علیور کی اولاد مٹ کے بارے میں پہنچنے چاہی تھیں۔ انہیں صرف اتنا تھا کہ لاہور والے اگر پکھ دوکوں نے لئے کیا تھا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے ڈاؤ اور علیور نے وہ گھر چھوڑ دیا ہے۔ مرست وغیرہ ہو جانے کے بعد وہ دونوں داہیں دہان پلی جائیں گے۔

وہ علیور سے ہونے والے تھان کے بارے میں پچھی رہیں اور اپنے افسوس کا انہصار کرتی رہیں۔ ”اوے یادیا اذ کا توت پر پھر ہی مت۔“ لاہور کے حالت تو خوب پہلے یہی خانے فراب ہیں گمراہ اسلام آباد بھی محفوظ نہیں ہے۔ پر چوری اب پہنچ علاطہ میں ہو رہی ہے۔“ وہ چائے پینے کے دروازے اپنے بے لگ تبرے سے لوزی ری۔

علیور کوکش کے باوجود ان کی ہاتھی نت قبور سے سن کی اور دنیا نتکوں میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہ کر سکی۔ جھلیک رات ابھی بھی پوری طریقہ اُس کے خواص پر اٹھا دیا ہو رہی تھی اور رہی کی سرس اس دفاتر کی موجوں کی پوری کری تھی۔ نہ دارستہ، نہ دیواری تھی۔ نہ زردی۔ نہ پیش تھا۔ دوپتی فیلٹنگ کر پہنچا نہیں پاری تھی۔“ نہیں اتنیں کوئی نام دے پاری تھی۔

چل جالیا ایک کوہتہ جلدی اس کی غائبانی کا احساس ہو گیا۔ ”تم آرام کرو۔“ پیغام کھل گئی۔“ طے کیا تھے؟“ طے کیے تھے ایسے اختیار شکار کھانا دار ایکا۔ جھلکی کے ملاوے اسے اس وقت کی چوری کی ضرورت نہیں تھی۔ اگلے کوئی رون وہ اخبار کھانی تھی۔ عمر اور جس کی باتاں تکلیف تھی۔ کسی بھی اخبار میں جنس نیاز کے ساتھ ذوق کی کچھ نہیں تھے۔ فہ اندھوں نہیں لکھ سکی اسے اس سے خوشی ہوئی تھی۔ یا بایہی۔

اگلے چند دنوں کے بعد ایاز حیدر اسلام آباد وہیں آگئے تھے۔ ان کے دریے سے علیور کا احساس نہیں ہوا

پاکل نظر انداز کرے، اس کے رابطہ کرنے پر بھی اس سے بات نہ کرے اور اگر جو براۓ قائم سے بات کرنی پڑے جائے تو چھڑاں مول کرے۔ قام سے کہے کہ سب کچھ اوپر سے ہو جائے۔ اس کے تھقہ میں کوئی نہیں ہے۔“ ”قام اسے کاچا چاچائے گا۔“ وہ ہر ماں لاکوں دے رہا ہے۔ اسے ضرورت پڑنے پر جو اس کے کام نہ آیا تو وہ تو برداشت نہیں کرے گا۔ میں بھی کہتا ہوں کہ مجھ کو جو حقیقی لیے پر بجور کر جو ہوں۔“ ہمیں نے کہا۔ ”میک ہے جو بھی پاہو کرو۔“ مگر جلدی کرو۔“ اور مجھے قام درافن کے انکیں پکھ ریڑنے کی کچھ کا جائز چاہیں۔“

”کیوں؟“

”پورس کے لئے۔“

”مگر تو کوئی نیتش بھی ہوئی ہیں، میں جھیں دے بھی دوں تو پریس دالے اعتراف کریں گے انہیں تکب بوجا اور پھر وہ واقعی سمجھیں کے قام کے دھوکے دھوکے میں حقیقت ہے اور پورس کی اسے پیشان کر دیتے۔ انکی پکھ دالے جان بوجھ کر اس وقت پکھ کے صالحے کے گزے سے مرد اکاہار سے اڑا رہے ہیں۔“ ”ہمیں ادھ سب میں دیکھ لیں گا۔“ پر پکھ میں ہیں کچھ سمرے جانے دالے۔“ وہ سب کچھ سنبھال لیں گے۔“ ایاز حیدر نے لاد کی کہا۔

”اوے۔“ میں پھر کل تم سے درباڑ کا تھیک کرنا ہوں اور جھیں آگے کی صورت حال تاہوں ہوں۔ جن میں جھیں تاہوں کر اس کے پکھ کے سماتھات انتہے ختاب ہیں کہ اسے پچانے کے لئے بوجوڑ کر کی کے اندر کے بہت سے لوگ سامنے آ جائیں گے۔ جن کی حد میں اس نے پھلے میں پہنچنے والیں پہنچا۔“ بھر جھیں ہی خاصی ہیافت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔“ ہمیں نے اپنے خدھ سے آ گاہ کیا۔“ ”مجھے اس کے پکھ کے سماتھات تھیں کہ اس کے حملات میک کروانے میں کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ میں اس کے پکھ زکو بھاڑ میں پیک دوں گا اور یہ بیچ ان Big wigs کا اچھی طرح سمجھا کر جو۔“ قام اس تھانے پر قائم کرے۔“ میں اس کے پکھ اپنے بیچ دوں گا ساملے سے کافانا چاٹتا ہوں۔“

”تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ سب کئے دن چلے گا؟“ ہمیں نے کچھ سچے ہوئے پوچھا۔“ ”جسے کوئی کام اور جس نیاز کے لامبا پر محصر ہے۔“ ایاز حیدر نے کہا۔

”قام کوہس طرح بکار کر لے۔“ جن پھل نیاز کے لئے کیا کرو گے؟“ ہمیں نے پوچھا۔“ ”جس نیاز کے بارے میں خاصی خبریں ہیں میرے پاس۔“ تمہارے کافی کام آئی گی۔“ اضافہ

”پچھے میں خاصی ثہرت حاصل ہے اس آئی کو۔“

”اس کا یہ جو والہ میرے لئے بھی پوچھنے نہیں ہے۔“ ”چپ فشر کے ساتھ اگلی بیٹھ کب ہے تمہاری؟“ ”اس کے بارے میں مجھے ہائیں۔“ وہ کوکھ کر رہے ہیں کہ مجھے اور جس نیاز کو آئنے ساتھے شاکر

"پانچ بار ہوئی کرنا بہت آسان ہوتا ہے، یہ کام کوئی بھی کر سکتا ہے۔ مگر ستم کو دنیا بدلنے کے لئے ایک چھوٹا ساقدم اخانا ہے کہ آسان نہیں ہوتا۔" بہت حرص پلے عمر کی ہوئی تکمیل اسے بار بار آدایں۔ جو تحریر اسے اس وقت اور خود فرض کرنے کا خدا واب کس قدر گر رہا تھا۔ یہ صرف دی جانی گئی۔ "چیز دن کو پہنچ کر اور ہات ہے۔ اٹھا کر بیکھ دینا اور۔۔۔ یہ حقیقت مان لئی جائے کہ کم از کم ہماری کلاس اس ستم کو بڑے لئے کیا ایڈٹ، مالی احیت یا شاید جوہریں رکھتی۔ کوئی شخص اسی کوئی نہیں کہتا جائے۔ جس پر خود سوال ہو۔۔۔ اور ہماری کلاس کی دوسرے کوی ستم بڑے لئے تکمیل دے گئی۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو بھی دینے کا نہیں دیکھتا جس پر دوسرے کوی ستم بڑے لئے تکمیل دے گئی۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو بھی دینے کا نہیں۔ یہ You miss I hit! دنی میں سوتھ طالب ہے۔۔۔ ہماری کلاس کی خوش تیزی۔۔۔

وہ اس وقت بھل دنگداں کی باتوں سے اتناق نہیں کرتی تھی۔ پھر وندھ بھٹ کرتی۔ یا پھر ناپسندیدگی کے انہار کے لئے خاموش ہو جاتی، وہاب ان ساری باتوں کے بارے میں سوچ کر صرف شرمندہ ہوتی تھی۔ اسے شبہار میزیر والا واقعہ اچھی رنج یاد آتا۔ اس وقت اس عرصے تھا تو اسی کا اس نے یا اسکل سے کچھ دماغز نہیں کیا۔ سب کوئے سبک اور کوئت سبک کیوں نہیں لے گا۔

اب خود ایاں چیر کے مگر بیٹھے دھلات کی تم طریقی پر تھا ان ہوئی۔ وہ عمر سے کسی بھی طرح مختلف ہابت  
میں ہوئی تھی۔ جب اسی زندگی خطرے میں نظر آنے لگی تو وہ کہی کہ روز را زان کرنے سے رنج بھوکی تھی۔

"زندگی بڑی شرمندہ کو دانتے والی نیت ہے۔ تم میں یا کوئی بھی اہم سب ایکس ہی محولے میں موجود ہیں اور کوئی بھی اہم میں سے اتنا قابل جاتا۔ کوئی نیچے کڑے ہو کر درود رکھنا یا عسان کا سکن خیچنے کا کام براہم صہرا زادہ اور تکلیف دہ کام ہوتا ہے۔ کم از کم جو میں یہ ڈھونڈتا ہوں۔ اسے عمر کی باقی میں اپ کھوئیں آر جیں۔"

☆☆☆  
”میں تم لوگوں کی ہاتھ پر قلعائیں نہیں کر سکتا۔ تم اور تمہارے بیٹے کے پاس جھوٹ کے ملاوہ اور کچھ ہے یعنی نہیں۔“ جملہ نیاز پڑھنے شتر کی موجودگی کی پروپا کے بغیر ایسا جیدر اور عباس پر اختتال کے عالم میں چارا رہے تھے۔  
وہ چاروں گل دلت چیف شتر کی رائی گدھ پر موجود تھے۔ ایسا جیدر اور عباس بڑے سکون اور جس کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنگ نیاز کے اہم اہم اور دلچار کوں رہے تھے۔ چیف شتر ہمارا جنگ نیاز کا اختتال کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ یہ نہ کر رہے ہوئے تو شاید جنگ نیاز یقیناً اب تک ایسا جیدر اور عباس کے ساتھ باقاعدی کر رہے ہوئے۔

"بیزار صاحب! آپ دکھیں... بھری تھیں... میں آپ کے چند بات کہتا ہوں مگر دکھیں۔ اس طرح سب کو کیسے طے ہوگا۔ آپ دوسری فرشت آرام سے ایک دوسرے کی بات تھیں۔ چیز فخر نے اس کا پاہد پہنچانے کی ایک اور کوشش کی۔

"آپ سچے کہر ہے یعنی کہ میں بات سنوں۔ میں بھروسہ خلیل کا طالبہ کروں۔" جملہ بیزار کی کیا بات

کہ وہ پکی بھی جائے تھے وہ کم از کم اس محاں میں خدا کا شکر کار کری تھی۔ مگر وہ عباس نے اس محاں میں اسے پچالی تھاں کم از کم دینی کرکری تھی۔

لیاز خیر کے کمر پر ہوتے۔ علیہ سارے دن رکھتے ہیں کامیابی پر ہوتے دلت گردانی۔ یا ہر دنوں بہت کم کم ہر ہوتے۔ ملکے سارے دن رکھتے ہیں کامیابی پر ہوتے دلت گردانی۔ یا ہر لانگ ڈرائیور پر ٹکل جاتی۔ رات کے وقت بکلید اور لیاز خیر کے آٹھ ان مختلف نوڑز سماں ساتھ میں جاتے چلاں وہ مدد گرو ہوتے۔ وہ دوسرے بہت سوچتے اور بہت کم کم ایک کوئی رات بوقتی جب وہ کہیں نہ کہیں مدد گرو ہوتے۔ علیہ سماں دن فتوحی سے ان کے ساتھ جاتی اور دفعہ دفعہ لیاز خیر کے اصرار پر زور دیتی۔ وہ دوسرے آپسے اسے بہت ساری فضیلیت کے ساتھ خارج کر دیتے۔

عمر اسے ودقانو قیامت کرن کرتا تھا۔

عمر اسے دیکھ فیض فون کرتا رہتا تھا۔

”میں واپس کہ آؤں گی؟“ وہ ہر بار اس سے ایک ہی سوال کرتی۔

“نیکی کوچک نیز نیست، اما کمی بزرگ است و شاید کمتر

پھر آہستہ آہست اس کی کارہ میں آئے والا وقف بڑھنے لگا، لیکن ہر براکل آئے پر اس کی آواز اور بجھے اتنی گرم جوشی ہوئی کہ سڑک پر خلاصت کرنے کا چال مل جائیا تھا۔ اسکا ایسا کام کی تعلیم تھا کہ کوئی نہ کر دے۔

وہ ناٹو اور شہلا سے بھی مسلسل رابطے میں تھی۔ اپنے روزگار کا بھی اسے شہلا کے ذریعے تھی پا چلا تھا لامہروانیں جانے کے لئے اس کی ہے نالی میں، اضافہ ہو گیا تھا۔

غرنے سے ہمارک بادیتے کے لئے فون کیا۔ ”امی پکھ بخت گھنیں گے۔۔۔ وہاں کچھ مرمت ہو رہی ہے۔۔۔ اس لئے وہاں تو میں تمہر کوں جی۔۔۔ عباس کے ہاں ہر رکا پڑے گا جھنیں۔۔۔ یا مجھم میرے پاس آ جاؤ۔۔۔ غرنے ایک بار پھر اس کے سوال پکارا۔

”میں پھر میں اسلام آباد میں رہتی ہوں تھاں اپنے مجھے یہ بتا دی کہ یہ مرست کس قسم ہوگی؟“  
”بہت جلدی... میں چانتا ہوں... خدا میں آتا رہتی ہوں...“ مجھے عرب کام ختم ہوا میں تھاں بنا کر  
گئی۔ ”مرست آجاتا...“ میرے اپکے سارے شعر اور ادا کرنے کا لائی

علیہ نے اسلام آباد آنے کے بعد عمر سے دوبارہ اس سارے معاشرے کے ہمارے میں باتیں کی۔ اسے تجسس تواریخ اخبارات میں لکھنے والی ملٹی خبروں نے اس تجسس کو دریافت کیا تھا۔ مگر وہ اپنے اندر اتنی ہم فضیل پائی تھی کہ عربی عرب اس سے اس ساری صورت حال کے ہمارے میں پہنچے۔

مگر یک دم اخباروں میں اس سارے ماحلے کے بارے میں خبریں آئانہ ہو گئیں۔ کچھِ دنوں کے بعد اسے پاٹاپلا کر عباس جیدر ایک سال کی چھٹی لے کر اگلینہ کراہی لوگوں کا کوئی کرس کرنے نہیں تھا۔ اس کی چھٹی خداوندی سے پہلے اس کی پوری دوسری ہو گئی تھی۔ علیگوہ کو اندازہ ہو گیا کہ سارے کمیں ختم ہو چکا۔ مگر اسی اپنے پر داں لے شیر میں ہی پوتھل تھا۔ علیگوہ اک احساس جنمیں کھو رکا تھا تو ہو گیا۔

آپ کا عہدہ تھا۔ ورنلاہور کی ساری پیلس کو اس کے اور اس کے دوستوں کے بارے میں بہت کچھ ہاے۔ ”اس بارا براز خیر کی آواز بھی بلند تھی۔

”اپ کو اپنے بیٹے کی موت کی بہت تکلیف ہے اور مجھے اپنی بھائی کی بے عزتی کا کوئی دکھ نہیں ہوا جائے۔“

"میرے بیٹے نے تمہاری بھائی کی کوئی بے عرتی نہیں کی اس نے صرف اس کا تعقیب کیا۔" "Your son raped my niece."

☆☆☆

"علیرضا بھورن پالوں کی میرے ساتھ؟" اس شامِ جیگلہ آنی نے فرنگیل پر اچاکم اس سے کہا۔  
ایازدیر کش کو پرانی بیٹل خیار کانی توں کے بعد غافل میمول جیگلہ آنی اس کے ساتھ گھری ہی فرنگ

”بھور بن کس لئے؟“ علمی و کوچھ تجزیہ

”دوسرا یک انگریز دہاں پر..... اسدا نانت علی خان اور طاہرہ سید کے ساتھ۔۔۔ کس لے؟“

فندز رنگ کر دے ہیں ہم اس اولیٰ دفعہ کے لئے۔ ”انہوں نے شکاب کے ٹکڑے کرتے ہوئے کہا۔  
تو سال اسلام آرام ۲۰۱۴ء کے لئے میرزا نے نیک کام کیا۔

"جست قارے سے جی..... آئں کل، باہا کاموں بہت خوگھوار ہے۔ وہنکن گلک کے پھر کام اصرار تھا کہ  
کشش دین اور اپنی کامی جائے۔ انہیں نے تفصیل تھاتے ہوئے کہا۔ دودون کے لئے اپنی آٹھ رہبے گی جسیں تو  
دیسے گئی میڑک سے خامی دھکی ہے۔ "انہیں کہا۔  
"اٹکل کی چار ہے جس کی؟" "علیمہ نے پوچھا۔

"بیاڑ؟ تکس وہ بھیل جا رہا ہے..... ایک دن کی ہوتی تو شاید اس کا مروٹ بن بھی جاتا گردودن کے لئے ہاں رکنا تو خاص مشکل ہے گا..... کر لئے "

میک ہے، میں چلوں گی۔ ”علیہ دنے کو ہو چکے ہوئے۔ ”جانا کب ہے؟“

گلے و یک اینڈر قوت میں والہوں جانا چاہتی ہوں۔“

عسل، بیدے کے پچھے جوں لرہا۔ ایسا نئے تو ٹھہارے و اپس جانے کے ہارے میں کوئی نہیں کی۔  
بی عباس نے اس سلسلے میں کچھ کہا۔

”تم بورہ ہوئی ہو یہاں پر؟“ بجیل نے اچانک پوچھا۔  
”میں بورہ نہیں ہو رہی..... کر کچھ کرنا چاہتی ہیں.....“ کہا۔

پر اور مشتعل ہوئے۔ ”میرا جوان اور معموم بیٹا اس نے مار دیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں چلاوں بھی نہ۔“

بسیارے عجائب و فوکی ویچے ہوئے تھے۔ چکناؤں کے سے عجائب لے پڑے گا رکن بدیل یا۔  
”سر! گالی نہ دیں..... گالی کے بغیر بات کریں، میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن گالیاں کھانے کے

لے ہم لوگ بیان کئی آئے ہیں۔ یا زیدورنے یک دم جس نیاز خاطر لرتے ہوئے ہما۔  
”تم میرے پورے خاندان کو پریس کے ذریعے ایکٹنڈ لائز کر رہے ہو..... میرے ہمیں کوگر سے انکار

تمہارے میں نے جھلک پوئیں مقابلوں میں مار دیا اور میں تمہارے میں کوگاں تک بیس دے سکتا۔ ”  
”جو کچھ ہوا مجھے اور عباں کو اس پر انسوں ہے..... مگر جو کچھ آپ کے میں نے کیا وہ بھی.....“

جس نیاز نہ غسل کے عالم میں ایا زحیر کی بات کاٹ دی۔ ”کیا کیا میرے بیٹے نے ..... بلوکیا کیا کیا تھا  
میرے بیٹے نے؟“

”میں آپ کو بتاچکا ہوں، آپ کے میئنے کیا کیا تھا۔“  
”تم کبوس کرتے ہو..... جھوٹ بولتے ہو۔“

”بچے نہ گواں کرنے کی ضرورت ہے نہ مجھوں بولنے کی..... جب انسان کے پاس ٹوٹ اور ٹھاٹنے کی توانی سے بے ذرگ نہ کر سکتا ہے۔“

"تم اور تمہارے شوہر اور حلقہ ..... میں بے وقوف نہیں ہوں۔"

”میرے میئے نے گمراہنے کے بعد مجھ سے پکوچتا یا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا اس نے ایک لڑکی کا صرف کہا تھا۔“

”آپ کے بیٹے نے آپ سے جھوٹ بولا تھا۔“ ایاز حیدر نے پر سکون انداز میں کہا۔

نیں۔۔۔ اس لئے جو سے لوگ بہت نیں بولا۔۔۔ تھے اس لئے ایک ایک لفظ پر اخبار ہے۔۔۔ بس نیاز  
لے اپنی پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر ہے، آپ اس کے مظہروں کے بجائے حقانی پر اختیار کرنا یا سمجھیں۔“ ایسا چیز رہنے اسی پر سکون انداز میں کہا۔

جس نیاز نے بلند آواز میں بیاڑ حیدر کی باث کاٹ دی۔ ”مرے بیٹے کے کردار کے بارے میں کہوں اس ”آپ کا میڈا جس کردار کا مکاتب تھا..... آپ وہ.....“

کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے اگھی طرح جاتا ہوں۔ LUMS میں پڑھ رہا تھا میرا بیٹا۔۔۔ اپنے کا سب سے آؤٹ اسٹینڈنگ ایماؤنٹ خادو مردم اس طرح کے قدر تک دیکھ لگا اور اسی کی وجہ سے ہو، ”ان کی آزاد

غھے سے جیسے پٹھ رہی تھی۔  
”LUMS کا ذمہ گردی آپ کے ملنے کا کرکٹر بولچکٹ نہیں سے۔ وہ اگر سڑی خلیج نہیں بناتا تو اس کا کام

"ای لے تو مجھے حیرت ہو رہی ہے..... بہر طالم نے اس پارے میں سوچا کیا ہے۔ قیمت اور عمل ہوئی گئی  
بے تمہاری۔" وہ اپنے سوتی دش نکال رہی تھیں۔ علیہ رہت دش خداوند کی عجیتی۔

"تمن، میں فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتی..... مجھے تک دش کی فیڈ میں انہا کیر بنا رہا ہے۔"  
کیر برا کیا ہے، وہ ساتھ ساتھ جعل کرتا ہے۔ جوڑم ہو یا سوٹل درک دلوں اتنے Time

Consuming  
"تمن کیا کہ کتنی بولں۔ وہ بیکھل سکرائی۔"

"یہ تمہاری زندگی کا محال ہے۔ تمہارے طالوں کو کی اور اس کے پارے میں کیا کہ سکتا ہے۔ بہر حال اس  
مٹے پر دوبارہ بگی بات کریں گے۔ ابھی تو تم جیسی کہنا چاہو رہی ہوں کہ تم ایک دفعہ کے لئے اپنا قیام بھاہ  
بڑھاؤ۔ اگلے دیکھ اپنے ساتھ بھورنے پڑے۔ تم یقیناً انہوں نے کوئی۔" وہ بخشن ہے اپنا دھر پوچھتے  
ہوئے کہ رہی تھی۔

"دوانا پر بہت ہی ایسی بی بی دوں بھی ہوں گے۔ جوڑت بھی ہوں گے۔ تمہارے لئے ایسا کشن کا  
خاصاً چاہا موقع ہے۔" وہ کہ رہی تھیں۔ علیہ مرف برلا کر رہی تھی۔

مجھلی ایسا کھانا کشم کر کے نجل سے انھیں بیٹھ دیں۔ شیخی رہی۔ بہت دلوں کے بعد اسے ایک بارہ  
پھر عزادار ہوا۔ اسے علیہ سے رابطہ کئے بہت دن ہو گئے تھے۔ وہ جانشی کی وہ اپنیں اپنے شرپ چالا گیا اور شاید  
اپنے کاموں میں بھی طرح پھساؤ ہو گا۔ یا پھر شاید اس کے پاس کچھ اور "عمردیوں" ہوں گی۔  
اس کی جملے پڑیں کہ اگرچاہ کشم دوئی بھی دو بہت جیب سے احساس سے دوچار رہو رہی تھی۔ ذر  
نجل سے اشیتے ہوئے وہ جانشی کردہ آج رات پر سکون خندنیں سوئے گی۔

لاؤن سے نکلتے ہوئے اس کی روپاچا کون پون پر پڑی۔ لاٹھوڑی طور پر وہ اپنے کر کے کی طرف جاتے  
جائے اپنی پٹک آئی فون کے پاس اکر ریسیدر اٹھا تو ہے اسے اسی کی اندازش عمر کے سوہنے کا نہیں۔  
کیا۔ مولاں غافل غافل سیغل آپ نہیں خدا۔ مکانیاں کے ساتھی کی اندھی اسے دری طرف گرفتار کی آزاد سنائی۔

"بیو۔" اس کی نکتے کے لئے سوکھاں کیم کچھ کئے سے پہلے کیا اس کی ادائیق میں قروڑی۔ اس  
لے ریسیدر میں عمر کی آزاد کی علاوہ ایک اور آزاد بھی ایسی تھی۔ مشتعلش میں اس نہیں آزاد نے عمر سے صرف ایک  
جملہ کیا تھا۔ دوبارہ وہ آزاد سنائی نہیں دی۔ وہ ایک محفل کے بھائی ایک لٹاگی بولتی وہی کو اس آزاد کو شافت  
کرنے میں کوئی دقت شدہ تو۔

"میوکون بول رہا ہے؟" "غماب ایک بار پرکر رہا تھا۔ علیہ نے کچھ کہے بغیر ریسیدر پیچے رک دک دیا۔  
اس سے پہلے کہ وہ صوفتے اٹھی فون کی کھنثی بیجے گی، C1A پر جو دربورگ کا خان۔ علیہ نے بے اختصار

آئیں بندر کیں۔

غمکی ہر حرکت رفائلس ایکشن کی طرح بے اختیار اور تجزیتی۔ وہ بگی بھی اس سے چھپ نہیں سکتی تھی۔

اب تو وہ بھی آپکا ہے۔ دیے گئی میں ہا تو کو خاصاً سکر رہی ہوں۔"

"کیا کرنا چاہتی ہو تم اپنی جا کر؟" سمجھ لے دیجی لیتے ہوئے پوچھا۔

"کی بیوز پیچ کو جو ان کروں گی یا پھر۔ کی این ہی اوکو۔ ان ہی دیجیوں میں بچپن نہیں۔"

اس نے سکرائے ہوئے کہا۔

"ایک تمیری چیز بھی تو ہے۔ اس میں بھی بچپن لے کیتی ہوئی۔" انہوں نے اپنی پلیٹ میں چاول نکالتے

ہوئے کہا۔

"اکن کون ہی چیز ہے؟" علیہ کو اچاکہ دیجی محسوس ہونے لگی۔

"شاری؟"

علیہ جو اب میں کچھ کہے کے بھائے ہوئے سے سکرائی اور اپنی پلیٹ میں سوتی دش لکھ لے گی۔

"کیوں جیسیں بچپن محسوس نہیں ہوئی؟" سمجھ لے اس کے چہرے کو فرستے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمنیں۔" اسی لیکے لفٹی جواد دیا۔

"مالا لکن بولی جائیں۔" الجہے میں دوکی اندماز میں کہا۔ علیہ نے دوکی اندماز میں کہا۔ وہ ایک بارہ  
صرف سکرا کر رہی تھی۔

"علیہ وہ اگر تم اسے بہت پسل کر کھوئا ایک پوچھوں؟" سمجھ لے اچاکہ اس سے کہا۔

"غزوڑو۔" علیہ نے کدھے اپکا جائے ہوئے کہا۔

"میں کسی نہیں نہیں۔"

علیہ کی بچھیں جیسیں آیا دہ اس سوال کا کیا جواب دے۔ ماسٹے پڑی ہوئی سوتی دش یک دم اپنی محساں  
سموںے لگی۔

"بیرا مطلب ہے کسی کے لئے کوئی پندتیگی۔ جس کے ساتھ شادی وادی کرنا چاہو رہی ہو تو۔" علیہ

کی آنکھوں کے سامنے ایک ہی جوڑہ جھماکے کے ساتھ اخیر۔ ایک گریساں لے کر اس نے جیل کر دیکھا۔

"نہیں۔" مجھے کسی میں کوئی بچپن نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ میں کہدا ہوا جوچ آنکھی سے والیں پلیٹ  
میں رکھ دیا۔

"کیوں؟" سمجھ لے سکرا بہت کچھ گیری ہو گئی۔

"چانکیں۔" علیہ وہ اس پارکسمنس کی۔

"بیو جھرت کی بات ہے۔" مجھے لگا ہے۔ مجی نے جیسیں ضرورت سے کچھ زیادہ ہی دباؤ میں رکھا۔

"ہے۔ ان کا کارہ نہ تو کی طرف تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" ہاتھ نے مجھ پر اسکی کوئی پاندی نہیں لکائی۔ وہ بہت لبرل ہیں۔ "علیہ

لے نا لکار دعائے کی کوشش کیا ہے۔

گرفتے کے لئے بلوایا ہے جو کچھ ہو چکا ہے۔ اس کو تو پہلا نہیں جائیں، نہ آپ بدل کئے ہیں نہیں۔  
”بہن! دوسرا نہ قصیر کر لیتا چاہا ہے۔“

”یہ اس کے لئے تیار ہیں اور میں یہاں اسی لئے موجود ہیں؟“ ایاز خیر نے ان کی تجویز رکھا۔  
”مگر میں اس کے لئے تیار ہوں نہ اس لئے یہاں آتا ہوں۔“ جس خدا کے لمحے میں کوئی تبدیلی  
نہیں تھی۔

”یا زاد صاحب! آپ محالے کو طول دیئے کی کوشش نہ کریں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔“ چیف نرنٹے  
اس بار کچھ جھوٹا کر کھا۔

”اگر آپ کو یہ گرفتار ہے کہ میں محالے کو طول دیئے رہا ہوں تو ایسا ہی کہی۔“  
چیف خیر نے ان سے کچھ کہنے کی کوشش نیا تھی اسکی مدد ہے اسی تھام اخراج اثاثیں روک دیا۔

”ہو سکتا ہے آپ اس کے پر شری ہوں، مگر میں ایاز خیر اور اس کے لیے یہیں نہیں وہ رہتا۔“  
ایاز خیر نے ان کی بات پر ایک لمحہ کے لئے اپنے ہوت پتھر کے لئے۔

”سراہم سے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔ میں یہاں کسی کو بڑھانے نہیں آتا اور میں  
بہت بڑا شast کا ظاہرہ کر رہا ہوں۔“ ایاز خیر نے اس بارہ بارہ استعمال مطلus یا ز کا قطب کیا۔

”کس نے کہا ہے کہم بڑا شast کا ظاہرہ کر دو، مست کر۔“ جس خدا نے انتہا پر حادثہ ہوئے کہا۔  
”سراہم سے لئے کوئی نہیں تھا اور اس کا ایک اور الزام کہ رہے ہیں۔ اخراجات کے دریے مجھے بندام کر رہے  
ہو اور یہی کچھ ہو کر میں تم لوگوں کے ساتھ تھیں ہی کروں۔ تم ایک انتہائی گھنی اور کچھ فحش ہو یا ز خیر۔“ وہ  
ایک عس اسیں میں بول رکھ گئے۔

”آپ کے پیلے کو جس وجہ سے مارا گیا، وہ میں آپ کو تباہ کاہوں..... یہ کوئی سوچا کجھاں نہیں تھا۔ میں اس کی  
اور عمر کی جگہ آپ ہوتے اور محمری بھائی کی جگہ آپ کی بیٹی ہوتی تھی اور آپ بھی کرتے۔“ ایاز خیر نے کریں کچھ  
آگے لکھ کر رکھے کہا۔ ”اوہ سیکھی آپ کے پیلے پر جھوٹا الزام کیوں لگاؤں گا..... میں اپنی بھائی کو خود بندام کروں گا۔  
اپنے نامدان کی مرگ کا پہنچاں گیں اپنا جاؤں گا؟“

”وہ ایک لمحہ کے لئے رکے۔  
”جباں اسکے اخراجات کا تعلق ہے تو وہ شائع ہونے والی بخوبی میں کوئی برداشت نہیں ہے۔“  
”تم۔“ جس خدا نے خستے کے عالم میں ان کی بات کا نام چاہی، مگر چیف خیر نے اُنہیں روک دیا۔  
”یا ز صاحب! آپ انہیں بات پر کہنے دیں۔ پہلے ان کی سن لیں پھر جو چاہے کہیں۔“ ان کا الجہا اس بار  
الجایتی تھا۔ جس خدا پہنچاں گیں ایوچ کچھ روکے۔

”اخراجات کا جو دل پاہنچتے ہو، چھاپ دیتے ہیں۔ وہ میرے حکم سے نہیں چلتے، نہیں ان پر مجھے کوئی  
کھلڑوں ہے۔ آن وہ آپ کے بارے میں جو۔“ شائع کر رہے ہیں تو کل میرے بارے میں گی چھاپ کئے ہیں۔“

”اُس نے ہیچا پیچے موہاں پر لایا۔ ایڈر کا نمبر بچاں لیا ہو گا اور اسے توقی ہو گی کہ کمال میں نہیں ہی کی تھی۔“  
علیحدہ نے ریسیور اخما کر کر پیلے سے پیچے کر دیا۔ وہ اس وقت کے ساتھ ہر سے بات نہیں کرنا چاہتی۔  
تم۔ چدیت دہیں پیٹھے رہنے کے بعد اس نے ریسیور پاپی کر کی پیلے کر دی۔

لاؤچے گئے تھے ہوئے اس نے ملازم ہو چکا۔ ”ظہیر! اگر عمر کا فون ہوتا ان سے کہہ دینا کہ میں  
بہت دی پیلس سوگی تھی۔“ میری ان سے بات کر دانا۔“

اس نے ملازم کی جھوٹ کو انداز کرتے ہوئے کہا۔  
اپنے کسرے میں بیٹھ کر وہ سینا چاہیے کی طرف جانے کے بجائے کمزوری کی طرف بڑھ گئی۔ کمزوری کے  
پردے ہٹا کر وہ بہرالاں میں دیکھنے لگی۔ جس اکا کا بچہ دالی روشنیاں اسے مکل بارکی سے پچاری چھیں۔

”Umer! I'll be back in a minute.“  
ریسیور پر سی چانے والی آواز ایک بار پھر اس کی ساموں میں کوئی رفتگی تھی۔ اسے باہر ہو جو ساری تاریکی  
اپنے اندر اترتی تھیں جوں ہوئے گی۔

”عمر کے بارے میں سیراہم اندعاوہ بیشہ غلام کوں ہوتا ہے؟..... کیا میں ہمیشہ اتنی ہی بے وقوف رومن گی  
یا گھر شایدی۔“ وہ ایسی سے اپنے ہوت پتھر کاٹنے لگی۔

”سیراہم اخال حق جو ہم اس کی ساموں سے نہیں دیکھ لے گی.....“ مگر وہ ایک بار پھر آگئی ہے یا پھر وہ شاید کسی کیسی  
عنی نہیں۔ اس کی آنکھوں میں نبی اترنے لگی۔

☆☆☆

”میں تھاری کو اس پر بیٹھنے نہیں کر سکتا۔“ جس خدا نے بڑے چھپتے انداز میں اپنے ہاتھ کو جھلا۔  
”حقیقت کو آپ کو بکاں کہیں یا اس پر بیٹھنے نہ کریں، اس سے اس کا وجود فرمہ دتا ہے نہ اس کی  
”ایاز خیر نے ایک بار پھر قل سے کہا۔“ Authenticity

”تم اور تھارے حق تھا۔“ جس خدا نے ایک بار پھر ایاز خیر کو کالی دیجے ہوتے کہا۔ اس بار ایڈر کا پیلہ  
سرخ ہو گیا، مگر اس سے پہلے کوہ کوہ کچھ کچھ چیف خیر نے مداخلت کی۔

”یا ز صاحب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مذنب زبان استعمال کریں۔ اس گالی گلیخ  
سے صورت حال اور خوب ہو گی اور خرپتین میں سے کسی کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔“

”جس خدا نے چیف خیر کی بات پر ایک بار پھر آگ کو گولوں گے۔“ میں یہاں اضافہ لیئے آیا ہوں کوئی  
فائدہ نہیں۔“

”آپ کے پیلے کے ساتھ اضافہ عی کیا چاہی۔“ ایاز خیر کا الجہا اس بار بالکل سر دقا۔  
اس سے پہلے کہاں کی اس بات پر جس خدا اور مشتعل ہوتے چیف خیر نے اُنہیں روک دیا۔

”اس فضول بھت کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ کس نے کیا کیا میں نے آپ دونوں کو یہاں مطالبات میں

ہے۔ اس بار جفٹ فخر نے چیزی کے کہا۔ حل کرنے والوں نے کچ کیدا کوڑھی کرنے کے علاوہ، گمراہ نے درست فائزگی کی۔ سماں کو تو پڑھوڑ لالا۔۔۔ ان کی بھائی دہان بھی تھیں، صرف سرخناہ جیز تھیں۔ جو جھپٹ کیں۔۔۔ اسی دروازے پر لیس وہاں بھی کی اور ان کی جان بھی کی۔ کیونکہ وہ لوگ وہاں سے فرار ہو گئے۔ ایاز جید نے پھر فوری طور پر اسی وقت اس اوقاتی الاطلاق درے دی تھی۔

چھپ فخر نے تھیات مبتانتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ہوا یا نہیں، مگر اس سے میرا لعنت کیے ہتھا ہے؟" جھٹ نیاز نے اس بار الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"ایاز جید نے آپ کا اور قاسم کا قام لیا ہے اس کا خیال ہے کہ یا کام آپ دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ اس طبقے میں آپ دونوں کے خلاف اپنی آنکھاں چاہے تھے، کہ میں نے انہیں روک دیا۔۔۔ میں اس جھلک کو اور طول بھیں دینا چاہتا۔"

"یہ سب کوؤں اور رفراد ہے میں اور میرا خاندان بھی اسکے اپنے بیٹے کی سوت کے شاک سے باہر نہیں آئے اور آپ کو پھر ہے میں کہنے نے اس کے گمراہ حل کر دیا اور اس کی بھائی کو فخر کرنے کی کوشش کی۔" انہوں نے بھائی سے چھپ فخر کی بات کہ جا دی۔

"تجھے یہ یک چاٹیں تھا کہ وہ لاکی اس کی بھائی تھی بھر میں یہ کیسے کرو سکتا تھا۔" وہ ایک بار پھر مشتعل ہو رہے تھے۔

"ہو سکتا ہے، آپ نے پوکر دیا ہے۔۔۔ قاسم درانی نے کرو دیا ہے۔" چھپ فخر نے پوکر نہیں سے کہا۔ ایاز جید بالکل غاثی سے نکھلن رہے تھے۔

"اگر قاسم نے یہ کرو دیا ہے تو ہم آپ کو یہ سب کو قاسم کو ہاتا چاہے تھا، مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔"

انہوں نے ترشی سے چھپ فخر سے کہا۔ "یار جھپٹ آپ اس وقت اس بات سے کہا گئے تھے کہ مردے اکھاڑتے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کہنے لئے ایاز جید کو کہیں سمجھا ہے میں آپ کو کہیں سمجھا رہا ہوں تھیات مزید کشیدہ کرنے کے بجائے حائلہ فرم کر دیں۔"

"آپ کا یہاں طریقہ رہا ہے تو آپ جمالا اس طرح فرم کر دیجیے۔" جھٹ نیاز نے چھپ فخر سے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ حالت پر فخر ہوتا۔۔۔ اگر میرے بیٹے نے وہ سب کو کیا ہوتا تو آپ کے بیٹے نے کیا تو میں اس کو خود کوئی مار دیتا۔۔۔ چھپ فخر نے پوکر کیا۔

"میں نے آپ کو کہا ہے میرے بیٹے نے کوئی بھی نہیں کیا۔ وہ گناہ تھا۔" جھٹ نیاز ان کی بات کے جواب میں چلا۔۔۔

ایاز جید نے ایک بار بھر بڑی ٹھیکنگی سے اپنی بات شروع کی۔ "یہیں میں لوگوں کے حوالے سے وہ فرمی شائع کر رہے ہیں ان سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ آپ کا تعلق ہے آپ مختلف اوقات میں ان مقدمات میں نظری دیتے رہے ہیں اور ان لوگوں کو ان نیاملوں کے حوالے سے اعتمادات ہیں۔"

جھٹ نیاز کے ماتحت پر پڑے ہوئے بھول میں اضافہ ہوتا گیا۔ "اور یہ لوگ صرف اب ہی اخبارات میں میان نہیں دے رہے، یہ پہلے بھی بہت سے بیانات دیتے رہے ہیں۔ کیا اس وقت بھی انہیں اخبارات میں کافی کافی تاریخی تھا۔"

ایاز جید اس بار بھکھنے کے عالم میں کچھ گے۔ "آپ کے بیٹے کے سارے حصہ کو کس وجہ سے وہاں میں آپ کو تھا پھاہوں۔ آپ اسے جھوٹ کھینچا یا جو بھی کہیں اس سے حقیقت تبدیل نہیں ہو گی۔" انہوں نے اپنی بائی کو اپنی بون بدلی۔

"آپ کو اگر کافی نہیں کہے تو مجھے بھی بھائی کی زندگی بھی جاگئی کہ زندگی بھی جاگئی ہے۔۔۔ اس بار ان کی آزادی میں داشت افسوس موجو ڈھی۔"

"وہ بھی یہ اسلام آباد کے ایک کیمپ میں زیر طلاق ہے، اس کی وہی حالات اتنی خوب ہے کہ اکثر اسے طلاق کے لئے جو دن ملک پر جائے کا کمرہ ہے۔۔۔"

جھٹ نیاز اس پر غاؤں نہیں رہ سکتے۔ تم دنیا کے سب سے بڑے جھوٹے آدمیوں میں نے تمہیں تباہی ہے میرے بیٹے نے تمہاری بھائی کا صرف تھا تاب کیا کے۔۔۔ وہ نیامیں جاتا تھا کہ وہ تمہاری بھائی تھی اور اس نے مجھے یہ سب کو تاریخ ادا۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔" ایاز جید نے اس بار بھل دفعہ ان کی بات کاٹا۔

"میں جھوٹ بول رہا ہوں؟" "ہاں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر یہ ہوتا تو آپ نے میری مرد کے گمراہ فائزگی کو داکر میری بھائی کو فخر کرنے کی کوشش دی ہوئی۔"

"میں نے یہ کیا؟" "جھٹ نیاز بھی کچھ کہا کرے۔" "آپ نے ہمارے خاندان کے گمراہ کو فخر کرنے کی کوشش کی، یہ صرف ایک اتفاق تھا کہ میری بھائی دہان بھی اور پوکر دیس وقت دہان بھی گئی۔"

جھٹ نیاز کو کچھ کہا کرے چھپ فخر کو کچھ کے۔ "یہ کیا کہہ ہے، میری بھی بھوٹ نہیں آ رہا۔۔۔ کون ساحلہ کیا اغوا؟"

"یہ حقیقت ہے یا ایاز صاحب ایاز جید تھا۔۔۔ کہہ رہے ہے نہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کے گمراہ حل ہوا

سے پہلے جزو الیاد پولیس نے اس آدمی کو آپ کے ساتھ معاملہ لے کر نے پر محظوظ رکر دیا۔

"تم اپنی حدستے بارگزار کر رہے ہوں" جملہ خداوند کا چورا اور سرخ بورا تھا۔

"میں میں آپ کو ان سب جزوں کے ثبوت دے سکتا ہوں۔ آواری میں دو فہرستیں اسے شراب لی کر پہنچا کر مٹا کیا۔ دہان کے لمبے پولیس کو مٹوا اور پولیس اسے پولیس اشیں لے جانے کے بیانے صرف آپ کی وجہ سے آپ کے مرد چورا ہیں۔"

"میں چھین اور تمہاری پولیس کو اپنی طرح سے جانا ہوں۔ ذکر اخراج جانہوا ہے تم لوگوں نے۔"

"ہاں پولیس بڑی ہے۔ پولیس اس وقت اپنی تھی جب بچکے سال آپ کی کھنڈ ملائیں اسے اپنے کوارٹر میں خود کی کس کو اس نے حادثہ قرار دے کر کافی بند کر دی۔ اس لڑکی کے بھائی نے آپ کے بیچ کی شکایت کی تھی۔ اگر وہ حق کا بیان نہ دہان تو اس وقت جملہ کاٹ رہا تھا۔ ان ہر باغیں کے وقت آپ کو پولیس سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ آپ کو پولیس والے کو اور ذرا کو لکھنے لگے ہیں۔"

جہاں کی آواری میں طرق تھا۔ "یہ اپنی چوریا اوقات ہیں، آپ کی خواہیں ہے تو میں آپ کو اور بہت سے داقات کی تصدیقات سے بھی آگے کوڑ جانا ہوں۔" جملہ خداوند میں جھکائے دکھرے سے دکھرے ہے۔ وہ دینا اس وقت اپنے آپ کو بے کی ایجاد پہنچا ہوا عسوں کر رہے تھے۔

"میں آپ کی طرح کی Mud Slinging کی طرف تھا۔ میں اولو ہونگیں چاہتا تھا، مگر آپ نے مجھے اس کے لئے بھجو رکیا۔" جہاں نے اس تجھیدے لمحے میں اپنی بات چاری رکی۔

لمازید رہا بڑے المیان اور پاروں کی سے مگر پہنچنے میں صرف تھے نہیں نے جس کو کسی بھی ایجاد پر روکنے کو کوشش نہیں کی۔

"جس طلاقے میں آپ کا گھر ہے۔ اس طلاقے میں آپ کا بیان نامی شہرت رکھتا تھا اور یہ یقیناً آپ سے پہنچنے نہیں ہوئی۔" جہاں کہہ رکھا۔ "جیکن شاید آپ کے ساتھ یہ سب کچھ نہ ہو جائے۔" آپ اس نے شروع میں ایسی چیزیں کہ دکھا دیتے تھے جس کے ساتھ یہ سب کچھ نہ ہو جائے۔

"مجھے چھت کرنے کی طور پر تھیں ہیں۔ تم اور تمہارا بھاپ خود کیا نہیں کرے؟" جملہ خداوند ایک بارہ ماہی طرح چھتے ہوئے کہا۔ "تم دلوں خود کیا ہو؟"

"میں اور تمہارا بھاپ کوں ہیں، یہ سارا ملک جاتا ہے۔"

جہاں ان کی رعایت سے صاریح ہوئے تھیر بولا۔ "ہم اس ملک اور اس قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔" آپ نے بیٹے کی طرح رات کو لکھن کا تاقاب کرتے ہوئیں پھر تھے۔ "اس کی آواری میں قیصر اور خرقہ۔"

"اوسمی جو جو کرتے ہیں۔ وہ آپ کو ہمیں تھانے کی طور پر نہیں ہے۔ آپ ان جو جو کے حوالے سے خود کوئی شنافس فریک رکا رہا نہیں۔ لکھتے۔" جس نے کیم باتھ اخبار کا تکمیل کیا۔

"ہم اور جو جو کرتے ہیں۔ وہ آپ کو ہمیں تھانے کی طور پر نہیں ہے۔ آپ ان جو جو کے حوالے سے خود

کوئی شنافس فریک رکا رہا نہیں۔ لکھتے۔" جس نے کیم باتھ اخبار کا تکمیل کیا۔

"اگر مرف گھا بارا نے سے کسی کا جرم ہا بے کیا ہی تھا۔ بھتی ہے تو میں آپ سے زیادہ گھا بارا کہا۔" ہوں۔ آگر آپ کے بیچے سے کسی کو خوب نہیں کیا تو میں بھی کہتا ہوں کہ بھرے ہے۔

ایجاد کے لئے بھی جس میں کے طبقے کے جواب میں جملہ خداوند سے اپنی محنت رہے۔

"یعنی صاحب اوسکا بت۔ آپ کے بیچے نے آپ کو حجت سے بھالی ہو۔ جس طرح کی حجت اس نے کی تھی اس کے بعد آپ خود مونگیں۔ وہ سر طرح دیدہ دلیری سے آپ کے سامنے اس کا امتراف کر سکتا تھا۔ ہاں کوڑت کے لیکن جس کے سامنے۔"

چیز نہ لے اس بارے تھی۔ حریت اسکا استھان کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے غسلہ ہو گا کہ آپ اسے فروپولیس کے حوالے کر دیں گے اور اس کا استھان جاؤ ہو جائے گا۔" ہو سکتا ہے اسی خوف سے اس نے آپ کو ساری باتاتھ بھالی ہو۔ "پھر سرخاب میں پاری پر درجہ اڑا کر اسے خارج کر دیں۔"

"جیل میں آپ کی مان لیتا ہوں، فرض کیا اس نے کسی خدش کے تحت مجھ سے حجت پھیلائی کی اور اپنی یہ جرم کیا تھا۔ تو کیا اس جرم کی سزا یا کسی کی بس کسی ملک کے لیکھ پر کوئی ہوں جاؤ گا۔"

"میں آپ کو تباہیا ہے، یہ سب فردی اختال کے حق ہوتا ہے اور اور بھی بھائی کے ساتھ یہ سب ہونے کے باوجود چھوپ آپ کے بیچے کی طرف کا فسوس ہے، میں اس کے لئے مددت کرتا ہوں۔"

ایجاد دلے فردی طور پر چیز سزاوار جس میں ہوں کے درمیان ہوئے والی گھنکھیں مددت کی۔

"تم اور تمہاری مددت۔ تمہاری مددت بہرے بیچے کو دکھان لاسکتی ہے؟... مجھے ابھی تمہاری کوہاں پر یقین نہیں ہے۔ میرا بھاٹا اپنیں تھا۔" جملہ خداوند میں جیزیرہ کی مددت کا کوئی خاطر خواہ نہیں ہوا۔

"آپ کا بیان کیا تھا۔" یہ آپ اس فاصلک کو پڑھ کر جان جائیں گے۔

جہاں جیزیرہ قائم گھنکھی کے دروان ملکیں پارے ملکیں پارے ملکیں مددت کی، اپنے سامنے پہنچی طرف کے دروان ملکیں پارے ملکیں مددت کے کاری۔

"میچلے دساں میں یہ سب کوں کوں کے پارے میں بہت ساری فکایات لاتی رہی ہیں۔ مگر پولیس نے ایک بارہ اس کے خلاف ایف آئی آئیں کاٹی اور اس کی وجہ صرف آپ کے عمدے کے اخراج کی وجہ سے ہر بارے پہنچا گیا۔"

"تم اپنا خدا اور کوئاں بن کر لو۔" جملہ خداوند دعا ہے۔

"مریاں نے اپنا خدا اور کوئاں ایکی بند برکتی رکی تھی۔ مگر آپ اپنے بیٹے رکھیں۔" جہاں کا لہبہ سکون اور دھما۔

آسانے کے قلابے ملے ہیں۔ وہ باتا ملی برداشت ہو رہے ہیں۔ "جہاں کا لہبہ سکون اور دھما۔ آپ کو کہنا آتا ہے۔" دروپیں نہیں۔ وہ دفعہ آپ کا بیٹا بیٹی میں لڑکوں سے پس پھنسنے ہوئے پڑا۔ "توں دفعہ اسے چھوڑ دیا گیا، ایک دفعہ اس نے کسی کی گھوڑی جو کرچ دی۔ آپ نے اس کو پولیس اشیں جا کر ایف آئی، ایک

یہ عالمِ حق کا دیکھا نہ جائے  
وہ بہت ہے یا خدا دیکھا نہ جائے  
گذارہ کی آزاد نصیلی کوچھ تھی۔ سامنِ غزل کے بریول کے ساتھ اپنا رہمن رہے تھے۔ علیہ  
تائید داشتی کے ساتھ۔ غزل کوں روئی تھی۔ یہ طاہرہ میں کی تجویزِ غزل تھی۔ اگر وہ ذاتی پر کمزور ہو جاتی تو شاید  
اس وقت باتی سب لوگوں کی طرح ہی عمر مگری سے گانی چانے والی غزل کو سارہ روئی تھی۔ مگر اس ذاتی کی نیتیت کے ساتھ  
کی غزل کو رہا۔.....

ہر یونیٹ کے ساتھِ محلل کارگ کہتا جا رہا تھا۔ اس کا دل اور اپاٹت ہوتا جا رہا تھا۔ لوگوں کی فرمائی جیسی  
اب ایک قوت کے ساتھِ محلل کہار کے پاس پہنچا شروعِ کوئی تھی۔ اب کافی سروکی جا رہی تھی۔ علیہ نے اپنے ساتھ  
پڑی پیٹ میں سے کچھ سرف اور الائچی دم میں رکھی اور کافی کافی کپکا خاکر کر کر جوگی۔ جیسی  
کھڑے ہوتے سے پہلے اس نے اپنے باکی جانبِ پیغمبیری ہری جیل آتی کے کام میں تھوا سا بھج کر  
مر گئی کی۔

”میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد آجاؤں گی۔۔۔۔۔۔“ جیل آتی نے سرہادی۔ وہ پری  
طرح غزل سے کھوڑ کر جو تھی۔

علیہ رہنمای شال کو اپنے گرد مزید پیٹتے ہوئے ایک ہاتھ میں کافی کاگ لے باہر کی طرف پڑی گئی۔ مرتبتی  
کے شور اور رشبوں سے یک مدنظر تھا۔ اپنے طرح کھوار لوگوں کو بھی کافی بیک کے ساتھِ ساکونِ حسین کی۔ فدائیِ حکی  
بہت بڑھ گئی تھی۔ اس نے اپنی طرح کھوار لوگوں کو بھی کافی بیک کے ساتھِ خالی ہاچ پاہر موجوں پاپا۔ ان میں اور  
اس میں فرقِ صرف تھا کہ وہ اکیل تھی۔

کافی کے گھوٹت لیتے دہماں لٹھتے گی۔ دانستہ طور پر اس نے باتی لوگوں سے خاصی درود جانے کی کوشش  
کی۔ وہ اس وقت وہاں کی سے جوڑتا ہے نہیں چاہتی تھی۔

اسلام آباد میں اپنی ٹکے جلد اکے قائم نے اسے ایزاں اور جیل کے حلقةِ احباب میں خاصاً تعارف کر دادیا  
تھا، اس وقت بھی بھوپال میں تقریباً ہی سب لوگ موجود تھے۔ جنہیں وہ اسلام آباد کی مختلف تقریبات میں دیکھا  
کرتی تھیں۔

اوپنی ایک بیرونی میں پیٹھے دوڑتا رکھی میں پیاروں کے دھنڈے بیلوں اور ان پر کہنی کہنی ملھاتی  
رہ شیخوں کو دیکھتی تھی۔

اسے بہل پیٹھے تھوڑی دیر ہوئی تھی، جب اس نے بہت درد سے کسی کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ آنے والا  
مرد تھا۔ وہ بہت ”۔۔۔۔۔۔“ سے بچا ہوئا پاری تھی، مگر آنے والے کارخ چوک اس کی سوت تھا اس نے نہ  
پاچھے ہوئے بھی آنے والے غص پر اپنی تجویز کر دی۔

اس سے پہلے کہ وہ اس کے بہت قرب آ جانا، اس نے اسے بچا ہوا۔ وہ جیسا اب تھا۔

☆☆☆

”پریس میں جو کچھ آپ کے بارے میں آہتا ہے وہ ہماری نظرتو سے کمی گز رہتا ہے اور پریس والے کم از  
کم اتنی عملی مدد رکھتے ہیں کہ کچھ اور جو گفتگو کی جائے۔“

”پریس میں جو کچھ آہتا ہے، وہ تم لوگوں کی سازش ہے۔ تم لوگ اور مجھے ہمچنانے استعمال کرنے ہے ہیں  
میرے خلاف۔“

”میں ایسے کسی اوقاتِ ہمچنانے کی مدد رکھتے ہیں ہے، اگر تم ایسے ہر ہوں میں یقین رکھتے تو پریس کے  
پاس صرف اڑاکاتا نہیں ہوتا کیونکہ تو ہوتے۔“

اس پارچیف شرمنے ان دو لوگوں کی مٹکھوں میں مداخلت کی۔

”اس بارچیف کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس محاکمے کو اپنے ہمچنانہ بھانجتا ہے۔“

”میں کسی محاکمے کو فائدہ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔ میں اپنے بیٹے کے تکمیں کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتا۔“ جیسی  
پیارے سافِ اخلاق میں کہا۔

”لیکھ ہے آپ کی مرثی۔۔۔۔۔۔ اگر آپ کو کسی تغیری کی خواہی نہیں ہے تو تم بھی کسی  
Settlement (تغیری) کے لئے مجبور نہیں ہیں۔ تم بڑا دل کر کے بہاں آئے تھے لیکن آپ حاملہ کو بڑھانا  
پا جائیں تو مدد رکھو۔“

”تم بھی اپنے جاگہ پر جائیں۔“

”ایذا جو دار اپنے جا میں منے اپنے آپ لوگوں کو صرف آئنے ساتھ کے لئے نہیں بلکہ ایسا تھا۔ میں آپ کا  
بھجنرا خشم کر دانا چاہتا ہوں۔“

”رہا۔۔۔۔۔۔ آپ کے غرض میں کوئی فائدہ نہیں کیا جائے۔“

”کرکے کر کے اور علاس کی بہاں اور جو جو بھی تھی۔۔۔۔۔۔“

”بہتر ہے آپ قسمیں جانے دیں، جب انہیں محاملہ قدم کرنے کی خواہی ہو۔ آپ نیکی کاں کلیں ہم بھر جائیں  
گے۔“

ایذا جو دنے والے موب اندھا میں کہا، چیف شرمنے اس بارہ انہیں روکتے کے بجائے سر کے اشارے  
سے ان کو جانے کی اجازت دے دی۔

”میں کمی تو لوگوں کے ساتھ کر کی میل سخت نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔ اب صرف جگ ہو گی، میں کوئتہ میں جاؤں  
گا۔۔۔۔۔۔ میں پریس کے ساتھ تھاں لاؤں گا اور مجھے اضافہ نہیں ملا۔۔۔۔۔۔“

تمہارے بیٹے نے کہے۔ ”جیسی چارجے بندا آوار میں ایذا جو دنے کے۔“

ایذا جو دار علاس پہنچتے ہیں ایک لئے رکھ کر، مجھ میں نے پریس اندھا میں کہا۔

”آپ اپنا شوق مدد رکھو اکریں۔۔۔۔۔۔ یہ آپ کا حق ہے اور قوانین جگہ کوئی آپ سے بہتر نہیں لائے  
گا۔۔۔۔۔۔“ وہ دو لوگ باہر کل گئے۔

”ایک بیانیں آپ کی؟“ وہ شاید گفتگو سلسلہ منقطع کرنا نہیں پاہتا تھا۔  
 ”کوئی خاص نہیں پیش کرتی ہوں.....مکن پرستی ہوں وغیرہ وغیرہ“ اس نے کہتے ہوئے کہا۔  
 ”ایچے مشاغل ہیں؟“ (nice hobbies)  
 ”جیکس ہے۔“  
 ”آپ آر کیمکڈ ہیں؟“ کچھ دریکی خاموشی کے بعد اس پارٹی میں اس سے پوچھا۔ جیدنے اثاثت  
 میں سرہانیا۔  
 ”یہاں آپ ان سرزیکل ایچکر کے لئے ہیں۔“  
 ”نہیں۔“ جیدنے ایک گمراہ اسیں لیا۔ ”سچے سرزیکل میں اتنی بچپنی نہیں ہے۔ میں اپنے کام کے سطھ  
 میں یہاں آیا ہوں۔“  
 ”کام؟“  
 ”ہاں اس ہوں کی بمارت میں کچھ تو سعی کر رہے ہیں۔ ہماری فرم نے اسی سطھ میں مجھے یہاں بھجوایا  
 ہے۔“ جیدنے تھا۔  
 ”من مچھلے ایک بندھنے یہاں ہوں اگر چہ اور ختنے میں رہوں گا۔ آپ تو یقیناً ان ایچکر کے لئے  
 یا یہاں آئی ہوں گی؟“ وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔  
 ”علیوہ کچھ کئی کے جائے صرف سکرا دی۔ وہ.....کہا تقریباً ختم کر جی تھی اور اس کی خواہیں تھیں کہ وہ  
 اب جیل کے پاس ملی جائے ایسا بھروسہ رہے کرے گی۔“  
 ”گرچہ جیدا بھی جس کا کام کارہا تھا اور اس طرح انہوں کوہاں سے پہلے جانا غیر منصب بات ہوتی۔ وہ جیدا کی  
 پیش کے خالی ہونے کا اختصار کرنے تھی۔  
 ”آپ اگر جاہاڑا دیں تو پھلی جائیں۔“ جیدا نے اپنے سرخا کار اس سے کہا وہ بے اختیار گز برا  
 تھی۔ اسے جیدا میں بھلے کی تو قع میں تھی۔  
 ”نہیں۔“ اپنی تو کوئی بات نہیں ہے۔“  
 ”جسے کاشاید آپ جاہاڑا دیں، گریہرا کہا شام نہ ہونے کی وجہ سے رکی ہوئی ہیں۔“ اسے جیدا کی  
 گھری نظر پڑھتے ہوئے۔  
 ”نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں جاتی ہوں، آپ مجھے کہنی دیئے کے لئے جیل آتی کے کہنے پر  
 آئے ہیں۔“  
 اس نے اپنی بخت مانے کے لئے کہا۔  
 ”مگر آپ کو کہنی کی ضرورت یہ نہیں تھی۔“ وہ سکر لیا۔  
 ”یہاں زادہ آپ نے کیے کیا؟“

جیدا سے اس کا پہلا تعارف وہی مجرمین میں ہی ہوا تھا۔  
 ”وہ بہر کے قرب جیل کے ساتھ دہاں پہنچی تھی۔“ دیہر کے کامنے کا انتظام کلب کی طرف سے تھا۔ بولنے  
 کے ہال میں بوجے کے لئے وہ بھی جیل کے ساتھ تھی۔ جیلے ہال میں جاتے ہیں لیڈر کلب کی طرف سے تھے۔  
 موجود بہت سی خواتین کے ساتھ گفتگو اور خوش گپتوں میں صرفوف ہو گئیں۔ ملبوہ نے اپنی پیش میں کچھ کھانا لایا اور  
 ایک خالی بیزار پر جا کر مچھلی۔  
 اسے کہا کہا کرتے ہوئے ابھی کچھ کی دری بھی جب جیلے اس کی طرف آگئی۔ ان کے ساتھ ایک روز  
 تلوہ جوان ہی تھا۔  
 ”جیدا یہے علیوہ، جس کا میں ابھی تصوری دری پہلے ذکر کر رہی تھی۔“  
 جیل آتی نے قبضے آتے ہی بڑی سے لکھنی سے جیدا کی اس غصہ سے علیوہ کا تعارف کروالیا علیہ نہ  
 ہاتھ میں پکڑا ہوا تھی پیش میں رکھ دیا اور کچھ حرمت سے اس کے ساتھ بیٹھا ہے کہ جو تھی اسی کرامہ کی طرف سے تھا۔  
 ”اور علیوہ ایک جیدا اہم اہم ہے۔ ہمارے بہت ہی افغانچے باتیں دالوں کا ہیں۔ آرکنک ہے۔ میں  
 جیلیں اسکے پیچے دکھ کر اسے پکڑا ہوں گا جیسیں بھئی ویسے۔ میں ابھی کچھ دیوبندی صرفوف ہوں۔“ جیدا آتی نے  
 بڑی پیشے کے ساتھ کہا۔  
 ”نہیں کوئی بات نہیں ہے بہت آرام سے ہوں۔“ اس نے ملکی کی کرامہ جیدا آتی کا  
 یقین دیا۔  
 ”جیل آتی سکراتے ہوئے دامیں جیلیں۔“ جیدا ہیں کہرا تھا۔  
 ”آپ جیدا جائیں۔“ علیوہ نے اس سے کہا۔ پھر چدماں میں مختلف لوگوں کے ساتھ اس طرح کے  
 تعلقات اس کے لئے بھی جیسے تھی۔  
 ”جسیں میں سرقہ رہوں پہلے کہہ کہاں کے لئے لانا چاہئے۔“ جیدا نے سکراتے ہوئے اس کی پہلی کش  
 کے جواب میں کہا اور ہال کے کرنے میں ہیں اور اسکی طرف بڑھ گیا۔ علیوہ کہا کہانے میں صرفوف ہو گئی۔  
 وہ کچھ دیر بعد ایک پیش میں پکڑ کہا ہے اس کے پاس آگئا۔ کچھ دردلوں خاموشی سے کہا ہا کہا  
 رہے، پھر جیدا اہم تر ہی میں گفتگو کا آغاز ہی۔  
 ”آپ کیا کر تیں؟“  
 ”میں؟“ علیوہ نے سرخا کار سے دیکھا۔  
 ”میں نے حال ہی میں سوشیا لوچی میں مانزہ کیا ہے اور..... اور کچھ بھی نہیں کرتی۔“ وہ سکراتے ہوئے  
 ایک بارہ ماہ اپنی پیش کی طرف تھجھو گئی۔  
 ”سوشیا لوچی؟“ جیدا نے پکھر سوچنے ہوئے کہا۔

"بیان صاحب اباد یقین کی نہیں ہے۔ بات ان ثبوت اور خاتم کی ہے جو میرے سامنے ہیں۔ آپ کے میئے واقع الکر حکمت کی تھی۔" چیف منٹر نے جملہ پڑا کہ بات کا نتیجہ ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے کہ۔

"میرے میئے نے۔" جملہ بیان نے ایک بار پھر اپنا منوفہ دہرانے کی کوشش کی، مگر چیف منٹر نے ان کی بات ایک بار پھر کھا کر دی۔

"لیکن ہے مان لیتے ہیں کہ آپ کا چالاک قصور تھا، اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ بھی مان لیتے ہیں کہ آپ نے اس کی بھائی کو خواکرنے کی کوشش کی تھی اس کے لئے کچھ حکم رکھا۔ تو پھر اس سے کیا کیا پڑتا ہے۔" اس محاکمہ کو طے کرنا آپ کو کہا بھی کرنا پڑتا ہے گا۔ ایاز خیدر کے ساتھ آپ جھاٹا جھاٹا ہائی کورٹ میں پہنچ گئے۔ آپ اس کی دعویٰ انور نہیں کر سکتے۔ چیف منٹر نے آہ آہستان کے سامنے خاتم کیا تھا شور کر دیئے۔

"کیون نہیں انور کو کسکا۔ کیس کروں گا میں۔"

"بھائی بھی باقی نہ کریں بیان صاحب! آپ خود چیزیں۔۔۔ اس لکھ میں قانون اور انصاف کے نظام کو کوئی آپ سے بہتر نہیں کہا کیا۔" چیف منٹر نے اُنہیں توک دیا۔

"کئی سوال بھائیں گے آپ، اس بھی کے پچھے اور عدالت ثبوت اُنہیں ہے۔۔۔ یہ دلوں کیاں سے لائیں گے؟"

"اگر مجھے اعلیٰ کواد اور ثبوت نہ ملتے تو میں بھی جھوٹے گا اور ثبوت لے آؤں گا۔۔۔ آپ نے خود ہی کہا ہے میں بھی ہوں۔۔۔ عدالت کے نظام کو مجھ سے بہتر کرنا چاہتا ہے۔" جملہ بیان نے طرفی ایڈم میں پکڑا۔

"لیکن ہے۔ آپ پر کریں گے کچھ بری ثبوت اور گاہ احتمال کس کے خلاف کریں گے۔" ایاز خیدر ایک واحد غصہ نہیں ہے ایک پورے گروپ کا نمائہ ہے۔۔۔ مجھ پر پہنچ کیاں کیاں ہے پر پہنچ دیتا ہے، آپ کا اعزاز نہیں ہے۔ میں ان لوگوں کی Resist (حرامت) نہیں کر سکتا۔" چیف منٹر نے صاف کیا کھاڑا ہو کر تھے کہ۔

"مجھے اگر ایسا محسوس پہنچ رکھی کرنے والے اور میں اپنے خلاف کرنی گا کہ مکارا نہیں چاہتا۔ آپ ایاز خیدر کو اپنی طرح جانتے ہیں وہ پہنچنے والے استعمال کرنے کا ماہر ہے اور میں یہیں چاہتا کہ اگلے اٹھکھڑ میں پرس میرے خلاف کوئی ازمات لائے اور مجھے اور میری پانی کو لئھان۔۔۔ ہم نے ان لوگوں کے ذریعے اگر اپنے للاہ اور ہمازوں کا کردے ہیں تو پھر ہم یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ وہ آئھیں اور مذکور ای ووچ کیک بدرستے ہیں، جب تک ہم ان کی دم پر بیٹھ دیں گے۔"

"مجھے انہیں ہو رہا ہے، یہ دیکھ کر آپ اس حد تک ایاز خیدر سے خوفزدہ ہیں۔۔۔ مگر میں اس سے خوف زدہ نہیں ہوں۔۔۔ اگر اس کے پاس ایک پورے گروپ ہے تو میرے پاس بھی پورے گروپ ہوتا ہے، میں اس کے خلاف استعمال کروں گا۔"

"میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوں، معرف بکھداری سے کام لے رہا ہوں۔ اسی بکھداری سے جس کا مظاہرہ

"آپ نے خود جیل آئی سے کہا تھا کہ آپ کمپنی کے بخیر بھی آرام سے ہیں۔" اس نے کچھ پہلے کہا جائے۔ اس طبقہ کا جلدہ رہا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔ اسے کیا کہا تھا جسے بخوبی طور پر کوئی اس کے مدد میں نہیں آیا۔ وہ اب انہا کہا تھا اُنہا میں کرم کر رہا تھا۔ وہ چاپ اسے دیکھتی رہی۔ اب اسے اُنہوں ہو رہا تھا کہ وہ جنید کی پیش قبول کر کے دہاں سے کیا کیوں نہیں گی۔ آخراً سے دھاخت کی ضرورت ہی کیا تھی۔

"آپ کچھ پورے بیان ہیں،" علیمہ اسے دیکھ کر رہی۔

"خشن کیوں؟ آپ کچھ پورے ہو رہے ہیں؟" دہس ہو گئی۔ آپ کا چہرہ آپ کے اندر کی کیفیت کا آئندہ ہے۔ آپ مجھے پورے بیان اگلی قدم میں کیا کہا۔

جنید نے فری سے کہا۔ وہ اپنے نہیں اپنے ایسا سے کہا۔ "Tell tale quality." "عمر کے بعد وہ درس فلسفہ میں اس سے یاد کی تھی۔"

"لیکا راجہہ واقعی ایک آئینہ مذاہ جا رہا ہے کہ میں اپنی کوئی واقعی کیفیت کو چھانپاں پاتی۔" وہ دل عی دل میں پر بیان ہوئی۔

کھانا ختم کرنے کے بعد جنید دہاں رکا نہیں چلا گا لیکن وہ کافی دریک وہی بھی اس کے متعلق پورے کرتی رہی، اور اب دو یا کچھ بار بھروسہ اس کے ساتھ تھا۔

☆☆☆

ایاز خیدر اور عباس کے باہر بٹھے ہی جملہ بیان نے مشتعل ایاز اور مند بیٹھ میں چیف منٹر سے کہا۔ "دیکھا آپ نے اس غصہ اور اس کے نیچے کا کاپ دیجئے؟"

چیف منٹر نے کچھ کچھ کیوں کوکش کی جو جملہ بیان نے ان کی بات جھیل میں۔

"اور آپ نے مجھے اس غصہ کے ساتھ بیکھ مٹ کے لئے بیان کیا۔"

"بیان صاحب! آپ۔۔۔" جملہ بیان نے ایک بار بھر جان چاہا۔ ایک بار بھر اپنے نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"اس غصہ نے مجھ پر مکرت ایلامات کی گمراہ کر دی۔۔۔ مجھے ایک سلسلہ کاچا جھیج ہے میں یہ دلوں پاپ میں۔۔۔" اس بار چیف منٹر بلا خدا ہی بات کئے میں کامیاب ہو گئے۔

"بیان صاحب! آپ نے ان کی بات جھیل میں کی از کم بیری بات دیتھی۔۔۔ مجھے تو کچھ کچھ کا موقع دیں۔" چیف منٹر کے لئے میں اپنی ازورتی نہیں تھی۔ جملہ بیان بہت سچے ہوئے تھے اُنہیں دیکھنے لگا۔

"میں اگر یہ پاہاںوں کا آپ دلوں کی میل منٹ ہو جائے تو میں آپ کے لئے کرہا ہوں۔۔۔ ایاز خیدر کے لئے نہیں۔۔۔ چیف منٹر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔" آپ کی قلبی اور خود آپ کا نام کھانا خربہ ہا جائے گا۔ آپ کا کیربڑا اور گل جائے گا۔

"آپ کی کمرہ ہے ہیں؟ کیا آپ کو کسی اس غصہ کی کوکش پر بیتن آگاہ ہے کہ میرے بیٹھے نے۔۔۔"

جملہ بیان نے بے اختیار میٹھوں اور کر کہا۔







”ہاں جدید سے مل کر اس کا اندازہ ہوتا ہے، مگر مجھے چینکو دیکھ کر بہت بیگ سماحاس ہوتا رہا۔“

جبلے نے چونگ کر کے دیکھا۔ ”بیگ سماحاس“

”ہاں مجھے یوں لگتا ہے جیسے من نے اسے پہلے بھی دیکھا ہے..... یا اس کی آدازتی ہے۔ اس کا نام مگن بھی بہت شاسترا کا۔“ مگر بہت سوچنے کے باوجود یہی مجھے یاد نہیں آیا کہ من نے اسے کہاں دیکھا ہے۔ ”علیہ نے پروچ اندماز میں کہا۔

”ایسا جدید نئے تم سے اپنا پوک کیا؟“

”میں اس نے تو اپنا کچھ نہیں کہا۔“

جبلے نے ایک گمراہ سانس لیا۔

”تو مجھ پر تباہ رہم ہو گا..... بعض لوگوں کی تکلیف ہیں دیے ہی شناسگق ہے۔“ علیہ ابھی ہوئے انداز میں کندھے اپکار کر رہے تھے۔

”شاید ہو سکتا ہے۔“

☆☆☆

بھروسن سے اپنی کے بعد تیر سے ان دلاور چل آئی۔ ناؤ دالپ اپنے گرفتار شفت ہو گئی تھیں۔ گمراہ بیرونی ویخ اور گیٹ کی سمت سرے سے تکین و آرائش کو دی گئی تھی۔ مگر گیٹ پر ہمیکی نظر نے علیہ کو بھر اس رات کی یاد رکھ لی۔ وہ گمراہ گیٹ پر سوچو جو کیا کمال احوال دریافت کر لی رہی۔ پھر اندر اکار اس نے سب سے پہلی کال شہلا کو کی۔

”میں ابھی آتی ہوں تباہی طرف۔“

اس نے علیہ کی آدازتی کہا۔ علیہ نے فون بند کر دیا۔ وہ جانی تھی کہ اس حاگمنڈ کے بعد ہاں موجود ہو گی، اور ایسا ہی وہ اور اس وقت لاٹھی میں ناؤ کے ساتھ کچک پکش میں صروف تھی جب شہلا آگئی۔ رات تک وہ ملبوس ہائی کرنے کے بعد وہ اپنے کرے میں سونے کے لئے جانا پہنچ چکا تھا اسے دیکھ لیا۔

”تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ علیہ۔“

”سارا دن ہم باتیں ہی تو کرتے رہے ہیں ناؤ کی بات پر کوئی جبرت ہوئی۔“ ہاں باتیں ہی کرتے رہے ہیں مگر یہ راجبی بات ہے اور میں چنان ہوں تم اسے تو چہ سے سنو۔“ ناؤ اب شجیدہ تھیں۔

”لیکھ ہے آپ باتیں کریں۔ میں سن رہی ہوں۔“ وہ بھی شجیدہ ہو گئی۔

”اسلام آباد میں جبلے نے تھیں ایک لارکے سے ملوایا تھا۔ ہمیں انہیم ہام قہاں کا۔“ انہوں نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

وہ بھی پڑا سے تارا تھا۔ ”دوسرا بھائی سب سے چھوٹا ہے۔ خاصی روانی تم کی کیلی ہے ہماری۔“ وہ مدھم آواز میں سکراتے ہوئے کہر رکھا۔

”میری بڑی بیکن کی شادی ہو گئی ہے۔ وہ اسلام آباد میں ہی ہوتی ہے۔ میری بیٹلیاں ہور میں ہے، میں بھی دیسیں اپنے بیاں کی فرم میں کام کرتا ہوں..... میرے بیاں گئی ارکٹلک ہیں۔“ کہاں کہاں تھے ہوئے اس کی باتیں حتیٰ کہیں تھیں رہیں تکلی کی نسبت آج اس کا ذوق پیش خاصاً کم ہو گا تھا اور وہ اندازہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اس میں کچھ کام کتنا تھا۔

اس دن لفڑ پر ان دونوں میں خاصی طبعی گنگوہ ہوئی اور علیہ کو حساس ہوا کہ جب اور اس کی بہت سی عادات ایک بھی تھیں۔ وہ دشائست اور نئی مزاج کا ملک تھا۔ اپنی عمر کے یاعام نوجوانوں کے برعکس وہ خاصی تیمور سوچ رکھتا تھا۔ وہ بڑے پیٹے میں اندازہ نہیں کھکھ رکھتا۔

وہ اس سر پر بکار کے ساتھ ہانگ کے لئے بھی گئی۔

ہمیندے ایک بہت اچھا فوکر فریبی تھا۔ علیہ کو اس وقت غریبوگار جبرت ہوئی جب اس نے کبھی وہ پاس ہوئے کے باہم دوسرے پیٹ کر کرہے سے علیہ کی کوئی تصور نہیں۔ البتہ خود اس کے کبھی سے کبھی بہت احتیط مناظر کے علاوہ علیہ کی بھی پذیر تصوریں یہ کہتے ہوئے تھیں۔

”مجھے اسی کے کیا آپ جب اس روک کر ڈالیں اور پونت کرو دائیں گی تو آپ کو احساس ہو گا کہ میں صرف اچھا رکھیں تھیں تو فوکر فریبی ہوں۔“

رات کوہ پول کے پاس بھرتے رہے، جبلے کے طے کے ہوئے شیڈل کے مطابق۔

پھر اگر کچھ دادے اسے اور جبلے کو خاصاً حافظ کئے گئی آیا۔

”اچھا لڑکا ہے جیتن۔“ جبلے نے اپنی پر مارست میں گاڑی میں اس سے کہا۔

”ہاں۔“ اس نے غصہ جواب دیا۔

”تھہرا اچھا وقت گز گیا اس کے ساتھ..... مجھ سے تباہی تعریف کر رہا تھا۔“ جبلے نے سکراتے ہوئے اسے تالیم دے جانیا۔

”ہاں۔ بہت اچھا وقت گز ہمیرا اس کے ساتھ۔“

”بہت گز دن کا مجھے د۔“ جبلے نے ایک اور تھہر کیلی۔

”آپ اس کی کیلی کو جانتی ہیں؟“ علیہ نے جواب میں کچھ کہنے کے سچائے سوال کیا۔

”کافی مرے سے۔“ جبلے نے غصہ جواب دی۔ پھر کہا۔

”تم ناچاہو گئی اس کے گمراہوں سے؟“

”میں۔“ علیہ گز گئی۔ ”میں کوئی ملا پا ہوں گی۔“

”انھیں لوگ ہیں۔“

"کوں مسلط کر دا ہے کی تو تمہارے مرپی؟... میں نے تو جھیں صرف ایک پروپرٹی کے بارے میں ہیلا ہے۔" اس پر انہی نے قدرے مخاطب ادا کر دی۔

"تمہیرے اور شکندر کا بہت بریر شیر ہے بھجو... وہ بار بار مجھے سے اس بارے میں پوچھتے رہتے ہیں۔ ابھی حکم تو میں بھی کہیں رہی تو تمہیں علم کر دی کہ تو گراب سے اس سے اور کی کہوں۔... پھر تمہارے انکو کا بھی بہت پوچھ رہے۔ اب جھیں اپنے مشقیں کے بارے میں کچھ لینا چاہئے۔"

وہ اپنے بائیں ہاتھ کے انکو خٹک کر کھینچتے ہوئے ان کی باطنی سنتی رہی۔

"تمہکے کی باتیں نہیں۔ میں جھیں پکو اور لوگوں کے بارے میں تادیتی ہوں، تم ان کے بارے میں غور کرلو۔" ناؤ نے جھل کے کہا۔

"تم ان میں سے کسی کے ساتھ شادی کرنا نہیں پاہتی۔" اسے ناؤ کے ان بخوبہ پوچھنے کے بارے میں بھی اندازہ چاہا۔

"بھی ایک اپنی زندگی قوم کی خدمت کے لئے تقض کرنا چاہتی ہیں۔" وہ اب ان کے پھرے اور آواز میں نظری عسوی کرنکی تھی۔ "یا جو شاید کسی نیز بھر میں کام کر کی تھی انقلاب لانا چاہتی ہیں۔" اسی تھی کہ انقلاب جو اپنے چندہ ادا پہلے لائے کی تو کوئی اور جس کے لئے تجھے میں آپ کو میساں جانے پڑا۔

وہ اب قدرے بلند آواز میں بات کر رہی تھیں۔ علیہ اسی طرح سرجھاتے اپنی انگلیوں کو انکو خٹکے سے کھینچتے ہوئے کسی بھی کے بغیر ان کی باطنی سنتی رہیں۔

"کیا جتنا چاہتی ہیں آپ؟" "بون آف آکس یا ہم مریزا۔" یا ہم آپ نے بس یہ طے کر لایے کہ آپ ایک کے بعد ایک کر کے بیرے لے میں میسٹیں لاتی رہیں گی۔

"ناؤ آپ ایک ض阜وں بات پر ناراض ہو رہی ہیں۔" اس نے ان کی باتوں کے جواب میں نامی بے زاری کے کہا۔

"غقول بات۔" تمہیں کسی سوچا ہے کیجیے تم کس قدر Irrational ہو۔ علیہ... اپنے بیٹھیا سے باہر آکر کبھی حقیق دینا کوئی دیکھنا کرف،" ان کی ذات باری رہی۔

"میں بہت اچھی طرح چاہتی ہوں ناؤ کیں تھیں Irrational ہوں۔" آپ کو مجھے اس بارے میں تائی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے آپ سے یہ تو نہیں کیا کہ میں شادی نہیں کر دیں گی۔... میں صرف یہ کہ رہی ہوں کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"تم جیسے شادی نہیں کرنا چاہتی تو پھر کس سے شادی کرنا چاہتی ہو؟" ناؤ کے درسے پے اختیار لکا۔ اور پھر جسم ہی انہیں اپنے سارا پر افسوس ہوا۔ علیہ ہے سرماٹھا کر جیسیں دیکھا۔ اس نے کچھ نہیں کیا تھا اور اس نے سب کچک کر دیا تھا۔ ناؤ کا نصہ اور ناراضی یک دم جھاگ کی طرح غالب ہو گئی۔ وہ کمی مت بالکل خاموش بھی رہیں۔

"اسلام آباد میں نہیں... بھور بنی علی المعاشر۔" اس نے لفج کرتے ہوئے کہا۔

"چلو بخوبیں علی کی تم یہ تماذج جھیں کیا ہے وہ؟"

علیہ کے دل کی دھرم کن کی دم تجزیہ گئی تا اونکا سوال اب اس کے لئے سوال نہیں رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے ناؤ آپ کا، وہ دوسری تھا میسے سارے لاءے ہوتے ہیں۔" اس باراں کے چہرے سے مسکراہت غائب ہو گئی تھی۔

"جنہیں امامت کے گھر سے پروپرٹی بارے میں ہے تھا۔"

ناؤ نے اب جھیڈ فرم کر دی، وہ بے صورت بھی رہی۔

"مجھے اچھے لگے ہیں اس کے گرد والے۔" ناؤ نے اس کا تاثرات سے پہنچا تھا۔ جسیں۔" میں نے لار کے کی تصور پر کھی ہے۔ مجھے وہ بھی بہت اچھا لگتا ہے۔ جلد سے فون پر بھری بات ہوئی تو اس نے بھی بانی تربیط کی اس کی۔"

وہ بات کرتے کہتے ایک لٹکے لئے رکیں۔ پھر اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"لیکن بہر طال میں نے ابھی ان سے سوچنے کے لئے کچھ دعوت ادا ہے۔ کیونکہ تم سے پوچھنے بغیر تو کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"مجھے شادی میں کمی بھی نہیں ہے۔ اور فی الحال تو بالکل بھی نہیں۔"

"یہ ایک اچھا انتقام بات ہے اور کم از کم میں ابھی کی بات کی بنا پر تو تمہاری شادی کے بارے میں سچانہ نہیں چھوڑ کیں۔" ناؤ نے تقصی اداز میں کہا۔

"مجھے کچھ دعوت چاہئے۔" چند سال اور۔

"کس لئے؟"

"آپ جاتی ہیں ناؤ میں۔ کسی این جی اور اندھہ بھر کو جوان کرنا چاہتی ہوں۔" میں بھک سو شل درک کا پاہتھنگ ہوں۔

ملکہ یا کام ہم شادی کے بعد بھی کرنکی ہو۔"

"نہیں۔ میں یا کام شادی کے بعد نہیں کر سکتی۔ شادی کے بعد کوئی اتفاق ہو تو کام نہیں کر سکتا۔"

ناؤ اس کی بات پر بے اختیار نہیں۔ "یہ کام احتسابات ہے۔"

وہ خاموش رہی۔

"اب سیکھ جو ہے یا کوئی اور بھی جو ہے؟" اس نے کچھ کہنے پر غیر صرف ایک لٹک انہیں دیکھا۔

"ناؤ امیں اس سے صرف دو تین باریوں اور دو بھی اسے ایک عام سا فلک کیج کر۔" اگر میں نے یہ

کہ دیا ہے کہ وہ ایک اچھا آدمی ہے تو اس کا یہ مطلب تھا ہے کہ اس اسی فلک کو بیرے سر پر اسی مسلط کر دیا جائے۔ اس باراں کی آواز میں نظریں نہیں تھیں۔

اعتراف نہیں کر دیں گی۔“ وہ مزید بچوں کے بغیر اخوند کراچی کرنے کے لئے آگئی۔

”جبت اور عزت افسوس کا آجسٹ میں بڑا گیر احتراق ہوتا ہے۔ جب سب سے پہلے عزت افسوس کو فتح کر دیتی ہے۔ یا بعدہ محبت کرتی ہے۔ یا پھر اپنی عزت... ہاتھی مٹی میں دلوں پرچیز اکٹھی نہیں آئتی۔“ اپنے کردار میں آتے کے بعد وہ بھی پچھا اپنا ہی محسوس کر رہی تھی۔ اسے یک دم بہت زیادہ حکم کا احساس ہوا۔

”لیکن میں نے تھیک کیا ہے؟“ کمزی کے پردے ہٹاتے ہوئے اس نے باہر کھلی ہوئی میں جو جائے ہوئے سوچا۔

”لیکن خود کو اس قدر گرانا تھیک ہے؟“ وہ اپنے پر بازو لپیٹے سوچ رہی تھی۔ ”یہ جانے کے باوجود کہ مگر اسی خدا پر لئے کس روں کا احتجاب کرنا چاہی ہے۔“ اس نے اپنے ہوش بیٹھنے لیے۔ ”یہ جانے کے باوجود کہ مگر شاید کبھی بھی مجھ سے شادی کے لئے اندر مل گئیں رہ۔ میں اس سے پھر بھی یہ تعلق کیوں قائم کر رہا تھا۔“ اس نے ایک گمراہ اسی لیا۔ ”آخر ہر دن کیوں...“ میں ابھی بھی پھر بھی صیلی ہو سکتی۔ یا پھر عمر جانگل کو وہ دہنے چاہیے جس میں داشت ہے۔ اسی کی خواہیں ہوئی ہوں۔ شاید میں کبھی بھی پھر بھی صیلی ہو سکتی۔ یا پھر عمر جانگل کو وہ دہنے چاہیے جس میں داشت ہے۔ میرے حواسِ شکام کا نہ چھوڑ دیجے ہیں۔ پھر میں صرف وہ دیکھتی، وہ نہیں اور وہ کہتی ہوں جو اس کی خواہیں ہوئی ہے۔ یا شاید اسی کیفیت کو بھت کہتے ہیں۔ اسے اپنی آنکھیں وحدی ہوئیں ہوئیں۔

اعتراف کا لئر عذاب کا گھر ہوتا ہے۔



”تم بوجپا ہی تو مولیعہ... وہ ملک میں ہے۔“

”میں نے تو آپ سے پوچھی تھیں کہا۔“

”میں اس کے باوجود دسب کچھ بھائی ہوں۔ بربادات کو بختی کے لئے لمحوں کا سہارا شروری نہیں ہے۔“ وہ پکو دریا کا چیڑھ و بکھر رہی۔ ”ناوارا آپ۔“ اپنی سب پوچھ جائیں تو ہمارا آپ۔ مجھے سے یہ سب کیوں کہری ہیں؟“

”تم راتی مر سے شادی کرننا چاہتی ہو۔“

”میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔“ اس کا حسکا ہوا تھا۔

”میں نے تم سے یہ تین یہ چھا۔“ پکو اور پوچھ جاہے۔“

”ناوارا میں لے اگنی شادی کے بارے میں پوچھنے سوچا۔“

”علمیہ۔“ نہیں نے اس پارچے تھیسا اندراز میں کہا۔

”بس سوال کا جواب آپ جانتی ہیں، وہ مجھ سے کیوں کہری ہیں؟“ اس باراں کی آواز میں داشت ہے۔ خود کی تھی۔

” عمر کے علاوہ میں اور کس سے شادی کر سکتی ہوں۔“ اس کی آواز میں لرزش تھی ہوں چیزے وہ اپنے آنسوؤں پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ”آپ بھر سے سامنے ہر دوسرے دن کوئی پوزل لا کر رکھ دیتی ہیں۔ آپ بھر سے عمر کے پر پوزل کے بارے میں بات کیوں نہیں کر سکتیں۔ لیکن میں جانتی ہوں۔ آپ بھیں کہتیں۔ اگر کوئی بھی میں دیکھیں تو یہ ہے تو۔۔۔“

”اس کے باوجود تم۔“ ”ناونے اپنی باتی اموری چھوڑ دی۔“

”ناوارا میں کیا کر رہی ہوں۔ آپ جانتی ہیں۔۔۔ میں حقیقت پسند ہوئے کی کوشش کر رہی ہوں۔“ وہ ایک لمحے کے لئے رکی۔ ”میں کوشش کر رہی ہوں کہ زندگی کو عمر کے بغیر گزارنے کیے چاہوں۔۔۔ مگر یہ بہت مشکل ہے۔۔۔“

”جنید بہت اچھا لڑا کے۔“ ”ناونے مرضع بد لئے کی کوشش کی۔

” عمر بھی بہت اچھا ہے۔“ اس نے جو لہا کہا۔

”لاؤچی میں چند لمحے خاموش رہی۔“

”ناوارا ایک باراں کا اس سے میرے بارے میں بات کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔ آپ ایک باراں سے میرے بارے میں بات کر کریں۔“ اس باراں کی آواز میں اچھتی۔ ”آپ اسے بہاں بلکہ اس سے میرے بارے میں بات کر سکیں۔“

”اور اگر اس نے اٹاکر کر دیا۔۔۔“

”اگر۔۔۔ اگر اس نے اٹاکر کر دیا۔۔۔ وہ پھر تھیک ہے۔ آپ جنید سے میری شادی کر دیں۔۔۔ میں

عمری امریکہ پرستگار ہونے کے بعد بھی ناؤں کے ذہن سے یہ خالی بخوبیں ہوا کیونکہ عمر کا ابھی ان کے اور علیہ کے ساتھ رابطہ تھا۔ اگرچہ یہ رابطہ پہلے کی طرح مستقل ذمیت کا تھا مگر جو بھی ابھی اس رابطے نے کوئی دوست اختیار نہیں کی تھی۔

وہ اب بھی علیہ کے پارے میں لگر مدد رہتا تھا اور اس کے پارے میں اکٹھے ہوئے گلتوں کا تارہ تھا۔ اہم مواد پر بھی وہ کمی علیہ کو کوال کرنے کا تھا۔

لیکن پھر آئتہ آخرت علیہ اور ناؤں کے لئے کی جانے والی فون کاوش کی آئتے گی۔ وہ اپنی جاپ سے مطہن نہیں تھا۔ کیوں مطہن نہیں تھا؟ یہ بات اس سے کمی قشیل سے ہاتھے کی کوشل نہیں کی تھی، مگر وہ جب بھی فون پر پناہ یا علیہ سے بات کرتا۔ وہ لفڑی ہو جاتا۔ اس کے لفڑی میں رخص چانے والی اس کمی کی وجہ تھی۔ جو چاکر معاوza۔ پاچھر جو چیز سے بہت جلد اکتا جاتا کی اس کی اپنی عادت۔ یا پھر جو چاکر معاوza کے باز پر کے جانے والے سطلیں فریقاً کام۔

”پاپا مجھ سر بر اسٹپ کی طرح استھل کر رہے ہیں۔ مجھے بخش وغیرہ محسوس ہوتا ہے کہ میں کوئی بھی کام اپنی مرثی سے کمی کرنے نہیں سکتا۔ جو چیز میں پہلی کو الودت بہت ضروری ہے۔“

وہ فون پر علیہ اور ناؤں سے غلطیت کرتا۔

”وہ کمیں گے دن تو مجھے دن کہتا ہے۔ وہ کمیں گے رات تو مجھے رات کہتا ہے۔ مجھے اگر یہ اداہ ہو چاتا کہ پاپا بھرپور پسی اور پور پسی لائف میں اس قدر مدد کریں گے تو میں کمیں پوٹشن میں نہ آتا۔ میں ہاتھ پول پر پیٹھے کر رکھ جائیں۔“ وہ اس میں کام کرنے کی بنت۔“ دو براتا۔

”جیسیں اگر چاکر کی اپنے کام میں مدد نہیں پاپنڈے تو تم اسے صاف کر دو۔ پہلے ہی اتم اس سے دلوں بات کر لیجتے۔“ تاؤں سے ملودہ دیتیں اور دیگر اے گے سے خاموش ہو جاتا۔

”ایک پیا کو ماغت کرنے سے منع کر دوں اور کنوں کو روکوں۔ جس سلم کامیں حصہ ہیں گیا ہوں دہاں کھڑے ہو کوئی تقریب نہ کر سکا۔“ خلا کام کرنے سے بخوبی کئے کئے میں اپنے آفسی نیل جل کے قریب چھپ کر کھکھل دیا۔ اپنے پر اس کرنے سے انکا رکسا ہوں۔ جو جھوک جھوک آپنی ہے اور اس کی نہ عطا نہیں کی جاتی اس میں غلط کھنکہ والا کون ہوتا ہوں۔ بہترین بیدار کریتہ وہ ہوتا ہے جو اکیں، کام اور منہ بند رکے۔“ Cog ۳D ان کر رہے ہیں Maker بخی کی کوشش کر کے۔“ وہ استھرا یہی اداہ میں ہوتے کہتا۔

”اونکو بھبھی وقت گزیر کے ساتھ ساتھ اس اس اس وہاں گیا کر ملے ہوئے میں ہر کوئی بچپن کوئی ہو۔“ مرے سے ختم ہو گی۔ پھر وہ بھی چان گئیں کہ چاکر عرکی شادی ایک بڑے اور اس ساری کمی کرنے میں کہا رہا تھا۔ اگرچہ عمر اس پر پتائیں گے، مگر تھب مکمل بار اپنیں یہ اداہ ہو گی کہ ملے ہوئے ساتھ عرکی شادی مکن نہیں ہے۔ جلد یا بدقیر چاکر عرکی کو اس کمیتے میں شادی پر تذکرہ کی لے لے گا۔ چاکر معاوza کے باہم کے ساتھ نہہا عرکے لئے بہت مشکل تھا اور اگر وہ کسی طرح چاکر کے دباو میں نہ آتے ہوئے اس شادی سے انکا کر کمی دیا جائیں گے۔

عمر نے غلطیت کے اتحان میں کامیاب کے بعد اگلے دو سال لاہور اور اسلام آباد میں گزارے تھے۔ وہ ناؤں کے گھر نہیں زندہ تھا کہ وہ متنقل علیہ سے مٹا اور اسے فون کرتا تھا۔ بھی اپنی کوئی نہیں گزندہ تھا جب وہ علیہ کو فون نہ کرتا ہو۔ وہ دو ہوں ایک درمرے کا اپنے پورے دن کی روادن ساتے۔ غرے اور قاتا پرے محدود ہے تو اور رہتا تھا، اور وہ اسکی ان پر مل کر۔

عمر پر اخخار ہر محاطے میں پڑھ کیا تھا اور اپنا کرنے میں بڑا تھا عرکی کا تھا۔ شاید وہ محاطے میں اس کی اس طرح مدد کرتا تو وہ ہر محاطے میں اسے الاؤکر ہجڑو دیتے۔

آنہیں دو سالوں کے دروان مذاق حیر کا اتنا بھول ہو گیا۔ ان کے اتنا کوئی بھادڑ کے بعد نہیں یک دم بہت ساری تبدیلیاں آگئیں۔ ان کی سو شش سرگرمیاں بہت محدود ہو گئیں اور علیہ و پرانی کمی تجویز ہوتے بڑا ہو گئی۔ شاید اس کی تجویز کر دے اب ایکی بوجھی تھیں اور ان کے لاشور میں ایسا ہوا تھا کہ کچھ عرصے کے بعد عرصے کی شادی کی صورت میں وہ اکل طور پر چاہو جائیں گی۔ شاید اسی وجہ سے انہوں نے علیہ پر بہت سی پانچ بیان ختم کر دیں گی۔ وہ اپنے کی بات پر بھجو گئیں کہیں تھیں۔

عمران داؤنی کی تکمیل ہی چاکر تھا۔ ان کے درمیان رابط بھی ابھی قائم تھا۔ مگر فون کا لارے کے تسلیم میں کی ہو گئی تھی۔ تاؤں کے ساتھ نہیں میں سلکی بار اس کی پہنچی اور وہ تھی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ یا اسی در حقیقت کی تجھیق کرنے پہنچے اسے بیٹھا کے دروان اس کے لئے پور پوری تھاں ترک کر دی تھی۔ شاید اسکے کے سارے اور دوایا کے پاد جو اپنے اس محاطے میں وہ کیا تھا جو علیہ سے ہاتھا تھا۔ اس میں بڑا تھا عرکی بھی تھا۔ جو سطلیں ناؤں کی بین و دلخت کرتا تھا۔

تاؤں کے لاشور میں شاید کہتا ہے بات بھی تھی کہ عمر اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے یہ خواہ رکتا ہے کہ علیہ کی ابھی کہیں شادی نہ ہو اور کچھ عرصے کے بعد جب وہ اکل طور پر الجھٹش ہو جائے گا تو جب وہ خداوس سے شادی کرنا چاہے گا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ جو اس کی قائم عمل کروانے پر اتنا اسرار کر رہا ہے تو اس کی وجہ بھی سیل پسند یہ گی ہے۔

بات کا کوئی امکان نہیں تھا کہ وہ علیز، میں گزشتہ بچی کی وجہ سے مادری کی خواہ کرتا۔ علیز کی عمر میں دُبی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی تک اس کے باوجود نادوی بات اچھی طرح پا جتی تھیں کہ وہ میر کو پسند کرتی تھی اور خود علیز کو بھی احسان تھا کہ نہ اس بات سے اچھی طرح دافت ہیں۔

نازوکا خیال تھا، عمر کے دامن آنے کے امکان بنت آیں ہیں..... اور وہ تک گزرنے کے ساتھ جوں جوں وہ پیور ہو گی..... وہ پینچھے عرکو اپنے زہن سے نکال دے گی، خاص طور پر اس صورت میں جب ان دلوں کے درمیان ہوئے والے رابطہ کم سے کم ہوتا جائے گا۔

ان دلوں کے درمیان رابطہ قریباً ختم ہو گیا تھا..... اور وہ دقت گرنے کے ساتھ ہاؤں کی اتفاقات کے مطابق پیور ہو گئی تھی۔ مگر ناٹکا یہ اندازہ غلط ہاتھ بھاگ کر وہ عرکو اپنے زہن سے نکال دے گی۔ عمر کے لئے اس کی پسندیدگی کی پلچے سے زیادہ بڑھ گئی تھی اور اسی کی سرکشی سال بعد اس کی کیک دے دیتی نے پوری کر دی تھی۔

مرکی غصیت میں پینچھے بہت زیادہ تبدیلیاں آجی حص اور یہ وہی اور چند بھائی تبدیلیاں اس کی پوری غصیت کا احاطہ کئے ہوئے تھیں..... مگر علیز، ایک بار پھر کسی عناطیہ کی طرح اس کی طرف پکڑ رکھتی تھی۔ اور اس بات کا خلاصہ اسکی رہتا تو اسکی طرح وہ دلوں رابطے میں رجی..... اور اسکے بعد کیا ہو گا۔ وہ اچھی طرح اندازہ کر کیتی تھی۔



## باب ۳۶

وہ اس دن فیرور نہر سے کچھ کہنیں یعنی بچی تھی۔ شہلا اس کے ساتھ تھی۔ کہاں دیکھتے ہوئے وہ دلوں مختلف حصوں کی طرف بڑھ لئیں۔

وہ ایک کتاب کا لیپ پر مختصر میں صروف تھی جو اس نے اپنی پیش پر ایک آزادی کی کسی نے اس کا نام لایا تھا۔ بے انتہا اس نے پلٹ کر دیکھا اور چند جوں کے لئے ساکت رہا۔ وہ جنید ابراہیم تھا۔ ذری طور پر اس کی کھوئی نہیں آیا کہ وہ اسے کیا رہا۔ دلوں نے اپنے کھوئی دلے۔

وہ اب سکرناہاوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ دلوں کے باوجود سکر نہیں کی۔ مگر دنوں کر اس نے اپنے میں پکڑ لیا کہ اس کا اور دلوں پر کھوئی رکھ دیا۔

جنید تک اس کے قریب پہنچا تھا۔ تکی سی سلام دعا کے بعد اس نے علیز سے کہا۔  
”مجھے تو قع نہیں کر آئے آپ سے بیان ملا تھا توں“

وہ چاٹ جھوٹے کے ساتھ دیکھ رکھی۔ چند بیٹھ پہلے جوہر میں میں اس کے ساتھ ہوتے والی لاد توں کے پیتوں میں پیرو چھوٹے والی گرم جوشی یک میں لکھی تھا۔ جنید نے اس تہذیلی کو زور دیا جس کی طرح اس کے اندازہ اکار میں خامی سر دہبری تھی۔ وہ قدر سے خفیہ ہو گیا۔

”ہاں مجھے اپنا دلت شائع کرنے کا خاص اشوق ہو رہا ہے آج کل..... میں جگہ جگہ اس طرح کی سرگرمیوں میں ظانع کر لیں چہرہ رہی ہوں۔“

جنید کچھ نہیں سکا، وہ کس سرگرمی کا ذکر کر رہی ہے۔

اس نے ایک کتاب کی طرف آتھ چڑھاتے ہوئے کہا۔

”اچھی کتابوں کی ادائیگی کیلئے بخوبی ملابس سرگرمی نہیں ہے، نہیں لیکن سرگرمی ہے جس پر کول دلت

شائع کرنے کا لیلیٹ لٹا کے۔“

اس نے لامال بھی اندازہ لگایا کہ وہ اپنے دماغ آنے کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ علیز نے سراخا کر



نیا ہدیہ میں کسے سامنے نہ پڑے۔  
 "جیسیں جلدی کس بات کی ہے؟" شہلانتے قدر جانی سے کہا۔  
 "تم باہر رہی، میں تھیں تاریخی ہوں۔" اس نے شہلا کے ساتھ پاہر لٹکتے ہوئے کہا۔  
 مل ادا کرنے کے بعد شہلانتے اپنی کتابیں لیں اور دلوں باہر لکھ آئیں۔ ذرا بیچ گیک سب سچائی کی  
 شہلانتے علیحدے سے پاچھا۔  
 "اب بتاؤ۔ کیا ہوا ہے۔ اتنی افرانیتی میں مجھ کہل لائی ہو؟"  
 "میں ان لوگوں کو Avolio کہنا پاہی تھی اس لئے۔" علیہو نے ٹھیکان سے کہا۔  
 "کیوں؟" شہلانتے گاہی اسٹارک کرتے ہوئے جوت سے کہا۔  
 "وہ آنکر کرم کمانے کے لئے ساتھ پڑھ کی افرار ہے تھے، اس لئے۔"  
 "محکوم ہے؟" وہ گزی کو راگہ سے کٹائے ہوئے بولے۔  
 "اس لاڑکانہ کام جیسا ہے۔" علیہو نے کچھ سوچتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "چد رنچ پلی بھورن  
 میں ملاقات ہوئی تھی جیری اس کے ساتھ۔ آنی ہجڑ کے کی جانے والوں کا بیٹا ہے۔"  
 "میرا؟"  
 علیہو چند گھوون کے لئے خاموش رہی۔  
 "میرے لاہور اپنی آنے سے پہلے اس کے گمراہے ناؤں کے پاس آئے تھے۔ پر پوزلے کر۔"  
 "نہیں تو نہ کیا کہا۔" رنجیٹ کر دیا۔ "شہلانتے قیاس آرائی کی۔"  
 "نہیں۔" نہیں نے سوچتے کے لئے کچھ دعویٰ کیا۔  
 دو اب وڈا اسکرین سے باہر سڑک پر نظریں جھائے ہوئی تھیں۔ شہلانتے غور سے اس کا چہہ دیکھا۔  
 "ناونے تم سے بات کیوں ہے؟"  
 "ہاں۔" پڑھ۔  
 اور علیہو جب سمول انکار کر دیا ہو گا۔ "علیہو خاموش رہی۔"  
 شہلانتے اپنی گمراہی سماں لیا۔ "کیا کرتا ہے یہ؟" اس کا انشاد و ہنر کی طرف تھا۔  
 "اُر کینکھ کہے۔"  
 "اس کے ساتھ کون تھا؟"  
 "اس کی بڑی بہن اور بھانجہ۔"  
 "تجھے دیکھتے میں اچھا گا ہے۔ سو اور دو سیست۔" شہلانتے رائے دی۔ "جیسیں کیسا کا؟"  
 "اس پاہلے علیہو نے گردن موڑ کر کچھ ترشی سے پاچھا۔  
 "کس حوالے سے۔۔۔" "تمہارا کیا اہم اڑا ہے۔ میں کس حوالے سے پاچھوڑی ہوں۔"

"جید نے کافی ذکر کیا تھا ہمارا؟" راجہاب بڑی بے کنکھی کے کمری تھی۔ "تجھے بہت خوبیں تھیں تم سے  
 لٹکی۔" وہ سکراتے ہوئے کمری تھی۔  
 "جید نے آپ کا ذکر کیا تھا۔ کوئی بخی پلے۔ جب تم بھورن میں لے لئے۔" علیہو نے کہا۔  
 "میں نے تو جید سے جب بھی کہا تھا کہ جیسیں میرے گمراہے پر لائے۔ تم اسلام آباد میں ٹھیکری تھیں  
 تھا!... میری رہائش دیسی ہے۔"  
 علیہو سے دیکھتے ہوئے صبح رنچی تھی۔ وہ جید سے بہت زیادہ خاطرات رکھتی ہے۔ "میں جیسیں بہت اچھی  
 سمجھنی دے سکتی تھی۔ تمہاری بوریت سماں میں کمی کو جانی۔ خود رامگی کو دعویٰ اچھا گرا جانا۔"  
 "میں بھورن سے آتے کے بعد زیادہ دن اسلام آباد میں نہیں ٹھیکری تھی۔ تیرے دن ہی والیں آگئی تھیں اس  
 لئے یہ وہ نہیں سکتا تھا۔" علیہو نے سکراتے ہوئے کہا۔  
 "فہیں بھی! میں بھورن جانے سے پہلے کی بات کر رہی ہوں۔... تم دو تین ماہ رہی ہو وہاں۔" علیہو  
 سکرانی۔  
 "پہلے آپ سے ملاقات کیے تو سکتی تھی۔ میں تو جید کو جانتی تھی میں تھی۔"  
 علیہو نے ٹھیکری اور راجہاب ایک لئے کیلئے ایک درسرے کی طرف، پہنچتا پہنچا لگکر ہی لے جائیں گے۔  
 "میں لوگ سالگی کی رفتار میں پاپ آنکر کیم کھانے کے لئے جائیں گے۔" میں بہت خوشی ہو گئی اور  
 آپ اور اپ کی فریڈ بھی میں بھارتیں کریں۔"  
 باض کا سوسنڈی ایک بار پھر لگا تھا۔ پر انہوں نے علیہو کا دنیا دنیا سے علیہو و اخداز و خش کر کی۔  
 "تجھے اور شہلانتے کو دو اپنی جاتا ہے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ جیسیں جلدی ہے۔ کافی دیر سے  
 لکھ کر ہے جیسیں گھر سے۔" علیہو نے مقدرات خوبیاں اہم اہمیں کہا۔  
 "اُر کھوڑا سارست تم جیرے سا ہنگہ کر دو تو مجھے بہت اچھا گا۔" اس پار رائیہ سے کہا۔  
 "میں شرودر کاری۔" اور مجھے اکر کرتے ہوئے شرمندی میں ہو رہی ہے گیر چکن ٹھیکن ٹھیکن ہے۔  
 "کوئی بات نہیں۔ آپ کے پاس واقعی جیونیں ایکچھہ زہر۔" جید نے اس کی مقدرات قول کرتے  
 ہوئے کہا۔  
 وہ نہیں خدا حافظ کہ کر جب دالکش شہلانتے کی طرف جو پہلے ہی اس کی طرف جو پہلے تھی۔  
 "یکون تھے؟" اس نے علیہو کے قرب آتے ہی پاچھا۔  
 "تم بھاں سے چلو۔۔۔ پھر تھا تھا ہوں۔" علیہو نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "وگر مجھے اسی بھی کچھ اور کہاں میں بھکنی ہیں۔"  
 "وہ تم دوبارہ کی دن دیکھیں۔۔۔ میں بالا ہیں سے چلو۔" علیہو نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔  
 جید اور راجہاب ابھی وہیں تھے اور وہ نہیں چاہی تھی کہ ان سے جھوٹ پولے کے بعد اب وہ شہلانتے کے ساتھ

ہیں ودون ایک ہی روم میں..... مسرا بند سر مرچ چاکر کے طور پر۔ ”  
ملبوہ نے قلچ ہوتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔ وہ گاؤڑی فرما جو کہتے ہوئے دعا اسکرین سے باہر رکھے  
رہی تھی۔  
”فاروق پکون دن پہلے اپنے ایک غیر ملکی سٹرکٹ کو تمہارے گیا تھا میں۔“ اس نے اپنے بھائی کا ہم لیتے  
ہوئے کہا۔  
”اس وقت مر گریج وہاں ریسٹریشن پر پچک ان کر رہا تھا۔ فاروق سے ٹا اور جو تھا کہ تارف میں کرو دیا۔  
فریڈ کے طور پر۔ گروہاں پیچ کیں ان سڑا در سر مرچ چاکر کے طور پر کیا۔“  
وہ دن بخواہ اس کا چڑھ دیکھ رہی تھی۔ ”فاروق نے گھر کی گھر سے پوچھا تھا مرکی شادی کے بارے میں  
ٹھاکر ہے، میں نے تو تمی کہتا تھا کہ نہیں ہوں۔“ مجھ سے ابھی تھے سب تھا۔ گھر پر دلوں میں نے ان دلوں  
کو خود فروڑ لیں میں دیکھا۔ اس کا مطلب ہے ابھی تک وہ دلوں نہیں ہیں۔ اور تم تو سے کہہ رہی ہو کہ وہ عمر  
سے تمہارے پرزوں کے بارے میں بات کریں۔ ”شہزادے کچھ اسخرازی ادا میں اپنی بات فرم کی۔  
”مرنے جو ختم سے شادی نہیں کی۔“ ملبوہ نے بتے انتیار میں۔

”یہ کیسے کہتے ہو؟“  
”وہ اگر شادی کرتا تو اس طرح جمپ کرنا کھل کھلا کرنا۔۔۔ اور اگر چرہ سے کرتا تو بھی کم از کم ناٹو کو  
ضور داد جانا۔“  
”ہو سکتا ہے اس کے کوئی وجہ سے اپنی شادی کو خفیر رکھا۔“ شہزادے خالی فانہ کیا۔  
”میں نہیں بھی کہاں کی کی بات ہے۔۔۔ وہ اس طرح جمپ کر شادی کر رہی نہیں سکتا۔“  
”جیک ہے اس نے شادی نہیں کی ہوئی۔“ مجھ سے ابھی تھا کہ یہ بخوبی کے ساتھ اس کا ایک ہی روم میں  
قیام زیادہ تعلل اختری بات ہے۔ خالی طوب پر اس صورت میں جب تم اس نے شادی کرنا چاہتا ہو۔“  
”یہ اس کا ذائقہ مسئلہ ہے۔“ ملبوہ نے کمزور سے لیٹھ ہیں کہا۔  
”کم آئے۔۔۔ ذائقہ مسئلہ۔۔۔ تم اس کی زندگی کا ایک حصہ بننا چاہتی ہو اور تم کہہ رہی ہو کہ اتنا بڑا ایسا اس کا  
ذائقہ مسئلہ ہے۔“ ملبوہ اس بارہ میوش رہی۔  
”تم نے کہیں ان دلوں کے تھلت کے بارے میں غیر جانت داری سے۔۔۔ یہ کی کوشش کی ہے؟“

”وہ خوب تھا۔۔۔ ہول وہ دلوں ہلی اسکول میں اکٹھے ہیں۔۔۔ میں سال تو ہوئی گئے جیسے ان دلوں کی  
دستی کو۔۔۔ اور لیکے رہنے میں جھیں یہیں تھے کہ تم اس سے محبت کرتا ہے اور شادی ایسے شادی کرے گا۔“  
”گھر وہ صرف جنگ تھا۔۔۔ مرنے اس سے شادی نہیں کی۔“ ملبوہ نے ملاحظہ کی۔  
”اس کی وجہ سرفاً یہ ہے کہ مرنے ابھی تک کی۔۔۔ بھی شادی نہیں کی۔۔۔ اگر وہ شادی کر۔۔۔ فضلہ کرنا

”جب جو اے سے تم پوچھ رہی ہو۔ میں نے وہ حوالہ زدنی میں رکھ کر اس پر غور نہیں کیا۔ وہ یہ دیکھا ہے۔  
بہت سے دربارے لوگوں کی طرح۔۔۔ اس نے دلوں انداز میں کہا رکھ کر اس پر غور نہیں کیا۔ وہ یہ دیکھا ہے۔  
کامیابی میں پکو دیواری میں پھر جھلکا۔ اس سے کہا۔  
”جھیں آپر پریل اس بات کی ہے۔۔۔ تم کو یہ پرپوز قبول نہیں ہے، اکابر تم کر گھل ہو۔ نازدیک اکابر  
ان سک پہنچا دیں گی۔ بات ختم ہوئی۔“  
”میں نے افراحتیں کیا۔“ شہزادہ بے انتیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اب بھی باہر سڑک پر نظریں  
جاتے تھیں۔

انکار نہیں کیا۔ جھیں یہ پرپوز قبول ہے؟  
”میں نے یہ قبول کیا۔“  
”یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ تم نے افراحتیں کیا تو اس کا وادی مطلب تو یہی ہے کہ جھیں پسند ہے یا کم از کم  
جھیں اس پرکاری افسوسیں ہے گھر رہی ہو کہ تم نے افراحتیں کیا۔“ شہزادہ کچھ ابھی۔  
”میں نے تو کوہرے بات کرنے کے لئے کہا ہے۔“  
”کیا بات کرنے کے لئے؟“

ملبوہ نے گردن موڑ کر شہزادہ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ It's very humiliating.  
”کیا بات ہے؟۔۔۔ یہ بہت تھیف ہے گھر بھرے پاس کوئی دوسرا افسوس نہیں ہے۔۔۔ میں آخوندگی سے شہزادہ کے  
لئے پرپوز کر جیکت کر رہوں گی۔“  
”وہ بہت بھکھ آنسوؤں کو روکتے کی کوشش کر رہی تھی۔  
”تو نہ ہر کو لا رہو یا ہے۔۔۔ وہ ابھی کچھ صورت فتح۔ اس لئے نہیں آسکا۔۔۔ چہ دن سک آجائے  
گا۔۔۔ جو تو اس سے بات کریں گی۔“ اس نے شہزادہ کا تاب۔  
”جھیں ہاتے جو تھا کہ اسکا آئی ہو۔۔۔“  
پانچ چھ سال پہلے جب جو تھا ایک دوبار پاکستان آئی تھی، جب تاؤ کے گھر کے شہزادے بھی اس کی چد  
ملاتا تھیں۔ بعد میں بھی، جو تھا۔۔۔ کے بارے میں اسے ہمیں تفصیلات بتائیں۔ وہ مجراب اپاک اس کے  
درستے جو تھا کہ اس کا کام کرے جاتے تھے۔۔۔ ملبوہ نے بتا۔

”جھیں کیسے ہاتے ہے؟۔۔۔ ملبوہ نے بتے افتخار کہا۔  
”اس کا مطلب ہے۔۔۔ تم اس کی بیان موڑ گئی سے بے خبر نہیں ہو۔“  
وہ شہزادہ بات پر چہ کی ہو گئی۔ ”دلوں پچھلے کو دلوں سے لاہور میں ہیں۔۔۔ میں جھیں تھا نہیں چاہتی  
تھی۔۔۔ میرا خلیل تھا۔۔۔ تم پریشان ہوئی۔۔۔ وہ چند لمحوں کے لئے غاصش ہوئی۔۔۔ ایک فاتح اسٹار ہوئی میں ٹھہرے ہوئے

رسی ہوں ..... کیونکہ مجھے اس سے محنت ہے۔ ”  
 ”ون سائید پلٹزہر“ (کے طرف محنت)  
 ”ہاں تم اس کو دن سائید کر لو ..... مگر کیا رہانی ہے۔ اگر اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اچی  
 گتی ہے۔“

”بچوں دل میں اور اندازوں میں بہت لفڑی ہوتا ہے۔ علیحدہ۔ اندازوں کو کوئی زبردستی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔“  
”میں ہمیں اس سے کوئی رہنمائی کر سکوں گی۔ پروزول کے ہارے میں ہات کرنے کو کوئی بری یا تباہ نہیں ہے۔“ اس نے رضاخت کرتے ہوئے کہا۔

”اور اگر اس نے تم سے شادی سے انکار کر دیا تو؟“  
 ”تو.....چاہیں.....میرا تو کسی سے بھی میری شادی کر دیں.....میں کچھ نہیں کہوں گی۔“  
 ”اوہ.....کہا؟“ قلعے خدا، اخراج ہے گا۔“

”ہاں..... وہ گئی ہو سکتا ہے۔“  
 ”کیا یہ بھرپوری ہے کہ تم جنید ابراهیم کو یہ اپنا پسلہ انتخاب رکھو۔ کم از کم اس کی زندگی میں کوئی جزو تم  
 نہیں سے۔“

"غم کے علاوہ کسی دوسرے فلک کے بارے میں سچے کے لئے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے اور یہ رے پاس یہ حوصلہ نہیں ہے۔" اس نے تین ہوئی ہفتارہت کے ساتھ کہا۔

.....جسی محنت ہے ملکیوں .....چند اور پہلے یہم ہی میں جھامس اور مرکے خلاف اتنی باتیں کریں کہ اس اور اب .....تم خودا کی زندگی کا ایک صدھارنا ہتھی ہو۔۔۔ اس کی ساری برخیوں کو جانتے ہوئے ہیں.....” ٹھاں عیوب سے اندر اپنی ”سالاکانہ سیرا خیل تھاکر ان حالیہ دعائیں غفرنے کے لئے میں تمہاری لبیکیوں کو خاصاً سجدل دیا ہو

گاہوں میں اسی طرح کوئی بڑا خاتم۔ عمر برائی تینی کرنے کے بعد بھی تم اپنی بھک اس کی محنت میں اسی طرح کوئی بڑا خاتم۔ طریق پاچ سال پر تھا۔ ایسا ٹھیک ہوتا چاہیے خاتم۔ وہ اندر از پیشہ برکتی۔ وہ اسے ڈاکت رہی تھی یا نسبت کر رہی تھی۔ جو کچھ بھی کہتا، اس وقت اسے ڈاکوار لگتا۔

"میری اس کے ساتھ جو بندہ تاں ادوالوں سے ہے۔ وہ کسی اور کے ساتھ نہیں ہے۔ میرے لئے اس سے نفرت کرنے ملکن نہیں ہے۔ کم از کم ۵ ہاتھ بھروسے اس کے لئے میں ہے بھی جی۔"

..... تو وہ کس کا انتخاب کرے گا..... کیا تم یہ سمجھ سکتی ہو؟ ”شہلا اسے آڑے ہاتھوں لے رہی تھی۔

"میں عمر کے بغیر بھیں رہ سکتی..... تم اس کے لئے میری فیکٹری سے ابھی طرح واقف ہو۔" اس نے شہلا سے اختیار کیا۔

"زندگی صرف بیٹھو کے ساتھ نہیں گزاری جاسکتی۔ فرض کرو۔ تھا ری شادی اس کے ساتھ ہو جاتی ہے اور جو ذات مسلسل اس کے ساتھ اس طرح کی دوستی رکھتی ہے تو ہم آپ کیا کریں گی تھرست.....؟" شہلے استھرا ایماندر میں کہا۔"

”ایسا نہیں ہوگا۔“  
”کسیں تم پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے کہ ایسا نہیں ہوگا..... انتہے یقین سے کیسے کہتے ہو تم؟“ شہزادے  
تمامِ اذان۔

”عمر ایک دیانت دار شخص ہے..... وہ کافیں دے گا مجھے۔“ اسے اپنی آواز خود کو کھلی گئی۔  
”اور مرضی کر دا گزاں نے دیا تو.....“

”میں اپنی کوئی ناممکنات فرض نہیں کر سکتی۔“ اس نے دلکشی سے کہا۔  
 ”زندگی میں بعض دفعہ هم ممکنات میں رہاؤ نے خوب ہیں کہ سامنے آ جاتی ہیں۔“

میزد خاموش بگئی۔  
”اس کوئ می سے جنت ہے۔ ملبوہ..... یہاتھ تھیں کہ دیکھ کر لیتیں۔“ اس پار شہزادہ کا لمحہ بہت نرم تھا۔

”اسے سے بھت بڑی بھوگی۔ میں نے اپنے پورے رہنے والے سارے اسے سے محبت رکھا۔ کبھی تو جھیں کوئی آس رکھتا۔“ اس نے کبھی ایسا کہا نہیں کیا۔“  
 ”میں نے یہ دوختی نہیں کیا اسے مجھ سے محبت رکھتا۔ کیا میں نے آج تک تم سے کوئی چیز کہا ہے؟“ وہ بھلا کی بات کا کہ کر بولی۔ ”میں نے تو خواہیں کی میں کہا۔ اسے مجھ سے محبت رکھتا۔“ میں تو سف شادی کی بات کر

سائیڈ اون فلمز ہو۔"

"شہلا کو بول نہیں سکی۔ اسے طیورہ سے ایسے سوال کی تو تھی نہیں تھی۔ اسے اس طرح چپ ہوتے ہوئے دیکھ کر طیورہ مجھ سے انداز لیں گے کرنے والی۔"

"مجھے پہلے یہ اندازہ دیا رہتا تھا۔ آج فروری سنہ بھی تم مجھے چان بوجھ کر لے گئی تھیں۔ یہ بھی یقیناً تم سے نہ ہوئے کہا بوجھا گا۔"

"نہیں کیے کہا پچاہا؟" "شہلا نے پوچھتے سے کہا۔

"شہلا میں بے قوف نہیں ہوں۔ میں اب بھی بھیں رہی۔ اور تم لوگوں کو بھی۔ یہ بات جان لئی چاہئے۔ اس کی آواز میں کچھ تھی۔ نہیں بھی بخوبی تھی کہ جو تمہارا نام کہیے ہے۔ وہ بھی جھوٹ بول رہا تھا جو ہے کہ اس نے مجھے تمہارا نام لیتے ہے۔ جبکہ مجھے ابھی طریقہ یاد ہے کہ تم نے فروری سنہ پر ایک بار بھی تمہارا نام لیا۔"

"طیورہ اسیں۔" "طیورہ نے شہلا کی بات کاٹ دی۔

"کبھی جلدی آتی ہے مجھے پوچھ کر کے اس سے طواری ہیں۔ کبھی نہ انو۔ اور اب تم۔ میں اس قدر امتن اور اپنے پورے نہیں ہوں۔ ہمارا تم اگوک جو کچھ کہو گے ہو۔ اس کا طریقہ بڑھتا چارہ تھا۔"

"ناہ لاؤ! عمر سے بات کرنا نہیں چاہتی تو دیکھیں گے تمہارے ذریعے اس کے ظافر میری برین والیں کرنے کی کوشش بھی نہ کریں۔"

"طیورہ والیکی بات نہیں ہے میں تمہاری برین والیں کرنے کی کوشش نہیں کر رہی ہوں۔ شدی انہوں نے مجھے اپنا پوچھ کرنے کے لئے کہا ہے۔" "شہلا بپک گئے پڑیاں ہو گئی تھیں۔"

"اگر انکی بات نہیں ہے تو وہی سب کوچھ دوچھ سے کہ کئی تھیں۔ تمہارے ذریعے کیوں کہلایا ہے انہوں نے یہ سب؟"

"ان کا خلاصہ ہے۔ میں تمہیں یہ سب کہم زیادہ بہتر طریقے سے کہا تھیں ہوں۔"

"ہاں عمر کے خلاف باتیں کر کے۔ جھوٹ بول کر تم مجھے ہر چیز دیا وہ بہتر طریقے سے کہا سکتی ہوں۔" وہ بھل کر اپنے خلاصے پر برس گئی تھی۔ "انہوں نے مجھے خداوند ماف یہ نہیں بتا دیا کہ وہ مر سے بات نہیں کریں گی۔ لیکن من گھرت کہاں مانے کی کیا ضرورت ہے۔ عمر اور جوڑتھ کی نادی۔۔۔ ہاں نہیں۔"

"یہ کئی من گھرت کہانی نہیں ہے۔ عمر اوقیٰ جوڑتھ کے ساتھ اس ہوئی۔"

ملیرہ نے فتحی سے شہلا کی بات کاٹ دی۔ "Enough is enough۔" کم از کم بیرے سامنے نہ دوں کے عالی سے کوئی موت کہنا۔"

"نہیں اگر یقین نہیں آتا تو تم خود وہاں چاکر اس بات کو کنغم کر لو۔"

"میں اتنی قدر کہاں سرکت کہیں کہ اس کی جاوسی کرنی پڑگوں، نہیں مجھ سے انکی ہاتوں کی

سماج اون فلمز ہے۔" طیورہ نے اس کی بات کاٹ دی۔ "تم میں سے کوئی بھی ایک درسرے کے سماج اون فلمز ہے۔ میری اس کے لئے بچوں خاص نیکوں ہیں۔ یا تم یہ کہ لو کر مجھے اس سے بہت ہے۔ مگر یہ کسی افسوس کی تکلیف نہیں آتی۔"

"تجھیک ہے۔ جو کوئی رہی ہو۔ میں مان لیتی ہوں۔ یہ انہر تھیں ہے۔ بہت ہے۔ محمرت اس کے سماج اون فلمز ہو۔ اور وہ کسی اس ساتھ اوناڑو ہے۔ کتاب پر سکون رہ کر تو تم اس طریقے کے آئی کے ساتھ۔"

"شہلا اس ناپک پر بات نہ کرو۔ جس اس طریقہ بات کر دی تو مجھے بہت تکلیف ہو گی۔" "ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ہو رہا ہو گری کہیں تو جسمیں اس تکلیف سے گزارنا ہے۔ میں نہیں کہوں گی۔ کوئی اور کے کا۔ پانی میں نظر آئے۔ واں اسکی کوچار والی کرمپلین جاسکتا۔" شہلا نے ساف کیلی سے کہا۔

"تم اپنے لئے پیٹکارے میں آزاد ہو۔ میں یا کوئی دوسرا تمہارا تھا جو کہ سکتا ہے دی تھا۔ آکھوں پر پانی باندھ کتا ہے۔ عمر کے جواب سے کام لئے جو تھیک کہا گی کیا۔" میری صرف اتنی خواہی ہے کہ تم اس کے بارے میں ذرا جذبات سے کام لئے جو تھیک ہو۔"

"تم اگر جیری بھکر جوچ کی کاشت؟" اس نے گردن موز کر شہلا کو بیکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم بھی بھی میں کرشم جو میں نے کیا ہے۔ کیا تم بھی اس غصے شادی کرنے کی خواہی مدد کیتیں ہے۔"

"ہاں یقیناً اگر اس کی زندگی میں کوئی جو ذمہ دہی ہوئی تو۔" وہ شہلا کی بات کے جواب میں چل دیوں کے لئے کچھ کہا۔

چکھ کئنے کے بجائے اس نے شہلا کے چہرے سے نظری ہٹاتے ہوئے سید کی پشت سے سرناک کر آکھیں بندر کلیں۔

" عمر کے طرادہ دوسروں کے بارے میں بھی غر کرو۔ عمر سے بھر لوگ موجوں ہیں۔ ہر لفاظ سے۔ مجھے جیہی بھی اچانکا لگا۔" طیورہ نے آکھیں بندر کلیں۔

"غم کیا کہا ہے۔" ہو سکتا ہے۔ اس نے دوچی چوتھے کے ساتھ شادی کر لی ہو۔ ہو سکتا ہے، وہ کہ دے۔ بیویش کی طرح کہ وہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔ ہو سکتا ہے۔ وہ اگر کچھ عرصہ کے بعد شادی کرے بھی تو جوڑتھ سے اسی۔۔۔ وہ ناتالیں تھیں۔۔۔ میں ماٹی ہوں تھا۔ اس کے ساتھ بہت اڑانیں لیڈی ہے۔۔۔ مگر وہ تو کسی کے ساتھ گی ہو رکھتے ہے۔۔۔ کیا حال ایسوں ایچنگ کا ہوتا ہے۔ وہ بھی ڈوپ کی جا سکتی ہے۔۔۔ پروردی تو نہیں ہے۔ کہ عمر کے طرادہ کی درسرے کے لئے یہ سب محضی ہی ترکوں۔" وہ اسی مدد اور میں بول رہی تھی۔

"تم سے ایک بات پوچھوں۔" طیورہ نے یہ سب کہ دی آکھیں کوکل کر شہلا سے کہا۔

"ہاں۔"

"تم نہ ہوئے کہ مجھ سے یہ سب کہہ۔"

لئے اور کوئی خوش نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر تم چاہو تو میں خود ہر سے...“ وہ اب علاقی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

☆☆☆

”میں نے آج شام عمر کو بول دیا ہے۔“ تاریخِ سچ داشتے کی جنہی پڑیں غیرہ کو بتایا۔ وہ سلاس پر جام لگاتے ہوئے رک گئی۔ اسے اپنے خون کی کریٹ اور حرب کی میزیز ہوتی ہوئی محض میں ہوئی۔  
وہ شام کے بجائے رات کا یا تھا۔ ملبوث اس وقت اپنے کرے میں تھی۔ مانو نے اس کیلئے رات کا کھانا تیار کر دیا تھا اور اس کے آنے کے عروضی در بندی میں جو بڑے گھنٹے گھنٹے کے لئے بیٹھا گھوپا۔  
”بیٹھے بھوک نہیں ہے۔“ اس نے طازم پر کہل دیا تھا۔

وہ اس وقت محکما سامنا کیں کر کا پاتی تھی۔۔۔ نہ وہ کہتی تھی۔ اس کے اسلام آباد کے قیام کے بعدہ آج تک بار بیان آیا تھا۔ اس کے آنے کے بعد کہہ دیا چکے کر کے کی لائچ بند کر کے دا پنے بیٹھ پر آ کر گئی۔ اس کی اگھوں سے خندک حل پر جا عاب تھی۔ بخت بلب کی روشنی میں وہ چھوٹ کی گھر کی ری۔  
میر براہ بیجے کے ترتیب دالیں گیا تھا۔ اس نے اس کی گھوڑی کے سارا سارا ہونے کی آزادی تھی۔ پہنچ انتیار اس کا دل پالا۔ وہ انکھ کا بر جا ہے اور ناؤں سے پوچھ کر اس نے کیا کہا ہے۔ کیا ہندوکی طرف رہنے والی ایسا تھی۔  
”میں شادی کرنے کی نیشن چاہتا تھی۔ کی کوئی نہیں۔۔۔ میں آزاد ہوں۔ اور مجھے اپنی آزادی پہنچے۔“ یا پھر کہ ”میں ابھی شادی کرنے کی نیشن چاہتا تھی۔ کی کوئی نہیں۔۔۔“ میں غور کروں گا اور جب شادی کے بارے میں سوچوں گا تو ملبوث کے بارے میں بھی غور کروں گا۔

اسے کسی سال پہلے دوسرے سامنے کا ساتھ ہوئے۔ اور اس کی گھر کا باری جو اس نے اپنے اتفاقاً سن لی تھی گھر کو دی۔ اس نے عمر کے بارے میں بڑی جھٹت سے سوچا تھا۔ ”مرے ساتھ شادی کیا۔۔۔ یا مجھے شادی کی پانچا ہاتھی تھی۔۔۔؟“ کیا میں اس سے شادی کروں گی۔۔۔ ایک میل اندر کا طریقے اس بات پر تینی آنکھیں کھو گئے۔۔۔ بات اس کے ذمہ سے کسی کو نہیں ہوئی۔۔۔ اس کے اخشور کا ایک حصہ کمی اور دقا فوکا اس کے ذمہ میں ابرجن رہتی تھی۔  
”وہ انکھ کا بر جا ہوئے پاس نہیں گی۔“ تاریخیاں بسنے کے لئے جا ہجکیں ہوں گی۔۔۔ اگر وہ نئے کے لئے نہ بھی نہیں ہبھی ہو سکتے۔۔۔ وہ انسان پر مجھے اس سے دلت بات نہ کریں۔۔۔ بہتر ہے اس سے مٹتی بات کروں۔۔۔“

اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سونے کی کوشش شروع کر دی۔۔۔ یا کام خاما مٹکل تھا کہ وہ رات کے کسی پھر سونے میں کامیاب ہوئی گئی تھی۔

☆☆☆

وہ سچ جس وقت بیدار ہوئی تو نہ رہے تھے۔۔۔ آنکھیں کھو لئے جو پہاڑیاں اس کے ذمہ میں آیا۔ وہ رات کو عمر کی ناکوئے ساتھ ہوئے۔۔۔ والی طاقت کے بارے میں تھا۔۔۔ بر روز کی بیدار ہوئے کے بعد کی سوچ کی ہے۔۔۔ انکھ میں کہنی غائب ہو گئی تھی۔۔۔ رات والی بے چنی اور اضطراب نے یک دم اسے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔  
تاریخ کرنے کے لئے وہ جس وقت اسکے محل پر آئی، اس وقت تاریخ پہلے ہی دہان سو جو گھنیں۔۔۔ ملبوث نے

تو قہ تو نہیں کرنی چاہئے۔“ اس نے سرچ چہرے کے ساتھ شہلا سے کہا۔  
”تم میری بات ماننے کو تاریخیں ہو۔۔۔ میری براہ رات جیسیں محظوظ گھر رہی ہے۔۔۔ بھر میں اس کے خلاف اور کسی کو سکھیں ہوں کہ جیسیں خود تاریخی اگھوں سے سب کو کہا دوں۔“

ملبوث نہ راضی سے کہا ہے۔۔۔

”اب کام از کم جسم سے بڑی قوم کرو۔۔۔ شہلا نے اس کا سماں ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔۔۔“  
”جیسیں ہوں کام از تھیں بیٹھ کے لئے اس کے کھاٹھ اسے کہا تھا۔“ اس نے ایک بار پھر دن موڑ کر انکھ سے ہوئے انداز میں سے کہا۔

”محظی تاریخی لکھتی۔۔۔ اس لئے۔۔۔“

”کم آن ٹھلا۔۔۔ یہ پورا اور گلچیجے لٹلا استھان میں کہا۔۔۔ دوستیں کو کہیں فکر اور پورا کے نام پر چھائی پھچائیں اور جھوٹ پر لئے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔۔۔ اس سے دوستی چھار شش تکی بری طرح حاشہ ہوتا ہے۔۔۔ اس کا اندازہ جیسیں ہوں۔۔۔“ وہ اس پارٹی شیخی کے سے کہہ رہتی تھی۔۔۔ ”تم اب مجھے سے ہر اور چوتھے کے ملے ہوئے اور اس کے پارے میں پکوئی کہہ لیں۔۔۔ مگر ان کا ہارے سے ملے خود پنچھا جاتی ہوں۔۔۔ میں اس سارے ساحلے سے خود پنچھا جاتی ہوں۔۔۔ اگر میں ہو تو کوئی سے بات کرنے کے لئے کہ کنی ہوں اور بہرنا تو کے سامنے بیٹھ کر یہ بہت باقی میں ڈسکس کر سکتی ہوں۔۔۔“ وہ بکر قدر تھے اوقaf سے بولی۔

”لڑاکوں نے مجھے اب واقعی پھر کہیں جائیں چاہے کہ میں رہ ایک میل کا راستہ کا سامنا کر کیں ہوں۔۔۔ کیونکہ طبع آنکھیں بند کرنے والے فیرتے گریجک ہوں میں۔۔۔ ملکانے بہت پچھے چڑھ دیں ہوں۔“

”مجھے ہاؤ اور تمہارے میلے میلے گھر میں بھت پیش کیں ہے۔۔۔ مگر تو گوں کو مر کے لئے میری نیکوں کو بھی تو کھجھا جائے۔۔۔ میں اسے صرف کسی کی سانی بات کی پار پہنچ پچھوڑ سکتی۔۔۔ یہ بھرے لئے ملکنی خیں ہیں ہے۔۔۔ اس کے لئے مجھے اس پارٹی میں اس پارٹی میں ہے۔۔۔“

”چاہیں لکھ جو جو کھا تھیں تھیں ہوئے تو میرے سے اس کی زندگی میں رہی۔۔۔ جب بھی جب دہ کی سال پہلے بھاں ہمارے گھر میں ہمارے ساتھ رہنا تھا۔۔۔ اور اگر اسے بھی میں کہیں پہنچ دیوں تو وہ۔۔۔ بھرے لئے وہ سب کو کہیں کردا رہتا ہو وہ آج تک کہتا آیا ہے۔۔۔ ہر ایک کے لئے تو نہیں کردا۔۔۔ کہہ تو گاہ اس کے دل میں بھرے لئے۔۔۔ اور مجھے سے یہ تو کہ کہجت نہیں ہے۔۔۔ میر دی ہے۔۔۔ یا میرت۔۔۔ یا کام آن دلوں چیزوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔“ اس نے اپنے ہوتون کی لڑوچھپائی کے لئے ہونٹ بھجی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں آنکھوں سے بھری ہوئی اور وہ اپنی چمکتی سے رونکی کی کوشش میں صرف رہتی۔

شہلا نہ ازدی دی سے اسے دیکھا ہے اس نے زندگی سے اس کے لئے کہتے ہیں اس کے لئے دیکھا ہے۔۔۔“ میں تاریخیں نیکوں کو بھتی ہوں۔۔۔ تم اگر واقعی پیش قیمت کو عمر کے ملادہ۔۔۔ تو نیک ہے تم ہاؤ کو کہہ ایک بار پھر۔۔۔ کہ وہ اس سے بات کریں۔۔۔ ہو سکا ہے۔۔۔“ واقعی تمہارے لئے کوئی خاص لیکھکر رکھو۔۔۔ اور اگر ایسا ہوا تو مجھے سے زیادہ تمہارے

وہ ایک حکم کے لئے رکی۔  
 ”نا تو اسیں اس کا اخلاق کر سکتی ہوں، وہ سال میں، تمیں سال، ساری زندگی۔“  
 ہاؤ نما موڑی سے اسے دیکھتی رہیں۔  
 ”اور میں پہنچنے کو بھروسیں ہوں کہ وہ کبھی شادی نہیں کرے گا۔ کبھی نہ کہی تو اسے شادی کرنے ہی پڑے گی۔  
 وہ ساری زندگی اپنے کام کرنیں ہوں کہ وہ کبھی شادی نہیں کرے گا۔ کبھی نہ کہی تو اسے شادی کرنے ہی پڑے گی۔  
 ”آپ تباہی میں کہا کہا ہے؟ اس نے“  
 ”میں۔“ اس نے جو انی سے ناٹو کے پھر کے کو دیکھتے ہوئے ان کے مرد سے لٹکنے والا لفڑ دہلایا۔  
 ”اس نے یہ سب کہی کہا؟“  
 ”تو پھر اس نے یہ کہا تو کہا کہی کہ میں اس کو ناپسند کرتی ہوں اور اس کی بربات پر اعتراض کرتی ہوں اس لئے  
 اسے لگا تو ہر کوئی شہزادہ پر بات نہیں ہو سکتا اس نے یہ سب کہا ہے آپ سے؟“  
 ہاؤ نے ایک حکم کے لئے اس کا چھوڑ دیکھا۔ علیہ وہ کھوس ہوا وہ بات کرتے ہوئے کچھ مصالحتیں۔  
 ”اس نے مجھ سے اپنا کچھ نہیں کہا کہ وہ ابھی شادی کرنے کا نہیں چاہتا۔“ ہاؤ نے چند ٹھوکوں کے بعد بات  
 شروع کی پھر کبھی شادی کرنے کا نہیں چاہتا۔ وہ کہیں ”وہ خود بھی شادی کے بارے میں سوچ رہا ہے اور وہ کہدا  
 تھا کہ ایک دو سال بیک دھ شادی کر لے گا۔“  
 علیہ نے تھلیل پر رکے اپنے ہاتھ کو ہٹانا لیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی، ہاؤ اس کے ہاتھ کی لرزش دیکھیں گراں  
 وہ اس کے چھوڑے پر کچھ رک بدل رہے ہوں گے۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔  
 ”اس نے مجھ سے کہا کہ اسے تم میں کبھی کوئی دیکھنی نہیں رہی تو اس کے لئے ایک کرن یا دوست سے  
 زیادہ کچھ نہیں رہی۔“ وہ دم سادھے ان کا چھوڑ دیکھتی رہی۔ ”اس نے یہ کیا کہا کہ تم اس سے آٹھ سال چھوٹی ہو  
 اور تم اس کے پڑھ اسٹ کو کچھ نہیں سمجھتی۔“  
 وہ ٹھلیل چھوٹا نہیں کا چھوڑ دیکھتی رہی۔  
 ”اس کا خیال ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان کوئی اخلاقی اینٹریشنگ نہیں ہے۔ تم اپنے ہووار خوبیوں میں  
 رہنے والی ہیں، اس کا چھوٹی جائی میں زیادہ (Pragmatic) (عملی) اپنے حق پا جائے جو تم میں نہیں۔“

ہاؤ چند ٹھوکوں کے لئے رکس کا چھوڑ دیکھتے ہوئے نظریں چھاٹتے ہوئے کہ۔

”اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ جو تم میں اخلاقی کے ساتھ اپنے نہیں رکھتے۔“ اس کی وجہ سے اس کا چھوٹا نہیں گھوٹے ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس کا چھوڑ دیکھتے ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا چھوٹا نہیں گھوٹے ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس کا چھوڑ دیکھتے ہے۔ میں جب وہ شادی کرے گا تو جو خدا ہے کہ اس پات کا ٹھوک جان ہو رہا ہے کہ میں کہا کہ میں تھا۔ پر پول کے بارے میں اسے بات کر رہی تھی۔ اسے قائم کی تو قائم ہی نہیں تھی کہ میں تھا میں کہنے کے لئے اس کے بارے میں سوچوں ہو گئی تھیں۔ میں نے اسے پیش کیا تھا کہ میں تھا کہ میں تھا اسے بات کر رہی ہوں۔“  
 ہاؤ نما موڑی بونگی تھیں، شاید اب ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں رہا تھا، بالکل دیے ہی ہے علیہ کے پاس پوچھتے کے لئے کچھ نہیں رہا تھا۔

ان کے چھوڑ کو پڑھنے کی کوشش کی، اسے نہ کاہی ہوئی۔ ہاؤ نما موڑی نظر آرہی تھیں۔ وہ عام طور پر نجیہدی رہتی تھیں۔  
 انہیں نے بیوی کی طرح طیار کرنا شدید پیشی کرنا شدید کر دیا تھا۔ وہ اس وقت ان کے مرد سے پیشی منشا ہی تھی۔  
 ”اچھے میں نے تمہارے لئے فرمی ہو سے ہے میں۔“ میں کہا تو جیسیں پسند آئیں گے۔  
 ”یا پھر آیلٹ لوگی یا پالا لائی یا فرایڈی۔“  
 وہ اکام اعصاب پر چاہرے کے ان کی ہاتھی نہیں ہے ہاتھ کریتی اور وہ اس سے وہی ہاتھ کریتی تھیں۔  
 دوسرے اعصاب پر چاہرے کے ہاتھ کریتے ہوئے ہاتھ کریتی۔ وہ مختصر تھی، وہ ایگی خدا بات شروع کریں گی۔ ہاؤ نے اپنا نہیں کیا جا سکتا اس کا صبر جواب دے گی تو اس نے سائنس کو سامنے پڑی پہٹ میں رکھتے ہوئے ناٹو سے کہا۔  
 ”آپ نے ہمارے بات کی۔“  
 ہاؤ نے چاہے پیچے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر کپ پرچ میں رکھ دیا۔ وہ سائنس روکے، ٹھلیل چھوٹا کے بغیر دیکھتے ہوئے ان کے مرد سے ٹھنکے والے ٹھوکوں کی منتظر رہی۔  
 ”وہ تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔“  
 اس نے تھوکی تھیں کیا تھا کہ میرا تھا دو توک انکا کرے گا۔ اسی یقین تھی کہ ہاؤ اس دو توک انکا کو اسی طرح کسی الگ لپٹ کی بغیر اس کے سامنے پڑیں رہیں گے۔  
 ”کیون؟“ زندگی میں کہی ایک لظاہر لونے کے لئے اسے اتنی جدد جد نہیں کرنی پڑی تھی جیسی اس وقت کرنی پڑی۔  
 ہاؤ نے ایک گمراہ سالا۔ اب اس کا ملک یا جواب دوں؟“  
 ”کیا عمر سے آپ نے یہ نہیں پڑھا؟“  
 ”پوچھا تھا۔“  
 ”چھوڑ۔“  
 ”اس کے پاس بہت سی وجہات ہیں۔“  
 ”ٹھنڈا؟“  
 ”ٹھنڈا۔“  
 ”وہ خاندان میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔“  
 ”یہ کوئی جو نہیں۔“ اس نے بے تھنی سے ناکو دیکھا۔ ”یا صرف اس بنا پر وہ مجھے روک رہا ہے کہ میں اس کی کرن ہوں۔ میں صرف اس کی کرن ہی نہیں ہوں۔“  
 ”میں نے اس سے کہا کہ اپنے گمراہ اس پاک کرنا کہا تو اس پاک کر کی دیا جائے تھا۔ میں تم سے شادی نہ کرنے کے لئے اس کے پاس بہت سی وجہات ہیں۔“ ہاؤ نے جیسی گی کہا۔  
 ”میا کہا ہو گا اس نے بھی کہ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔“ علیہ وہ نے رنجیدگی سے ہاؤ کی بات کا نئے ہوئے کہا۔ ”یا یہ کہا ہو گا کہ وہ شادی کرنے نہیں چاہتا۔“

آدھے گھنے کے بعد جب شہلا اس کے کرے میں داخل ہوئی تو وہ کارپٹ پتھری اپنے سامنے ایزل پر رکی ایک پیٹھ کوکل کرنے میں صرف تھی۔

اس نے شہلا سے کسی ہی بولہ بانے کرنے کے بعد ایک بار پر کیوس پاٹرول کا نئے شروع کردیئے، شہلا اس سے کچھ فاتح پر قدر کیوس پر جمع کی۔ ملبوڑہ خاموشی سے کیوس پاٹرول کا قریبی۔ اس نے شہلا سے کات کرنے کی کوشش نہیں کی وہ اپنی صرف تھی۔ صروف فخر نے کی کوشش کر تھی جیسا کہ شہلا کو فکر انداز کی جاتی تھی۔ شہلا امداد کی کوشش کر کی۔ مگر اس کا پھر اتنا ہے کہ تھا کہ شہلا اس سے باہت شروع کرنے کی تھیں اور تو اسی۔

اسے دیے گئی اپنے انداز کے نالہ ہونے پر محنت ہو رہی تھی۔ ناؤ سے بات کرنے کے بعد اس کا خیال تھا کہ جب وہ طرف کے پاس آئے گی تو وہ اسے دوڑتا پاپاۓ گی اور وہ سارا راست بھی سوچتی ہوئی آئی تھی کہ اسے علیہ سے کیا کیا کہتا ہے اس کے طرح تسلیاد ہوتی۔

گرماں اس طرف دیکھ کر اس کے سارے لفظ، ساری ایجادیں غائب ہو گئی تھیں۔  
”پیٹھ کیسی لگ رہی ہے؟“ اس نے بہت درج کیوس پاٹرول کا نئے ایزل کی دم ہاتھ پر کر شہلا سے پوچھا۔

”کوئی تمپٹنگ کو کوئی نہیں ہے؟“  
”نہیں۔ میں یہاں پیٹھ کو کوئی نہیں آئی۔“ شہلا پاٹرول کا نئے ایزل کاٹے کھڑکی۔

”تم یہاں پھر دیکھنے کے لئے آئی ہیں، پھر کیا کچھ ہے پہچنا چاہئے کہ میں کسی لگ رہی ہوں؟“ وہ یہاں ایزل کاٹے ہوئے ہوئی۔

اس کی اسکے لواہ اپنے غائب ہو گئی تھی مگر وہ اب بھی کیوس کی طرف ہی جمع تھی۔ شہلا نے ایک گمراہی لایا کہ اس کی خاصیت فرم ہو گئی تھی۔

”میں کم روکیتے نہیں آتیں تھے اپنی کوشش کرنے آتیں۔“  
”کسی چیز کے کھڈے میں؟“ اس کے لیے جو کہ سردمبری تھی۔ شہلا پوچھ بول نہیں کی۔

”اوہ یاد ہے جو پرانے اپنے کارپٹ پر کچھ تھہر کر دیا چاہیتے ہو۔“ وہ اسی طرف کیوس پاٹرول کا نئے ایزل کاٹے ہوئے ہوئی۔

”یا پھر شاید تم یہاں پاٹھ کر کر رکھ کر جانے کے بعد میں سارے خالکا گھوسیں کر سکتا ہے۔ میں بھی ایسا گھوسی کر رہی ہوں۔“  
”وہ اچھا ہو دیکھ کر شہلا کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑکی۔“ وہ کسی نے کہا ہے؟“ وہ رک کر کچھ یاد کرنے لگی۔

”پاٹ بادا۔“

Since I gave up hope I feel much better.

تو میں کیسی ایسا گھوسی کر رہی ہوں۔

وہ دیکھتے پر کھارہ رنگ بنانے لگی۔

”میں نے پہلے ہی جھیں یہ سب کچھ تاریخ تھا، اس تاریخ سے بچانا چاہتی تھی جھیں۔“ شہلا نے زم آواز

”میں نے جھیں پہلے ہی ان سب ہاتھ کے بارے میں خیر رکھا تھا۔“ تاؤ کا الجہ بہت نرم تھا۔ شاید وہ سرخاب کے پر گھٹ ہوئے ہیں اور پھر تھا بے لئے بھرے پاں مرے سے بہتر پڑ پڑیں گے۔ انہوں نے اسے کلی خاموشی کی دوڑا شرپر جیسی کیا تھا حالانکہ انہیں ترقی تھی کہ وہ ان کی باتیں سننے کے بعد۔ لیکن وہ دو شاک نہیں تھیں جو ان کا چھپے دھا کر کہا۔

”ہر کسی ہے۔ یادوں میں سے زیادہ پرووف تھی جیسا پھر خوب ملائیں کی حدود کو پھر ہی جو گھنی تھی، اس وقت اسے یونہی جھوٹ ہو رہا تھا، جیسے شدید رہی کہ سو مریں کی سے اسے گرم کرے سے کمال کرچا پانی میں پیچک دیا ہو۔“  
کی جھکتی کی کوشش کی، پھر تھیٹھوڑے تھی میں آئی تھی۔

”لب کر کن اور دوسرا سیکنڈ میں بات ان سکتی ہوں کہ اس کے علاوہ عمر نے مجھے کبھی پکا کر سمجھا ہی نہ ہو۔“  
”وہ ماڈ ذہن کے ساتھ بھل پر پڑی ہوئی اپنی پیٹھ کو پہنچ دیا۔“  
”علمی کے ساتھ جھوٹ کی اور سریں گے نہیں ہے۔“

انہر سینڈنگ مگ کے علاوہ اور تھا کیا جو مجھ تھا اور طرف کچھ رکھا تھا۔ اس کی رنجیدگی پوچھتی باری تھی۔  
”پی اسٹ اور اچ دوڑنی۔“ کیا ذہن ہے۔ پھر دل میں تو ان دونوں میں جو دو ڈنیوں میں سے کی کی نے تھا۔  
ہمارے قلعی کو جاتو ہیں کیا پھر اپنے دو ڈنیوں میں دو ڈنیا میں کاں آگئی؟“

وہ دوڑت پہنچنے کھلکھل کر کچھ جھوٹ کی طرف کھجھ رکھتی تھی۔  
”یا ہم۔ یا ہم یہی بس جو ہے جو کسی تھی کی طرف تھا میرے درمیان حاکم ہے اور میری حالت پتھری کی میں نے اسے ساروں میں بھی تم دلوں کے قلعی کے بارے میں جھیکی سے سوچا ہی نہیں وہ دشایہ بہت سال پہلے۔ تم میری زندگی کے ملک پر چھوڑتے۔“  
تصورات کی دنیا سے باہر ہلک کر کر اپنے اور تھا کے قلعی کے بارے میں فروغ ہیں کیا تھا۔

”طیوری۔“ ناؤ نے اسی غائب دنی کی سوچ کیلئے کیا کیا۔

”جھٹے جاتے ہوں۔“ اس نے اپنی دیکھنے کیلئے خاموشی ہوئی۔ تاؤ کچھ کہتے کہتے خاموشی ہوئی۔ وہ ملائیں کو ایک بڑھ کر اسے کی کوشش کر رہی تھی۔ ملائیں کے گھوڑوں کو قلعی کے پیچے اپنے کے لئے بھی اسی اور جو جھد کی ضرورت ہے۔  
”کیا۔“ اس کا ایزل کا نئے ایزل پر جا چاہیے ہے۔

ناؤ نے جاتے ہو کر اس کے سامنے رکھ دی۔ سر جھکائے کسی میشن کی طرح اس نے ملائی فرم کیا جائے ہے اور پھر اٹھ رکھی۔  
”ناؤ نے اسے دیکھتی۔“ وہ لاٹنگ سے نکل گئی۔ ناؤ نے اس کے جاتے کے بعد شہلا کو فون کیا۔ انہوں نے فتحر اسے فون پر اس کے سامنے رکھ دیا۔ نے دل میکنڈ کا نئے کے بعد آتے کے لئے کہا۔



شجاعتی ہوئے بھی اس کے لئے میں مرد ہمیز آگئی تی اور شاید جزو تھے نے اسے محسوں کی کیا تھا۔  
”کوئی بات نہیں تم لوگ کرو دوں کافی پیٹے اے سچے بھائی میں سچ رہا ہوں کہ کہنی اور پیچے  
بھی یہاں کافی رہ ہے۔ اچھا خانقاہ“ مرتبے بڑی آسانی سے سچے باتیں ختم کرے ہوئے گئے۔ اس نے ایک بار  
بھی علیہ کو مغلب کرنے کی کوشش میں کی علیہ گئے پوری انگل کے دران ایک بارگی عمر کے پھرے پر فخر میں  
ڈالی۔ اس میں اپنی ہست باتیں بھی آئی تھی۔ وہ صرف جو دعوے کو کوئی تھی جو اس کا بڑا عالم بھر کو خوبصورت بزرگوار میں  
بھیوس تھی۔ اس میں زندگی اور دنیا کی بھی تھی۔ صرف اس کا بڑا عالم اپنے کافی بھر کو بدل گیا تھا۔  
علیہ کو کچھ دم اپنے بھوک میں ختم ہوئی محسوں ہوتی۔ وہ ان دونوں کو اس دلت بھکی روی جب  
تک وہ دونوں ریتوڑت سے باہر نہیں کلی گئے۔  
وہ اب ان کی بھیل پر کھانا سر کر رہا تھا مگر کامی میں اس کی بھکی ختم ہو گئی تھی۔ وہ اب یہاں سے  
بھاگ جانا چاہی تھی۔

این پیٹ کیں پکھ چاول ڈال کر دے دیں سے شہلا کا ساخ دینے کے لئے کھانا کھا کر رہی۔ شہلا نے  
کامی میں اس کی عدم روحی کو کسی کیا تھا، مگر اس نے علیہ سے کچھ نہیں کہا اس کے لیے اپنی تھا کہ وہ  
کھانا کھا رہی تھی اور اس نے کھانا چھوڑ کر جانے کی کوشش میں تھی۔  
شہلا کے کھانا ختم کرے ہی علیہ سے اس سے کہا۔ ”میں کھرا جانا چاہی ہوں۔“  
یہ پیچے ایک اعلان تھا کہ وہ اپنے بھاٹ پاٹا۔  
”گھر کم و دوں نے تو قریب کیا خاکہم آج سارا دن اور اہر پھریں گے ہر یک دن تم نے اپنا فیصلہ  
کیوں بولا ہے؟“ شہلا نے اپنی کیا۔

”بھیں میں گھر جانا چاہی ہوں۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہی ہوں۔“  
وہ بنا شوالہ پیک اخترے ہوئے شہلا سے پہلے اپنی کری سے انھوں کی کھنکھی ہوئی۔  
شہلا نے گھر کی بھرپوری کیا۔ اس کے گھر کے کیٹے پھٹالے گاؤں دوکر کہاں دیا تو علیہ نے اس کی  
طرف دیکھے بھیر کا۔  
”شہلا اب میں جاؤ۔“ میں کچھ وقت اکیلے رہتا ہوئی ہوں۔“  
”گھر علیہ دامن۔“ شہلا نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ علیہ نے نزدی سے اس کی بات کاٹ دی۔  
”بھیں۔“ کچھ دو کے لئے نجی دلی ایسا رہنے دو۔۔۔ میں اس دلت تھا کیے علاوہ اور کچھ بھی نہیں  
چاہتی، تم بھرے ساتھ رہو گی تو میں ڈھنرب رہوں گی۔“  
چوکیدار نے گھٹ کھول دی۔ شہلا پھٹ چاپ اسے گاؤں سے اترے اور جاتے دکھتی روی، اس نے گھٹ  
کے اندر جانے سے پہلے مزکر ایک بار شہلا کو دکھا اور لیکے سے گھر لیا اس کے بعد مددوہ اندر عطا کر دی گئی۔

اگلے کی بان وہ اسی آبیب کی گرفت میں روی۔ ہر چیز اپنی اہمیت کو بھی تھی۔ وہ دن اور رات کے کہی بھی

علیہ نے کچھ بھی کہنے کی بجائے صرف اسے دیکھا۔  
”بھیں تھیں ہے، آج کادن انکھا گزارنے ہیں باہری۔“ وہ بڑا اُلی۔  
☆☆☆

علیہ کو مغلب کرنے کی اس کی ساری کوشش اس وقت بری طرح ہاکام رہیں جب وہ دونوں ایک  
ریشورت میں چاہری تھیں۔ شہلا نے دمڑ کا ڈر دوڑ کر دیا اور دمڑ کو کچھ اپنی چدمتی ہی ہوئے تھے جب شہلا  
نے علیہ کو جو دعوے کے ساتھ رہی تو علیہ میں آئے دیکھ۔ وہ دونوں اس وقت۔ جس محل پر بھی رہی تھی۔ وہ اسکی پہنچ پر  
تھی کہ اندر آئے اور ہر قسم کی بھلک اخناف ان پر عی پڑی۔ ستر صرف شہلا نے علیہ کو دیکھا تا بلکہ بھی اسکی دلائل  
بڑے ہی ان پر نظر پڑی تھی۔ وہ مغلب گیا۔  
شہلا نے علیہ کو دیکھا۔ وہ بھی اور جو دعوے کو دیکھ گئی تھی۔ شہلا کا خیال تھا عمران دونوں کی طرف نہیں  
آئے گا میکن اس کی پریتوں پر غلام نہ ہوا تھا۔

عمر جو دعوے کے پہنچ کر مغلب اور علیہ نے جو دعوے کو بھی اپنی بھل کی طرف متوجہ ہوئے ہوئے  
ویکھا۔ علیہ نے اس دونوں سے نظریں ہٹالیں۔

”بلو۔“ علیہ نے قریب آئے کہا۔ علیہ نے رضاخا کو بھیں دیکھا۔ شہلا اپنی کری سے کھنکھی گئی۔  
”بلو۔“ اسی پار علیہ نے جو دعوے کی جو جو شوش آزادی۔ وہ بھی اپنی بھل سے کھنکھی گئی۔  
اس نے جو دعوے کا تھا جو حملہ میں جو دعوے تھا اس کا تھا جو اس نے کھنکھی تھا۔ اس کا تھا جو اسی پہنچ پر تھا۔  
گھم جھٹی کے ساتھ آگے جوہ کہ اس کے دونوں گلوں کو کھنکھی انداز میں پڑا۔

”جھے۔“ بھیں آسراہ کا یہ علیہ ہی خوبصورت ہے۔ پہلے اپنی گھر۔ کھل علیہ کا دارل  
علیہ کے دو فرمانے کو جوں ہوں گے اس کے بھل کے ساتھ میں پڑے۔“  
چاہا اسے کوہ موس سے اس کے باقیوں کو جھکل دے۔

عمر نے اس کی بات کا ساری جواب دیں۔“  
”بہت سالوں کے بعد کھاہے میں جھیں علیہ اسکے سالوں بعد، پکھ بادھے جھیں؟“  
علیہ نے سکرانے کی کوشش کی، وہ جاتی تھی یہ بھت کام تھا۔

”نہیں۔“ اس نے یک لفظی جواب دیا۔ اپنی آواز اسے نے مد کھکھلی گئی تھی، صرف چڑے ہی نہیں  
آوازیں بھی انسان کی کیفیات کا آئینے ہوتی ہیں۔

جو دعوے کا شہلا نے بڑا لفظ کے لئے آئے ہے۔“ علیہ پوچھا۔  
”تم لوگ یہاں لجے کے لئے آئے ہو؟“ علیہ پوچھا۔  
”اپ۔“ شہلا نے کہا۔

”انکھی لفظ کر لیتے ہیں۔“ اس بار جو دعوے تھے کہا۔  
”نہیں۔“ ہم لوگ ایک لفظ کرنا چاہیے ہیں۔“

تیرسے دن شام کو ناؤ کے ساتھ جیندی کے گمراہ جو تھی۔  
جیکت پر انہیں جیندی نے ہر رسیو کیا تھا۔ اگر سلام دعا کے دران ان دونوں کے درمان سکراہوں کا  
ٹارڈہ ہوا۔

”مجھے آپ کو یہاں رکھ کر بہت خوش ہوئی ہے۔ ناؤ کے اس کی ای کے ساتھ آگے چلتے ہے پر اس  
نے علمیوں سے کہا ”اور یہ رکھنا لفاظ تھا۔“

اس نے اپنے لفظوں پر زور دیجے ہوئے کہا۔ علمیہ کوکش کے باوجود اپنے بخوبیں پر سکرات اتنے میں  
ہاکم رہی۔ ہر چیز پہلے سے زیادہ کوکھلی تھی تھی۔ ساتھ چلتے ہوئے اس شخص سے اسے یکم خوف آئے تھا۔

”بھری خاصی دریزوں خواہ پوری ہوئی ہے آپ کو یہاں رکھ کر کے۔“ وہ ساتھ چلتے ہوئے کہ رہا تھا۔

”اور یہاں تک جنپتی کے لیے بھری ایک دریزوں خواہ میں کھون ہوا۔“ اس نے سوچا۔

جنپتی کے گروں اس کے ساتھ اگلے چند چھٹے اس نے بہت سختلے کے گردے تھے۔ وہ ایک ایچیں بیلی سے  
تلعن رکتا تھا۔ یہ وہ بخوبیں میں ہوتے والی اس سے اپنی پہلیں لاتاں میں جان پھری تھی جانا کوئی تھا۔ وہ اس کی

بیلی سے بھی تھی کہ اس نے انہیں دیکھا تھا۔ اسے ان کے بارے میں اور کچھ بھی جانے کی خواہ بھی تھی۔  
جنپتی کا گمراہ بہت زیادہ تیلمی بانت ہوئے کے باوجود بہت روانی تھا۔ وہ اس کی میں بہت پہلے ٹکھنے

تھے اور علمیہ کو یہاں سو بوجویں اسی پہلی کا تکھی مرت جاتی تھی۔

جنپتی کو چھوپنے دونوں نہیں کمرے سو بوجویں۔ اس کا چھوپنا بھائی گھر نہیں تھا۔ جان کی بڑی بہن جس سے وہ پہلے بھی تھی جو گرسا کے باوجود اندازہ کر سکتی تھی، گھنکو کے دران بار بار جنپتی کی ای اور پہاڑ کی طرف سے ان کے ذرکر چھوپے کرنا کی رسم مورثہ کی سے کیا تھا۔ اسے یہ جان کی خواہ فرق تھیں پڑا تھا۔

وہ جنپتی کو دادی اور دادا سے بھی کیا تھی۔ اسے یہ جان کی خواہ فرق تھیں۔ وہ دونوں علی گڑھ کے گرجوں میں  
تھے۔ اس کے دادا بہت عرصہ ایک انٹھس اخبار سے منکر رہے تھے، وہ فری لائس جوڑتھ تھے اور جنپتی کا پاکستان  
کے بارے میں بہت کی کامیں بھی تھیں۔

جنپتی کے دادیں اور جنمیت تھے اور اس کوئی کی بخوبی نہیں تھی۔ اس کی بڑی ایک کام کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کی ای بھروسہ دادی و دادا نہیں تھیں بلکہ وہ اس کے باوجود بہت ایکوں تھیں۔ کیونتیں وہ پہنچتے کے

بہت سے کاموں میں وہ دونوں حصے لی رہی تھیں۔

چند چھتے وہاں گزارنے کے دران اسے یہ احساں ہو گئی تھا کہ وہ سب اپنے بھائی اس کمر کے ایک فرد  
کی چیختی دے سکتے تھے۔ اب جو کچھ رہا تھا وہ اسے واہی آئی تو پہلے سے زیادہ خاموش اور مخترب تھی۔ ناؤ نے

اس کے چہرے کے ہڑات سے اس کی دلی کیتیں جانے کی کوشش کی۔ وہ سکھ رہا تھا۔ وہ کسی طرح بھی خوش یا  
مطہن نظر نہیں آ رہی تھی۔

”علیو،! کیسے گئے ہیں وہ نوگ؟“ نہیں نے اسے کریئنے کی کوشش کی۔

لئے میں ہر کے خیال سے عائل نہیں بنتی تھی اور اگر بھی کچھ دری کے لئے کہی اور خیال اس کے ذہن میں آئی تو  
صرف چند چھوٹ کے لیے اس کے بعد وہ بھروسی تھی۔ خیال میں بہت جاتی تھی۔  
کیونتوں کے بعد ناؤ نے ایک بارہ بھروسے جینا ہوا تھم کے بارے میں بات کی تھی۔ اس نے اقرار یا  
انکار کیکمی تھیں کیا تھا۔

”آپ جو جیکب بھیں، کریں۔“ اس نے صرف یہ کہا تھا۔  
جنپتی کے ساتھ اس کی بنت تھی بری رفتاری کے ساتھ طے ہوئی تھی، اسے اس کی توقیت بھی نہیں تھی۔  
ناؤ پہلے ہی شہنشاہ اور شہزادے جنپتی کے ہارے میں بات کر کچھ تھیں۔ دونوں بخوبی اس پر پوزل کو کول کرنے پر  
تیار ہو گئے تھے۔

شکر مختار سے کہا چلتے ہوئے کے بعد جنپتی اس سے ملے لاہور آئے تھے۔ ان کی یہ آخر بیانی دی  
طور پر جنپتی سے ملاقات کے لیے لگی اور وہ خاطے مٹھنے والیں گے تھے۔

”کیا یہ بخوبیں ہے کہ تم جنپتی سے ایک بارہ بھروسی لو۔“ باقاعدہ طور پر جنپتی کے گروں اوس پر پوزل کے  
لیے اپنی رضامندی دری سے پہلے ہوئے ایک دن اس سے کہا۔

”میں پہلے یہ اس سے لے گیں ہوں۔ ایک بارہ بھروسی کر کر لوں گی۔“ اس نے دوڑک انکار کر دیا۔  
”بھروسی پر ضرور ہے۔ پہلے ہی بات اور سچی.....“

علیوہ ناؤ کو بات کا کہ دی۔ ”کیا وہ مجھے سے ملا جاتا ہے؟“  
”میں۔ اس نے اپنی کی خواہ میں کامیابی کا اعلان نہیں کیا۔ میں خود پر چاہی ہوں کہم دونوں ایک بارہ بھروسیں  
میں لوٹکا بخوبی ہے کہ تم سارے گروں اس سے مل لو۔ اس کی ای کی خواہ نہیں ہے۔“ ناؤ نے اسے تیار۔

”میں اس کے تقریباً سارے گروں اس سے مل جو ہوں۔ وہ پہلی کی تھت سے آ جا رہے ہیں ہمارے  
کم۔“ علیوہ دئے کہا۔

”ٹھیک ہے، وہ آتے رہے ہیں گرتم۔“ اپنی بے تکلفی سے ٹھکرتو نہیں ہوئی جنپتی کی چاہتی تھیں کہ  
ان کے گروں کا تھامہ پر آتے۔ اگر وہ دوست ان کے ساتھ گراوڑ کر جائیں ان کے گھر کے ماحد کا محل کا اعلیٰ طرح اندازہ ہو  
سکے۔

”اس کا قائد کیا ہے؟“ اسے بھسن ہوئی۔ ”مجھے جنپتی کو بتانا چاہتا تھا، میں جان بھی ہوں۔“  
”اگر اس کی ای کی خواہ ہے کہ تم وہاں بکھر دو تو تمہیں اس پر احتراں نہیں ہونا چاہیے۔“ ناؤ  
نے سمجھنے کی کوشش کی۔

”کیا وہ مجھے اپنے اناہید کر رہی ہیں؟“ اس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ناؤ سے بچھا۔  
”نہیں، وہ مجھے گی ساتھ کھانے پر ملا رہی ہیں۔“

علیوہ نے ایک نظر انہیں دیکھا اور کہا۔ ”ٹھیک ہے مجھے کی احتراں نہیں، آپ انہیں ہمارے آنے کے  
بارے میں بتا دیں۔“

جوتون کو بھی رہی۔ اس نے ان جوتون کو دیکھتے ہوئے اس کاٹھر یاد کیا تھا۔

وہ کچھ دیر جنید کے ساتھ کتابخانی کردار پر ملک لونگ کے ساتھ گھنکوں میں صدر، دیکھا، وہ ایک لئے

اس کے بعد علوہ اسے ہال میں کی جملہ پر ملک لونگ کے ساتھ گھنکوں میں صدر، دیکھا، وہ ایک لئے کے لیے بھی اس پر سے اپنی نظر اور دھیان نہیں ہنا تھی، جنید یک دم میں مظہر شاہی تھا بلکہ وہ شاید کسی پیش مظہر میں آیا ہی نہیں تھا۔

☆☆☆

رات دن بیج کے قریب وہ سب دامن آئے تھے۔ شہلا علیہ کے ساتھ تھی اور اسے بات دیں اس کے ساتھ رکنا تھا۔

پورا گمراہ انہوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے سارے انکوار اپنی تبلیغ کے ساتھ دہلی میں موجود تھے، اس کے کمزور میں سے کچھ تھی کہ تقریب میں شرکت کے بعد ہول سے ہی دامن پڑے گئے تھے گری بھی کافی کرز وہیں تھے جنہیں اگلے دن دامن جانا تھا۔

ایک بھر مرے کے بعد کافی میں پہنچے ہوئے لونگون کے درمیان غنگوار کپ شپ ہوئی تھی۔

وہ بھی کپڑے بدھی کرنے کے بعد کافی دیر پہنچا تو نزد کے ساتھ گھنکوں کی رویہ پر وہ سونے کے لیے اپنے کرے میں آگئی۔

اس نے غریب دینیں مورود ریکا تھا اور اسے حرفت ہوئی تھی کہ وہ تقریب کے غریب دینیں کیوں نہیں گی۔ شہلا کچھ دیر اس کے ساتھ ہاتھی کی رویہ پر وہ دوں لانگ بکر کے سونے لیت گئی مگر بزرگ ریتے

یہ علیہ کی اگھروں سے نیند خواب ہو گئی تھی۔ ہاتھ بلب کی ہلکی روشنی میں وہ جھٹ کو دیکھتے ہوئے پہنچ کے گھنکوں کے پارے میں بھی ہوئی تھی۔ اس کے لیے سب کوچھ ایک بھی ایک خواب کی طرح تھا، جواب شروع ہوا تھا اور شاید کسی فتنہ نہیں ہوئے والا تھا۔

وہ لانگ پڑے بغیر اپنے پیٹ سے پیچے اتر گئی، شہلا بھری نیند میں تھی۔ علیہ جانی تھی وہ ایک بار سونے کے بعد اتنی معمولی ہی رکھتے رہیں جائے گی۔

اپنے کچھ لانگ کے دروازہ کھول کر وہ بارہ کوئی دیر میں نکل آئی۔ لاڈنگ سے ابھی بھی با توں کی آوازیں آری تھیں۔ پیغمبر اور سب ابھی بھی دہلی میں جانے کے بجائے گھر کے پہنچ سے کی طرف آئی اور دروازہ کھو کر تھی لانگ میں نکل آئی۔

باہر گیگ سی خاموشی نے اس کا استھان کیا تھا۔ وہ بیرہنی دیوار کے پاس گلی اپنی اگرچہ ہماری کی کوئی کرنے کی کوشش کر رہی تھیں جس کی روشنی دیوار کی بیرونی سطح پر پڑی تھی، لان بڑی حد تک نار کی میں ڈوبتا تھا۔

تاریکی، خانقاہ اور جانی اسے، وقت ان عیجی درجن کی سرورت تھی۔

نیچے لان میں اترنے کے بجائے وہ دامن کی بیرونی میں سب سے اوپر والی بیرونی پر پہنچ گئی۔ بیان ہاتھ اپنی گود میں رکھتے ہوئے اس نے دایاں ہاتھ مارلی کے فرش پر رکھ دیا۔ فرش کی مٹھل کا سوپور کے ذریعے اپنے

"انھے میں" وہ تھا اخیر جاب دے کی تھی اس نے دیا۔ ہاتھے بے اقتدار کون کا سامنے لیا۔

"تو بھی تھا ای پر بیان نظر کیس آری ہواں بھی تم بہت چپ چپ تھیں۔"

"پکھ میں آپ کو بیوں ہی محسوس ہو رہا ہے۔ اس نے انہیں ہاتھ کی کوشش کی۔ تا ان کو کچھ دیر کے بعد بدپور جما۔ رہیں۔" میں بیندھ کے گھر والوں کو تھاری رضاختا دی دوں؟ انہوں نے کچھ دیر کے بعد بدپور جما۔

"چیزیں آپ کو برضی" اس نے جھکے گھنے انداز میں کیا۔

"وہ لوگ ذوقی شادی بھیں چاہتے، ایک دو ہزار سال تک شادی چاہتے ہیں۔ جنہیں کو درکور کے لیے سماں پر جانا تھا۔ پھر کچھ عرصہ کے لیے کوئی بھی رہتا ہے، دہلی کوی پر جو جیک ہے اس کا۔" وہ اسے تھاں لے گی۔

"اگر وہ جا چیزیں کی رکھ چکے ہو جائے۔" وہ خالی لذتی کے عالم میں ان کا چہرہ بھی تھی رہی۔ "میں نے نہیں سے بیٹت کی تھی۔ وہ بھوت خوب ہے، تمہاری ایجمنٹ کے لیے آنا پاہتی ہے۔ اس کو فلاں کا پاہن جائے تو تم اگلے ایجمنٹ کی بیٹت میں کریں گے۔" تا انہیں درمیں اسے ہاتھی جا رہی تھیں وہ ڈھنٹ طر پر لکھ اور پہنچی ہوئی تھی۔

"شہزادی تھی ہے کہ خاصی روم دھام سے تمہاری ایجمنٹ ہو، پوری فلی آری سے اس کی۔"

"میں چاہیں نہیں" وہ یک دم کفری ہو گئی۔ ہاتھ سے گھر ہاتھ، پھر کھاٹ ہاتھ، پھر کھاٹ ہاتھ۔

"جیسے تم پہلی جاہد، وہ انہیں شب تک کہتے ہوئے ان کے کرے سے نکل آئی۔ اگلے درمیں نہیں اس کے لیے بہت سر آزمات ہاتھ ہوئے۔ شہزادی پہلی کے ساتھ اس کی ایجمنٹ میں شرکت کے لیے پاکستان آئی تھی۔"

وہ بڑے جوش و فرش سے آتے ہی اس کی ایجمنٹ کی چار بیوں میں ملک گھنی تھیں۔ ہر بڑے علیہ کے درمیں کسی ناک چھاتے نکل کر ہوئی تھیں۔

انہیں علیہ کے درمیں سے بالکل یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ خوش بیوی ہے ایسی چیز کی وجہ سے پر بیان ہے اور علیہ کو اس بات پر بھرت نہیں ہوئی۔ وہ اس کی باہم بھر کرستے سال ایک درمیں سے کٹ کر رہے کے بعد ان سے یقین تھا کہ وہ اس کے پیچے پر بھکنے والے ہر جگہ کو پہنچان سکتیں جبکہ قتل۔

اپنے سوچتے بن جمالی اسے خوشیوں سے زیادہ سماں لگ رہے تھے نہ صرف وہ بلکہ شہزادی اور علیہ ایم پر کوشش کر رہی تھی کہ وہ مہماں سے ایجاد طریقے سے بیٹھ آئے۔

مکنی والی شام پہنچنے کے ساتھ ہمیشہ اس سے بیکھنے ملکے پر ہم کو بیکھنے کا طریقہ پر موجود معمولی سکر کاہت غائب ہو گئی۔ میر بھت خوش باش تھا۔ حمری اور زرد دوں، وہ جنگ کی طرف ہی آتا تھا۔

فوج کی فراس و قلق، رفتار، رفتار دوں کے ساتھ ان دونوں کی تصوریں سارہ تھا۔ میر جنگ پر آپ کے بعد سیدھا جنید کی طرف گیا۔ جنید اس کو حمرت میں لایا تو لونگ کا تعارف جنمیں سے باہری باری کی دیگی تھی جنگ کو زسے سوار۔

علیہ کو حرفت ہوئی عمر اور جنید کو ایک درمیں سے تعارف کی محدودت نہیں پڑی، کیا عجیب جنید وہ اتفاق تھا؟ "سباک ہو علیہ و....!" اس نے علیہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے مغلاب کیا۔ وہ اس کے سامنے پہنچتے

"ہوں می بات کے جواب میں کچھ کہئے لیجیاں کے عقاب میں خاموشی سے کھوارا۔ اُر بلوہ نے اسے چند قدم آگے بڑھتے اور اسی پیٹیچے دیکھا جس پر بیٹھی تھی۔"

اس کا دل چاپاہا اٹھ کر دہان سے بھاگ جائے ہاں بھر پوری وقت سے دکا دے کر بے ابال سے دکھل دے وہ چند لمحے اور اس کے پاس مشتا تاپے آنسوں پر قابو پانے کی اس کی ساری کوششیں اور وہ اب عمر جو گیرگر سے سارے روزے فینیں چاٹتھی۔

اس کی طرف دیکھنے لگنے کروں سیدھی رکھے، وہ درد بخار پر موجود لائس کو روکھی۔ اگر اس کی ساری حیاتاں بالکل بیدار تھیں۔ وہ اس کے ساتھ کی آذان رہتی تھی۔ وہ اس کے کولون کی ہنپک کھرس نہ رہتی۔ اسے اپنی گردن سیمگی رکھنے ملکل ہو رہا تھا۔

"وہ پیڑھیاں دو دوں کے لیے تینیں تھیں، وہ بڑا دہان پیٹھے تھے دن کی روشنی تھی۔ بات کی تاریکی میں گراں پار خاموشی ایک تیرے نزدیک طرح ان دو دوں کے درمیان موجود تھی۔ پہلے وہ کچھیں آئیں۔ وہ دو دوں بیٹھاں پر کچھیں ہاتھ رہتے، گھنٹوں کی بھی دفعے کے لیے تھے، انہی بیڑھوں پر بیٹھ کر مرنے اسے بہت سے لیٹھے شانے تھے۔ وہ بار بار لینڈن نامے پے اپنے اس سے کہتا۔ "تمہیں ایک بوك بناتا ہوں۔"

طیہہ مشا شروع ہو جاتی۔ "آم آن یارا پلے سن تو لو تم پہلے ہی جنتا شروع ہو جاتی ہو۔" وہ اسے نوسا دے چکیہ ہو جاتی۔

"ایک بات اپنے بیچے کو ایک سانگکاری لو جست کے پاس لے کر گیا۔" وہ لینڈن شروع کرتا پھر کر اشناز کرتا۔ "مری طرح کے پیچے کو اس سانگکاری لو جست کے کہا کریچ پہنچتے ہیں اس سے بھی اور ہاتھی مگر والوں کو بہت پر بیٹھا کر دیا ہے اپنی فضل ضدوں کی وجہ سے۔ میں چاپتا ہوں آپ اس کا ملاعن کریں تاکہ یا میں اس عادت سے باز آ جائے۔

سانگکاری لو جست نے بات کی بات غور سے کی اور پھر بیچے کو سمجھانے کے بجائے بات سے کہا کہ وہ کچھیں سے کام لے، وقت لگر کے سامنے خود خودی تھی عادت چھڑ دے گا۔

بات پے کچھیں اس وقت جو خدا کر رہا ہے اسے ہم بھیں مان کرے اور یہ چھوٹے پر تیار ہیں۔"

سانگکاری لو جست نے پوچھا "اب یہ کون میں مدد کر رہا ہے۔"

"یہ کہا ہے مجھے ایک کچھ کارکر دیں، میں دکھاؤں گا۔ اب آپ خود تھائیں کیں کہ اسے کچھ کی کھانے دے سکا ہوں۔"

سانگکاری لو جست نے بات کو سمجھا کہ کچھ پختی کرنے سے اس پر نیکی طور پر اثر پڑے گا۔ بھرپور کے کام اپنے کچھ کامانے دیں۔"

بات کو بھیں دیش کے بعد ان گیا۔

سانگکاری لو جست نے اپنے استنسٹ کو بھاگ کر ایک کچھ مکھوا یا اور بیچے کے سامنے میز پر کھدایا۔

"آج، پہاڑا پر کیا کام تھا ہو گیا اور اب امیں مذر لینڈے سے باہر آگئی ہے۔" باہری خاموشی نے اس کے اندر کی خاموشی کو توڑ دیا تھا۔ وہ بہت آنکھی سے فرش پر الگیوں کی پوریں پھیلنے لئی۔

"کاش! بیگرے بوندھنے والے، ایک بھروسہ بزرگی میں بھی ہوتا، میں آنکھیں بند کروں اور پھر کھلوں تو مجھے کا پاطھی سب خوب تھا۔ حقیقت یہ کہ جنہیں جگہ پر میرا جو حقیقت اور جنید اسی دو دوں کی زندگی میں موجود ہے ہوں۔" اس نے سوچتے ہوئے آنکھیں بند کیں پھر آنکھیں کھولی۔ خوب تھیں ہوا، حقیقت بدل نہیں گئی۔ اس آنکھوں میں نبی لیے سرگاری۔

ہم کہ وہ شہر کو آباد کیے پہنچے ہیں  
آرزوئے پار کو اب غاک کیے پہنچے ہیں  
خواب کے تار سے خواہل کو رُخ کرتے  
دانتی دل کو اب پاک کیے پہنچے ہیں  
اس نے زیر باب اس غزل کے شہر کو دیرانے کی کوشش کی جائیں۔ جب میں دو دسال سے بڑی باقا عمدی سے تھی اُر رہتی۔

کاش! وہ آئے جلاۓ بیان کوئی چاٹ  
دل کے دربار کو ہم طاق کے پہنچے ہیں  
اس نے درد بخار پر کھوں نظریں جنادیں۔ اس کا دل چاپا درہاں تھاں کی بھوج جائیں۔ کمل تاریکی، دلکشی اس وقت میرے اندر ہے۔ کیا چند گلوں کے لیے دلکشی جائیں ہو سکتی ہر طرف؟ اس کے اندر خواہش اگر بھی۔

"لطفیو! آنے نے یہ اختیار گردن میوڑ کر دیکھا بھر ہی رفتار سے گردن واپسی میوڑی۔ وہ اپنے چہرے کے تاثرات کو مچھا چاہتی ہی، پھر اسے یاد آیا۔ یاد کا ملے عہدہاں پریا تھے اسی دل کے سامنے خود خودی تھی۔ اس نے بھی عز اوار اور درد رحمات سے می پہنچا تھا اور مرنے اسے کہے کیا پھانقا یا صرف دھی جاتا تھا۔

وہ اسے دبے قدوس آکا تھا کہ اسی کی آمد کی خبر یہ تھیں ہوتی یہ بھر خلایہ دا پی سوچیں میں اس تقدیر کم تھی کہ اپنے اگر دہونے والی برجی سے کمل بھر پر یہ بیان ہو گئی تھی۔

"تم اس وقت بیان کیا کر رہی ہو؟" وہ اب اس کے عقب میں کھڑا بچہ درد رہا۔  
"پوچھیں دیسے ہی نہیں تھیں اُر رہتی اس لیے باہر آگئی۔" اس نے اپنی آوار پر قابو رکھتے ہوئے اسے دیکھتے کی کوشش کی بغیر کہا۔ اس کا خیال تھا، دو اسے اندر جائے کا کہے گا۔ یا بھر اندر جائے کی پہاٹ دے کر خود چلا جائے گا۔ ایسا نہیں ہوا۔

"وزیر... دیگر..."

وہ لطفی ناتانے کے بعد علیہ کو دیکھا جواب بھی پورے انہاں اور جنیدی کے ساتھ اسے دیکھ رہی ہوتی۔ "کچھ میں نہیں آیا ہے؟" وہ بڑی ہمدردی سے پوچھتا۔ وہ لیکن مجھ کاٹے بغیر اسے دیکھی رہتی۔ انکار اور اقرار دونوں مشکل تھے۔

"آپ آسان جوکس سنالیا کریں۔"  
"ٹھاٹھاں ایسے ایساں ایک چھپ مان سے کہتا ہے۔" می آج مجھے مجھ نے ایک ایسے کام کے لیے براہی جو میں نہ کی کیا ہے۔" میں جو اپنی سے کہتی ہے۔  
"کون سا کام؟"

"بہم ووک۔" چھپرے سے کہتا ہے۔  
وہ کندھے اپنا تواہی ختم کرتا۔ علیہ بخشتنی۔ وہ بے اختیار گمراہ اس اس لیتے ہوئے کہتا۔

"وہ جو آپ پرسرے ہو جاتا ہے سے ملے جائیں ہیں، باہمی ہیک جے کم از کم مجھے یا ٹھینان تو ہو گا کہ تمہاری حس طراح ابھی ہے۔" وہ معمولی انداز سے فکر اسے دانتا۔

وہاں پہنچنے پڑنے کو بہت کوئا کہا۔ اسراحت، جاود طرف چلانی تارکی ایک ایسا ٹنڈہ بن گئی جس کے اندر اسے اپنی اور عزیز اداوں کی بازگشت ناتانی دے رہی تھی۔ اور شاید آن ہم آخی باری میں ان میں صوس پر ایک دسرے کے استئن قرب پہنچنے ہیں۔

"اس نے درگز کے نام میں صولا۔  
"تم آج بہت ابھی اگ رہی تھیں۔" میرے یہ دن ناموشی کو توڑا۔  
تمہارے طاہر ہر ایک کو،" اس نے سچا۔  
"جنید بہت خوش قسمت ہے۔" وہ کہرہا تھا۔

اور میں بہت مجھ قسمت ہوں۔" اس کے جواب اس کے اندر گنج رہے تھے۔  
علیہ کی سٹوکنگ ٹھائی شاید اس کے لیے غیر منطق تھی۔ وہ چند لوگوں کے لیے خود بھی خاص مشہور ہے۔

"آپ والیں نہیں ہیں؟" علیہ کو نے اپنا کچھ اس سے پوچھا۔  
"میں جانا چاہ رہا تھا۔ کرنی نے روک لیا۔ اسے جنی بھروسے کئی کھوئے تھے اس لیے۔" وہ دم آدم میں تانے لگا۔

"ابھی بھی سب اندر پہنچے ہوئے ہیں۔ صرف میں باہر آیا ہوں۔ کچھ دیوار کرنا کہا۔ جھینیں دیکھا داہر گیا۔"

وہ اب لذت کرے ہے تو تو میں دباہوا ایک گرگھت جلا رہا تھا۔ چند لمحے جبلہ رہنے والے اٹھٹھے میں علیہ نے س کا پیور دیکھا تھا۔ جنہیں شفعت بھی گیا۔

بچے نے ایک ظفری پنچھے پر ڈالی اور پھر بڑے آرام سے کہا۔

"آپ اس کیچھ نے کے دکھنے کے لیے کہاں کریں۔ ایک آپ کا کامیں، ایک میں کھاؤں گا۔"

سائیکلو جسٹ اس کے مطابق پڑا گیا۔

"وکھاں میں نے تباہی ہے ناکری کیہے بہت فضول مدد کیتا ہے۔" بات پڑے کہا۔

سائیکلو جسٹ سے بات پوچھی دی اور ایک چاٹو کے ساتھ پنچھے کے دکھنے کے لیے اور ایک گلہا اٹھا کر اپنے

منشی داں لیا۔ اس نے بچے سے کہا۔ "اب قم اپنا کوڑا کیا ہے۔"

بچے نے سائیکلو جسٹ کا چہرہ دیکھا اور کہا۔

"آپ نے سائیکلو کا کمالیا۔"

علیہ کو پہنچا اپنی کامیں آئی کیا جوک تھا۔ وہ پچھے اور سائیکلو جسٹ دلوں پاگل تھے۔ کچھ کی کہا سکتے

ہیں؟" وہ بچے کے بجاے چور جھری لے کر پوچھی۔

"بُوک تھا بھی۔۔۔ خیتوں تو نہیں تھی۔" وہ اسے یاد لاتا۔

"مگر بھر بھی کچھ نہیں۔" اسے ایک بار پرچور جھری آئی۔

"چھا۔۔۔ چھا بھا۔۔۔ میں کیا دیا۔ وہ خیتوں اور زار میں بھر بھا تھا اچاک اس کی تھکر ایک آدمی پر پڑی جو بہت فاسدی

سے تھا۔ میں اخبار لے کری پہ بھا تھا۔ اس نے بہت شاندار حس کا سوت پہنچا۔ جرئت اس کے پاس میا اور

جرمائی سے پوچھا۔

"کیا آپ پاگل ہیں؟"

اس نے اپنے اٹھا کر بھر بھی تھی۔ میں۔

"تو چھر آپ کو بیہاں کیوں لکھا ہے؟" جرئت نے پوچھا۔

"کیک میں نے ایک کتاب کی تھی دو ہزار صفحات کی۔"

جرئت کو شدید جرئت ہوئی اس نے پوچھا۔ "آپ نے کس میجر کے بارے میں کتاب کیا تھی؟"

"مگر دوں کے بارے میں۔" اس نے بھر بھی تھی۔

جرئت غصے کے مالا مال داکن کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ "آپ نے بے سر سے کچھ ایک ذین آدمی کو پھر کر بیہاں بند کر دیا۔ جس نے گھر دوں پر دو ہزار صفحات پر مشتمل کتاب لکھا ہے۔"

ڈاکن کے بڑے سکون سے اس کی بات سنی اور کہا۔

"آپ جنک کر رہے ہیں۔ اس غصے نے گھر دوں پر دو ہزار صفحات کی ایک کتاب لکھی ہے گھر دوں کی

کتاب کے دو ہزار صفحات پر صرف ایک کی بات ہے۔"

"وہ کیا؟" جرئت نے کچھ تھس کے عالم میں پوچھا۔ ڈاکن نے ایک گھری سائنس لی اور کہا

کو کسی اس کا حساسی نہیں ہوا۔ میں یقین نہیں کر سکتی، کبھی یقین نہیں کر سکتی۔  
وہ اب اس کے کندھے کو کنٹی سے بکار ہوئے کہہ رہی تھی۔

”میں نے تم سے کہی کہی وہ نہیں کیا۔ کیا بھی میں نے تم سے کہ کہا؟“ اس نے پر گون انداز  
میں پوچھا۔ وہ پر گون کے لیے پوچھی نہیں کہ سکی۔

”تم اسے ماوراء ایسا نہ کوئی حقیقت لیکی جائے کہ میں نے کہی تھا۔ بارے میں اس طرح سے سوچا ہی  
نہیں۔“ وہ تری سے اپنے کندھے کو اس کے ہاتھ کی گرفت سے چھڑا۔ اسے دیکھ لے کر سماحت اور جسم سے  
میں اس کے چہرے کے نوشی کو کہھ کر دی۔

”اگر مجھے تم میں کوئی دلچسپی ہوتی تو میں اسے سالوں میں ضرور تباہ کتا۔ اگر میں نے ایسا نہیں کیا تو اس کا  
ساف مطلب ایک دن ہے اور وہ دن ہے جو تم کھانیں چاہو۔ یہی۔“

مر کے لیے کوئی عذر اور درد ہیری نے اسے مری سے تیری بر گش نہیں کیا۔ اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ  
ہٹانے سے میں وہ دل برا دلخواست ہوئی۔

”تم بہت اپنی ہو گلن جھے گے بھت نہیں ہے۔“ وہ بہت صاف اور داش لفظوں میں کہہ رہا تھا۔ وہ نہیں  
جاہتی اس کی ہوا۔ وہ اندر نہیں بھاگا۔ وہ مرپی نہیں چلا۔ وہ تنے پچھوں کی طرح دنوں ہاتھوں سے اس کا بازو دکھر  
اس کے کندھے سے سرکانے پچھوں کی طرح لیک بلکہ کروئی۔

”جھوٹے یہ مت کو۔ جھیں ہاتھے اس سے کتنی تیزی ہوتی ہے مجھے۔“

مر راب بالکل سا کت تھا جسے وہ تجھ کا کہی جسے۔

”میرے ساتھ تھا وہ بُکت کر جو زوال القین نے کیا۔ تم دنیا کے آخری آدمی ہو گئے جس سے میں یہ  
وقوع کروں گی کہ۔“ مجھے یہ کہنے کا سامنے ہے جب نہیں ہے۔“ وہ اسی طرح دردی رہی۔

”میں کی جیون کے ساتھ فدا و فارغ نہیں ہو سکتی۔ میں کہی کہی سماحت و فادا نہیں ہو سکتی۔ تم کیوں نہیں کہتے،  
ہم دلوں بہت اچھی زندگی ملاؤ رکتے ہیں، ہم دلوں اب بھی اکٹھے رہ رکتے ہیں۔ سب کوئی بھیک ہو سکتا ہے۔ اگر تم  
چاہو تو۔۔۔ اگر تم پاہو تو۔۔۔“

”اور میں ایسا نہیں چاہتا۔“ اس کی پر گون آوار میں کوئی اضطراب تھا۔ ارتعاش۔۔۔ وہ اب بھی اپنی بات  
پر اسی طرح ادا کر رہا۔ اس کے بازو پر طیاری کی گرفت اور خفت ہو گئی۔

”تم کیوں نہیں چاہے؟“ اس کے بازو کی طرف چاہے؟“ وہ اس کے بازو سے مقاٹائے پچھوں کی طرح بے  
تماشا رہتی تھی۔ عمر نے ہزار پر اس کے آنے نہیں کی تھی کوئی سکھ۔

”یجھے اج یہاں نہیں آتا چاہے تھا۔“ غرب پروری۔ ”میں نے یہاں آ کر گلے۔“

طیار ہے اس کے کندھے پر کاراٹا کر اندر جس سے میں وحدتی انگوں کے سماحت سے علاش کرنے کی  
کوشش کی اور بہت سالوں کے بعد پہلی بار اسے احساں ہوا۔ اس نے اپنا زندگی کے دس سال ایک غلط غصہ کے

عمر نے لائٹر والیں جب میں نہیں رکھا۔ وہ اسے ایک بارہ بھار رہا تھا۔ اس بارہ بھار لائٹر جلا کر طیارہ کے آٹھ  
کے پاس لے گیا۔ اسٹریٹ اسٹریٹ اسٹریٹ اسٹریٹ۔ روشنی میں طیارہ کے آٹھ ہیں بھی ہوئی۔ انھیں جگایے گئی تھیں۔ وہ کچھ  
دی اس کے آٹھ ہیں موجودہ انگوٹھی کو دیکھتا ہوا اس نے لائٹر بند کر دیا۔ وہ اب اپنے ہائی اسٹریٹ سے گردہ کو ہونوں  
سے نکال رہا تھا۔ سکریٹ کا تھا۔ ساٹھ اسٹریٹ اس کے ہونوں سے ایک لیڈر میں نہیں ہو چکا تھا۔ طیارہ کا میرے میں  
ہونے والی اس کو رکھ کر پوچھی رہی۔

”تم نے جو گے کہ میں کوئی کٹت نہیں مان لیا۔“ مکھ دبر بعد اس نے مدھم آواز میں کہا۔ طیارہ کا اپنے طیار میں  
آنہوں کا ہوندا گا۔ اور انگوٹھیں ہوں۔

”کٹت؟ جو کٹم جو ہے لے کر چکھو۔ اس کے بعد پوری دنیا اٹھا کر میرے سامنے رکھ دینے پر بھی خوش  
نہیں ہو سکتی۔“ اس کے اندر اپنے اور رگوٹی ہوئی تھی۔

”تم مجھے بات تھیں کہی کوئی؟“ وہ بہت نرم آواز میں پوچھ رہا تھا۔ ”تمہاری ناراضی قسم نہیں ہو گئی؟“  
وہ ساکتہ رہ گئی، وہ کس ناراضی کی بات کر رہا تھا جاہد کا وہ اتنا جانتا تھا۔ وہ اس سے ناراضی ہے اور اگر دیکھا  
تھا تو پھر کیا اس کی ناراضی کی وجہ سے بھی واقع تھا۔ وہ اب تک اپنی تیزی کی طرف رہا تھا۔

”اندر جھرے میں پہنچ کر رونے کی دادت پھر دی طیارہ۔“ اس کی نرم آواز اسے ایک چاک کی طرح گئی  
تھی۔ ساری دنیا میں وہ ایک غصہ تقا جو بار بار میں بھی اسے پہنچانے کا تھا جو اس کے پر چہرے پر ایک نظر ڈالے افسوس  
بھی اس کی ساری کیفیات سے باخبر تھا۔ اس نے خود کو سے کسی ایجاد پر بایا۔

”تیر سے ساٹھ کیتے کہن کیا آپ نے؟“ وہ کھڑا پہنچ دی۔ ”آپ نے بھری پوری زندگی چاہ کر دی۔  
”جسے مجھے تھے قدموں پر کھڑے رہنے کے بالکل کی تھیں پھر جاؤ۔“ وہ پچھلی طرف بڑک رہی تھی۔

”تجھے یقین نہیں آتا کہ آپ کو مجھ سے بھت نہیں ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ آپ مجھے اپنی زندگی سے اس  
طرح باہر نکال کر پہنچ کرے ہیں۔“ وہ بالکل خداوش تھا۔

”جو زندگی۔۔۔ آپ کس طرح اسے اپنی زندگی میں لا سکتے ہیں، کس طرح اسے بھج دے سکتے ہیں۔“  
”کیا ان سب باتوں کا بک تو فائدہ ہے؟“ اس کی آواز بھی اتنی مدھم تھی۔

”کیوں فائدہ نہیں۔ کیوں فائدہ نہیں ہے؟“ اس نے بلند آواز میں کہا۔

”آپ کو کہا ہے آپ نے کس طرح بھری ذات کی کوئی کی ہے۔۔۔ کس طرح بھری ذات کی کوئی کی ہے۔۔۔“

”طیارہ۔۔۔ عمر نے پوچھ کیتے کی کوشش کی تھی۔“ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

”دس سال میں آپ کا بکار بھری اسماں نہیں ہوا۔ اس کے لیے عام پلٹکوں میں رکھتی۔ میں آپ  
کی کمزوری میں سے ایک اور کزن نہیں ہوں۔ میں آپ کی فریڈنڈ میں سے ایک اور فریڈنڈ ہوں۔“

آپ نے اپنی اسی سچائی نہیں آپ

اشتمال کرتے دیکھا تھا۔ اچھے دو اس پر استعمال کر دیا تھا۔  
 ”شاری کو کوئی نہ سایہ تو بھی نہیں ہوئی اور شہزادی اسے ہانے کی کوشش کرو۔۔۔ یہ اپنائیں ہوتا کہ تم نے  
 کہا اور میں نے مان لیا۔۔۔ نہیں کوئی لیکر ہوتا ہے جو میں بکھری سے بننا کرلا دوں۔۔۔ ماری زندگی کے لئے کسی  
 غصہ کو جنم کر رہا ہے سماں تھا جو ہر ہفتہ سوچتے ہو جو ہم اگلے ہے۔۔۔ مرف دنیا خیال نہیں دیں بلکہ اس جگہ پر جو ہتا جائے  
 جس غصہ کے ساتھ جس بھگ پر جس شر آتی ہے اس کا قائم کرنا چاہیے ہیں۔۔۔“

”گریٹ نے مجھ سے تمہارے بارے میں بات کی۔۔۔ میں نے اکاڑ کر دیا۔۔۔ مجھ سونپنے کی ضرورت نہیں پڑی۔۔۔ It was like a reflex action. کوئی پچھا بہت کرکی تاہل کرنی تو تو۔۔۔ میں نے پکھ کر سونپنیں کیا۔۔۔ تو اس کا صاف صاف مطلب تو یہ کہ جن حقائق کے بارے میں، میں نے کبھی پچھا بہت جھوک کرنے یا خامی خیالات رکھئے۔۔۔ یا آسان لفظوں میں متن سے شاید کے بارے میں سونپنے کی کوشش کی۔۔۔ ان میں تم کمی نہیں آئی۔۔۔ زیاد شعوری طور پر، دنلا شعوری طور پر۔۔۔ علمی و کار ائے ہوئے خلک ہوتے ہوئے جھوکی ہو رہے تھے۔۔۔

”بھر اگر صرف تباہی پڑ دے یہ کیا طرف شادی ہو جائے تو کیا یہ گوندگا۔“  
میں سارے حساب کتاب کر کے رکھ لیتا ہوں، آنکھیں بند کر کے سوچے کچھے بینگر کی کھاتی کو سوچنگ پول کہ جکر اس  
میں چلا گل کئے کامیاب نہیں ہوں..... اور تم جسم سے میں سب کچھیں ہوں۔  
وہ مانی پڑنا چاہتی تھی۔ اس کے حق اور پدن بر کائنون کا جو گل آتا تھا۔

"مکن ہے، جو بھے شادی کر کے خوش ہو۔ مگر موالیا یہ کہ کیا میں خوش ہو سکتا ہوں... کیا تم نے بھری خوشی کا سچا ہے؟ تم نہ کیوں سچا ہو گوا۔ میں کسی شاپک آرکیڈ کے کیوں سخنیں ہوں جو چھینی پسند آجائے اور تم رہت پڑے گمرے جانے پر لے جاؤ۔" میں کی واڑ کے چاپک بنا کام بخوبی کر رہے تھے۔

"جہاں کسی مگر ایس لعلتی کا حق تھے کہ کخش نے چھینی اپنی زندگی سے نکال دیا۔ تو تم معرفت کی کہ سکتا ہوں کہ نہ چھینی زندگی کے اندر یا ایسا قدر میں تھے باہر کلا ہے۔ جس روں میں بھری زندگی موجود ہو۔ اس روں میں بیسہ روکی۔ ہاں، مگر جور دل نہیں تھا اسی وجہ سے لئے قابل قول نہیں ہے۔ اگر اس بات کو زندگی سے نکال دیا۔ لفظی جو تم میں کیا سکتا ہوں۔"

اس کا دل چاہا وہ دہان سے بھاگ جائے۔

"میں نے تمہاری زندگی چاہ کر دی..... میں نے جسمیں محدود کر دیا..... شمیں علیزہ! میں نے ایسا کچھ نہیں کیا

”جہاں تک پہنچ کر اپنے خود کا بے۔“ اس نے دوک لیجھ میں کہا۔  
”جہاں تک پہنچ کر اپنے خود کا بے۔“ اس کے ساتھ تہاری وقار اور اس کا سوال ہے۔ یا تہاری خوشی کا سوال  
ہے تو میں اس کے پارے سے میں کیس کہہ سکتا ہوں۔ سوالے اس کے کی پہنچ سرف تہارا مسئلہ ہے اور جیسیں

اپنے کام پر بیٹھے ہوئے تھوں کو اس نے عمر کے پاندے سے بٹالی۔  
 ”تم آج بھی وہ جان میں نے تمہیں اتنے سال پہلے دیکھا تھا۔ تم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ پہلے  
 بھی تمہاری سوچ پہنچا تھی۔ آج بھی۔“ وہ اندازہ نہیں کر سکی۔ وہ ساتھ ہر ماڑی ایسا آئندہ تھا رہا تھا۔  
 ”تمہیں اس بات پر تینیں آئے۔ اس کے بعد ہر جا میں نے دس سال تباہ کے لئے کوئی خوبی نہیں کی۔“

"مردا اور خواتین کے درمیان ہر شدید محبت کا رشتہ نہیں ہوتا۔ جاہو تو بھی سبیں بن سکتا۔ جیسے تمہارا اور میرا رشتہ۔ اپنے اور میرے رشتے کو اگر تے اتنے سالوں میں نہیں پوچھا تو تمہاری غلطی ہے، میری نہیں۔ میں کسی حقاقی، اپنے خوشی کا حصر نہیں بن سکتا۔"

وہ بڑی کمی میں ادا رہا تھا۔ اس کے اعتدال کے عزت نفس کے زندگی کے خواہیں کے خوبیات کے۔ اور علیہ سکردوں سال یہ زخم رہا تھا کہ یہ سب چیزوں اسے ایسی غص سے لیتھیں۔

"اگر تم نے میرے حوالے سے کوئی خوش بیان پال لیں تو میں کیا کر سکتا ہوں ..... میرا اس سب میں کیا حصہ، درحقیقت میں اس سارے مصالحے میں بھی بھی حصہ دوں سکیں رہا۔" اس نے عمر کو کندھے اپنا کتے دیکھا۔

"میں تو اتنے سالوں میں پنکڑوں لڑکوں سے ملا رہا ہوں ..... میں سب کے ساتھ فریڈلی رہا ہوں  
سب کے ساتھ ہمارا ایک جیسا دیر رہا ہے ..... اور میرے لئے تم بھی ان سب سے منگتی نہیں جیسی۔" وہ دم خود تھی۔

"دوسٹ تم خیں... ہو... رہو گی... مگر اس سے وہ قدم آگئے بڑھ کر کسی نامی رشتے کے حوالے سے  
چھپیں دیکھنا بہت مشکل ہے..... بکاراںکن۔"

Rude, harsh, bitter اس سے پہلے اس نے عمر کو دوسرا لوگوں کے ساتھ ان خصوصیات کا

سب کوہ ای مگر میں شروع ہوا تھا۔ سب کچھ ای کھر میں ختم ہو گیا تھا۔ علیہ نے مز کے اوپر دالی جیری پر قدم کر دیا۔ مرنے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔ بنی اس نے کچھ کہا۔ وہ غیر ہماروں سے پہلی آئی۔ اس نے یہچہ مز کردیجئے کی کوش نہیں کی۔ وہ جاتی تھی۔ یہچہ رہ جانے والے شخص نے بھی اسے مز کر نہیں دیکھا ہوا گا۔ وہ اس کا ماہی تھا۔ ایسا ماہی جس پر اس کا مجھ تھا اس اب شروع ہوا تھا۔

وہ ای طرح ٹکٹی ہوئی اندر اپنے کرے میں آ گئی۔ شہلا سوری تھی۔ کرے میں باریکی تھی۔ وہ دبے قدموں دریک ردم میں پہلی آئی۔ لائک جلاتے ہی ساسنے قد آدم بخی میں اس نے اپنا ہنک دیکھا اور وہ چڑھوں کے لئے ساکت رہ گئی۔ آئینے میں سوراہ ہونے والا عسکس کا تھا۔ اس نے لنگری چالیں۔ لگات اس حرم۔ پختاڑا۔ اس نے آئینے کی طرف پشت کر لی۔ وہ اس وقت وہاں جری کی ماہم کے لئے نہیں آئی تھی۔ پوتا جا پڑا۔ کوئی آزاد اس کے کاؤں میں ہوا۔ اس نے آئینے کے چہرے پر تحریر تھی۔ پوتا جا پڑا۔ کوئی آزاد اس کے کاؤں میں مجھاں ہی کہاں رہوں گی۔

وہ ای تحدوم میں ٹلی گئی۔ پھرے پر بانی کے پہنچنے مبارک، اس نے ان ایجری ہوئی تحریروں کو مٹانے کی کوشش کی۔ نئے گرم پالی نے اس کی سو بھی ہوئی آگوں کو تقدیر کرنے کی شہنی کی طرح چڑھے پر بانی کے پہنچنے مبارکی۔ اسی بین میں کرتے ہوئے پانی کی آزاد سے وہ اپنے کافوں میں گوئی ہوئی آزادوں کے سارے کوئی کوشش کر رہی تھی۔ جب وہ اس میں کام رہی تو اس نے ہمارا تھا۔ وہ ایسا ایسا میں چھٹے باند کر دیئے۔ پانی کی فوٹی بند کر کے وہاں دریک ردم میں آگی اور ازاد میں نیند کی گولیں خلاش کرنے لگی۔

وہیں میں باریک پیدردم میں جا کر، وہ ایک گھاس میں پانی لے کر دریک ردم میں آئی اور اس نے دو گولیاں پانی کے ساتھ نگل لیں۔ پھر وہ دریک ردم کی دیوار کے ساتھ تھک لکھ رکھ دیئے۔ اس کے باہمی تھیں کام میں گاہاں کو دو تھیں۔ اس کے دو سارے گھاٹیں تھیں۔ وہ نیند کا انتشار کر رہی تھی۔ واحد چیر جس کے سارے اس وقت اور کسی بیڑ کی ضرورت نہیں تھی۔ سرف نیند ہی اسے ان آزادوں سے چھکا دہ دلائی تھی جنہیں نے اس وقت اس کے پورے دوڑ کو گھنے ہا کر کرکے دیا تھا۔ آزادی۔ بازگشت۔ سرگھیاں۔ ہی۔ قیمتی۔ وہاں کیا نہیں تھا۔

”اگلی بار میں ملبوہ کو یاد دیں گا۔“ پھر۔۔۔  
گھاس پر علیہ کی گرفتخت ہوئی۔ اسے خدید کھا دیا تھا کی پیر کا تھار نہیں تھا۔  
”میں جھیں میں کروں گا۔“ وہ اٹھ کر کمری ہو گئی۔ شاید تین دنے کے لئے وہ گولیاں کافی نہیں تھیں۔ اس نے پانی کے ساتھ ایک اور گلی گلی لی اور دوبارہ وہ چیز بیٹھی۔

ان دو قسم چیزوں کے ہارے میں عینی سے پہلے سوچ لےتا چاہے تھا۔ تھیں یہ جوں ہوتا تھا کہ تم اس کے ساتھ خوش بیٹھیں رہ کر تینیں اس سے عینی کریں۔ بنی اس نہیں چاہے تھی۔ کسی نے یقیناً تھیں پر پیڑا زندگی کیا جو کہ اس پر پوزل کے لئے کرم تھیں شادی کرو۔ قم۔ تکریم۔

وہ اسے سکے کا حل تھیں تارہ تھا، وہ اسے اس کی حیات تھا۔ تھا۔  
”بلکاب عینی تو زدود۔“ ایسی صرف عینی ہوئی ہے اور عینی کوئی ایسا برا رشن تھیں ہوتا جس کے بائے میں دوبارہ نہ سمجھا جائے۔

”میں اگر اس دشی اور دو قداری کے ایسا کوئی تمہیں دیاتے۔“ نسلک کر رہی ہوتے تارہ گیت ایک ایک اس تھے ہر چیز۔ ہر لطف۔ ہر مریض۔ ہر بیٹھ۔ ہر بیک گروہ۔ ہر دو گروہ۔ میکو ہر جید کوچ کر جید کوچ کر۔ میر جی ہمیں سی گلے کو مدبارے لئے تھیں تھیں ہے۔ تو رشدیم کر دو۔ میر جی دہن میں ضرور رکو کو جیندیں ہو گا تو کیمی دوسرا ہو گا۔ کوئی دوسرا اسیں ہو گا تو کیمی جسرا ہو گا۔ کوئی سی گر۔۔۔ وہ۔۔۔ میں ہوں گا۔۔۔ شاخ۔۔۔ آج۔۔۔

اس نے آخی ٹھیک لے کی ایک لطف تھیم پر کہا تھا۔ ہر لطف پر زور دیجے ہوئے۔ صاف۔۔۔ واضح اور دو لوگ اندام میں۔۔۔ کسی مخالف طالب ایسا عویش تھی کی جو کسی رکھے رکھے رکھے۔

علمیوں نے ہر لطف ساختاں کی تھی۔ کسی خوش تھیں ایسا علمی تھی کے نیچے۔ میر کے دہاں۔۔۔ آئے سے پہلے دو خواہیں کر رہی تھیں۔ سب کو ختم ہو گیا تھا۔ اس کی خواہیں پوری ہو گئی تھیں۔ سب کو ختم ہو گیا تھا۔ بہت سے لہو کے ساتھ دو آج گی وہیں تھی۔ اندر جھرے نے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی شاخت ختم تھیں کی تھی۔ یہ کام روشنی کے نیچے۔ روشنی جھرے کرتی ہے۔ درج کو اس طرح جیسا کرتی ہے کہ کسی فریب اور درج کو میں رہنا ہمیں تھیں۔ میر کو مدد کر دیتی ہے۔ ہمارا نئے پر قمر میں گاہو دیتی ہے۔ نہ مانے پر صلیب چڑھاتی ہے۔ اس پیڑوں کو ان کے مقام پر نہیں رہنے دیتی۔۔۔ پارس چھوئے نیچر ہمیں انسان سوانین جاتا ہے اور آگ کے پاس آئے بغیر بھی موم کی طرح پکلتے گاتا ہے۔ موشی واقعی بیگنے کرتی ہے۔

دہاں اپ خاموشی تھی۔ مکمل خاموشی۔ علیہ کبی کسی ”ایپنی“ کے اعا قریب نہیں بیٹھی تھی۔ آج بیٹھی تم۔۔۔ وہ انتشار کر رہی تھی۔ میر کوکار کے سکھ اور ماسن۔۔۔ کبھی اور ماسن۔۔۔ اور عمر شاید ان تمام باتوں کے جواب میں اس کی طرف سے کبھی کہنے کا خطرناقا۔۔۔ شاید چند ماسن۔۔۔ کبھی مدد رہتی۔۔۔ پچھتاؤ نے۔۔۔ اسے تو قیح تھی۔ اسی طرح کا انتہا رکرے گی۔ اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔  
”آپ بیک کہتے ہیں۔“ وہ اٹھ کر کمزی ہو گئی۔

"علیوہ اجیند کا فون ہے، وہ تم سے بات کرنے چاہتا ہے۔" وہ اٹھ کرنے کے لیے لاڈنگ میں راضی ہو رہی تھی جب نافر اس کو قابل پرکار و فون کا رسیدر پاچھ میں قائمے ہوئے تھیں۔

علیوہ ایک لٹک کے لیے ٹھکی اور ہمراں کی طرف بڑھ آئی۔ صوف پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ سے رسیدر لے لیا۔ وہ ہمراں تھی، یہ دن عامرو پر اس وقت فون نہیں کیا کرتا تھا۔

"بلوو۔" اس نے رسیدر خاتم ہوئے لاذھکریں میں کہا۔

"کیمی ہو ٹھیک ہو۔" ہمراں طرح سے وہی زم پکارا تھی ہوتی آواز سنائی دی جس کی اب وہ کچھ عادی ہو گئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ نے اس وقت فون کی کیا؟"

"جیسیں جوانی ہو رہی ہے۔" جینے خوٹوار لجھ میں کہا۔

"کسی حد تک۔"

"جیسیں قایپرے پانچاڑ رہتا تھا۔" اس نے کسی تجدید کے لیے کہا۔

"آپ راستے پرچھتے تاریخ جب آپ نے مجھے کاہل کی تھی۔"

"اس وقت تھے جیسا کہ رہا فون بند کر دیا جسے بیاد آیا ہم میں نے سچا کہ دہار کاں کرنا لیکی تھیں۔ میں کوں کوں اس کا ایسی لیے لیں اب کاں کر رہا ہوں۔" جیدے بتا۔

وہ کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ "تمہارا لیچ اور کب شروع ہو رہا ہے؟" اسے خاموش پا کر جینے پا چکا۔

"ایک بیج۔" علیوہ نے کہا۔

"میک ہے ہر میں آنس نے ساڑھے بادھ بیج لکھا ہوں۔ آدمیے گھنڈ میں تمہارے آفس ٹھکنے چاہوں گا۔" جینے پر گرام میں کر کرے کہا۔ "تم آج اور شروع ہوتے ہی ابرا جائیں۔ ہم کسی قریمی ریتوڑت میں لجھ کر لیں گے پھر میں جیسیں واپس ذرا پر کر دوں گا۔"

"مگر آج تو میں کچھ کہا تھیں اس کا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔" علیوہ نے کہا۔

"کیوں گرفتی؟ علیوہ پہلے سے زیاد خوبصورت نہیں ہو گئی۔" اس نے ہاتھ میں کوکا کولا گاس دیا۔ پیچک دیا۔ شش کا گاس کا بارپت پر گارٹن نہ تھیں۔ اسے دہان میں موجود ہر چیز سے ابھیں ہو رہی تھیں۔

"میں بہت کوش کر دیں تو بھی میں اپنے اندر تمہارے لئے کئی خاص تم کے بذات دیافت کرنے میں ناکام ہو جاتا ہوں اور ایسا حسد بارہ جاہے تو کیا میں یہ سمجھوں ہوئے مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔"

علیوہ کو نہیں اٹھا گئی۔ اس نے اپنی آگاہی ادا کی میں نے تم سے اپنی محبت کیا ہو۔؟ میں نے نہیں کیا۔ اگر دنیا

"دن سال میں کہیں ایسا ہوا کہ میں نے تم سے اپنی محبت کیا ہو۔؟ میں نے نہیں کیا۔ اگر دنیا میں محبت نام کا کوئی جراحتی موجود ہے تو تم میں تھیں یعنی دلاتا ہوں کہ اس سے سیرا دل اور دماغ کبھی حاث نہیں جاؤ۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ لکھڑا تھے قسموں کے ساتھ وہ ذریں ٹک روم کا دروازہ بند کر کے بیرون میں آگئی۔

"مردوں اور عورت کے درمیان ہر شر صحبت کا شرٹ نہیں ہوتا۔" چاہو تو بھی نہیں بن سکتا۔ یہ تمہارا اور ہمرا رشت۔ اپنے اور بمرے رشتے کو اگر تم اتنے سالوں میں بھی غیر چاندرازی سے نہیں دیکھا تو یہ تمہاری غلطی ہے۔

..... میں کی Comedy of errors (حاتم) کا حصہ نہیں بن سکتا۔" وہ بیرون میں کمزی کوں کی طرف بڑھ گئی۔ وہ پورے کھٹکی سی تھی جب اس نے دروازے کی سرجنوں میں اسی جگہ ایک بیوی کو درمیان پالا جہاں وہ پکوں پلے موجود تھی۔ سکریٹ کا شطر ایمی بھی نظر آیا تھا۔ اس نے ہاتھ روکے لختی پر پوچھ دیا۔ ہیولہ اوجھل ہو گیا۔

"تم نے اپنے آپ کو خود برداشت کیا ہے۔ جیند کے ساتھ تھی تمہارا مسئلہ ہے۔ میں کمال کو سرمیٹ پول

کھکھ کر اس میں چلا گا لانے کا ماری نہیں ہوں..... گا۔ نہ آج نہ آنکھے کہیں۔" وہ بیٹھ بھی تھی۔ آوازیں۔ چھٹے اور لفظ آپیں میں بے رنگی سے گڈا گڈا ہو رہے تھے۔ اسے بے تھما نہیں آ رہی تھی، اس نے تھی پر سر رکھ کر آکھیں بند کر لیں۔

مکاری

“آپ آج بہت اچھے صور میں ہیں۔”

“میں ہمیشہ اچھے صور میں ہوتا ہوں۔” جنید نے پرستی سے کہا۔

“میں آج کچھ فیر معمول طور پر اچھے صور میں ہیں۔”

“اس کی واحد وجہ یہ ہے آپ میں نگرانی کو توہین کی ہے۔”

فوجی طور پر علیہ کی بھجوں نہیں آیا وہ کبھی توہین کیے۔ وہ سکرتی ہوئے خاموش رہی۔

“بہر حال اتنا وقت دیجئے کے لیے شکریہ۔ میں کافر کا انتقام کروں گا۔” جنید نے خدا حافظ کہتے ہوئے کہا۔ علیہ نے فون روک دی۔

“انوئی پرستی جلدی لگوادیں۔ مجھے دیر ہو رہی ہے۔”

علیہ نے رسپورٹ کے حق بلند اور میں ہوئے کہا جاؤں دلت پکن میں چاہیں جسیں۔

وہ علیہ کی آواز کر کر بنے ہوئے کہا جاؤں کہ آئی گی۔

“مریخ ناٹھ تارک رکھا ہے، میں چدمونیں میں بیتل پر لادے گا۔ تم آج دامن کب آئی گی؟”

آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ علیہ کو محنت ہوئی، وہ مامن طور پر سوال انہیں کرنے جیسے۔

“سر جانی نے اخ ذری دیا ہے۔ بچال دفعہ میں تمہاری وجہ سے نہیں جا سکی اور وہ بہت ناراض ہوئیں اور اس پارٹ انہوں نے خاص طور پر تائید کیے۔” ناؤنے انہی کلب کی کاشی کا نام لئے ہوئے کہا۔

“کیا ہوئی؟ اخ ذری کیسی وجہ سے ہی آؤں گی۔ مجھے آج ایک دلکشی کی درج کے لیے چاہتا ہے۔

آپ چیڑا کلپی چلی جائیں۔ علیہ نے فوراً احمدت کرتے ہوئے کہا۔

“سر جانی نے صرف مجھے انواع بہت نہیں کیا جیسی ہی کیا ہے۔” ناؤنے اسے تباہی۔

میں چاہتی ہوں لیکن کبھی کوئی سمجھنے کی وجہ سے نہیں جائیں گے۔ آپ کو کہا ہے میں آج کل بہت صورت ہوں۔ علیہ نے

وضاحت کی۔

“یہ ساری پھر وہ قسم ہے خود پالی ہیں۔ کس نے کہا تھا وہاڑے اخبار جوان کرنے کو۔ بہتر نہیں تھا مگر

میں رہتیں کلب میں آئی جاتیں۔” ناؤنے اسے داشتھے کہا۔

علیہ خدا تعالیٰ کو کلپ پر اٹھا کر دیکھ چکی تھی۔ وہ صوفیتے اخبار کا اٹھنگ بیتل کی طرف بڑھ گئی۔

آفس بیٹھ کی طرح تھا۔ وہ اپنے کہیں کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی بیٹھ پر چھٹے ہوتے ہوتے توں

رکھے ہوتے تھے۔ اپنا اپنی طرف کر کر وہ برق رفتاری سے ان توں کو دیکھ گئی۔ چدر کلڑتے ٹھان کے

لیے۔ کچھ آج کے دن کے حوالے سے بہاٹت اور چدروں سے نوزوں ہبڑا آرٹیلری کاٹگی جو اس کو سچے کوئے تھے۔

“تم نے بہت دری کر دی۔ میں کب سے تمہارا انتقام کر دیتی ہیں۔” مالک اس کے کہیں میں راضی ہوئی۔



”کیوں؟“

“آج خاص صورت دن گزرے گا آفس میں۔۔۔ شاید ایک دلکشی کو کرنے کے لیے بھی جانا پڑے تو نہ آ رہے کل جائے گا۔ اس نے صدرخ خاہانہ ادارہ میں کہا۔

”وہ سری طرف کچھ فیر معمول طور پر اچھے صور میں ہیں۔“

”جیسیں یعنیں ہیں جو اتنا تو میں آپ سے بھی نہیں کہتی۔“ علیہ نے کہا۔ ”نم کی اور دن لیا کر لیتے ہیں۔“

”لیکھ ہے۔ کی اور دن لیکھ کر لیتے ہیں۔ آپ تاریخی کا آپ کس دن دیکھ بول گی۔“

علیہ اس کی بات پر سکریٹری۔ وہ اسے آپ اسی وقت کہتا تھا جب دھانے خوشوار مدد میں ہوتا تھا۔

”کل چلتے ہیں۔“ علیہ اسے اپنی کمری پر فردوڑتے ہوئے کہا۔

”کل چلتے ہیں؟ ایک منٹ میں ڈالاپاٹھی دل دکھوں۔“ مجھے لگتا ہے کہ، میں آفس سے کل نہیں کہن گا۔

علیہ نے اسے بڑھاتے سنا پھر کچھ فرمائی رہی۔ چدمونیں کے بعد جنہیں کی آواز دوبارہ آئی۔

”کل جن نہیں ہو گا علیہ۔۔۔ پرسوں سے پاس خاملا دست ہو گئے۔“

”لیکھ ہے پھر سونتی چلتے ہیں۔ آپ سے میں نے ایک کام کہا تھا۔“ علیہ کو

بات کر کتے اپنا کیا یاد آیا۔

”ند صرف یاد ہے بلکہ سپلے ہی آپ کا کام کر چکا ہوں۔“ دو دن میں، میں نے وہ تشویش کر لیا تھا۔

اب میں اپنے ایک اسٹنٹ کو اسے دیا ہے تاکہ ایک دن دوبارہ وہ اسے دیکھے۔۔۔ مجھے امید ہے، آج یا کل یک

وہ یہ کام کر دے گا۔ مجھ سے جیسی سارے ہے جو گوارا دیں گا۔“

”جیسے شرپہ ادا کر جائے۔“ علیہ نے خوشوار ادا رہیں گے۔

”یقیناً۔۔۔ اس میں تو پچھے والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔“ وہ سری طرف سے جنہیں جزوی تھیں کہا

”بکہ بہتر ہے جو محض ٹھیک کیا کر لے جو کار بیکار۔“ رار سکنی اچھی ہوئی۔۔۔ اس سے سمرے چھے بندے کو اپنی اوقات کا

چاہتا تھا۔۔۔“ وہ اسی شیخی کے کہتا گیا۔

علیہ بے اختصاری ایک کارڈ نہیں رہے گا۔“ اس نے بھاٹر شیخی کے ساتھ بندے سے پوچھا۔

”ہاں نہیں رہے گا۔۔۔ گزارہ وہ جائے گا۔“ جنید بیخی کی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

”اچھاں بھوادریں گی۔ اور بہت زیادہ ٹھیک ہے۔“

”لیکھ کہنا چاہیے؟“ وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

”وہی۔۔۔ کیسے میں کوئی حرج نہیں۔“ اس نے اپنا سکریٹری باتے ہوئے اسی شیخی کے ساتھ کہا۔

”My pleasure“

"مچ اس سے اسی کے پارے میں بات ہو ری تھی۔ میں نے ہٹر یا دا کیا تو اس نے کہا۔ بہتر ہے میں کارروائی بھی دوں۔ میں نے کہا میک ہے جگا دوں گی۔ اب یہاں آکریں اتنی صورت وہ گئی کہ مجھے یہ بیکاری اور وہ شاید ابھی کامنہ چاہ رہا ہے۔"

"تو ہم ہاپڑے جا رہے ہیں۔ قمرستے سے کارڈ لوار کو تیر مردوں کے ذریعے بھجوادو۔" آفس کے بیرونی دروازے سے نکلتے ہوئے صاحب نے کہا۔  
"یہاں۔ میں بھی کمی سوچ رہی ہوں کہ راستے سے کارڈ لے کر پوست کر دوں۔" علیور نے سر بلاتے ہوئے کہا۔

ایک کارروائی سے کارڈ لے کر اس نے کوئی مردوں کے ذریعے جنید کے آفس بھجوادیا اور خود وہ صالوں کے ساتھ اس نشان میں بلی گئی جو انہیں کر کر کا تھا۔  
تفکر اور ایک غماڑی کو کرنے کے بعد وہ صالوں کو اس کے گھر ڈالا اپ کے جس دقت کم آئی اس دقت آخوند رہے تھے۔ ہنگامیں موڑ جیں چس۔ علیور انہیں گھر پر پکر مطمئن ہو گئی۔ ان کی عدم موجودگی کا مطلب یہی تھا کہ وہ اس کا اختلاط کیے بغیر سر جان کے ذریعے چلی گئی چس۔

"میں کہانا کہ دوں؟" مرد بیانے اسے اپنے یہودم کی طرف جاتے دیکھ کر کہا۔

"میں۔ میں کہانا ہے کہ کہا آئی ہوں۔" علیور نے انکار کر کیا۔

"میکم صالتہ تاکید کر کے ہیں کہ آپ کہانا ضرور کہئیں۔" خالسان نے کہا۔

"میں چاہتی ہوں۔ مرد بیانہ بھی کہا۔ میں کہانا کہ آئی ہوں، اب دوبارہ تو من کھا سکتی۔" آپ ہاؤ کو کہ دیجئے گا کہ میں نے کھا لیا۔" اس نے ذوقوار انداز میں کہا۔  
"جنید صاحب نے پھول بھارے تھے آپ کے لیے۔ میں نے آپ کے کرے میں رکھ دیئے ہیں۔" وہ مرد بیانی اخلاق پر خوشگواری بتاتا کھاڑا ہوئی۔

"میں دیکھو گیوں ہوں۔" وہ خالسان اس سے کہا پہنچ کر کے کی طرف چل گئی۔

پیدا رہنے والی اسک اکتھی تھی کہ ذریعہ میک ہے جو اچھے ہوئے سرخ گلابوں کی ایک بوکے نے اس کی توجہ اپنی جانب کر دی۔ وہ بیک اور فرلندر بیک پر اچھا لئے ہوئے ذریعہ میک ہی طرف چل آئی۔  
ذریعہ میک کے اسلوب پر پہنچتے ہوئے اس نے پھولوں کو اٹا لیا۔ اس کی طرف سے کھجا جانے والا چپلا بوسے نہیں تھا۔ وہ اکثر اسے اپنی طرح حرج کیا کرتا تھا۔ اس نے کھرا تھے ہوئے پوکے پڑا ہوا جھوٹا کارڈ کھول بکے۔

"Always at your disposal!" (بیک اپ کے لیے ماضی)

"Junaid Ibrahim"

بلکی اس کا سکراہت اس کے چہرے پر مودار ہوئی۔ ایک گمراہ سائنس لیتے ہوئے اس نے پھول بکے سے

"تم دفعہ آئی جوں تہماری خلاش میں۔" صالوں نے کہا۔  
"ہاں۔ آج مجھے کچھ ضرورت نہ زیادہ دیر ہو گئی۔" علیور نے مددت خواہاں سکراہت کے ساتھ کہا۔  
"کتنے بیجے لکھا ہے یہاں سے؟"

وہ صالوں کے ساتھ ہی ان موٹل اکٹیٹیز کی کوئی رجوع کے لیے لھا کر تھی۔  
"وہ تو اس بیجے میک ہے۔ میں جیسیں یہ آرٹیکل دکھنا چاہ رہی تھی۔" صالوں نے چند ہیز اس کی پر کھدیے۔

"اس وقت ضروری ہے۔" میں دراصل یہ سارے بھیزدیکا چاہ رہی ہوں۔ کیا یہ کل کے شیوز بھی کے لیے جا رہا ہے؟ علیور نے اس کے آرٹیکل پر نظر لائے ہوئے کہا۔

"میں۔ کل کے خود بھی کے لیے تو کوئی شکی ہے کہ گز زیادہ اپنی بیٹک کرنے سے اس کا اور آپ ہاؤ خواب ہو جائے گا۔" اس نے اپنی بیٹک کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"جگہ تو میں اسے گمراہی دے جائیں ہوں۔ میں جیسیں دے دوں گی۔ آج مجھے ذرا یہ کام بخانے دو۔" علیور نے کہا۔

"میک ہے۔ کل دے دینا۔" گمراہات کو ریگ کر کے مجھے تباہ ضرور دینا کام نے اسے پڑھ لیا ہے۔  
صالوں اس کے بینن سے نکلتے ہوئے کہا۔

علیور نے اس کے آرٹیکل کا پہنچنے والی اور دوبارہ اپنی بیٹر پڑھنے والے کاغذات دیکھنے لگی۔

گمراہ بیجے کہ وہ اسی طرح کام کرتی رہی۔ چند بارہوں آفس کے درسرے صولوں اور اپنی بیٹک کے پاس بھی گئی۔ باہر بیجے وہ اور صالوں اس سے نکلتی کی تاری کر رہے تھے جب اس کے موبائل پر پہنچ آئے۔

"Still Waiting for the Card" (کام کے لیے انتظار کر رہا ہوں)

وہ سچ پڑھ کر بے انتیکر سکریکنی، اس کے ذمہ نے جیڈ کے ساتھ ہوئے والی اگٹکوار کا رنگ ہو گئے۔  
"جنید کا کچھ ہے؟" صالوں نے اس پہنچا کیا پہنچ پڑھ کر سکراتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں۔" علیور نے سرہلایا۔ صالوں نے اس کے ساتھ پہنچ پڑھنے والے گردان آگے بڑھا کر اس کے موبائل پر نظر رکھا۔

"یہ کون سے کارڈ کا انتظار رہ رہا ہے؟" صالوں نے سکراتے ہوئے کچھ تھس آپریشنز میں کہا۔ "اس کی بھروسہ ہے؟"

"میں۔ بھروسہ ہے جیسیں ہے۔" علیور نے موبائل بیک میں رکھتے ہوئے کہا۔ "دوٹھ نے جو دلیٹیز ہوم فردوں کیا ہے اس کا نکشہ میں نہیں سے بنایا تھا۔ اس نے کچھ چارج کیے بغیر کام کریا جسکے ساتھ صرف یہ چلتی تھی کہ وہ نہیں کام چارج کرے۔"  
علیور نے اپنی ایک کارڈ کا نام لیتے ہوئے کہا۔

نکل کر دوڑیکھ نکل پر رکے ہوئے کرٹل کے گگدان میں ٹاڈیے۔ ایک لبی ٹینی دالے گاپ کو چھوڑ کر اس نے سارے گاپ گگدان میں ٹاڈیے۔

پھر اس واحد گاپ کو کراپنے پڑے پر آگئی اور اسے بیٹے سائیل نکل پر رکے ہوئے گاپ میں رکھ دیا۔

بجھ سے بکھر پانی اس نے اس گاپ میں ڈالا اور بھارے اس پر جھوٹے سے کارکوکول کر دیکھا، جسے اس نے پھولوں سے الگ کر لیا تھا۔

☆☆☆

مرکے ساتھ اس رات ہونے والی تندوختی مٹکنگی کے بعد اگلے کمی دن وہ بڑی طرح ڈنی انتشار کا شکار رہی تھی۔ اس رات سوتے کے لیے خندی کو لیاں لیتے کے بعد مواد اگاسارا دن سوتی رہی اور سرپر کے قریب جس وقت وہ بیدار ہوئی۔ اس وقت گھر میں شہلا، اس کی اور نالوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔

"عد کری طیور تم تو سارے گھرے گھوڑے پر کرو گئیں۔" اس کے بیدار ہوتے ہی شہلا نے کہا۔ وہ اسی وقت کرے سے داٹل ہوئی تھی اور اس نے طلب کو پڑی پر آجھیں کوٹلے دی کر لیا تھا۔

طبلہ، اس کی بات کے جواب میں کچھ کہنے کے لیے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"جیہیں اندازہ ہے کیا وقت ہوا رہے؟" شہلا نے اس کو خاموش دیکھ کر، اس کی توجہ کاک کی طرف مبذول کر داتے ہوئے کہا۔

طبلہ نے اپنے ہاتھ پر کے ساتھ دبور پر گلی ہوئی گھری کو ظفر دیا۔ وہاں پانچ نر ہے تھے، اسے جھٹ پیش ہوئی۔ وہ پہلی اولاد کر کی تھی کہ وہ بہت دریے سے سوتی تھی۔

"تم مجھے اخراج دیتیں۔" اس نے اپنے کٹلے ہوئے باول میں کلپ لگا کر ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک بار کوکش کی تھی حکم اُتھی گھری بندیں حصیں کر دیں نے جھیں جانا مناسب نہیں سمجھا۔" شہلا نے کرکی کے پورے کچھ تو ہوئے تھا۔ "سب اوگنے سے طے نامندری میں ٹپے گئے۔ میں خود گھر اس لیے رکھی ہوں کرتم اُتھ جاؤ گا۔ اور تم فرائیقی خلی و مکوں کی کامیبی بنا داہے۔۔۔ آجھیں دیکھو، کتنی بڑی طرح سوتی ہوئیں اور سرخ بھی ہیں۔۔۔ تیر بوقتی رہی ہوا۔" شہلا کو بات کرتے کرتے اپاٹک خیال آیا۔

"میں اس لیے روکن گی؟" وہ پہنچے امشتہ ہوئے دروازہ میں بولی۔

"تو پر تحریر آگھوں کو کیا ہوا ہے۔۔۔ شاید زیادہ دریکس سوتے کی جگہ سے ایسا ہوا ہے۔" شہلا نے کہتے اپاٹک بات پہل دی۔

"جیہی نے دربار گھ کیا ہے۔" وہ ذریکر روم میں داٹل ہوئے ہوئے رک گئی۔

"کیوں؟" کیا مطلب۔ غافر ہے۔ قم سے بات کرنے کے لیے فون کیا تھی۔" شہلا نے کہا۔" میں نے

اسے تاریکتھا بھی سو رہی ہو، وہ بعد میں فون کر لے۔" "میں بدمیں بھی اس سے بات نہیں کر دیں گی۔" شہلا نے جمالی سے اسے دیکھا۔ اس کے بچھ میں کوئی

غیر معقول نہیں تھی۔

"کیا مطلب؟"

طبلہ اس کے موال کا جواب دیئے۔ پھر ذریکر روم میں داٹل ہو گئی۔ شہلا اس کے پیچھے آئی۔ وہ واردہ درب کو سلوک اپنے پکڑے لالا رہی تھی۔

"جھگٹ لگاتے تھے۔۔۔ اسی بھی بچھ میں ہو۔" شہلا نے کہا۔

"جیہیں نیک لگتا ہے، میں واقعی بندیں میں میں۔۔۔ شاید کامیں۔" وہ کپڑے کا لائے ہوئے بڑی بڑی۔

"تم جنہیں بات کرنا کہیں پا تھیں؟" شہلا نے کچھ اٹھ کر ہوتے اندرا میں کہا۔

"بھیں۔۔۔ کسی تو قف کے لئے جو جواب آیا۔"

"کیوں؟"

"فی الحال تو میں اس کوں کا جواب نہیں پانی، جب چان جاؤں گی تو جیہیں تاروں گی۔" طبلہ نے واردہ درب پر بند کر دئے تھے۔

"جیہیں کا کاپ فون آئے تو کیا کہوں؟"

"وہی برمیں نے کہا ہے۔۔۔ تاریخ کا میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ وہ بچھ فون نہ کرے۔" وہ بچھ تو ہوئے کہا۔

ب اپنے کپڑے پکڑتے کامیابی تھی۔

"اس کی ایسی نے بھی فون کیا تھا۔ وہ بھی تم سے بات کرنا چاہتی تھیں۔" شہلا نے چوچھوں کی خاموشی کے دل کھا۔

"میں اس کی ایسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تم انہیں بھی تاروں۔" اس کے لبھ میں ایک بھی وہی پہلے والی

ردہ بھی تھی۔۔۔

"تم چھپت تو ہو۔"

"پاکل نیک ہوں۔"

"رات کو تم نے بندی سے بات کی تھی۔ اس وقت تم نے اعزازی نہیں کیا۔"

"غلبلی کی تھی اب نہیں کروں گی۔"

"تم جا کر کنہ و بھر کم سے بات کرول گی اس وقت تم عمل سے بیول ہو۔" شہلا نے ذریکر روم سے لفٹتے رکھا۔

وہ آگھش کے بعد بیڈ روم میں آئی تھی۔

"تمہارا مودو خوب گوئی ہے؟" وہ ذریکر نکل کے سامنے آ کر پھولوں کو برش کرنے لگی تو شہلا نے اس

”شہلا میں جنہیں کوکی سراوے رہی ہوں شدی میں اسے قصوراً کوکھری ہوں۔ میں اسی سے بات فیض کرنا چاہتی۔ کچھ صد کے لیے بھی جب بک میں پتی طور پر اس کے اور اپنے تعلق کو کشیدنیں کر لیں۔ مجھ کھوات چاہیے کیونکہ یادوں سے نئی کے لیے نہیں۔ صرف اس پچھلے تھے کے لیے جس کا میں فلاہوں۔“

”دبات کرتے کرتے مجھے اندھا میں دریکھ نخل کے اسٹول پر چھوٹی۔“  
”کوئی خصوصی پچھتادے اور اس اس جنم کی اس اذیت کا اندازہ نہیں کر سکتا جس کا میں بیکار ہوں۔ اس سے بات کرنے کے لیے جس اخلاقی درجات کی ضرورت ہے، وہ مرے پاس نہیں ہے۔ مگر میں وہ اس سے بات کروں۔ مجھے اتنا چاہدہ ہے کہ یہ نہیں بتا کیں اور تھہرا اصرار ہے میں اس سے بات کروں۔ میں کچھ صد اس سے کیا کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی۔ تو کا اصرار تھا جگنی کرلوں۔ وہ میں نے کرالی۔ اب مجھے آزاد پھرڑ دیا چانا چاہیے۔“

شہلا کوکہنے کے بعدے صرف اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔  
☆☆☆

جنہیں سے بات نہ کرنے والے انہیں نظر انداز کرنے کا نیچہ زیادہ دریکھ قائم نہیں رہا۔

مخفی کے تیرے دن اسے کوئی جاناتا تھا اور وہ دہان جانے سے پہلے اپنے کارکروں کے ساتھ ان کے ہاں آیا۔ اس کے دوسرے کی طرح بھی اس بات کا انہما نہیں ہوا کہ وہ علیہ کے اس کافون رسیدن کرنے پر ہمارش ہے۔ اس نے اس سطح میں سرے سے علیہ سے کوئی بات عنینکی۔  
مولوں کے خود را انداز میں وہ اس کے ساتھ تکوکر کر رہا۔ صرف دہن جانے سے پہلے اس نے لائیج سے باہر نکلتے ہوئے علیہ سے کہا۔

”مرے بیوی تھیں غائب لے گئے سے میری شادی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ خاص طور پر میری بڑی بہن کی شادی کے بعد۔ میری جعلی راجہ حکم کی ملی ہے جس طرح جو ہے جیسے سے بہت ساری توقعات لگائی ہیں۔ ابی طرح اسی بھی بیوی سے بھی خاصی توقعات دیتے کر لی جاتی ہیں۔ شہوئی طور پر یا لا اشوری طور پر۔“  
وہ پندرہ کوئی کہلے رکا، باقی لوگ لا اونچ سے کل پکے تھے صرف وہی دلوں ایکی اندر رہے، علیہ دم سادھے اس کی بات سنتی رہی۔

”مری خداش ہے کہ آپ ان اتفاقات پر پورا اتر کی کوکھری تو قیاس سے وابستہ کی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے جسے ہم اپنے بہت تربیت پاتے ہیں اور آپ ہماری کامی کا ایک حصہ ہیں۔“ وہ سمجھنی کے کہا گیا۔  
”مجھ سے بات کرنے کر کوئی بولنا بیٹھنیں ہے جن میں یہ چاہوں گا کہ آپ میری جعلی کے ساتھ را بیٹھ میں رہیں۔ کوئی بولائی نہیں کہ آپ ان کے ذوق رسیکر لیں یا ان سے تھوڑی بہت کب شہ کر لیں یا ان کی دعوت پر ہمارے گھر آ جائیں۔ اس سے خوشی کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔ آپ کو مجھوں نہیں کر رہا ہیں آپ میری درخواست مان لیں گی تو مجھے اچھا گی۔“

”جیسیں غلط فہمی ہو رہی ہے۔ میرے اس میں برش کرتے ہوئے پر سکن اداز میں کہا۔

”مجھ کوئی ملادھنی نہیں ہوئی میں سے وقف نہیں ہوں۔“ شہلا نے تدریجے مخفی سے کہا۔

”میرے علاوہ اور کوئی بے توفیق ہو سکی کہے سکتا ہے۔“ علیہ اس کی بات کے جواب میں بڑوایں۔

”بہنی اتنا چاہدہ ہے۔ میں اس سے بہت حاضر ہوں۔“ شہلا نے اس کی بات پر کوئی روئی غایر کیے بغیر کہا۔ سب کوئی بہت اچالا گا سے استغراق کر رہے تھے۔

”مجھے اس کی خوبیں اور اچھائیوں میں کوئی شب نہیں ہے۔ یقیناً اتنا ہی اچھا ہے وہ جنم تم کہہ رہی ہو۔“ علیہ نے آئیں میں دریکھتے ہوئے اس سے کہا۔

”تو ہر اس سے مخفی کی وجہ کیا ہے؟“

”میں اس سے نہ راض نہیں ہوں۔“

”کہم اس سے بات کرنے سے الکاریکوں کر رہی ہو؟“

”پر میں نہیں جانتی۔“

”یہ کیا بات ہوئی؟“ شہلا نے کہہ رہا مانتے ہوئے کہا۔

”میں اس سے بات کرنے کا چاہتی ہوں۔“

”میں اونچی پر چڑھ رہی ہوں..... کیوں؟“

”پر سوری نہیں ہے پاہ ہر سوال کا جواب ہو۔“

”یہ اتنا مشکل سوال نہیں ہے جس کے جواب میں جھیں دلت جیلن آئے۔“ شہلا بھت کرنے کے موڑ میں تھی۔

”میں اس سے کیا بات کروں؟“ علیہ نے اپنے کھنکھر شہری دریکھ نخل پر جھنچتے ہوئے شہلا کی طرف مڑ کر کہا۔

”کیا اونکس کروں اس سے؟“

شہلا جوانی سے اس کا چہرہ دریکھنے لگی۔ ”اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اس سے بات کروں یا پھر انہار

محبت کرنے کے لیے کوئی مخفی عینی ہوتے ہیں آپ سے محبت ہو گئی ہے اور آپ کرتے کھانے آدمی میں پہلے زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔

”شہلا نے اسے مڑ کر ایک بارہ بھر جوش اٹھانے ہوئے دیکھا۔

”تمہارے ساتھ جو کہہ ہوا اس میں جنہیں کسی طور پر بھگی تصور و ارضیں نہیں ہے۔“

علیہ نے اس کی بات کاٹ دی۔ ”میں نے اسے قصور و ارضیں شہریا۔“

”تمہارے روپیے سے تو یہ بات بات نہیں ہوتی۔“

کرنے کی ہتھ خود میں بھی پائی تھی۔ عرب اس کی زندگی کی سب سے تکلیف دیا ہیں چکا تھا۔ اس نے عمر سے نظر نہیں کی تھی مگر اس نے عرب کے پڑے اپنے آپ سے بہت زیادہ غرفت کی تھی۔

مکملی کے طور کی طرح اس کا فون آئے پر علیہ وہ طیور کو اس سے ہونے والی مٹکنے سے مطلع نہیں کرنی تھیں اور علیہ وہ جانی تھی وہ ایسا جان بولوں کر کر تھیں۔ وہ شوری طور پر کوشش کر رہی تھیں کہ طیور کو کمک طور پر اپنے ذہن سے نکال دے گرائیں یہ پہنچنے تھے کہ کام عمر پر لے آتی کہ کچھ کام کے فون کے بارے میں جانتا ہی وہ تھیں تو وہ اس کے لیے کسی پہنچانی کا باعث نہیں بن سکتا تھا۔ کہ اکثر علیہ وہ کام کے فون کے بارے میں جانتا ہی خلیل تھا۔

عمر جاگیر اس کی زندگی سے ہوا کے کسی مجموعہ کی طرح پہنچنے سے نہیں لکھا تھا۔ وہ اس کی زندگی سے ایک تند و تیر طوفان کی طرح گز کر لیا تھا۔ بہرچ کو ادا تے اور کرتے ہوئے، بہرچ کو لیا بیٹ کرتے ہوئے اس طوفان کے روز جانے کے بعد طبلے کے علاوہ بچھے پکوئی نہیں تھا اخراج اعلیٰ کو اس نے بھی کیا تھا اور جو بارے ایک عمارت کمری کرنے کے لیے کیتی ہے اس کی پوری تھی۔ اس کا اندازہ صرف وہ تھی کہ کمی تھی اور جو بڑی تھی جانی اور بڑی کر کے گزری اوسے فرمائش کر دینا مٹکل نہیں ناگہن ہوتا ہے۔ وہ غیر علوی طور پر انہاں کے الاشور کا حصہ ہے جاتی ہے اور لا خورد سے شورکیت آئے میں اسے صرف چند یک لائتے ہیں اور علیہ وہ کوئی خوف تھا کہ اس طوفان کے چھوڑے ہوئے نتوں دیباہ شام ہو گئیں۔

جیدی سے مخفی کے ایک بخت کے بعد اس نے ایک لٹکش اپنار جوان کر لیا تھا جو لک کے چند بولے اپنی باتیں میں سے ایک بیٹا۔ یہاں کام کرنا اس کے لیے ایک مندرجہ تھا۔ اپنار جوان کرنا اس سے فرار کی ایک کوشش تھی جسے اس نے اضافی صروفیت میں خود ہونا چاہا تھا اخراج اعلیٰ کو جوان کرنے کے بعد اس اندازہ ہوا کہ وہاں اس کے کرنے کے لیے بہت کوئی تھا۔ بہت ہی الکی پیروزی اور ایسے تجربات تھن کا موقع اسے پہنچنی ملا تھا جب وہ ایک نیتاً غیر صرف مٹکریں کے سامنے نکل گئی تھی۔

یہاں اسے پر فرشت جو لٹکش کے سامنے کام کر کے سارے سریل رہا تھا۔ ان لوگوں کے سامنے کام کرنے کا اور ان لوگوں سے یعنی کوئی قص کے رنگواری تھی پر میتھے جانتے تھے اور بھر جان پر بڑی تعداد میں تہرے بھی کیے جاتے تھے۔ وہ لوگوں کے سامنے اندھی گیر ہوتی تھی اور حکومت کی بہرالہی کی تصدیقات ان کی لٹکریں پر ہوتی تھیں۔

انہیں ہر آنے والے کی خبر ہوتی تھی جو گزرے مردے اکا نے میں باہر کچھ چاہتے تھے اور جن

سے ہر حکومت خفر وہ رہتی تھی۔ جن کی تحریر اور بیان کردہ حقائق پر کوئی تھی اور انقلابی عہدے واران کو وضاحتی نوٹ

چاری کرنے پڑتے تھے۔

وہ اخراج کے ذریعے اپنے کو لٹکر کے درمیان ہونے والے بحث مبارحتی اور وہ ان کی معلومات اور طرز

استعمال پر رکھ کر تھی۔

جب ہر دست کا جو قستان بھی اتنا یقیناً طالوتور تھا تھے ہاتھی تین سوں۔ اتنا طالوتور کی بخش و ندوہ باقی تھیں

ستونوں کو ہادیجا تھا۔

وہ اپنی بات کے اختتام پر بھلی کی سماں بہر لکھ گیا۔ علیہ وہ قدم نہیں بھاگی۔

☆☆☆

بہت غیر علوی امنا زمیں اس نے جیدی کے گمراہ آنا تھا شروع کر دیا اور اس میں جول نے آئے آہنے اس کے اس ذریعہ اور احسان جس کو کہا شروع کر دیا جس کا تکارہ مٹکنے کی رات ہے اس سے مٹکنے کے بعد ہوئی تھی۔ اس کا احسان زیلِ ملک ملک طور پر عاصی نہیں ہوا تھا مگر اس کی شدت میں کی آنا شروع ہوئی تھی اور اس میں بڑا تھا اس ایسی تھا عاصی میں جیدی کے گمراہ تھی تھی۔

جیدی کی ای تقریباً بڑی اس سے فون پر بات کی کتنی تھیں اور جس دن ان سے مٹکنے ہوئی اس دن جیدی کی بچپنی میں سے مٹکنے ہوئی تھی۔ فری کے سامنے اس کی خاصی روشنی تھی۔ اس کی وجہ طبقے پر بھی تھی اور جیدی کے فری کے سامنے خاصی میں سے مٹکنے ہوئی تھی۔ وہ جیدی سے دسال پھر پہلی تھی اور ایک سال پہلے اس کا نکاح ہوا تھا۔

شروع میں جیدی کے گمراہ کارہ بالا مٹکنے پھیلی رکنی تھی اس کی بچپنی میں نہیں لکھا تھا کہ وہاں کس سے سماج کیا مٹکنے کرے وہ بہت بھتر جا دیتی اور جو زیدہ تر زیدہ تر مٹکنے کی کوشش کرنی تھی اس کی لی چڑی مٹکنے کی حصہ بنتی ہے کری کرے۔ وہ کی بات پر بھی اپنی رائے نہیں دیا کرتی تھی اور اگر کمی اسے مجور بھی کیا جائے تو وہ اسے ہاں اور دیکھنے لکھی جائے گی کہ وہ درود کر سکتی ہے۔

آہنے آہنے سے امنا زمیں ہوئے کہ اس کی کمی قلم ہوتی چاری تھی۔ لاشوری طور پر، وہ جیدی کے گمراہ اور دہاں کے افراد میں ہے زیادہ ایسا نہ ادا ہونے گی تھی۔ لاشوری طور پر وہ اس گھر میں جا کر خود کو بہت پر سکن اور خوش پانے کی تھی۔

لاشوری طور پر اسے جیدی اور اس کے گمراہ اولوں کی طرف سے کی جانے والی کا ایسا تھارہ ہے کہ تھا۔ بلکہ ناؤ، شہلا اور درسرے لوگوں کے سامنے مٹکنے اسکے اکٹھنے جیدی اور اس کے گمراہ اولوں کے خواہیں اپنی آنے گئے تھے اور لاشوری طور پر علوی اس کے ذہن میں سے تھے جو ہر طرف ہو گی تھا۔

مٹکنے کی رات ہوتے والی ملاقات کے بعد اگر کسی بھائی مٹکنے کی راہ تھا جو علوی کے سامنے اس طرح ہوئی۔ وہ لاہور نہیں آیا۔ اگر آیا تو بھی اس نے ناؤ سے ملے کی کوشش نہیں کی۔ وہ علیہ وہ فون کرنے بند ہی بند کر کھا تھا اور رات کو سامنے اپنی بھی اس طیور کے سامنے بات کرنے کی خواہیں نہیں کی اور اگر وہ کہتا بھی تو علوی اس سے بات نہ کری۔ اس کے اندر تھیں تھیں کہ وہاں اپنے گھر کے سامنے اس طرح

مٹکنے کا بھیک ایک تھی۔ کیون اس کے سامنے اس طیور دار اور درود ایک تھی۔ اپنی عزت نہیں کو کوڑے کے بھی مٹکنے کی تھی اور اس کے سامنے اپنی ریتی کی مٹکنے خاک میں طاویل تھی۔ آخیر کیوں وہ خود پاہر کر کے میں ناکام رہی تھی۔ وہ سوچتی اور اس کی نہادت اور احسان جسم پر مٹھا جاتا۔ اس کی خوبی ہوتی تھی اور اس کی طرح اس رات کو کات کر اپنی زندگی سے الگ کر دے اور ایسا کام نہ ادا کر دے اور اس کا سامنا کرنے یا اس سے بات

قد. جب وہ اکنامیں سروے کے سوٹل بکھر میں حکومت کے دینے جانے والے "سرکاری" اعلاء و شمار کا موائزہ "غیر سرکاری" بھیجنے کے اکٹھ کیے جانے والے اعلاء و شمار کے ساتھ کرتی۔ پس کے صاف پانی تک رسالی اب گئی جائیں یہ نہ لوگوں کی ہی تھی۔ کی بڑا دریہ میاں اب بھی اکلی اور اگلیں کے بغیر ہی تھے۔ لیری کی رہتا کا گرف اب گئی کوئی واضح جدیدیں دکھرا رہا۔

تھا جی روپے بھی بدے پڑتے ہوتے چار ہے تھے اور ایسی صورت حال میں مدھر درود رہتا تھا سو کج کجرت ہوتی کو بعض دندھ صرف دوسروں کی اپنی بات پہنچانا کتنا کامل بلکہ کوچتا ہے سو کج کجرت ہوتی کو بعض دندھ

جیزیں ایسی کسی بھی سوچ کو سوچ دکھ میں ان افواہی تھیں اور عظیم، کی ان بات میں منتکھو توی رہتی اس کے چند کوچلے پڑھاں ہی اور کسے ساختھ خلک تھے اور ایک دلیل پڑھ کر یہی تھیر کے ذریعے ان غارا کا فتح خداوند تھے اور علیحدے ان کے کام میں آسیں پیدا کرنے کے لیے جیزیں کے ذریعے ان غارا کا فتح خداوند تھے۔ جیزیں صرف اسی کام میں اس کا مدھر نہیں رہتا تھا، پہنچ آج ٹھہر ہاں وہ اور بھی بہت سے سوچتے پر اس کی مدھر کتاب رہتا تھا۔ جیزے پر پوش اور آرٹیکلز کے لیے پڑھنے کا سماں ہے یا پڑھ کر کی درسی مدد۔ اس کا سوٹل خاصاً دیکھ تھا اس سوٹل سرکل میں رہنے والے کے لوگ شامل تھے۔ اس کا کام خاصاً آسان کر دیا کرتا تھا مگر بڑے فیر محضوں طریقے سے اور اس تعداد نے بڑے ٹھہر سے انہیں میں دونوں کے درمیان مودود رشتہ کو منبوذ کیا تھا۔ غیرہ کو کبھی اخداوند کی نہیں تھا کہ وہ عمر کے علاوہ اسکی اور پوش پر اس طرح اعتماد کرے گی کوچنے سے بڑی محنت کے ساتھ عمر کی پھر لے لی تھی۔

"زندگی میں بڑھ جو پھنس، ہر فناک کا Replacement (قابل) موجود ہوتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی کہتے ہیں۔"

لگی بارے ہیزی کی ہوئی باتیں اور جدھوں کے لیے خود کو مجیسے کسی نہ کہرے میں پانی تب اس نے عمر کی بات اسے اختیار کیا تھا۔ بہت زارش ہو کر

"آپ ملدا کہتے ہیں۔ ان تینوں میں سے کسی کا بھی تقابل نہیں ہو سکا۔ آپ ہے جہاں کہتے ہیں وہ دراصل کہ دماز ہوتا ہے وہ اسیکی تھی ایک فنگ بایا کی پنڈے کے ساتھ ہو جانے کے بعد کوئی درمیان اس کی پھنسیں لے سکا۔ ایک ہاتھ کٹ جائے تو کیا اس کی جگہ دوسرا ہاتھ اسکا کتا ہے؟" اس نے اپنی جاپ سے جویں منبوذ دیل دیئے کی کوشش کی تھی۔

"بڑا راستے میں اپنی تھی تھا۔" محض جڑوئے بغیر بولا۔

"میں اپنی ہاتھی بات کر رہی ہوں۔ کیا اپنی اخداں طرح کام کر سکا ہے جس طرح میں ہاتھ۔" "جگہ کام کو کرتا ہے۔ اگر انہاں کا دل خراب ہو جائے تو کسی دوسرے کا دل دن اپناتھ کر دیجے ہیں۔ کیا یہ Replacement نہیں ہے۔ دل سے زیادہ اہم تو جسم کا کوئی دوسرا حصہ نہیں ہے اگر اس کی

عینہ اپنے بدلے کے پیچھے بھی ہے وابستہ تھی۔ وہ سوٹل المیوز پر آرٹیکلی صحیحی اور حقیقت تحریکات کی کوچجھ بھی کرنی اور ان تحریکات کو کوکرنے کے دروان اسے جو پلٹش کے ساتھ لوگوں کے غیر معقول روپے پر جوتے ہیں۔ اخبار میں لکھتے والی ایک اسٹری لوگوں کے لیے ایک ایمیٹ رکھتی تھی۔ فرنٹ چین ڈاؤن اسٹرم بننے کے لیے لوگ کسی کی حریت اور اسے کیے بیانات دیتے پر اڑ آتے تھے۔ اخبار آئنے والا نام ایک عام اور غیر معروف آدمی کو صورت کر دیتا تھا، مسلسل خبریں پھیجتے رہتے تھے کی مخفی کچھ کو جاہل لوگوں کی بڑی تھی کہ اس کا کام کیا تھی اسے اول جملہ شدھنے کی کہوت رہتی تھی اور دیہی افسوس اخبار میں پھیجتے دیہی افسوس کا جواب یہ تھا جیسے درجہ تھا کہ ایڈیٹر یا ایڈیٹر کا جانا ہے۔

میں یہی کچھ طاقت کا اندازہ اسے اس بڑے اخبار سے خلک ہونے کے بعد ہی ہوا تھا، جہاں ان اخبار کو اشاعت اور ریکارڈنگ کی کی ایڈیٹر کی مخفف لوگوں کے اشتہارات پر افسار افسوس کرنا پڑتا تھا۔ تجھے کوڑے اخبار اسکے ہاتھ کا مکملہ ہونے کا خاصہ تھا کہ ایڈیٹر کی ایڈیٹر کی مخفف لوگوں کی کوئی دلیل تھی۔

فلم اور فلمز مکانی ہوئے کا دوہی کرنے والی اکٹھ ایڈیٹر کی پاسیں پاپیں بے لگ اور کوئے تھرہوں اور کارڈز میں کہہ سے ان چند اخبارات میں شامل تھا۔ جیسے تجھے کوڑے اخبار کی کے ہاتھ کا میں شائع ہونے والی خبریات کے مسترد ہونے کا سوال تھا، اس پر اپنے دلیل تھا۔

ڈی پیش اور نہ ایسا پڑے Sense of Loss (احساس زیان) سے بجاوے کی کوشش کے لیے جوائن کیا جانے والا اخبار اس کے لیے ایک ایسا یاری ہے جس سے دوسروں کے پوچھن اور Loss of Sense کو کرنے کے لیے پوچھ کر کیجی۔

چھ سات ماہ کے دروان اسے اخبار کے سوٹل المیوز کے ایڈیشن میں اپنے ایڈیٹر اپنے ایڈیٹر اسے جان کیجی۔ کریتا قاتا اور اپنے نام سے والی یہ شاخت اس کے لیے جوائن کی تھی۔ وہ Source of Strength (زمانہ بہار) تھی۔ سوٹل ایڈیٹر میں پڑھنے والے اخبار اور تجویز کو موجودہ درد کے حالات و واقعات پر لاگو کر کے تھے جو انہیں اخذ کرنے اور تبہر کر کے کوشش کرتی تھی۔ اخبار کے درجے پر والے Exposure سے اسے یادگارہ تو جو یادگارہ پاکستان کے سوٹل بکھری حالت اس سے کہیں کہیں سوٹل ایڈیٹر کی مخفف کتابوں سے جان کیجی۔

بعض حالات اور جگہوں میں تو سماجی عدم مسادات اور محرومیوں کی کہانی خوناک حد تک تکیت ہے۔

اور Notes Have کے درمیان اکٹھ تھی۔ اسی دھرتی کے انتار کر کی تھی۔ اسی پہنچ کی تھیں بھی تھیں۔ هر آرٹیکل اور پورٹ ایٹ Sordid facts سا سانے لے کر آئے تھے کبھی کبھی نہ دیسے اس سے بھرپور پر جیت ہوتی تھی۔ کام کا کھارا لیٹ کام تھی جو بھرپور پاکستان کا ہر وہ شہری جو جائز ناجائز رہائی سے اپنے آپ کو Establish کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

تھیری دیا اور اس سے خلک ساری حمزہ ملے اس نے کتابوں سے پہنچ پاپروفسر سے میں تھیں۔ اب وہ اپنی پیکنی لائف میں اپنے سامنے دیکھ رہی تھی۔ "تری پری" ہونے کا کچھ مطلب اسے اپنے کھمیں آتا

Replacement ہو سکتی ہے تو ہر جا کیا رہ جاتا ہے۔

"بات ایسیت کی نہیں ہے۔ آپ کا پاکت حقاً کہ "ہر جیز" میں آپ کو تاریخی ہوں کہ جو جیز نہیں۔"

"اسنکھ پاکت کو Culture کرنے کی کوشش میں کمری ہے۔ جس دن یہ کوشش کامیاب ہو گئی اسی دن جائے گی۔ اس کے لیے میں ہزار طبقیان خواہ۔"

جیز دل کی بات چوہنیزی۔ ان لوگوں کی بات کہنن اگر کسی عورت کا شہر بر جائے تو کیا اس کی کوپری ہو سکتی ہے۔ اس کی Replacement تقابل ہو سکتا ہے؟"

"پاکل ہو سکتا ہے۔"

"کیے؟"

"در سے شور بر سے۔"

"اور اگر پاکل شور سے اسے محبت ہو تو؟"

"در سے سے بھی ہو جائے گی۔"

"ایسا نہیں ہے۔"

"کم از کم جس دنیا میں مر جانا ہو، وہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔ فرش کرو، درا شہر ساری دنیا کی آسانی لا کر اس کے سامنے رکے تو کیا بھر بھی اسے اس سے محبت نہیں ہوگی۔"

"میں آپ کو ایسی بات کہیں نہیں سمجھا کریں۔ آپ ہر اڑکا اور طرح سے لیتے ہیں۔" ملیرہ نے کہ کے بس اوتھے ہوئے کھا تھا۔

"آپ کا پاکت مخلق ہے جی نہیں ملیرہ بی بی خواتین کی سائیلی کا حصہ ہے۔" Replacement پرالم

تمی رہتی ہے کہ ان کا کوئی Graveyard is full of indispensable people۔ یہ لوگ جن کے بارے میں ہیں خوشی ہے کہ کوئی نہ پرل سائکل کے قاتب ان کے مقابل آگئے کچھ اور لول ان کی جگہ آگئے۔ ای کام کر کے کے لیے اسی روڈ پر اسرا جام دینے کے لیے۔"

اس نے بوی ہے نیازی سے کندھے مچکتے ہوئے بات ختم کی تھی۔ ملیرہ اس سے مخفی نہیں تھی مگر وہ خاموش رہ گئی تھی۔

اور اب جید کے بارے میں سوچتے ہوئے اسے عمر کی وی Replacement theory (نظریہ تقابل) یاد آئی۔ کیا واقعی ہر جیز کی Replacement جاتی ہے۔ بولنگ کی، ہر فنس کی؟ وہ کہیں خود سے پوچھتی اور جو جزء اسی میں کوچھ دالے جواب اور ادازی اسے پریشان کرنے لگتی۔

کمرے کے دروازے پر کم دھک کی آوارہ ادازی اسے پریشان کرنے لگتی۔

تماً آپ آنکھ افراگاً دیکھ لیتے ہوئے۔ ملیرہ چونکہ گئی۔ اس کی سوچیں کا سلسلہ رفت گیا تھا سائینٹ میل پر گاہیں میں ڈپے ہوئے گاہب پر ایک نظر دالتے ہوئے وہ افسوس کمری ہوئی۔ دھک کی آوارہ دوبارہ

سالی دی جی

"جید ماصاپ کا فون ہے۔" دروازہ کھوٹکے پر لامام نے اسے اطلاع دی۔

"تم جلو، میں آتی ہوں۔" اس نے اپنی آنکھوں کو سلیے ہوئے کہا۔

چند منٹوں کے بعد وہ لائیگ میں فون پر جیدے بات کر رہی تھی۔ وہ پردرہ مت اس سے باشی کرتے رہنے کے بعد وہ اپنی اپنے بیٹری میں آگئی اور جب عیا سے اس آنکھ کا خیال آیا جو صاف نہیں اسے دیا تھا۔ اس نے آنکھ پر کھال کیا۔

اپنے پیٹ پر جیدے دار ہوتے ہوئے اس نے آنکھ کو پڑھا شروع کیا۔ اس کے چہرے پر ٹکس ابھرنے لگی تھیں۔ الجھن اور اظہار۔

چند منٹوں بعد وہ اپنے اپنے پر جیدے گئی۔ اس کا چہرہ کمک بہت زد نظر آئے تھے۔

بھائیوں کی دعا اور آنکھ اس نے سائینٹ میل پر کھانا سوپاں اخالیاں اور صاف کا بکرہ بڑاں کیے۔ کم دری ای طرح بیٹھے رہنے کے بعد اس سے سائینٹ میل پر کھانا سوپاں اخالیاں پر کھکھل کر اپنی کھانی کو سلیے گئی۔

"بیٹھو! سائل میں ملیرہ بول رہی ہوں۔" ملیرہ نے اس کی آواز منٹھنی کی کہا۔

"اہ، اسکی کچھ دل پر چلے چڑھا ہے۔" سائلوں کی آواز منٹھنی کی دار آئی۔

"اہ، اسکی کچھ دل پر چلے چڑھا ہے اور میں اس کے بارے میں تم سے کہہ بات کرنا چاہتی ہوں۔" ملیرہ نے کچھ بے چیزی کہا۔

"اہاں بولو، کیا کہنا چاہتی ہیں، کیا جھیں آر انکل پر جیدے ایسا؟" سائل نے پوچھا۔

"سالماں تم نے یہ آنکھ کیوں کھکھا ہے؟" ملیرہ نے اس کے سوال کو فتنہ اداز کر کے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب کیوں کھکھا ہے، کیا مجھے نہیں لکھا چاہیے تھا۔" وہ اس کے سوال پر جوان ہوئی ملیرہ کو دری خاموش رہی پھر اس نے کہا۔

"میں نے یہ تینکہ کہ جھیں میں لکھا چاہیے تھا، میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں کہ تم نے کیوں کھکھا ہے؟"

"بھی اکوں لکھتے ہیں ایسے آر انکل۔" جوں بھی حقائق لائے کے لیے، اُنیں تصور کا اعلیٰ رنگ دکھانے کے لیے، ان لوگوں کی ایسیت اسے آگ کرنے کے لیے جوان ہی کے بیکھوں سے ان کے حکر ان بنے پڑتے ہیں۔"

مالٹے بیشک کی طرح ایسی تقریر کا آغاز کر دیا۔

"مگر یہ سب کچھ سامنے لانے کے لیے الزام تراشی ضروری ہے؟" ملیرہ نے اس کی بات کو پہنچری سے اٹھانے ہوئے کہا۔

"الزام تراشی کیا مطلب؟ کون ہی الزام تراشی؟" سائل اس کے سوال پر کچھ بھی۔

"میں تمہارے آنکھ کی بات کر رہی ہوں۔" ملیرہ نے کہا۔

"میرا آپ انکھ افراگاً دیکھ لیتے ہوئے آر انکل میں کون ہی الزام تراشی جھیں نہ رکھا گئی ہے۔" سائل نے پھر اقتدار اس کی پاٹ پر ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"بُون کو کچھ تجھاہے آرٹیکل میں ہے، مجھے وہ حق نہیں لگتا۔" علیہ رئے کہا۔

"جو کچھ میرے آرٹیکل میں ہے، وہ حقائق کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ مجھے جرأت ہو رہی ہے کہ جھیں وہ سب جھوٹ لگاتے ہے اور شاید بھلی پار ہو جائے۔" سالٹنے کہا۔

"تم نے اپنے آرٹیکل میں صرف اخراجات لکھائے ہیں، کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اتنا غیر قانونی طور کو کچھ بھی لکھنے کی ضرورت ہے کاگذے دن یا تو اخراج کو محدود کرنی پڑے یا مجھ کو رفت میں کس چالیا جائے۔" علیہ رئے کہا۔

"میرے آرٹیکل میں کوئی ایک بھی ایچی پیچی نہیں ہے جو جھوٹ ہو یا حس کا پاس ہوت نہ ہو۔ پاٹیوں کا ہر ہوت آرٹیکل میں نہیں دیا جا سکا اور جہاں تک محدود یا کامیاب تھا تو اس فحش میں اتنی بہت بھی بوئی نہیں تھی کہ وہ دو لوگوں کام کرے کرکے میرے تمام اخراجات درست ہیں اور وہ انہیں کسی طور پر بھی خلاط ٹاہر نہیں کر سکتا۔"

صالٹنے پڑے پر اندماز میں کہا۔

"جھیں یہ ساری معلومات کہاں سے لی ہیں؟" علیہ رئے اس کی بات پر کچھ تذبذب کا خلاط ہوتے ہوئے کہا۔

"کم آن علیہ وہ اک از کم تو انکی پیچی باہمی نہ کرو، ہم دونوں جو نہیں ہیں اور تم جاتی ہو کہ جو نہیں کے اپنے کچھ عالم معلومات اور جریں بھی دے دیتے ہیں۔" علیہ رئے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ کچھ عالم معلومات اور جریں بھی دے دیتے ہیں۔" علیہ رئے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں پاکل دے دیتے ہیں جو کہ از کم اس فحش کے پارے میں میرے پاس ہتھی بھی معلومات ہیں وہ بڑے باہلوں زمانے سے آئی ہیں اور وہ غلط نہیں ہیں۔ غلط ہوئی نہیں ہتھیں۔" صالٹنے اسی کے اندماز میں اپنی بات پر زور دی۔

"پھر مجھی صالٹی جھیں ایک بار پھر ان تمام اخراجات کی صداقت کو پکھ لینا چاہیے۔" علیہ رئے اس پر تدریس کردار دار میں کہا۔

"اس کی ضرورت ہی نہیں ہے، جب میں کہ رکھی ہوں کہ یہ باہلوں زمانے سے آئی ہیں تو تم مان لو کری واقعی باہلوں زمانے سے آئی ہیں اور غلط نہیں ہو سکتیں۔" صالٹنے اس کی بات کا نئے ہوئے ضمودہ لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے جرأت کے کام ختم اس آرٹیکل میں موجود اخراجات پر اتنی پر بیان کیوں ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے تو بھی جمیں کے اس طرح کی کسی آرٹیکل پر بھی اعتراض کیا ہے یہ مجھے خبر دکرنے کی کوشش کی ہے پھر اس بار کی خاص بات ہے۔"

صالٹنے کچھ جھس انداز میں کہا اور پھر بات کرتے کرتے چوکی ہی گئی۔ "کیا تم اس فحش کو ذاتی طور پر جانتے ہوئے؟"

علیہ رئے اسی اچاک پوچھنے کے سوال پر گزیراً گئی۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے میں اسے ذاتی طور پر کیسے جان سکتی ہوں، میں تو صرف اس لیے تھیں

خود کر رہی ہوں کہ تمہارے لگائے گئے اخراجات بہت سیں ہیں اور اخبار میں یہ آرٹیکل شائع ہو جانے کے بعد جھیں کسی پر بیٹھنی کا سامنا بھی کر پڑے تھا ہے۔" علیہ رئے کہا۔

"یہ زین العابدین کی ایگی معلومات پر مشتمل آرٹیکل ہے اور زین العابدین کتاب پر پوچھل ہے اور اس کی دیگی انفارٹس کس قدر (authentic) (معتبر) ہوئی ہے تم خود اندازہ لکھ سکتی ہو۔"

صالٹنے اپنے اخراج کے سب سے اونچے نوٹ کو جو روشن کام لیتے ہوئے کہا۔

علمی کارل پر ایجاد کردی۔" زین العابدین کی کیا وہ اس پر کام کر رہا ہے؟"

"فی الحال نہیں، مگر ایسی اسی اسابت ہے۔" صالٹنے علیہ رئے کہا۔

"گزر زین العابدین اس محاذ میں کیوں پہنچ گئے تھے اور کیا دلیل ہے اسی پر کام کرنا تو کبھی اس کا صاف نہیں رہا۔" علیہ رئے نہیں ڈھک ہوئے علیہ کے سامنے کہا۔

"یہ زین العابدین اسی کیا تھا کہ اسے اپنے ایک آرٹیکل لکھنا تھا اور اس کے لیے مجھے اسے اپنے ایک آرٹیکل کے سامنے ایڈیشن کے لیے ایک آرٹیکل لکھنا تھا اور اس کے

اس بادے میں سری ہدود کر سکتا ہے۔" صالٹنے بڑی ایڈیشن کے لیے ہوئے علیہ کے سامنے اسے اپنے ایڈیشن میں معلوم فرمائیں۔" سالٹنے علیہ رئے کہا۔

علمیہ موہاں کا کام سے لگائے گئے ہمیشہ ریڑی۔

"ایڈیٹریو،" صالٹنے اسے ناموش پا کر خطا بھی کیا۔

"ہاں میں اس رہی ہوں۔" دو غائب دنی اس کے عالم میں بولی۔

"کیا اس رہی ہوئی میں اپنی بات فرم بھی کر سکی ہوں۔" صالٹنے جایا۔ "تمہاری طبیعت تو نیک ہے؟"

اسے اچاک تشویش ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ نہیں، سرمنی کو کو درمیں ہو رہا تھا۔" علیہ رئے کو اچاک اپنی گنگوٹی کی پریگی چھانے کا بہادر میں بولی۔

"اچھا تو تھا جیسا تھا۔" صالٹنے کہا۔

"ہاں، جو کچھ نہ تھا آرٹیکل یاد آگئی تم تھا کہا تھا کہ میں آج ہی اسے پڑھ کر جھیں اس کے پارے میں رائے دوں۔" علیہ رئے کہا۔

"اچھی بھی نہیں تھی، تمہاری بھیت اگر تھیں جسی تو تم اسے دھپ کر جسیں کل پڑھا جاسکتا تھا۔"

بہر حال اسے تم پڑھ لے تو تم مجھے تھا تو کیا اس میں کوئی جیونگی تھیں کی ضرورت ہے۔" صالٹنے کہا۔

"انہیں رائے تو میں نہیں دے دیتی۔" مجھے اخراجات پکڑنے والے عہدیں مجھے کیوں کہاں گرد کر جھیں تھیں ہے کہ وہ نیک ہیں اور بعد میں ان کی جھیسے جھیس کی پر بیان کا کام کرنے والا ہے اور اس کے سامنے تیرا آرٹیکل اور اس میں شامل اخراجات کو بھی نہیں ہیں، وہ تو جس طرح گزے مردے کے لامبا ہے اسی کے سامنے تیرا

کام اکھڑا ہے، تم اچھا کہا جاتا ہے، تم اونچی طرح جاتا ہے،



چیزوں کی ریا وہ پرداو نہیں تھی۔

شہر کی انتظامی سی سال پلے نئی بزری منڈی کے لیے نصف چند تھوسوں کو بھی تھی بلکہ بڑے انتظامی طبقے سے اس کی پانچ کے بعد کاؤنٹ کی تھیں کی تھیں، اس کام کی کروڑیوں روپیہ تھے جو ایک جب انتظامی اور مددیوں کے بزری منڈی آبادی سے خاصی درستی تھی جب کہ موجودہ بزری منڈی شہر کے تقریباً وسط میں تھی اور شہر کے اندر ہوئے کا یہ نہ کوئی بھی بحث کے لیے چار بھی تھا۔

منڈی کے آرٹیفیشناں، پوپاریوں اور خیراروں نے اس کا کوئی اس طرح سرپر اخباریاً کی انتظامی سے منڈی کی کوام کی سہولت کے بخوبی تھی جگہ پر خصل کرنے کا کام مطلوب کر دیا۔ آرٹیفیشناں اور پاریوں کی مددیوں کوئی بھی سیاسی حکومت اور نہیں دوٹ اس کے باحت کے سلسلے میں تھے اور کوئی کوئی اعلیٰ بالدوں کی سر بری نہیں پہنچتا تھا اس منڈی کو خصل کرنے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا، اتنی فناشوی کے ساتھ اس منصوبے کی کوام کی سہولت کے لیے ترک کر دیا گی تھا۔

عین تھیر شہر منڈی شہر سے ہمارا پہنچ کا انتشار ہی کرنی تھی۔ پھر ہر باری آئنے والی انتظامی اور مددیوں نے اس کام کا بیرون اخباریا اور ہر بار وہ دوڑھ کے چماگ کی طرح چلتے ہے۔ بلدی انتظامیات میں ہر ارشادیوں سے منڈی کی شہر سے باہر منتقلی کے بعد سے پوت دوت یعنی جانتے اور ایکشن چیز کے بعد اس وصے کوئی پشت داں دیا جاتا۔ جو اس کام کا بیرون اخباری اور عمر جاگیر کرنے اخباری تھا۔ تمام یا اس کی دوسری کوئی پشت داں ہوئے بزری منڈی میں کاروبار کرنے والے لوگوں کو نہیں دیتے دی تھی۔ روپوں پر بھی چیزے پڑنے والے دوڑا اس سے کاروبار کرنے والے بھیں ہو رہا تھا کیونکہ لوگوں کی بیرونی اور دیگری تھیں۔

رضی گودوں، عمر جاگیر کے بیچ میں سے تھا اور اس کی مرکزی سماجی اجتماعی خامی دیتی تھی۔ ایک ہی طبقے میں اتنا تابوریہ والی انتظامی کے دروان دوڑوں کے درمیان بھرا طبقے میں ابھی خامی کا ارزوی بھی دیتھیں، اور بزری منڈی کی تجدی کیا کام ایسی بحثیت کا تھا۔

جب تھی تھی کوئی دوڑا کام میں نہیں آیا تو آرٹیفیشناں اور پاریوں نے ہر ہتھ کی دیگری دے دی۔ رہی

کوادو اور عمر جاگیر نے بے اطمینان سے اس ہر ہتھ کی دیگری ادا کر دیا۔

منڈی کے لوگوں کے احتجاج میں اتحادی شہری بزری منڈی میں دہاں کے باڑوں لوگوں کے ذریعے بھل اور

مقررہ تاریخ پر تھی محدود نے تھیمی شہری بزری منڈی میں دہاں کا ہر ہتھ لوگوں کے ذریعے بھل اور سر زیان میکوں میں اور شہر میں کی جھوپوں پر انتظامی اور مددیوں کی زیر گرفتاری سے دامون قرائم کی شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ سارے شہریں اعلان ہوتا رہا کہ اسکے لگلے دو مفتون میں انتظامی اور کم کی جھوپوں پر ایسے ہزادوں کا انتقاد کرے گی اور ان کے اقدامات کیا ہوں گے۔

وجہتی سے اس پر کسی تھا پہلے عمر جاگیر کی کوشش اس کی تجوید کا مرکز بننا تھا میزبان یہ بھکنے سے اس سر تھی۔

تیسرا دن اخبار میں صالوک اکابر نہیں چھپا تھا۔

میزبان نے جب سے اس نہیں تھے میں کام کرنے کا شروع کیا تھا۔ عمر کی اپنے شہر میں کارکردگی کے حوالے سے کئی بار اخبار میں اس کے بارے میں پوچھنے کا شائع ہوتا تھا۔ بعض وغیرہ اس پر تیسیوں توں، بعض دفعات سے سرہا جا ہے اور بعض دفعات اس کی سرگزی میں جو حوالے سے معلومات ہوتی ہیں۔

پھر ایک دن اس کے حوالے سے آئے والی خبروں میں اضافہ ہوتا جا گیا۔ اس کے خلصہ میں اہن و دہان کی

صورت حال خوب ہوتی تھی۔ فرقہ وارانہ شہری کے حوالے سے حساس ترین شہروں میں سے ایک میں اس کی تینیاں تکے عرصہ کے دروان و تھانوں تک اسکی دسکی فرقہ وارانہ لگن کی گئی۔ بخشش پر پسیں میں سائیں دیتی اور دوغل کے طور پر پسیں کے کیے جانے والے اقدامات جن میں ضرورت سے زیادہ گرفتاریاں شامل تھیں وہ میں اخراجات میں آئی تھیں۔ پھر انہی اقدامات وہ پسکی کافریں میں پسیں کی کارکردگی کے حوالے سے منایاں جائیں اور اس کی تھی۔

بکھر ہوئے کے بعد اس نے دھڑکا دھڑکا پہنچنے والے میں مطہلیاں شروع کر دیں، اس کا تھا اس و دہان کی صورت حال میں بھری کی صورت میں آیا اگر دہری طرف میں میں، اپنے ٹکری میں اس کے لیے نہ بندی دی گی میں اضافہ ہوتا گی۔

پھر اچاک اپنے شہری شہری تھی بزری منڈی کے حوالے سے اس کا اور اس کے شہر کے ذپی کشڑ کا جا بھیش پسیں میں چکر کا لمبے بیوں کے تھریلی کا لیوں میں سا گیا۔

اس کے شہر میں موجود بزری منڈی ملک کی دسکی بڑی، گندی ترین اور غلظ مخصوصہ بزری منڈیوں میں سے ایک تھی۔ منڈی کو صرفہ و درستے چاٹتے تھے اور ان دوڑوں پر اس قدر درش ہوتا تھا ریکھ کو رینے اور لکھنے کی کمی کی گئی تھی جاتے۔ ریکھ جام ہوتے کی جسے دہاں ہوتے اسی کی حالت پر پارا تھ۔ خاص طور پر کچھ فوج اور رات کے اقدامات میں جب دہاں لوگوں اور دہری لوگوں پر دہری شہروں سے پھل اور بزری آنی اور ان اجاس کے خرچ پر مغلق، دکان اور دروری میں دالے دہاں آتے۔

منڈی میں شصرف ریکھ کا لامہ بہت براخا بلکہ گندی کے خلصے میں کیا اس کا کری پی پرسان حال نہیں تھا۔

زیادا سے گزرنے والا لگنے پاٹی کا لالگی بزری بزری بزری اور جھلوک اور جھلوک اور ان کے جھلوک سے ہر دوست جو رہتا۔ کوئی کی مقدار اس حد تک نہیں زیادہ ہو جاتا کہ پاٹی کا بہنماں بھلکل ہو جاتا، تیج پر کھا کر پاٹی پری طبع تھعنہ ہو جاتا، منڈی میں کچھ کوئی کھلکھل رہے رہنا جان کام لگاتا۔

برسات کے دوڑ میں صورت حال اس وقت اور کم خراب ہو جاتی جب تاہلے میں کلام کیم پڑھنے سے بہت زیادہ پاٹی اجاتا اور وہ پاٹی کو رینے کے بجائے منڈی میں سائیں ریلے کی صورت میں بھر جاتا، پاٹی کا یہ گھنے نہاریاں کی کمی تھے منڈی میں موجود رہنا اور لوگ اسی حالت میں دہاں کا دہاکر کرتے رہتے۔ کی مفتون کے بعد یہ پاٹی اسی جاتا جب بھی زمین کو دھکل ہونے میں کمی کی دن لگتے۔ بعض دفعوں میں دہاں میں بھوت پڑھتے۔ کھر لوگوں کو ان

چھے دن پرانی بزری مذہبی کے لوگ خاموشی سے تی بزری مذہبی عقل ہنا شروع ہو گئے، ایک بخت شی یہ  
عقل ختم ہو گئی، ایک بخت کے بعد پولس نے اس سڑک پر تمام تاریکے کی کچھ ہوتے خشم کر دیے کہ اہم و مان کی  
صورت حال میں بہت زیادہ بہتری آئے کی وجہ سے اب ان درودروں کو پہنچانی کی ضرورت نہیں رہی۔ پرانی بزری  
مذہبی سے بزری مذہبی میں تخلی کا حامی جس قدر سہولت سے ہوا تھا اور اس کے تینی میں شہروں کو جو مکون کا سال  
لصہب ہوا تھا اس نے رشی محدود اور عمر جاگیر کے لیے بھی یہاں شہروں کے اندر خاصے لٹکنے والی بدبختی پیدا کی تھے لوكل  
پولس میں شائع ہونے والی رخیلی خبریں علی پولس میں بھی آئیں اور پرچم کا علم شہروں کے کامپلکس کو زست بھی پہنچ۔  
بات شاید سینکھیں بھک جاتی تو شی محدود اور عمر جاگیر کا ہیرد والا درجہ اسی طرح قائم رہتا اور درسرے لوگوں کی  
طریقہ علیہ بھی سینکھی تھی کہ ادنی دنوں نے بولے اتحادی طریقہ سے ایک مشکل صورت حال کو وہیں کیا تھا کہ مذہبی مذہبی  
کے آئندگی نے اس قام حاصل پر سے ایک پانچہرہ اخراجت ہوئے عمر اور رشی کی ہیرد والی بیشیت کو تم کرتے ہوئے  
انہیں دن کی بیشیت دے دی تھی۔

بزری مذہبی کی تی چھتی کے بعد رشی محدود اور عمر جاگیر نے شہر کے درد میں موجود اس بزری مذہبی کی  
کروڑوں بالیت کی زمین کو ختم کر دی تو اسی میں تقصیل کر لی تھی اور صاحبو اس فروڈ کی تھام تھیں کہ اپنے آئندگی  
میں شائع کیا تھا۔ اس نے نصرف زمین کے تھے ماکان کے ہموں کی تقصیل وی تھی بلکہ یہی گھی تباہی تھا کہ چند کام  
نو ہیں کوں کسی طرح دروپر دے کر اخبارات میں رشی محدود اور عمر جاگیر کے ہم نہاد پر نیشنل سٹریپ کرتے ہوئے  
انہیں شعلی محدود کر کیتے تقریباً چھتی۔ ایسے بیرون کریتے ہوں اسکے لیے دنیا کی کوئی کثیر گھر وہاں کے  
باتی تھی کہ پرانی بزری مذہبی کا علاقاً اب شہر کے صدوف تکن کرٹش ایسا بیار ہے کہ اس کی اور اس کی  
میں اس شہر سے تخلی رکھنے والے ایک ایسے کام لوگوں کو بھی کوئی کھنڈ زمین عطا کی تھی جو اپنے کاموں میں مذاقہ تھا اپنے  
آبائی ہرگز کے ذمیں کشراو اسیں پی کی تھریں بیس میں زمین اور آسان کے قلبے ملا تھا بتا تھا۔ صاحبو زمین کے اس  
گھر کے بالیت کے حوالے سے بھی تحریری ثبوت فرمائی کیے تھے۔

صالوں کے آئندگی نے بہت بارے کچھ کھول کر روک دیئے تھے اور اس رات اس آئندگی کو پختے ہی  
علیہ کو ادا دہو گیا تھا کہ آئندگی عمر جاگیر کیے گئے خالے سے ملکیت کر سکتے ہے اور اسی تھا اخبار کے دفتر  
میں اس آئندگی کے خالے سے حمزہ اور فون آرہے تھے ایک ایسی راتے کا اعتماد کر رہے تھے اور ان میں سے کوئی  
ایسے لوگ بھی تھے جو زمین کی اس خرید و فروخت کے خالے سے مرید معلوم فرمائی کرنا کہا جاتے تھے۔

شام کو کہ کر آئی تو بہت زیادہ تھی بھی بھی تھی۔ اپنے اخبار میں شائع ہوئے والا دو آئندگیں اپنے  
کندھوں پر ایک بوجہ کی طرح لگ رہا تھا۔ وہ جاتی تھی وہ آئندگی عمر کو میں خانہ پر بنان کر رہا ہو اور عمر کی پریشانی  
کا تصور اس کے لیے بہت ناخوشہ بات ہو رہا تھا۔  
وہ انگلی اسے کر کرے من آئی تھی کہ اس کا موبائل بینے لگانے چاہئے ہوئے بھی اس نے کمال رسیوکی۔  
”بیلہ علیہرے کبھی ہو؟“ درسی طرف سے بیش کی طرح جیتنے کا۔

غیر محمد دامت کے لیے شروع ہونے والی بڑال اگلے دن یعنی ہو گئی، انہیں مطلی انتظامیہ کی طرف سے  
ایسے کی القا داما کا خدا زادہ بھیں تھے۔

بڑال ختم ہونے کے باوجود بزری مذہبی کو ختم کرنے والوں کا اتحاد فتح تھیں ہو، ہمارا بکھر اس میں اور  
شدت آگی اور جب متعددہ نیلے نیلے پولس نہیں کو خالی کر دیے گئی تو از ہر سیکی کی اہمیت کے مدد نے اپنیں وہ  
ابس آزاد رکھ لیا جو کوئوں کو کوئت سے لے پکھ تھے۔ عدالت میں خلیل انتظامیہ کو کبکب تھا کہ مقتدی کے  
روک دیا جائے جبکہ اس مقددے کا پھیل ہوئیں ہو جاتا اور مقصود کرنے والوں کو یقین تھا کہ مقعدی کے افسلے ہوئے میں  
اندازت ضرور لگ جائے گا جو رہنمای اور رشی محدود ہاں سے پہنچ آتی ہو جائے اور ان کی جگہ پرانے والے  
ئے افسر ضرور نہیں تھا کہ ان میں ہوتے ہیں بزری مذہبی کے لوگوں کو یقین تھا کہ ان کا مسئلہ حل ہو چکا تھا۔ اسے  
آزاد رکھنے کے بعد دنیا کی اکثری اور ایساں کی یقانت میں آئے والا پولس کو کوادت بڑی خاموشی کے ساتھ بزری مذہبی  
کے لوگوں کے پلے ہو گئے فاتح اور فروکی کو کوچھ بھی کام کر دیا جائے گا۔

سارا دن بزری مذہبی میں مطہریاں کی رہیں، انتظامیہ کو ایک بار پریوریت دے دی کی تھی۔ انہیں شہر سے  
کوئی نہیں ٹھال کیا تھا۔  
اگلی رات دو ہیے بزری مذہبی کی طرف درسرے شہر سے آئے والا بڑک پولس کے تھام کیے گئے اس بات کے  
پر کھڑا اور بدی ہوئی ایک ایک ٹھنڈی اسکا پولس کے ان چار لوگوں کو دکھا بھا قبضہ کریں پر بڑے ہلکیاں سے  
بیٹھے تھے۔ اس سڑک پر دہ پڑا تھا اور اس بات کے بیکھا آنہ کوئی سڑک پر ناطھ پر چھوڑ ایسے ہی ناکے تھے۔ وہ  
ڑک جو عام طور پر راتِ فحالی پر کے ترتیب بزری مذہبی کی تھیں جاتا تھا، اس دن اس بجے کے قریب بزری  
مذہبی کی پولس نے بزری مذہبی کی دوڑوں پر ہر فون کو بلاک کر کے اس کا اکار بھی تھا اور وہ دوڑوں  
سڑکیں مکمل ہلکہ ہلکہ پر بلاک کر ہو گئی تھیں۔ پولس والے ایک ٹھنڈی اڑواتے پر بچھ جاتے تھے اگر ہاتھ پر بھر کیں مل  
دہ رہا تھا، اس سے اگلے کے پر چھوڑ۔ انتظامیے نے شہر میں اعلان کر دیا تھا کہ اس میں کوئی ہوئی صورت  
حال کے پیش نظر تھیں آئے والے تمام بیکوں کے سامان کی ایسی طرح چمن میں کی جائے گی اور شہر میں آئے  
والے زیادہ تر بڑک بزری مذہبی کی جاتے تھے۔ تینجا اس سڑک پر کوئوں کی بھی ٹھانے اور کوئی کہ موم میں  
بہت سے ٹوکن میں لدا ہو گیں اور سبزیاں خراب ہوئے۔ درسے شہر میں سے بیجے جانے والے بچلوں اور  
سڑکوں کے سوہنے ختم ہوئے۔

ڑکوں پر لے دے ہوئے بچلوں اور سبزیوں کے خباب ڈھونڈنے کے لیے بزری مذہبی میں کوئی چالائیں  
تھا اور درسرے شہر میں لوگ اپنی اچاس اس طرح شائع کر دیتے کے لیے چالائیں تھے۔ پولس اسے آزاد کی  
پوری طرح پاس داری کر رہی تھی۔ بزری مذہبی میں کاروبار کرنے والے کسی شخص کو کھنڈ نہیں کیا گی تھا اس کی اہمیت اہم و مان  
کی حالت کو کیا رکھتا تھا۔ ایسا فرض کیا جو پولس کو بر صورت پورا کرنا تھا اور یہ کام رشی محدود اور عمر جاگیر اپنی کو جانی  
میں کردار ہے تھے۔

آرٹیکل اسی کے بارے میں ہے؟" جینے پھر تدقیق پاگئی۔  
علیورہ نے پھر فٹ کے سامنے سر ہالا دیا۔  
"کافی فضول پاتھی لکھی ہیں مالتو نے۔" جینے اس کے سر ہالا پر تمہرے کیا۔ علیورہ خاموشی سے سانس پہنچتی رہی۔  
"اس تم کے بیان والہ امداد لگا جو جڑت کا کام نہیں ہوتا۔" جینے کہہ رہا تھا۔  
"جیہیں اس آرٹیکل کے شائع ہونے سے پہلے صالت نے اس کے بارے میں بتایا ہو گا۔" اچاک اس نے پوچھا۔  
"ہاں، اس نے مجھے بتایا تھا۔" علیورہ نے سر ہالا ہوئے کہا۔  
"تو پھر جھیلیں استحکام رکھ جائے تھا کہ وہ تمہاری لکھی کے بارے میں اس طرح کا آرٹیکل نہ لکھے۔" جینے نے سمجھی گئی کہ۔  
علیورہ نے جمیں اس کا پاچہ دیکھا۔ "میں کیسے منع کر سکتی تھی؟"  
جینے اس کی بات پر گورنر کو دیکھا۔ "وہ تمہاری دوست ہے۔ تم چاہتی تو اسے منع کر سکتی تھیں۔"  
س اپنے الفاظ پر زور دیجے ہوئے کہا۔  
"میں، میں اسے منع نہیں کر سکتی تھی۔" علیورہ نے سر ہالا ہوئے کہا۔  
"کیوں۔ تم ایسا کہن سکتی تھی؟" جینے پوچھا۔  
"وہ کچھرے خاموشی سے اس کی بچھے کو بھکتی رکھ پر گورنر مورکارا کو کمرکی سے باہر بیکھئے گئی۔  
"جو لشکر دشمنوں کے تکمیلے اپنی کمپانیاں میں بدلا کر رہے۔" اس نے کچھرے خاموشی کے بعد کہا۔  
جینے اس کی بات پر اقتدار پر۔ علیورہ ایک بار ہمارے دیکھنے پر تجوہ روکی۔  
"تم کیمباہ کر دی جو علیورہ۔ اپنے پاکستان ہے۔ یہاں سب سمجھتا ہے اور یہاں جڑت کس طرح کے ہوتے ہیں، وہ تم مجھے پہنچا دیا تو ہم اسی طرح جانتی ہیں کیونکہ خود اس پر فوشن میں مسلک ہو۔"  
وہ جینے کے لئے جنکھے پہنچا پر اس کا پہنچے الگ تہہرہ سن رہی تھی اور شاید اس تہہرے نے اسے کچھرے کے لیے جم انگی کر دیا تھا۔ اسی لیے وہ جینے کی بات کے جواب میں فوڈی طور پر کچھرے کے بجائے خاموش ہو گئی۔  
جینے کو یکم حساس ہوا کہ علیورہ کو شاید اس کی بات بری گئی تھی۔  
"میں نے ایک جزو تہہرہ کیا ہے۔ میں کسی خاص فوشن کے حوالے سے اپنا نہیں کہہ رہا۔" اس نے شاخت کی۔  
"میں صالو سے وہ آرٹیکل شائع کرنے کے لیے کیوں کہتی؟" اس نے سمجھی گئی سے جینے پوچھا۔  
جینے کے حرث سے اس کا چہہ دیکھا۔ "کیونکہ وہ تمہاری لکھی کے ایک فوڈ کے بارے میں تھا۔"  
"اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ کس کے بارے میں تھا۔" جینے اس بار خاموشی سے اس کا پاچہ دیکھا رہا۔

"ہاں کل ٹھیک ہوں۔" علیورہ نے اپنے سر کا پوچھل پین جھکتے ہوئے کہا۔  
"ہاں کل ٹھیک ہو تو ایسی ہیات ہے۔ اس کا مطلب ہے میں اگلے چندہ منٹ کے بعد جھیل ذفر کے لئے پک کر سکتا ہوں۔" جینے پہنچے خود کا اخراج میں کہا۔  
وہ انکار کر دیا تھا اسی کی وجہ سے اسی نہیں کیا ہے، وہ اپنے سر سے اس آرٹیکل کو جھک دیا پاہتی تھی اور اس وقت جینے کے ساتھ گرا ادا کر دیا تھا۔  
"ٹھیک ہے، میں تیار ہو گئی تھیں، آپ مجھے پک کر لیں۔" اس نے ہمیں ہوتے ہوئے کہا۔  
فون بند کر کے وہ اپنے کپڑے سے کر باتھر میں کھس گئی، اس کو اندازہ تھا۔ جینے وہی چندہ منٹ بعد بیہاں ہو گا اور وہ اس کو اندازہ نہیں کردا جاتا تھا۔  
پہنچہ منٹ بعد جب وہ لاٹھی میں آئی تو جنہیں اوقیانوسیہ میں مسجدیں اور سب سے کپٹ کر رہا تھا۔ وہ دلوں پاہر لکل آئے۔  
گاؤں میں جینے اس کے ساتھ ہمیں جھکلی گھنکلیں صدر فرم۔ علیورہ کو بیویوں کی طرح اپنی پہنچن رہیں رہیں ہوئیں میں کھس ہوئی۔  
جینے کو ہمچکی کرنے والا آدمی تھا اور وہ بہت اچھا سامن تھا۔ جب بولنے پر آتا تو اس سے میں زیادہ اچھا لکھکر کرنے والا بابت ہوتا۔ اسی خوبی کے باعث علیورہ نے جینے کو ہمچکی طور پر جلدی قول کر لیا تھا۔  
"کہاں جیں؟" اس نے بات کرنے کے لئے اپنے ہمچکی سے پوچھا۔  
"کہیں جی۔" بیمرے ذہن میں کوئی خاص جھکٹی نہیں ہے۔ علیورہ نے ذفری جھ کے انتاب کو اس پر چھوڑتے ہوئے کہا۔  
"فاسٹ فوڈ؟" جینے ایک بار ہمارے اس سے پوچھا۔  
"یہی سکی آپ پر محشر ہے۔ میں کسی خاص کمائی کا سوسنگ کر جا رہیں تھیں۔" علیورہ نے ایک بار بھر پہلے کی طرح اس سے کہا۔  
جینے اس کے جواب پر سکر کر خاموش ہو گیا۔ کچھرے دیکھ دنے خاموشی سے گاؤں ڈرائیور کو تراہماں ہو رہا اس نے علیورہ سے کہا۔  
"میں آج تمہارا ناخن بھر دیکھ رہا تھا۔" اس نے علیورہ کے اخبار کا نام لیا ہوئے کہا۔ علیورہ نے گورنر ہوڑ کر دیکھا۔ اسے احساس ہوا کہ جنکھ خلاف مسحیوں کو مجھے نظر آ رہا تھا۔  
"اس میں، میں نے وہ آرٹیکل پر چاہتا تھا جو دست میں رکھا تھا۔" جینے کے سامنے اس آرٹیکل کا تتر دستا اس کے لئے سب علیورہ کو کہے اقتدار کی اور جب کہ احساس ہوا، جینے کے سامنے اس آرٹیکل کا تتر دستا اس کے لئے سب سے زیادہ شرمندگی کا باعث تھا۔ وہ میں چاہتی تھی وہ اس کے خاندان کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا۔  
"اس نے تمہارے کرزاں کے بارے میں لکھا ہے، عمر جاگیر، تمہارا دعی کرن ہے نا۔ جس سے میں ملا تھا اور

علیہ نے چین کو خور سے دیکھا "غمیراگزون ہے، میں عمر کو آپ سے زیادہ اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں۔ اس کے بارے میں یہی میری رائے آپ سے زیادہ اہم ہے اور میں صالوں کی بھی طرح جانتی ہوں، لیکن Defamation Campaign کا حکم حاصل نہیں ہو سکتی۔" اس نے حکم انداز میں کہا "اور آخروہ اسی کی کمکون کا حصہ کیوں بنے گی۔ اس کی عمر جاگیر کے کمی خالص ہے تھی اسے کسی کی فائدہ حاصل کرنا ہے۔ غروری کا ثاثہ رہا ہے جو اس نے بولی ہے۔" اس نے کہا ہے اپنے اپنے اپنے۔

"صالوں کے پاس آرٹیکل کے لیے میزبانی کہاں سے آیا؟ وہ تو عام طور پر اپنے ایشوز پر نہیں لگتی۔" جنید نے اپنے اس سے پوچھا۔

"یہ میں نہیں بناتی۔ صالحے سے اس آرٹیکل کے بارے میں میری کوئی بہت تفصیلی محتکوں نہیں ہوئی۔" علیہ نے کہا۔

"لیکا یہ جمان کی بات نہیں ہے کہ صالحے ایک دم اس حکم کا تماز مناثر لے کر اس پر کھا جب کہ اس کا کوئی تحریر ہے، شدید اس جملے سے اس کا کوئی ایک گراڈ ہے۔"

"وہ بات اتنی جمان کی نہیں ہے۔" آپ کو لوگ رہی ہے، وہ جوڑت ہے۔ جب چاہے جس چیز کے بارے میں کوئی حقیقت ہے اس بات کو مرف یہ ہے کہ وہ پھر لکھی جائے اور جسی طرح آگئی جائے اور اس میں کوئی جھوٹ نہ ہو اور میں بھی اس کے اس آرٹیکل میں کوئی جملہ نہیں ہے۔" علیہ نے دلوں کا انداز میں کہا۔

"لیکن صالحے کے پاس ان تمام ہاتھوں کے بارے میں اتنی معلومات اور ثبوت کہاں سے آئے ہیں۔ کیا وہ حکم کے ہیچگی تھی۔" جنید نے پوچھا۔

"نہیں، وہاں نہیں کی۔ اس نے یہ ساری اتفاقیہ میں ایک درمرے جوڑت سے لی ہیں۔" علیہ نے کہا۔ "درمرے جوڑت سے؟" "جیدنے کے بعد جان کیا۔"

"ہاں ایک درمرے جوڑت سے۔ وہ اس ایش پر کام کر رہی تھی۔ اتفاقیہ میں کی ضرورت پڑی تو اس نے اس سے مددی۔" علیہ نے تایا۔

"کس جوڑت سے؟" جنید نے پوچھا۔

"آپ اس محاکمے میں اتنی روپیہ کیوں لے رہے ہیں۔ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے، یہ محکما پر ایم ہے۔" ہم خواہ گواہ اس کے بارے میں کیوں پڑھان ہوں۔ "علیہ نے یہی میڈیک بات کا جواب دیئے کہ جانے کا ہے۔

"لیکن جنید نہیں یہ جانی کی بات نہیں مگر کہ صالحے ایک درمرے جوڑت کی خواہ کر کہ معلومات اپنے آرٹیکل میں شامل کیں۔" یہ پرکشش ہے۔ ان یہیوں کو شائع کرنا کہ کہ کہ proofs کے کوئی نہیں جانتے۔" جنید نے ہاتھ پر جوڑت ہے۔

"یہ کوئی بات نہیں ہے، ہم لوگ آئندہ آپس میں معلومات کا تاول کرتے رہتے ہیں۔" علیہ نے اس کے

دو یک دم بہت سمجھو اور لکھا ہے کی تھی۔

"بریٹش کو پے بنیاد اسلام کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔"

صالوں کا کہتا ہے اور جوہر بے بنیاد اسلام کا کوئی حق نہیں ہے۔

"ہرچیز اس وقت تک ہے بنیاد اہلیت ہے جب تک اس کے بارے میں ثبوت نہ دیے جائیں۔"

"صالوں اپنے آرٹیکل میں اتنے ٹھوٹ دیئے ہیں جیسے موروثی تھے۔"

"ایسے ٹھوٹ کوئی بھی دے سکتا ہے۔ چارچو لوگوں کے پافائز کے بارے میں اخبارات میں کوئی جیچ شائع کر دی جائے۔"

نہیں ہوتا کہ اس کی بنیاد پر ایک احمدیہ پافائز کے بارے میں اخبارات میں کوئی جیچ شائع کر دی جائے۔

وہ اس پارچہ میں کیا بات پر خاصوش رہی۔

"ایک دسدار جوڑت کی ذمہ داری صرف درمرے پر کھڑا احمدیہ نہیں ہوتی۔ جوڑت کو خاتم ہا کر کریں کرنا بھی ضروری ہوتا ہے، مرح مسالا کا کریں بڑا کریں بڑھا کر قیضی نہیں کرنا چاہیے۔" جنید بولا "ہم تو خود جوڑت ہیں، ان چیزوں کو بھوٹ سے زیادہ اچھی طرح جانتی ہو۔" جنید صالحے سے اس کے بارے میں بات کرنی چاہیے تھی۔

"جنید نے ایک بار چہار ہفتے کی بات دہرانی۔"

"میں اس سے یہ سب نہیں کہ رکھتی تھی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں نے صالحہ عمر جاگیر سے اپنے کسی تعقیل کے بارے میں نہیں تایا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ میرا جنی بہرے۔" کوئی میں کوچھ کو خاصوش رہی۔

"جنید اسے تاریخاً جانیے تھا۔" جنید کے پھر دیر کے بعد کہا۔

"میں نے یہ ضروری نہیں سمجھا۔ یہ عمر جاگیر اور صالحہ کا مسئلہ ہے، میں اس میں کیوں آؤں؟" اس نے بڑی صدمہ دہری سے کہا۔

"یہ صرف عمر جاگیر اور صالحہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تمہاری فتحی کا ایک حصہ ہے۔ جنیلی کے ایک خوش کام خوب ہوتا پوری جنیلی پر اڑا پڑ جاتا ہے۔ تم اتنی پھر تو ہو کر یہ بات کہہ سکو۔" جنید جن ہرے انداز میں اسے کھا کر۔

"یہ بات محکوم کو سمجھتی ہے۔" وہ اس طرح کی پرکشش میں انداز کیوں ہوتا ہے کہ بعد میں پریس کے ہاتھوں بیکھڑا لازم ہے۔ اگر اس کو خود اپنی اور اپنی جنیلی کی مزت یا اپنی میں کی تو کوئی درکار نہیں کرے۔"

علیہ نے اپنے ایک بار چہار ہفتے کے درمیان میں کوئی نہیں تھے۔ اسے جنید کے مدرسے میں لے چکے ہوئے تھے اور جانی قفر اس میں اسے کھا کر۔

"تجھے اس آرٹیکل کی کسی بات پر بیکھڑا ہے۔ مجھے وہ صرف ایک defamatiion campaign کا حصہ گئے۔" جنید نے کہا۔

جنید نے اچاک گاڑی ایک ریٹرو فٹ کی پارکنگ میں راٹھ کرتے ہوئے کہا۔

”جنید آپ چاہیے جس، میں صالوٰ کو دھکائیں؟“ طبیور کو سچے اپنے کافی پر بقینہ نہیں آیا۔

”جنید، میں چاہتا ہوں تم ایک امگی درست کی طرح اسے ایسے آنکھی تحریر اور شائع کرنے کی صورت میں پیش آئے واسطے اندھات اور خطرات کے بارے میں آگہ کرو۔“ جنید نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ ”مجھے امید تو نہیں ہے کہ وہ تھاری صحبت پکان نہیں ہو رہے گی تھم پذیر ہو ادا کرو۔“

”صالوٰ کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟“ وہ اچھے ہوئے تاثرات کے ساتھ جیونے کو سمجھنے لگی۔

”یہ نہیں کہے چاہتا ہوں۔ میں مختلف پادی نہیں ہوں یہ تو خلائق پاٹی نہیں تھا تھی کہ وہ اتنی صورت حال میں کیا تقدم اٹھائی ہے۔“ جنید نے لاپور اسے اپنے کنکے اپکھتے ہوئے کہا۔

”فرش کریں اور یہ آنکھیں اپ کے بارے میں ہوتا تو آپ کا رد عمل کیا ہوتا؟“ طبیور نے بڑی بخوبی سے کہا۔

”مراد عمل؟“ جنید چند لمحے سوچا رہا۔ ”میں سالوٰ پرور ڈی کو کوئتھی میں لے جاؤ، جبکہ عزت کے دوستی میں“ جنید نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ ”صرف اسے بیکار کیوں۔“

”یہ آپ اس صورت میں کرتے اگر الزامات مغلظ ہوتے، فرش کریں اگر الزامات بھی ہوتے تو ہمارا آپ کیا کرتے؟“ جنید براہ راست کہے کہا۔

”آپ آپ بھی کیا کہتے ہیں کہ اقدام سے بچنے کے لیے تمہیں صالوٰ کو کوچھ کرنے کے لیے کہا ہے۔“ جنید نے پرسکون انداز میں کہا۔

”یعنی آپ بھی کوچھ کہ رہے ہیں کہ یہ الزامات غلط نہیں؟“ جنید کو کھلوں کے لیے بچوں نہیں بول سکا۔ وہ دونوں خاموشی سے ایک روز برسے کو کہتے رہے۔

”کیا آپ تھے ایک ایسا جایا جس نے یہ سب کوچھ کہنے کے لیے کہا ہے؟“ طبیور نے پرسکون آواز میں پوچھا۔

”نہیں.....“ جنید نے گاڑی بند کر دی۔

”ہمارا آپ اس سارے محالے میں اتنی دلچسپی کوں لے رہے ہیں؟“ اس کے بعد میں سردمبری تھی۔

”میں اچھے کیا صاف تاریخوں کے سرخ امام اور صرف یہاں خاندان ہے۔ وہ آپ کا خاندان نہیں ہے اور میں یہ پسند نہیں کروں گی کیا آپ ہم برے خاندان کے بارے میں مجھے کوئی شورہ دیں یا ہم برے خاندان کے کسی محالے کو کوئی تشکیل نہیں دیں گے۔“

”جنید بھاگنا کے دلکش رہ۔“

”اگلی ایسا کے خاندان سے آپ کے تعلقات کئے گئے ہیں اما جہاں مجاہی سے آپ کی دوستی کی ذمیت

اعجز کے جواب میں کہا۔

”اور اگر وہ اخبار میں مغلظ ہو تو؟“ جنید نے جھیٹ کرنے والے انداز میں کہا۔

”ایسا نہیں ہوتا۔“ طبیور نے مدھم ادا میں کہا۔

”ہو سکی کہا ہے آخر خوش پری تو ہزار نہیں ہوتی۔“

”ہم صرف وہ اخبار میں ایک درسرے کو دیجئے ہیں جن کے بارے میں یہ یقین ہو کہ وہ مغلظ نہیں ہے۔“ ہم جانتے ہیں کہ اگر مغلظ اخبار میں دیں گے تو ہنا اچھے بھی خراب کریں گے اور اخبار کا بھی۔ ”طبیور نے مضاخت کرتے ہوئے کہا۔

”صالوٰ کو کسے اخبار میں دیتی تھی؟“ جنید نے اس کی بات کے جواب میں بھک کہنے کے بجائے اس سے پوچھا۔

”زین العابدین نے۔“ طبیور نے تسلیمی سے کہا۔

”زین العابدین نے؟“ وہ جنک سا گیا۔

”اور آپ جانتے ہیں زین العابدین مغلظ اخبار میں فرامہ نہیں کر سکا۔ کم از کم اس سالاتے میں اس کی

کریمیتی پر بھک نہیں کیا سکتا۔“ طبیور نے کہا۔

”مگر زین العابدین کے پاس عمر کے بارے میں اتنی معلومات کیے آگئی ہیں۔ عمر ابوہوسن کا تو درود درود کے

بھی کوئی تعلق نہیں بتاتا۔“ جنید نے کہا۔

”زین العابدین نے!“ حمرہ کے بارے میں اسکے پرستی متوں میں کسی اسماقت پر کام کرنے والا ہے اور وہ اسی طبقے

میں ہر کوئی بارے میں تمام معلومات اپنی کہنی کر رہا ہے۔“ طبیور نے اپر اسے کمزور سے باہر جاتکے ہوئے کہا۔

”کس طرح کی اسماقت، کیا تمہیں کوئی خدا نہ ہے؟“ جنید نے اس سے پوچھا۔

”نہیں، میں کوئی خدا نہیں چاہتی۔“ وہ سکا ہے اسی طرح کے جھوٹے سوتے حملات ہوں۔ ”طبیور نے اپنی

رائے دی۔

”مگر زین العابدین جھوٹے سوتے حملات پر تو کام نہیں کرتا۔“ جنید بڑا بڑا

ہو سکا ہے، زین العابدین کے نزدیک یہ جھوٹا معاملہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ بھی کوئی اور بات ہو جو اس کی

لطفی کا بھت اور طبیور نے پناہ خانہ کیرا کیا۔

”ہاں۔ چاہتا ہوں۔ اس کے نزدیک دلچسپی کی اور کیا وجہ ہو کہتی ہے۔“ جنید بے اختیار بڑا بڑا اور طبیور نے

حیرانی سے اسے دیکھا۔

”آپ زین العابدین کو ذاتی طور پر جانتے ہیں؟“ اس نے جنید سے کہا۔

”کسی حد تک۔“ صالوٰ کے کو کہو ان حملات سے دور رہے۔ یہ بہت خطرناک حملات ہیں اور

بہتر ہے وہ کوئی درسرے کے ہاتھ کا تھیار نہ ہے۔“

سے اس کی بات کاٹی۔

”چوہ آپ اور کسی رشتے کی بات کر رہے ہیں۔ جہاں میں قلعش نہیں ہوں۔“  
”میں تمہاری بھائی بھائی کی بات کر رہا ہوں۔“

”آپ باہر بیٹھ کر اپنے خاندان کے ساتھ میری بھائی کے بارے میں اندازے مت لگائیں۔“ وہ ایک بار  
بھر مختل ہوئی۔ ”ان کے ساتھ مرتب تعلق کو آپ کو بھیتے ہیں نہ آپ کو بھیتی ضرورت ہے۔“

”کیوں ضرورت نہیں ہے مجھے؟“

”کیونکہ آپ پرے خاندان کا حصہ نہیں ہیں۔“

”اگلی نہیں ہوں..... وہ جاؤں گا۔“

”نہیں۔ تھی بھائی نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو پہلے ہی تھی بھی ہوں۔ میری بھائی بھائی ہے۔ ان کا تعلق

صرف مجھ سے ہے اور آپ کا تعلق بھی صرف مجھ سے ہے۔ آپ کا اور میری بھائی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں نہیں  
آئندہ بھی بن سکتا ہے۔“

جینہے اس کی بات پر ایک گمراہ سانس لیا۔ اس کا چہہ سرخ ہوا تھا۔ علیہ وہ اندازہ کر کتی تھی کہ وہ اپنے  
انتقال پر قابو پا کر کوئی کوشش کر رہا تھا۔

”تمہاری بھائی کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ اس نے چند لمحے ناموش رہنے کے بعد دوبارہ کہا۔

”تمہارے نزدیک نہیں ہے۔ دنیا کے نزدیک ہے۔ تمہارے کزن کے بارے میں اس طرح کی خبریں  
شائع ہونے سے صرف تمہاری بھائی کی روپیتھی میں خوب نہیں ہوگی۔ میری بھائی کی روپیتھی بھی خوب ہوگی۔ ان  
کی خاطر لڑکاں میں کیا جواب دوں گا۔“

علیہ وہ اس کی بات کاٹ دی۔ ”آپ کوئی جواب مٹ دیں۔ آپ صرف یہ کہ دیں کہ آپ اس  
خاندان کو نہیں جانتے اس کے ساتھ آپ کا تعلق ہے۔“

”تھا کہ کہہ دیجئے تو گوں کے مدد بند ہو جائیں گے۔“

”ہو جائے بھائی۔“

”اور وہ لینیں کر لیں کے کہ جو میں کہ رہا ہوں وہی کچھ ہے۔“

”تو کہ لینا چاہیے۔“

”اور اگر میری بات پر کسی کو بیٹھنے شاۓ تو میں کہاں دوں۔ اپنا ماقبل بنا دیں یا مجھ بات کرنے والے کو  
تھہارے پاس بیٹھوں؟“

وہ اس کا چچہ دیکھنے لگی۔

”لوگ بھرے جو ہوتے بیٹھنے نہیں کریں گے۔“

”آپ اس بات کو بھوت مدد دیں گے۔“

کیا ہے، مجھے اس کی پروانیں، لیکن میں اپنی بھائی یا اپنے دوستوں کے لیے کسی تم کے مددے نہیں چاہتی۔“  
شام کے سی ہیں۔ اب آپ مجھے کھر جوڑا آئیں۔“

”ظیروہ۔“ جینہے چیزے بے پرواہ کے عالم سے کہا۔

”مجھے کھر جوڑا دیں۔“ علیہ وہ جید کے لیے بوجہ بیٹھے بھرپور طرح کہا۔

”امن اضطر کس بات پر آپ ہے جیسیں؟“ جید اسی جوان نظر آرہا تھا۔

”مجھے کھر جوڑا دیں۔“ اس نے جینہے سوال کا جواب دیئے بخوبی کہا۔

”میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔“ جینہے اس کی بات پر کوئی تقبیح نہیں دی۔

”آپ یہ سوال مجھ سے بچھے کے جایے اپنے آپ سے پوچھیں۔“ علیہ وہ ناراضی سے کہا۔

”کیا تمہاری بھائی بھائی نہیں ہے؟“ جینہے اسے اندروں بیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔“ علیہ وہ دو لاکھ میں کہا۔ ”میری بھائی صرف میری بھائی ہے۔“ جیسے آپ کی بھائی صرف

کہیں کہیں پہنچا کر پہنچا کرے کی کوشش نہیں کی۔“

”میں اسے بھی جو کوئی ایجاد پر کرنے کی کوشش نہیں کی۔“ جینہے اس کی بات کا نئے ہوئے کہا۔

”غلط بیان مت کریں۔“ علیہ وہ نئے ترشی سے کہا۔

”کیا غلط بیان کر رہا ہوں میں؟ کیا میں نے تم پر کوئی پیچا پورہ کرنے کی کوشش کی ہے؟“ وہ اب بہم نظر

”پچھلے آدمی سے آپ اور کیا کر رہے ہیں؟“ علیہ وہ اکثر ازادی میں کہا۔ جید مخداوسے دیکھا رہا۔

”کیا اپورہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں میں آپ پر۔“ وہ دعا کرت کر پسند فراہمیں کی؟“ اس نے کہا۔

”میں آپ سے بھت کرنا شکی چاہتی۔۔۔ آپ بھائی بھر جوڑا آئیں۔“ علیہ وہ اسی اندازہ میں کہا۔

”مگر میں تم سے بھت کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ ملٹے بیان کرنا ہوں۔۔۔ میں بات کا عکس کرم مجھے سے بھٹ نہیں کر رہا ہوں۔۔۔ ایسے الامات لگائے کے بعد میں صلح رکھا تھا۔ وجلد آوار میں بات نہیں کر رہا تھا۔“

علیہ وہ نئے بھلکا رہا۔ ملٹے بیان سے اسی کوئی بھت کرنا چاہتی۔

اور لگنی کی بھی اسانی سے محروس کر سکتا تھا۔

”رسٹے خلوصیں لائیں۔“ وہ دفتر نے نرم ہو کر بولا۔

علیہ وہ نئے بھر جائے کے جایے ناراضی سے اسے درکار تھا۔

”آپ اپنی اور میری بات کر رہے ہیں؟“

وہ جواب دینے کے لیے بھت نہیں کہا۔

”آپ کوئہ ہے جس کی کوئی کوشش نہیں ہوں۔“ اس نے فرم دیکھ کے عالم سے کہا۔

”اتی جلدی نیچے اخذت کیا کر دلیوہ۔۔۔ میں اپنی اور تمہاری بات نہیں کر رہا ہوں۔“ جینہے براہی



”میں دوں کے لیے کمرہ رہوں گی۔ آسیں کام اور زندگی ہو جائے گا، مہتر ہے میں آفس جا کر سارا کام فٹا لوں، اس سے زیادہ اچھا طریقہ کوئی نہیں ہے خود کو بیکس کرنے کا۔“  
وہ کہنی ہوئی لا رائٹنے پر ہارلکن میں، نالوں نے ایک گھری سانس لے کر اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر کہ کہنا شروع کیا۔

اس کی پڑائی اگر کوئی سے مچھی نہیں رہتی اس فیں میں بھی وہ دوسروں سے اپنی ذمی اور دل کیستا  
میں رحمانگار سے سلسلہ فرمائے اس سے اکلائیں احوال احوال رحمانگار۔

یہ پچھا جائی۔ جب تک پہلے سارے اسے میرے دل میں اپنے پڑھے۔  
”جسمیں کوئی رضا بلم تو نہیں ہے؟“ اس نے سلام دعا کرنے کے بعد پہلا سوال بھی کیا۔

"فہیں کوئی پر اپنے نہیں ہے۔" علیہ نے اپنی میز پر پڑے آرکٹر پر اپنی نظریں جاتے ہوئے کہا۔

”مہر اتی سنجیدہ کیوں نظر آئی، ہو؟“ سالوک اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔  
 ”کام کرنے کے دوران میں ہمیشہ سنجیدہ ہی نظر آتی ہوں۔“ سلمیہ نے اسی طرح آریکلر پر نظر درداستے  
 ہوئے کہا۔

”میں اس بات پر یقین نہیں کر سکتی۔ صحیبِ آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ

تھارا مسٹر خراب ہے مگر تم کہہ رہی ہو کہ سب کچھ نجیک ہے۔“

”میری طبیعت کو خراب ہے، باقی تو سچا واقعی ہی نمیک ہے۔“ علیزہ نے اس بارہاٹا کر کر اپنے کرکٹ کی

”مجھا بھی یعنی جیس آتا۔“ سالہ نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے یعنی سے کہا۔ وہ ایک شندا

سنس لے کر ایک بار پھر ان آر فیلز پر جھک گئی۔

"میں مذکور کرتی ہوں کچھ؟" صالحہ نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

”جیں.....“ علیوہ صفات اللہ ہوئے بولی۔

”پھر مالیہ طرح دیکھ رزمن اداز میں یوں۔  
”کہا ترقیوں کی در کے لئے مجھا اکلا جھوٹ سکتا ہو؟“

”ہاں کیوں نہیں.....“ صالح قدرے حیرانی سے اسے دیکھتے ہیں۔

—“عزم نہ کیا۔” “Hope you won't mind”

علیور نے اس کے بارے میں اپنے سامنے چڑھے ہوئے اُلٹا لڑکا ایک طرف رکھ دیئے۔ ان آرکلز کو ہمیں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ اس وقت ان کا سارہ ریکٹنے سے قصری تھی۔ جبکہ اس وقت اسے آنس میں فون کیا کرتا تھا۔ اس نے فون نہیں کیا تھا۔ وہ کوشش کے باوجود اس کو اپنے ذمہ منس پا رکھتی تھی۔ جگہ اس کی جانب میں پا رکھتی تھی۔

☆☆☆  
جیہے نے ہو یو کی طرح رات کا سے فون نہیں لیا۔ اپنے کمرے میں آئنے کے بعد وہ پیر لٹھی کافی دریک  
لاشوری طور پر اس کا ذائقہ کرتی رہی۔  
اگلے دن صبح اس کا سوت بہت خراب تھا۔ افس جانے کو سی نہیں چاہا رہ تھا مگر اس دن اسے آفس میں  
کوچھ نہیں کیا۔ پہنچنا نہ چاہی۔

پھر سروں میں چاہے کے۔  
”بندیر کو دن کی تماراں کو میں نہیں۔“  
ہاشم کی میرزا ہاندانی اسے ٹالا۔ ایک ٹوکرے لیے ہوا شکر تے ہوئے اس کے باہر کے پھر وہ دربارہ

ہاشم کرنے میں صورت ہو گئی۔  
”دو تو کہہ رہا تھا کہ تم دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔“ تاون جاتے کپ میں ڈالتے ہوئے کہر دی

”میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ اس کے ساتھ میرا کوئی رکھنا ہمیں ہوا۔“ طیارہ نے سمجھتے ہوئے کہا

"آپ خواہ گواہ پر بیان ہو رہی ہیں۔ آپ کو اسے کون میں رکنا چاہیے ہے؟"  
"میری ایسا سوکھ کو بعد سے خواہ سزا نہیں اکار، کیا بت رکھ دیے بخیر اس سے یو جھا۔

”کوئی سوڑا خراب نہیں ہے صراحتا.....“ وہ اپنی پلٹ پر رکھتے ہوئے بڑھائی۔

”اے سارے جنہیں اپنے بھائیوں کی کامیابی پر تبرخی کرنے والے“  
”اوہ جنہیں ایسا کیوں کہہ رہا تھا؟“  
”اے سارے جنہیں سے یہ یاد ہے لیکن تو تبرخی میں کیا تباہی ہوں۔“

اس کے لئے میں بڑھا جائے ہوئے بھی پہنچنا راشی جھلک آئی۔  
”اوہ افس سے مٹکا کا دو کر رہا تھا۔ کیا حتم واقع آفس کے کسی مٹکی کی وجہ سے پریشان ہو؟“

"کوئی مسئلہ نہیں ہے اُنس میں.....میں کام کا لوز زیادہ ہے آج کل.....اُسی وجہ سے میں کچھ اپ سیٹ

"میں تم سے پہلے بھی کہتی ابھی ہوں، تم جاپ چھوڑ دو۔ تمہارے میں کی بات نہیں ہے۔ فل ٹائم جاپ  
ہوں۔" اس نے ناؤکری مٹکن کرنے کی کوشش کی۔

تمہارے سے یہیں ہے عیا نیکیں۔ خود لوگیں تھکانی ہو، دوسروں کو تھکان پر لے جائیں ہو، بہرہے اپنے چڑھنے سے بچا کر کام کا پابند نکال دو۔

ناونے بھیش کی طرح اسے پتھر دیا جائے تو ردریا۔ ”یہے نو رات جنید سے میں ہاں رہاں تو میں رہاں  
چاہیے تھا اس جاپ سے۔ میری تو حمیں پوادھ نہیں ہے، شاید اس کی بات مان لو۔“

وہ ان کی بات کا جواب دینے کے بجائے مکمل سے انھی۔  
”اب تم پھر افسی چارہ ہو۔ اگر زیادہ کام کی وجہ سے پریشان ہو تو کمیا یہ بھرجنے ہے کہ ایک دو دن کی  
کامیابی کے لئے کمیا کمیا کام کرے؟“ ”ذہن نما ایجاد، کمکر کمکر۔“



صلح رخچ بے کے ساتھ بُلّتی جا رہی تھی اور مطہر کا داماغِ ناکف ہو رہا تھا۔

"زیر و تیج پور کر دیا ہے اپنے اپنے کو سالم کرنے پر تم اخواز کر سکتی ہیں، لیکن خود کو بچانے کے لیے کس طرف کے اونچے چکنڈوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔" صالیٰ آدمی نظر تھی۔

"جیہیں یہ سب کچھ کس نے تباہ؟" مطہر نے اپنے حواسِ عوال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کس نے تباہ تھا غافر ہے اپنے اپنے حواسِ عوال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ہمیں کوئتہ میں کس کی کرگدھ تیار کیا ہے۔ تم اخواز کر سکتی کہ اپنے کس کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اور ان لوگوں سے خوفزدہ کارہو تو لوگ اسے اوس کے خاندان کو مریضہ بکریں گے۔ وہ حق کی دوسرے فیض کی کیا انساف دے گا جو اپنے یہ انساف شماگر سکتا ہو۔" دو کھنچی۔

"ان لوگوں نے خود یہ کہا تھا کہ ان کی بھائی..... مطہر کو تھیسے اب گئی بیٹھنے لگی۔" صالیٰ آدمی تھا۔

"اُن خوب کیا تھا، وہ خواب کی پوری بیوہ کوئی کو اس سوالے کا پہنچا۔" صالیٰ آدمی اپنے اچانک ہوئے کہا۔

"جیسے بیٹھنے لگیں آہے۔ مطہر بیوہ اُن۔"

"جیسے بیٹھنے آئی تھا گھر بیٹھنے کرنا پڑا۔"

صالیٰ آدمی اس کی بیوہ اپنے کو جواب میں کہا، مطہر کو اس سوال پر کہا۔

"تجھا سے اپنے ان لوگوں کے گھر جعل بھیں کر دیا تھا؟" وہ زیر و تیج پر کے ساتھ صالیٰ آدمی تھی۔

"تمہرے اپنے اپنے حملہ کو رکھنے تھے اپنے اپنی بھائیں تھے اپنے اپنے مارے میں وہ کسی ایسی کو دلوں کو کر رہے ہیں۔ وہ خود جان ہو گئے تھے ان کا پر اسلام کر۔ اور مجھے بھی کہ وہ ایسا اسلام آباد کے ہی منہ مرضیوں کے کیلیک میں زیر طلاق تھی اس واقعہ کے بعد۔" صالیٰ آدمی کہا۔

"اسلام آباد..... وہی مرضیوں کا کیک؟" دو ایک بارہ مثاثلِ اللہ کے عالم میں بیوہ اُن۔

"یاں، وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ اس حادثے کے بعد اس ایسی کی وجہ سے اپنے اپنے مارے میں وہ کسی ایسے اسلام آباد کے کیلیک میں ایسے مسٹ کر دیا تھا۔ جھوٹ سب جھوٹ۔" صالیٰ آدمی تھے کہ جھوٹ ہوئے کہا۔ پھر اپنے اپنے کی طرف ملے چکرے پر پڑی اور وہ فٹھ گئی۔

"جیہیں کیا ہوا؟" اس نے مطہر سے پوچھا۔

"جیسے جیسے کہ کچھ نہیں۔ مطہر نے حکایت کی کوشش کی بھیں وہ جانتی تھی، وہ اس کوشش میں ہاکام رہی ہو گئی۔"

"میں بس کھڑا ہے کا سوچ رہی ہوں۔" اس نے ماکف ہوتے ہوئے ذہن کے ساتھ بھیں پر پڑی ہوئی چیزوں کو اکھار کرنے کی کوشش کی وہاں صالیٰ آدمی نظریں رچ رہی تھی۔

صالیٰ آدمی اس کی بات پر والی ٹاکک پر نظر دوڑا لی اور پھر کچھ جانی سے اسے دیکھا۔

"ابھی تو اُن اور زخم بھیں ہوئے تھے آج جلدی جا رہی ہوں۔"

بیٹھنے کیا کیجے کہ ایسے تھرے کا تھلک اس سے نہیں تھا مگر اب وہ راست اس کے خاندان کی بات کر رہی تھی اور مطہر نے سچے پوری تھی۔

"میں تو جنم ہو گئی، زین العابدین سے اس کے خاندان کے بارے میں اُن کی درسرے لکل میں، لوگ ہوتے تو ذیح صرسار کی تیکا کرتے رہے ہیں۔ بیوی بچوں سیت۔ مگر ان کی خوش تھی ہے کہ یہ پاکستان میں ہیں اور اس Land of the pure میں مگرے ازارے ہیں۔" صالیٰ آدمی تھے طنزہ سکراہت کے ساتھ تھی۔

/ "اور ان کے اثر بورڈ کا ہال بے کار آج کیں اسی ملی کے حوالے سے تارف کر دیا جائے یا رہے کا پہلا استھان ہو گا جو کہ بھی آنے والے سے سچے پڑھا جائے یا روپی۔" علیور چوپ چاپ اس کا پھر وکیلی۔

"جیہیں ہاں ہے، بچھے سال ان لوگوں نے تھے اپنے اپنے خاندان کے ساتھ کیا کیا؟" صالیٰ آدمی نے دوسرا قصہ شروع کیا۔

"بیرے اپنے اپنے کے بیٹے کو ایک جھوٹے پولیس ستبلے میں باریا کیا۔"

علیور کا سانس کیلیں کدم رک گیا۔

"بیرے اپنے اپنے کے بیٹے اور اس کے تین دوستوں کو۔"

علیور کو کاہی کی خانوادہ اپنے کی خانوادہ میں ہوئے گی۔

"ایک یورچا جاگیر تھا، ایک اس کا کرزن تھا جاہ میڈر۔ ابھی ایک سال کے بعد باہر سے آیا ہے، لاہور میں پہنچ لی ہے۔ ان دووں نے بیرے کرزن کا اس کے گھر سے اٹھا کر قلی کر دیا تھا۔ تو پھر ہوئی خیر۔ جیسے نیاز کا ہم یقیناً ساچا ہو گا؟"

وہ اپنے علیور نے پوچھ رہی تھی۔ علیور سڑپیں ہاگی۔

"اور اس پر اور اس کے دوستوں پر ایسا یہ کہا تھا کہ ان چاروں نے کسی گھرے ڈاک کے لائق اور دہائی سے فرار ہوتے ہوئے پولیس کے ساتھ مقابلے کیا تھا۔ میں باریا کی اسی دوستوں کے عالم میں بول رہی تھی۔"

"مگر یہ سب جھوٹ تھا، ان میں سے کوئی بھی اپنے گھر سے باہر نہیں تھا اس رات۔ پولیس چوروں کی طرح رات کو انہیں ان کے گھر سے اٹھا کر لے گی اور قلی کر دیں۔"

علیور نے نیچلے پر ہاتھ رکھ کر اپنے بھوول کی رارڈش کو چھپا۔

"بیرے کرزن ایک اکٹھ میڈنگ سلووٹ تھا اور ان لوگوں نے اس طرح اسے مار دی۔ بعد میں بیرے اکٹھے تو بہت پھرگا کیا۔ جاہ میڈر کے ہات پر کا اسلام آباد سے آنے والے معاشران مانگا تو ہاکر اپنے قفلی سے کوئی کوئی بعد میں نکلم گرگت کی طرح رنگ بد کرنے کا نہیں کیا تھا۔ مگر اسے کردن اور اس کے دوستوں نے اس کی بھائی کو رہب کیا اور اس کے گھرے قلی کی۔ بیرے اپنے ڈاک پکا ہوا ہو گئے اس اسلام پر۔ ان کے قویں، وگان کی بھی نہیں تھا کہ لوگ خود کو بچانے کے لیے ان پر اس طرح کا اسلام لگا کیسے گے۔ چیف فریک اس کی حمات کر رہا تھا۔"

"اور کمر وہ مدل... میرے خدا... وہ بھی جعلی تھا... صرف مجھے خوفزدہ کرنے کے لیے... مجھے دھوکہ دینے کے لیے اسی لیے وہ لوگ اندر نہیں آئے۔ اسی لیے یہ دلوں وہاں پہنچ گئے تھے اور اس کس کو پڑا تھا سب کچھ کیا تو کوئی؟"

غم و غم سے اک اک احالت رکھ رکھ دیتے تھے۔

"اور میں.....میں عرف کو کیا بھروسی تھی۔ اپنا نجات دہندا.....اور وہ حقیقت کیا تھی.....بلکہ یہ سب عی کیا تھا؟" دوہرے سکرین پر نظر آئے۔ اس اور اسکے پر بھروسی تھی۔

"اور مجھے..... مجھے کبھی ان پر جنگ لکھ نہیں ہوا کہ یہ میرے ساتھ کوئی گیم کر رہے ہیں۔ اس قدر انہا اعتماد..... اکر کیا۔ انہیں اپنے اعتماد کرنے لگا۔

"وائقی..... وائقی دنیا میں کوئی مجھ بچتا حق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ سیرے علاوہ دنیا میں کوئی الحق نہیں ہے۔" اس نے بڑھاتے ہوئے آئیں صاف کہنیں اور گاڑی کو تھارٹ کرنے لگی "اور اب ایک بار جو ہمیند کے ذریعے مجھے استھان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب نہیں۔ اور نہیں۔ تم جواز میں جاؤ۔ حق۔ میں وائقی چاہتی ہوں کہ تمہیں پہنچانی کے پہنچے پر انکا جایا اور صرف تمہیں نہیں پاری باری سب کو۔" گاڑی ڈرائیور کرتے ہوئے اس کی آنکھیں ایک بار پھر دھنلا دیتی چیز۔

10

شام کو جو بیجے داپنے گرم میں داخل ہوئی اور اندر رکھ داصل ہوتے ہی اس نے پورچ میں جیندی کی گاڑی دیکھ لی۔ بے اختیار اس کا دل پالیا وہ دہیں سے اپنی بیٹھ چائے، اس وقت اس موڑ کے ساتھ وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔

وہ لاؤنچ میں ناؤ کے ساتھ موجود تھا اور جائے پینے میں صورت تھا، جب وہ لاؤنچ میں راضی ہوئی۔ رکسی ایسا لٹک ملک کرنے کے بعد وہ جنپی مصاہد میں مکار ایک طور پر ظاہر آئے کہ تھے جانے کے لئے، جانپی

"مجھے لگتا ہے..... اس کا مودا بھی بھی آف ہے۔" جنہیں نے اسے لاکر خیں سے لٹکتے دیکھ کر کہا۔

”مودودی اس کا حصہ سے ہی ایسا ہے غیر و میں اسے بلا کر لاتی ہوں۔“ تانونے چائے کا کپ رکھتے ہوئے کہا۔

”آپ بیٹھیں۔ میں خود کیک لیتا ہوں.....“ جنید اپنی بجگہ سے اٹھ گیا۔

وہ بس وقت دروازے پر دھک دے کر اندر آیا، وہ اپنے نشوان کے کردباروں پر بیٹھی ہوئی۔

سے جیسا کہ اس طرح اپنے پیچھے اجائے تو وہ ہیں کی مرجب اسے اسے اندر آئے دیتا تو صرف سر جھک

”ہاں..... میں نے ایڈیٹر کو بتا دیا ہے۔ میں آج جلدی گمراہانا چاہتی ہوں۔“

وہ اب اپنی کرسی سے انٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اپنی دراز کھول کر ہاتھ ماندہ چیزیں انٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”پلچک ہے ہر قسم سے کل ملاقات اوری ہوں گی۔ آری ہوں گلیں!“ اس نے کرے سے لئے لئے علیہ سے پوچھا۔ ”ہاں۔ شاید پانچ سو۔۔۔ وہ کہا ہے نہیں آئیں گی۔ یا پھر لیٹ آؤں گی۔“ علیہ دالجھ ہوئے انداز میں اپنی بیڑ کی انداز لاک کرنے لگی۔

”فون کر دینا۔ مجھے کل ارش کوںل جانا ہے، جیسیں یاد ہے۔ اگر تم جیسیں آئیں تو بھر میں شیخ کے ساتھ چل جائیں گے۔“ اسکا نامہ ادا کر دیا۔

"تم شین کے ساتھ چلی جاتا۔ میں اگر آبھی گئی تو تمہارے ساتھ نہیں جا پاؤں گی۔" علیرہ نے پیشی  
معذہ۔ کم تر ٹکرا کر

"میک ہے بھر میں آج ہی شین کو انفارم کر دیتی ہوں۔ یہ نہ ہوگل دہ بھی نہ آئے۔" مالٹنے آفس سے  
لکھا۔

علمیہ ادا نا یک اخا کے مالک کے پچھے پہنچی باہر لگ آئی۔ باہر پار لگ گک آئے ہوئے دھمک طور پر وہی طور پر بازی تھی۔ مالک کے ساتے لئے ہوئے ملائیں کے زین میں کون رہے تھے اور اسے ان پر یقین ٹھیک آ رہا تھا۔ اسے اپنے بھائی، زکریاء، کے پر جانکر۔ سے ملا۔ ملائیں، گلائیں، کریں۔ ملائیں۔ ملائیں۔ ملائیں۔

کوئی بھی کسی اس کی کمکی کے شکل پر بولے تو وہ سے ہاتھ مارا، وہ کیم بچک کر بھیجے اپنے اگردوں کے ماحل میں اپنی آنکھی۔ ایک آدمی تھا جو اب فٹکشی نظریوں سے اسے دیکھتا تھا اور اس کے پیچے بڑی طرح ہائے لالے باریں کا سوار تھا۔ اس نے گزی برا کر گزی آگے بڑھا۔ میں بگ بارہ اس کے ہاتھ سے نکل رہا تھا۔ اسے کیدم خفجھوں اور کارکوڑی کمیں دکھنے کا چاہتا تھا۔ میں بھی کرتے ہوئے اس نے میں رو دے ایک ذیلی سڑک پر گزی

"لیا جو لکھرے بارے میں اسی بڑی بات کہ سکتے ہیں؟" اس نے میئے اپنے آپ سے پوچھا "کیا یہ لکھنے والے اس طرح یکتا اور رُستے کہ سکتے ہیں؟" وہ بھی میئے پہنچ کا خداوندی۔ "لیا خود کو چاقانے کے لئے اس کا کوئی انتہا نہ رکھتا۔"

”کیا مجھے اس طرح.....“ اس نے اپنے اورگرے لے تھا شاکٹن مھوڑی کی۔

”کیا عمر بھی اس طرح کر سکتا ہے؟“ اسے اپنا سال ایک ماقی کہا ”میں نے کس کو سب پکھتا یا جھٹا از کرو۔“

”یا بھر میں تو ان سے بات بھی نہیں کر سکی ہوں گی۔ کیا اسی لیے وہ میرے منہ سے پورا واقعہ من کر سکیں اسی سارے پر دے کر مامنے گے تھے۔

”بالکل نمیکہے..... آپ چائے تھیں گے؟“ وہ مقدم پڑھ سے اترنے لگی۔  
جنہوں نے زیرِ کام سے اس کا کام تھوڑا کھلایا۔

"میں چائے لی پا کھا ہوں۔ جس وقت تم آئیں، میں چائے ہی لپی رہا تھا۔ تم پر بیٹھاں ہو؟" اس نے نری سے پوچھا۔

علیزہ نے سرثین اخباریا، وہ اس کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی۔  
”علیزہ!“ چندے تسلیم کے ساتھ اسے خاطر کیا۔

"میر کا جان دنیا تھارے بیوی اسکا" وہ بھختا لڑائی میں زخمی گئے۔

میں چاہو بوب دوس چہریں اس پاتھ، روزہ میں دو بے پار میں بے پار میں سے چہریں سے چہرے۔  
”بکھی رنگی برجی جیسیں گئی؟“ علیزیرہ ایک بار پھر اسی لمحے میں پڑھا۔  
”جسٹس گئے؟“ نہ نہ کہا۔

”بھیں می ہے؟ جیکے اسے سوال کا جواب دینے لے بجائے اس سے پوچھا۔  
”مچھلہ برداشتگی ہے اور آج تو بہت سی بربی لگ رہی ہے۔“ وہ بڑیاں۔

"میری وجہ سے؟" جنید کام بجیا۔  
"تھیں، آپ کی وجہ سے تھیں، اپنی وجہ سے۔" مدرسون کی وجہ سے تو....." اس نے اپنی بات ادھری چھوڑ دی۔

”تم.....سمیں کوئی بات پر بیان کر رہی ہے؟“ جہید نے اسے دوبارہ پوچھا۔  
”آپ نے مجھے فون ٹیکس کیا؟“ علیخانے نے یکدم موضوع بدل دیا۔ جہید نے ایک

”جیسیں یہ بات پر بیان کر رکھی تھی.....اس وجہ سے اتنی ڈسٹرپ ہو؟“ جنید نے قدرے حیران ہو کر کہا۔  
”ہاں میں انتظار کر کر رکھی تھی آپ کی فون کا لال کا.....“

"اُتنی کی بات کو اتنا سیر لیں لے رہی تھیں تم ..... میں تو پریشان ہو گیا تھا۔" جنبد نے جیسے سکون کا سالس لیا "لہک میں تو تمہارا جو وکھ کو کر دے رکھا تھا۔ مجھے بھیں عتیق کرنے کو فون کرنے کرتے تھے۔" میں نے تو اس لئے فون نہیں کر دیا

کچھہ رامڑا آف چیل بکھر میں بگی بارا خدا۔ میں نے سوچا۔ آخی کا ہات کروں گئی فون پر آج چیل بگی برا مرد ایسا یعنی خدا۔ وہ بھی اصل میں دے رہا تھا۔ میں نے دمتن بارچا کھینچ کیاں کال کر لیں مگر بس بھر۔ میں نے بھی تو مجھے کال اس کی تکمیل کیا۔ کیا بکھر میرا خدا۔ کے اگر میرا یہاں نہ آتا تو میرا خود بھی مجھے کا کیا کر سکتی۔ ”وابح کھاتے کردی خدا۔

”آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں؟“  
”اے ہی میر اخیال ہے؟“

”اپ کا خیال ملا ہے، اگر آپ مجھے کال نہیں کرتے تو میں خود آپ کو کال کر لتی..... میں Egoist (ایگویسٹ) نہیں ہوں گے لیکن میں اپنا کام سازشی، ترقیاتی“

"مگر کل تو بے دھڑکے تم نے کہا تھا کہ میں چاہوں تو تمہاری بیٹی سے رشتہ قائم کر لوں۔" جنید نے سکراتے ہوئے اسے جتاب۔

”میں بیٹھ جاؤں؟“ جہید نے اندر آتے ہی اس کے چہرے کو خور سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”خوبی.....“

بجد کریں گے کہ بیسے سے بکھرنا ملے پر بینڈھے گیا۔ پوچھ دیکرے میں خاموشی رہی، شاید وہ بات شروع کرنے کے لیے کچھ لفڑی ڈھونڈنے کی لکوش کر رہا تھا، بگھر بیسے دراس میں ناکام ہو گیا۔ ایک گھری سالی لیتے ہوئے اس نے کہا۔

"اب یہ تو سمجھیں ہاں جل ہی گیا ہو گا کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔" علیہ نے سر انداز کر اسے دیکھا، جنہیں نے اس کی سوالیہ نظر لو کر دیکھتے ہوئے کہا "میں مفترض کرنے آیا تھا۔"

”کس لیے؟“  
”کل کچھ انہیں کیا میں نے..... عام طور پر ایسا کرتا تو نہیں مگر.....“ وہ سرچ کروائتے ہوئے

جیسے افسوس کا اعلیٰ ہار کر رہا تھا۔  
”اس کی ضرورت نہیں سے۔“ علمیہ نے کہا۔

"اچھا..... جینے کدھے اپکاتے ہوئے کہا۔" میرا خیال تھا، اس کی ضرورت ہوگی۔ آنڑا آل۔ تم مجھ سے مارا خیال کر۔"

"میں نا راض تھی.....؟" میرا خیال ہے آپ نا راض تھے۔ "ملبوڑہ نے اس کی بات کے جواب میں کہا۔  
"میں نا راض تھی.....کیونکہ....." میرا کہا۔ "کوئی تھا تو کوئی تھا۔" میرا کہا۔

میں درست اسی مہماں کے ساتھ اپنی طلبی کا احساس ہوا اور اب میں بیہاں ہوں۔ ”اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے

پسروں کے بیچ میرے دن بھر میں دن ایسا رہا لیا بھرنا علا۔ ایک بارہ بھر اس کے ذہن میں پوچھ دی پہلے صالوک ساتھ ہونے والی لفظوں کو بخیگی تھی۔

جینید اپنی بات کے تم ہوئے پر منی اسے اپنی طرف فامونی سے دیکھتے پڑا۔  
”تم کچھ کہو گی نہیں؟“ اس نے طیارہ سے کہا وہ بھرگی اسے اسی طرح دیکھتی رہی اور تب ہی جینید کو احساس

واک وہ اس وقت غائب دماغ میں اور شاید اسے دیکھتے ہوئے بھی ہنس اور ہی۔  
”لٹکیرہ .....!“ اس نے بلند آواز میں اسے پکارا وہ یکدم ہڑپڑا کر چکی۔

”کیا.....؟“  
”تم میری بات کن رہی ہو؟“

”میں.....ہاں.....میں نے آپ سے کہا ہے کہ مذکور کی ضرورت نہیں۔“  
”نہیں۔ تم مجھے بتا رہی تھیں کہ تم نہیں میرا تھے سے عمارت فنا۔“ مدد۔ نے اسے ادا دلا۔ مدد۔ نے

کھیں بند کر لیں۔

"اپ کو اس بات پر مصروف آیا تھا؟"

"یہ صورت حالہ دلیل ہاتھی۔" جنینے اپنے لفکروں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اپ نے بھی ایک صورت حالی ہاتھی۔" جنینے اپنے لفکروں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"وہ صورت حالی ہاتھی۔" فارسیکت میاہٹ اٹ..... میں نے کل تم سے جھڑے کے بعد یہ طے کیا تھا کہ

آئندہ کم از کم میں تمہارے اپنے کی کام میں غلط اندازی نہیں کروں گا۔" جنینے اس کا تھجھڑے ہوئے کہا۔

"وہ واقعی اتفاقات ہاتھی۔" مجھے جد میں احساس ہوا کہ مریماً قاتلی اس معاشرے کے سامنے کوئی طفل نہیں بتا۔ تیرمانہ

تمہارا۔۔۔ یہ سالکا سلسلہ ہے۔ بہتر ہے وہ خود اپنے چھٹا۔۔۔"

جنینہ پر والی ہاتھ کا تھا۔۔۔ جنینہ نے فیر جھوک سلوپ پر اپنے کندھوں سے چیز کی پوچھ جانہ محض میں کیا۔

"بہر حال اسکی بھی جھوکی پھر جھوکی اپنے کو کھاتے اپنے اصحاب پر حادثت کیا کوئی تو ہم دونوں کے درمیان نہیں ہے جھڑے ہاتھی ہیں۔" وہ خود اپنے چھٹے میں سکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"خلا لکھم سے جھڑنا کوئی زیادہ مناسب ہاتھیں ہے اور شرمنی کی وجہ سے جھوکارہم کا تھریپاہت ہوایے ہے میرے لیے۔۔۔ میں خود کی کل رات اور آج سارا دن خاساً اُمر بہا ہوں یعنی کبھی روشن سے ہٹ کر کمی کوئی کام کرنا چاہیے۔۔۔ کرنا چاہیے۔۔۔؟" وہ اپنے بڑی بھیگیں کے ساتھی میں کے رائے مانگ رہا تھا۔

طیارہ کو کوئی خوب نہیں سمجھا۔۔۔ اس نے کندھے اپنادیے۔

"بہر پلچھے ہیں کام کھاتے ہیں، کسی مارکیٹ میں پھرتے ہیں۔۔۔ کچھ دشائیں کرتے ہیں۔۔۔ اچھا پر گرام

وہ چند منون میں اس کے پڑپوش سے باہر لے آیا تھا۔ وہ کوشش کے باوجود کچھ دیر پہلے کی کیفیات کو

محض نہیں کر پا رہی تھی۔

"میں کہلے۔۔۔ پیچ کروں؟" وہ بھی بینے سے اٹھ گئی۔

"پھر یہی جتاب اٹھفتہ کریں۔۔۔ آپ اس طرح زیادہ اچھی لگ رہی ہیں۔" جنینے اسے روک دیا۔

"اچھا بال نہیں۔۔۔ اسے ہائل ہوں۔"

"ضرورت نہیں، ہائل نہیک ہیں۔"

"مجھے مرت و دوپیلے دیں۔"

"ہاں آیا۔۔۔ آپ ضرور کر کئی ہیں یعنی سانچھے کیٹھ سے زیادہ کا وقت نہیں لگتا چاہیے اس میں۔" وہ اپنی مگری

پکتے ہوئے بڑا۔۔۔

علیہ کو جو چدھ دھوتے واقعہ صرف ایک مٹ لگا۔۔۔ برق نراثی سے چھرے پر پانی کے چھپا کے ماری،۔۔۔

یک مٹ میں واش رومن سے ہار گئی۔

جنینہ نے اسے باہر آتے دیکھ کر اس کا بیگ اٹھا لیا۔ "اُس اب آپ آ جائیں۔" خاص انتفار کیا میں نے

آپ کا۔۔۔"

ٹلیوہ نے جو راتی سے اس کا پیغمبر دیکھا۔ "تاسا ترزا" اسے انتیار کر لیا۔

رات دیں بیجے بکھر دیوں اپنے اپنے کھر جھنے آئیں۔ پوری رجیں گاڑی روک کر اس کے

اترنے سے پہلے جنید نے کہا۔ "تم میں اور میں کوئی ایسی کچھ مضبوط بھالی ہے؟" وہ اس کے سوال پر اس کا منہ

وکیٹے ہی وہاں بیباوب ہے جو دستی خیز تھا۔۔۔ کچھ دیر پہلے کے جنید سے باکل پر بکھ۔۔۔

"Sharing" کے وہ چیزوں پر بیشان کن بن جائے اس فرض کے سامنے شیئر کر لیا جائے جس سے آپ کو

توہڑی بہت سمجھتا ہے اسی پر جو قورا اہم اچھا لگتا ہو۔" وہ مگر اسکام آوار میں کھردا ہے۔

"میں جھیں جھیں بھر میں سکلا کھم اپر بات بھجتے شیئر کر دیں۔۔۔ شاید کوئی بھی ہر بات درمرے سے شیئر نہیں کرتا

کر بہر بات میں بھجے یا کسی درمرے سے شیئر نہیں کر سکتیں، اسے اپنے ذہن سے لالاں دو۔۔۔ جھیں اگر کسی میچ سے

تکلیف ہو گئی تو نہیں ہو گئی۔ اس لئے کسی بھی چیز کا پہنچ لیے رہتا ہوا سو سوت ہاڑ، تمہاری زندگی بے کار ہے نہ

تمہارے پاس اتنا قاتلوں وقت ہے کہم اسے روئے دھونے میں مفلح کر سکے۔

وہ مگر اپنے دل کھنچ دی۔۔۔

"میں بھرے۔۔۔ میرے گر کرے۔۔۔" وہ باکل ساکت تھی۔

"تو جو چیز بھی جھیں آج پر بیان کر دیں۔۔۔ کہاں کام کھا جیں ہوں۔۔۔ اپنے بیٹے

رم میں جائیں۔۔۔ کچھ کیلے کپڑے کھال لو۔۔۔ اپنی دی دی دیکھ دیوں یا کھو کر کوئی کتاب پڑھو۔۔۔ آپس کا کوئی کام ہو تو وہ کو اور

اس کے بعد بھی بیان سے سچا چاہ۔۔۔ پھر دوئے دھونے۔۔۔ خدا غافل۔۔۔"

وہ اپنی بات کے اختتام پر سکر لیا وہ سکرانہیں کی۔۔۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر دی پیچ آتی۔۔۔ لا دفع کا

روواڑہ کھوئتے ہوئے اپنے پلٹ کر کے دیکھا، وہ اس کی طرف شوپنگ تھا لیکن گاڑی یورس کر گرا تھا۔۔۔ اسے جنید

کی ذہانت میں کسی بھی بیکنی ویپریں نہیں کی۔۔۔

"تو وہ چاہتا تھا کہ اس سے ہونے والے بھروسہ بھی کوئی اور بات مجھے پر بیان کر دیں تھی اور۔۔۔" اس نے

اندر جاتے ہوئے سوچا۔۔۔ کسی معمول کی طرح دو اپنے کر کرے میں گئی اور اٹھوڑی طور پر جنید کی بھیات پر گل کرنی چاہیے۔۔۔

میں۔۔۔ ایک گلڈنے کے بعد خود کی کام میں اس نے سچا۔۔۔" اور میرا خیال تھا اسی آج رات سوچنیں پاؤں گی۔۔۔"

☆☆☆

اگر روزہ روزے میں شاش بیٹھوں میں ناشیت کی میر پر آئی، ہاؤ کے سامنے باقیں کرتے ہوئے وہ ناٹھ

کر دیتی جسیں اس نے اخیر کبھی وہ نہ کھڑا کر دی۔۔۔ ایک مٹے پنکھ دیوڑے اسی وہ کھدم صلک کی۔۔۔ مالو پر جو کا

ایک اور آرٹیل اس کے سامنے تھا۔۔۔ موضوع اس بارہ بھی جاگیری تھا مگر کس کی جانبے والی چیز جد نہیں پہلے

ہے والا ایک پولس مقابل تھا جس میں ایک بدہم زمانہ اشتہاری مجرم کو مارا گیا تھا۔

”وہ کس سے بات کرنا چاہیجے ہیں؟“ علیروہ نے پکھ دیا تو دو ہوڑا آپ پر ٹھیر سے پا چلا۔  
 ”مسٹر مالٹی پوری دیتے...“  
 علیروہ نے ہر جیسے کچھ کہے بغیر رسیدور مالٹی کی طرف بڑھا دیا۔  
 ”مسٹر کافون ہے؟“ مالٹی نے قدر سے لایا تو اپنی سے اس سے رسیدور لیا۔  
 ”عمر جاگیر کا۔“  
 مالٹی پڑ گئی۔ ”عمر جاگیر کا...؟“ مجھ سے بات کرنا چاہیجے وہ؟“  
 علیروہ نے اثاثات میں سر بردا دیا۔  
 مالٹی نے رسیدور پکڑ کر فون کا استکار آن کیا اور رسیدور کو دوبارہ کر پیل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہونے والی  
 منگکوپ دفعوں سکنی تھیں۔  
 پکھ دیوی بعدہ انکی پر تھا، عمر جاگیر نے کسی تمدیدیا ارب آرب کو بلاۓ طلاق رکھتے ہوئے اس سے کہا۔  
 ”میں کون بات کر رہا ہوں۔ یہ آپ پر ٹھیرے آپ کو تھا عی دیا رہا گا فون میں نے آپ کوں لے کیا ہے  
 تاکہ یہاں کوں کو رہ گواہ آپ شائع کر رہی ہیں، وہ کس لے کر رہی ہیں؟“ اس کا لہپہ سراہ کرتے تھا۔  
 ”آپ کس کو اس کی بات کر رہے ہیں۔ میں تو روز بہت ہی کواس لھٹی اور شائع کرنی ہوں۔“ مالٹی نے  
 لایا تو انداز میں کہا۔  
 ”میں اس Gutter Stuff کی بات کر رہا ہوں جو آپ میرے بارے میں لکھ رہی ہیں۔“ اس نے پہلے  
 سے زیادہ تندیز آدمیں مالٹی سے کہا۔  
 ”مجھے انوسورہ ہے کہ آپ تھی کہ Gutter stuff قرار دے رہے ہیں۔“ مالٹی نے کہا۔  
 ”آپ اپنے تھی کو اپنے پاس رکھیں اور دوسروں کے بارے میں زبان کوئی یا قلم اخانے سے پہلے دیں  
 ہار سوچ لیں۔“  
 ”میں جو لئے ہوں، میرا کام ہی تھی لکھتا ہے، اب اگرچھ کھٹے سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے تو میں کیا کر  
 سکتی ہوں۔“  
 ”آپ جیسے قرڑ کا لس بلور ٹزم کرنے والے جوڑت اور ان کے تھی کوئی بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور  
 آپ کے دمگوں اور فریبیں سے بھی واقف ہوں۔ کم از کم میرے سامنے یہ پارسائی اور چاپی کا چلہ پہنچنی کی ضرورت  
 نہیں ہے۔“  
 مالٹی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔  
 ”آپ کو گرجرے کی آرٹیلی پر امدادی ہے تو مجھے اس کی پرداں کیں ہے۔ میں وہ لکھوں گی جو میں  
 ہاؤں گی۔“ اس پارسالٹے میں بھی صدمہ تھے میں کہا۔  
 ”میں آپ کو اور آپ کے اخبار کو کوئت میں لے کر جاؤں گا۔“

مالٹی نے اپنے آرٹیلی میں ثبوت کے ساتھ بات کیا تھا کہ وہ پولیس مقابله جھلی تھا۔ وہ محض وہ دن پولیس  
 کی حراست میں رہا تھا اور پولیس نے تھوڑے کے ذریعے اس سے خامی لی چوڑی معلومات بھی حاصل کی تھیں جن کی مدد  
 سے انہوں نے چند اور طرمان کو بھی اسی طرف پڑا تھا اس کے آرٹیلی میں انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی چند  
 شخصیں کے مدد سے اداران کی طرف سے عمر جاگیر کے اقدامات کی نہادت اور اس کے خلاف کارروائی کا مطالباً بھی کیا  
 گی تھا۔ ”محرم بھی بیانی انسانی حقوق رکھتے ہیں“ کے نامانہ سے لکھا گیا ارٹیلی بہت موڑ اور اسیں کھاکا تھا۔  
 علیروہ نے اخیر کو رکھا۔ اس کی بھوک کقدم ہائی اسکے لئے ایک بارہ مرار کیا۔ مالٹی نے اس باراں سے دکشیں کیا تھا کہ وہ عمر  
 جاگیر پر ایک اور آرٹیلی لکھ رہی ہے یا وہ آرٹیلی آج ہی پچھنے والا تھا۔ علیروہ کے لیے وہ آرٹیلی یعنیاں ایک شاگ  
 سر پر اخراج کے طور پر آجاتا تھا۔  
 ”تم نے ناشکوں چور ہوئے؟“ ہوتے اسے کھڑے ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا۔  
 ”میں مجھے اتنی ہی بھوک تھی۔“ اس نے بے دلی سے کہا۔  
 ”کم از کم چاہے تو پہلو اور...“ ہوتے ایک بارہ مرار کیا۔  
 ”ولی ٹھیں جاہو رہا۔“ دہنایاں بیک اٹھا کر اسی سے آرٹیلی کے تکلیف سے ایک آئی۔  
 آفس میں راٹل ہوتے ہی مالٹی اسے کام سامنا ہو گیا۔ وہ چانچی تھی۔ وہ چانچی تھی، مالٹی خود اسے آرٹیلی کے بارے میں تاذے گی اور  
 ایسا ہی ہوا، وہ علیروہ کے ساتھ ہی اس کے آفس میں آئی اور انہار اجتنے کی اس نے کہا۔  
 ”تم نے پر ایک آرٹیلی پڑھا؟“  
 ”ہاں تھی ناٹھ کرتے ہوئے میں نے دیکھا تھا۔“ علیروہ نے سرسری سے انداز میں کہا۔  
 ”کیا کھجھیں؟“  
 ”اچھا تھا۔“ اس کے بارے میں بھی جسمی معلومات زین العابدین نے ہی فرمائی ہیں؟“  
 ”تو اور گن بھجی یہ ساری معلومات دے سکتا ہے۔ کسی دوسرے بندے کے پاس معلومات کا یہ ڈیجیٹر ہو سکا  
 ہے؟“ مالٹی نے چھین آمد انداز میں کہا۔ اس سے پہلے کو علیروہ اسے کوئی جواب دیتی۔ فون کی گھنٹی بیٹھی ہے۔ اس  
 نے رسیدور اخراجیں۔  
 ”میں مالٹی پر آپ کے کر کے میں ہیں؟“ آپ پر ٹھیر پر چور ہاتھ۔  
 ”ہاں...“ علیروہ نے مالٹی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔  
 ”ان کی کال ہے۔“  
 ”تیکی ڈاکٹیکت کر دو...“ وہ میرے کر کے میں ہی بات کر لیں گی۔ فون کس کا ہے؟“ اس نے آپ پر کر  
 ہدایت دیتے ہوئے سرسری سے انداز میں پوچھا۔  
 ”عمر جاگیر صاحب کا...“ آپ پر ٹھیرے اس کا مددہ بتایا۔

"کورٹ کلے ہیں، جب آپ کا دل چاہے لے جائیں، کیونکہ اطلاع دینے کے لیے آپ نے مجھے فون کیا ہے؟"

مالٹے طریقے لیجے میں کہا۔

"نہیں، میں نے آپ کو اطلاع دینے کے لئے فون نہیں کی۔ ایسے کاموں کے لئے اطلاع کی ضرورت نہیں ہوتی۔" وہ ای طرح کرفت بلکہ بولتا گیا۔

"میں فون کر کے صرف دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ حادثت کی کوئی ہی بیرونی پر تحریف فرمائیں۔ اور یہ بھی چاہتا تھا کہ آپ اپنے قابل احترام نظر کو اطلاع دے دیں کہ انکی حکومت سے وہ میرا کچھ بھائیں بھاڑک سنائے۔"

"میں کی بات کر رہے ہیں آپ؟"

"زین العابدین کی بات کر رہا ہوں..... وہی آپ کا ذریعہ معلومات ہا ہوا ہے نا؟" ملکروہ کا صالح کے چہرے پر بے غما شایستہ نظر آئی۔

"زین العابدین نے مجھکو معلومات نہیں بھاندا کیں۔"

"یہ بات آپ کو کرفت میں کمزور کر جاتا ہے گا..... وہاں ضرورت پڑے گی آپ کے اس بیان طی کی۔" وہ ترش لیچے میں کہرا تھا۔

"میں آپ کی انکی دھمکیوں سے خوفزدہ نہیں ہوتے والی۔" مالٹے قدر سے اکھر لیچے میں کہا۔

"زمیں کیون کون دے رہا ہے آپ کو..... اتنا وقت کس کے پاس ہے میڈم..... میں آپ کو اپنے لیگل ناٹش کے پاسے لے چاہا ہوں۔" اس نے دری طرف سے طریقہ نہادیز میں کہا۔

"اور آپ کو کسی چیز سے ڈرلنے کی ضرورت نہ کیا ہے۔ آپ اپنے ذمکر پر بیٹھ کر Gossip mongering (ازام تراثی) کریں اور اگلے دن اخبار میں پھرداں..... اللہ اللہ خیر ملا۔" کسی کی جان جائے ای مزت آپ کو سے کیا۔

"میں کوئی Gossip mongering نہیں کرتی۔ جو بات اپنے اکابر میں کہیں ہوں۔ اس کا ثبوت ہوتا ہے میرے پاس..... سرکری بھلپیں رکھتی ہوں..... خواب میں آنے والی چیزوں کو کہیں لکھ دیتی..... آپ کو مزید بھوت چائیں تو آپ بیہاں اخبار کے ذریعہ لائیں..... پھر کرفت میں تو آپ جائی رہے ہیں..... کرفت میں بیٹھ کر دوں کی سارے شوٹ۔"

غمزہ دری طرف اس کی بات پر ہر چیز مشتعل ہوا تھا۔

"تم اور تم بیسے جو ٹھیک اس اور ان کی کریبی ملی۔ تم لوگ بیٹھ لائیں مانیا ہوتے ہو۔" ماری زندگی خواہ

ایک چھوٹی سی خمر کرم سالانہ میں گزار دیجئے ہو۔ شاید بہرات تم لوگ بھی خاب دیکھتے ہوئے سوچتے ہو کر اگلے دن تھماری دی ہوئی کلپنی خیر یا آرٹیکل ملک میں طبقان اٹھا دے گا۔ راقوں رات شہرت مل جانے کی خواہیں میں

تم لوگ بھوت کے پلے کے کرتے ہو۔ اور میراثیں بھوٹ ٹوٹ کا لیگ پہنچادیجے ہو۔"

مالٹے اس کی بات کاٹ دی۔ "اور تم لوگ کیا کرتے ہو..... تو کون کو گروں سے اخراج کر جو پلیس متابلوں میں رہتے ہو۔" رشت کا پیر اکھار کرتے ہو، اس پر ہمیں کرتے ہو۔" کون سا میں..... آپ چہے لوگوں سے گالیاں کھانا میں ہے۔"

"میں آپ سے....." "دری طرف سے عمرے اس کی بات کاٹ دی۔" بھرے بارے میں اب اخبار میں کچھ اور شائع نہیں ہوا چاہئے..... وہ آپ کو اکابر کے اخبار کو اس کی خاصی بیوی قبت کھانا پڑے گی۔"

اس سے پہلے کا صاحب پر کوئی دری طرف سے لائی منصب کر دی گئی۔ مالٹے ہر یہی سے بیرون پر احمد مارا۔ "تم اس فصل کا اخراج دکھو۔ کون کی کام کر کے سوچیں جو اس کو وضیع سکھانے۔" اس نے خصے کے عالم میں بیڑ پر ایک بار پھر احمد مارا۔ "آپ دیکھاں اس کے ساتھ کرتی کیا ہوں۔ اس کی ساری گھنٹکوں اخبار میں شاخ نہ کیا تو پھر بہن بکار اس کاں کی ایک ریپارٹر نگہ ہوئی آفس کو بھی بھواؤں گی۔" ملکروہ اکابر پر کوئی خرچ کر کے ہے۔"

ملکروہ چب چاپ مالٹے کو مشتعل ہوتے دھمک رہی۔

"اس کا کام کو دیکھو گا۔" ملکروہ نے کچھ دکھو دیکھ کر چب ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"کس کا کام کیا ہو گا؟" مالٹے نے یک دم بک کر اس سے پوچھا۔

"عمر اور اپنی گھنٹکوں خبریں شائع کرنے کا۔"

"تم ملکروہ اکابر کر کے تباہی ہوں کہیں اس سے خوف زدہ ہیں ہوئی۔" ملکروہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"یہ جان کر ملکروہ اکابر کی محنت پر کافی قرق پڑے گا کہ تم اس سے خوف زدہ ہیں ہوئی۔"

"اُنکی بارہوں چھوٹے فون کرنے کی جرأت تو ٹھیک کرے گا۔"

"تمہارا بیان بھی یہ گھنٹک شاہی ہوتے ہے وہ درجاء ہے؟" ملکروہ نے مقام ادائے دانے اور اداز میں کہا۔

"ذر چاہئے..... وہ ذر کیا ہے۔ درجہ چھوٹے فون کی تھی کہا۔" مالٹے اپنی بات پر زور دیجئے ہوئے کہا۔

"اور وہ بھی یہاں آفس میں۔"

ملکروہ نے ایک چھوٹا سا لے کر اسے دیکھا، اس کا دل پاہا دے مالٹے سے کہے کہ ملکروہ اکابر میں بھوٹی میں

باقتوں پر خوف زدہ ہوتے والا غصہ ہیں ہے۔ اس کی پشت پر موجود لوگ اتنے تاقریبیں کہ وہ اپنے جھوٹے مولے اکینچلڑا پر بیٹھا ہوئی تھا کیونکہ ایکینچلڑا اس کے کیمپ پر اپنے اخداز ہیں ہوئے۔

"مالٹے! تم اس خمر جاگیر کے بارے میں بارہاڑا نظر کیں کوئی کوئی ہو؟" ملکروہ نے کچھ دیکھ کر مالٹے

نے جھرت سے اسے دیکھا۔

"یہ بھجے پوچھ رہی ہو کہ میں اس کے بارے میں کیوں لگھ رہی ہوں۔" مالٹے کوچھے اس کی بات پر



سب کی نظری کے بارے میں۔ کیونکہ میں اپنی بھلی کے بارے میں رنگ یا فخر چیز کی جذبے میں جانا نہیں ہوں۔"

علیحدہ نے اس کے طور پر نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ مالٹا اس کی بات پر مشتمل ہو گئی۔

"میری بھلی نے اپنا پہنچنی کی۔ جس کے بارے میں انجباری شش ماٹھان ہے۔"

"تو یہ بھبھ بات ہے جب کہ تمہاری بھلی کے بھی بہت تھے لوگ یہود کو میں اور جو دنیا میں ہیں۔ کیا یہ موقوٰتی ہے کہ دن بالکل پاک باز ہیں۔ کوئی بڑی اہمیت نہیں چھوڑ کر بھی گردی۔ کیونکہ پہنچنی کی ایسیں ایجادیں ان کے دامن پر کہنی کیوں کہا جائے۔ کیا کوئی اس بات پر یقین کرے گا حالانکہ "علیہ نے سکراتے ہوئے کہا۔"

"میری طرح آخرت میں چیز حلمی کوں نہیں کر سکتیں کہ تمہاری بھلی کے افراد سے بھی بہت سی غلطیاں ہوتی رہیں گی بلکہ اب بھی ہوں گے۔"

"عنالیٰ کوئی بات ہمچنہ نہیں کر سکتی۔ اگر تمہاری بھلی کے بارے میں اخلاقات سانے آگے ہے میں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم سب کی نیکیوں کو اسی فہرست میں لا کر رکاوے۔ کم از کم میں اپنی بھلی کو اس فہرست میں شامل نہیں کر سکتی جب تمہاری بھلی کا نام درج ہے۔" مالٹا نے اپنے اپنے کاپکے ہوئے سرد ہمراہ سے کہا۔

"تم مجھ پر حصہ ہونے کے اخلاقات لٹاؤ۔ یا مجھ نے اپنے دوپش ہونے کے طبقے دے لو۔ مگر اس سے حقیقت نہیں بدلتے۔ اسی ہمدرد چاہک کے بارے میں جو کچھ کوہری ہوں، وہ کچھ ہے اور یہ ضوری ہے کہ اسے اس کے کی ساری وجہ اپنے۔" مالٹا نے اپنی رفتار سے بوٹے ہوئے کہا "اب تم اسے ہمدردی کا نام دیا رہتے داری کا، بہر جاں میں جاتی ہوں کہ مرے کے زمان سے کا سچا ہونے والی اپنی انسانیت کا ازالہ کیا جائے۔"

"تو مجھ پر قلم ہے ہونے والا کوئی جادو نہیں ہے جس کے بارے میں بلکہ باغی خود کرتے ہوئے کرتے ہوئے ہیں۔ یہ صرف اپنے خداوی جگہ ہے۔ کیوں میں ظلم کر رہی ہوں۔" علیہ داہمی طرح پر سکون تھی۔

"اپنے لئے انساف طلب کرنے مخالفت کیسے ہو گی؟" مالٹا نے اس کی بات پر پھیتے ہوئے انداز میں کہا۔

"صرف اپنے لئے انساف طلب کرنے مخالفت کیسے ہے، اسے کہی اور نام نہیں دیا جائے۔"

"لیکن یہے پھر قوم اسے خدا پر قیامت دے لو۔ میں چاہتی ہوں کہ ہمدرد چاہک کو سراۓ کیک اس کو سزا نہیں چاہتے اور اگر چیزیں اس خدا کی وجہ اپنی بھلی کے ساتھیں اس کی طرف سے کی جائے والی کوئی زیادتی ہے تو کی میں حق پر ہوں۔" مالٹا نے دروٹ اندماز میں کہا "عنالیٰ ہوں، فرشتہ نہیں ہوں۔"

"اور اگر کوئی بات ہمدرد چاہک کے یا ہمدرد خوبیوں تو؟" "مالٹا چوچے نہیں کہ سکا۔

اپنی استطاعت میں کرتے رہے تھے۔

"آمیں ایک طلاق۔" علیہ نے اس کی ہماری سے کمی جانے والی بات کا کٹ دیا۔

"میں مالٹا... تم میری بات سن۔۔۔ میں ہمدرد چاہک کو بچانے نہیں چاہتی ہوں گراں کے باوجود میں جانتی ہوں اسے پہنچنی کہنی ہوگا کہ میں پروپش اخلاقیات کی بات کر بھی ہوں جو میں سکھاں جاتی ہیں۔ جو نرم ایسا

ہیں۔ وہ ہم میں بھی نہیں ہے۔" علیہ اسی طرح خلفے لمحے میں کہتی ہے۔ "کچھ بر جملہ اوقیانوسیں ہیں۔ تم اپنی اٹھیوں کی پوروں پر گن کھتی ہو، اور کم از کم میں جھینیں پر فرش جملہ میں نہیں گردان سکتی۔ چاہے تم اس بات کو تلاشی کر رہا ہیں کہ میں کہنیں ہوں گے۔"

"تم اسکے لیے Rotten system (متضمن نظام) کی پیداوار ہیں اور اسی میں رہو رہے ہیں۔ دوسروں پر اپنی اخلاقی سے پہلے اپنا کیری بیان اور دعا میں ہے۔ اپنے کپڑوں پر جسمی مظہری ہے۔ دکھا جاتے کے علاوہ اور کپڑوں پر جسمی مظہری ہے۔ اپنے کوشش کر رہی ہو۔" علیہ فاضل ہو گئی۔

"میں پر فرش نہیں ہوں۔ تم پر فرش ہو؟" علیہ نے اس اخراج کا صاحب کو دیکھا، وہ بڑی بیجی سی سکراہت کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ "ایقٹ ہمارہ میں عمر چاہکی سے ذاتی پرانا شکری ہوں اس لئے اس کے مقابلے کو۔"

"تو یہاں پر فرش ہم بے کرم ہے کہ صرف اس لئے کوشش کر رہی ہو کہ اس سے تمہاری رشد داری ہے۔" مالٹا نے پھر بڑے پیچے ہوئے انداز میں جیسے امکان فراہم کیا۔ علیہ دچکے بیٹھ کر کاہی۔

"تجھے جنت نہیں ہوئی کرم اس روشنی کے ذاتی پرانا شکری ہوئے۔" مالٹا نے اسی تھارے کے بارے میں جانتی ہو، باہم میں اپنے دلوں کے خاندروں کو کھلائیں گے۔" مالٹا نے اسی تھارے کے بارے میں جانتی ہے اور یہ اس کا اشارہ کر رہا ہے۔

"ہاں، تم تھیں کہری ہو۔ یہی پر فرش نہیں ہے اور میں نے اپنے آپ کو پر فرش کر داہمی نہیں۔" مگر تمہارا اگرام بالکل خلائق ہے کہ میں عمر چاہکی کو بچانے کی کوشش کر رہی ہوں، میں اپنی کو کوشش نہیں کر رہی۔"

اس کی ازاد اپنی اس طرح پر مکن ہی۔ "میں صرف یہ بچاتی ہوں کہ اس کے ساتھ دوسروں کو بھی کہری سے میں لا کر کھو کر کاہی۔" صرف ایک ہمدرد چاہک کو کیوں نہیں بڑا جاہارا ہے۔ صرف اس کے مقابلے کی جگہ اس کے Defamation (تجھ آجیز ہم) کوں جلانی جا رہی ہے۔ گزرے درجے اس کا کھاڑے ہیں اس قب کے اکھاڑے کے جگہ اسی وقت بچنے ہو گئیں تو ہم کو فرش نہیں میں شامل نہیں ہے اور کوئی کوچانے کے لئے بولیں یا لکھیں گے۔"

"تم چاہتی ہو کہ میر اپنیں ملی تو تمہارے کرزن کو بھی نہ لے۔" مالٹا نے طبعی انداز میں کہا۔ "کرم میں کہتی ہوں کہ کہنی نہ کہنی سے تو بہتر ہی چاہیے۔ عمر چاہکی سے یہ کی، اس کو سراۓ کی دشائی کو درجے کو بھر جوں۔" مالٹا نے سرد ہمراہ سے کہا۔

"ان ساری پر یکسر کا آغاز ہمرے نہیں کیا تھا۔ ان کے بارے میں کیا خالی ہے جنہوں نے یہ سڑائی کیا۔" وہ دشچارجے ہوئے میں خود کو کہا دفاع کرنے پر جو پر باری تھی۔

"تم صرف یہ بچاتی ہو کہ میر کو کہہ دو تو کہ تمہاری بھلی کے بارے میں کچھ بھی اخباروں میں نہ لے۔" مالٹا نے پھر بڑے پیچے ہوئے کہا۔

"نہیں، میں چاہتی ہوں سب کی فحیلی کے بارے میں لکھا جائے۔ حق۔ حق۔ سب کچھ۔ میری تمہاری۔

وہ ایک بارہ جنگی... اس بار مالک الحرمی ہوئی۔ اس کے چہرے کے نثارات اب پہلے سے زیادہ گھرے ہوئے تھے۔

”تمہاری اس ساری گفتگو کے باوجود میں عمر چنان تکمیر کے ساتھ ہونے والی اپنی گفتگو کو اخبار میں شائع کروں گی۔“ اس نے علیہ کو دو دو گل انداز میں بتایا۔

”ضرور کرو..... میں جھین بھیں روکیں گی۔“ علیزہ نے مکارتے ہوئے کہا، پڑ لئے تک صالح اس کا چہرہ بیکھر کر سے نامہ لکھ گئی۔

علیزہ کے چہرے پر بھلی بار پر پیشانی کے آہا نظر آئے۔

☆☆

اگلے دن جمع نہ کر کتے ہوئے اس نے پہچان بے دلی سے اخراج کو کیا۔ اسے تو قصیٰ کر کر اس میں صالوٰ اور عمر کے درمیان ہوتے والی گفتگو کی تفصیلات ہوں گی۔ عمر کے لیے ایک اور تی سیست، وہ جاتی تھی عربی اسی گفتگو کی تدوینیں کر کے رکھے تھے، کیونکہ مسلط کے پاؤں اپنی افس کے لیکھنے میں موجود اور پڑیں کریا رکھ رکھنے کی وجہ سے اسی پاٹ کا انتشار ہوا۔ اسی کی وجہ سے ایک ہرگز حادث پر محروم ہوتی تھی اس نے اس طرح فون کر کے ماسکو کو روحکاری کی کوشش کی، وہ مس قدر رہنا خطرنک تھا اس سے اس تھم کی طلبی کی تو یقینیں کی پاکی تھیں کہ مادرہ غیر ملکی کسر پہنچا اور علیہ جاتی تھی اعلیٰ عرب کرامہ جنمیں بھی پڑے گی۔ خاص طور پر اس صورت میں ایک مسلط نے پریس کا نامزد میں دھنگوٹھا گافول کرتا ہے کافی قابلیت کیا۔

مگر اخبار دیگر کے اسے حیرت ہوئی تھی۔ صالیٰ کی کوئی تحریر اس میں شامل نہیں تھی مگر اس کی تحریر نہیں تھی بلکہ اندر میں کہیں کی دلیل اور عمر کے درمیان ہوتے۔ والی مٹھکوں کے خواہے سے کوئی خداوند بھی نہیں تھا۔ علیزہ نے اخبار کی ایک ایک خود دیکھ لی۔ مگر وہاں عمر کے خواہے سے کچھ کوئی موجود نہیں تھا کچھ درج ہے جیسی کہ وہ اخبار کو رکھتے تھے جس اس نے اسے رکھا تھا۔ اسے آفس جانے کی بے جھنچتی تھی۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ صاحبوں سے عمر کے سامنے بخوبی نہیں تھے۔ والی اپنی مٹھکوں کا شائع کیوں نہیں کی۔ کیا اس پر علیزہ کی باتوں کا اثر ہو گیا تھا یا پھر اس کی اور جو تھی۔

اس دن آفس جا کر اسے پا چلا کہ صالیٰ نہ نہیں آئی۔

"صالح آفس کیوں نہیں آئی؟" علیزہ نے اپنے ساتھ کام کرنے والی ایک سب ایٹھر سے پوچھا۔

علیٰ نے اس کا "جذبہ" کی جمیں،

اب اماں کے سے جنم کی کاپاڈورت آن زریک؟

"یہ تو مجھے نہیں پتا، لیکن خود آج تک یہی پچھلے کوچلے ہے کہ وہ جنمی کو جلی گئے۔ وہ مجھی سبھی اس کا کام سونپا گیا ہے۔" انہوں نے لارڈ اُنی سے کہا۔ "تم غون کر کے پوچھ لوں اوس سے کہ اچانک اسے جنمی کی کیا ضرورت

”علیزہ تم.....“ صالح نے ہماری کے عالم میں پکھے کہنے کی کوشش کی۔ علیزہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں صرف تہاری بات کہنی کر رہی ہوں۔ میں ایک عالمی بات کہر کری ہوں۔ تم یہ سب کچھ کرنے والی واحد گھسیں ہو۔ تم تعلقات کی پیدا پوری خوبی شائع کر دیجئے ہیں۔ تم دوپہر اور پرست لے کر لوگوں کی تعریفیں شائع کر دیجئے ہیں۔ ہمیں خوبی کا شکل کام سے۔" وادھنی دی گی سے سکرناک۔

"میں سوچتی تھی کہ شاید ایک پروپش ایسا ہے جو انعامداری سے سب کچھ بہتا ہے مگر اس میں جانچ ہوں کہ بیان بھی انعامداری کا تابع انتاہی ہے جتنا سماں کی کسی دوڑ سے ملے۔" اس نے رسم جملہ "ام" اپنے آرٹیکل اور ایڈیشنری میں لوگوں کو اخلاقیات سکھاتے ہوئے پڑتے ہیں۔ اُنہیں نہیں دیکھ، شاخی بھی ہاتھ پر لے جائیں۔ بہتان اور اسلام ترقی پر ملامت کرتے ہیں۔ گرتی ہوئی اعلاق کا اقدار کار و روتے ہیں اور پھر ان اکابر سے لے کر سیاست داؤں اور اور عالم آدمیوں کی بھی عزیزیں اچھائی پڑتے ہیں اور پھر ان سے نام دیجتے ہیں فنا فراش کا اور درود کی کرتے ہیں کہ کوئی کوبس ہاونا چاہیے۔ اُنہم برخیز کو محروم سالا کا کاخباری سرکشیں بڑھانے کے لئے فرشت پر پکا رہے ہیں۔ فالان نے خالص کے ساتھ گھر سے بھاگ کر کوئی نہیں ملی تھی کہ فرشت کی خود کا گھاپ پورا بخت ہم اسے ہی کو کر سمجھتے ہیں۔ کسی بچہ سات آؤں تک ہو کے گھم ساتوں کی کلی ہوئی گرفتی فرشت کی پر شاخ کر دیں گے، اُنم نے آج تک محاضرے میں کون سا انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اُنم جن ہیں ایکسر کے لیاں اور کار و بترس کے اور تینی کرتے ہیں ان ہی یہودیوں کی ان ہی ملبوسات میں تصوریں شائع کرتے ہیں اور اُنم دوسروں میں لول کا تقدار صورتی ہے۔" دلی۔

"ہم جن سماں تھاں پر کچھ اچھا لئے بھرتے ہیں انہیں کی حادثات، ان کی تعریفیں شائع کرے چکے ہیں۔ رے لکھتے ہیں کہ قلاں نے "ہمیں چاہے پر بنا دیے قلاں ساختھ دو دے پر لے گئے۔ قلاں نے اسے بیٹھ کی شادی پر بیان کیا۔ ان کے ساتھ تھوڑی بھی کھپڑتے ہیں اور پھر ان تھوڑی کو فرمی کرو کر اپنی دیواروں پر بھی لکھتا ہے۔" اپنے اپنے لکھ کے لیے رکی۔ "ہم پوروں کرکی پر اپنیں اخراج کرتے ہیں اور کہاں پر اپنی اخراج کرتے ہیں اور اپنے قائم لٹکا موس کے لیے ان کے پاس بھی جاتے ہیں۔ اگر عمر جا چکر تھے تمہارے کونز کے ساتھ یہ سب کہا جاؤ تو یا چھپا جائیں۔ کمی یا زائد کا کوہ کو شہر میں کیا کہا رکھے کر رہا ہے، کیمیں ہمارے لیے پر بیٹھ کریں ہوتے ہیں ان پر تراش رہتا ہے۔ ہمارے سارے کام کی روکاٹ کے سینجھوں جائیں تو ہم ان کی تعریف میں دیکھنے آئیں کہ قابے لکھتے ہیں۔ ہم رہیات کا جھنگستان....."

"بھر بعده میں انہوں نے مجھے بلا کر کپا کر میں اس کو شائع کر دوں۔"

"آپ نے شائع کر دی؟"

"میں....."

"اچھا تھا ہے۔ میں بھی جانا چاہتی تھی۔" اس نے رسیدور کو دیا اور کچھ در پر سوچ انداز میں فون کو بھیت رہی۔

کمکتی تھوڑا صاحب کے دل میں عمر جا گئر کے لیے اس قدر ہمدردی کہاں سے آئے پڑتی تھی کہ انہوں نے اس پیٹ کو طائف کرو دیا جس میں موجود مواد کے شائع ہونے سے عمر کی پوزیشن اور ارباب ہوتی وہ الگری تھی۔

"جب کہ ابھی چند دن سے تو وہ صالح کو اس کے آنکھ پر داد دے رہے تھے اور بھروسہ زین الحابدین، کیا اس نے صالح سے کوئی رابطہ نہیں کیا یا صالح سے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا؟" وہ اس میں کوٹ کرنے کی کوشش میں مددوف تھی۔

اب کم از کم اسے صالح پر دیکھ کر جانے کی وجہ بخوبی تھی۔ وہ یقیناً اچھا بھائی پر گئی تھی جب اسے تمور صاحب سے اس گلٹکو شائع کرنے کی اجازت نہیں ملی ہو گئی تو۔۔۔ اس نے یقیناً بھائی، بھر جانہ کو کہ دیا۔ اپنی راست کا اتمام کر کے گھر لے گئے اور اس کے آنکھ میں آئیں۔ اس کے آنکھ میں آئیں۔

"یقیناً کی ہوگی ورنہ انہوں نے صالح کو گلٹکو شائع کرنے سے منع کرنے اور اس پیٹ کو شائع کرنے کا فیصلہ کیوں کیا اور اب وہ لک کیا کریں گے۔ کیا اخبار میں مددوف شائع کریں گے۔ صالح پر دیکھ کر طرف سے اور انہوں کی طرف سے ایجھے۔"

وہ اب ہمہ کو حتکت ملی کے بارے میں اندازے لائے کی کوشش میں مددوف تھی۔

اگلے دن ایسا کوئی بھی نہیں ہوا تھا جیسا کہ تو قائم کری تھی۔ اس کے اخبار میں ہر کوئی بارے میں اس دن بھی کوئی پڑھنے تھی۔ ہر طرف کامک ایک خاص مشی جانی تھی۔ آفس میں بھی کوئی خبر نہیں تھیں جن کو سکس کیا چار ما قت اور طیور کے تجسس میں املاکتہ بوتا جاتا تھا۔ یقین میں تھا جو اسے زیرہ جبار کے پاس لے گیا تھا وہ ان کے اخادر کام کرنی تھی۔

"میں آپ سے پرسوں کے حوالے سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔" اس نے کچھ کسی باتوں کے بعد ان سے اپنے مطلوب مضمون پر گلٹکو شروع کر دی۔

"پرسوں کے بارے میں؟"

"ہاں صالح کے حوالے سے۔" ملبوڑے کہا۔

"پرس صالح سے جیری باتوں کے بارے میں۔" وہ ایک اور آنکھ کھلتا چاہا ہری تھی جو چاہکر کے بارے میں" اس نے بات شروع کی۔ "وہاں اس دن عمر جا گئر نے فون کیا تھیں اسال کو۔" بمرے آفس میں ہی بات ہوئی تھی دلوں کی بلکہ کچھ مگھرا بھی ہوا تھا اور فون پر بات میں کہنے کے بعد صالح نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ عمر کے بارے

عینہ کو گلٹکو ہوت ہوئی اگر اس کے اور صاحب کے درمیان کل والی گفتگو میں ہوتی تو وہ یقیناً اسے کال کرنے میں ناکام رکتی گرائب اس کے لیے مالک کو فون کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"تم کیا سوچتے ہیں؟" "لختانے سے سوچ میں ڈوبتا کچھ کو پوچھا۔" "منہں کچھ نہیں۔" میں ایسے ہی۔ "اطمیت نے کام کر کے بعد ایک خیال آنے پر اس نے تمامی سے پوچھا۔

"کیا صاحب سے کوئی آنکھ لکھا ہے۔ کوئی عیا آنکھ؟" "لختانے سے سوچ کر اسے دیکھا۔"

"تم کب کی بات کر رہی ہو؟"

"آنکھ کی۔" "یا آج۔"

"منہں اسے کوئی آنکھ لکھ لیا۔" وہ سکا ہے گھر سے کچھ بخواہے یا بھر جانیوں کے بعد پوکو لائے گرفتی الحال اس کا کوئی آنکھ لکھ لیا۔ وہ سکا ہے گھر سے کچھ بخواہے پاں جھیں ہے۔"

"آچھا۔" "اطمیت پر کام اور انکھی۔"

"کیا اس نے تم سے کسی آنکھ لکھ لی کی بات کی تھی؟" "لختانے اپاٹک اس سے پوچھا۔"

"منہں ایسے کسی خاص آنکھ لکھ لی کی بات نہیں کی۔ میں دیے ہی پوچھ رہی تھی کہ شاید جنمی پر جائے ہوئے دو کوئی نئی پڑھوے کریں گے۔"

پوچھو گئی لختانے کے پاس رسینے کے بعد وہ واپس اپنے کہین میں آئے کے بعد اس کے ساتھ ہوتے والی گفتگو لے فون لھا کر آس کے آپ پر سے بات کی۔ "ذکا۔" صالح نے اپل آپ سے کسی کے ساتھ ہوتے والی گفتگو ریکارڈ گئی ہے؟" اسے گاہ دری کو طرف نکلا جا رہی تھے ہونے کے گھنٹاں کردا ہے۔

"آپ کس کی گفتگو کی بات کر رہی ہیں؟" "پوچھو گئی خاصیتی کے بعد کہا نے اس سے پوچھا۔"

"کل ہر بے آنکھ میں آپ نے صالح کو جانکر کیے ساتھ بات کر دیا تھی۔" میں اس کی ریکارڈ گھنگ کی بات کر رہی ہوں۔ "اطمیت نے اسے یاد رکھا۔"

"منہں وہ نہیں نے صالح کو کہیں دی۔ آپ جانتی ہیں۔" چیف اٹلیٹ کو تباہے بغیر اور ان سے اچارت لیے

لیغیر اسکی کوئی ریکارڈ گھنگ کی کہیں دی جاتی۔ "کل صالح نے مجھے دو ریکارڈ گھنگ میں نے تیور مصاحب سے بات کی تو انہوں نے وہ ریکارڈ گھنگ دیے سے منع کر دیا۔" ذکا نے چیف اٹلیٹ کا نام لیتے ہوئے کہا۔

علیحدہ کچھ پر سکن ہو گئی۔

"تو دو ریکارڈ گھنگ آپ کے پاس ہے؟" اس نے دکا سے پوچھا۔

"کہیں۔" وہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"آپ کے پاس نہیں ہے تو مجھ کس کے پاس ہے؟" اطمیت نے جرأتی سے پوچھا۔

"وہ تمور صاحب نے اپنے پاس مکھوالی تھی۔ شاید سننے کے لیے؟" ذکا نے دپھا خیال غاہر کیا۔

"تینیں، مجھ سے اس کا کوئی بھرکاری کیوں ہوگا۔ ہم ابھی بھی دوست ہیں۔" اُن نے جھوٹ پوچھ لئے کہا۔  
 "مجھے صرف تجسس ہوا رہتا۔ اس لیے میں نے یہ پوچھا۔ آپ سے پوچھا۔" علیرہ نے دعاخت کی۔  
 "مگر مجھے جو ملی ہو رہی ہے۔"

”یور صاحب اُسی سے تو پریز نہیں ہوتے، بلکہ ہمارے اخبار کی کریڈٹ ملٹی ای بات پر میں کرتی ہے کہ تم ہر جم کے پریز کو فس کرنا جاتے ہیں اور کمی میں پریز کے آگے سر ٹڑ نہیں کرتے پھر اب اتنے چھوٹے سے اٹپڑے...“ زور ہمارے نکتے اپنکا 2۔

”ہاں مجھے کمی جھبٹ ہے گھر... غیرہ... یہ کچھ کوئی نہ کوئی بات تو ہو گی۔ کوئی اُنہی بات ہو گی کہ تمور صاحب نے اس سارے معاملے کو قائم کر کا ہے۔“

”اور میں نے یہ میں سنائے کہ زین العابدین میں اس ائمۃ پر کام کر رہا ہے۔ یور صاحب اسے کیسے روکیں گے؟“ دو تکمیل نہیں کرتا۔“

”تم سے کس نے کہا کہ زین العابدین اس اسائنسٹ پر کام کر رہا ہے؟“ زہرہ جبار نے کچھ چک کر کہا۔  
 ”صالوک سے پاچا ہے مجھے۔“ علیہر نے صالوک کا حوالہ دی۔  
 ”بیرے پاس لکھ کوئی اطلاع نہیں ہے اور زین العابدین.....“ زہرہ جبار کوئی سوچ نہیں پڑتی۔ ”وہ بھی  
 بھی پہلے سے پتی اسائنسٹ کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا، گھر مالی۔“ بیوی ہری زین العابدین اور تیمور صاحب  
 کا سماں ہے۔ وہ خود اسے درک آؤت کر لیں گے۔ ”انہوں نے مر جھٹکے ہوتے کپاٹیوں وباں سے باہر آگئی۔

☆☆☆

اگر ان بہت دھا کر خیر ثابت ہوا۔ وہ دوپہر کے وقت آفس میں کام کر رہی تھی جب نمائندہ کدم اس کے گین میں دھاں ہوئی۔

”ماں گاٹھے تو جسمیں ہا ہے، صالوں کے ساتھ کیا بجا ہے؟“ اس کے پیش میں داخل ہوتے ہی کہا۔  
 ”نہیں گاٹھے کیا بجا ہے؟“ طیارہ اس کے سوال سے زیادہ اس کے ساتھ دیکھ کر خودہ ہوئی۔

"اس کی گاڑی پر کسی نے فارمگی کی ہے۔ آج تک جب وہ آس آری کی تو....."  
 "ماں گاڑی..... حبھیں کس نے تباہا؟ وہ ملکی تو تھے؟" عظیرہ بکرم پر طہان ہو گئی۔  
 "ماں گاڑی کے ساتھ بچہ کس راستے پر ہے؟" عظیرہ کو سچا لگا۔

سماں کے خود کو ایسا جانی کہ وہ پر پھیپھی کرے گا۔ اس میں... میں کے تباہ ہے۔  
”اس کا مطلب ہے، سماں ملکہ ہے۔“ علیور نے سکون کا سائنس لیا۔  
”بلے.....“ سوت کا تجھے چھپا گئی۔ ”لئاٹھ کر کری، کنچتھ ہے کہا۔“ ان لوگوں کے لئے اب وقت ایک

کاڈی پر فارمک کی جب دو اگی اپنے گھر سے نکلی تھی۔ فارمک کی آواز سختی میں کے گھر کا گاہک بھی باہر نکل آیا اور اس نے بھی فارمک کی جس کی وجہ سے دو لوگ بیانگ گئے گھر صالوٰت بہت زیادہ اپ بیٹھ ہے۔ اس نے تینوں

میں ایک اور آنکھ لکھتے ہی بلکہ اس کی تمام گفتگو شائع کر دے گی کہ بہرہ دھمکی پر جلی گئی اور سیرہ لاکھ کے باوجود اس سے رات تک ہو سکا۔ ”بلجے نے گھوٹ بڑا۔  
”پھر کل مجھے پانچا چالا کی تور صاحب نے صالوکوہ آنکھ لکھتے سے منع کر دیا ہے اور وہ گفتگو کی ریکارڈ گئی تھی شائع کر داوی۔ ”اسی نے سوالی نظر وہن سے انہیں دیکھتے ہوئے کہتے ہوئے کہا۔

”ہاں..... اپر سے کچھ پریشر تھا۔“ زہد جبار نے اس کو گہری نظر دیں سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
”کیس پریشر ؟“ علیم و نے پوچھا۔

”دھیں ہاونا جائیے علمہ کیا پر شورکتا ہے۔ تم آخراں خاندان کی ایک فرد ہو۔“ وہ عجیب سے انداز میں مسکرا کر بولیں۔

علیم، چند لمحے کو نہیں بول سکی۔ اسے موقع نہیں تھی کہ دہ بھی یہ بات جانتی ہوگی۔ ”یقیناً صالحوں نے یہ بات.....“ اس کی سوچ کا تسلسل فوت گیا۔

"میں تو مالے سے یہ چان کر جی رہا رہ گئی کشم کشم رہ گئی کر کن ہو، ہیرے توہم و مگان میں کبھی یہ نہیں تھا، اور مجھے حیرت اس بات پر کبھی تکی کشم اور صالاتی اپنی فرش زہار صالاتی پھر کبھی تمہاری ٹینی کے بارے میں لگو رہتی ہے اور تم کسی بدل کا مردی نہیں کیا۔" زہرہ جناب کہہ رہی تھی۔

"یہ تو مجھے مالوں نے بتایا کہ وہ خوبی چند دن پہلے کہ یہ بات نہیں جانتی تھی۔ تم نے اس سے بھی کبھی اس بات کا ذکر کیا تھا؟"

"یہ ضروری تو نہیں تھا کہ میں ایسا کرنی۔"  
 "ہاں نیک ہے ضروری تو نہیں تھا کہ پھر بھی..... پڑو کئی بات نہیں، اب تو دیے گئی سب کچھ فرم ہو گا  
 ہے۔" زورہ جارہ نے اس کی بات کے جواب میں تقدیر لے رہا تھا۔  
 "میں، میکا جاتا ہمارا یہ ہوں کہ سب کچھ کے خاتمہ ہو گے۔ کل کی تک تو....." زورہ جارہ نے اس کی بات

کاٹ دی۔  
”یہ تم نہیں جانتی۔ تیرور صاحب نے اتنی قصیل نہیں بھائی کہ مگر پرسوں کافی کاراؤں کی تھیں ان کے پاس، کافی اور سے اور وہ نظرے پر بیٹھا تھے۔ پر انہوں نے مالوں کو لے لا کر اس سے بات کی۔“

"مگر وہ کیوں پر بیان تھے۔ خود گرفخت نہ تھے۔ مگر تو اکابر ای کی اعلان کیا تھا۔ رنگ کے خلاف۔"  
 "ہاں گرفخت نے اعلان کیا تھا۔ قدر اعلان کرنے میں اور انگارکی کرنے میں فرق ہوتا۔ صاحبو  
 پر بیوں بہت غصہ میں تھی۔ صدر میں ہی بھی کے لئے کرگئی ہے۔ تجویں نے اسے ایک اور اعلان دی۔ "جہارے اور  
 ایک دوسرے اعلان کے ساتھ اپنے کام کا اعلان کیا۔

سادھے رہ جائیں اور اپنے بن وی ہات میں ہوں ।  
”کسی بات؟“  
”کوئی نہیں؟“

عینہ اس کی نیکیات کو کچھ کمی تھی۔ وہ یقیناً اس وقت عمر جہاں اگر کے خاندان کے ہر فرزوں کو پابند نہ کر جو رہی ہے،  
کی اور چند دن پہلے عینہ کے ساتھ ہونے والی نگلوک سے اس نے مبین اخذ کیا ہوا ہے، بھی عمر جہاں اگر کے  
ہر خاندان کی مکمل حیات کرتی ہے۔

اگلے دن کے خبریں نے اس رکورڈ تھی کہ نور نے بیان کیا۔ عمر جاگیر پر اور کچھ اچھا لگا گیا تھا۔ اس کے حوالے سے اگلی تجھی بہت سی خبروں کو اخبار میں لگایا گیا تھا اور اس پارصرف ان کا اخبار یہ سب شائع نہیں کر رہا تھا۔ یہ نکل رہا تھا۔

تیرے دن کے اخبارات میں کہ اور جنری سے کہے تھے۔ سالوں پر بڑی کمپنیاں کو نہیاں کر رکھ دی گئی تھیں جب کہ عمر جانشیر کی تدبیح کو ایک سیکھ کا لعلی جنری ہا کر پچھلے فتح کے ایک کرنے میں کامیابی کی۔ اسی ایمنی کی طرف سے اس طبقی مدت اور عرصہ جانشیر کا بڑھنے کا مطالبہ کیا گا۔

☆☆☆

”آج شام کو لاہور کے سارے مجاہی پریس لکب سے گورنر ہاؤس تک احتیاطی واک کر رہے ہیں۔ عمر جہانگیر مظاہری اور اُس کے خلاف اس قاتلانہ جعلی انگوڑاڑی کے لیے۔ ہمارے اخبار کے سارے لوگ بھی چارہ بے ہیں۔ ملیودم جپلڈگی؟“

لہذا نے تیر سے دن اسے میٹا کیا۔ علیہ کی کھینچیں نہیں آپ کو دے اسے کیا جواب دے۔  
”کوئی زرد تیز نہیں ہے، اگر تم اس داک کو جو ہون نہیں کرنا چاہتیں تو کوئی بات نہیں۔۔۔“ لہذا نے اس کے جریے کے ثابت و کبھے بوجے کہا۔

"میں تمہاری فلکوئر کوئی کہنی ہوں....." اس نے مجھے علیہ سے ہمدردی کی۔  
"میں نے ابھی کچھ ملے نہیں کیا، ہو سکتا ہے میں شام کو وہاں آ جاؤں۔" علیہ نے اس سے نظری چاٹے ہے کہا۔

کالیز کی اچبی اور سالانہ نظر دوں سے بخوبی کرنے کے لیے بھی بہتر تھا۔

اسے دیکھ کر وہاں سب کو حیرت ہوتی تھی میانچے کوئی بھی وہاں اسی کی اس طرح آمد کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ اب تک لوگوں کے ساتھ ساخ مدد و مدد پر بیرونی خاصی حیران نظر آئی۔ فارزگ و والے اور قد کے بعد اس دن پہلی بار ان لوگوں کا آجنا سامنے آ جائیا۔ قابلِ تحریر اور ایک بکار طرف پر وہ آئی۔

"بیل مالی..... تم کی کی ہو؟ اس نے مالی سے پوچھا۔  
"میں بھیک ہوں۔"  
"میں تم سے کوئی بھیک کرنے کی کوشش کرتی رہی ہوں مگر..... میلے تم بہت صورت تھیں۔" اس نے مالی

صاحب سے بھی بات کی ہے اور کل دہ پر لیں کانفرنس کر رہی ہے

”وہ جانتی ہے کہ فائرگ کس نے کی ہے؟“

”سب جانتے ہیں، وہ جن کے خلاف آج کل لکھ رہی ہے، ظاہر ہے ان لوگوں نے عی۔“ نہایت بات کرتے کرتے رک گئی۔

"تم عمر جہاں کیر کا نام لیتا چاہتی ہو۔" علیزہ نے اس کی پات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"اہ.....میں جاتی ہوں، تھیں یہ بات بری لگی مگر عجیب کیر کے ملا دے یا کام اور کوئی نہیں کر سکتا۔"  
زکم آفس میں سب بھی کہ رہے ہیں اور خود اسالیہ کا بھی بھی کہتا ہے عجیب کیر اس کی پڑھتی کیر اسے کوئی  
گھنون کر کے دھکایا تھا۔

علیہ کچھ دے مل جوگئی۔ اسے یکمڈی پر بیٹھن ہوتے لگا تھا۔ آخر جھر جا گئی کیون اس طرح کی حرکات میں تو لوہو بہت سے نقصان کچھ اور بھی کسری ایجاد کر جائے گا۔ کوئا کچھ کہتا ہے؟ نہیں۔ رہا تھا

☆☆☆

شام کو وہ صاحب سے ملے اس کے گھر گئی، ملازم نے اسے ڈرائیور روم میں بخایا، کچھ دیر کے انفار کے بعد  
واپس آیا۔

"بی بی سورہی ہیں۔" ملازم نے اسے اطلاع دی۔ علیز، کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر انھوں کھڑی ہوئی۔  
نھیں کچھ اپنے بولوں کا اکر کرنا ملازم کے لفڑی پر جمع ہوا۔

"یہ میری طرف سے اسے دے دیں اور اسے بتا دیں کہ علیہ سکندر اس سے ملنے آئی تھی۔ میں اسے کال  
دوڑا گکا۔"

"ٹھیک ہے، میں ان کو آپ کا بیان دے دوں گا۔" طالب نے سر ہلاکتے ہوئے پوکے اس کے ہاتھ سے لیا۔ علیرہ نے "دیکھنے کے بعد مگر سے اسے فون کیا گر لازم نے فون پر اس کا نام پوچھنے کے بعد اس سے کہا۔" بی۔ "بھی بھی سورہی ہیں۔"

”آپ نے اتنی سیرا پیام دیا؟“  
”میں کوئی کہا نہیں۔“

لی۔ وہ ہمارے بدد دبارہ اپنے مرے میں پیسی ہی تھیں اور انہوں نے نہیں کہ لوئی ابھیں  
لڑبند کرے۔“ لازم نے اسے صالوٰ کا پیغام دیا۔

عینہ نے دون بندار کے صالوں کے موبائل پر اسے کام کی۔ کامل رسیوٹنیں کی گئی۔ وہ صاف طور پر اسے نظر زکر رہی تھی۔ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

۲۶ چھوٹ پورا۔

”مگر اکرم موبائل کو آف نیکی کرو اور نام طور پر شام کے وقت۔ وہ بھی انتہے لیے عرصے کے لیے۔“  
میں جیسیں نہیں کر پا رہا تھا۔“

”مگر آپ کے ساتھ تو آج میرا کوئی پروگرام ٹھنڈیں ہوا تھا ورنہ میں جاتی ہی ہے۔“ علیزہ نے سکراتے ہوئے کہا۔

”اہ، پروگرام تو کوئی نہیں تھا۔ میں دیے ہیں آگئی۔“ بیال کا لوٹی میں کسی کام سے آیا تھا سوچا کرم سے ادا نو تھے مٹا پڑا۔ ”جنہیں اپنے آئنے کی وجہ تھائی۔“

”اب تم کپڑے پہنچ کر لو تو میں کہاں کواؤں۔“ نادو نے اسے اٹھیاں دیتے پہنچ دیکھ کر کہا۔ وہ انہاں پہنچ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

☆☆☆

اگلے دن عجیب ناشد کی بیڑ پڑتے ہی اسے نادو کا مردوں آف ہونے کا احساس ہوا اور انہر باتیں لیتے ہی اس کی وجہ پر اچھل کی تھی۔ پلے ہی صفحے میں پندہ درسے مخالفوں کے ساتھ اس کی اپنی تصویر موجود تھی اور یہیں اس تصویر کے ساتھ مخالفوں کی اس اجتماعی رلی کم واک کی سطحیات جیسی ہوئی تھیں۔

علیزہ بیویوں کا جیسے کہ اسے پھر کرتے ہوئے کچھ بیویوں کی تھیں تھیں کہ اس کی کوئی تصویر بھالی جائے گی اور پھر اسے اخبار میں اپنی نامیں جگہ لانا دی جائے گ۔ اس نے کن ایکوں نے نادو کو بیکا۔ وہ بالکل غاصبو تھے ناشد کرنے میں صرف تھا۔ اس کی کچھ بیویوں کی تھیں آیا کردہ والہ کا خدا شدما کرنے کے لیے ان سے کیا ہات کرے۔ پھر نادو شروع کرنے ہوئے اس نے اس وقت ان سے کوئی بات نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔  
بہتر تھا کہ وہ آنس سے واپس آ کر کی ان سے بات کرنی۔ کیونکہ جب ان کا حسر کسی حد تک کم ہو گیا۔

ہاتھ میں گھر کے بارے میں پچھلے پکھر میں سے شاخی ہوئے والی خبروں سے وہ پلے ہی بہت پریشان تھا۔ اور اس اسیں کام کا حصہ کر کر پہنچا۔ اپنی شاک پہنچا۔

ناشد کا خاصیتی پہنچنے کے بعد وہ آفس میں آئی تھی اسی طور پر جیندی کا کال کا انتقال کر دی تھی۔ وہ جانشی کی اس وقت تھے وہ بھی اخبار دیکھ کر کہا ہو گا اور کہنا چاہتی تھی کہ اس تصویر پر اس کا روکیں کیا ہو گا۔ خاص طور پر یہ چان کر کس نے جیسے اپنی کل شام کی صروفیت کے بارے میں چھوٹ پولا تھا۔

وہ اکثر اسے اسی وقت فون کرتا تھا مگر اس روز اس کا فون نہیں آیا۔ گیرا، جیسے کہ قریب علیزہ نے پوچھتے ہوئے اس کے موہبلی پر اپنے فون کیا۔ درستی طرف سے کال ریسیڈ کی گئی۔  
”یہ جلدی میں علیزہ ہوں۔“

”میں جانتا ہوں۔“ جیندی نے اس کی بات کے جواب میں بڑے بڑے پاٹ سے انداز میں کہا۔  
”میں آپ کے فون کا انتقال کر دیتھی۔“ علیزہ کی بھی میں نہیں آیا، وہ اس کے علاوہ اس سے کیا کہے۔

”تھیں، میں صرف نہیں اپنی بیٹتھی۔“

”میں بھوکتی ہوں۔ اور میں اسی حوالے سے بات کرنا پڑا رہتی تھی، مجھے بہت انوسوں ہوا ہے اس دلکش پر۔“

”علیزہ میں جاتی ہوں، اور اس بڑے کے لیے بھی علیزہ جو تم نے مجھے بھجوایا۔“ صالوں نے چلی پار سکراتے ہوئے کہا۔

”اس کی سرورت نہیں تھی۔“ علیزہ نے اس کا کندرہ حاصل کیا۔  
”ویسے صحیح قوی نہیں تھی کہ تم آج بیال آؤ گی۔“ پکھ دی خاصیت رہنے کے بعد اچاک صالوں نے اس سے کہا۔

”دیکھنے آگئی۔“ اکرم اس سے پوتا بتے ہو گا کہ میں اپنی بھلی کے ہر طلاقوں کی حادثت نہیں کرتی ہوں۔“

”اہ، اکرم اکب میں پر صورت جان گئی ہوں۔“ صالوں نے ایک گرم جھیل سکراہت کے ساتھ کہا۔ بھروسہ دلوں درسری ہاتھ اس میں صرف ہو گئی۔

”واک میں مخالفوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی تھی اور ان سب نے پوتھر پکھے ہوئے تھے جن پر عمر جاگیر کے خلاف بہت فری بڑے درج تھے۔ فرانڈ نے ایک پوتھر علیزہ کو کھیل پکڑا دیا۔

علیزہ نے زندگی میں بھلی پار پوتھر پکڑ کر سڑک پر اس طرح کسی واک میں حصہ لیا تھا اور وہ خاصی خفت کا شکار ہو رہی تھی جو گورہاں سو جو باتی سب مخالفوں کے لیے یہ سب عامی ہی بات تھی بہت سی واکیں سے ایک بھکر اجتماعی واک سے زندگی ان کے لیے یہ گپ شپ کرنے کا ایک سرچ تھا۔ پوتھر کلب سے گورہ ہاؤں جا کر کچھ بیسٹ مخالفوں نے گورہ ہاؤں کے ایک الہار کو ایک یادداشت ہیں کی تھی اور پھر گورہ کے پوتھل سکرڑی سے بھی ان مخالفوں کی ملاقات کر دیتی گئی۔

ان مخالفوں کی ملاقات کو رکاوی تھا۔

”گورہ صاحب نے یقین دیا ہے کہ وہ زیر اعلیٰ سے بات کر کے کل عمر جاگیر کو محظی کر دیں گے۔“

مخالفوں میں سے ایک نے بلند داری میں دھماں کھڑے دوسرے مخالفی کو بتایا تھا۔ پکھ دی ری ہر یہ گپ شپ کے بعد تمام مخالفیاں سے جانے لگے۔ علیزہ بھی وہاں سے اپنی حسر کی اگئی۔

☆☆☆

رات آٹھ بجے جب وہ گورہ اپس آئی تو جیندی اس کا خفرختا ہو اور نادو نو دلوں لا دفع میں پیٹھے ہاتھ میں صرف تھے۔

”میں نے جھیں بہت فور مگ کیا۔ تم کہا تھیں۔ تم نے موہبلی کیوں آف کیا ہوا تھا؟“ جیندی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

”ابن ایسے ہی آف کر دیا تھا۔ پکھ فریڈر کے ساتھ فریڈر نے پٹھانی تھی میں۔“ علیزہ نے صوف پر بینتے

"تم مجھے یہ سب کو مرف اس لیے نہیں سمجھا سکتے کیونکہ یہ بہت illogical (غیر منطق) ہے ایسا کہ جس کا کوئی سربری نہیں ہے۔"

"میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ صالوں میری کوئی اور دوست ہے۔"

"غم جانچا گئے تمہارا فرشت کرنے ہے۔" جنید نے اسی طرح کہا۔

"مگر صالوں کے ساتھ زیادیت ہوئی ہے۔"

"غم جانچا گئے اس سے کام خود مدار ہے۔"

"صالوں کی خود مدار ہے۔"

"جب غیر منطق لوگوں کے لیے سڑک پر پورٹ بکر کفری ہوگی تو ہر بیٹھ تو ہوئے کہا۔ چنانچہ کے لیے انکی ای کوئی واس کرنا کہ کرے تو تم جاہاں کو جاہاں؟" علمبر نے کچھ ہوتے ہوئے کہا۔

"جس کوئی ای کوئی واس کرنا کہ کرے تو تم جاہاں کو جاہاں؟" علمبر نے اپنی سفیری کا حق تسلیم کر دیا۔

"میں اپنے گمراہ والوں کو اس تصویر کی وجہ سے (دھاخت) دے سکتا ہوں کہ میری محبت اپنے عی خاندان والوں کے خلاف پورٹ بکر کفری ہے؟" علمبر نے اپنے خوشی سے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو تباہی ہے، میں بہت خوشی سے ہاں جسی کیجیے۔ مجہاد ہاں جاہاں۔"

"میں میں یہ دھاخت قبول نہیں کر سکتا۔ کوئی مجرما کو کوئی نہیں کر جاتا جب تک کہ اپنی مرشی کی شرکی حد تک اس میں شامل نہ ہو۔" جنید نے اسی طرح روشی سے کہا۔

"میں آپ سے ایک لمحہ کو رکورڈ ہوں۔"

"محظی تباہی ایک لمحہ کو رکورڈ نہیں ہے علمبر جس پر تمہیں شرمندگی محسوس نہیں ہوئی اس کے لیے ایک لمحہ کو رکورڈ کرنے کے لیے آپ غلہ بیان میں کہا۔

"تو پھر میں اور کیا کروں، آپ کو تباہی کی جو ہوں کر....."

جنید نے اس کی بات کا کٹ دی۔

"میں اس موقع پر تم سے بھر کی بات کروں گا۔ اس کے لیے کی تھی اسی طرح برقراری" اور بات کوئی

"خدا حافظ۔" اس کے جواب کا تھار کیے پھر جنید نے فون دیکھ دیا۔

علمبر نے مایوسی سے اپنے موبائل کو دیکھا۔ "آخوندہ سے میرا پاٹ اسی آپ کو کیوں نہیں بھکھت۔ غم جانچا کو اتنا پھرست کرے چیز۔ جب بھی جب وہ ملا جاؤ۔" اس نے موبائل میں پر رکھتے ہوئے سوچا۔



"یہ بروی جیمان کن بات ہے کہ آپ میرے ذہن کا انتقال کر رہی ہیں۔" علمبر اس کے لیے میں نہ راضی خلاش کرنے کی گی۔ "میرا تذکرے میں تھا کہ آپ نامی (Self reliant) ہیں۔ دروسوں کے انتقال میں حالت نہیں کر سکتے۔ بہر حال آپ کی بہت مہربانی کی گئی تھی کہ آپ میرے ذہن کا انتقال کر رہی ہیں۔"

"وہ مکمل بار اس بات سے آگاہ ہوئی تھی کہ جنید طنز مخفتوں کی کر سکتا ہے۔" میں صرف تھا اس لیے ذہن کیا۔"

میں یوردوں طرف خاموشی پر پھر طیورہ نے ہی ملت کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ نے اخبار دیکھا؟"

"روز رو یکساں ہوں؟" اس کا جواب بھی بے تاثر تھا۔

"آج کا اخبار دیکھا؟"

"شاید تم پہنچا جاؤ ہوئی ہوں کہ میں نے تمہاری تصویر دیکھی؟" اس نے اتنے ذرا ریکٹ انداز میں کہا کہ وہ کوئی نہیں بول سکی۔

"ہاں، دیکھی ہے میں لے لے۔ بہت اچھی آئی ہے۔" شرمندگی سے علیحدہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"یقیناً فورٹس میں بخال ہو گی تم نے۔ اپنی فریڈر کے ساتھ۔" وہ اب بھی کوئی نہیں بول سکی۔

"جس کہہ رہا ہوں نا۔" وہ اب بڑے ہمارے سے الجھ میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

"جنید امیں آپ کو تادنا چاہتی ہیں۔" جنید نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں نے کوئی موڑ اپنے نہیں کیا کیا میں نے کیا ہے؟"

"آپ نے نہیں کیا بھر کر۔" جنید نے ایک بار میراں کی بات کاٹ دی۔

"اور میں نے کوئی دھاخت بھی نہیں باگی۔ کیا اگلی کیا ہے؟"

"تمہیں بکر میں پھر کی مدندر کا تھا جو رہی ہوں۔"

"کس پرچ کے لئے؟"

"فلٹ بیانی کے لیے۔"

"مخدود چاہتا ہوں کہ میرا کو محبوث کیجئے ہیں جسے آپ غلہ بیانی کر رہی ہیں۔" وہ کچھ دیکھا۔

"ٹھیک ہے، آپ اسے محبوث کرہیں۔ میں اپنے محبوث کے لیے آپ سے ایک لمحہ کو رکورڈ کرنا چاہتا ہوں۔"

"قائد کو؟" علمبر کی بھروسی نہیں آیا۔ وہ اس کی بات کا کیا جواب دے۔

"میں انہوں ہے کہ میں نے آپ سے محبوث بولا، مجھے نہیں بولنا چاہیے۔"

"علمبر نے کچھ دیکھ کے بعد اس کے سوال کو فکر انداز کر کر ہوتے ہوئے کہا۔

"جیسیں اس پیچ پر نہیں ہے کہ تم نے مجھے محبوث بولا مگر جسیں اس پیچ پر نہیں ہے کہ کم ایک احتفاظ کام کے لیے ہاں گئی تھیں۔" جنید نے اپنی سے کہا۔

"جنید امیں آپ کو یہ سب کوئی نہیں سمجھا تھیں۔" اس نے بکھرے ہی سے کہا۔

کھانا چور دیا اور اپنے کرے میں آگئی۔  
اگلے دن وہ آفس میں کام کر رہی تھی جب دیہر کے قریب اسے پا چاکر صوبائی حکومت نے مخالفین کے احتجاج کی وجہ سے عمر کو عطا کر دیا تھا اور اس کے خلاف انگریزی حکومت نے مخالفین

آفس میں بیرونی نصیحتی اور جوڑ و خروش کے ساتھی تھی تھی۔ خاص طور پر صالح خاتمی خوش تھی اور علیہ کو کوئی بھی ایسی نتائجی نتیجہ نہ اسے بھی ہوئی۔ سکراپٹ کے ساتھی مارکارہ کو اس کو سننے کی اسے پا خاص معاشر و خود بوجا تھا کہ خون نہیں تھی۔ شاید وہ تو تھی لیکن کرداری تھی کہ علیہ کو اس خاطل کر دیا جائے گا، اسے بھی تو قہقہی کا اس کے خاندان کے درست لوگوں کی طرح عمر بھی قہقہے چائے گا۔ کماب پر خیر۔

"عمر کی ساتھی نصیحت بہو، ایسا ہی ہوتا چاہے قہاں کے ساتھی، جو کہ اس نے کیا۔ اس کی نزاکت اسے ملی چاہیے تھی۔" وہ آفس میں سارا دن اپنی اندھری کو دور کرنے کے لیے خود سے بھی بھی گراس کے ذریعہ میں اور اضافہ ہو گیا۔

جید نے اس لوگی اسے فون نہیں کیا تھا اور وہ جانی تھی اگلے دن اخبارات میں اس کی عطا کی خبر سن کر اس کی ہماری میں اور اضافہ ہو گا نہ صرف اس کی ہماری میں بلکہ ان کے میں بھی جو مرکی عطا کی ذمہ داری اسے ہی سمجھیں گی۔

☆☆☆

اس کا اندازہ ملیک تھا، اگلے دن اخبارات میں عربی عطا کی خبر پڑھنے کے بعد ان کے بعد اس کے مطہر کا پانڈہ بیرج ہو گیا۔ قہاں وہ ناشد کرتے ہوئے بڑی خاموشی سے ان کی تھوڑی تھوڑی نکلنگی تھی رعنی۔ اس کے پاس اس کے ملا دوسرا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

"تم کو اندازہ ہے عمر کی عطا میں اس کا کیمپینگ کری طرح حاٹھ ہو گا۔ میں پہلے ہی تھاری اس تصویر کی وجہ سے ایسا اور جو چیز کی بہت کیا تھیں میں بھی ہوں، اپنے خاندان کے خلاف اس حکم کی رلیز اور اس میں حصہ لے کر تمہیں کیاں کیاں کیاں ہوتا ہے کہ کوئی اپنے ہی خاندان کے خلاف اس طرح کی ترکیں کرے۔" انہوں نے اشتغال کے عالم میں پوچھ لیا تھا۔

"ایا تو اس تکرارہ میں ہو رہا تھا جس کی کوئی حدیثیں۔ وہ خود تم سے ہات کرنا چاہ رہا تھا مگر میں نے سمجھا مجھا کس اس کا غرض خدا ہے کیا۔ تمہارے لیے ان سب نے کیا کیا نہیں کیا۔ میرے اور تم کو کھو دیا پہنچے ہی خاندان کو رسم کرنے پر تکی ہو۔"

"تاوا یہ سب میں نے کیں، عمر نے۔" علیہ نے پہلی بار اپنے دفاع میں کہو کہنے کی کوشش کی۔  
"نام مت لو گریا کا۔ پہنچ کیا اس نے، جو جی کیا ہے تو جنمے کیا ہے۔ حالیٰ مالیٰ کیا ہے یہ۔  
کیوں ہمارے خاندان کے پہنچ کی ہے اور تم۔" اس لڑکی کو اندازت کر کر گمراہی ترینی رہیں۔ "تاوا سے فتحے میں اپنی بات کمل کرنا ملکی ہو رہا تھا۔"

شام کو دو اپنے گھر آئی تو نوکا حصہ اسی طرح برقرار رہا۔ علیہ کے ذریعہ میں کچو اور اضافہ ہو گیا۔ "میں تو قہقہی نہیں کر سکتی تھی کہ تم اس طرح مجھ سے جھوٹ ہو لوگی۔" انہوں نے رات کو مکانے کی بیڑے پولٹا شروع کر دیا۔

"تم بہت خود رہو گئی ہو علیہ" علیہ نے خاموشی سے کھانا کھاتے کھاتے چھپا اپنی پیٹ میں خلی دی۔  
"میں نے ایسا کیا کر دیا ہے جس پر آپ سب اسی طرح مجھے لامٹھا ہمارے ہیں۔" اس کی آنکھوں میں آنوارتے لگے۔

"ہری ٹبلی کی شیست یہ رہ گئی ہے کہ تم سرکوں پر پھر کر کر کھڑی ہو۔" اور وہ بھی اپنی ہی فیصلے کے ایک فرد کے خلاف۔ "ہری ٹبلی طرح خشنل تھیں اس کے آنسوؤں نے بھی ان کو جھٹکیں کیا۔" تم بھی نہیں ہو علیہ کو اس طرح کی حماقی کرنے پڑواد میں جھیس کر دیں۔ ایکھڑے ہوں اپنی ٹبلی کا نہیں تو اپنے ان لادنی خیال کیا کر، کیا سوچتے ہوں گے تصور کر کر وہ تمہارے بارے میں اور ہمارے بارے میں اور خاص طور پر جھینک، وہ کیا سوچتا ہو گا تھا بہارے بارے میں جس سے تم نے کل ہوئے وہڑے سے جھوٹ بولا تھا تم اپنی فریب کے ساتھ وہ رہیں گئی تھیں۔"

"پکھی بھی نہیں سوچتا۔" وہ اور اس کے گھر والے، بس آپ کو نیز ایجادہ گلہ ہے کیونکہ یہ عمر کا سلسلہ ہے اور عمر کے خلاف تو آپ کسی بھی بھی نہیں سکتے۔"

"بدیتی سمت کر دیتے۔" "تاوانے سے ڈانٹا۔"  
"اس میں بدیتی والی کیا بات ہے، عمر نے کیم اس طرح پر جملہ کرایا تھا؟ اب اگر کو دیا ہے تو مجھے۔"  
"مرنے صالح پر کوئی جعل نہیں کروالی۔ وہ اس کی تردید کر چکا ہے۔"

"آپ کیا بات کرتی ہیں ہلو۔" وہ تردید نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا۔ کیا یہ کہے گا کہ ہاں میں نے ہی جملہ کر دیا ہے۔"

"مگر اس سارے مخالفے سے تھارا کیا تھا۔" تم کیس اداوہ ہو رہی ہو ان میں۔ عمر جانشے با صالحی۔ تم خدا ہو۔" علیہ نے ناٹک بات کاٹ دی۔

"میں کیا اداوہ ہو رہی ہوں۔" ایک واک ایڈن کر لی، تو آپ سب مجھے اس طرح ملامت کرتے ہیں، آپ نے کمی عمر کو اس طرح داشا ہے جس طرح مجھے ذات رہی ہیں جب کہ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا اور عمر بہت سارے غلط کام کرتا ہے۔"

"کچھ کام... کن سماجی کام۔" سرکوں پر گھرے ہوئا، یہ تبیت کی ہے میں نے تھارا کیم اس طرح سرکوں پر خوار ہوئی۔ شرم آئی جا ہے۔ آج کہ ملادے خاندان کی کی گورنمنٹ نے ایسے کام نہیں کیے چیز کر رہی ہو۔ لوزرٹ مل کلاں والی دنیت ہوئی جا رہی ہے تھاری اور کل کو سکردر فون کر کے تھارا بارے میں پوچھتے تو کیا کہوں اس سے میں کیہ سب بھری تربیت کا تیجہ ہے۔" وہ بولتی جا رہی تھیں۔ علیہ نے کچھ کہنے کے جانے مدرس میں

علیہ نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ وہ جانتی تھی، اس کی کمی ہوئی کہ بات بھی اس وقت تاذکی کھجھیں نہیں آئے گی۔

کی کال ریڈنیس کی بھی تھی۔ اس نے دوبارہ اس کے گرفون کیا۔ فون فری نے اٹاٹا تھارکی علیک سلیک کے بعد اس بنے ہیندے کے بارے میں پوچھا۔

"جید ہماں، بھی گرفون ہیں آئے۔" فری نے اسے اطلاع دی۔

"آفس میں ہیں،" علیہ نے پوچھا۔  
"یو تھے نہیں ہیں..... ہر کال کی، آنس میں ہیں ہوں۔" فری نے لاطی کا انکھار کیا۔  
"مگر فری نہیں ہو جاتا اس وقت؟"  
"ہاں، ہر تو جاتا ہے، مگر وہ دفعہ اگر کام زیادہ ہو تو نہیں بھی ہوتا۔ دیے ہاتھ گمراہ گئے ہیں، اس کا مطلب ہے کام زیادہ کیا ہے۔" فری نے اسے اطلاع دی۔

"آپ ان کے موپاک رنگ کیوں نہیں کرتی؟" فری کو پاپک خالی آتا۔  
"میں نے موپاک پر کال کی بھے گر اس نے کمال رسی نہیں کی۔" علیہ نے اسے بتایا۔  
"اچھا، آپ ایک مت ہولڑ کریں، میں باہا سے پا چوچ کر آتی ہوں کہ کیا وہ آفس میں ہیں۔" فری نے اسے ہولڑ کرواتے ہوئے کہا۔ چند منٹ کے بعد وہ دوبارہ لائن پر آگئی۔  
"بیبا کر دے ہیں کہ کوئی آفس میں نہیں ہیں۔ بیبا سے پھر پر پلٹے چلتے گئے تھے۔" فری نے اسے اطلاع دی۔  
"آپ یا تو ان کے موپاک پر دوبارہ کال کریں یا پھر کوئی انتقال کریں، وہ گمراہ ہے تو میں انہیں آپ کی کال کے بارے میں بتاؤں گی۔"

"میں پھر بھر بھر دوبارہ کال کر دیں گی۔"  
"ٹپیں ایسا کر لیں..... دیے ہو آئے ہی والے ہوں گے۔" فری نے کہا۔ علیہ نے خدا عنانہ کہہ کر گرفون رکھ دیا۔

چلے چند دنوں سے ہیندے سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ وہ چیز گھٹے کے سرے پیٹک کی طرح غائب ہو گیا تھا اور اس کی بیک خاصیتی کے لیے علیہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ وہ ہیندے سے اس محالے پر ایک بار ہیرات کرنا پاچا تھی۔

رات گاہی کا بیجے کے قرب اس نے ہیندے کا ایک بار گرفون کیا۔ فون اس بار بھی فری نے رسیو کیا تھا۔ علیہ کی آواز سننے کی اس نے کہا۔

"بھائی تو کافی دیر ہوئی، مگر اسی محیے میں نے انہیں آپ کی کال کا بھی بتایا تھا۔ لیکن آپ کو گرفون کرنے کا کہا تھا کیا انہوں نے آپ کو گرفون نہیں کیا؟"  
"فیس..... تم سری ان سے بات کروادو۔" علیہ نے اس سے کہا۔  
"چھا آپ ہولڑ کریں،" فری نے رسیو رنگ کے کہا۔ علیہ کو انتقال کرنے لگی۔ اس بار فری کی دلخی ایک بار انتقال کے بعد ہوئی تھی۔  
"میں نے انہیں آپ کے ذون کا بتایا ہے گرجت کی بات ہے کہ وہ کہ مرہے ہیں کہ میں آپ سے کہ

اپنی محفل کے دو دن کے بعد عمرلا ہوئی تھی اور اس نے ایک پرسی کا نظریں میں اپنے خلاف تمام الزامات کو بے غیرہ جو ہمیں تھے اس کے ساتھ کھو دیا تھا اور اس کے ساتھ اس کے مذاہات ہیں۔ اس نے خاصی طور پر اپنے مذاہات کے پھر سیاہی گرفنوں کو اس تمام مسئلے کی جزو تاریخی ہے جو کوئی بھی اسی کا انتہا کر سکے۔ اس کی پریس کا نظریں ایک ایسا شرکر کو اپنی سرخی کے قمقی کو کوئی دلانا چاہتے ہیں اور اس میں ہاتھی کے بعد ہنہوں نے صالہ پر پوری کوئی خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا۔

آفس میں شام تک اس کی پریس کا نظریں ڈیسکس ہوتی رہی۔ سب کے لیے یہ بات جیمان کی تھی کہ چار چینی کے اس طرح دھملے سے ان سیاہی گرفنوں کا نام لیا تھا جو سوبائی اور مرکزی حکومت کا حصہ تھے۔ سب کو یقین تھا کہ اس نے اپنے تابوت میں آخری لکل ٹھوک لی تھی۔  
"اب فیض نہیں تھے کہا..... پہلے تباہی یہ جاتا ہے اب ان سیاہی گرفنوں کو اس طرح دھملے سے الو اور کرے کے بعد بچپن سے اسے بچا کر دیں گے۔" حسین نے لفڑی اور دو دن کا کہا دوں کو درپر پڑا رہ میں سے ایک تاج بواس پریس کا نظریں کو کر کرے گئے تھے۔

"جھٹے تو اچھا کا ہے یہ فیض..... ایک تو اس طرح پریس کا نظریں کرنا حالت تھی۔ اس پر مردہ ڈھنبری ایک بار ہر کال کے خلاف اور درسرے اس پریس پر اس طرح سیاسی دوافع کو ادا کرنا، وہی وہ جو حکومت میں ہیں اپنے ہو دن کو کلہازی مارنے کے حادف ہے۔" درسرے روپر وفازانے تھے تھرے کیا۔  
"مگر مجھے اس فیض کے اہمیت اندر سکون نے جیمان کیا۔ لگتا تھا انہیں تھا کہ دو ایسی محفل سے پریشان ہے اور پھر جس طرح وہ ساروں کے جوابات دیتے ہوئے دو دن اندراز میں ہر بات سے اکار کر رہا تھا۔ میں تو اس سے خاصا مبتہ ہوں گے۔

مس علیہ آپ کا کی کرن ہے میلانڈ....." حسین نے اپنی کریکو ہوسا سامحہتے ہوئے علیہ سے کہا۔  
سب کی طرح حسین کی بات پر اس نے بھی پھر سکانے کی کوشش کی۔

"مگر بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ حسارت ہوتا ہی بندے کو مردا و دادا ہے اور ساری سارت ہوتا ہے۔" لوازنے لتو دیج ہوئے کہا۔

"میں تو اس وقت خاصا جیمان ہوں، جب اس نے ان سیاہی گرفنوں کا باقاعدہ نام لیتے ہوئے اس سارے حاملے میں اولویت کیا۔ کوئی درس ایکور کہتے تو اسی کری نہیں سکتا کہ وہ بھی جب وہ مظلہ بھیجا ہو۔ اب دیکھتے ہیں کل کے درسرے انجارات اس پر کہتی تھریں کاتھے ہیں۔" لوازنے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے اپنے بات کو قوم کیا۔ علیہ نے اس شام کا ایک بار جو چینی سے رابطہ تکم کرنے کی کوشش کی۔ اسے ہاتھی ہوئی۔ موبائل پر اس

دل کر دو سو گئے ہیں۔ ”فری نے ریسیدر اخترتے ہی بڑی صاف گوئی کا مطلاہ ہو کرتے ہوئے کہا۔

”آپ لوگوں کے دریان کیلیں بھرا تو نہیں ہو گیا؟“ اس بار فری نے قدرے تشویش سے پوچھا۔  
”الا انکا آپ دوں جس حراج کے ہیں۔ ایسے کسی واضح تو نہیں کی جاتی۔“

”آپ ایسا کہیں کہ ایسے بار بہر کوئی نہیں۔ میں ان سے چاہ کہیں ہوں کہ آپ بنے مجھے انہیں جگانے کے لیے کہاں ہے۔“ عینکے نے اسے کہا پڑا مگر درست طرف سے ریسیدر کوڈا ہے۔ اس بار ایک لیے انتشار کے بعد

اسے ریسیدر پر بھیج کر آوارٹل ویں۔

”میں کوئی کام خدا؟“ ریکی علیک سلسلہ بے بعد جوہر نے بہت سریع میں اس سے پوچھا۔  
”چندی! کیا یہ ضروری ہے کہ مجھے کوئی کام ہوتا ہے میں آپ کو فون کروں۔“

”اہ، بہتر ہے۔“ عینکوں کے طبق اور اعادہ پر تکلیف ہوئی۔

”میں دیپے اسے بات کرنا چاہتی تھی۔ کافی دن سے ہماری باتیں ہوئیں اس لیے۔“  
”تو اس کے لیے مجھے کہانے کی ضرورت تو نہیں تھی۔ تم کچھ مجھے فون کر کیجیں۔“

”میں نے آپ کو کہا ہی نہیں ہے، فری نے مجھے کہا تھا کہ آپ نو نہیں رہے ہیں۔“ درست طرف وہ کہہ دی خاموش رہا۔

”لیکھ ہے، پہلے فون سورہما ثاقب سونا چاہ رہا ہوں گا۔ تم بات کرنا چاہتی تھیں۔ بات ہو گی۔ اب میں فون بند کر رہا ہوں۔“

”کیا آپ کی بارہ منی کیمی قائم ہو گی؟“  
”میں تم سے ناراضی نہیں ہوں۔ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ناراض افسوس سے ہوتے ہیں ہے آپ کی پرداز، تم سے ناراض ہو کر رہے۔“ وہ کچھ کہنے کیجئے رک گیا۔

”میں سونے کے لیے جا رہا ہوں۔ تم دوبارہ فون سوت کرنا،“ اس نے اس بار ایمانی بات اموری چھوڑ کر فون بند کر دی۔

علیور کو بے اختیار چھپا لاہت ہوئی۔ اس کا دل چاہا وہ فون توڑ دے۔ ”ہر ایک نے عمر کے بھائے مجھے کہہ رہے میں کہا کر دیا ہے۔ عمر کے بھائے مجھے صدر تھیں کہ آپ بڑی ہیں اور یہ چند ایسا لئے نہیں تھا پھر اسے کیا ہو گا ہے۔ ایک پھر انہی بات کو یہیں اس طرح رائی کا پہاڑا نہ رہا۔ کیا صرف عمر جا چکر کی وجہ سے یہ ہے اس طرح ناراض ہو گا ہے۔ صرف عمر کی وجہ سے جس سے اس کا درود رک کوئی تلقن نہیں ہے جس سے کہیں ایک بارے سے زیادہ مالک نہیں۔ کیا صرف اس افسوس کے لیے مجھے اس طرح انور کر رہا ہے۔“ دو جوں جوں سوچ رہی تھی اس کی چھپا لاہت پر ہمیچی جا رہی تھی۔

”ایسا سے بیری پر دوائل ہے۔ ذرہ باہر کی کراس کے اس طرح کے دریے سے میں کتنی ڈنر ہو رہی

ہوں اور یہ مرجا جا گیر کہ تک پیس آیسے کی طرح بیری بڑی روندی پر منڈل اتار ہے گا۔“ وہ ساری رات کھوٹی رہی۔

● ● ●

## ۲۸

انگر دن دہ شام کو شہلا کے ساتھ کے ایف ہی گئی جب ایک لیے ہر سے کے بعد اس نے عمر کو دہاں دیکھا۔ علیور اور اس کی بیٹل کے دریان کا نیلی نام سخا اور یہ صرف ایک اتفاق ہی تھا کہ علیور اور شہلا کی اپنے بیٹل کی طرف بڑھتے ہیے اس کے پر نظر پڑ گئی۔ کے ایف ہی میں اس وقت خامساڑی تھا اور شاید یہ قاصی جس کی وجہ سے عمنیں نہیں دیکھ سکا۔ وہ ایک بیٹل پر بیٹھا کھانا کھانے میں صرف تھا کہ اس کی بیٹل پر ایک اور فرد بھی موجود تھا۔ یقیناً اس کے ساتھ کوئی اور بھی نہیں۔

شہلا نے عمر کو نہیں دیکھا اور علیور نے عمر کی دہاں سوچو گئی کے بارے میں اسے ہٹالا بھی نہیں، وہ دونوں کھانا کھاتے ہوئے بیٹل کرتی۔ جس کو دنقاو تو تا علیور کی نظریں اس بیٹل کی طرف جاتی ہیں جہاں پر علیور جاتا۔  
شہلا کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے اس نے سوٹ ڈرک کا ایک گھوٹ پیا اور پھر اسے چیز اچھو سا لگا۔ ”کیا ہو علیور؟“ شہلا نے دیکھا جو اپنے من کو صاف کرتے ہوئے کہے بکا بکا کی عمر کے بیٹل پر بیٹھے ہوئے فون کر کر پیدا ہو گئی۔

وہ چیندر ایمانی تھا۔  
وہ پھر کچکا چکر بھینڈر کو مر کے سامنے پیٹھے دیکھتی رہی، اس کی بھوک اور بھی تھی۔ وہ دونوں کھانا کھاتے ہوئے ایک درسے سے باطن میں صرف تھے۔

”جیہیں کیا اس کا کیا کیوں رہیں رہیں؟“ شہلا نے سوچ دیا کہ اس نے شہلا کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ وہ ایگی بھی اس نی دوں کو دیکھ رہی تھی۔ شہلا نے اس کے تھاڑات کو نوت کیا اور گدن سوڑ کر اس س مت دیکھا جاہاں وہ بھی رہی تھی۔ چند لمحوں کی جگہ کے بعد اس کی نظر عمر اور چیندر پر پڑ گئی۔

”عمر جنہیں کے ساتھ کیا کہ رہا ہے؟“ شہلا نے اپنے ایف گردن سوچ گئی کرتے ہوئے جو اپنی سے کہا۔ ”بیری زندگی کا جاہنے کی کوشش۔“ علیور نے ان دونوں سے نظریں ہٹائے بغیر تھی سے شہلا سے کہا۔ نہلا کچھ نہیں کہی۔ اس نے ایک بار بھر گردان سوڑ کر اور چیندر کو دیکھا۔

سے جاس کا ذکر کیا گی تو اس لے مجھ نہیں تایا کہ وہ یہ سب کچھ عساں کے نہیں خود مرکے کئے پر کر رہا ہے اور جدید۔ جدید کو مجھ سے کئی بات نہیں چھپا تھا انکو عمر۔ صرف اس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہرہا ہے یہ قہیاں اس نے جدید سے کہا ہو گا کہ وہ مجھ سے ہونے والی انٹنکر کے ہارے میں نہ تائے۔“ وہاب کوئی کہی جوڑی تھی۔“ جدید نہیں ایک شورہ دوں میڈرو۔“ شہلا نے اپاک اس کی بات کا نتے ہوئے کہا۔

“کیا؟“ علیہ نے چونک کہا۔

“تم ان سب باقیوں کو جانے دو۔“ شہلا نے کہا۔

“کن ہاتوں کو جانے دو؟“

“ان دونوں کے سلسلے میاں کو۔“ شہلا نے سمجھی گی سے کہا۔“ تمہارے اعزاز کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ تو کما یہ پہنچنی ہے کہ اعزاز کرنے“

کیا حق پہنچا ہے۔ اس کو سوچ آئی تھا ہے۔“ علیہ نے سچے کے عالم میں اپنی گران ہاتے ہوئے کہا۔“ اگر جدید نے تم سے ماف صاف یہ کہہ دیا کہ مراد اس سے ہمیں یہ ملتا تھا۔ تو۔۔۔“ شہلا نے دونوں انداز میں کہا۔“ اور وہ سکا ہے وہ دونوں آج یہاں اتنا تھا میں کے ہوں۔“

“اتفاق۔۔۔ تم ان دونوں کو دیکھو جس طرح یوگ فن میں باعثیں کر رہے ہیں، کیا یہ سکا ہے کہ اتفاق ہے اسے ٹھیک ہے۔۔۔“ جدید کو ہیلی ملاقات میں کسی کے ساتھ اوتی نے لکھنی کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔“ جدید کو اس کے ساتھ کہا تو کہ کردا دیتا۔“ یہ دونوں آج اتفاق نہیں ہے۔۔۔ میں اتنی بے وقف توبہ نہیں ہوں کہ اتفاق ملاقات کوچ کر سکوں۔“

“ٹھیک ہے۔۔۔ دفع کر دو دوں کو۔“ شہلا نے اس بار کچھ اچھے ہوئے انداز میں کہا۔ علیہ نے اس کے لہے پر گھوٹکی کیا۔

“کیوں ٹھیک ہوں اگر ان دونوں کو۔۔۔ میں نہیں چاہتی جدید اس بیچے آدمی سے ٹھیک ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتی جدید اس بیچے آدمی کے ہاتھوں استعمال کرنے“

شہلا نے گوں موڑ کر اپنے پار پھر ان دونوں کو دیکھا گمراہ اس بار اس کے ہرے پر ٹھیک ہی۔ وہ میرے کی سچے سی دوڑی ہوئی اسی کی کچھ دیواری ان دونوں کو دیکھتے تھے کہ بعد اس نے کہا۔

“یہ سارا قصہ اب دیے گئی تم ہوئی گیا ہے۔۔۔“ علیہ کو سلسلہ کیا جا چکا ہے اور اس کے خلاف انکاری ہو رہی ہے۔۔۔ اب وہ اور کیا جدید کو استعمال کرے گا تم ایک جدید کو منہ زد بھی کر دیجی۔ میں بھی کھج کر دیا رہا جوڑے سے ٹھرتا ہے گا۔۔۔ آخراں اور کیا لیتا ہے اسے جدید سے یام تھے (The cat is already out of the bag)۔۔۔ اب پھر سچے ہوئے ہوئے۔

“دیے گئی تم اتنی Dominating (حاڈی) نہیں ہو کر جدید کو کسی بات پر مجور کر سکے۔۔۔ میں سوچ کر اگر تم

”کیا یہ ایک درسے کو جانتے ہیں؟“ شہلا نے کہہ تو جس آئینہ انداز میں پوچھا۔“ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ یہ ایک درسے کو جانتے ہیں یا نہیں۔ عمر ضرورت کے وقت گھٹے سے کوئی باپ ہاں لیئے والا آدمی ہے اور اس وقت جو ہمارے ہے۔۔۔“ عمر سے زیادا ابھی طرع کوئی کو استعمال کرنے کا قن نہیں جاتا، بادشاہ ہے وہ اس کام میں۔“ اس نے کہکشان کے کاپا اشتھان کم کرنے کی کوشش کی۔

“آج اک اسے جنبد کی ضرورت ہے اسے تو جنبد خارج ہے۔“

“کیوں جدید کی ضرورت ہے اسے؟ اس سے کیا تعلق ہے اس کا؟“ شہلا نے نوش سے من پر پھٹے ہوئے کہا۔

“جید کے ذریعے مجھے پر شرمند کیا جا سکتا ہے۔۔۔ جید کے ذریعے مجھے ساری معلومات اور خبریں لی جائیں جس سے بارے میں اور اس کے Source of information (ذریعہ) کے بارے میں۔“ اس نے پہلے دل سے پر اگر ایسا۔

“جید کو استعمال کرنا عمر جیسے آدمی کے لئے کیا مشکل ہے۔۔۔ میں جیمان تھی کہ جدید آخراں سارے مuttle میں اپنی دیکھی کر کوں لے رہے ہیں۔۔۔ اسے آخر بھرے ایک عذر کرنا کے ساتھ کیوں ہمدردی ہو رہی ہے۔۔۔“ جیدی دھیے وہ جنگ سے جاتا گئی نہیں۔“

علیہ نے اپنے بارہ بھر ان دونوں پر نظر ڈالی۔

”میرا اندھا، لکھا غلط کا، میں سوچ ریتی خیاں کو پر شرمند کیا ہوگا کیونکہ جدید کی ایک بہن کے ساتھ اس کی درستی تھی میں تو اپنی تھی۔۔۔ مجھے پاہوہ پا تھا تھا کہ عمر اسی کا جواہر جس سے کہ وہ خود بھی اس مصالحتے میں جنبد سے بات کرنے میں کوئی اعتماد نہیں کر سکتا۔“ اس کا پاہوہ ہری طرف سرسری ہو رہا تھا۔

”میں اپنی سوتھی ہوں شہلا اسی میں بھوت تو سست تھی جو اس نہیں نے مجھے رجھک کر دیا وہ میں اس میں خود فرش اور جگہ اسی کے ساتھ زندگی کیے کر رکھتی تھی۔“

”زیباکس اتنے غمے میں آئے کی ضرورت نہیں ہے، ہم یہاں اگوارے کرنے آئے ہیں۔“ ہری منش لیے تو نہیں۔“ شہلا نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

”تم جاتی ہوں جس کی وجہ سے اپنی بارہ بھنید کے ساتھ یہاں بھرا جواہر ہوا ہے۔“ وہ بات کرتے ہوئے تقریبا روہنی ہو گئی۔“ اس کی وجہ سے وہ مجھ سے ہزار ہو گیا ہے جو کہ مگر اس کو توہنے والے بھی اس بات کی پوری نہیں ہو گئی۔“

”مگر اس مصالحتے میں اب تم کیا کر سکتی ہوں، جب تک تم پر چوکر کر کا رکام جنید کرے گا۔“ شہلا نے کہا۔“ ہاں مجھ سے پوچھ کر ہر کام نہیں کرے گا کہ مگر میں چاہتی ہوں جیسے عمر سے کسی کوئی کوئی ستر کھلے دے رکھی۔“

کمی اس سے نہ ملے۔“ اس نے اپنے کام کی طرف دیکھا۔“ اور تم دیکھو جیدیں ایک بار بھی مجھے یہ نہیں تھا کہ مرسل اس سے رابطہ نہ ہے۔“ اس نے کہی۔“

”ایک بار بھی اس نے مجھ پر ٹھرتی نہیں کیا کہ وہ یہ سب کچھ عمر کے کئے پر کر رہا ہے۔۔۔ میں نے جب اس

چھپلے ایک سال میں۔ میں بہت خوش ہوں اور میں آخیر خوش کیوں نہیں ہوں گی۔ جنید مجھے آئی کا ساخت کسی بھی الٹی کے لیے خوشی کا پاٹھ ہو سکتا ہے اور ایک کے سب سے بڑے اخباروں میں سے ایک کے لیے کام کر دیں۔ لوگ ہمارا نام پچھائتے ہیں اور تم کہ رہی ہو کہ میں حصہ کرتی ہوں۔ کیوں کہوں گی میں حصہ، میں اپنی کامیابیوں کو انجوئے کر رہی ہوں۔ ”اس نے اپنا برگ پیٹھ میں قل دیا۔“ جاہے جھینیں یا اور کسی کو اس کا لینین آئے یا نہ کریے جو کہ میں بہت خوش ہوں اور میں اپنی زندگی سے بہت مطمئن ہوں اور میں اپنی کامیابیوں پر فخر کرتی ہوں ہوں یا اور کچھ۔“

”میں نے یہ سب کچھ تو نہیں پوچھا تھا۔“ شہلا نے دھم آواز میں کہا۔ ”میں نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ اتنی حسینی کیوں ہو گئی، اور تم کہیں کہوں آتا ہے تھیں۔“ مدد کیوں کرنے لگی ہو تو اتنی؟ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے اپنی کامیابیوں کو اخراجات کی داداں سنائی شروع کرو۔“

”تم کیا جاتی ہو شہلا میں اسی طرح ذفر اور ول رنچ، جس طرح پانچ سال پہلے تھی۔ آنکھوں پر پنی اور سر پر پسپت کا بھر جس طرح دس سال پہلے پہنچی تھی، تارا گاؤں کے میں بے توغ نہیں رہی ہوں۔ عقلى اور کھاگھی بھی ہے جوہ میں۔ عمر جیسے لوگوں کی انجوئے مند کا سامان نہیں بن سکتی میں، تکوئی اپ بھجے استعمال کر سکتا ہے اور تو کچھ نہیں بدلا۔“ اس نے لٹھیے کہا۔

شہلا نے جواب میں پکھ کر کہنے کے بجائے صرف اس کو ایک بار غور سے دیکھا۔

”اس طرح مت دیکھو گئے۔ میں اب بھی جھینیں کوی داداں ایم جیونیکس نہاری ہوں۔“ علیور نے بگر کی رٹے اپنے آگے کے سکھی کے ہال میں بھاڑا۔

”اچھا ہیں ریکھی جھینیں جسہ کہا تا تو کھا۔“ شہلا نے انشتہ دیکھ کر کہا۔ ”کم از کم اس طرح جفا تھا کہ یہاں سے مت جاوے۔“

”نہیں اب بھی یہاں نہیں رکنا، میں نے جتنا کھانا کھایا لیا۔“ کھانا پاڑھو تو کھا، میں باہر گزری میں تمہارا انفلوکر ہوں گی۔“ اس نے انکھے ہوئے انداز میں اپنا بیک اخراجت ہوئے کہا۔

”قارچھلیک غیریہ۔“ مجھے تمہارے ساتھ یہاں آئی نہیں چاہیے حق۔“ شہلا نے اپنی رٹے اخراجت ہوئے کہا۔

آنکھہ مت آتا۔ علیور نے اپنا سہاٹ انداخت ہوئے اس پر ایک نہرہ اکل کرنا شروع کر دیا۔

”اب کے کال کر رہی ہو۔“ شہلا نے لٹکھیے ہوئے کہا۔

علیور نے جواب نہیں دیا، وہ کھڑے کھڑے درمود اور جذبہ دیکھتے ہوئے نہرہ اکل کر دی۔

جنید نے سہاٹ کی سپاہا سہاٹ انداختر کا شیرپ دیکھا اور جھوہنیاں آئیں آنکھ کی ریکھی اور جھوہنیاں آئیں آنکھ کی ریکھی۔

”کس کی کال ہے؟“ عرب نے بت کر تے رک کر اس سے پوچھا۔

”ایسے ہی ایک دوست کی۔“ اس نے عرب کو ہال دیا۔

اس کی بات اسے ساف ماف اناکار سکھی ہوتی کیا دو تھا باری بات مانے گا۔ وہ تم سے یہ نہیں کہے کہ اک اتم کیوں ہے کوئی مرثی پر چلانے کی، اس کے فضلوں کو بدلتے کی کوشش کر رہی ہے۔“ شہلا نے مجھے کرنے والے انداز میں اس سے کہا۔

”میں اس کو پہنی مرثی پر چلانے کی کوشش نہیں کر رہی اور وہی آنکھ کسی کوں گی اور dominate کرنے کا تو سوال ہی اپنے نہیں ہوتا مگر کوئی پسند نہیں کرتی۔ اسے اس بات کا پانچاہوا چاہیے اور اسے یہ مری پسندنا ہے۔“ پانچاہوا اخراج کرنے چاہیے۔“ اس بارہ طیور و کام کا معاشر کوکھ معاشر کا۔

”یہ تو وہ پہلے ہی جان پھانگا کرم عمر کو پانڈ کرنی ہو۔ مری خالی ہے یہ بات تو اس کے لیے کوئی راز نہیں ہو گی کہ اگر وہ اس سے ہٹاے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اسے ناپسند نہیں پسند کرتا ہے۔“ مگر اگر اس نے تم سے یہ کہا کچھیں، میں اس کو پانڈ کرنے کا خارج کرنے کا چاہیے۔“

”طیورہ اسے کھو رہے گی۔“ تم جو کھا جاتے ہوئے بھی اس طرح کی بات کہہ رہی ہو۔“

”ہاں مر۔“ میں اسی کوئی بات نہیں ہے۔ جس کو جیدہ پانڈ کرے۔“ عمر کو کھوں کو پانڈ کرتی ہو۔ اس کی وجہ بات، بھی وہی ہے، صرف صالحا و الصلاح تو اس کی پچ نہیں ہے۔“ شہلا نے ہٹھیاں سے برگ کھاتے ہوئے کہا۔ علیورہ کچھ نہیں بول سکی۔

”بھر میں مر سے بات کوں گی۔ میں اسے کھوں گی کہ جیدہ سے لما چھوڑ دے۔“ علیور نے ایک بار پھر بھر جھری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”آختم اُنچ کوئی نہیں اس سارے معاملے کو، وہ اس سے مٹا ہے مٹے دو۔ ضروری نہیں ہے کہ ان کے مٹکی وجہ وی ہے جو تم کہہ رہی ہو۔“ اس بارہ شہلا نے تدرے چڑ کر کہا۔ ”ہو سکتا ہے وہ کسی اور وجہ سے آئیں میں نہ ہو۔“

”میں جاتا ہوں یہ نہیں سے ایسے دیے کیسی بھی نہ مٹے۔ میں جاتا ہوں جنیساں کی ٹھلیں لک دے کیجھے۔“ علیورہ بھری طرح شمشل ہو گئی۔

”تم بہت بدل گئی ہو علیورہ۔“ شہلا نے کدم اس سے کہا۔

”کیا مطلب؟“ علیور نے اسے مارھی سے کہا۔

”پانچ سال پہلے تم کی جس اور اب کسی ہو۔“ اتنا غصہ اور ضد تو کبھی نہیں کیا کرتی جسم تم۔“ مگر اب کیا ہو گیا ہے؟“

علیور نے جواب دینے کے مجاہے اپنے سامنے پڑا اور اپنے کھانا شروع کر دیا۔

”کتنی بذریعہ اپنا ہے تھیں۔“ اور پھر ایک سال سے قائم۔“ آج ہو کیا رہا ہے تھیں؟“ شہلا اپ ہے اسے دانت ریتی۔

”کچھ نہیں ہو رہا ہے، میں اسی عیقی بیٹھ سے۔“ اسے شہلا کی بات پر اور غصہ آیا۔“ کیا ہو رہا ہے مجھے

بڑے کہا۔

”کیونکہ وہ اسی ہال میں بھی موجود ہے اور اس نے ہم دونوں کو دیکھا ہے۔“ عمر نے اور اخوند نے دوڑا کیں۔

”اب رش اتنا ہے کہ اس طرح پیٹھے ٹھائے تو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ کمرے پر کہنا چاہیے۔“ عمر اپنی کرسی کھکھ کر کھڑا اور چار پول طرف نظریں دوڑاتے تھے جبکہ جیدت اپنی کوئی رحمت نہیں کی۔ وہ اہلین سے اسی طرح پیٹھے ہوئے ایک بیریٹ جوں کو ماس کے سامنے کھانا رہا۔ مرچنڈ منوں کے بعد کندھے اپناتے ہوئے اپنی کرسی پر جمع ہیجئے۔

”تجھے ہال میں تو کہیں نظر نہیں آئی۔ حالانکہ مرے اندازے کے طباطن اسے میں کہیں ہوا جائیے تھا۔“

”اگر کمال کی وجہ میں دونوں کا آئٹھے دیکھ لیا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دونوں آرام سے ہیں کال کرتی ہوئے گی۔“ جیدت نے سوت و رُنگ کا سب لیتے ہوئے اہلین سوچے اور انداز میں کہا۔ ”وہ تو میں دیکھتے ہی ہیں موجود ہوئی اور مجھے باڑو سے پکڑ کر اس نے جملے سے جائی۔“

مراس کی بات پر کھلائی۔ ”میں ہمارا خیال ہے وہ پلے گھنے دو تین چھتری ہی تو اس کے بعد تھارا باڑو پکڑ کر جیسیں بیان سے لے جائی۔“ اس بار جیدت اس کی بات پر سکرایا اور اس سے اپنا منصاف کرنے کا۔

”اس کے باوجود ہمارا خیال ہے وہ میں کہنی ہے۔“ عرب سوت و رُنگ کے سب لیتے ہوئے اپنے طرف میں نظریں دوڑاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”اگر تمہارا اندازہ لیکھ ہے تو مجھ سے اس کی مختاریوں میں ایک اور کامیابی کا اضافہ ہو گیا ہے اور آج رات کو وہ ایک بار ہمارے ٹھنڈے فون کرے گی اور مجھے تمہارے ساتھ ہونے والی ہیری ملاقات کے بارے میں پوچھے گی۔“ اس کا مطلب ہے مجھے پلے ہی ناصا خیر را جو چانچا ہے۔ ”جیدت نے اہلین سے کہا۔

”اور اچھی بہاؤ ٹھنڈے ہی چانچل گیا درست میں پھر اس پارے میں اس سے صحبت برداشت۔“ اس نے کہنے چکتے اپنے ہوئے عمر سے کہا۔ عمر نے اس کی بات پر کوئی تمہروں نہیں کیا، وہ سوت و رُنگ کے سب لیتے ہوئے ابھی گھری سوچ میں دوپاہا تھا۔

☆☆☆

شہزادہ علیرہ سے فون جھین کر آف کردا اور اس کے لیکھ میں ڈال دیا وہ اب کے ایف سی کی بیرونیوں سے اتر رہی تھیں۔

”عمر کو فون کرنے کی کیا تکشیت ہے۔ اسے فون کر کے تم کیا کہو گی؟“ اس نے علیرہ کو سرنوش کرنے والے انداز میں کہا۔

”جو کی ول میں آئے گا میں کہوں گی۔“

”اور اس نے سب کو جیدت کو تھا دی تو؟“

”م کیا کہر ہے تھے؟“ اس نے مگر کہات جانی رکھتے کے لیے کہا۔ علیرہ نے موبائل کان سے ہٹا لیا۔ اس کے پچھے کار بگل پہنچا تھا۔

”کیا ہوا؟“ شہزادہ پوچھا۔ علیرہ نے جواب دینے کے بعد جے عمر کو اور جیدت کو دیکھا۔

”جیدت کو کمال کی ہے۔“ شہزادہ اپاٹ کھیاں آیا۔

”ہاں اور اس نے کمال رسیدوں کی۔ جب تک مجھ سے اس کے ساتھ ہے۔“ اس نے بات اموری چھوڑ کر اپنے ہوش بھیجی۔

”اجھا چل دیں جم جارہے تھے بیان سے۔“ شہزادہ اسے دیکھنے ہوئے کہا۔ اس نے ایک چھٹی میں اپنی رُنگی ہوئی تھی، علیرہ اس کے ساتھ ٹھنڈے کی گمراحتھے پہنچنے ہوئے اب وہ ایک بار بھر موبائل پر کوئی نمبر نہیں کر رہی تھی۔

”علیمہ اباد بار نہیں اک مت کردا۔ موبائل کو پہنچ میں ڈالو۔ جیدت اپنی بات کرنا نہیں چاہ رہا ہے کیونکہ وہ کھانے میں صورت ہے اور ہمارے عمر کے ساتھ وہ تم سے بات نہیں کرنا چاہ رہا ہے۔“

◎ ◎ ◎

مرے جمیں سے اپنے موبائل پر نہ مار ہونے والا نمبر دیکھا اور جیدت کو

”کیا ہوا؟“ جیدت نے اس کے ساتھ کے نہادوں دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹکڑے کال کر رہی ہے۔“ علیرہ کال رسیدوں کے ساتھ کھانے کیا تو جیدت کے پیڈ کے ہی درمری طرف سے موبائل بند ہو گی۔

”بات نہیں کی تم نے؟“ جیدت نے اس سے پوچھا۔

”نہیں بند کر دیا اس نے۔“ علیرہ کو کھانے ہوئے انداز میں کہا۔

”اس کی کمال پارے جم جان کیوں ہو رہے ہو جم؟“ جیدت نے کہا۔

”کیونکہ بہت صد بعد اس نے آج اچاک موبائل پر بھجے کال کیا ہے۔“ عمر بھی الجماہ ہوا تھا۔ جیدت کیم کھانا کھائے کھائے رک گیا۔

”چھیں کیا ہوا؟“ علیرہ جمیں سے اسے پوچھا۔

”اگر تو ڈیور پلے اس سے مجھے بھی کمال کی تھی۔“

”وہ کال جم کی دوست کی کہر ہے تھے؟“

”ہاں۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر جھیں موبائل فہیں کرتی تو اس طرح آج اچاک اس نے

”میں جانتا ہوں اس نے کہاں بارہم دوں کو کمال کی ہے۔“ عمر نے اچاک اپنی اڑائے پچھے کھکھتے

نہیں ہے۔ وہ بات کرتے کرتے لو کے لیے رکی۔ تکڑاں نے آج تک بیری کوئی بات کی سے نہیں کی۔ مگر اس سے یہ خوف کی محنت نہیں ہوا کہ دیر بیری کوئی راستے آؤ کی کہ تادے کا اس نے بیرے سامنے پایا۔ کمگہ کیا یہی نہیں اور جیسیں ایک اور بات بتاں گے۔

وہ ایک لٹک کے لیے بڑی کو۔ وہ اگر جیسی کو۔ بات تادے گا تو جیسی پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ تم جس بات سے مجھے ذرا رہی ہو مجھے اس سے اس لیے خوف محنت نہیں ہوا۔ کہتے ہیں جانی ہوں جیسے اتنی مولیٰ کی بات ہے کہی نہیں پھر ہو گا۔

شہلاں کی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکی۔ ملیزہ اب دشکریں سے باہر نکلنے والی کے اپنی کی عمارت کو دیکھ رہی تھی۔

### ⑤ ⑥ ⑦

رات کو جیسی نے اسے فون کیا تھا۔ گریٹر نے فون پر اس سے بات نہیں کی، وہ شاید اس کاں پر بہت خوش ہوتی اگر وہ چند گھنٹے پہلے ان دونوں کو دیاں بیٹھنے اور پھر جیسی کے اس کی کاں کو اس طرح نظر انداز کرتے دے دیجی ہوتی۔

آپ اس سے کہہ دیں کہ میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف ہوں جب فرمتے گی تو اس سے بات کروں گی۔ اس نے بڑی بے رحم کے سماں ہائپے کر کے میں پیغام لے کر آئے والے ملازم سے کہا۔ ملازم جمانی سے اسے دیکھا اور واپس آگئی۔ جیسی کیا کاں اس کے سماں کیل پر آئی کی۔ اس نے سوپاں پر اس کا بہر کیک کو موبائل آف کر دیا، جیسی نے اس کے بعد کال نہیں کی۔

اگلے دو ہفتے جیسی نے اس وقت کاں کی جب وہ ناشتر کر رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر موبائل آف کر دیا۔ جیسی نے دوبارہ سکر کو فون کاں کی۔ اس بار فون ٹانٹے خالیہ سلام نہ کے بعد انہوں نے کہا۔

”ملیزہ ناٹھ کر رہی ہے، میں اسے بولوں ہوں۔“

پھر انہوں نے ڈنڈھیں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے آواز دی۔ وہ کہو رکھا تھا تھمیں پکڑے پکھر سمجھی رہی مگر کائنے کو پہلت میں خوش کر فون کی طرف آگئی تا تو سے فون لیٹے ہی اس نے کسی مسلم دعا کے لیخنے ملنے کیا۔ ”میں آنے کے لیے کل رہی ہوں، آج آسیں میں رات کو کمی دی سے گمراہیں آؤں گی اور آتے ہی سوچاں گی۔ کوشش کروں گی کلکاں آپ سے کچھ بات کروں۔“

”نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے، کل میں بہت صرف ہوں گا اور میں جیسیں پاکل میں بہت صرف جیسی کر رہا جاتا ہے جب جیسی فرمتے ہیں بات ہو جائے گی۔“

دوسری طرف سے فون رکھ دیا گیا۔ جیسی کی آواز میں کہی گرم جوشی نہیں تھی، وہ جان گئی کہ جیسی کو اس کی

”لیتا تائے گا وہ جنید کو؟“

”اس کے پاس بتانے کے لیے خاصاً کچھ ہے۔“ شہلانے رک کر اسے دیکھا۔

”ملانے کا ہے اس کے پاس؟“

”وہ جنید کو اپنے تباہی کا پسندیدی کی وجہ تباہے گا۔“

”جنید پسلے کی جانتا ہے کہ میں اسے کیوں پاسند کریں ہوں۔“ ملیزہ اس کی بات سے متاثر ہوئے تھیر بولی۔

”نہیں جنید کی جانتا ہے..... اگر جانتا ہو تو.....“

شہلانے بات اموری جو ہڑدی، وہ دوں اپ بار کلگ میں اپنی گاڑی کے پاس پہنچ گئی تھیں۔

”جنید اچھی طرح جانتا ہے، میں سب کچھ تباہی ہوں اسے۔“

”کیا تباہی ہو؟“ شہلانے درختی سے گاؤں کی وجہتے ہوئے کہا۔

”میں عمر کاں کی جرتوں کی وجہ سے پسند نہیں کر رہی۔“ ملیزہ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود اس سے شادی کرنا چاہی تھا، یہ ہاتھے ہے جنید کو؟“

ملیزہ جواب میں کچھ نہیں بول سکی۔

”تجہاری پسندیدی کی الی وجہ یہ ہے کہ اس نے تم سے شادی نہیں کی۔“

”ایسا نہیں ہے۔“ ملیزہ نے کڑو آزاد میں کہا۔

”ایسا ہی ہے ملیزہ چاہے تو اسے ماں اور ناوار اگر تھاری جرتوں کی وجہ سے غرے جنید کی بات تادی تو نہیں کا انداز کر سکتی ہو۔“ شہلانے گاؤں کا دروازہ کو ٹوٹے ہوئے کہا۔

”یا مطلب ہے تباہی اس بات کا۔“ ملیزہ نے بے کھینچی سے اسے دیکھا۔

”یہ مطلب ہے کہ تم اپنے دوستی کو استعمال کیا اور کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے ہارے میں دوبار سچا کرو۔“ شہلانے باہر نہ آزمیں کہا۔

”کیا تادے گاہے اسے بیرے ہارے میں؟ کون سی قابل اعزاز بات ہے جو“ شہلانے اس کی بات کاٹ دی۔

”قابل اعزاز ہونے کا فیصلہ تم نہیں جنید کرے گا اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہمارے کس طرح ساری بات تباہ ہے۔“

ملیزہ پکھ دیو اسے دیکھی رہی پھر سر جنک کر گاڑی کا دروازہ کو کل کر اندر پہنچ گئی۔ اس کے ہونت پہنچے ہوئے تھے۔

”اب ملیزہ ہاں سے۔“ شہلانے اس کے چڑے کو گورے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم کو ایک بات بتاؤ۔“ ملیزہ نے یکدم گردن موڑ کر شہلانے سے کہا۔

”میرا کی اتنا جانی کہیں اور گھلی آؤ دی ہے، وہ بے حد خود رونٹ فوش ہے، اس کی نظر میں کسی چیز کی کلی اہمیت

“آپ اسے اپنے ملبوسی کم بھی سکتے ہیں۔”

”ملبوڑا کیا رہتے ہیں ہے کہ مم پھل کچھ دلوں کے واقعات کو Skip (چھوڑ) کر کے ایک درس سے بات کریں؟“ اس نے تمہیں کہا۔  
 ”کیوں...؟“

”ہم دونوں کے تعلقات کے لئے زیادہ بہتر رہے گا۔“

”کون سے تعلقات جنیدیں؟“ اس نے اس بارے پر بھروسی کے کھانے دہیاں اتھ لوگ بیٹھ کر بہار سراسر والا تو کوئی قتلہ نہیں۔ آپ نے اتنے لوگوں کو اس رشتے میں فریقیں بنایا ہے کہ مجھے لوگاں ہے بہاری کوئی پرانی بھی نہیں ہے۔“

نید نے اس کی پات کاٹ دی۔ ”تم عمر کی بات کر رہی ہو۔ میں جانتا ہوں۔“

”یقیناً جانتے ہوں گے، آپ نہیں جانتیں گے تو کون جانے گا۔“ طبیعتہ نے اس بارہا ماضی سے کہا۔ ”آپ کی تو یہ اعلیٰ ظریف ہے کہ آپ ماں رہنے ہیں کہ میں عمر کی بات کر سکتی ہوں اور آپ بات جانتے ہیں وہ دس آپ پہلے کی طرح صاف انکار کر دیجئے اور یہ کہ کہ عمر سے کوئی کوئی بات کر سکتی ہوں ہری تو میں کیا کر سکتی تھی۔“

"کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم عمر کی بات نہ کریں۔" جنید کا لمحہ یکدم خشک ہو گیا۔

”اُس کی بات میں تین آپ نے شروع کی۔ اسے اپنے اور سب سے درمیان آپ نے کرائے تھے پھر اب اس کی بات کرنے سے کہیں پہنچا گئے ہیں آپ؟“  
”میں پہنچا تین رہاں۔ میں بس عکری بات تینیں کہنا جاتا۔“

تل چچا بیس رہا ہوں۔ بیس بل مردی بات نہیں رہنا چاہتا۔

"اپ اس کے سماں کے ایف کی جائیتے ہیں۔" میرے نے پوچھا تھا جاری رہی۔ "اپ بچے کو میں رکھ کر سکتے ہیں۔ اپ اس کے مظلل ہونے پر مجھ سے بات کر بند کر کے ہیں مگر آپ اس کے بادے میں مجھ سے بات نہیں کر سکتے۔ اپ بچے بے وقف کھو رہے ہیں یا بے وقف کھا رہے ہیں۔"

"بھیں اسی وقت غصہ آتا ہے اور غصہ میں بات کرنے کا کوئی فاکوڈھیں ہوتا۔" جنید سے خلی سے کہا۔  
 "جنید ہے غصہ میں آتا چاہیے۔ آپ کی ملاد بیانی پر بھی مجھے غصہ میں آتا چاہیے۔" وہ جنید کی بات پر اور  
 تاریخ ہوئی۔

”آپ نے عمر کی وجہ سے اتنے دنوں سے مجھ سے بات کرنا چھوڑا ہوا ہے اور آپ کو لگاتا ہے غصہ میں، میں ہوں۔“

”اگر میں نے بات کرنا چھوڑا ہوا تھا تو فون گی تھی میں نے کیا ہے۔ جنید نے کہا۔  
 ”آپ نے کتنی بار فون کیا ہے، بس کل اور آج ..... اور ..... اس سے پہلے جو میں آپ کو فون کرنے  
 لگی وہ.....“

”هم بچوں کی طرح فضول ہاتوں پر لوارے ہیں۔ ہمیں علم ہوتا جا ہے کہ ہم سمجھو ہیں۔ شمن اسکے بخوبیں ہیں۔“

بات بھی کی جو اس وقت میں پہنچتا تھا اس وقت میں بھی اس کا خداوند نہیں۔ اور یہ، یہ ہر باتِ محمدؐ سے چھاتا رہا  
”ہر بارے میں ہی فون کردا۔ ہر بارے میں می خداوند..... اور یہ، یہ ہر باتِ محمدؐ سے چھاتا رہا  
یہاں تک کہ سب جوں بھی۔ عمر کے سامنے اس نے مجھ سے بات تک کہا پہنچ دیا۔ فون بند کر دیا۔ ایہتہ  
کے اکثر نظر میں بھی ہے۔“

وہ بیری طرح کوئی برقی نہیں۔ جنہیں پر اسے پہلے کبھی اتنا خوبصورت نہیں آیا تھا۔ اس کا خیال تھا جو اپنے میراں اور عادات دارے فرش پر اسے فرما دیتی نہیں۔ لکھا کیا کہ اس طرح کا خوبصورت، جیسا خود وہ اس وقت اپنے اندر محسوس کرے گا۔

جہیز نے اگلے دن اسے فون نہیں کیا۔ رات کو جب وہ یہ کہ زندگی کو دھوکہ اسے اس دلت سکھ کر فون نہیں کرے گی جب کہ وہ خود اسے فون نہیں کر لے گا تو اپا کچھ جیسے اسے موبائل پر کال کر لیا۔ اس کا لمحہ اتنا سکھا۔ شفعت اپنے عالم پر کوچھ حیران ادا کر کے حکما کا۔

"تم نے اتنے دن سے مجھے باتیں کی۔ جیسیں جسوس نہیں ہوا۔ اب تم سونے جا رہی ہو۔" جنید نے چیزیں بھروسے کا انتہا کر کیا۔ "مجھے سے ناراض ہو کر نیند آجائی ہے تھیں؟"

دوسرا بھرے تم نے یہیں کہا..... بلکہ پہلے سے زیادہ اچھی آتی ہے۔“  
”یہیں پہلے کی طرح آتی ہے۔“

”سی بھری زاری کے ہمارے سوچات پر قبول اور مل دلا۔  
”اگر آپ براہی سے حاضر نہ ہوئے تو تم کیوں جھٹکوں گی۔“  
”یہ کس نے کہا کہا کہیں کہیں تھاری براہی سے حاضر نہ ہوا۔ کہاں پہنچوڑا ہوا ہے میں نے۔“ دوسرا  
ٹھیکانے ختم گی، سرکار کا ٹبلو کھڑکیا۔

”گھر سے لٹکاں بند کر دیا، اس کے مطابق اور کیا امداد ہوتے ہیں؟“  
 ”آپ نے خاص ادائے کے لیے دون کیا ہے؟“  
 ”اے، کسی کو اسکے لیے ادائے کیا نہ ہے؟“

”اُن انگریز کا ہنا غیرہ مکاں رہے، باہر گئی آنا جانا رہے گردوں کو وہ کہا دینے کی کوشش نہ کرے تو ہائی تعلقات کے لیے یہ بھرتیں ہے۔“

”تمہارے میں کہاں ہے؟“ ایسا سچان نے سمجھی، سکلا۔

”بیش فی الحال میں تم سے یہ باتیں نہیں کر سکا کیونکہ میں نہیں چاہتا تمہارے فٹے شہزادی اضافہ ہو۔“  
”بیش مرے غصے میں اضافہ نہیں ہوگا، آپ تا دیں۔“ اس نے اصرار کیا وہری طرف کچھ درج خاصی رہی۔  
”اب یہی بھیں اتھی ہوتے نہیں ہے نہیں میں نے لفظوں کا اختاب کیا ہے۔ کچھ دلوں کے بعد میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ یہ دلوں کام کر سکوں۔“  
اسے اضافہ نہیں ہو سکا۔ وہ اس بار بات کرتے ہوئے بخوبی تباہی پر کی طرح مذاق کر رہا تھا کہ اس بار علیہ نے اپنی بات پر اصرار دیکھ کر۔  
”تمہارا مادو نہیں ہو گیا ہے؟“ جنید نے اس کی خاصی پر کہا۔

”ہاں.....“ علیہ کے سر طرف سے چھے اسے سراہا۔ ”دیے پہلے چھین کی خصیں آتی تھا۔“  
علیہ کو شہلا کی بات یاد آئی، وہ کہ رہا تھا۔  
”آٹھوں سال پہلے تو چھینی خصیں آتی تھا۔“ علیہ نے جوانی سے اس کی بات سنی جنید نے خدا حافظ کہ کر دوں بندوں رونگتے ہوئے وہ بری طرح ابھی بولی تھی۔

”آٹھوں سال پہلے..... جنید آٹھوں سال پہلے کے بارے میں کہے کجھ جان لے کا۔“

علیہ نے جنید کے گر کے گیت پر ہاں جیا۔ پڑیکار و داروازہ کو کوئی نہ ادا دلت اتنا تھا اور ہر آٹھی تھی۔ شام کے پانچ عصیتے تھے اور شہلا کے گھر سے لئے کئے بعد اس نے اپاک عی گاڑی کو جنید کے گر کی طرف موزیلہ۔ وہ کافی دن سے اپنی طرف نہیں گئی تھی اور اسے کچھ سوت تھی۔

چوکیار نے گیت کھول دیا کر کہ وہ اپنی گاڑی اندر نہیں لے جائی۔ اس کی ظریں اندر پورچنے کی خوشی ایک گاڑی کی جگہ تھیں۔ چند لمحوں بیکت اسے تینیں آیا تھا کہ وہ عمر جا گیر کر دیتی گاڑی کو دہاں دکھ کر رہی تھی کہ پھر اس کے اندر نہیں کی ایک لہو تھی اُمی۔ سرخ چورے کے ساتھ ایک بیکے سے وہ گاڑی اندر لے گئی۔ گھر کی گاڑی کے پاکل بیچے اس نے اپنی گاڑی کو کھٹکا کر دیا۔ وہ ابھی اپنی گاڑی سے پلی رہی تھی جب اس نے عمر کو لادی کا دروازہ کھول کر باہر نہیں دیکھا۔ اس کی نظر علیہ پر پڑی اور ایک بیکے لیے وہ خٹک گیا۔ کہاں کے بڑاں کے چورے پر ایک سکراہت نہ مورا ہوئی اور اس سکراہت نے علیہ اور مٹھنیں کیا تھی۔ اسے یونی محسوس ہوا تھا جیسے میراں کا منہ چڑا رہا ہو۔ عینی کی رات کے بعد ان دلوں کی اب ملاقات ہو رہی تھی اور جن حالات میں ہو رہی تھی وہ کم از کم علیہ کے لیے قابل قبول نہیں تھے۔

”بلی بلیوڑا۔“ عمر نے اس کے قریب آ کر کہا۔  
علیہ نے اسے سرد ہمیری سے دیکھا۔ ”تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“ کسی گلی پر کے بغیر اس نے عمر

علیہ کو اس کے پیچوں لٹھا استعمال کرنے پر بے انتیار حصہ کیا۔  
”بیش میں پیچوں نہیں ہوں، اور میں واقعی پیچوں کی طرح لا روی ہوں کیا یہ بھرپوری کہم بات کر فرم کر دیں۔“  
”بلیوڑا! کیا کسی ایک لکھ کے کروں تم ہے؟“ اور آئی ام سروری۔“  
علیہ کے احتساب میں اور اضافہ ہو گیا۔ ”کیا شاین نے آپ سے کہا کہ آپ ایک لکھ زکر ہیں۔ بات ہی کی ہے میں نے اس کے بارے میں، پھر آپ کیوں ایک لکھ زکر رہے ہیں۔ مجھے وہ لوگ ایچھے نہیں لگتے جو اس طرح خواہ خواہ ایک لکھ زکر کرتے ہیں۔“  
”لیجنی چھین میں چھان لیں گے؟“

”اب آپ بھر بات کو فلکرانہ دے رہے ہیں۔“ وہ گزیدہ ای۔  
”عینکے ہے میں اب بات کو کریغی رخ دنے ہوں، تم کی کہانی کا نہ ساختھ؟“ جنید نے کہا۔  
”بیش.....“ اس نے سوچے کہچے بھر کر کہا۔  
”کے ایف سی لے کر جاؤں گا چھین۔“ وہیں جہاں عمر نے ساختھ گیا تھا اور جہاں تم ہمیں دیکھنے کے بعد بھاگ گئی تھیں۔“

جنید نے اس باخوش یہودی میں کہا۔  
”میں کہنیں نہیں ہماگی تھی۔“ کس نے کہا ہے کہ میں بھاگ گئی تھی؟“ وہ چکر کر دی۔  
” عمر تباہی ہے، اسے خاصاً امنا رہے تھا اور نہ پارانت کا۔“  
علیہ کا پھر سرخ ہو گیا۔ ”آپ میر کو تھی دوبارہ وہاں لے جائیں، مجھے لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“  
”میں مذاق کر رہا تھا علیہ سب، تمہارے نہیں آپ میر کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا اب مجھے تم کو یہ مگنی تھا لے گا کہ میں مذاق رہا ہوں۔“

”آپ مجھے کچھ بھی سمجھتا تھیں۔“  
”اچھا تم ہمارے گر کب اسی وقت ہو۔ بہت دن سے شکل آئیں؟“  
”وہ پکھر دی جب رہی۔“ میں اُن کی ابھی پہنچ مروڑھے ہوں۔“  
”علیہ کا پھر تھیں کچھ باشکن تھا ایں۔ میں چاہتا ہوں کی دن تم پر میرے لے کچھ زیادہ دلت کا لوا اور اپنے شکل کو کچھ پر کے لیے بھول چاہی۔“ جنید نے بڑی رسمائیت کے ساتھ کہا۔  
”کیسی باتیں؟“

”یہیں چھین ابھی نہیں تھا سکتا۔ آئے سامنے بات کہ زیادہ بہتر رہے گا۔ اس وقت کم از کم تم فون بند کر کے نشون پہنچ کر سکو۔“

”آپ اس بارے میں پیشان نہ ہوں، میں ابھی بھی فون بند نہیں کروں گی۔“ آپ ملٹن ہو کر بات کر سکتے ہیں۔ ”علیہ کو کچھ تو چھنس جاؤ۔“

جان بھی نہیں سکتا۔ عمر نے غور سے اس کا پھر دیکھا اور پھر مرنے لگا۔  
”تم دوبارہ کہیں اس کھڑکی سمت آئی۔“

عمر مرتے رک گیا۔

”ایک بھی بھیں۔ عمر جاگ کر ایرم کے کسی شخص کوں نہیں جانتی اور نہیں تھی میں جانا چاہتی ہوں۔“

عمر کے چہرے پر ایک سالہ سایہ اگزاراد۔ ”جگب ہے۔ اور کچھ؟“ اس نے بہت سکون سے پوچھا۔  
 ”اب تم یہاں سے پہلے جاؤ۔“ علیہ نے اکٹھا انداز میں کہا۔ وہ انہیں مزید گایا علیہ دہاں نہیں رکی۔ وہ لبے  
 قدموں کے ساتھ لا دخانی کا درود اور حکول کا اندر پہنچا۔

ہیندی کی ای لے بڑی خوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

”ایک تمہارا کرمان آیا تھا۔“ انہوں نے پڑے سے رضاخانی انداز میں کہا۔

”ہاں میں کی ہوں باہر پرچ ہیں۔“ علیہ نے سکرانی کی کوشش کی۔

”تمہارا پچھہ کیوں سرخ ہو رہا ہے؟“ انہوں نے اچاک چمک کر طبری کو دیکھا۔

”کچھ نہیں۔ پس ایسے تھی۔“ علیہ نے بہاد طیاری۔ آپ عمر کے پارے میں بات کر رہی تھیں۔ ”علیہ  
 نے بات کا منسوج پڑا۔

”وہ کس لیے یہاں آیا تھا؟“ علیہ نے ان سے پوچھا۔

”وہ مل دیے۔“ جیندی کی ای روائی سے کچھ کہتے بیجتے رک گئی۔ ”یہ تو اس نے مجھ نہیں تباہ کیا تھا جیہے  
 سے ملے آیا۔“ جیندی کی ای لے کہا۔

”اویسے اچاہے۔ کیوں علیہ؟“ جیندی کی ای لے اس کی رائے لی۔

”جاس بھائی میں آتے رہے ہوں گے پچھلے دوسوں؟“ علیہ نے ان کے سوال کو گول کرتے ہوئے پوچھا۔

”جاس کرناں کن؟“ جیندی کی ای کچھ بھیں علیہ نے مجھ اپنے اپنی سے اپنی دیکھا۔

”جیندی کے دعوٰت میں۔ وہ بھی میرے کرمن ہیں انکل ایسا زکر ہے۔“

”ہاں۔ کہاں نیاد آیا۔“ بس میرے ذہن سے ہی نکل کیا۔ جیندی کی ای نے کچھ گزروار کر کہا۔ ”جاس تو  
 بیان نہیں آیا۔“

”چما۔ پھر برا خیال ہے انہوں نے جیندی سے فون پر رابطہ کیا ہوگا؟“ علیہ نے اپنا خیال خارج کیا۔

”ہاں ہو سکتا ہے جیندی اور اس کا فون پر رابطہ ہو۔ بہر حال دو یہاں تو نہیں آیا۔“ جیندی کی ای لے کہا۔

”اور یہ عمر۔ کیا آئن پہلی بار آیا ہے؟“ علیہ نے ایک خیال آنے پر ان سے پوچھا۔

”عمر؟...“ وہ ایک بار پھر کچھ کہتے کہتے کہیں۔ ”ہاں پہلی بار آیا ہے۔“

”ایک جسمیں اس کا آنا چاہیں گا؟“ اس پار ایجاد و ان کے سوال پر گزروار اگی۔

”میں ایک تو کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے اس کا یہاں آنا برا کیوں گئے ہو؟“

سے پوچھا۔ عمر کو شاید اس سے اس طرح کے سوال کی تفہیں نہیں تھیں۔

”میں دیسے ہی آیا ہوں۔“ عمر نے جیسے سختے ہوئے کہا۔

”وہی پوچھ رہی ہوں۔“ تم یہاں دیسے بھی کیوں آئے ہو؟ ”علیہ کا خون کوں رہا تھا۔ چند بیٹھ پہلے  
 صالی کا اکٹھاں ایک بار پھر اس کے کاٹوں میں گزی رہا تھا۔

”کیا جو علیہ اور اقی دی کیوں ہوئی ہوں؟“ ”عمر نے جیسے اس کے اشتغال کو کر کنے کی کوشش کی۔

”میں تھا۔ پہلے پوچھ رہی ہوں کہم۔“ ”میرے“ ”گھر میں کیا کہ رہے ہو؟“ ”علیہ نے ”میرے“ ”پر زور دیتے  
 ہوئے کہا اور مر جنڈوں کے لیے کچھ نہیں بولا یا شاید بول نہیں کاٹ لیں جسکا جھکاے بنیاد پر علیہ کے چہرے کو دیکھتا رہا  
 جو بھری طرح مر جنڈوں تھا۔

”تم یہاں کیوں؟“ اس کا جواب دے سکتے ہو؟ نہیں، کوئی جواب نہیں ہے تھا بارے پاس؟“ وہ اب  
 استھرا یہ انداز میں کہ رہی تھی۔ ”دوسروں کی زندگی بر باد کرنے کے لیے ہر جگہ مند اخادر کیجی تھی جاتے ہو؟“ اس کے

ہونت اور انداز بر طریق لرزتی تھی۔ ”ظیرہ!“ ”عمر اس کی بات پر دم بردہ ہو گیا۔  
 ”تم سے حرام سے بھر اسے کہا۔“ ”میرے بھائیں ہوتا کہ میں ایک بھی پر سکون زندگی گزار سکوں۔“  
 ”چند کیوں پہاڑ کا جا جیتے ہوں۔“ پانچیں میں میں کیا پہاڑا ہے تھا۔ ”  
 ”علیہ والاصیں کوئی خلاصی کیوں ہو رہی ہے۔“ ”مر نے اس کی بات کا تھے ہوئے کہا۔  
 ”مجھے خلاصی کیوں ہو رہی ہے۔“ ایسا ہے تو تم یہاں کیوں آئے ہو؟“ اس نے بھسل خود کو چلانے  
 سے روکا۔

”میں یہاں.....“ ”مر نے کچھ کہنے کی کوشش کی میں تھیں۔“ ”یہ گمراہ نے اس کی بات کاٹ دی۔“ ”یہ گمراہ  
 مر اک اور کسی دوچھانے کے جاہ سے میں تھا۔“ ”کہا کی طرف اشارہ کر رہی  
 تھی۔“ یہ ان کا گمراہ نہیں ہے میں تھا۔ ساتھی شیر کرے پر بھر جاتی تھی۔ ”جس اس تھا۔“ ”  
 ”میں یہاں کوئی حق تھا۔“ ”اس کی آزاد پر کوئی سکون تھی۔“ ”تم مجھ پر اکم کی اڑام عالم نہیں کر سکتیں۔“ میں بہت ایک طرح  
 جانہاں ہوں کہ یہ تمہارا کیا اور تم مجھے یہاں سے ملکے دے کر نکلا کتھی ہو۔“ ”  
 وہ بھگ سے انداز میں سکر کیا۔

”گمراہ کی خودت نہیں پڑے گی۔“ میں اس کے پھری یہاں سے چلا جاتا ہوں، ابھی اسی تجھے بہ قبان  
 ہے مجھ میں کہ مر سے ساتھ کی کوئی روزتی نہ کہا پڑے۔ ”وہ حرم اور اس میں بولا۔

”تم میں جھیل تھہ بہ میں جاتی ہوں۔“ ”علیہ نے کل لیے ہیں کہا۔ ”بلکہ مجھے سے زیادہ یہ بات تو کوئی  
 ہے۔“

وہ ترقیا ایک گھنڈ دہاں رہی اور اس کے بعد وہیں گمراہی گھر گھر آ کر اسے پھر کوئی بولی تھی، عمری کا زریں دہاں کوئی تھی۔ اسے تو قبضہ نہیں تھی کہ وہ عمر یہاں میوندو گارڈن وہاں پہنچا کر کوئی اور وقت دہاں گزرا۔

لاؤچ میں داخل ہوتے تھے اس نے تاؤ وہاں عمر یہاں میوندو گارڈن دکھل کر یا خدا۔ اس نے درستی نظر ان پہنچیں ڈالیں

سلام دعا کیے میغیرہ سیمی دہاں سے گزرتی ہوئی اپنے کر کرے میں میں آئی اسے تو قبضہ تھی عمر کوئی کوئی درجہ دہاں میٹنے کے بعد

دہاں سے چا جائے گا گمراہیاں نہیں ہوا تھا۔

دہاں کی پڑھنے پر بدل کر کہ تم سے لٹکتی جس اس نے دروازے پر درج کی آزادی۔

”دروازہ گھلایا ہے“ اس نے اپنے پالوں کو سہنہ میں نہیں بخرا کرے گا اس کی لمحہ دروازہ کھلا اور عمر

اندر آ گیا۔ وہ کچھ دشائی کی اسے دیکھنے کی ایک دفعہ گھنڈ پہلے ہونے والے ٹھکرے کے بعد اسے تو قبضہ نہیں تھی

کہ وہ ایک فوراً دروازہ اس طرح اس کے سامنے آ جائے گا۔

”تم مجھے دیکھ کر جہاں ہو رہی ہو؟“ وہ جیسے اس کے تھاٹ بھاٹ پیا تھا۔

”پہنچ میں نے تمہارے بارے میں تمہاں ہونا پھر دیا ہے۔ میں تم سے کبھی کسی بھی چیز کی تو قبضہ کر سکتی ہوں۔“ ملیروہ نے ترثی سے کہا۔

وہ دروازے سے چون قدم آگے بلتا آیا۔ ”میں پہنچ کاہوں؟“

”ہاں بالکل جہاں چاہو۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسی گھر کے تھا دراں ہے یہاں میں جھینیں اس طرح Treat فہیں کر سکتی ہیں نے جنہیں کے تھا دری کیا تھا اور یہ بات تھی جس طرح جانتے ہو۔۔۔ پھر اس طرح فاریل کیوں ہو رہے ہوں۔

وہ جیسے جو بے جنب اور جیسے ہر کام کام گھنے سے پوچھ کر کہ تو ہو۔۔۔ وہ تھی سے سنس کر بولی۔

”میں کچھ دشائی کر بات کر سکتے ہیں؟“ وہ کوئی روگی نافارہ کیے تھیں بولا۔

”پہنچ میں اپنے تمہارے سامنے کوئی بات کر نہیں چاہتی۔“ ملیروہ نے دو لوگ انداز میں کہا۔

”میں جہاں سکا ہوں؟“

”پہنچ میں جہاں طرح بھی تھیں ہے۔“ ملیروہ نے انکر انداز میں کہا۔

”مجھے ضرورت تھی۔“ ملیروہ اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”تم کی دل آئیئنے کے سامنے گھر سے ہو کر اپنا چہرہ دیکھنا۔ پھر جھینیں جو جانتے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔“

”میں آج یہاں آئیئنے میں لپا چہرہ عدی دیکھنے آیا ہوں۔ تم مجھے سیرا۔۔۔ یقول تمہارے اصلی چہرہ دکھاؤ۔“

”یہاں تم کیا بات کرتے آئے ہو؟“

”مجھے تھر پر کچھ بھی بات کرنے کی ضرورت تھیں ہے ملیروہ۔“

”پہنچ فی الحال میں یہاں سے جاؤں گا میں۔“ عمر نے فلی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تجھے کا کچھ بھی بھیجا رہا ہے۔“

”میں رہائیں ٹھیک کچھ گھب لا رہے۔“ عمر اور اس کی بھائیں جانا نہیں اس لیے۔

”ملیروہ نے دھاخت کرنے کے لئے کوشش کی۔

”مگر۔۔۔“ وہ ایک بار پھر کچھ کہتے کہتے رکھ اور انہوں نے ملیروہ کو غور سے دیکھا۔ ملیروہ کو یوں کاچھے

ایک بار پھر دکھل کر کچھ کہتے رہیں۔

”تمہاری بہت تحریر کر رہا تھا۔“

انہوں نے چند گھونک کی خاصیت کے بعد کہا۔ ملیروہ نے جوانا کچھ نہیں کہا اور صرف بات کرتے ہوئے انہیں

دیکھتی رہی۔

”جنہیں کہہ رہا تھا تم اسے زیادہ پسند نہیں کر سکتے۔“ انہوں نے یہ کہم اس سے کہا اور چند لے کر قبضہ نہیں کہا

اسے تو قبضہ نہیں تھی کہ جیدی اپنی اسی سے ایسی کوئی بات کہہ دے گا اور خود جیدی نے یہ اندازہ کیے تھا کہ میں عمر کا پاندھی

کرتی ہوں۔ صرف بچھل چدا واقعات کی وجہ سے۔“ وہ اس پر آگی۔

”تم کیا سوچ رہی ہو، ملیروہ؟“ جیدی کی اسے کہم اس سے پوچھا۔

”پھر پوچھیں میں۔۔۔“ اس نے یہ کہم اس سے پوچھ کر کہا۔

”میں تھم سے کچھ پوچھتا؟“ جیدی کی اسے کہم اس سے پوچھا۔

”میں اسے پانپن کیں کہتی۔۔۔ ہمیں جیدی کو ایسا کیوں لگا۔۔۔ اسی میری اس کے ساتھ اندر شیڈی مگ بھیں ہے

گھر اس کے کوئی خاص فرق تھیں پرانے تھے کوئی تاریخی ملقات ہی بہت کم ہوتی ہے۔“ وہ بے اختیار کہتی گئی۔“ شاید یہار

طاولات کا موقع تھا۔۔۔ میں انہیں پرستی کرنی اور شہادتی ہو گئی۔ پھر جب اسے ملقات کا موقع دریافت کر جیسے اسی اتنی

اہم نہیں رہتی۔“ اس نے سکراتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی اور اسے کہا تھا۔۔۔ وہ بھی کہی تھیں۔

”ہاں میں بھی سوچ رہی تھی کہ آخر ختم عمر کو اپنے پنڈ کر کیوں کر دیں۔۔۔“

اس سے پہلے کہہ کر ایسی بات مکمل کر پاتیں فون کی تھی بچتے گئی۔ جیدی اپی چونکہ کرفون کی طرف متوجہ ہو

گئی۔ ملیروہ نے تھککو سالسلہ اس طرح نوٹس پر خدا کا گھر دیا کیا۔

”میں دیکھ کر کس کا فون ہے۔“ وہ کہتے ہوئے انہوں کھنڑی ہوئیں۔

”میں فری کے پاس جاری ہوں۔۔۔ پہنچ چاہتی تھی فون پر بات کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر اس کے پاس

ملیروہ نے بھی امتحنے کیا۔

”آئیں اور موضع نکلی پر عمر جا گیری ہو۔“

”ہاں اپنے کمپے میں ہی ہے۔“ انہوں نے کہا۔

”تجھے ہے میں اس کے پاس جاری ہوں۔“ ملیروہ

لاؤچ سے کلی گئی۔



کر دیں گا۔

”میچے اور پکننک کہنا، میں کہ بھلی ہوں سب کچھ“ دہ غرائی۔ وہ صوفر پر کوہ آگے کو جھٹ گیا۔

”میچے ہے۔ سب سے پہلے، محوت کی بات کر لیتے ہیں۔ میں نے تم سے کیا محوت بولا ہے۔“

”میں تمہارے کون کون سے اور کتنے محوت گواہیں۔“

”جتنے یاد ہیں اتنے گواہیں۔“

”اس کھر پر جشن یا زار نے حملہ کر دیا تھا مجھ پر اور ناؤ پر۔ مجھے ہو لوگ فراہ کا چاہ جاتے ہے تا۔

”یہ سب توچی ہو گا۔ اب بولو۔ اب کیوں نہیں بولتے۔ جشن یا زار نے حملہ کر دیا تھا کوئی اس کھر پر۔“

”نہیں۔۔۔“ عمر کے پچھے پا بھی سکون خالیہ کو اس کے جواب نے مزید مشتعل کیا۔

”جشن یا زار نے نہیں کہ دیا، بڑی جھرت کی بھاٹ ہے۔ تم نے تو مجھ سے میں کہا تو کہ جشن یا زار نے حملہ کر دیا ہے کہا تھا؟“

”ہاں کہا تھا۔“

”اور یہ محنت نہیں ہے۔ کسی بھی طرح اسے محوت نہیں کہا جاسکتا۔“

”یہ محوت تھا کہ مجھے اس محوت پر کوئی شرمندگی نہیں ہے۔“

”نہیں شرمندگی ہو گئی نہیں تھی۔ شرمندہ ہونے کے لیے باہم بہنا خود ری ہے اور یہ جو تمہارے پاس

کبھی تھی ہی نہیں۔“ عمر نے اس کے طبقہ پر لیٹ کر فٹرانا درکردی۔

”جشن یا زار والے حمالے میں تم سے محوت بولا گیا، مگر میں ایسا نہیں تھا اس محوت میں ہر ایک نے تم

سے محوت بولا کر کہا تھا کیا کہا تھا پر جاری نہیں تھیں۔“

”ہر ایک سے تمہاری مراد عماں اور تم ہو؟“

”گریتینگ۔“ صلیبہ کے چھپے کا لیکن بدی گیا۔

”اس ملٹی ٹکنکے بارے میں بدپلے سے جانتی تھیں؟“ اسے اپنی آدا کی کمائی سے آتی ہوئی محوس ہیں۔

”ہاں۔۔۔“

”چوکر اور کارڈنی ہونا میں ایک ذرا سہروگا۔ وہ بھی کہیں چھپیاں گے اور کہا جائے گا۔“

مرے کوئی جواب نہیں دیا۔ ”میرے rape کا محوت کس نے گلوکار یعنی تم نے۔“

”نہیں یہ میں نہیں کہا۔ مجھے اس کے بارے میں بعد میں عماں سے پا چلا تھا اور میں نے اس پر

عماں.....“ صلیبہ نے تھا اور کہا تھا۔

”تم کو بعد میں پا چلا۔۔۔ تم کو۔۔۔ یہی ایک اور محوت ہو گا۔۔۔“

ہربات کی خبر رکھتے ہو اور جیسیں اس کے بارے میں بعد میں پا چلا میں یقین نہیں کر سکتی۔

”مت کرو۔۔۔“ مگر یہ حق ہے کہ مجھے اس بات کے بارے میں بعد میں پا چلا۔ اگر پہلے پا چلا تو میں کسی

مجھے۔ جب لوگوں کو یہ پا چلا ہے کہ تم میرے کزن ہو۔ تمہارے جواب سے تعارف پر تکمیل ہوتی ہے مجھے۔ اس طرح کی تکمیل مجھی دس سال پہلے جیسی اپنے باب کے تعارف پر ہوتی تھی۔“

”میر کے پچھے کا رنگ بدلتے تھا۔“

”یاد ہے ناکی کہا کہتے تھے تم؟“ دہ غرائی۔

”یاد ہے۔“ میرے سردار اور میں کہا۔

”ہاں پا چکوں نہیں ہو گئیں۔۔۔“ وہ سب کو سامنے کو کہو میں نہ رہا اور یہ ایک سڑست کیے ہوں گے۔

”نے اپنے لیے۔“ وہ غمی ہے بولی۔ ”مجھے محوت کا یہ سیدارہ مامل کرنے ہے۔ انسانیت کے اس پلچر درجے کا جگہ ہے۔“

ظاہر کی اس بیرونی گی کہ زندگی کی چاہی کی یہ تجھ ماصل کرنی ہے۔ خود غرضی اور بے تمیزی کی اس اور جو منزد پر جا کر اعتماد ہے۔“

اس کا پھر سرخ بورہ تھا۔ میر ہوت پہنچنے سے خاموشی سے دیکھتا جا رہا تھا۔

”سارے میں نہ رہ تو تم نے دیں سے میٹ کیے ہیں۔ اپنے باب کی روپیشیں کو روٹے تھے تم، اپنی روپیشیں کے بارے میں جا پر پھوکی ہیں۔ لوگ تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں۔“

”میر نے میں تھیں جو نہیں جھوکاں آیا۔“ وہ بالکل سماحت کا۔ صلیبہ کو اس پر طڑخ نہیں آیا۔ اس نے زندگی میں یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ کوئی صلیبہ کی طرح بات کرے۔ کبھی صلیبہ کی طرح بات کرے۔“

”کر سے کے مطہر میں کڑھے اب وہ مرغ چڑھے کے ساتھ خاموشی سے اسے گھور دیتی۔“

”کوئی جواب ہے تمہارے پاس سری ہے یا کامیابی ہے؟“ وہ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلند آواز میں چلا۔

”اس سے پہلے کہ میر کو کہتا کہے کا دروازہ کھول کرنا تو اندر آ جیں۔“

”کیا ہو رہا ہے یا میں طلب ہو۔۔۔“ اسی دنوں آپ میں چکر ہے۔ بارہ بجک ہے اور اسی دنیا کی تھا اس کو ادا کرنا اور ادا نو کے کندھے پر پا چھر کھٹکتے ہوئے اس نے زندگی سے اپنی ہاں جا بھی دیکھ لی۔

”جائیں،“ ابھی بات ٹھم کر کے باہر جائیں گے۔“

”ناولے پا کھکھنے کی کوشش کی“ گھر میر۔

”بیٹھنے کی اسی رسم کیکس کرتا ہوں۔“

”مرے نہیں اپنی بات مکمل نہیں کرنے دی، وہاں فرشتھا دالت ہوئے کر سے سے پا ہوں گے۔“

”مرا یہک بارہ بجہ صوف پر جا کر جنم گیا۔“

”میر سے پاس ہربات کا جواب ہے کہ میر بھر ہے۔“ پہلے تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہہ لو۔۔۔“ بعد میں بات

بھی انہیں اپنی بات کئے نہ دیتا۔ میں اتنا کہا ہو انہیں ہوں۔ ”عمراب صوفی سے کمزور گی تھا۔

”بمری چکر اگر تمہاری اپنی بہن ہوتی یا... یا جو شخص ہوتی تو اس کے پارے میں اپنی بات برداشت کر سکتے تھے۔ مجھ سے تو خیر چہارہ رشدی کی تھیں ہے۔“

”تم میرے لیے کسی بھی شخص اور کسی بھی رشد سے زیادہ اہم ہو۔“

”نہیں، میں نہیں ہوں۔ ایکی باتوں سے اب بے توف نہیں ہوں تھی عمر جہانگیر۔ اب بچوں ہو گئی ہوں میں“ اس نے طریقہ اخراج میں کہا۔

”جہاں تک ساٹوں کا تسلیم ہے تو میں نے صالحوں پر کوئی حلصیں کر دیا۔ ایسا کام کوئی بے توف ہی کر سکتا ہے اور میں کم از کم بے توف نہیں ہوں۔“ اس نے تدریج ہاتھ دالے اخراج میں کہا۔

”میں اس وقت اُس میں حقیقی تھم نے اس فون کیا تھا۔ علیہ و نے اس کی بات کام نے ہوئے کہا“ اور میں نے خود فون پر سنا تھا۔ تم اسے دھکار ہے تھے۔“

”دن میں، میں اگر کوئی لوگوں کو دھکائیں گا تو کیا اس لوگوں پر حملہ کروں گا۔“ عمر نے جلتی کرنے والے اخراج میں کہا۔

”میں دوسرے لوگوں کے پارے میں نہیں جاتی ہوں مصالحہ کا تمہارے علاوہ اور کوئی دشمن نہیں ہے۔“ علیہ و نے دو دو کہل۔

”صالحوں تکی سب سے بڑی دشمن ہے۔“  
”کیوں؟ وہ تمہارے پارے میں کام کیں ہے اس لیے۔“

”چیز کیا چیز؟“ وہ گھنے ہے۔

”غمزہوں کے بھی انسانی حقوق ہوتے ہیں۔“ اس نے صالحوں پر جنگ کے آرٹیلیک ہمیزوں کو عوام کو گھوٹنے سے پڑھا۔

”ہم غمزہوں کے بھی کچھ انسانی حقوق ہوتے ہیں، وہ کے بیان نہیں ہوتے کہ کبھی بھی کچھ کوکر اسی مار دو۔ اگرچہ غمزوں کے نیکی سب کچھ کرتے ہے تو عاتیں بند کر دو۔ لوگوں کو کچھ کھرے شوت کرو اور میں... یہ کچھ کوئی محنت مکار کیسے کیا کیا ہے؟“

”میں غمزہوں کو کچھ کرم پولیس مقابلوں میں مارتے ہیں ان کے کوئی انسانی حقوق نہیں ہو جیے کیونکہ وہ انسان نہیں ہوتے۔“ عمر نے غرفت ہجرے بچھے بچھے کہا۔

”اس طرح کے مجرم ہم چاروں کو...“ عمر نے اس کی بات کاٹ دی۔

”ان چاروں کو کچھ دو۔ وہ ایک علحدہ کہیں تھا۔ باقوں کی بات کرو، ہر بارہ ہے گناہوں کو نہیں مانا جاتا۔“

چودہ قتل کیے ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ بھروسیں ہے کہ اسے آدمیں کو کہلانے کے بعد مار دیا جائے، اس سے پہلے کہ ان تھیں اور تم لوگ ان کے حقوق کی بات کرتے ہو۔“

”پولیس کا کام غمزہوں کو کبڑا ہوتا ہے، انہیں سزا میں دینا نہیں۔ کوئی ہیں اس کام کے لیے۔“ وہ اس

کے لیے سماں تھا۔“

”کوئی کوئی سچے ہے۔“ وہ غرفت سے چین ٹھوٹ لایا، گواہ فیض کر دیا، چودہ

افروزہ کو قتل کر دیئے۔ اس کے خلاف کوئی گواہی دیے کے لیے کمراہونکا جس ملک میں ریاست کی کوئی بیک میں

سات رو پہنچے کی اور ایک لائف سیوگ سیلوگ لیڈس سرو پر میں ملی ہو، باس کوں انہوں کر کے گا کہ ہاں یہ آؤں ہے جس کوئی نے سڑک پر چاروں کوں توکل کر کے دیکھا۔“

”وہ غرفت سے اس کا چیز وہ کچھ ریتی تھی۔“

”جہاں لوگ بدل لیئے کے لیے اختلا کرتے ہیں کہ کوئی اپنی پوشی بھجتا نے کوئت میں آئے تو اسے دہاں

مارا جائے، یہ کوئی کوئت میں مارنا سب سے زیادہ محفوظ ہے۔ دہاں کوں اس کی Rule of law کی

(برتی تھی) کی بات کرتی ہو۔“ وہ سلسلہ بول دیا تھا۔

”جہاں Lowercourts کے سکولوں جوگ میں سے شد کئے والے جنر کو آدمی انگلی پر گھن کسکا ہو اور جہاں

ہالی کوئت اور پر چکر کوئت کا جنگ پختے کے قابلیت کے بجا تھے سیاں یہک گراٹ اور اپارچ میڈر ہو۔ جہاں ایک

وزیر اعظم یہ کے کسی کی خواہی نہیں کر اس کی پاریں کے ایک وقاردار جیسا کہ پر چکر کوئت کا جنگ پختے چھس بنا دیا جائے اور دوسرا دو وزیر اعظم کی پاری کے لوگ پر چکر کوئت پر حملہ کر دیں اور پر چکر کوئت تو یہیں حدات کا فیصلہ کرنے میں

تین سال لگا۔ دہاں کوں کوئی سمجھوں کو سڑالا کیں گے۔“

”وہ ایک بارہ پڑھتا۔“

”جن لوگوں کو کہنے میں پولیس کے کئی کئی سال لگ جاتے ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچ ہو جاتا

ہے۔ نہیں کہنے کے بعد ان کے خلاف ایک گواہ نہیں تھا۔“ اس نے سرخ چہرے کے ساتھ ہاتھ کے اشارے

سے کہا۔

”لوگ اسے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے قریعہ عزیز دل کے قلپ پر گواہ نہیں بنتے۔“ تین چھتے ہے کوئی گواہ

ہے۔ وکیل استوار تھا کہ نہیں۔ وکیل صفائی تھا ہے جنات پر ہا کر دی جاتا ایسے مولک کو پولیس نے جان

بوجہ کر گرفتار کیا۔“ یعنی پانچ ہزار کے حدات کے پچھلے پر اسے رہا کر دیا ہے۔ ہمارا پرانا ہمارا سوتھو جاہا

ہے۔ یہ ہے اسکل کاظم عمل۔“

وہ پولیس چکے بغیر بنا گواری سے اسے دیکھ ریتی تھی۔

”اور حدات کو جھوڑ داں سے پہلے ہی بڑے بڑے سیاست داونوں کی خفارش آٹا شروع ہو جاتی ہیں، ان

کے لیے کیوں یہ لوگ ان کے پالے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک قلپ اپنے لیے کرتے ہیں تو اس کے لیے۔“ وہ ایک

یا کوئر فون کر کے کہ فناں آدمی جو آپ نے کہا ہے اسے چھوڑ دیں تو تم اسے اس کے پارے میں تقدیمات کی

تفصیل کیے ہاتھ کیں۔ تو کیا یہ بھروسیں ہے کہ اسے آدمیں کو کہلانے کے بعد مار دیا جائے، اس سے پہلے کہ ان

کے لیے کوئی سفارش آئے یا حدات اٹھیں رہا کرے اور وہ دوبارہ پولیس کا ناک میں دم کریں اور میر جہاں گیر ایسا کرنے

لطف اندر ہو رہا تھا۔ ایک بیبا کے سچ میں ایک اسماق درمرے اے ایج قریبی ہیں۔ ان کا پانچ شیراز ہمارا جسٹے ہے۔ تیرے سے قاروئی دو اختر ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی لاہور ہم خانہ نہیں کی پنکھی کی تھی جس نے۔ بیرے بیک پنڈتے وہ بہت حاشیوئے اور ان کے روپ پر ہوتے ہیں۔ ”اس نے نہیں کے دو شاخیں کا نام لیتے ہوئے کہا۔ ”مرسوں دوسروں کی اچھی نہیں تھی۔ کل دو گھنٹے کے لیے مردی کیلیں گے شاید بھر جائے۔“ دو ماق اڑائے والے انداز میں کریا۔

”اووم بھگرہی ہو کر میں لوگوں کے بچھے بھرہا ہوں کہ مجھے بچالیں۔ میں بیان لس چد مختہ کی چھپیاں گزارنے آئیں ہوں۔“ دو ایک بار بھر جنید ہو گی۔

”جنید... یا تم... یا صالو ٹھکے کیا کا کہہ پہنچا سکتے ہو۔“ اس نے کندھے اپنکتے ہوئے کہا۔ ”اوہ جسیں جنید کے دریے میں کیوں پر پیر ہو رکا ہوں گا۔“

علیحدہ کو کیدم حکمن جسیں ہوتے گی۔ وہ پلٹ کروادا اپنے بیٹر پر جینگی۔ وہ بھر کی طرح ہر حل، ہر جواب اپنی تھی میں لیے بھر رہا تھا، وہ باقیوں میں دیلوں میں اس سے کمی تھیں جھنی تھی۔ وہ آج بھی اس سے نہیں جیت سکی۔

”بیں ایک بات یہ ری کچھ میں نہیں آئی کہ میں تمہاری زندگی کیسے بردا کر رہا ہوں؟“ اس نے اس بار کچھ الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

”اور تمہارا کیا جملہ مجھے دہاں سے بیجاں لایا ہے۔ کسی اور فرض کے کسی مطلب سے مجھے اتنی تکلیف نہیں تھی۔“ کتنی تھیں اس بات سے ہوئی ہے میں جسمی خوش نہیں تو کیسکا۔ میں... علیورہ امنی جسمی خوش دیکھا نہیں چاہوں گا۔؟ میں چاہوں گا تمہاری زندگی بردا کر رہا ہو۔ جسمیں ہائے، تم نے مجھے کیا کہا ہے؟“

علیورہ نے سر اٹا کر اسے دیکھا۔ ”تمہاری جو ہے میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ سماج ہجڑا کر رہا ہے۔ تمہارے لیے وہ مجھے سے ناراض ہو گیا ہے۔ جب تک تم اس کا ملکہ جوں نہیں قاتا ہم لوگوں میں کوئی تھی نہیں تھی جنگ مرا جب تم اس سے ملے گے ہو۔ تو تمہارے لیے پر پردہ۔“

”مرنے کی تھی سے نہیں۔“ وہ کوئی تھا پنچ نہیں ہے اور بھر میں جم لوگوں کے تلقفات کیوں خوب کر دانا چاہوں گا۔“ مجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا؟“

کیدم چالی۔ ”Why don't you just get of our life“ (تمہاری زندگی سے تکلیف کیوں نہیں چلتے) دو

غم بات کرتے کرتے رک گی۔ ”میں تمہاری زندگی سے پہلے پہنچا کیوں چاہوں۔“ ”نہیں تم نہیں لٹکے ہو، اگر کل گئے تو بھر جنید کا بچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔“

والا واحد دی تھیں ہے کی ایک ایسی ایسی کامتا دو جس کے طبع میں ایسے جھوٹے پولس مقابلے تکیں ہوتے۔ ہم مجرور ہیں یہ سب کرنے کے لیے۔ ایک پولس مقابلے کے بعد لا ایڈن آرڈر پاکل ملک ہو جاتا ہے۔ کہ اکر کو ہر سے کے لیے۔ بھی آج تک کی ایسی کامتا دو جسے اس کے طبعوں میں ہوتے ہیں پر کیوں میں پولس مقابلے کے لیے۔ ”اس نے تھج کرنے والے انداز میں کہا۔

سکریون ایں بھی سب ہائے ہوتا ہے کیوں پولس مقابلے کیوں ہوتے ہیں نا۔ آئی جی۔ اور چیف جھائیک کو اس طرح تھید کا نشانہ کیوں بیٹا جا رہا ہے۔ صرف مجھ پر الامات کیوں لگائے جا رہے ہیں۔“

”کرپشن...؟ کون کرپشن نہیں کرتا، ہاں میں نے اور رعنی محور نے وہ زمین چیز دی تھی تو پھر کیا ہوا۔۔۔ بیباں سب ایسا ہی کرتے ہیں۔ جو جھلس کو موقع ملے تو بھی ایسا کریں گے۔ کیا وہ لفانے نہیں لیجے سیاست داؤں سے، کی جو تاثر کا نام تھا وہیں جیسیں اس کا کچھ چھانٹا دیا جا ہو۔

کس کا تکارتھ ہے۔ کون سکرپر کے ساتھ درر پر جانے کے لیے کیا کیا پڑھ تھل رہا ہے۔ کون کس سے پلاٹ الٹ کر داہم ہے اور منہ دنکی کیوں تھی جو جھلس کے کام پڑھا ہو۔ جھنپس ہائے پل جانے کا کس کے منہس کس کی زبان ہے اور کس کی یقینت تھی ہے۔ پھر اگر ان یہیں لوگ ہیں کہیں کریں گے۔“

”وہ ایلی بات اور ہری چھوڑو کرنا۔“ ”بھر کی میں جس کیں تھاں ہوئی مجھے اس پر فارما گئی کہا۔“ تمہاری دوست ہوتی یا نہ ہوتی مجھے اس پر فارما گئی کہی خود نہیں تھی۔ میں ایسا کام کیوں کرواؤں گا کہ سید حاصل تھج پر جائے۔ ”اس باراں اسی ادازہ زمیں تھی۔

”بھر کی جھوڑے ملا رہا اور کون کر سکتا ہے یہ سب کو کہا۔“ ”وہ خود کا سکتی ہے۔ یہ سب کچھ پر پالٹا ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ برا کوئی وہیں کروسا کتا ہے۔“ عمر نے لپڑاہی سے کہا۔

”وہ خود اپنے آپ فارما گئ کر دے گی؟“ علیورہ نے پہنچنی سے کہا۔ ”ہاں کیوں نہیں اس میں کون سے پہاڑ سر کرنے پڑتے ہیں۔ کائے کا کوئی آدمی جائیے پڑاٹ کے ساتھ اور اس... اور اس تو قوتے ہمیں جھلس نیاز کے خاندان سے۔“

علیورہ نے اسے غور سے دیکھا۔ ”اور جہاں تک خود کو پہنچانے کے لیے بھکاریوں کی طرح ایک کے آگے بھجے بھرنے کا تعلق ہے تو میں ایسا کچھ کی نہیں کر رہا۔“ ”وہنا۔“ سچھل بیرے لیے بہت ایگی بات ہوئی ہے۔ کیے، جھنپس اگلے چدھتوں میں پاٹھ جائے گا۔ جہاں تک کوکواری کا تعلق ہے اگوکواری کیلیں میں تین لوگ ہیں۔“ وہاب یہی خود اپنی نگلوک سے

بیرون سے مرصع ایک خوبصورت بر سلیمان قہا۔ وہ ہونٹ بھینچا اس طبق کو دیکھی رہی۔ اس سے پہلے عمر نے بھی بھی اسے سونے کی کوئی نیشنیں دی تھی۔ پھر اب... جب... اس نے بہت آنکھیں سے ایک باراں بر سلیمان کو چھوڑا اور کیس کو بند کر دی۔ باہر عرب کی گاڑی کی شارت ہونے کی آواز آرہی تھی، وہ کمری کی طرف بڑھا آئی۔ بند کر کیوں سے اس نے عمر کی گاڑی کو لوگ سے باہر نہ لے دیکھا۔

وہ اس فحص کو بھی بھی نہیں بھیج کر دی تھی۔ وہ اس فحص کو بھی بھیجا پا تھی میں نہیں تھی۔

☆☆☆

محافظ طغیان میں حکومت کی تجدیہ کے بارے میں ان فوایہیں زور دیں پھر۔ نہ صرف گلی پر لیس بلکہ ہیں الاقوایی پر لیں بھی اس بارے میں اخاذے فیصل کر رہا تھا۔ علیہ کے افسوس اسی روز اسی بارے میں گنگلکو ہوتی رہتی۔ پھر اسیں وقت اور زور پر کمیں جب فوج کے ایک کو کسانگر نے جو ایک حکومتی مددے دار کے رشتے دار تھے وزیر اعظم سے ملا تھا کی۔ ایک گلے دنون میں اُری چیز نے ان سے اُنھیں لے لیا۔ پر لیس کی قیاس آرائیاں تھیں کہ انہیں نے حکومتی طغیان کو آرہی کے پان آف ایکش کے نادے میں مطلع کرنے کی کوشش کی تھی۔

”حکومت اب بس کی وقت بھی جا سکتی ہے کوئی تمام تباہیاں پوری ہو جائیں۔ یہ زیر در کسی کے بڑے ہوئے نام نہیں کہ اس حکومت میں شد و داریاں ہیں ان میں سے آخر طریل رضاخت پر ملک سے ہے باہر جا چکے ہیں جا ہے ہیں اور یہ لوگ ہمیں جوازی چاکے کے پر کم ہے۔ ہم تو جو ہے بھتیجی ہیں کیاں کیوں نہ دیتے مجھے ہیں کہ حکومت کو کوئی تکمیل نہیں ہے۔ ان کی بات پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔“

اس دن بھی چورپک میں بیٹھا ہوئا ہمیں بوری تھی اور اس دن ہایوان بڑے تر و شور سے اپنا تجوہ کر رہا تھا۔ علیہ رُخ کرتے ہوئے دہاں ہوئے والی گنگلکو سنے میں صرف تھی وہ خود ارہی ڈسکھنے میں حصہ نہیں لی تھی۔ اس کی واحد اسراری ہر ایک کی رائے کو خور سے خدا ہاتھا تھا۔

”خاس طور پر وہ بیوڑو کر سبھی میں رکھتے رہا ارہی میں ہیں، انہیں تو پہلے بھی دی پاری ہیں۔“ مقصود جنگری کے کوئی میں شہزادے ہوئے کہا۔ ”ایک بہتی ہے ملڑی بڑو کر کی، اور دوسری بہتی ہے سوال بیوڑو کر کی۔ پاکستان میں دو پہلوں کی باری حکومت کرتے ہیں۔ لکھ کر کھاتے ہیں لکھ کر آتے ہیں۔“

اس دن ہایوان کی بات میں مقصود جنگری نکلا گیا۔

”گرل کر جائے نہیں ہیں۔“

”چاکیں کے کیوں، ابھی اسیں ملک کی رگوں میں خاصاً ہوں۔ ایک کی سال چوبراں لکا کے۔“ اس پارا صاحب نے تمہارے کیا تھا۔

”بُرچ ہاد بُدفوج کے کائنے کی افواہ گریش کر لے گئی ہے۔ میری تو یہ کھجھیں نہیں آتا کہ فرم کب تک انہوں پر اس طرح دیکھنے کرتے رہیں گے۔“ اس پارا صاحب نے کہا تھا۔

”برنٹش کا کام ہی انہوں کو سکس کرنا ہوتا ہے۔ آپ کو ہماری باتوں پر یقین آئے یاد آئے گراس

”اگر جنید سے ملتا چیزوں دل کی بھجے سے تمہاری ناراضی ختم ہو جائے گی؟“ عمر نے بڑی تھیجی کے سامنے اس سے پوچھا۔

”بھیری ناراضی کی پروادست کو ہمراج کو کچھ تم میرے سامنے کر کچھ بہو، اس کے بعد کیا تھیں یہ سوال زیب دیتا ہے؟“

”ہم دونوں بہت اچھے دوست رہ کئے ہیں طبیہ۔... ام کسی بہت اچھے دوست تھے۔“ اس نے اس پارے قدرے میں آواز میں کہا۔

”نہیں ہم دونوں کسی بھی دوست نہیں تھے۔ ہم دونوں آنکھے بھی بھی دوست نہیں رہ سکتے۔“ علیہ نے فیلم کیں ادا کر سکتا۔

”تم مجھے اپنے اور جنید کے درمیان کسی نہیں پاڑ گی۔ میں اس سے دوبارہ نہیں ملوں گا۔ کیا اس کے بعد تم ہم سے لے اپناءں صاف کر سکتے ہو؟“

”نہیں۔...“

مر کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا، وہ کچھ بڑے بھی بھی کہنے بخواستے دیکھ رہا تھا۔

”بیرون سے لیم ایک بہت خام دوست ہو۔ تم مجھ کی بھتی جو کہیں، میں اس کے بارے میں کوئی نہیں کر سکتا۔ حکومت از کم بھرے لیم جیسے ہی خاص رہو گی اور اگر کم پوری دنیا بھی تمہارے خلاف ہو جائے تو تم یہ باد رکھنا۔ علیہ کچھ کمیں بھی تمہارے طرف کھڑا رہے گا۔ جا ہے غلام ہو جائی ہو، میں بھتیجی ہمیں سپورٹ کروں گا۔“ علیہ دو آخري فحص کیں ہوں گا۔ جو کسی تھیں جاؤ گا، تو نہیں جاؤ گا۔ تم تو کہتی ہو، میں تو تم ہر ایک خداش برداشت کیں کر سکتا۔“ علیہ اس کے علاوہ کر کے کی ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔

”میں تمہاری بیوڑے پیٹنٹک لے جاؤں۔“ کچھ بڑا اس نے کہا۔ علیہ نے بے اختیار سے دیکھا۔ وہ اب دیوار پر گلی ہوئی ایک پیٹنٹک کو دیکھا۔ علیہ کچھ بڑے بھتی جو کہہ دیے۔ میری تو یہ کچھ بھر کے بھتی جو کہ طرف گئی اور اس پیٹنٹک کو ادا کر دیا۔ عہد سے نظر ملائے بغیر اس نے دی پیٹنٹک اس کی طرف بڑا دی۔

”میں تمہارا ٹھیک ادا نہیں کروں گا۔“ اس نے کہ کر کے نہیں۔

”یہ بھی اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔“ اس کی بات کے جواب میں وہ اس کی بیوڑے سائینے بھل کی طرف گیا۔

علیہ نے اسے اپنی جیکٹ کی جب میں ہاتھوں والی رائیک کسیں آمد کرتے اور اسے بیوڑے سائینے بھل پر رکھتے دیکھا۔

”تو تمہارے لیے ہے، میں تمہاری بیوڑے پیٹنٹک کو دیکھ کر کہہ دیکھ۔“

وہ اب دونوں بھوٹوں میں اس پیٹنٹک کو دیکھ کر کہہ دیکھ۔

”او کے میں بڑا ہوں، اب۔...“

وہ یکم واپس ماری۔ علیہ نے اسے کرے سے ہاہر جاتے دیکھا کچھ بڑے بھتی جو کہ طرف آگئی۔ کسی آنکھی سے اٹھا کر اس نے اسے کھول دیا۔ انہوں نے اور

کے ہر کوئی اقدام کے پایہ میں۔“  
اسے صالح کے چہرے پر بھلی ہوئی طبیعی سکراپٹ میں مجھی ہوتی نارضی نظر آگئی جن اسے صالح کے شہزادے نام فرمائیا۔

باد پر کہا تو پے کارہی ہوگا کہ مجھے کچھ علم نہیں تھا، میں بھی نہیں طرح تی لامتحی کیکھ تھم بیری  
بات پر کہی یقین جنم کر دی۔ ”طیور نے اس کی طرف گھٹکوکے جواب میں کہا۔ ”دہ کام بیرے شور سے یا مجھے  
سے باہزاں لے کر نہیں کر سکتا۔ مجھے بچے رکھنا کوئی ضروری کام ہے۔“  
”بھر بھی کسی نہ کسی مدھک جسمیں پاتا تو گا۔“

"وہ تو ہمیں یہاں خود بچپے کے آفس میں بھی پہاڑ تھا کہ گورنمنٹ جانے والی ہے۔ مگر یہ کوئی  
لینی (authentic) خبر نہیں تھی۔"

”مگر جو تو تمیں میں۔“  
”جو بھی ہوتا ہارا کرنا.....“

عمریو نے صالوں کا بات کاٹ دی۔ ”بیر کا زون بہت خوش تھے۔“ ہر بارہ جاتا ہے۔ اس بارہ مگر جی کیا ہے۔ کیا اس کے لادے کوئی اور بات نہیں کر سکتی تھی، مہارے پاس اور مجھی بہت سے ناچک ہیں۔ ”عمریو نے کچھ  
167 جو گئے کہا۔

”یا پھر شاید ہمیں کچھ مکمل کرنے کی نیہیں چاہیے۔ اگر ہر بار بات عمر جانکر سے شروع اور اسی پر کام ہوئی ہے تو!“ علیرضا نے دلوںکے انداز میں کہا۔

صلیل نے اس کی بات کے جواب میں سچھ کرنے کے بجائے اپنا یہی اخليا اور اس کے آؤ اس سے لش کی۔  
علیحدہ ایک ہار پھر اپنے کام میں صورت ہوگی۔

• 100 •

۔ پاڑ آپ میری خبروں کی صداقت پر یقین لے آئیں گی۔“

اسد ہمایوں نے عصمت کی بات کے جواب میں کہا تھا: عصمت نے جواب میں کہ کہنے کے بجائے چائے پیتے پر اکٹھا کی تھا مگر علیہ سوچ میں ذوبی ہوئی تھی کیا چند دن پہلے عمر ہاجمیر اسی تبدیلی کی بات کر رہا تھا۔ جس کے بعد دلدار ایک بہتر پوری شہنی میں آجائے۔ وہ موجود تھی۔

”کیا اس کے خلاف ہوئے والی اگواری۔ کیا اس کی طرف سے کی جائے والی پول کافر لیں ایک سوچی سمجھی تھیں کہ حسد ہے اور دو آخوند کافر سے کیا نیچہ داشتی خالل کر سکتا ہے اور فوج اکڑھوت میں آجھی گئی تو قمری جاتا ہے کوئی اسے کہا جائے۔ پھر کہا۔“

اسے بہت سارے سوال پریشان کر رہے تھے۔

اس کے سارے احوال کو جاہاب اسے اگلے بیٹھنے کے لئے مکمل گئے تھے، کل میں فوج نے حکومت نہیں تھی اور حکومت سنبھالنے کے بعد بڑا عینقہ لپڑ پڑھنے والی جاہدی کی گئے تھے ان میں سے ایک بچہ رسم کاری افسروں کی بھائی کا بھی تھا اور ان رسم کاری افسروں میں عمر جنگر بھی شامل تھا۔ اسے تصرف بھال کر دیا گیا تھا کہ اسکی شہر میں دوبارہ تھنڈات کر دیا گی تھا اسکی کامیابی ۱۹۴۷ء کے پڑے میں کوئی اعلان نہیں تھی۔

حکومت دیے گئی اتحاد صدری کا سوسن میں ابھی ہوئی تھی کہ عمر جنگر بھیرے ایک معمولی افسر کے کم سے کم ۱۰۰۰ سوت نہیں ہوا۔ کتابدار یعنی سخن و کتاب خود کی حکومت کی ہرجنگی حکمت اعلیٰ کو تو انکو تھے میں تصریف تھا کہ عمر جنگر بھیرے کیمکم ہے یہک جگہ اُدھر میں پھاگا تھا، اُسکی کوہ دیا تھا تو وہ طیارہ کشیدر کی یا سالانہ پورے۔

اس کی بھال لی جرأت میں ڈسکس ہونے پر صالت نے اس سے کہا

"تمہارا ازمن..... واقعی بہت خوش قسمت ہے۔ ہر بار کھن سے بال کی طرح لکل جاتا ہے یا لکل لیا جاتا ہے۔ واقعی اس کی قسمت کی خاص قلم سے لکھی گئی ہے۔"

علمیہ جاتی گی، یہ نظریف بھیں ہیں۔

صالح خاصی مایوس نظر آرمنی تھی۔

"اُن کی پریس کانفرنس اور وہ الراہمات یقیناً ایک Play تھا۔" صالح نے ایک بات جلوہ کر کتے ہے

بُخ خوبی کی good books میں رہنے کے سارے طریقے آتے ہیں۔ بیری طرف سے مہار کیا دیا اسے۔

"اے لیئے بھی میری پہلوت میں نکالی ہوئی اس رہی میں بھی شامل ہو گئی تھیں۔ خاہر ہے جنہیں یہ سب کچھ پہلے ہی پاہو گا۔ میرے ساتھ ہمدردی کرنے والے ساتھ ساتھ آپ کے درمیے لوگوں کی نظرؤں میں خاص انتہا ہے۔ دوسری طرف جنہیں ہر کس حالت سے بھی نقد نہیں تھیں۔ خاصی "پاہر" ہو گئی تھی اس

مرچ تکمیر بھی پولس سروں کے درسرے تمام آفیسر کی طرح ان کیمپن کو پاندہ کرنے اور ان پر تقدیم کرنے والوں میں پوشش پختا۔

اس دن بھی صوبائی دارالحکومت میں پولس آفیسر رکا ایک اجلاس ہوا تھا جس میں آری اور حکومت کے لئے بارہ تھے۔ ایک دن پہلے صوبائی گورنمنٹ پولس آفیسرز سے اپنے خطاب کے درود ان پولس کی ہاتھ کا کردگی اور کرپش پانچیں کمری نامنگھے تھے۔ انہوں نے پہلی بینچے لیں منٹ کی الیکٹریکی تقریب میں ایک بار بھی پولس کو کسی کام کے لیے نہیں سزا ملتی اور اس پرچنے کے لئے کوئی اور بودا ہوتی تھی۔  
”گورنر چین میں گھٹے لامبی آڑدار کی بات کرتے رہ جیں میں انہیں ہاتے لامبی آڑدار کیا ہے؟“

”ان کا تعلق آری سے ہے، رات کو سوئے ہی انہیں چاہا کہ دو گورنمنٹ پر بہت لائیں ہیں اور پھر انہیں اپاک یاد گھی کر صوبہ میں ایک پولس فوری کی ہے جسے برما لامبیں کے تو اگلے منڈی کام کے لئے بھٹے پہنچنے پر بہت لائیں ہیں جانے کی۔ لوگوں میں گزر کی بیک نای بڑھتی ہے۔ اپنے ثہربانے کے علاوہ اور کیارہ ہے میں وہ۔“ ایک اور پولس آفسر نے تمہارے کیا۔

”ان کا کام صرف ایک ہے باری باری اخبار نویسون اور عام افرادیوں کو اپنے ساتھ علاقہ علاقوں کے ذات دوروں پر لے چاہے اور جو اپنی پان کا ایڈیٹیوں کے ترقیوں سے ہمارے کام پر کام پر ہوتا۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ گورنر پاپا ہے، خفاہ اداشریں کا زماں لوٹ آیا ہے کہ گورنر دوست گشت کر رہے گا۔ انہیں یہ بھائیں ہے کہ گزر بھی ایک یا اس دن کی رہنمائی کریں گے اپنے نہیں اپنے اپنے کے بھر کے لیے۔“

ایک غماٹی تجھے لگا گیا شاید عمر وہاں واحد قابو ختم ہو جائے۔  
”ان کا خیال ہے اس طرح چونس گھنٹے ہمارے سر پر سوارہ کر دے، میں گھنٹی دال دیں گے۔ میں اپنے اشاروں پر چالیں گے۔“ ایک اور مندرجہ آفیسر نے کہا۔ اور یہ جو ٹولٹیشیں چاری ہوتے ہیں کہ ان کیمپن کے ساتھ مکمل توان کیا جائے۔ آرکیوں کی تعداد کیا جائے۔ سول سروں میں اس لیے آئے تھے کہ مر جاتا تھا ان کیمپن اور سمجھ کر ریک کے آنہ تھے۔  
”پہلے ہی فیڈ میں ان سروں آری آفیسر کو پوچھوئیں پہنچووارے ہیں، جو پہلے ریک اور جو ہو گئے۔ انہیں دھرا جھڑ کر تکشیں کے ذریعے بر جگہ لامبا ٹھیک ہے۔ آری والوں کو محل سروں میں لیا جا رہا ہے۔ پھر بھی انہیں جھین کیں۔ وہ چاچے ہیں جو تھوڑی بہت پادری درسرے گھوکوں کے لوگوں کے پاس رہی ہیں۔ انہیں بھی جھین لیا جائے۔  
ایک اور آفیسر نے کہا۔

”میں یہ کام وہ دھیں کریں گے۔ براہ راست ہماری سروں پر آ کر جیں جیسے گے۔ یہ گھانیں کھانے والی تجھے ہے یہاں آ کر وہ عوام سے گالیاں کیوں کھائیں، وہ میں اپنی ٹھیکی میں رکنا چاہیے ہیں، عام بھی خوش کر سمجھی بڑی وقت کریں ہے آری، پولس کی کارکری بھر کر لے کے لیے۔“ اس بارہ مرے کہا۔“ اس بارہ سے ہمارا لگ

”آری ما نیز میگ سکھی۔۔۔ اب یہ کیا کوئی اس ہے؟“ مرچا گلکیر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کو میز پر تقریباً فتحتے ہوئے کہا۔

فوقی حکومت کو اتنا درست جائے چند ٹھیک ہو گئے تھے اور آری ما نیز میگ کیمپن کا شروع تھا جو گھنٹے ہاتھی دے رہا تھا پولس کے اکٹی خام کے اندر میں گورنر کیمپن کے خلاف بہت زیادہ حصہ اور احتیاج پیاس جاتا تھا جو گھنٹے ہاتھی دے کوئی بھی تقدیم کرنے سے خوفزدہ تھا۔ ہر ایک جاننا خالکی کی تجویز کی جانب تھا جو گھنٹے ہاتھی دے کے میں اس پر کی موجود ہب جن چائے گی اس لیے ہر ایک آری ما نیز میگ کیمپن کو پاندہ کرنے کے باوجود ان کے خلاف کوئی احتیاج نہیں کر رہا تھا۔

فوقی حکومت کا خیال تھا کہ آری کو یہاں راست سے سب سین ممالکات میں ملوث کرنے سے وہ اس کرپش پر قابو پائے گی جو پورے نظام کی جیزیں کوکھلی کر رہی تھیں اور ایک بار اس نظام کی خرابی رک جائی تو ٹھیکی لوگوں کا اعتدال بھی بحال ہو جاتا۔ گھنٹہ دے بہت سے ٹھیکوں کی طرح پولس کو بھی ان کیمپن کے قیام پر اعراض تھا۔ اگرچہ وہ ان کیمپن کے خلاف بات کرتے ہوئے اپنے اختیارات میں کی اور اپنے معالات میں معالات کا خواہ دے رہے تھے گھنٹہ حقیقی خدشات ان کے ذمہ بھون میں تھے وہ کہ بیان کی ایسی کریوں والی زنجیر کو چھان جاتا۔ جس کے مظہر عالم پر آئنے پر بہت سے ہائی گریوں لوگوں کے لئے بھی اپنی عزت پیالہ بہت سخکل ہو جاتا جو آج سفر ہاتھی میانی دکھانے میں ہاں ہو جائیں پر خوف تھا کہ ان کا بچا کر لے جائے کوئی حوالہ پکڑنے میں بھی آئندہ کے لئے کرپش کے دو داڑے بند ہو جائیں گے اور یہ ان کے اور ان کے خاناؤں کے لیے 440 ولٹ کے شاک کی طرح تھا۔

دوسرو طرف آری ما نیز میگ کیمپن کے ذریعے ہمیں بارگز فوج کا انتظامیہ کیے ان اختیارات اور معالات میں میں اندر کا موچل رہا تھا۔ چنان وہ ملے گئی ہے میں رہی تھی۔ فصل کا ائمہ اور دوائیے چانے کا مجموعہ آنکھ کا پکا تھا، وہ انتظامیہ جو پہلے فوج کو گھاس نہیں ڈالتی تھی، اب ان کی زیر گرفتی کام کرنے پر مجھ سرخی اور ان کی چیختش شروع ہو گئی تھی۔

افسانہ کروماتھا۔

وہ تمیں آج بھلی بارہ دن آئے ہے تھے اور اگر دو دن آئے ہے پہلے مر جاہکیر کو ان کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا اور اس نے اپنے ماتحت ملے کر بھلی اسری باشیر جم کی آمد کے بارے میں بتا دیا تھا اور یہ اس کا عمل بہت حلقہ تھا جو تھا۔ انہوں نے اپنار بارہ دن وہی وہی درست کرنے کی روشی کی تھی جو مگر اس کے باوجود ان تینوں کے دو دن آئنے مر جاہکیر نے ان کی حراس اسکا حکم کیا تھا۔ وہ شوخی کو طور پر خوفزدہ سمجھ۔

اب وہ مجرماں کی آس میں اس کے سامنے بیٹھا۔ اسے انکھوں نے واپس دیا۔ اسے لائچیں کے پارے میں مٹھن کر رہا تھا، وہ بینچہ خاصہ ہمود و کر کے آیا تھا اور مرکے لیے کیک تھی ایسا کوئی بات نہیں تھی۔ ان توکوں کا اٹھی جھن کاظم اتنا خالی اور موڑ تھا کہ چند گھنٹوں کی اندر وہ اپنی مطہر طبلہ معلومات حاصل کر سکتے تھے اسی لیے وہ قریبی اس کے ذریعہ میں اپنے پولیسی مشین کے پارے میں خیالی معلومات رکھنے کے ملاوہ ان کی کارکردگی کے پارے میں گزی خاطر مل کر رکھتا تھا۔

اپنے بارے میں بے کوئی بہت زیادہ دستاویز اخراج کا علم نہیں لگایا تھا اور یہ شاید آری میں ہونے کی وجہ سے تھا اپنے اس مدد وداری کی وجہ سے جو اسے سونی کمی تھی وہ اسکی کمی لئی کے نہیں بات کرت کہ رہا تھا اور میر جاگیر کے پیارے بروگ و فاتح قاتاں کے تبریز و ابریز نے اپنے ناگواری کے نہایت اکٹک طور پر لفڑی اور اسکے پورے مقام۔

خانے لوازات کے سامنہ مر جاگیر کے ماتحت والی اس چائے نے بھی اس کے اخواز میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی جو عمر جاگیر کے ماتحت میں نے خامی یا جاری اور مستندی کے سامنہ اپنی سروکی تھی۔ اپنے سامنے چڑی فائلنر کو پاری کوکے وہ تینی اخواز میں عمر جاگیر کو اپنے اختیارات اور ذمہ داریوں کے سامنہ جزوں سے آگاہ رکھ کر اپنی جو راستے آگئے کھڑے ہوئے تو اسے اپنی ایجاد و میں اعتماد کیا گی۔ عمر جاگیر جائے پیچے ہوئے کیونکہ تم کی تبرے کے بغیر خامی سے اس کی تنگوں خٹاگی۔ جب اس بھی جو روپ انکشاف کا اختتام ہوا تو عمر جاگیر نے پڑے دوستانہ اخواز میں اپنی باتا کا آغاز (دہلی کی ملاقات کا اخوات میں اختلافات کا آغاز) کرنے جاتا تھا۔

”آئے لوگوں کو بھری طرف سے پورا تباہی حاصل رہے گا۔ نہ صرف بھری طرف سے بلکہ بیرے ٹھلے کی طرف سے بھی اور پرانے اس بھری کے کام سے بھی خانہ مدد لئے گی بلکہ خاصی آسانی ہو جائے گی کہ بھے اپنے کارکرکی کاچھ عمارتے کے اور میں ان کی خانہ بیویوں کے آگے بیٹھتا رہوں گا۔“

عمر نے بڑے اطمینان سے کہتے ہوئے سامنے بیٹھے مہر کے چہرے پر نظر رکھا اور جو اس کے آخری چہرے جلوں پر ادا کر رکھا تھا اس پر دلدار کر رکھا۔

”اور.....“ اس سے پہلے کہ میرا بی بات چاری رکھتے ہوئے کچھ اور کہتا، اس۔ گھر نے اس کی بات کاٹ دی۔  
 ”کچھ تحریکی کی مطلوبیت ہے جو ہماری توہین چاہے تھی کیونکہ میں نے آپ کو خاصی لبی برہنگ دی ہے مگر  
 میر کو آپ کو ہو گئی ہے۔ ہم آپ سیست آپ کے علیٰ کو کامنزکرنے کا ہے ہیں، آپ کو assist (معاونت) کرنے  
 پڑھیں۔“

منہ اخاطے سوچ کر بھی نہیں رکھا اور کلارز جاری کر رہا ہے۔ فرمائیا اور تابعداری کے لئے سبق پڑھ رہا ہے میں۔ ” عمر کا پئے ٹنگے کے انہیں بالا پر تکڑا ہوا۔  
 ” ان کی مجبوری ہے وہ کیا کریں، اگر یہ سُکریں تو..... کون حکومت سے خاص مول لینا چاہے گا اور وہ کسی اپنی جاپ اور اپنے کیریکو اور پکر کا کرس سے بہتر طبقہ زمینی جان بچانے کا ہے کہ سر جھکا اور الوں کی ہاں میں باط اور اپنی جان بچانے کا اس ارزش اور اس وقت یہ اسکے پاس ہے سب اسی جانتے ہیں۔“  
 ایک تدریجی سُکریں اگر لے گئیں۔

"اور یہ مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے ساتھ اور یقینوں کو توکرے لے کر آجائے۔ جتنا کام پولس کا ایک سپاٹ آر کرتا ہے اب اتنا فون کے ایک جوان کو کہا چکا تھا تو انہیں پاپی بارہ، بادہ گھنٹے دیوبنی کے بعد بھی انہیں ملنا کا ہے جو بھی بچوں کو کوئی سوتیں ہوئیں نہ خداوسے اور جو عام لوگوں کی ہے مرتی برداشت کرنی چاہیے ہے۔ انگ اور جنہیں بچوں کی طبق میں کارن کے ملائک عکس کی سوتیں دستیاب ہوتی چیز اور گرفتاری اسکی پر درعابتی ہے، یہ تقدیم پر بنا اور ان کا مقابلہ کرنے کھڑے ہو جائے ہیں۔ یہ بھی ذرا اسی چار پانچ بڑے مردوں میں ان تمام ہمکاروں کا بغیر دعویٰ کھا جے ہوئے عالم کی خدمت کریں تو ہر میں ماذون کہ ہاں بھی بڑا جلدی اور ڈھلنے ہے ان واقعی حس الوفی بانی حاجی ہے۔"

ایک اور آفیسر نے تنفس بھرے انداز میں کہا۔

"بہر حال یہ بات ملے ہے کہ کم از کم میں اپنے کاموں میں انہیں مداخلت کے لیے کلی چھٹی نہیں دوں گا  
جسکے انہیں سرپر نہیں چڑھانا۔ عمر نے جسمی تھی اخواز میں کیا۔

۔ ”اب اس کی وجہ سے سرد ریکارڈ خراب ہوتا ہے تو ہو جائے۔ گلے میں مری پاندھ کرم از کم میں کسی کے

سامنے میں میں کام کر رہا تو بھر اس سروں میں آنے کے بجائے کہنیں اور بیٹھا ہوتا۔“

مرے پیچے جسم سے بڑے پا دل پتھر کے دبھرے کی ایسیں باتیں جو اس کو کمپنی کا تھا مگر ان کے پروں کے ٹھڑات داش طور پر یہ تارے تھے کہ وہ سب ایسیں کہہ آئے دالے دلوں سب تقریباً حرم کی تھیں مگر اپنے اپنے تھے جو بھرے تھے اپنائے کاملاں کیا تھے۔

☆☆☆  
”بیرانام مکرر لطیف ہے میرے اور بیری ٹم کے بارے میں آپ کے پاس نوٹنگھم اور تھیسیٹس تو پہلے  
بچتی گئی رہی۔“

عمر پہاچانی خاصیت سے بے باڑ جوے کے ساتھ مرکے دوسرا طرف پہنچے ہوئے خاک پر یونفارم میں اپنا عین عمر کے آنس بھر پر نظر سچائے پہنچا رہا جوے پہنچا کی انداز میں چند فاٹلر سائنس نیل پر کچھ پیچے گئے۔ مدت سے مکمل بول رہا تھا، پوکر پہلے دوسرے فوجیوں کے ساتھ اس کے اُس پہنچا قادروں عناق پر یونفارم پہنچا۔ اس میں تین فراورڈ کے دھان کیلیں پہنچا گئیں جو ہر تینی کیلیں میں عمر چکریہ کی ہماری میں

بہت بھی بھوکی تھیں لیکن فرم کرنے پر اس نے اکٹھنیں کیا بلکہ انہیں کام کا رسیدور اخراج کر پولیس میشن کے درست کے بارے میں بحثیات بھی دیئے تھے۔

مجھلیف اپنی جگہ سے کم کرو گیا اسے کم کرو ہوتے دکھ کر اس کے ساتھ جو درود رے ذہنی بھی کھڑے ہو گئے عمر نے انہیں کام کا رسیدور دیا اور خود بھی کم کرو گیا۔ اس نے ایک معنوی سکراحت کے ساتھ اپنی جگہ کھڑے کر کے نہیں کے درست طرف سوچ دیجئی طرف تا تھوڑے بڑا دیے۔ مجھلیف نے تکلفاً شاید رسائیں کے پڑھے ہوئے تھے کہ حق تھے ہوئے صاف کیا۔ آپ سے آنکھوں نے اپنے مالے دنوں میں خاصی مالا تھا کہ یہ صرف رسی جملہ نہیں تھا، وہ یقیناً اسے دار الحکم دے رہا تھا۔

"ضور کیں نہیں لیں اگر ان مالا تھوں تو اس ستم میں کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو تم ضرور لٹا کریں گے۔"

عمر نے اسی معنوی سکراحت کو کچھ جزیب گھر کرتے ہوئے کھڑے کر کے مجھلیف نے اس کی جواب میں بخوبیں کہا اس نے صرف بیرون پر پری ہوئی فناز اپنی کش اور اپنے ساقیوں کے ساتھ اپنی سے ٹھیک ہی۔

عمر نے کر کے میں موجود اتنی پانی بد جادیہ کو اس کے لئے تھیک ہو رہی تھی۔

"مجھے اس سی محکم اور اس کشمکش کے قائم لوگوں کے بارے میں کم اشارہ میں چاہیے۔ ہر قسم کی افادہ میں، بھلیک گراڈ میں سے لے کر پہنچنے کیلئے مکمل تصدیقات کے ساتھ۔"

بد جادیہ نے اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے سر۔"

"سارے پولیس میشور سے کوئا بنا کر ادا داپ ڈیت کریں۔ کسی حرم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوتی چاہیے نہیں میں برداشت کر دوں گا۔"

"This man is going to give us a very tough time"

اس نے مجھلیف کے بارے میں تھوڑے کیا۔

"یہ کوئے کوئے اکاذب اور بال کی کمال امانت والا آئندی ہے اور خاصاً بخشن پالنے والی ہے اپنے میں سے ہے۔ میں نہیں جانا کہ تم لوگوں کی وجہ سے اس کے ساتھ شرمنگی کا خواہ ہوں۔"

عمر جاگیر نے اسے تھیک کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔" بد جادیہ نے ایک بار پھر یقین دلایا۔

"ٹیک ہے جاؤ۔" اس نے انہیں اخواتے ہوئے تھا کہ اشارے سے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

"غفران اور آئے۔"

اس نے اپنے پانی اسے کوئی کام پر اخدا نہ کیا ہے اور پھر انہیں کام کا رسیدور رکھ کر اس روپت کے بارے میں دھنے کا وہ مجھلیف سے ہونے والی اسکی مالا تھات کے بارے میں تیار کرائے والا تھا، وہ جانتا تھا اپنے

کمر دے لیجے میں کہے گئے اس میلے نے چند لوگوں کے لیے عمر کو خاموش کر دیا، وہ جانتا تھا اس وقت اس کے چھپے پر کمی رکھ جائے کہ کمزور رہے ہوں گے۔

"اس لیے یہ غلط تھی دوسرے جانی چاہیے کہ مریم یعنی اپنے کی مدد کے لیے بھی گئی ہے آپ کی مدد کے لیے آپ کا انہاں ملک کا ہے آپ ان پر اس حالت میں اخبار کریں تو بہتر ہے۔"

اس مجھ کے نہیں میں ایسا ہی خانے تھے جو باقی تھے۔

"ہم لوگ صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی دلخواہ اور بہتر ہو اور یہ اس شہر کے پولیس کے سربراہ کے طور پر آپ کی ذمہ داری ہے۔ ہم صرف یہ بھیں گے کہ آپ اور آپ کا ملے اس مداری کو کس طریقے سے پورا کر رہا ہے۔"

وہ مجھ شاید چور دیا کر کیا اسی صرف میں کوڑا کر رہے کے محتوا پر مل کرنے میں بخشن کے تھا ایسا مجھ کر پختن روز اول پر مل جا تھا۔ کر کے میں موجود اپنے انتہا پر اس فخر کے سامنے جو جاگیر نے اپنی بھی گھوسن کی پچھے رپلے کا دوسرا تھا دیکھ کر کے کافی تھا اس نے چند نہیں میں بدل دیا تھا۔

"میں خس طرح کام کر رہا ہوں اسی طرح کارہوں گا آئی ماٹنگ ٹھیک ہے اس کوئی تدبیلی نہیں آئے کیونکہ میں بہت اچھے طریقے سے کام کر رہا ہوں اسکے اچھے طریقے سے جتنے اچھے طریقے سے ملکن ہے کیونکہ میں انہاں کام کیے کر رہا ہوں آئی ہوں اور اس سارے نظام کو آپ سے بہتر جانتا ہوں اور جہاں تک ہے کی کارہ کی تحلیل ہے تو وہ گھر سے زیادہ بہتری میں بخوبی ہے کیونکہ بہتری کی بخوبی تھی تو ہر جگہ ہوتی ہے بال اسی طرح جس طرح آئی ہے۔"

اس مجھ کے چھپے پر ایک بیک آکر گزرا گیا۔

"اور اس بہتری کے لیے میں خاصی کوش کر رہا ہوں کیونکہ تم لوگوں کو سر کرنے کے لیے اس شبیہ میں آئے ہیں بلکہ اسی طرح جس طرح آپ کر رہے ہیں۔"

آن باراں میحرنے اپنی کرکی بار بھر پہلو بدلہ۔

"اب دیکھنے میں اس معاشرے میں ہم اور آپ "الی" کر کر رہے ہیں۔"

مر نے "الی" پر زور دیجے اور کہا۔ سانچے میں ہے ہے مجھے ایک بار پھر پہلو بدلہ، یعنیا اس نے عمر کے بارے میں اپنی رائے پہنچی شروع کر دی۔

"آپ سے آپ اکھدہ ملا جاتے تو ہماری کرے گی تو تفصیل سے باقی معاشرات پر ملکنگا ہو گی۔ آج کے لیے تو میرا خیال ہے اتنا ہی کافی ہے، آپ بھرے پولیس میشن کا راڈیٹ لینا جائیں تو میں اسی پانی اور کوہیات دے دیتا ہوں وہ آپ کو کیا کر دیتے ہیں؟ پھر دوسرے سے آگے کوڑے گا اور آپ چشم بھر کر بھی دیکھ کرے ہیں۔ مجھ اس کے بعد اگلی مالا تھات میں تھیں سے بات کریں گے۔"

عمر جاگیر نے اپنے انداز سے انہیں یہ جو اخواتے کا باب انہیں دہا سے پڑھ جانا چاہیے کیونکہ میلٹ

"مجھ سے ہر درس سے تیرے دن رابطہ ہوتا ہے ان کا، میں خداوندی تاتی رہتی ہوں۔" ناؤنے کہا۔  
 "آپ بھی نا... اس... "علیروں سے کہی جواب نہیں بن چڑا۔  
 "کوئی دوسرا بنا بھی تو کر سکتی ہیں۔" علیروں نے چھوٹوں کی خانہ کی بند کہا۔  
 "اُبھی مجھے قہیہ اور سکر سے بات کرنی ہے۔ دیکھنا ہے کہ غمیز کب ہارہ سے آ سکتی ہے پھر سکر کی  
 نہروں نیات کا دینا ہے۔ فہرست اس کے بعد ہی ملے کی جائے گی، ناؤنے کہا۔  
 "اور اُرکی بھیں آس کی یادیں نے دیتے آئے کہر کی تاریخ؟" علیروں کو اپنا کے خلی آیا۔  
 "عین قہیہ ایسا کہوئیں کہیں کہے گی۔ میں اس سے پوچھ کر ہی اس کی سکولت کے مطابق تاریخ ملے کر دیں گی  
 اور اس کے نامے کا تسویہ یعنی بھائیں ہوتا۔ کیا وہ اپنی بھی کی شادی پوچھیں آئے گی۔" ناؤنے اس کے قیاس کو  
 مکمل بخوبی پر کرتے ہوئے کہا۔  
 "بھر بھی نا... رہرہ ہوا اگر آپ چد ماہ اور استغفار کر لیں۔"  
 "آس خرس لیے؟"  
 "بس وہی، جیسی کھوڑا اور بان لیتی میں۔" اس نے چائے کا اپ لیتے ہوئے کہا۔  
 "میں تو سمجھتی ہوں کہ جیہد کو جویں طرح جان بھی ہو۔ ایک سال کافی ہے کہ کوچانے اور پر کتے  
 کے لیے اور جیہد اس طرح کا لکھا تو بھیں کہ اس کے ہارے میں اتنا زیادہ جاہل ہو جاؤ پڑے۔" ناؤنے قدرے محنت کا  
 انعام کرتے ہوئے کہا۔  
 "سیراخیل قہیہ اس کے ساتھی تھا اسی اُبھی اُندر میڈگ ہو جگی ہے۔"  
 "ہاں وہ اچاہے ہے کہ اُندر میڈنگ۔" وہ بات کرتے کرتے رک گئی۔  
 "اُندر میڈنگ کیا؟" ناؤنے پکن دیکھنے والے اندرا میں کہا۔  
 "یعنی اس کوچنے گلکا ہے اس کے ساتھی کی اُندر میڈنگ بھی ہے۔" علیروں نے قدرے الحجہ اور  
 انمار میں چائے کا چائپ رکھنے کے لئے اندرا میں کہا۔  
 "چیجات ہوئی؟" ناؤنے بھی اچھیں۔

"تم نے پہلے کہی جیہد کے ہارے میں اس طرح کی بات نہیں کی۔ تم تھبیس کی تعریف ہی کرتی رہی ہو۔"  
 "ہاں میں نے آپ سے بھی اس کے ہارے میں اس طرح کی بات نہیں کی اور میں اس کی تعریف ہی  
 کرتی رہی ہوں۔" اس لئے انہی کے انعام میں کہا۔  
 "اوچیں اس کی قیلی بھت پسند ہے۔"  
 "ہاں مجھے اس کی قیلی بھی پسند ہے۔"  
 "بھکر اُنخل تعالیٰ کرم میلی پہلے ہی ان کے ہاں ایجھت کر جگی ہو۔"  
 "ہاں میں میلی پہلے ہی ان کے ہاں ایجھت کر جگی ہوں۔" اس لئے کہی روپوت کی طرح میکائی انعام

آفس میں پہنچ کر سمجھ لیف بھی اسی بھوش و خوش سے اس بیٹھ کے ہارے میں رپورٹ چالا کرنے کا سوچ رہا ہے۔  
 ☆☆☆  
 "جیہد کے گمراہے لکل کہانے پر آرہے ہیں۔" شام کی چائے پر ناؤنے علیروں کو تلا۔  
 علیروں نے میول کے انداز میں دکھا، جیہد کے گھر والوں کا ان کے ہیاں کہانے پر آتا کوئی تی بات  
 نہیں تھی۔ ناؤنے بھائیں اپنے بیان مدد کر لیتی تھیں اور خود جیہد کی ای بھی ان دونوں کو اپنے ہیاں کہانے پر بدلاتی  
 رہتی تھیں اس لیے علیروں نے کہیں اس رہنمی کا انہار کیے بغیر چائے پہنچے رہے سر بلاد میں۔  
 "شادی کی تاریخ ملے کر چاہرہ ری ہیں وہیں۔ اسی طبقے میں آرہے ہیں۔" ناؤنے اپنی بات مکمل کی۔  
 "وہ چائے پہنچ پہنچ رک گئی۔" شادی کی تاریخ؟" اس نے تجبہ سے کہا۔  
 "ہاں کو اس کی جھرت پر جھرت ہوئی۔" ایک سال گزر چاہے بیرونہ اور وہ ملکی کے ایک سال بعد ہی شادی  
 کرنا چاہے تھے۔  
 "ناؤنے ہے اسے کہو یاد دلایا۔ علیروں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اس کپ میز پر رکھ دیا۔  
 "مگر جیہد نے تو مجھے اس طبقے میں کہیں کہا تھیں کی۔"  
 "اس نے خود ری تھیں سمجھا ہوا کیہ کوئی غیر معمولی بات تو نہیں ہے۔" ناؤنے قدرے بے نیازی سے  
 چائے کا ایک کپ مٹاٹے ہوئے کہا۔  
 "بھر بھی اسے مجھے سے بات تو کرنا چاہیے تھی یا بھر فری ہی کہو تھا تھی۔" میں پچھلے بخت حق تو ان کے گھر  
 تی اور پھر انہی پر سوس پیری اس سے بات ہوئی ہے۔ علیروں نے چھے جو دکھا کی۔  
 "اپ کل کہانے پر آرہے ہیں تو تم خودی اس سے پوچھ لیا کہ اس نے تھیں میں تباہیں تاریخ  
 میں وہ شادی کرنا چاہ رہے ہیں، اس کے ہارے میں تو نہیں تھیں چہارہ پلے جائی تھے۔" ناؤنے کو اچا کیا۔  
 علیروں نے کہ کہ کہ بیٹھ چاہ کا کہ اٹھا لیا۔ "چماچا ہے، بھتی جلدی میں اس ذمہ داری سے گھنی قارنے  
 ہو جاؤں اتنا ہی اچھا ہے۔" ناؤنے بڑھاتے ہوئے کہا۔  
 "کیا شادی چد ماہ آگئے نہیں ایک؟" علیروں نے اچا کہا۔  
 "چد ماہ آگے کہ کہ کیں؟" ناؤنے پکنے کہ پکنے کہا۔  
 "چد ماہ آگے کس لیے؟" ناؤنے اپنے اچا کہا۔  
 "بس ایسے ہی۔" اس سے کوئی جواب نہیں من پایا۔  
 "کوئی حساب بات تو نہیں ہو گی یہ۔ وہ لوگ شادی آگے کرنے کی وجہ بجاانا چاہیں گے۔"  
 "آپ کہ دیں کہ ایک ہم تاریکی کر رہے ہیں۔" علیروں کی بات پر ناؤنے سمجھ کیں۔  
 "بھیڈی ای جانی چیز کہ حاری تاریکیں کہل بوجی ہے۔"  
 "وہ کیسے جانتی ہیں؟"

ناہیں یہ چاروں خصوصیات نہیں تھیں۔  
ناوے نے یک دم کر کرے ہوئے کہا۔

"Short tempered" تھے اور مجھے اس کا اندازہ بہت شروع میں ہی ہو گیا تھا۔ خوش مزاجی بھی ان کے مزاج کا حصہ تھی۔ وہ خانے کم کر تھے۔ صرف ضرورت کے وقت بولا پسند کرتے تھے اور اگر ان کے مزاج میں کچھی آئی تو ہواب سے رخاچا ہونے کے بعد۔ اپنے بڑے ہائپے میں۔  
اور جو موئی پاؤں کو نظر اندازانہ نہیں تھے کیا تھیں۔ بہت جیسا کہ رہبنا تھا ان سے بات کرتے ہوئے دردہ بھوپالی کی بات پر بھر اٹھتے تھے اور بھر خانے سے کہہ دھوپی کی بات کی زدن میں انکی رہتی تھی اور بجھ کے دہ کش ملک عشق تھے یہ قائم ہی ابھی طرح جاتی ہو۔ ناوے نے اپنا کپ میر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اُن صرف بجھ کرنے کے شوقیں تھے۔ پھر معمولی باوقوف پر بجھ کرنے کے شوقیں تھے اور انہی بات کرتے جانے والوں میں سے تھے۔ دروازے پاپے اپنے کو پہنچا سائنس کر کر بات کرتا۔ دہ میں سے باؤں کے صداقی علیٰ طبق۔ عوالہ ہے کہ کسی دوسرے کی بات کو کوئی اہمیت دے دیتے اور ان کے بادو جو منے نے ان کے ساتھی ابھی زندگی گواری ہے۔ انہیں پاپنے کو کہو تو انہیں کوئی کھچتا انہیں۔ اپنے کام بدوں کی شادی کو بھوکی۔ ہم نے کبھی بھی نہیں سوچا کہ ہماری کہیں اور شادی ہوئی تو بتہ بہت۔ پھر جسمیں اتنے خدشات کیں ہیں جنہیں کے بارے میں۔" تاواچا کے گھینڈے ہو گئے۔

"اُپ جیسی کو اعانت زیادہ کیتے جانے کیں؟" علیروہ نے اپنے اپنے ہاتھ پر اپنے ان سے پوچھا۔  
"شریوع سے ہی جانتی ہیں۔" ناوے نے پھر جو کہ فریض کر لیں۔ دیکھا گمراہ آپ کی بات چیت تو زینہ اور اس کے خاندان سے اس پر بذل کیا گئے کے بعد ہوئی ہے۔

"ہاں بھرا مطلب ہے کہ ایک سال سے جب سے دہ بیان آئے گا۔۔۔ شروع سے ہی وہ بڑی سمجھی ہوئی مادر لڑکی کا لکھ۔" ناوے نے جلدی سے چھو کی۔  
"ایک کمال میں اس نے ہاں چند گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں گزارا اور چند گھنٹے کی کسی آئی کے بارے میں حتیٰ راءے قائم کرنے کے لئے بھائی ہوتے ہیں۔" اس نے سمجھی کی سے ناوے سے پوچھا۔

"بھر آہی کے بارے میں نہیں مگر کوئوں کے بارے میں حتیٰ راءے قائم کرنے کے لئے تجھ منت کی کافی ہوتے ہیں۔" ناوے نے اسی کے انداز میں کہا۔  
"میں نے فیض کا کہ جیسی رہا۔۔۔ میں صرف یہ کہہ رہی ہوں میں اسے کہوں گا۔" علیروہ نے مدافعانہ انداز میں کہا۔

"بعض رفخ و تجھے تمہیں کہنے میں بھی دشواری ہوتی ہے اور بعض رفخ تم میں بھی کہوں گا۔" ناوے اس کی بات کا نئے ہوئے کہا۔ "اس کے بادو جو تم دلوں کی آئیں میں خاصی امداد میں گھنٹے ہے یا ہم تم یہ بھی ہو-

میں کیے بعد مگرے ان کے قاتم بیٹھاں کے بیچھے درجاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخوند پارا مل کیا ہے۔" ناوے نے قدرے اکٹھے ہوئے انداز میں کہا۔  
"پہاڑیں پارا مل کیا ہے مگریں بعض رفخ جید کو کہوں گا۔" اس نے پکھے بھی سے کہا۔

"ٹلاں کیا بھوکنیں پاٹیں تھیں اس کے بارے میں۔" ناوے نے سمجھی کی سے اس کا پھر دیکھتے ہوئے کہا۔  
"میں نہیں بھائی کا اپنی یادگار کیے کروں۔" مجھے یہ تھا۔ شکل لگ رہا ہے کہ اس کے رہیے کی کیا بات میری بھگتی نہیں آتی۔ بیٹھنے دھنے دھنے اس کا پاٹ اسکے آف دیوبھرے پاٹ اسکے آف دیوبھرے پاٹ لفٹ ہوتا ہے۔" ناوے نے یہ گمراہ اسیں۔

"یہ اتنی باتاں تو نہیں ہے۔ ناظر فرقہ ہوتا۔ تھمارے ناٹا رنگھ میں بھی تفریج یا رہا۔ بات پر اختلاف رائے موجود تھا جو اس کے پر عکس ہے۔ پھر اس مال کا عمر اس کی شادی کا اور خاصی میں غصی گرام۔" انہوں نے جو بے پلے پچھلے انداز میں کہا۔

"آپ دلوں کی شادی کی گرفت شب کے بغیر ہوئی تھی۔ ایک سید ہی ساری ارشیخ برج۔۔۔ ورنہ شاید ایک دوسرے کی پچھر کا اتنا لفٹ دیکھنے دیکھنے کا۔" آپ دلوں بھی شادی کی گرفت گیرا مسلسل ہے کہ میں پہلے یہ اس کے بارے میں جان چکی ہوں جب کہ آپ دلوں کو بعد میں ایک دوسرے کے بارے میں ہماچلا۔ "علیروہ نے تدرے شیندگی کے کہا۔

"ہاں بعد میں یہ سب چاچا گمر پہلے کیا چلا تو مگر کچھ ریاہد فرقہ نہ پڑتا۔ میں اور وہ بھر بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہی شادی کر پڑنے کرتے۔" ناوے نے خاصی تقطیع سے کہا۔

"He was a nice man to live with"

علیروہ نے اپنے گمراہ اسیں۔  
"اور جنید کے بارے میں بھی بھر رائے اتنی ہی سمجھی ہے۔ تھمارے ناٹا کے بارے میں بھل کی اختبار سے تو تھمارے ناٹا سے بہتر ہے۔" ناوے نے اپنی بات چاری رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹلاں؟"

"ٹلاں۔۔۔ میں کے محاطے میں۔۔۔ Short tempered" (فضل) نہیں ہے۔

"ہاں..... Short tempered" نہیں ہے کہ غصہ بہر حال اسے آتا ہے۔ "علیروہ نے اپنی علیاں۔" "تالی بات ہے، کے نہیں آتا۔۔۔ مسلم صرف تسب ہوتا ہے جب بات بے بات آتا ہو۔" ناوے نے لامبا وائی سے اس کی بات کے جواب میں کہا۔

"بہت خیال رکھے والا آئی ہے۔"

علیروہ خاموش رہی۔

"خوش مزاج ہے۔۔۔ فضول بیٹھ نہیں کرنا اور جھوٹے سوٹے اختلافات کو نظر انداز کر دنا ہے۔ تھمارے

نارضی۔ ”ناونے اسے بولنے کا سوچ دیئے بیٹھ کرنا۔ ”پھر اگر ان پا توں پر کوئی اختلاف رائے ہوتا ہے تو ایک ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ دو بات ہے جس پر اس کے دریے کو کچھ نہیں سمجھتا تو ہر ہم تم خدا پرے دریے پر ایک بار تحریر فانی کرو۔

ہو سکتا ہے تم اس کے دریے کو کچھ نہیں  
”جیسیں کہ اگر پہلے کہے کہتے ہم سے زیادہ تمہاری ملکی مبڑی کی برداشتے اور ان کی عزت کی تحریرتی ہے جیسیں تو خش ہونا چاہیے۔ کہ اگر اس حالت میں اس کا دوسرے مناسب نہیں ہے۔ ”ناونے بڑی صاف گولی سے کہا۔  
”اوہ آپ پر کوئی بحیری ہیں کہ اس نے آپ کو زیادہ مامتنی نہیں تھیں۔ مگر یہ اخال ہے کہ وہ آپ کو سب کو کچھ خاصی تفصیل سے تباہ رہا ہے۔ ”طیہ نے ان کی بات کے جواب میں کہا۔  
”جیسیں یہ بات بھی بڑی ہے؟ ”ناونے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
”کیا جیسیں تھیں چاہیے؟ ”اس نے جواب میں کہا۔  
”جیسیں تھیں چاہیے کہ کوئی نہیں نے سب کوہ میرے استفسار پر تباہ تھا۔ میں جانا چاہ ری تھی کہ آخرتم اس سے اکمری اکمری کبھی رہنے گی ہو۔ ”

ناونے اس کی بات کے جواب میں مجھے کچھ مذاقت کرتے ہوئے کہا۔  
”اوہ بھرپور تھی آپ نے اس ساری محنت عالی کا مغل شادی کی صورت کیا لالا ہو گا۔ ”  
”جیسیں یہ میں نے تھیں نہیں کیا۔ میں نے مر جو جزوی دی تھی اسے کہہتے ہم دونوں اب شادی کر لو۔ اس نے اپنے گھر والوں سے بات کی۔ ان کی بھی بھی خوش تھی اس لیے۔ ”  
علیہ رہنے ان کی بات کاٹ دی۔ آپ بھی بازی بغض و غصہ کر دیتی ہیں۔ ”اس کے لیے میں نہیں تھی۔  
”تو کیا مجھے اپنے اختار کرنا چاہیے کہ کب تھم لوگوں کے اختلافات اور بیویں اور بیویوں اور بھیگی کے بعد روشن تھم ہونے کی نوبت آئے گی۔ ”  
”ایسا بھی نہیں ہوتا۔ ”  
”کیون جی کی بلج کہتے ہو؟ ”  
”بن کر کر کر ہوں۔ ”اس نے نہیں پر پڑا اپنا ہماں بیک اخاتتے ہوئے کہا۔  
”پھر وہ لوگوں کی اپنے ہیں تو میں انہیں تاریخ دے دوں گی۔ ”ناونے مجھے اسے خردار کرتے ہوئے کہا۔  
”وے دوں۔ آپ کی اتنی بھی جزوی پاٹ اور سیکھ کوئی بھی برا دین کروں گی۔ ”طیہ نے کچھ بھکے پہنچے اندر میں کہا۔  
ناوس کی بات پر سکارا۔  
”تم ہملا کر گئیں کل بلوایت۔ ”  
”بلوالوں گی، وہ دیئے گئی بیان کا پکڑ لائے کام سوچ رہی ہے۔ ”اس نے لاڈنے سے لفٹنے سے پہلے کہا۔  
”بہتر ہے کہ کل تم آنس ندھاؤ۔ گھری عی روہ۔ ”ناونے اسے کہا۔

کہ تمہاری مرے سامنے کی اخلاقی میں چیز نہیں ہے۔ ”  
علمبر وہ ان کی بات پر صرف سکردا۔ اس نے کچھ کہا۔ وہ دو کہنا چاہتی تھی کہ ہاں وہ ان کے سامنے کی بات کرتے ہوئے اکمری نہیں اپنی بات اپنا نقطہ نظر سمجھائے میں نہ کام رہتی۔  
”چند ماہ اس کے سامنے کی اخلاقی اور کوارٹر کے بعد اگر جیسیں یہ احساس ہونا شرعاً ہو گیا کہ وہ تمہارے لیے نہزادی نہیں ہے تو پھر کیا کوئی ہے؟ ”ناونے اپنی بات چاری رکتے ہوئے کہا۔  
”ٹھاں طور پر اس صورت میں جب تم اس کی لیے اپنے دل میں ایک نرم گھوٹھی بھی پیدا کر جگی ہو۔ کیا ملتی تو وہ دیکی اور کیا پہلے اس وقت زیادہ ملکی نہیں ہو گا؟ ”  
”ناونے مجھے ایک آپنی اس کے سامنے مل کرنے کے لیے رکتے ہوئے کہا۔  
”کیوں کوئٹ شپ میں اپنے سماں تو ہوتے ہیں۔ جنہیں مجھے تارہ تھا پہلے چند ماہ میں تم دونوں کے درمیان پہنچا خلافات کو آرے ہیں۔ ”  
علیہ رہنے پڑ کر جوک کر اکٹھیں دکھا۔ اسے لفٹ نہیں تھی کہ جیدا اس طرح کی بات نہ سے کر سکتا تھا۔  
”اس نے کیا تھا یہ آپ کو؟ ”  
”پھر زیادہ نہیں، بس وہ یہ کہہ رہا تھا کہ تم اس سے قدر نہے نادری رہنے گی ہو۔ ”  
”اس نے آپ کو جیسیں بتایا کہ میں نادری کیوں رہنے گی ہوں۔ ”طیہ نے کچھ گاری سے پوچھا۔  
”ہاں وہ کہہ رہا تھا کہ تم کو اس نے غرر کے حوالے سے خریں شائع کرنے نے سچ کیا تھا اس پر تم۔ ”  
علیہ رہنے ان کی بات کاٹ دی۔  
”حالانکہ مرکے خلاف کوئی بھی خرمن نے شائع نہیں کی تھی۔ ”  
”تمہاری دوست صاحبو نے شائع کی تھی۔ ”  
”تم نے اس کوئی بھی تو نہیں کیا۔ ”ناونے کچھ شاکی نظر دیوں سے اسے دیکھا۔  
”میں اسے منج کیوں کر دی۔ آپ اس بارے میں میرے پانچ آف دیکھا جاتی ہیں۔ ”طیہ  
نے کہا۔  
”بھی بھی تھا مگر مجھے جیسی کی بات بالکل بھی Unreasonable (نامقمل) نہیں گی۔ اس کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا جو جیسیں اسی طرح سمجھانا۔ مگر لوگوں پر پڑھ اور بیڑے کو کفرے ہونے کے لیے اور بہت سے لوگ ہوتے ہیں مہاری نہیں کی عورتوں کو اپنے کاموں میں شرک نہیں ہوتا جاہے اور بھر اپنے کی خاندان کے ایک فرو کے خلاف۔ ... پھر اگر اس پر اس کی روکاریکاری تو وہ یہ کہے میں بالکل Justified (حق بجانب) تھا کہ از کمی ایکی بات نہیں تھی۔ ”بس پرتم ناراضی ہوئی پھر تھی۔ ”ناونے دو لوگ اندر میں کہا۔  
”اس کی آکرودنے پر بیٹھنے کا نامہ کرنا چاہیے تھا۔ ”اس کی جگہ کیا سچی تھا۔ میرے بارے میں اور صرف کلوز ملکی میری نہیں دوست احباب کو کچھ خاصی مضاہل و پیڑی ہوں گی اسے لوگوں کے سامنے اور اس پر تمہاری

"چاہو تو پھر کیا کہتے ہیں؟"  
 "بیرا دیال ہے اسے اس شادی کی کہتے ہیں۔"  
 "واقعی؟" اس پار نوری طرف سے کچھ تزویر جوانی کا لکھا رکھا گیا۔  
 "جی واقعی؟" وہ اس کے انداز پر مکرانی  
 "اس میں قید یا خلاصی والی کوئی بات نہیں ہوتی؟" سنجیدی سے تصدیق کی گئی۔  
 "نہیں کم از کم مردوں کے لیے ایک کوئی بات نہیں ہوتی۔ اگر ایسا کچھ ہو گی تو خاتم کے لیے ہوتا ہے۔"  
 علیہ نے جتنا وائے انداز نہیں کیا۔  
 "چاہو.....! مگر ہرے دوستوں کا تجربہ تو اس کے بعد ہے۔" وہ ایسی بھی اسی مروڑ میں بظاہر بڑی سنجیدی کے ساتھ نکر رکھا تھا۔  
 "بھروسات گی ہوتے ہیں مگر زیادہ تر نہیں، آپ کے دوستوں کے ساتھ کوئی بھروسہ ہوا ہوگا۔" علیہ اس کی  
 نکشہ سے مخطوط ہو رہی تھی۔  
 "بھوسکا ہے بے معاملے میں بھی اپنا کوئی بھروسہ ہو جائے؟" درمی طرف سے اپنے خداشے کا لکھا رکھا گیا۔  
 "ایسے مفدوں کے لیے خاتم میں کچھ کشف اور کرامات کا ہونا ضرور ہے اور میں آپ کو تین دلائی ہوں  
 کر میں ان دلاؤں پر چیزوں سے عاری ہوں۔"  
 "آپ سے یہ جان کر خاصی ہست بندگی ہے میری، خاصا حوصلہ ہوا ہے مجھے لیتی بھری آزادی پر کوئی  
 حرف نہیں آئے گا۔"  
 "نہیں آپ تسلی بھیں، آپ کی آزادی پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ آپ ایسے حضرت ہیں بھی نہیں جو اپنی  
 آزادی پر کوئی حرف برداشت کر لیں۔"  
 علیہ نے اسے تسلی وی درمی طرف سے دے دیا تھا۔  
 "آگر آسٹھا پے" یہ timid (بزدل) استعمال کر رہے ہیں تو یقینی دشمنی میں Timid کا مطلب  
 بزل پکا ہو گا۔" وہ اس کی بات پر ایک بار پھر تھا۔  
 "بیرے بارے میں کچھ تم کچھ ضرورت سے زیادہ نہیں جان سکتی؟"  
 "نہیں سو مرد کے طبق اسی تھی جانا ہے آپ کہ۔"  
 "تو ہوئی کی رہا ملک لکھوکاب لازم نہیں ہوئی ہم پر۔" وہ اس کے جواب سے مخطوط ہوتے ہوئے بولا۔  
 "بیرا خالی ہے ایک ساری لکھوکاب را اپنے عین ہریل پے۔"  
 "نہیں۔ جس..... میں کچھ انکھار گفت اور دعویٰ وغیرہ کی بات کر رہا ہوں۔ چند تارے تو ہٹنے  
 ہاپ والی باتیں۔"

"نہیں کل آفس تو گھنچہ جانا ہے مگر میں وہاں سے جلدی آ جاؤں گی۔"  
 "جلدی۔ کس وقت؟"  
 "وہ پر کوچ کے بعد آ جاؤں گی ملک شاہی تھی آر کے نورانی ہی۔" اس نے کچھ سوچ پڑھ کر کہا۔  
 "اہا نہیں ہے۔ پہنچ رہے گا۔" نادوں کو مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔  
 ☆☆☆  
 اسکے بعد خام کوہنیدہ کے گمراہ نے ان کے ہاں آئے تھے۔ نادوں نہیں اور سکھر سے پلے ہی فون پر بات کر  
 پکن چیزیں دوں نے انہیں ایک ماہ کی کوئی بھی تاریخ ملے کر دیتے کہا تھا۔ دلوں نہیں نہ کمانے کے بعد اسی  
 مشعر سے تاریخ ملے کریں۔  
 جہیدا پسے گمراہ اولوں کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ رات بارہ بجے کے بعد جب اس کے گمراہے والیں گئے تو  
 اس کے پکوہر بہادر دنے ملے کو فون کیا۔ ای وقت سوئے کے لیے اپنے کمرے میں گئی تھی۔  
 "میں صرف مبارکا کا دینے کے لیے کال کر رہا ہوں۔" رکی سلام دعا کے بعد اس نے علیہ سے کہا۔ اس  
 کا لپچ خاص خنجر تھا۔  
 "جی ملکش کھر مکھیں دن پلے جب ہم اونکے لئے تھے تو آپ کو مجھے تھا چاہے تھا۔" علیہ نے کہا۔  
 "کس چیز کے لیے میں؟" جہیدے قدرتے ہے فیاضی سے کہا۔  
 "میں کہ آپ کے گمراہے والے تاریخ ملے کرنے کے لیے ہمارے گمراہے والے ہیں۔"  
 "میں نے سوچا جیسی سر پر بڑا دن۔"  
 "میں سوچ رہی تھی آپ کہیں گے کہ آپ کو اس کے ہمارے میں پکوہنیدہ نہیں تھی۔"  
 "وہ درمی طرف پڑھنے کا نہیں۔ میں کہ لیکی نہیں ہوں کہ اسے آخری ہو اور نہ  
 یہ کیوں کلم ہے۔ ناہر ہے بیرے شادی کی تاریخ مجھ سے پوچھنے نہیں کیے تھے ملے کی جا سکتے۔"  
 "ہاں آپ سے پوچھنے نہیں کیے تھے ملے کی جا سکتے۔ وہ تو صرف مجھ سے پوچھنے نہیں ملے کی جا سکتے۔"  
 علیہ نے ٹھوک لیا۔  
 "پر اجاتا تو نہ ہوں، بتمارے لئے سر پر ایس تھا۔ اچھا ہے اور نہیں تھا کیا؟" وہ اسی طرح ٹھکنکی سے بولتا رہا۔  
 "بہار کے سوسم میں شاہید مل کا وادا آئی ہوں گا جو اتنی خوشی اپنی مقامی کے ساتھ آزادی کے  
 بجائے غلی قبول کروں گا۔ نہیں تو بیرے اس بندے کو رہا جائے۔" اس باراں کے لیے میں صعنی سنجیدی گئی۔  
 How very magnanimous (کتاب احصل ہوں) غلی قبول کروں گا۔  
 "کسی غلی؟"  
 "نہیں شاید قید کئے ہیں اسے۔ ہے ہے ہے؟" جہیدے فون اپنے ٹھلے میں ھجج کرتے ہوئے کہا۔  
 "میں نہیں تیدی گی نہیں کہتے۔"

علیہ معمولی سمجھی کی سے بولی۔

"دل (already) آپ کے پاس ہے۔ میں تو اس دنیا کو استھان کرتے ہوئے تعریف

کر رہا ہوں۔"

(دال اور بکھار) sane, sensible thing

علیہ نے پہلے اخیر ایک گمراہ سامنے لیا۔

اس کی چورچی آنکھ واقعی لا جواب کر دیتی تھی۔

(اس کا مطلب It means that I am going to marry a heartless person

ہے کہ اپنے قلب سے شادی کرو رہی ہوں جس کا دل نہیں ہے۔)

(اس کے بر反 On the contrary I'm going to marry a girl with two hearts

کس میں جس لوگی شادی کر رہا ہوں اس کے درود میں)

جیدنے اتنی ہی سے سماں کی سے کہا۔

"میں تک سانس میں دردلوں والے انسان کو کیا کہا جاتا ہے۔" علیہ نے بڑے سمجھہ لٹھے میں کہا۔

"بیدل سانکھ کا تو چھپے چاندیں بکر غائب سے "محبوب" نہیں ہیں۔"

علیہ نے پہلے اخیر تکھلاتی، بینی کے منہ سے غالباً کمال اسے بے حد پچھپا کا قاتا۔

"میں بھی سوچ بھی نہیں سمجھتی کہ آپ بھی زندگی میں کسی غالب کی بات کریں گے۔ اقبال کا ذکر کب فرمائیں گے؟"

"اقبال کا ذکر مشکل ہے، وہ خودی کی بات کرتے ہیں اور محبت ہو جاتے کے بعد خودی کہاں باقی رہتی

ہے۔ اس نے اقبال کا ذکر باتی ساری زندگی مشکل ہی ہے۔ اس غالب ہی نہیں ہیں۔"

"وی غالب جو کہتے ہیں کہ شکنے کیا کر دیا؟"

"غالب تو پہنچ کر رہاتے ہیں۔"

ٹھکانے جان ہے غالب اس کی ہر بات

عمرات کیا، اشارت کیا، ادا کیا

"بہرے سر کے اپر سے گزرا گیا ہے آپ کا یہ شتر۔" علیہ نے ہمیشہ تھیا رذالت کرنے کا۔

"یہ بہرائیں غالب کا شتر ہے اس نے اگر آپ کے سر کے اپر سے گزرا گیا تو کیا ہوتا نہیں، میں

امراض تسبیح کا ریشم اسراہر کے اور سے گزرا گا۔"

"آپ کا انہا شتر ہوتا تھا وہ بھی بہرے سر کے اپر سے ہی گزنا۔ لایکو اور ناہیں طور پر شتر و شاعری کے

محاملے میں پکنے والا اپنا حاذون نہیں رکتی۔"

"آپ لگر کر کریں جتاب، بہرے سا تھوڑی ہیں کی تو نیک ہو جائیں گی۔"

علیہ فس پر ڈی "نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ان چیزوں کو تو نے کے بغیر بھی آپ کے بارے میں بہری رائے نہیں آجی ہے۔"

"یہ کس کی خاصی خوشی ہوئی ہے مجھے درستہ میں اخیل خاک کوچھلے چد ماہ میں ہونے والے دنقات کے بعد بہرے بارے کا تمہاری رائے کا راف نہ صائب بخال گیا ہوگا۔" وہ اپنے جیبلرہ تھا۔

"بہرہ تو چاہیے قاگر بہرہ جان ہوں۔"

"بہ بھجتے تو خوش نہیں کہتا چاہیے۔"

"یہ آپ پر مصخر ہے۔" اس نے کہا اور اپنی سینڈل کے اٹیوں پس کھولنے ہوئے اپنے پاؤ پر بیٹھ رہی تھی۔

"یاد رکھیں گی تو خوش قسم کہتا چاہیے ہے۔"

"امراض نیک ہے، آپ بڑے خوش قسم ہیں۔ اب آپ بہ خوش قسم کہنی کے کیں بھی خود کو خوش قسم کہوں۔"

جیدنے پے اخیر قہرہ لگایا۔

"آج تمہاری بہر سنس (Sense) بڑی شارب ہے۔ بہرے کہہ بغیر ای اگلے بچہ بوجہ رہی ہو، کمال کی افسوس نہیں کہ ہے اماری۔"

وہ اس کے آخری بچے پر سکر کی، جیدنے آج ہوئے موڑ میں تھا۔

"اگر آپ کے ساتھ رہتا ہے تو senses کو شارب کرنا ہی پڑے گا۔ درستہ میں شکل ہو جائے گی۔" وہ کس کو...؟ مجھے یاد ہیں؟"

"مجھے... آپ کو تو نہیں آسانی ہو جائے گی۔" علیہ نے عجیک کو گور میں لپٹے ہوئے کہا۔

جیدنے نکراتے ہوئے اس کی بات کے جواب میں کہا۔

"آپ کے بعد کو ماں کریے بات کہر ہے ہیں" جیداں کی بات پر بے اخیر تکڑہ ہوا۔

"ہمیں فلاں ناپ کا کہہ رہا ہوں یا You are pretty" اس پر علیہ وہ اس کی بات پڑی۔

"Intelligent" اس نے اپنی روکے ہوئے پوچھا۔

"تین الال اس کو delete کر دیتے ہیں۔ بات Pretty کی رکتے ہیں اس سے باہر خاما

خوکھوار ہو گیا۔" جیداں کا شارہ اس کی الگی طرف تھا۔

"تریف کے لیے چھپے جاندا تھا تو کروں ہا۔"

"ہاں لکھ نہیں آپ کی تریف کر کے میں اپنا فرش ادا کر رہا ہوں۔ فرش کی ادا نیکی پر کہا شتری" جیداں اسے ٹک کر رہا تھا۔

"امراض تو صرف فرش کی ادا نیکی کے لیے تریف کرنے ہے ہیں دل کے ہاتھوں بھرپور کر دیں کر رہے ہے۔"

”اے کپ کو کیاں ہو گا؟“  
 ”کسی حبیب نہیں ہے کہم کہ اور آف کو اکھا Manage کر سکتی ہو؟“ اس پر جیسا دلچیسہ تھا۔  
 ”پانچیں اسی لئے تو تم نیزہ بوری ہوں۔“  
 ”تم کہ انداد ہو گا؟“  
 ”کوئی انداد نہیں ہے، پلے بھوپکھ کی کوئی وسداری نہیں ہے، صرف جا ب عیا ہے۔“  
 ”بیرے کمر جس کوئی کام نہیں کرنے کا پڑے گا کہ میری بھتی بھتی دوسری چیزیں ہوتی ہیں۔“  
 جدید بات کرتے رہا۔

”تم جا ب نہیں چاہئیں؟“  
 ”باب.....؟ میں بھوپنا چاہتی ہوں، مگر اب نہیں۔“  
 ”ٹیکھاہ امیں کوئی نکردا ہے آدی نہیں ہوں اگر کہم میں کوئی میلٹسٹ ہے تو میں اسے شائع کر دیں چاہیں چاہیں گا۔“  
 .....مگر جس لیڈر میں تم ہو یہ قدر پہنچا ہے تم اکٹھونکھش کو کرنے جاتی ہوں لٹکھنے کا ہاں ہوں، کب ہوں، تم مگر کہ پہنچیں یہ سب پھوٹھا صاف ہے۔“  
 ”ہاں میں چاہتی ہوں اور اسی لئے ڈمل بائٹو ہوں، مگر صرف میں صرف کہانے پتے، شاپک کرتے اور سونے والی زندگی کردا ہوں چاہتی ہوں۔ سوسائٹی میں کوئی کوئی کھنڈی بیوں ہوں جا بہنے میرا۔“  
 ”تم قری لانگ کرتی ہو؟“ سینہ نے جھونک جیش کی۔  
 ”ذی لانگ؟“ وہ سچ میں پر گئی۔  
 ”تمہارے لئے یہ خاصاً سماں رہے گا۔“ جدید نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس کے بارے میں سوچا ہیں۔“  
 ”تو سوچ لو..... بلکہ اسی کرو۔ دریا اون کرنے کے بجائے جھٹی لے لو پھر عمر کے بعد تم اپنی رہنمی اور زندگی کو دیکھ لینا ہو۔ پھر فکر کرنے زیادہ آسان ہو جائے گا تمہارے لئے۔ بعدہ ہم دونوں زیادہ بہتر طریقے سے اس کے بارے میں پہنچنے کریں گے، یہ بھی دیکھ لیں گے۔ اور تمہارے لئے کھانے کی کیا ہیں۔ بلکہ تم دیکھنا کہ اسی حرزاً بہت سرٹیل ورک کر رہی ہیں اس میں تم اس طرح مد کر سکتی ہو۔ تمہارا تو سمجھتی بھی سو شیا اور ہی رہا ہے۔“  
 ”خوبی تو نہیں ہے کہ صرف جو لڑکم کے درمیانی سوسائٹی میں کوئی کھنڈی بیوں کی جائے۔“  
 ”وہ اس کی بات فرستے ملتی رہی۔“

”ہاں پر ضروری نہیں ہے۔“  
 ”اپھو اور بہت سارے کام میں جو تم کر سکتی ہو۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ جس تو فائیو الکا کام کیا جائے اور پھر روز یہ کیا جائے، پھر وہ نئی تمہارے لئلے چالا کر کری تو میں تمہاری ٹھل کیسے دکھا کر ہوں گا مجھ۔“  
 ”وہ بات کرتے کرتے پکھنچیدہ ہوا۔ علیہ اس کی بات پر ابھی بھی فور کر رہی تھی اس نے جدید کے آخری

”لیک ہو جاؤں گی یا آپ لیک کر دیں گے؟“  
 ”دوں میں کوئی فرق ہے؟“  
 ”بہت۔“  
 ”میں لیک ہیں کروں گا آپ خود یہ لیک ہو جاؤں گی۔“  
 ”اگر لیک ہیں ہوں؟“  
 ”میں لیک ہیں بکر بدھ میں پکڑ زیادہ لیک ہو جاؤں گی یا بکر بدھ میں لیک ہو جاؤں گا۔“ اس نے ایک مگری سانس لیتے ہوئے کہا۔

”صرف لیک؟ زیادہ لیک نہیں ہوں گے آپ؟“  
 اس بارہوں اس کی بات ہے انتیار ہے۔ ”جیں..... زیادہ لیک ہو جاؤں گا۔ آپ کی طرح غالب کے شعیر میرے بھی رسر کے اپر سے گزرنے لگیں گے۔“  
 ”آپ بڑے سیب آپی ہیں جیسا۔“  
 ”یقینی ہے یا تینی؟“ اس نے سکراتے ہوئے پوچھا۔  
 ”لوں نہیں ہیں اسی بتہ رہے ہے۔“ ٹیکھاہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔  
 ”بھر لیک ہے۔“ گراپ جب میرے گمرا کر میرے ساتھ رہیں گی تو آپ کو انداد ہو جائے گا کہ آپ کی پرائے بہت نظر اور بے موقعی۔ میں برا یہ سادھا رہا آدی ہوں۔“ اس بارہوں بھی جیسا دھیہ ہو گیا۔  
 ”آپ سے ایک بات پر چھانچا رہی گی میں؟“  
 ”جی فرمائیں؟“  
 ”کی خذل چھپے سے ریز ان کر دوں میں؟“  
 ”اس کا قابل تم خود کر کنیں جو مجھ سے پچھے کی ضرورت نہیں ہے۔“ جدید نے بڑی سکولت سے کہا۔

”مگر میری بھٹک پکڑنے لگیں آہتا۔“  
 ”یا اسکل فیصلہ تو نہیں ہے۔“  
 ”میرے لئے ہے۔“  
 ”تم جو چاہتی ہو تو کہو۔“  
 ”تجھے یہ بھی کہیں کہ میں کیا چاہتی ہوں، میں ڈمل بائٹو ہو رہی ہوں اس لئے آپ سے پوچھ رہی ہوں کیا یہ ضروری ہے کہ میں ریز ان کر دوں؟“  
 ”میں ضروری نہیں ہے۔“  
 ”آپ کے گروالوں کو اس پر کوئی اعتراض ہو گا؟“  
 ”میں گرووالوں کو تو نہیں وہاگر کہنے ہو سکتا ہے۔“

چلے پر غور نہیں کیا۔

"جولزم کے علاوہ بھی اور کچھ ہے دنیا میں، یہ کوئی لیٹا اور اورچہ تو نہیں ہے۔ تم نے پینٹگ سکھی ہوئی ہے۔ پینٹگ کرو، اپنی سلووا یا جریتیں کرو اور اسی تیرزے پر اینگ کا ڈبل سلایا ہوا ہے اس کے حوالے سے کچھ کرو۔۔۔ کرنے کے لئے بہت کچھ ہے علیحدہ بی بی اس بندے میں urge ہوئی چاہے جو تم میں ہے۔" وہ اب لا براہی سے کہ رہا تھا۔ "کال پکھ لیں ہوئی چاری ہے، حالانکہ میں زیادہ اور کم سے کم صرف سارے کباری دنیا چاہتا تھا۔"

ہبید کو اچاک دقت کرنے کا احساس ہوا۔ "اس وقت ہماری خند خراب بُن کرنا چاہتا تھا۔"

"ٹیکس میرے خند خراب نہیں ہوئی۔" علیحدہ اس کی بات پر سکرائی۔

"ایسے خالے بے عرصے کے بعد ہم دونوں کی اتنے خونگوار ماحول میں گنگلہ ہوئی ہے۔" ہبید کو اچاک یاد آیا۔ "درآج چھے راتی ہجی خند آئے گی۔"

وہ اس کی بات پر سکرائی۔

خدا حافظ کئے کے بعد جیسے کے فون بند کر دیا، وہ اگلے کمی مت ہاتھ میں پکڑے موہاں کو دیکھتے ہوئے مکراتی رہی۔ واقعی ان دونوں نے کمی ہترس کے بعد اسی اچھی طرح ایک درسرے سے بات کی تھی۔ اور وہ کمی دونوں کے بعد اتنا تھی۔ اسے اپنی ساری عالم گھر بھی ہوئی تھیں ہوئی تھی۔

"جیسید کو آج واقعی بہت اچھی خند آئے کی مگر مجھے میرے لئے آج جلدی سونا نامشکل ہو گا۔" اس نے سونے کے لئے پیٹ پر لیتے ہوئے اس وقت سوچا جب وہ بارہ اس کے ساتھ ہونے والی گنگلہ کو زہن سے مجھے میں نہ کام رہی۔



علیحدہ جیسید کے ساتھ اس وقت ہوئی میمی تھی، وہ دونوں دہاں کھانا کھانے کے لیے آئے تھے۔ جیسید نے اسے پکھنا پاک بھی کر دیا تھی شاپک سے داشتی پر دہاں ہوئیں میں پہنچا۔

"یہ شادی سے پہلے ہمارا آخوندی کھانا ہے۔" وہی کہ آخوندی نے کے بعد جیسید نے علیہ سے کہا۔ "اگلی بار قوم ایسی کچھ پر شادی کی بعدی بھٹے ہوں گے۔"

"کوئی آخوندی خواہ ہے تھاری۔۔۔ کوئی اس کام جنم آج کرنا چاہو۔۔۔" جیسید نے گمراہ سلسلہ براہ راست لایا۔ علیہو، کو اس کی بھیجی کی پڑی آگئی۔ "آپ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں جیسید۔ آخوندی خواہ میں سے کیا مطلب ہے آپ کا۔"

"کوئی نہیں چیز جو ہم یا آج کر سکتی ہو گرتی ہے میختے بعد نہ کر سکے، میرا مطلب ہے شادی کے بعد۔"

"بمرے ذہن میں تو ایسی کوئی چیز نہیں آ رہی جو میں اب کر سکتی ہوں اور شادی کے بعد نہیں کر سکتی۔"

علیہ نے لاپر ایک سے کہا۔ "یار سوچو۔۔۔ ہبیس پر زور دا لو۔۔۔ کچھ نہ کچھ تو ایسا ہو گا جو آج کر سکتے ہیں کہ شادی کے بعد نہیں کر سکتیں گے۔ اب تین بیٹھے ہیں تم سے میں سکون ہاں لے لیں گے۔ اگر تھاری کوئی خواہیں اور ہر کوئی تو پھر مجھ سے کہتا۔"

"میں نے ذہن پر بہت زور دیا ہے کہ جیسید کوئی بھٹے نہیں آہماں ہیں۔ اسی ہے کہ شادی تک آپ سے دبادہ ملاقات نہیں ہو گی اور تو کچھ کچھ ایسا نہیں ہے جو مجھت جائے اور جہاں تک آپ سے ملاقات کی بات ہے تو شادی کے بعد آپ سے ملاقات تو زور دی ہوئی رہے گی۔ پھر اور کیا ہے۔" علیہ نے کہا

"اہ، واقعی اور ایسا ہے کیا جو مجھت جائے گا۔ تھاری کوئی خواہیں نہیں ہے جو اور ہر کوئی رو جائے گی؟"

"ٹیکس میرے ایسی کوئی خواہیں نہیں ہے جو اور ہر کوئی رو جائے گی۔"

"نہ بھی یارا اگر کچھ منداہا ہو تو آج خداوہ میں بہت اچھے مودوں ہوں، شاید بعد میں تھاری فرمائش اس طرح نہ پوری کر دوں۔ جس طرح اب کرنے پر تیار ہوں۔" جیسید نے فرانگ رلی کا انتہار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر میں نے یہ کام شروع کیا تو ہم لوگ خاص و قت طالع کریں گے۔" علیہ نے ہات کو کول کرتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ حساب نہیں ہے کہ تم اکابر کے پروفیشن سے ہٹ کر صرف ایک بغلی بمر کے طور پر دیکھو۔ اس کے پروفیشن کے حوالے سے اے جی کرو۔" جنید نے بڑی تنبیہ گئے کہا۔

"اس کے بادو جاؤں کے لئے ہمیں پہنچنے کی ای طرح تاکم رہے گی۔" علیہ نے دو ڈک انداز میں کہا۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ میں اسے اس کے پروفیشن کے حوالے سے جی کرو یا کروں۔"

"مجھے جھوٹ ہوتی ہے اس نے ہمیشہ تمہاری تعریف کی ہے اور تم اس کے بارے میں اتنی تکلیف رکھتی ہو۔" "وو، مجھے مجھے پہنچنے کہا۔" علیہ نے اپنی ہات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں کہم اور میں تمہاری اس بات پر تین ٹھنڈیں کر سکتا۔" جنید نے تقبیح سے سر برلاجت ہوئے کہا۔ "اسنے سالوں میں میں نے ایک بار بھی عمر کے ساتھ تھا خلاف کمی کو ٹھنڈیں سنائے۔ وہ ہمیشہ تمہارے بارے میں بھت گل مردراہے۔ اس نے ہمیشہ تمہاری تعریف کی ہے۔"

جنید روایت سے کتاباً را خاک، علیہ بے صورت پٹکیں جمع کئے انجمنی سے دکھری جتی۔

"ہو سکتا ہے تم دو ڈکوں کے درمیان پچھوٹنیں ہو جائے اور ہونا جانا چاہیے اور مجھے غلط فہمی کے سوا یہ کچھ اور اگلے بھی نہیں، جب تم اپنے کمی اور کزان پر اس کے کیریز یا پروفیشن کے حوالے سے تقدیر نہیں کرتیں یا اسے پہنچ نہیں کر جس تو ہم اخ خبری کیوں ہیں؟" یا اس کے ساتھ دیا جائیں ہے۔"

جنید بات کر کر تک رک گیا۔ علیہ کے پڑھنے کے پڑھنے کے پڑھنے کے پڑھنے کے پڑھنے تھے۔

"کیا ہوا؟ کیا میں نے پچھوٹنی کیا؟" جنید نے اس سے پوچھا۔

"اسنے سالوں سے جانتے ہیں آپ مگر کو؟" اس نے سرداار میں جنید سے کہا وہ اسے دیکھنے لگا۔

"اسنے سالوں سے؟"

"ہاں کتنے ٹھنڈوں سے؟ آپ نے کہا۔ آپ نے اسے سالوں سے کہی عمر کے ساتھ سے بہرے پارے میں پکھوڑا جائیں اور عمر ایک دوسرے کو کوب سے جانتے ہیں؟"

جنید نے سکرانے کی کوشش کی۔ "نہیں میں نے تو نہیں کہا۔"

"آپ نے تکمیل کیا ہے۔" اس نے اپنے ٹھنڈوں پر کھا سر کرنے لگا۔ علیہ کی بھوک ٹھرم بوجھی تھی۔ کیا آج بھر کوئی اشیٰ کا ٹھک ہوئے والا تھا، چند منٹ کے بعد ویرکھا لٹا کر چاگیا۔

"چند منٹ پلے کمی ہے۔ آپ نے ذون پر مجھے سمجھا کہ اس سات آتم حوالا پلے تو مجھے غلط فہمی آتا تھا، میں نے سوچا کہ آپ نے بے درمیانی میں ایسا کہا ہے کیا جیسا تو نہیں ہے۔ آپ مجھے کب سے اور کتنا جانتے ہیں؟"

"علیہ چھوڑو یا را ہم دو ڈکوں کی قبول باقاعدے کر کر پیشے ہیں۔ کہاں کھاتے ہیں۔" جنید نے موضوع

"میں نے آپ سے کہی بھی کوئی قربانی نہیں کی یا آپ کو یاد رکھنا چاہیے۔" علیہ نے اسے جذبیا۔

"یعنی میں خود یہ تمہارا ناتا خیل رکھتا ہوں کہ میں فرمائشوں پر کچھ زیادہ یقین نہیں رکھتی، خاصی تفاوت پسند کرے گھمیں۔"

"اے لیے تو تمہیں میں نے آذکی ہے۔"

علیہ نے اس کے سکر کا جگہ کوئی دیکھا۔

"اے آپ اپنا اصرار کر رہے ہیں کی فرمائش کے لیے تو آپ میری ایک خواہش پروری کر دیں۔" اس نے چند لمحے کوکھ پر رہنے کے بعد کدم میڈیگ سے کہا۔

"پاکل خود رکھ کیوں نہیں۔" جنید نے کچھ بچھی کے ساتھ نہیں پانی بکھیا بلکہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مرے دوبارہ کمیست میں۔"

جنید کے پر جے سکراہت نام کیا۔ وہ ایک بار پھر سیہا ہاہو کر پیٹھے گیا۔ "یہ کیا بات ہوئی؟"

"آپ نے خود کی فرمائش کرنے کے لیے کہا تھا۔" علیہ نے اسے خود سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ خاصی ناماسبی فرمائش ہے۔" جنید کدم ٹھیک ہو گیا۔

"نہیں کوئی آقی ناماسبی فرمائش ہے۔" علیہ نے اسے خود سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ پہلے کی طرح اب بھی عمر سے کوئی رابطہ نہ رکھیں۔ اس سے ملے سے اخراج کریں اس میں ناماسب بات کیا ہے؟"

"میں اس سے بہت زیادہ تو نہیں ملتا ہوں۔"

"میں پاہتی ہوں آپ اس سے نہیں نہ کم نہ زیادہ۔ سرے سے ہی نہیں۔"

"کیوں؟"

"یہ کہ میں اسے پسند کریں کرتی۔" اس نے بڑی صاف گولی سے کہا۔

"میں اسے پسند کریں کریں؟"

"آپ جانتے ہیں۔"

جنید نے اس کی بات پر قدرے ناگواری سے سر جھکا۔ "صرف ایک واحد کی ہاتھ کی کے بارے میں اس

طرح کی تھی تھا اسے اور اس کی کوئی تکمیل کرنے کے لئے کچھ کوئی نہیں آئے والی بات نہیں ہے۔ بہت illogical (غیر مطلق) اور unreasonable (ناماسب) تھی کیا بات ہے۔"

"اے کیا یادِ واقعات کی بات نہیں ہے۔ بہت ساری دیوبہات میں اس کے لیے میری پسندیدگی کی۔"

علیہ نے تنبیہ گئے کہا۔

"تم فراوشی والانہ پسند کر دیگی، ان بہت ساری دیوبہات میں سے چند ایک پر۔"

جنیدے اپنی بات چاری رکھی۔ "صرف میں نہیں بیرے گھر والوں کے لیے بھی دو کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ وہ ہماری قبیل کا ایک فرد ہے، یہ کچھ لوگوں کی سری اسی کا تیرمیز رہا ہے۔ اگر وہ آئے تو بھی گفتار پر بیرے گھر والوں سے اس کا ناطر بڑھتا ہے۔ بیرے گھر سے خاص طور پر بیرے گھر پری چونچیں ہیں۔ فری سے۔"

"تو آپ جماں کے دوست نہیں ہیں؟" اس نے ایک لمبی خاموشی کو توڑے ہوئے کہا۔  
"نہیں۔" جیندے نے اپنی میں سرالایا۔ "عمر کے توسط سے میں تمہیں اور تمہاری قبیل کے اور بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں اور ان میں جماں بھی شامل ہے کہ جماں سے بیرے گھر کی کوئی دوستی نہیں ہے۔ صرف جان پہنچان ہے۔"  
جنیدے کہا۔

"اور مجھے۔ مجھے آپ کب سے جانتے ہیں؟" اس نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔  
جنیدے کے چہرے پر ایک سکراہٹ اپنی۔ "بہت سال ہو گئے ہیں۔ یہ کہا بہتر ہے کہ بہت سالوں سے۔" مکملی بارہ میں جب تم سے ملا تھا جب عمر سرداروں کے انتخاب کے لیے پاکستان میں تھا۔ عمر کے ساتھ میں تمہارے گھر آیا تھا۔ اس وقت کہنیں جاری تھیں اور تم لوگ لاکھوں میں پیٹھے ہوئے تھے۔ عمر نے ہم دونوں کا تعارف کر دیا تھا۔

طیاری کو یاد آیا۔ کہ جیندے نے مکمل بارہ بھروسیں میں ملاقات کے دروازے اسے بارہ بیوں لگا تھا جیسے دہ اسے پہلے بھی کہنیں دیکھ کر شوش کے باوجود وہ یہ باد کرنے میں ناکام رہی تھی کہ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا، بعد میں اس نے اپنے اس خیال کو جھوک دیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے تو اسکی آپ کو بہت حرص سے جاتی ہوں گی؟"  
ہاں تجھ سے، جب میں مرکے ساتھ دوچار بارہ بار ان کے ہاں آیا۔ بعد میں بھی ان سے بات دھر دو تو ہوتی تھی گمراہات کا سلسلہ ترقے کے حدود تھے رہا کیونکہ میں کچھ اور قسم کے لیے ایک بارہ بار چلا گیا تھا۔ "جنید بڑے آرام سے بتتا ہے۔"

"عمر سے میں نہیں تھا رہا بہت ذکر نہ تھا۔ تم ان چند لوگوں میں سے ہو۔ جن کا ہم بھائی اس کی زبان پر رہا ہے۔ تمہارے میں کوئی زنا نہیں میں بہت پر بیان بھی رہتا تھا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم دونوں کی کسی زمانے میں آئیں میں بہت اچھی دوستی تھی۔"  
وہ گھم اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"نہ گھرم کے کچھ کی وجہ سے تمہارے اور اس کے درمیان کچھ تلاطفیاں پیدا ہو گئیں اور تم اسے برا کچھ ہوئے گئیں۔ میں بھی نہیں۔ تمہاری بیویتھ تحریک کرتے ہے تو۔" جیندے ہمچھے لیچھے میں کہتا رہا تھا۔

"مجھے شادی کرنے کے لیے کسی کی کافی آپ کو گھرنے۔"  
اپنے ہوٹ کچھے ہوئے اس نے جیندے کی بات کو ان کی کر کے پوچھا۔ جیندے اس کی بات کے جواب میں

ہدیے کی کوشش کی۔  
"میں یہاں سے المکہ کو بنی جاذیں گی، اگر آپ نے بیری بات کا جواب نہیں دیا۔ عمر کو آپ کب سے جانتے ہیں؟" اس دارالارش کی آواز میں واضح طور پر ناراضی تھی۔

جنید بکھم شنیدہ ہو گیا، کچھ دردی وہ ایک درسرے کے پیچے دیکھتے رہے پھر جیندے ایک گھر اسائیں لے کر جیسے ہتھیاروں والے۔

"پندرہ سال سے۔" وہ دم توڑہ گئی۔  
اس وقت عرضی دانہنگی ہال میں اسے اپنا ساف مختلط ہوا محسوس ہونے لگا۔ اپنے ہاتھ کی کپکاہٹ کو چھپا کے اور خود کو جیسے سہا دادیے کے لیے اسے اپنے ہاتھوں تو نکل کر رکھ دیا۔ وہ اس کے بالمقابل اپنی کسی پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا، وہ آدمی جس کے بارے میں اپنے تھا۔ کہ عمر کے ساتھ میں بیوی غلام رہا ہے وہ آدمی جس کے بارے میں اسے خوش نہیں تھی کہ کیسی اسے کسی چیز کے بارے میں دھوکے میں نکل رکھے گا۔  
جنید اب بات کر تے کچھ دردی کے لیے کہا تھا، شاید دو بات چاری رکھ کے لیے کچھ مناسب لفظوں کی تلاش میں تھا۔

علیحدہ اپنی رنگت کے ساخوں کے چہرے پنکرس جائے پہنچی تھی۔ وہ نکودا اور ساکت۔  
"ہم لوگ تیکتیں میں تھے۔ ہمارے ڈھنپارٹمنٹس الگ تھے جنکی گھر ہم لوگوں کی دوستی اس سے کوئی خاص فرق نہیں ہے۔" جب خود رئیس کے بعد بھی کچھ عمر سردار اسکے تھیں تو ہم لوگونہن پلا گئے۔ میں واپس پاکستان آگئی۔ میں نے اپنے بیباک فرم کو جوان کر لیا گھر ہم دواؤں بیہدا رابطہ میں تھے۔ جیندے نے کہ کراپنے گاں میں پانی ڈالا۔ وہ کہ رہا تھا۔

"بہت گھری حسپتی کی دوستی ہے ہماری۔ عمر جب بھی پاکستان آتا تھا بیرے یہاں بھی آتا تھا۔ بعد میں سول سرداروں میں آئے کے بعد اپنی تعلیق کوکر گھر پر اور گھر ہاؤں گلے۔ جتنا مرصدہ پاکستان میں رہا جو اسی کے ساتھ ہے یہاں آتا رہا۔" اپنی دفعہ ہمارے گھر پر ٹھپٹا بھی نہ ہے۔ پندرہ سال بہت لمبا مرصدہ ہے، یہ کوئی پورہ وہ دن نہیں ہوئے کہ انسان ایک درسرے کو جان سننے کیلئے۔ میں کہو بہت اچھی طرح جانتا ہوں، بہت اچھی طرح اسی لیے جب تم اس پر تقدیر کریں جیسی تھیں۔" جیندے نے پانی کا گھوٹ ہبر۔

"لئے بھی تینچھیں تھیں کہ کس کا گھر اس طرز کا ہے جس طرز کا تم اسے تھا۔ اگر ساری دنیا بھی بیرے سائنس تجھ بکری ایک دوست میں وہی باتیں کہے جو تم کہتی ہو۔ تب بھی میں یعنیں بھیں کروں گا۔" اس کے لیے اور انداز میں تقدیر تھی۔

"وہ بیہم بھر بن دوست بے اور میں اسے کسی بھی درسرے غص سے نزدیک اچھی طرح جانتا ہوں۔" وہ غالی خالی نظریوں سے اس کا چھوڑ دیکھے گی۔  
جیندے اپنے کاپڑہ، اپنے گھیر کا چہرہ، عمر جا گیر کے بھر بن دوست کا چہرہ۔

کو دعوی کو جانتے ہیں یا عمر ہمارے ہاں آتا جاتا ہے۔ میں نے تمہاری اور عمر کی آپس میں ملطوفی کے بارے میں انہیں بھی بتا دیا ہے مگر یہ سب بہتر ایسا نہیں رہ سکتا تھا۔ کبھی کبھی کسی کو تھر حسینی یہ بات ضرور پہنچاں گی لیکن کر کرے جائے۔

"خدا تعالیٰ، پسندیدگی، محبت... ایسا کچھ بھی قیمتیں۔ قہارے لئے عمر کا ایک اور احسان... اس اور کیا تھا جنہیں اب ادا کیم۔"

"مطہری نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے غص کو دیکھتے ہوئے بیٹھنی سے سوچا۔ اور میں بچتے ایک سال سے اس گمان اور خوشی نہیں چلا تھی کہ غص مجھ کو کچھ کر سکے۔ مجھ سے کل تقریباً محبت میں گرفتار ہو گیا ہے اور میں نے اپنے دوستوں خوشی نہیں اور سڑاکوں کی تجھیں رنجیں بھی کر رہے تھے۔ کیا دنیا میں اُنکی جزویت ہے اور یہ غص سے ہر کار و گار جنہیں اب ادا کیم۔ جو مجھ سے تمارا ہے کہ یہ رکر کئے کہیں کسی سے بھی شادی کر سکتا تھا۔ یہ یہ مردی بھت میں اپنے دل کے کنہ پر کہاں بھلا کو تھا۔" وہ ماذ ذہن کے ساختہ دیکھ کر جاویتی ہے۔ حکیم کا ایک بیگب احسان اس کے اندر سراہت کرتا جا رہا تھا، پکھ دی پہلی خوشی اور عطا نیتی میں بھک سے اڑ کی تھی۔ جنہیں اس سے پھر کچھ کہ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں، یہ سب کچھ من کر جھیں بہت نصیر رہا ہو گا۔ مگر...،" جنہیں کہ رہا تھا۔

"غص؟" مطہری نے اپنی کیلیات کو جانپا۔ "میں اسے غص نہیں آ رہا تھا۔ شاید آج تک بالآخر اس طرح کے ایکشناہات سن کر اسے غص نہیں آ رہا تھا۔ نہ عمر جاگیر، نہ جنہیں اب ادا کیم، پاہنچنے آپ پر اور وہ یہ بات جنہیں اب ادا کرتا ہاں پڑھی تھی کہ اسے پھر غص نہیں آ رہا تھا۔ مگر کہ کہم اسے اسے احسان ہو رہا تھا کہ لفظوں کو پڑھنا اور جوڑ کر ادا کرنا اس کے لیے بہت ملکل ہو گیا تھا۔ لفظ اپنی دلخت اور اپنی آوازی کو گھوگھ کرے تھے۔" میں جھیل اس سب کے بارے میں بھی بھی دوکوئی میں نہ رکھتا۔ بلکہ یاد ہوئیں جیسیں یہ سب کچھ تنا دیتا۔" وہ کہ رہا تھا۔

"جلد بیدری؟" وہ بھر سپننے لگی۔ "کتنی بدلی اور کتنی دیر سے۔ اگر آج میں اصرار نہ کرنی تو کیا یہ مجھ سے سب کچھ تھا رہتا۔" اُنہیں جنہیں کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ "اور اگر مجھے یہ سب کچھ شادی کے بعد پاچھا تو... تو میں کیا کر سکتی تھی؟"

"حالانکہ عمر یہ چاہتا تھا کہ جھیں یہ سب کچھ بھی نہ تباہ جائے لیکن میں نہیں کر سکتا۔ جھیں نہ تباہ کے مطلب ہے کہ عمر پرے کھڑا اسکے کا۔ وہی اس سے اس طرح کامل سکون گا جس طرح اب تک ہوں اور میں اس سے اپنی دوستی کی طرح ختم نہیں کر سکتا۔ کسی قبولت پر نہیں۔" وہ قبولت سے کہ رہا تھا۔ اسی لیے یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کے بارے میں ہر فلسفہ فردو کرو۔ عمر ایک بہت اچھا انسان ہے اور وہ ہمیشہ برا بکریں دوست رہے گا۔ میں تمہارے کنہ پر یا کسی کنہ پر یا کسی کنہ پر میں پھنس پھونڈوں گا۔"

علیوں نے درسری کری پر اپنا یہ ایک اچھا اس اور وہ الحکم کر کری گئی۔ جنہیں حران رہ گیا۔ "تم کہاں جا رہی ہو؟"

مطہری نے جواب دینے کے بجائے قدم پر جوادیے۔

خاموشی سے اسے دیکھتا ہا وہ پکنہ دیتا، جب بھی وہ اس سوال کا جواب جان بھی تھی۔ لکھتے خود رہ انداز میں اس نے اپنے سامنے پڑا ہوا پانی کا گاہک ایجاد کیا۔

"کسی سال پہلے اس نے مجھے ایک بار انکی بات کی تھی۔" جنہیں کا جواب پہلے سے بھی زیادہ دھیما تھا، شاید وہ ملیرے کے ہاتھ سے اس کی دلی گیفت جان رہا تھا۔

"اس وقت میں شادی کے بارے میں بیرس نہیں تھا بلکہ اس وقت میں نے اس بارے میں پچھو سچا ہی نہیں تھا کیونکہ میں اپنی تعلیم کو کہتا رہا، دبھا اور اسے بات میں اس کو تباہی تھی کہ جب کی شادی کوں اس کے خاندان میں کر دوں، تم سے کروں... وہ چاہتا تھا کہ میں اس کے خاندان کا ایک صہب بن جاؤں، مجھے اس وقت اس کی بات پر فرمائی آتی تھی کیونکہ بیرا خیال تھا کہ وہ بتا تھا رہا کہ کہتا تھا شاید وہ خود میں اپنی ملڑتھا گر بجد میں بھر جائیں خالی ٹھلاٹ برتھ جاؤں۔"

ہاتھ میں کڈے ہوئے گاہس پر ملیرے کی گرفت پکھو اور جخت ہو گئی۔

"میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے دبادا ہو رہا تھا جیسا کہ جو بار بھر مجھے یہ دبادا تھا رہا کہ واپس آ کر مجھے تم سے شادی کرنی ہے۔" جنہیں ایک بار پہنچا شوہن کیونکہ وہ بہت حسر پہلے ہی طے کر چکا ہے کہ مجھ سے سا تھو شادی کرنی ہے۔ پھر آخر خدا جب کچھ سیست ہو جانے کے بعد میں نے شادی کا فیصلہ کیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسے ایک بارہل اون، اس نے یہ بھی کہا کہ میں غمازہ بر کر دوں کہ میں عرفا خیال تھا کہ اس صورت میں تم کہی مجھ سے شادی پر بیان نہیں ہو گی۔ اس لیے عباں کے گمراہوں کی مدد لیتی پڑی۔" وہ ایک بار پھر بات کرتے رہا۔

"بھورہ میں عباں کی بھی جھیں مجھ سے ملائی کے لیے لیے لیے کرائی جیسیں۔ وہ خود اپنی طور پر مجھ سے صرف ایک بارہل اون تھیں اور بیری ملکی کوئی نہیں بانی تھیں مگر عمر نے ان سے کہا کہ، جھیں لے کر بھورہ جائیں اور مجھ سے ملاؤں۔"

وہ غالباً اللذی کے عالم میں اس کو چھوڑ دیکھتی رہی۔

"بیری اور عمری دوستی اس دعیت کی ہے کہ میں اس کی بات نہیں نال ملک۔ وہ تمہارے ہمایع مجھے کسی اور لوگوں سے بھی شادی کا کہا تو میں تب بھی چیز ہو جاتا۔ تمہاری تو خبرات ہی وہ سری تھی۔ تمہارے بارے میں تو وہ کی ساولوں سے بیری بڑیں اور اٹھ کر کہتا آ رہا تھا۔ میکا جوچی کہ بھورہ میں تم سے اتنے ساولوں بیدار بارہ ملے پر مجھے تمہارے لیے کہیں جائیں گے۔"

بھیر کا۔

"تم نے مجھے بھجا نہیں، حالانکہ مجھے اس کا خدش تھا مگر عمر کو بیعت قا کر تم مجھے نہیں پہنچاں سکو گی۔ تمہارے بارے میں اس کے اندازے ہمیشہ سمجھتے رہتے ہیں۔ بیرے گمراہوں نے بھی بھرے کہنے پر تم پر ظاہر نہیں کیا

”ملیرہ اسی گاڑی اور لے کر جا ہوں۔“ جینے کہا۔  
 ”میں آپ ملکا سے لے جائیں، اور آئنے کی صورت نہیں ہے۔“ ملیرہ نے سردازار میں اس سے  
 کہا۔ جینے کا جوہر خفت سے سرخ ہوا۔ پوکیدار بگت کھول رہا تھا۔  
 ”تم اپنے شاہزادیاں لو۔“

جنیدے پرچلی بیٹی پر کسے ہوئے شاپنگ کی طرف اشارہ کیا گمراں سے پہلے کہ اُنکی اٹھا کر اسی طرف بڑھاتا، دہ گزار کی دراز دہ کوںل کار آگئی۔ جنیدے نے اسے آواری مکارا نے پیچھے ہر لے بغیر گئے عبور کر لیا۔ کوئی جھنجڑتے ہوئے چینہ گزی کی آہنستہ امداد لے آئی۔ علیرہ کار دیو۔ اس کے لیے بہت چاق میعنی تھا۔ اگر اس کے دہم و دگان میں کبھی یہ ہوتا کہ کوہ اس طرح کو روکیں کہ انہمار کر سکیں ہوئے وہی اس کے سامنے اس طرح کے اکٹھاتا نہ کرتا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ قصہ زدہ بہت ناٹھ ہوئی کہ مردہ اسے سمجھا بھجا کر اس کی یہ نادانی۔ دور کر لے گا۔ اس سے یقین نہیں کریں کہ وہ اس طرح بالکل چپ سارہ لے گی۔

عمرہ پر بچے اس کی گاہوں کی اندر آئے کی اذان ری تھی مگر اس نے بچے درکشی دیکھا۔ لا جن کا دروازہ مکمل کرو اندر دل ہوئی۔ تو لا جن خیلی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے عمرہ کو سکرتے ہوئے دیکھا۔ ”تم بہت جلاں کیں میں سوچ ری تھی قدر دے دیں اکی۔“

انہیں نے اسے پہنچائے جو محنت سے کمایا۔ علیرغم اسے اپنی بات کے ہواں میں پکونیں کیا۔ ایک نظر انہیں دیکھنے کے بعد وہ کچھ بھرپور اونچی گزرنی۔ بازو نے محنت سے اسے جانتے دیکھا۔ وہ اس کے چڑے کے ہزارات سے کچھ بھرپور اینٹیکسیٹس کی رکھی تھیں۔

علمی وہاں رکے تین حصے کرے میں پلی آئی۔ اپنے کمرے میں داخل ہوتے تو اس نے اپنے یہی کو اپنے بسترا پر چال دیا اور خود پارکے ساتھ پڑے صوفی کی طرف بڑھ گئی۔ اپنے جوتے اتہار کر دوں پر صوفی کے اوپر رکھتے ہوئے کش گوش لے کر بیٹھ گئی۔ وہ اپنی کیفیت خود بھی بخٹے کے قامی تھی۔ جنت اگنی بات یہ تھی کہ آج خلاف معمول اسے رونماں آ رہا تھا۔

"جیہد ابراہیم کھنگھا۔" اس نے زیریں اس کا نام بڑا لایا۔ اس نے کچھ دیکھ لیا اس کے ہونوں سے تکلیف والے تمام جملوں کو یاد کرنے کی کوشش کی۔ اس کا شاک ابھی فرم میں ہوا تھا۔ وہ اندازہ میں کہ پارہی جی کے اسے مل نیزادہ ہوا تھا۔ پھر حسوس اور ان ووں چیزوں کا لعل کس سے تھا جیسے؟ عمر سے؟ ناؤں سے؟ یا وہ ان

"معلمیں.....علیہ واحدہ کو پریان ہوتے ہوئے خود بھی اٹھ کر ادا کر علیہ نے جو کہ اسے نہیں دیکھا۔ ہمیند نے اپنے والد میں سے کچھ لوت لیاں کر میر پر رکھ دیئے اور خود بھی ملینہ کے پیچھے آ گیا۔ وہ اب دروازہ کوں کر کر علیہ صیانت اترتیقی۔

”تغیر و غیرہ... اجنبیاں ایک بار بھر سے آوازیں دینے لگا۔ اس نے مڑے بغیر میڑھیاں اترنا جاری رکھا و تمدنی سے میڑھیاں اترنے ہوئے اس کے سامنے آ گیا۔

- علیزہ رک گئی۔ وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔

"کیا ہوا ہے جھیں؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔  
"اے طبلہ! کہاں جھیڈ کر کے آگئے؟"

"میں کھڑا جانا چاہتی ہوں..... ابھی..... اسی وقت....."  
"اے سے گرے ہوئے تیکھے ہاتھ پر جمع کر رکھ دیں گے۔"

"آپ کہانا کہائیں..... آپ کیوں کہانا چھوڑ کر آگئے ہیں؟ میں جلی جاؤں گی۔" اس نے جدید کے

”میں خود یہاں کھانا کھانے نہیں آیا تھا علیہ! اتھارے ساتھ کھانا کھانے آپا تھا۔“

جیند نے اسوس سے کہا۔ وہ اب اس کے ساتھ جل رہا تھا۔ علیہ خاموشی سے چلتی رہی۔ ”میک ہے میں جھیں گھر ڈر آپ کر دیا ہوں۔“ جیند نے بالا خڑھا رہا دیکھا۔

علیہ نے اپنے قدم روک دیئے۔ جنہیں بارگاں کی طرف جا رہا تھا وہ دیس کھڑی رہی۔ پھر گاڑی اس کے قریب لے آئی۔ اس نے فرش سست کرو رہا تھا مکوا دیا، دھنیش کو دیا، اسے اٹھانے کا

”میں جانتا ہوں تم مجھ سے ناچس اور بگر میں نے ہربات کی دعا صانت کی ہے۔“  
جنہیں ترقیات رشان تھا اسی لئے اس نے کوئی کام نہ پڑھا۔ مگر میراث کی وجہ سے کام کا مشکل

کوش کی۔ وہ اس کی طرف دیکھنے بغیر رونگڑیں سے باہر بھی رہی۔  
معلمہ۔ امری طبقہ۔ کسی نافذ کاری میں مدد

علیزہ کی خاصیٰ جمیعیت کی پریشانی میں اضافہ کر رہی تھی۔

میں کے بچوں کے پیپریں ایک دن میرے سے یہ کام کارکٹر میں بھجوتا چاہتا ہوں۔ میں بھی باتیں اچاہتا تھا۔ وہ کہ رہا تھا۔ ”لندکے میں مگر میرے اپنی دوستی کو سرے سے چھپانا چاہتا تھیں نہیں تھا۔ یہ اس کا اصرار تھا جس پر

ایسا رکا پر ماراں میں مہیں تو کوئی تھاں ان کیس پہنچانے سیری طرف سے نہ مرکی طرف سے اور ہمیں ایسا کیوں کہنا  
میں جھیں تاپکا ہوں۔"

جیہے کا لجھ تدرے بے ربلہ اور ہاتھا۔ علیزہ اب بھی دنگ سکریں سے باہر نہ کھٹی رہی۔

عمر کی حادثہ کرنے میں مصروف تھا، مجھے سوچنا چاہیے تھا کہ یہ صرف معمولی ہی شامالی تو نہیں ہو، بلکہ جو جنید کو اس طرح مجھ سے ناراض کرنے کا بہب پیدا رہی۔ صرف عجائب کے کہنے پر یا جاہلیں کے لئے توہہ عمر کے لیے اس طرح کی فتنگواری اعلیٰ نہیں رکھ سکتی تھا۔

اور ہمارا دن وہاں کے ایفی میں اس دنوفون کو اکٹھے دیکھ کر بھی میں نے یہ سوچنے کی کوشش نہیں کی کہ یہ دوستی وہ یہدی بھی ہو سکتی تھی۔ اس دن دنوں کے درمیان نظر آنے والی بے تکلف کی بادیوں میں نے میں سوچا کہ یہ تعلقات ایک حال ہی میں اختواڑا ہوئے ہیں اور وہ بھی میری کوشش سے۔ میر کہنیدے کے گرد کچھ کوئی تھجھیں اس پر کوئی کوشش نہیں ہوا۔ آخر کیوں؟ کیا واقعی میں اس حد تک بے قوف ہوں کوئی کوئی جب دل چاہے مجھے بے قوف ہاں کا ہے اور وہ بھی اس حد تک بے قوف ہوں کوئی کوئی تھجھی اور۔۔۔ آخر مر جو جانچ رہا تھا کیا ہے، کیا جانچا ہتا ہے؟ اپنے بھترین دوست کو بھرے گلے میں کیوں باندھ رہا ہے اور وہ بھی اسے بے خود کر کر کہ میں مر جانچ کر سے محبت کرنی رہی ہوں اور اس سے شادی کی خواہیں مند تھیں اور مجھے اس بات سے بے خود رکھ کر جنید سے اس کے تعلقات اس نوبت کے تھے۔ وہ آخر پر کوئی چاہتا ہے کہ میں اس سے شادی کروں۔ اس سے عمر جانچ کر کیا ہے گا اور باقی سب اُس ناموں میں، جاہلی کی آفران سب نے بھرے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیوں کیا۔ کیا انہیں یہ امناہ نہیں تھا کہ میں کسی کی سب بانچاں کی اور ہمار۔۔۔ ہمار میں ان کے بارے میں کیا سوچ گی۔

اسے اپنے سر میں شدید رہ دھوکوں ہو رہا تھا، اسے بھترین طریقے سے اسے فریض کیا گی تھا کہ آج اگر ہمیند خود اسے سب کوچھ بتا دیتا تو اسے کیسی بھی اس سب پر ٹکڑا نہ رہتا، نہ وہ اصلیت جان سکتی۔

ملبوڑہ کو اس نے کیا بارہر کے بہت سے دشمنوں کو دیکھا تھا اور ان میں سے جنید کو پہچانا اور یاد رکھنا نہ ممکن تھا، جب تک کہ خاص طور پر وہ اس دنوفون کو آئیں میں حفارت شروع کروتا اور ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ اگر اس سے لی، بھی تھی تو سرسری امناہ میں مگر جاہل بھیندے کے دوں کا مادر سیویو کرنے کا تعلق تھا اسے دیا آئی تھیں۔ عمر جانچ کو جھیں کیا کرتا تھا اور کی باروں کر کر جان کے پیغام بھی پہنچایا کرتی تھی۔ عمر کے مدرسے اس نے بہت دفعہ جیسے کا ذکر بھی نہ تھا۔ جو اپنے بعد یہ دوسرا نام تھا، جس کا عمر خان اس ذکر کرنا تھا مگر اس کے باوجود اس نے کسی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ جیسے کا اصلی نام کیا ہے۔ اس کے نزد دیکھ یہ بات کمی اتنی اہمیت کی حاصل رہی ہی نہیں تھی۔

اور اب وہ ماذکور ہوتے ہوئے ذمکن کے ساتھ ان دنوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جنید ابراہیم ہمار جانچ اپنے بھترین دوست کے ساتھ باندھنا کیوں چاہتا ہے عمر مجھے۔۔۔ دنوں کو کوہدا دیتے ہوئے۔ مجھے بھی جنید کو بھی۔



تمہارے سے دوست کے سرناوی اور راجح کی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں شاپرڈ سخت ہیئتیں جنید وہ شاپرڈ انہیں دے گی تھا۔

"تم یہ ساری چیزیں اس کی گاڑی میں کیوں پھر رکھیں؟" ناؤ نے تھنکی انداز میں کہا۔

"اور موڑ کیوں خراب ہے تم دلوں میں؟" انہوں نے شاپرڈ بیٹے پر رکھے ہوئے تھے۔

"پھر کوئی بھرا ہو گیا ہے تم دلوں میں؟" دواب اس سے پوچھ رہا تھا۔

ان کے لئے میں تکوشاں کا خضری بیاں کھا۔ جنید بھی کچھ پر بیان نظر رہا تھا۔ میرے دوست کے باوجود رکھنے۔ اور پس تمہارے مدد پر بھی بارہ بیکے ہوئے ہیں، آخیر ہوا کیا ہے؟"

عمریوں ان کوکل طور پر فرانڈ ایکسپریس اسے انہیں سے اٹھیں کہ خوش تھتی رہی۔

"تم کچھ تھا اور یہ اسی طرح بھی ہو گی مدد بند کرے؟" اس بارہ ناؤ نے اسے جھلکتے ہوئے کہا۔ عمریوں نے اس بارہ کی ایسا بات کا کہی جواب نہیں دیا۔ "شادی سے پہلے اس طرح جھوک رہے ہو تو بعد میں کیا ہو گا؟ میں اسی لیے لیکن کوئٹھ شپ کے حق میں تھکن تھی اور علیو! اک ارکٹم سے قدمیں اس طرح کی حماقت کی تو قمیں کیوں کر رکھی تھیں؟"

عمریو نے اس بارہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ دواب بھی غامبی سے پلے کی طرح اپنے اس خون کو ترکی رہی۔

"کیا تم کھا کر بیٹھی ہو رہی ہیں؟" پاکل گوگل ہو گاہی کی اور پکھ بولوں کی نہیں۔ آخیر کچھ کہو تو؟" ناؤ کے سبکا پیٹا اس پر ہو گئے۔

"ناؤ! آپ اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔ میں آپ سے مجھے بات کروں گی۔" ایک بھی غامبی کے بعد اس نے ناؤ کے کہا۔

"مگر جنہیں ہو رہی ہے؟" ناؤ نے کچھ تشویش آئی انداز میں کہا۔

"جو بھی ہوا ہے اس کے بارے میں مجھے آپ سے بات کروں گی۔ اس وقت آپ مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔" علیوں نے اسی کہنے سے اسی امناہ سے کہا۔ ناؤ کچھ دیر کھنکہ دے کر دے اسے دھکی رہیں مہر انہیں نے پچھا۔ "کھانا کھالیا ہے تم نے؟"

"سب کوکھا جگی ہوں، آپ پر بیان نہیں۔" علیوں نے اکٹھ بھی شکھ لی۔

ناو کچھ دیر اسی طرح کھڑی اسے دھکی رہیں۔ پھر کچھ کی بھر اس کے کرے سے بارہ لکھیں۔ علیوں اپنے پیٹ پر پڑے ہوئے ان شاپرڈ کو گھوڑے نے کی جن میں موجود چیزوں کو کچھ روپیلے اس نے جو شوق سے جنید کے ساتھ فریبا تھا۔ اس وقت اسے ان تمام چیزوں سے نفرت حصریں ہو رہی تھی۔

اسے سب کوکھا قابل بینن لگ رہا تھا۔ آخیر کیسے واکر مجھے بھی جنید ابراہیم پر شہر نہیں ہوا۔ بھی یہ خیال نہیں آیا کہ غبیس کے بھائے وہ خود بھی عمر کا دوست ہو سکتا تھا۔ جب بھی نہیں جب وہ اسے زور دے

”محجہ تو کوئی خلاحت ہو نہ ہو، میں یہ جانتا ہوں کہ آری اسٹریٹ گھنے بکھری کوئی خلاحت نہ پہنچ۔“ عمر  
نے اس کی بات کے حوالہ میں کہا۔ ”اردن سب لوگوں کو تادوک مجھ سک ان کی کرپشن کا کوئی معاشر نہیں آتا جائے۔  
اگر مجھ سک اس طرح کا کوئی معاشر آتا تو میں کچھ تو کچھ یا یعنی سخت (Suspend) کر دوں گا اور اس معاشرے  
میں کوئی وضعت قبول نہیں کروں گا۔“ عمر نے بارہ جاؤ کر مجھ سک کرتے ہوئے کہا۔

”خود تم میں اپنے ”کھانے پیئے“ کا سلسلہ کوہو کر کے لیے مستوف کر دو۔ تمہارا یہک میلس نامی اجھی  
حالت میں ہے۔ ابھی کافی لہا عرصت اس میں ہریہ اضافے کے بغیر واقعت گرا رکھتے ہو۔“

مرچ چاکریہ اس خودا بارہ جاؤ کی بات کے لیے ہے، جس کے چہرے پر ایک کھلائی سکراہٹ موزو اور ہو گئی تھی۔

”لیں سر“ اس نے ای اندراز میں اپنی خفت کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”غذائی کیس سرین میں واقعی چینیں بتا رہا ہوں اس بارے میں چینیں ہیں بخوبیں گا پہلے تو تمہارے  
بارے میں بخوبی ٹھانیں آتی رہیں، انہیں نظر اداز کرتا رہا ہوں گا مگر اس بارہ میرے لیے یہکن نہیں ہوگا، یہ میں چینیں  
مائے صاف ہاتا رہا ہوں۔“

مرچ چاکریہ کا بارہ جاؤ کر طاف معمول ٹھیڈہ کا تھاگر دو جاتا تھا کہ آج کل دو جس قسم کی سیست میں  
چھپے ہوئے ہے اس میں یہ احتیاطی اقدامات عمر جاگیر کی مجیدی تھے، اس کے علاوہ اس کی پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔  
ٹھانیہ آری اسٹریٹ کمپنی کی موجودی کے بغیر جاگیر اس حکم کی کوئی بدلایات دجا اور ان پر مل کر دے کی کوشش کرتا تو  
اس کا پورا ماتحت عمل اس کےخلاف ایک طوفان کھڑا کر دے، مگر جاگیر کو اس سے پہلے انہیں سوگھ میں پکھاں طرح  
کے لئے برباد ہو چکے تھے، جب اس نے اپنے ماتحت ملے پر کمکش کرنے کی کوشش کی اور اس کا تجھیں اس کے لیے  
اچھا نہیں لکھا تھا۔ خود اس کا اپنا اپنا اس کے تکون اقدامات کے بارے میں تمام اطاعت اس نے پچھے لے کر پہنچا  
رہا تھا۔ اس کے ماتحت کے Political big wigs کو اس کے قائم فیصلوں اور اس کی مکمل قبول و درکت کے

بارے میں تمام اطاعت ہوتی تھی۔ تجسس کے شعبہ کی پوری پولس ایک ذہنی بیسی کی قیادت میں اکٹھا کیا ہوتا تھا کہ اس طرح  
کی بھی تھی کہ اس کے شعبہ کی پوری پولس ایک ذہنی بیسی کی قیادت میں ایک طرف تھی اور وہ اکٹھا ایک طرف  
تھا۔ یہکار ذہنی بیسی پہلے اپنی تمام پولس اس کے اکدامات پر مستعدی سے عمل کرتے ہے کہ اندر خون خاد اس کے  
اکدامات کی افادیت کو زد کرنے کے لیے وہ اس کے اکدامات آئنے سے پہلے یعنی سرگرم مل ہو چکے ہوئے تھے۔

مقامی اکدامات، پولس کے سربراہ اور اس کے ”ایڈنچرر“ کی مدد خرچ کی بخوبی سے بھرا ہوا جس میں چانپی کی اور  
مرچ سالا ایجادہ ہوتا تھا، ایسا ای اندراز دو ماہی تک جو ہبجنے سے عمر جاگیر کو رج کر دیا تھا۔ اس وقت جیسا جید اس کے کام آیا  
تھا وہ سروس میں اس سے پانچ سال ستر اور تمام دو اچھے سے ابھی طرح و اقتض۔

”رسوں میں تمہارے بھروسی ساختی تھامرا رازیم، تمہارے کارو، تمہارا نامی اے اور تمہارا آپریٹر ہوتے ہیں  
اور کسی بھی پولس سین کا ایسی ایچ اور تھامے دوئی ایسیں ہی اور اے ایسیں ہی نہیں۔“

عمر جاہ نے اسے گھر کے درون کیے تھے۔

”سر اسکر لیف کو رکا رکا ہے۔“ بارہ جاؤ اگلے دن عمر جاگیر کو سکر لیف کے کوائف سے آگاہ کر  
رہا تھا۔ عمر نے اپنی ایک گھر اسیں لایا۔

”وہ ماء پلے پر پوٹھن ہوئی ہے اس کی۔“ بارہ جاؤ نے مرید تھا۔ وہ پچھلے پورے منٹ سے عمر جاگیر کو  
اس کی بدلایات کے طبق سکر لیف کے بارے میں جاہرا قابو اور عمر کی شوہنیں اپنی خدا کے لیے پہلی بیٹی کی  
گردانہ کا مطلب اس کے لیے پہلی کے علاوہ اور پہنچنے تھا۔ سکر لیف کے طور پر یہوں سے یہ اندرازہ تو اسے  
پہلے ہی وہ پکا خاک کو کسی کی سیدھے سارے عام سے گھرانے کا سہوت نہیں تھا۔ اس کی گردانے کے جیسے میں اسی  
طرح کے غم تھے، جس طرح کے عمر جاگیر میں تھے اسی تھے اس کے طور پر یہوں سے یہ اندرازہ کا لام  
تماوار یعنی عمر جاگیر کے بارے میں یہ اندرازہ سکر لیف کی لگا تھا۔ ایسے خانہ اوس سے تھل کر کے والے لوگ  
ایک ذر سے کو ہوئی آسانی سے بیکاں جاتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی سوہنہ ایمید پر عمر نے سکر لیف کے بیک  
گڑاٹ کے بارے میں جانے کی کوشش کی تھی۔

گر جو قصیطات بارہ جاؤ لیا تھا، وہ خاصی حوصلہ نہیں۔ اس کا پابا جو ڈنگ آری سے شروع ہو کر  
آری پری ختم ہوا تھا۔

Babar we have to be very careful  
 عمر نے اس کی تھام ہاتھ شکن شے کے بعد کہا۔ ”فی الحال ہمارے پاس اس آری کے طاف پکھنیں ہے جس  
کو ہم استعمال رکھنی، اس لیے ہمہ بھی کہہ کرہے تھا جو اس جا گئی۔ میں نہیں چاہتا اسے آتے ہی میرے اپر  
کوئی حامل edge ہو جائے۔“ عمر نے بارہ کوئی تھیج کرتے ہوئے کہا۔

”سر من نے پہلے یعنی تمام پولس سین کے اپنے جاگر کو اورن کرنا شروع کر دیا، خود کا رہ چک کرنا شروع کر دیا  
ہے میں نے۔ پولس پڑرا لکھ کوئی دیکھ رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کوئی خلاحت نہیں ہوگی۔“ بارہ جاؤ نے سر کو  
یعنی دلائے ہوئے کہا۔

بچتے تھا رے کزن نے آئے ہی دو ماہ میں کئے ہیں۔ اتنا سیس رینج اور ہر یونٹ فیک ..... دو ماہ میں اتنا لیےں اس رینج ..... خود سوچ رہا کہ اپنی بھائی استھان کرو کوئی کہہ رہا تھا جیسا کہ اس طرح اتنا کام کرنے کو اور وہ کسی اپنا نادیق خانے کے لئے جس تھا رہا برپا ہے سوچتے ہوئے ہے۔ اس پر پہلی مقام شہزادی کے تواریخ کا کیس۔

"مگر جو اس اپرے شہر کا ایڈن اور ریکی توہبہ خوب ہے۔ عمر نے کمزور ہر یونٹ میں اپنا دفاع کیا۔

"تجھے یہ تھا کہ ایڈن ایڈن اور پاکستان کے سہی کھا گیا ہے۔" عہا اس کی دلیں سے حداہ ہوئے بغیر بول۔

"اور مالیا کر رہا تھا پہنچ جاتا ہے تو ہر یونٹ کی قیادت خود کرنے کی کیا تھکنی تھی تھی۔ تم کوئی نہیں بخی کی کوشش کر رہے ہو ہر یونٹ میں خود موجود، یہ ضروری نہیں کہ اس طرح مناخا کر خود لکھ پڑو۔۔۔ یہ ان ریڈر کے لئے چینیں Tips کہاں سے ٹھیک ہیں؟"

جہاں نے بات کر کے کھنکتے پوچھا۔

"کہو تو پہلی اخبار مرد کے ذریعے اور کچھ ہرپر پہلی خبر پر کہیں کا لازمی ہیں۔" عمر نے اسے تباہ۔

جہاں نے اپنے اپنے عاقلانہ ان کریک کا لازم کو لوکیت کیوں نہیں کیا؟"

"کوشش کی تھی کہ کہا پڑتے لکھا کہ یہ اسے کا لوکی کیں۔" عمر نے تباہ "تو یہ اس کہہ ارش سے باہر تو کہیں واقع نہیں ہیں۔ اُنہیں لوکت کر دیتے۔ اس علاطے کے پہلیں نہیں کے اخراج سے کہتے کہ اپنے اخراج کے ذریعے اس اخبار میں کی تقدیر کرتے۔ تم مناخا کر پہلی پارٹی لے کر ریڈر کے لئے کہتے کہیں گے۔"

مرہاں پار کچھ بھی سب پلا دو کہو چھٹت آئیں اخراج میں مکارا رہ۔

"یاد کو۔۔۔ تھا رہا آپ پر ٹھہرایا۔۔۔ تھا رہا اور اخراج، تھا رہے گارڈ اور کسی ایک پہلی اشیں کا کوئی ایک تیز کام ایچ او، چنانچہ ناچاپ کا تھا رہے گارڈ ہر یونٹ ایک تھا رہے گارڈ ہر یونٹ ایک تھا رہے پاس ان میں سے ایک ہی تھا رہیں ہیں۔۔۔ حقی کریک کا تھا رہے پاس آئی ہیں، تھا رہے آپر کو ان سب کا کام چھا چاہو گا۔۔۔ تھا رہے پاس کے کوئی ٹھہر کا لامبے کام نہیں کا۔۔۔" جو صرف یہ بلکہ مال کا کام اور جانے کے بچتے معاشر تھا رہے پاس نہیں ہیں، وہ ان آئی آدمیوں کے ذریعے آئے ہیں۔ تھا رہی اس کی ارادے اس کی کوئی ڈیل یا کوئی آزمیں لے کر آئے گا تھا رہے پاس، میں چار ہائی لوگ لے کر آئیں گے۔ اس نے ان کے ساتھ قدرے خاص سلوک کرو۔ Let them befriend you. (ان سے وظی کرو) جہاں نے کہا۔

مرہے اس کی بات پر اپنی اختیار خوت آئیں اخراج میں اپنے کندھے بھکھیں۔ ایک لفکشی سب اپنکر، بکر ہاپ کے لوگوں کوں اپنے دستوں کی قفرست میں شال کروں اسماں۔ ان کے لئے کوئی کوشش اپنے سر پر بٹاؤں۔" اس نے تیغتے سے غمیں سر لاتے ہوئے کہا۔

"پہلے ہی توہبہ رہا سر پر بھٹکے ہوئے ہیں۔" جہاں نے چھتے ہوئے اخراج میں کہا۔

"ان پہیے جھوٹے اور کرپٹ لوگوں کوں نام کروں ہمود۔" عرج جگیر کے لئے میں کوئی جذبی نہیں آئی۔

"تم سے ایک درجے پہلے کے افسر جو خود بھی سول سروں کے ذریعے سے آئے ہیں، وہ کہا رہے دقاکار ساتھی نہیں ہو سکتے۔ وہ ایسیں ایسا بھی کی کوشش کرتا۔ ان کے ساتھ گپ پش کر، گافٹ کھلے۔۔۔ جاہا۔۔۔ کھاہا۔۔۔ مگر یہی سوت سوچ کو وہ تھا رہے کام میں تھا رہی مدد کریں گے۔"

"وہ ٹھکا سے عہاں کی ہدایات سناتا رہا۔"

"پہلی سروں میں میں کہتے ہیں کہ اگر کسی ٹھل کے ایسیں بیلی کی کا کرگی شاندار ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے ذیلیں ایسیں بیلی اور اسے ایسیں بیلی تو فراور ناالیں ہیں اور جس کا ایسیں بیلی کے کام میں اچھا نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ وہاں اپنی ایسیں بیلی یا اے ایسیں بیلی ہو گا۔ اور وہ ایسیں بیلی سے زندگی والی آدمی ہوتا ہے۔۔۔"

ذہن میں رکھتے ہوئے یہ بات ہم نیشن کرو کر دوں جیسیں کسی بھی ایسیں بیٹھنے ہوئے دیں گے۔ تم ایسیں بیلی کی ٹھرڈ گیئے کھنکتے ہوئے کے لئے دو اس میں مددی ایک تھر ایک کریک کے پھاڑہ وہ تبدیلی ہوئی۔

"ایسیں بیلی صاحب کام ٹھاہی ہے۔۔۔" یہ ان کا گمساہ جو جاہ ہو۔۔۔ اس لیے کام کا گمساہ جاہ ہو۔۔۔ اس لیے کام کا گمساہ جاہ ہو۔۔۔

سید عالمیں اسیج کے ذریعے کہا اکان کا بانی پاں کرتے ہوئے۔ البتہ دو اسے اکھات اتنی ہی کے ذریعے پہلے میں کسی پہنچا جو ماحت میں کے لئے کسی شکری ٹھلے سے تکلیف دہ ہوں اور جس پر شور پیچ ہو، پھلے ٹھلے کو اگر کوئی اس نہ ہبھ کر کوئی روانی توہبے تھے تو اسیں بیلی کے ذریعے کہا کرو۔۔۔ تم ایسے کام کے پھٹے ہاتھ ہوئے۔۔۔ جہاں نے یہ ٹھلی سے اسے ٹھرکا۔" کہم نے آئے ہی شاہد جو ہی ٹھلے کے لئے آدمی کو اس قابل کروتا ہے پورا فراپڑا رہتے ہوں کہ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔۔۔ جہاں نے اس کے اسے لیا کہا کام لیتے ہوئے کہا۔" ہم اس دن ہیج کو اور میں پہنچتے تھا رہا تو کہ رہے تھے خارج فر ہے تھم پس لوں۔ جو پہنچ دیج دیجے کہنے کیلئے دوں ڈال سکتا ہو،۔۔۔ آگے جل کر کیا کرے۔۔۔ گھوڑا اور بڑے شہروں میں تھا رہی پھٹکوٹھکیں توہبے تھے۔۔۔ تھا رہے ماحت تھم کو ایک جلستہ کروادیں گے۔۔۔ ایسے ایسے پھٹے پڑتے تھے تھا رہے جو شر اپنے فکر کے درپر آئیں گے کہ تھا رہے جو شر فکر کے آجائیں گے۔۔۔ اپنے طلاق میں ایک آدمی نہیں ہے جس کے ساتھ تم نے کہا کرو۔۔۔ اس پاپنے ٹھلے کے ساتھ۔۔۔ دہاں کے سیاہی یا سیٹھی کمروں کے ساتھ۔۔۔ تم ہائی نیشن کوں سی سولو فرائض کر کر رہے ہو۔"

"سماں مسلسل سب سے ٹھرکا پہلی سے ہے۔۔۔ اس طرح کی ہے ہو وہ خبریں لگاتے ہیں وہ سیرے پارے سے میں کر میں اور آگے کے وہ خبریں پھٹک پریس پک کر لیتا ہو۔"

"تھا رہا مسلسل خود ہو۔۔۔" جہاں نے اس کی بات کاٹا۔" ایک لفک اخبار کی کیا ہیئت ہوتی ہے۔۔۔ ایسیں بیلے کے پارے میں کچھ مٹھلے جھاپچے ہوئے بانٹکتے ہے ان کی باتیں۔۔۔ تھا رہے بارے میں اگر اسے ملڑے لے سے اور اسی کے خلی سے بخیں چھپ رہی ہیں تو اس کا طلب ہے کہ جیسیں کسی کی پشت پھاتی ہاصل ہے اور وہ کسی خود تھا رہے کے لئے میں سے کسی کی اور تھا رہے ذیلیں بیلی کے علاوہ کام اور کون کر کے لیا ہو گا۔" اور خود تم نے حد کر دیے۔۔۔ آئی تھی اس دن بھی طرح خوب رہے تھے۔۔۔ کہ رہے تھے کہ انہوں نے اپنی پوری سروں میں اسی ریڈز کو یونیٹ کیا۔

سے زیادہ باروں خاندان کوئی ہو سکتا ہے۔  
جس لئے اُخري جملہ ایک قیمتی تھات ہوئے کہا۔ مجھے ۱٪ احتمار بنانا پڑتا ہے ان کے سامنے۔ کوئی  
ہرات وہ رہ جگد پہنچا دیتا۔ اسی طرح مجھے اس کے دریے وہاں کی تمام باتوں کا پچھا جانا ہتا ہے۔ حق کی آئی  
جی صاحب نے جب اپنی درباری بیوی کو علاقہ دینی تھی تو ان کی بیوی سے پہلے مجھے پاہل چکا تھا۔  
اس بارہ مہارس کی بات پر سکریالیا۔

”درصل عمر! یوگ وہ ووٹے ہیں جن کے قیچے میں ہماری جان ہوتی ہے۔ انہیں ہمارے بارے میں  
سب پہنچا ہوتا ہے یا اپنے سب پہنچا ہوتا ہے۔ باخرا اُدی بہت تقصیاں وہ ہوتا ہے اس صورت میں اگر وہ آپ کا  
دشمن ہو۔“

اس سے پہلے کہ مہارس حرب کو کہا جائیں کافی اے اندر آ گیا تھا۔  
”مڈ صاحب سے طلبی ہے جنہیں میں نے؟“ اس سے پہلے کہ اس کا لپی اے کو کہا جائیں میں نے عمر سے  
پوچھا ہر قسم میں سر بالایا۔ وہ اس دن بھلی بارہ مہارس کے آفس گیا تھا۔  
”مڈ صاحب ایمیر کے کریں گے عمر! چاہیج اور عمر! یہ مڈ صاحب میں، بہت ہی کمال کے آدی ہیں،  
میں نے آفس کا سارا کام ان سے سکھا ہے۔“

مہارس نے بیوی خوش دل کے ساتھ اس اور میر عمر آدی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔  
”ان چند لوگوں میں سے ایک یہی چنیں ہیں روز اور گھنیشہ زبانی پار ہیں۔“ عمر نے کوچھ جانی سے مہارس  
کو دیکھا جو اپنے اے کی ایک فاٹ پر پہنچا تھا کہ اداوری کے پر کچھ فریز گھاٹتھی، عمر نے  
دھمے لپھ میں انکشی میں اس سے پہنچا ہوا۔  
اُن سے پہلے کہ وہ پکھ اور کہتا مہارس نے برق رفتاری سے اس کی بات کاں اور بڑی پئے لٹکنی سے تو  
”بھگی! ایور ہی بڑے قابل آدی، اے بندے کی تعریف تو کتنی بیچتی ہے۔ میں نے تینا چنیں کی میں نے تو  
سارا آفس درک ان ہیچے سے سکھا ہے۔“  
اس بارہ پھر تک پکھ کر اس فحش کو دیکھا۔

”سر! ایسے ہی تعریف کر رہے ہیں۔ میں کس قابل ہوں۔ مہارس صاحب تو خوب ہے ذہین آدی ہیں۔“  
اس بارہ کس کی لہا اے سے کوچھ عاجز اسے اغازاں کیا۔  
”مڈ آپ کے آنے سے پہلے عمر سے آپ کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ میں اس کو تباہ تھا کہ نی  
اے اچھاں جائے آدم آدم کام آسان ہو جاتا ہے۔“  
غم جانی سے مہارس کو دیکھتا تھا مہارس اس کے ثناوں پر غور کے بغیر اپنے لہے اے سے بات کر رہا۔ وہ  
اب اے کوئی اور ہدایت دے رہا تھا، کوچھ دیر بعد مجھے اسی اس کے لہے اے کے کمرے سے باہر قدم رکھا۔ مہارس نے  
بڑے ہمیٹان سے عمر سے کہا۔

”اوے تمرا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں یا فراہ کرتے ہیں۔ تجھے کیا ہے“ مہارس نے اسے بری  
طرح جھوٹ کے ہوئے کہا۔  
”پس آخڑ کیوں؟ میں ایسے لوگوں کو کیوں من کاؤں، صرف ان سے خوفزدہ ہو کر۔“ عرباب میں اس کی  
پاتوں سے حادثہ ہوا تھا۔  
”گر آپ اپنی منہیں لگائیں گے تو تمہری آپ کے بیداری کی ایک روشنی بن جائیں گے کہ آپ کو پہنچی جگہ  
سے پہنچنی دیں گے۔“ مہارس نے اس بارے پہنچا رہے تھا۔  
”مجھے اُنہوں نسل کے کہ ان لوگوں نے جان بوجہ کر مجھے بکھ علاحدا فارمیں پہنچا ہے تو میں اس سب کو  
معطل کر دوں گا۔“

”اس سے کیا فاقہ پڑے گا۔ ان کی جگہ جو درسرے لوگ آئیں کے۔ وہ بھی آپ کے ساتھ ہیں ملک  
کریں گے۔“ مہارس نے لاپرواں سے کہا۔ ”جب تک آپ بنا رہے تو کارنیں بدلتیں گے، آپ کے ساتھ ہیں ہوتا  
رہے گا۔“

”یوگ اسے طاقتور نہیں، جتنا تم اپنیں سہرے سامنے بنا کر چھٹی کر رہے ہو۔“ عمر نے مہارس کی بات  
کے جواب میں کہا۔

”آپ ایک مقابله کا اتحان پاس کر کے آئے ہیں عمر جاگیر صاحب۔ یوگ کیا کیا چیزیں پاس“  
کر کے آئے ہیں آپ کو اس کا انتہا ہی تھیں ہے۔ مہارس نے طوبی لہجے میں اس سے کہا۔ ”صرف تلمیں نہیں ہے  
ان کے پاس۔ اس طرب کی تلمیں تھے آپ اور میں تلمیں تھے ہیں۔“ مگر انہیں ہردو جھانڈہ آتا ہے جس سے اس  
سو سالی میں ان کی Survival (ذہن) میں اس کے کوئی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ ”مہارس نے ایک سکھتھ لٹکاتے ہوئے کہا۔“ جسیں ہاں ہے  
یہ دو رانگوں گاڑی اے۔ ٹاپ کے قام لوگ بیانی خارشوں پر بھرتی ہوئے ہوئے ہیں، اور یوگ ان کو اس علی  
میں بھرتی کر دے گا۔ وہ صرف ان کی دعائیں پڑھ لیں گے لے کے لے کیا جائیں گے کرتے ہوئے کہا۔“

اس نے گھرست کا پیٹھ عمر کے سامنے کھکھاتے ہوئے کہا۔ عمر نے گھوٹی سے اس پر نظریں جائے  
ہوئے اس پیٹھ کو اٹا کر اس میں سے ایک گھرست کتھ نالی لایا۔ مہارس اب لائٹر سے ساتھ اپنے نعلیں سے کوچھ آجے چکتے  
ہوئے عمر کے گھرست کا سکلا رہا تھا۔

”یہ ان سیاں لیڈرز کے گرگے ہوتے ہیں، تلک حالی کرتے ہیں ان کے ساتھ۔ یہ ہم لوگوں اور  
سیاست دنوں کے درماں میں کام کرتے ہیں اور کسی بھی بیوی کو بچوں کو تو دو نہیں چاہیے۔“ مہارس نے اپنی  
بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”مڈ ان میں کسی ایک کو مھصل کر کے دیکھو کہاں کہاں سے مٹا دیں تھا۔“  
کیم خود جوان جو جاگا کرے۔“ مہارس نے گھرست کا ایک لش لیے ہوئے کہا۔  
”ٹھاٹھ سیرے ڈاگر دکا ایک بیٹا ڈیڑی کی دفتری کے جو چور لکڑ کے۔ اس کا ایک بھائی سیکڑیتھ میں  
چکیدار ہے۔ ایک اور بھائی گرفڑا اس میں مالی ہے اور ایک اور بھائی آئی جی صاحب کی گاڑی کا ڈرائیور ہے اس

”اس کی تائیں میں کوئی شہنشاہ نہ ہے مجھے، میں سالاں کی مرسوں ہے اس کی... کی روں کے بارے میں  
بات کرو۔ اسے سب پتا ہے۔ کیونکی بات کرو... خود تم جان ہو جاؤ گے یون گھن جیسے کی دلکش سے بات  
کر کرے ہو۔ صحنِ ترنی کا نام ترمیٰ“ اس نے بات کرنے کے ساتھ پرچار  
۔ ”میں بالکل سنا ہے۔ جو اخراج اور حکم کا آخر قسم ہے۔ عمر کو باد آتا۔

"ہاں پے حد آئت اسینڈر مگ کام کاری اس لپٹ پر بھی کام کیا کیا۔ روتے ہوئے لکھا تھا ہاں آفس سے ..... اس بندے نے پہاں ماتحت لوگوں کے ساتھ کر کنی کا اعیان خدا یتحماسے، حالانکہ دیکھنے میں جھیں کتنا سکھن اور موڑ پا گئے۔ مگر ترددی یہاں سے پناہ سرداری ریکارڈ خوب کرو کر اکھان اسکنڈر کے پہنچا دیجئے۔ حن کا اس نے خوب میں کبھی سوچا ہوا گا اور میں بھر جان ترمذی تو نہیں ہوں کہ اس میں دکوڑی کے اسے کے تھا خدا ہمہا۔ عمار اب اس قصہ پر اعتماد رکھتا۔

اس لئے جیسی کہر ہاں کوں کے ساتھ ہا کر کوئو۔ یعنی کہہ رہا کہ احتبار کرو یا آئیں میں ساپ ہا لوگر انہیں اسی طرح استھان کو وحی طرح یا لوگ ہمارے نام کو استھان کرتے ہیں۔ ”جہاں اسے سمجھا رہا تھا“ میں کتنا ہمیں اپنا کیوں نہ ہوں اگر یہ لوگ درود کے کہنی کے لئے کہنی ہوں تو سب مجھے باری کھینچیں گے اور میں کتنا ہمیں اپنا کیوں نہ ہوں اگر یہ لوگ سب سے کہنی کے لئے اپنا ہمیں تو سب مجھے اپنا کھینچیں گے اس آدمی کے درجے اس سال میں نہ دکروڑ پہلے کامے ہیں۔ اس نے خود کتنا کلایا ہے مجھے ہمیں پاگر ہر جا حل مجھے دکروڑ ہے کامانچ ہوا ہے اور پہلی بھری یہی ہے کہ میں ہوا اپنا آخر ہوں۔ ”وہ زیر سے کہنا چاہ رہا تھا۔ جہاں نے دو قمر کا پنج ماہت علیک سے سماں پہنچ کے سارے گر کھادی ہے۔ اپنی ملکا پونٹک پر بات کے ذہان سال مردے بڑے امیناں کے سماں گزرسے تھے اور درود پونٹک تک وہ اپنے فیں من پکوار طاق ہو گیا تھا۔ اسی کو دہیاں بھی استھان کر رہا تھا خوف کر کشی پر برا و راست ملے کوڑا اٹ پٹ کے بھائے وہ موقع پر بارہ جا دیوں کو استھان کر رہا تھا اپنے خلیل میں اس کا نام دیا تو اس کے ماحت ملے کے لئے ایک جہاں گیا تھا جو عسکریہ میں بڑیاں کے مطابق اس کے اپنے ذرا باغر، یعنی اسے گاڑوڑ اور شیر کے دوس سے بڑا نہ ایں ایک اور کے ساتھ احتسابات بہت اچھے تھے جس کا نیز اس کے دوست کے لئے کامیابی میں جہاں کے لئے ملکی محکمہ امور و فداری و مکملی۔ اور پسے لے کر نیچے کوئی ہر ایک کامیاب تھا اسے پھیلا تھا اور اسے ملکا جاری تھت علیکی و فداواری کی اہمیت کا احساس ہوا تھا۔

☆☆☆

اگلے دن صبح وہ کچھ دیرے سے ہائیکے لئے آئی تھی۔

"جیند نے صحیح دوستکن بارفون کیا تھا۔" تانونے اسے دیکھتے ہی اطلاع دی۔

”جیسیں یاد ہے نا آج رات تمہینہ آری ہے؟“ انوئے ایک بار پھر اسے خالی کیا۔

”اب تم دیکھو اس حاضر اور نے بیرے ساتھ کیا کیا تھا؟“ جاں نے اپنی سے روازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ حاضر کے ٹھپٹ پہ کہا کہا رہ گیا۔ ”اس کہیئے نے بیرے کر کے میں ایسا شرم لکھا تھا جس سے کمرے کی ہاتم سنی جائیں گے۔ جب میں نے یہاں چارج لیا۔“

”مگر تم اس کی تحریف کر دے تھے۔“ عمر نے کچھ بھروسے ہوئے کہا۔  
 ”تیر تھا مطلب ہے، یہ گالیں میں اس کے سامنے دوں اسے۔“ عباس نے گیب سے انداز میں  
مکار تھا جس کا

"ای لئے تم اس کے سامنے آنکھیں میں بھوے ساری تفصیل پڑھنے لگتے۔ عقل کا استعمال کیا کوہرہ..... ان لوگوں کو بڑی اچھی طرح پاہتا ہے کہ صاحب اُلوں آنکھیں دست پر لے لیں جب وہ کوئی بات اس سے چھپانا پڑتا ہے میں یا اس بات کے اٹ کیلی بات کہرے ہوں جو ان کے سامنے کی جا رہی ہو۔ اس لئے آنکھیں ان کے سامنے بھی مبت بولو۔ بہتر ہے بھیانکی میں بات کر دیکھو کس طرح کام آسان ہوتے ہیں۔" عہاد خود ری

”گھمیں کیے پا چلا کر اس نے کرو Bug کروا دیا ہوا ہے؟“ عمر نے پوچھا۔

"دھرم راجح کیسے نہیں تھا اب تک کافی... اس نے مجھے اس آدمی کے پارے میں خاصاً برفیں کی تھا۔ پہلے وہی خماری پوسٹ پر..... میں نے پہلے دن آتے ہی کرہے چک کر دیا اور ہاتھے کس سے کردیا۔ پرانجھ عہد طور پر اپنے آدمی کو بولا اکر"

عباس بات کرتے کرتے ہنا۔  
”نہیں بن ملک کر کے آئے جائے

وہ سلسلے پر اسے کیا اپنی وادی میں ریویوہ مار کر دوں گے جسکا رمز روپ میں دیکھ دیں ہے۔

میں نے ”ڈر صاحب“ کو بولدا رہا اپنی صاف تباہی کی بھجو پر یہ حکم خٹکائیں۔

کمرے میں دیوبادہ کو کیلی توہینی آئی تو میں آپ کے ملاوے کسی اور کوئی بیکھر بخوبیں گا۔ ان حضرت نے بڑی تیزی میں کامیں کر کر اپنیں کچھ کامیں بے دغیرہ دغیرہ مگر اس کے بعد دوبارہ میرزا کو کہا۔

Bug نہیں کیا گیا۔ کوئی وضاحت اچھا کیجئے کہ میرزا کو کہا گیا۔

کوئی نہ کہا تا اب تک ہے۔

عاس کئے کئے ایش ٹرے میں سکریٹ سکنے ہوئے ہوا۔

"اور تمہیں ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا ہے۔ میں نے ان سب کے گرے Bug کروائے ہوئے ہیں۔" میرے اس کیا بات پر اختیار توبہ لگایا۔

”تو می برا پڑا پڑے ہے عسائی۔“  
”ضروری تھا ایرا... ایرا کی آنکھیں ان لوگوں کی گھنکھوٹاں گے۔ جو گلایاں یہ بھیجے دیجئے ہیں انہیں  
کو کوکتاریہ طبقت صاف ہے جا عکی، عما، رزمیہ، رزمیہ کرکا

”تم تو کہہ رہتے تھے بڑا قابل آدمی ہے۔“

"وہ آج نہیں آ رہی۔"

"کیوں؟"

"وہ کچھ مصروف ہے اس لئے۔"

"تم اکلی پہلی جاتی۔"

"نہیں میں اپنے بھائی جانا چاہتی۔"

"بلوچیں ہیں، آج نہیں آ جائے گی توکل دیجی تھاہر سے ساختہ پہلی بجائے گی۔" ہاؤ کو اپاچک خیال آیا۔

علیحدہ اس بارہ کوئی نہیں کیا۔ اس نے چائے کا کپ اٹھایا ہی تجھب دُن کی مکتی بیچے گئی۔

"جنید کا فون نہ ہو گا تم اخالو۔" ناؤ نے لادنگ سے لفٹے ہوئے۔

چائے کا کپ دیں رکھ کر وہ فون کی طرف بڑھا آئی۔ درمی طرف جنید ہی تھا۔ رکھی طام دعا کے بعد جنید

نے اس سے کہا۔

"میں کس سے تھن بار فون کر پکا ہوں۔"

"ہاں ناؤ نے مجھے تیار تھا۔" علیہ نے سرسری سے انداز میں کہا، وہ کچھ دیکھ خاموش رہا۔

"تمہارا اسواہ کیا ہے؟"

"نیک ہے۔"

"ہماری خوش گوئی ہے؟"

"ہاں۔"

"مجھے تو قہقہی کرتا ہے جلد فتح ہو جائے گا اور تم اپاچک آف دیکھ جاؤ گی۔" جنید نے بے اختیار

طہران اس سانس لیتے ہوئے کہا۔

وہ خاموش رہی۔

"میں توبہ کر رات بہت نیشن رہا ہوں تھاہری ہماری کی وجہ سے۔"

وہ بھروسہ رہی۔

"تم کچھ بات نہیں کر رہیں؟" جنید کو اپاچک محسوس ہوا۔

"کیا بات کرو؟"

"کچھ بھی نہیں کر رہا تھا نہ ضروری ہے؟"

"بیرے سے دیکھنے کی بات نہیں ہے فی الحال۔" اس نے کہا۔

"چھاٹیں جیسیں رات کو فون کر دیا گا۔" جنید نے کہا "اس وقت میں گزاری میں ہوں۔"

"نہیں رات کو فون نہ کریں..... میں آ رہی ہیں۔ ہم لوگ صرف ہوں گے۔" علیہ نے کہا۔

"اُرسے ہاں مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ رات کو تم خاصی صرف روکی۔ کتنے بیجے کی قلاعے سے آ رہی ہیں؟"

"میں..... اس نے محض جواب دیا۔

"تم بیرے سا تھا بیرے پورت اسے رسیڈ کرنے پڑی گی؟" ناؤ نے اس سے کہا وہ لاکنج کے ایک صوف پر میٹھی ہوئی تھیں، جب کہ علیہ اس سے تدریف فاتح پڑا انہیں تخلی پیشی ہوئی تھی اس لئے ہاؤ کو تقدیرے بلند آزاد میں بات کرنی پڑی تھی۔

"میل جاویں گی۔" علیہ نے پھر ای اخواز میں جواب دی۔ علیہ نے ناشت شروع کر دیا تا ان کو کچھ دیر درہ بینے ہوئی۔ اسے ریکھ رہیں ہو گئی کہ اس کے قریب میل آئیں، ایک کوچھ کر اس کے قریب بینتھے ہوئے انہیں نے پھر چاہا۔

"کیا ہوا تھا رات کو تھاہرے اور جنید کے درمیان؟" سلائیں کھاتے ہوئے ایک لمحے کے لئے علیہ کا گھر کا گھر پرہاں نے کسی ان سی کرتے ہوئے سلائیں کھاتا ہے جاہر رکھا۔

"تم لوگوں کا جھکڑا ہوا تھا؟" ناؤ کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کرتی رہیں بھر پوچھا۔ علیہ نے اس بارہ کوچھ کھاتے ہوئے اسی طرح رہ جکائے سلائیں کیا تھی۔

"جھکڑا کرنی ہو اور تھاہری جد سے پر بیان کیے اصلی پڑی ہے۔" اس بارہ نہ اپنے بھری سے کہا۔ اب کس بات پر جھکڑا ہوا تھا؟" علیہ نے اس بارہ کو کی جو جواب نہیں دی۔

"جسے واب پیچھا چھوڑ دو۔" میں دن رہ گئے ہیں تھاہری شادی میں اور تم اب بھی بھیں کی طرح اس سے لانے میں صرف ہو۔ وہ کیا سوچتا ہو گا تھاہرے ہاڑے میں اور تھاہری بھی کے بارے میں؟" ناؤ نے اسے جھرکتے ہوئے کہا۔

سلائیں پر اس کی گرفت کوہنخت ہوئی تھیں اس سے سر پھر بھی جنس اٹھا۔ وہ پستور سلائیں کھاتی رہی۔

"تم بھری بات سن رہی ہو؟" اس بارہ نہ کوئی تھکی میں کچھ اضافہ ہوا۔ "میں تم سے خاطب ہوں۔"

"میں سب سن رہی ہوں ہاؤں ہاؤں" اس نے بھا جھ سرخا کر کہا۔

ناؤ کو اس کے چڑھے کے ناٹڑات بہت بیگب سے گئے۔

"تھاہری طبعیت نیک ہے؟" انہوں نے تھوٹیں سے پوچھا۔

"میں..... وہ ایک بارہ ہر جاں کی نہیں گل۔"

"جنید کا فون رسید کر لیا۔ تکہ بہتر ہے کہ تم خود اس کو کال کرو۔" اس نے کہا تو نہیں مجرم کا کال کر دی

تو اسے اچھا لگا۔ "انہیں اپاچک سہ جنید کا خیال آیا۔

"میں!" اس نے چائے کا کپ اپنے ہاتھے ہوئے کہا۔

"شلا کاب آ رہی ہے۔ آج کچھ کہڑے لینے کے لئے مارکیٹ جانا تھا تم لوگوں کو۔" ناؤ نے کچھ مطمئن ہو کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو ہم جب آپ نے دلوں کام خودی کر لئے تو مجھ سے رابطہ کی روت کس لئے کی آپ نے؟" آپ نے۔

نے اسی انداز میں بات چاری رکھتے ہوئے کہا۔

"بینجا آپ کا بہت جیتنی وقت خانی ہوا گا میری اسی کال سے۔ مگر نہیں تے ضروری سمجھا کہ آپ کو

اطلاع دے دوں کہ آپ کے اٹھر پر یہیں الجھٹشیں لیں کیا ہو رہا ہے۔ ہمارا جان ہے خاتمکوں کی اطلاع اگر اسی طرح

اوپر گئی تو آپ کو اور آپ کے ماتھوں کو خاص تکلیف ہو گی۔" بینجا لیف نے بھی اپنا طنزیہ انداز برقرار رکھا۔

"بڑی مہربانی آپ کی۔ اس اطلاع کے لئے۔" عمر نے منخر کر کاہا۔

"اپنے ماتھوں کا تو مجھے تباہیں کر سمجھے آپ کی ان پوریں سے کوئی تکلیف یا روت نہیں ہو گی۔ آپ ان

پوریں کا سلسہ چاری برکھیں۔" عمر نے سمجھی کہ کہا۔

"اس شفہ میرے پاس آئے والی یہ اخباروں نہ ٹھاکت ہے اور ہر ہار مجھے اس پر خودی ایکشن لینا پڑا

ہے۔" بینجا لیف نے کہہ چاہتے والے انداز میں کہا۔

"بینجا صاحب آپ نے اپنا کام کافی براہمیں لایا۔ اصولی طور پر آپ کو تمام ٹھاکیات بھج کر ریز کر

دیتی چاہیے تھیں۔ میں خود اس سے روت لیتا، آپ کو خداوند اس طرح کی روت نہ کرنی پڑی۔" عمر نے بینجا لیف

سے کہا۔

"روت والی تو کوئی بات نہیں۔ آپ اور آپ کے ماتحت اسے Efficient ہوتے تو یہیں یہاں آتا ہی

کیوں نہ چاہتا۔ آپ کوئی میں اس سب سے مرف اس لئے اندر کر رہا ہوں۔ کہ آپ اپنے ماتھوں پر بچ رکھ کر کمی

کھماڑ تھکانے پڑنے کے علاوہ کہنا اور اصرار میں پکڑ کر کایا کریں۔" اس پار بینجا لیف کا لہجہ پہلے سے زیادہ طنزیہ تھا۔

"تماری روت کا آپ کو اتنا خیال ہو تو آپ اپنے ماتھوں کو خودیں دل کر لے جائیں گے اور میں ہم

"بینجا صاحب آپ اگر من اطاکا کر میری حدد کے آخر پوریں الجھٹکا طاف کر جائیں گے تو ہم

کوئی الودن کا جھن ہی ہو گا۔ آپ کی روت میں کی کر سکتے ہیں۔" عمر نے کہے جس کی وجہ سے زیادہ تندری و

جنزی تھی۔

"ہر ٹھاکت کو پوری دنیا ہیں کی لے کر آ رہے ہیں۔ شر کے اندر کے پوریں الجھٹشیں کی بات کریں۔ دہاں

کی درکش سمجھی دیجیں۔"

"کیوں شہر سے باہر کے پوریں الجھٹشیں آپ کے اخراجیں آئے یا میرے دنیا ہیں کیا۔ آپ نے پاکستان کے

شہروں کی روت سے کہا دیا ہے۔" بینجا لیف نے پڑے کھلڈیا عالم میں کہا۔

"میں نے آپ کو فون آپ کے طرزتھے کے لئے نہیں کیا۔ آپ کو یہ تانے کے لئے کہا ہے کہ آپ کے

ملک کے پارے میں ہمارے پاس ہے قائم ٹھاکیات اُری ہیں۔ آپ ان کا سدہ باب کرنے کے لئے کچھ کر کریں وہ

....." عمر نے اپنی بات کل کر نہیں دی۔

"میک ہے میں چیک کرلوں گا آپ کی انفارمیشن کے لئے آپ کا شکریہ۔" عمر نے فون بند کر دی۔

"تو بیج کی خانکت سے۔"

"میک ہے بھر کل بات ہو گئی تھی۔" جینے نے خدا حافظ کہتے ہوئے فوار بند کر دیا وہ یک دم بہت پر

سکون ہو گیا تھا درجہ بندی کے بعد میں طیار کے بارے میں سوچ سوچا۔ لرپر بیان ہو رہا تھا۔

آپ میں کام کرنے تھے کہ بعد شام کو مکہ جائیں گے اور رات کو جلدی سوچیں۔



"بینجا لیف، بات کرنا چاہیے جیسا آپ سے۔" آپ بڑے چیلے پر ہر کسی ماحصلہ پر کھوٹا ہے۔ اس بخت

کے دروان بینجا لیف کی طرف سے لئے دالی جسمی کاں تھی۔

"بات کرائیں۔" اس نے موہت پھیپھی ہوئے کہا۔ آپ اور اقی اس کا ہاں میں دم کر رہا تھا۔ رکی مسلم

دعا کے بعد وہ سیدہ حاکم کی بات پر آگاہی پر پسیں ایکشن کا دھد دو رجہ تھا۔ ہر سے اس نے مرے سے

"اس پوریں ایکشن کے بارے میں ایک شہری کی طرف سے ٹھاکت آئی ہے ہمارے پاس۔"

"تی فرمائیے۔ کیا ٹھاکت آئی ہے آپ کے پاس؟"

"اس پوریں ایکشن کے اپنے اخبار نے اس فون کے جیسے کوچوری کے جھوٹے الزام میں پھٹے چوہا سے بد

کیا ہوا ہے۔" بینجا لیف نے بینجا لیف میں کہا۔

غم بڑے چل سے اس کی بات سننے۔

"اس فون سے یہی ٹھاکت کی ہے کہ پوریں نے اپنے آپ آپ ازدحش کے بغیر اس آدمی کو گرفتار کیا ہے۔"

"آپ اس فون کا سامنا کر دیں، جس کی بات کر رہے ہیں۔" عمر نے سامنے نہیں پر پا چین اخراج اے

نوٹ پیٹے اپنی طرف کسکایا۔ بینجا لیف نے دوسرا طرف سے اس فون کے کوئی لوث کر دی۔ عمر نے اپنے

سانے پڑے نوٹ پیٹے پاں اس آدمی کے کوئی لوث بینجا لیف سے کھٹک۔

"عنی چیک کرنا ہوں کہ اس فون کی ٹھاکت نہیں ہے یا نہیں۔" عمر نے اس آدمی کے کوئی لوث کرنے

کے بعد کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے میں پہلے ہی چیک کر چکا ہوں، اس فون کی ٹھاکت بالکل درست ہے۔" دوسرا

طرف سے بینجا لیف نے کہا۔ عمر کے ہونٹ پھیپھی گئے۔

"اس فون کے جیسے کوچوری اپنے آپ آپ ازدحش کے بغیر قاتمی طور پر دراست میں رکھا گیا ہے۔" بینجا

لیف دوسرا طرف سے کہہ رہا تھا۔ "وہ چیلے چوہا سے وہ اس پوریں ایکشن کے اخبار جس کی خوبیں تھا۔"

"آپ نے جہاں پر چیک کرنے کی روت کی۔ دہاں اسے چیزوں والے کوی میں کر لیتے۔" عمر نے کچھ

ٹھیک ہے انداز میں اس سے کہا۔

"تی یہ روت بھی کہنا ہوں میں۔ چیز کا ہوں اب سے کچھ کچھ پہلے۔" بینجا لیف نے بھی دوسرا

طرف سے اسی طرزیہ انداز میں کہا۔



"سر امیں پہلے ہی وہ یا جوں کو مظلوم کر چکا ہوں اگر سمجھ لیف کے شوروں پر کام کروں گا تو پھر اگلے ماں کے سفر میں سچے کام کرے وائے تمام لوگ مظلوم ہو چکے ہوں گے۔ اس پر پھر آپ کو خلاطت ہو گی۔" عمر کے پاس ہربات کا گمراہ کیا جاوہ موجود تھا اسی میں ایک طوف کہرا سامنے لیا۔

"میک ہے"

"میک ہے تم جاؤ اور من ایک بارہ مچت سے کہدا ہوں کہ خاطر ہو۔" اس پارہ جو چاہیے ان کی بات کے جواب میں کچھ جیسی کہادا اینیں خدا حافظ کہتے ہوئے دہان سے ٹکل

گیا۔ کیونکہ اسے اندازہ نہ ہوا تھا کہ آئی ہی اس ساری بھٹ سے ٹکل آجھے ہے۔ عمر کان کی پریشانی کا بھی اندازہ تھا، وہ بھی بڑی طرح پہنچنے ہے۔ اگر آپ طرف آری تھی تو دری طرف عمر جا گیکر کا خاندان..... وہ دلوں میں سے کسی کے ساتھ بھی بچا رہنیں چاہیے تھے اور تو کسی بچا رکھنے کے تھے۔ کیونکہ عمر جا گیکر کا خاندان معنوی ہی

بات پہنچا اور طوفان اخراجی میں کمال صفات رکھتا تھا۔ عمر جا گیکر اس کے پہنچا را پالیتے گر خود اس کے اپنے سرہن ریکارڈ کے لئے یہ بھرپور اپنے اپنے افسوس دن آئی ہی کے افسوس سے اتنے کے بھروسے نہ ہے مخفی دہان سے اس سارے حائلے پر قدر و خوبی کیا کر کے اپنی بچی کو ٹھیک کھوئا اس کے ہاتھ بندہ چکے تھے۔

"☆☆"

اگلی صحیح صوب معقول نوجیع کے قرب نہ کرنے کے لئے آیا تھا۔

"ہا انٹھیں آرے؟" اس نے کری پر پہنچنے والی اسی سے چھا۔

"وہ آج پکوئی سے آفس جائیں گے اس لئے ابھی نہیں اٹھے۔" اس کی اسی نہ تھا، وہ اب اسے ناشد سرو کری حص۔

"ملیر کی آئی آگئی ہیں؟" انہوں نے جنید کو چائے سرو کرنے ہوئے پوچھا۔

"پھر انہیں رات لو جیے لالاٹتی۔" بھری اس کے بعد اس سے بات کرنا ہوئی۔ آگئی ہوں گی۔" جنید نے اخبار کمر لئے ہوئے کہا۔

"میں آن ان کی طرف جائے کا سروچ رہی ہوں۔" اس کی اسی نے کہا۔

"ہاں خرورد جائیں۔" جنید نے خوش دہی سے کہا۔

"مگر پہلے میں ذہن پر ان سے بات کر لون ہا کان کی کری اور صورفت نہ ہو آن کے دن کے لئے۔" اس کی اسی نے تفصیل بتاتے ہوئے لہا۔

جنید ان کی بات پر سرہلاتے ہوئے اخبار دیکھا رہا۔ فرشتہ بچ پر سرخیاں پڑھنے کے بعد اس نے اخبار کا پھرلا سفید کھا اور اس پر ایک سرسری کی نظر دردی۔ مٹے کے بیچے ایک نوٹ پر نظر دالتے ہی اس کے ہاتھ میں پہنچا جائے کا کپ پھر پھٹے پھر پھٹے پھٹا۔

"کیا ہوا جنید؟" اس کی اسی نے کچھ چک کر اسے دیکھا، جنید کا رنگ فتح خاداہ اخبار کے پہنچھے میں

موجود ایک بھرپور نظریں جائے ہوئے تھا۔

☆☆☆

عمر نے فون اٹھایا، دری طرف سے آپریٹر اس کی کرف جیڈ کے آن لائن ہونے کی اطلاع دے رہا تھا۔ عمر کے ماتحت پر دھمل محدود ہوئے ہیں اس کے لئے آشناں تھا۔

"بات کرو اے" اس نے آپریٹر کو لائن طلب کئے تھے کہا۔ "کسی سلام دعا کے بغیر اگر زخمی میں کہر رہا تھا۔" کچھ بعد... دری طرف سے "کسی سلام دعا کے بغیر اگر زخمی میں کہر رہا تھا۔"

"ایں لی جو رجہ جاگیر بات کرو ہے؟" عمر کے ماتحت کے بلوں میں کہر اضافہ ہو گیا۔ "بول رہا ہوں۔" "بیرا نام کریں جیڈ ہے، میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کس طرح اس شر کو چلا رہے ہو۔" اپنا تصرف کروا کے بعد اپنی کرف جیڈ کے لیے میں بہت تندی و تختی آگئی۔ پولیس کے بھیں میں تم نہیں دکان کا گینگ چلا رہے ہو... جو کسی اٹھار پولیس اٹھنے میں بند کر دیتے ہیں۔"

عمر کا جو رسم خوبی تھی۔

"اتھی بات کرنے کے بجائے تم صرف یہ کہ تھا پاہلے کیا ہے؟" عمر نے اس کی بات کاٹ کر تمام ادب آپ کا بالائے طاقت رکھتے ہوئے اسے تم کہ کر غلط کیا۔ "بیرے پاس اس طرح کی اتنی سخن کے لئے وقت نہیں ہے۔"

"حالانکہ تمہارے پاس وقت ہوتا چاہا ہے۔ کام قدم تھا اسے لئے تمہارے لئے تمہارے گوئے کر دیتے ہیں۔" کرف جیڈ کو اس کے اندر لجھنے کے کوادر مشتمل کیا، شاید اسے تو قسمی کہ عمر اس کے سامنے پکوڈا خانہ دیا۔

مذکور خانہ انداز احتیاط کر کے گا۔

"میں نے تم سے کہا ہے کہ تم بھی اتربرون کے بجائے صرف کام کی بات کر دو رہ میں فون بند کر رہا ہوں۔" "تمہارے بھرپور نے بھرپور سے کہا ہے کہ کہا جائے میں وہ مٹھ میں اپنے یہی کوچھ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں کہا ہے؟" عمر نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم بھوک لے اسی نے اپنے الگ اکام کا ہے کہ وہ گاڑی چال رہا تھا اور اس نے ایک آدمی کو روپی کیا ہے۔ حالانکہ شوہر وہ گاڑی چال رہا تھا اس نے کسی آدمی کو روپی کیا ہے میں تا انکہ آخری ایک بھرپور کشمکشی کے پاس جا سکتا تھا مگر میں ایک صورت دیجیے ہوئے ہوئے فون کر رہا ہوں کہ تم اسے جوڑو دو۔"

"کہاں ہے دو؟" کرف جیڈ نے اس پولیس اٹھنے کا نام بتایا۔

"نام کیا ہے اس کا؟" "ارمنان۔" "غم؟" "پندرہ سال۔"

نکھ پڑنے پر جب اس کا پیچ اپر کردا تھا تو پہنچا کر دھڑک پڑنے ہوئے تھا..... اس رخی کی حالت غمی ناک ہے اور اس کے روشن دار آگی بھی بیہاں پر پلیں اٹھنے پر مجھے ہیں۔ وہ بہت مشتعل ہیں کہ نکھر لیکا ان سے کہا رہا ہے کہ وہ کرنج کا بیٹا ہے کوئی اس کا کچھ نہیں پہاڑ سکتا اور ان لوگوں کو نکھر ہے کہا سے پھر دیا جائے گا۔ ”عاظف نے اسے تفصیل بتائی۔

”مگر کرنج ہید قبھ سے کہ رہا تھا کہ گاؤں اس کا ذرا بخیر چارہ تھا تم لوگوں نے پکڑا ہی نہیں۔“ عمر نے کہا۔

”سر! گاؤں میں اس لڑکے کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا، میں نے آپ کو کہتا یا کہ اسے کپڑا بھی ان ہی لوگوں نے ہے، اگر اس کا ذرا بخیر ساتھ ہوتا تو وہ اسے کس طرح جانے دیتے۔ وہ اسے کہی اسی طرح پہنچے جس طرح انہوں نے اسے چاہئے۔“

”زیادہ جنمیں تو نہیں آئیں اس لڑکے کو؟“

”نوسر..... اس ایسا دن ہے جو میں پہنچا۔“

”تم نے ایسے آئی آ درج کر لی ہے؟“

”سر! ادہ اور دقت کرنی کی کوئی دو لوگ دہیں سے پولیس اٹھنے آئے تھے۔“

”کرنج ہید جسے چینیں فون کیا تھا؟“

”سر! انہوں نے فون کیا تھا، دو بڑے مشتعل تھے اور اپنے میئے کو چھوٹنے کے لئے کھڑے تھے۔ نکھر میں لے لا کر کر دیا کرکے میرے لئے ایسا مکن نہیں تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ سے بات کر کریں یا مجھ پر بچ کر مل سے۔“

”اس نے مجھ سے ایسی فون پر بات کی تھی، مجھے جنمیں ہے کہ وہ خود پولیس اٹھنے اپنے میئے کو چھوڑا نے کیوں نہیں کیا۔“

”سر! ادہ اور دقت نے بات کر رہے تھے میرا خالی ہے کہ وہ ایسی چند گھنٹوں تک بیہاں آ جائیں گے اور پھر پولیس اٹھنے کی آنکھیں گے۔“

”یعنی اس لڑکے کو اپنی کسلی میں رکوگر مارنے پہنچی شرورت نہیں۔۔۔ اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اگر دنیا کا دامیر ہو گئی عطا ہے۔۔۔ اس کی گزوئی آری کی تھی؟“ مگر بھابیات دیجے ہوئے اچانک خیال آیا۔

”نہیں سر..... سر کاری گاؤں نہیں تھی، کروالی۔“

”کون سا اڈا؟“

”سر 2000-XE۔“

”پنچتی۔“

”لیں سر اس کی اپنی ہے۔“

مردہ ہاں پہنچے پہنچے ہی میں تاکہ تھا کہ کیا ہوا ہو گا۔ اس کم مردے نے گاؤں چلاتے ہوئے کی کو روشنی کیا ہو گا اور اب کوئی جیسا بات سے ہی انکار نہ تھا کہ اس نے اپنا کیا تھا۔

”گاؤں کوون چلا رہا تھا؟“

”سماں روزا رخی تھا۔“

”وہ پولیس اٹھنے میں ہے؟“

”میں اسے کسی نہیں پکارا صرف میرے بیٹے کو پکڑ لیا حالانکہ وہ دو رات بھی سیست پر نہیں تھا۔“

”میں پیچ کرتا ہوں۔“

”میں نے چھوٹی چک کرنے کے لئے فون نہیں کیا۔۔۔ میں اسے دی منٹ کے اندر اپنے گھر پر بکھا جاتا ہوں۔“

”مردہ تھی لیچے نہیں کیا۔۔۔ اسے کہاں کیا تھا اسے کہاں نہیں کیا۔۔۔ میں دس منٹ کے اندر اسے تمہارے گھر پہنچا ہوں۔“ میں صرف یہ دیکھوں گا کہ اس نے کیا کیا ہے، اگر اس نے کچھ نہیں کیا تو وہ تمہارے گھر جائے گا۔ جنہیں اگر اس نے کچھ کیا ہے تو تمہارا باپ بھی اکر اسے نہیں چھڑایے گا۔۔۔ عمر نے اسے چلتے کر کر دالا انداز میں کہا۔

”مردے باپ کا اسے چھوڑا نے کی روزت میں کرنی پڑے گی، میں تمہارے باپ کے ذریعے اسے چھوڑا لوں گا۔“ کرنج ہید اسے باہر تھا جا چلاتے ہوئے کہا۔

”لیکھ ہے، تم مردے باپ کے ذریعے اسے چھوڑا کر دکھائیں۔“ عمر نے اس کا جواب سے بغیر فون بند کر دیا اور پھر اس پر بڑے اس پولیس اٹھنے کے ایش ایش اوسے بات کرنا کے لئے کہا۔۔۔ جہاں کرنج ہید کا پینڈھ تھا۔

”سرابات کریں۔۔۔ آپ پر بڑے پکوئی بعد فون پر اسے کہا۔

”آج تم نے بارہ بجے کے قرب کی کرنج ہید کے بیٹے ارجمندان کو کہا گا۔“ عمر نے اسپر کاٹھ عافظ سے پوچھا، وہ اسے ذاتی طور پر جانتا تھا اور اس بات سے واٹک تھا کہ وہ دام پولیس والوں کے برعکس بہت ایماندار تھا۔ وہ ایک سال سے اس پولیس اٹھنے میں کام کر رہا تھا اور صرف اسی کا پولیس اٹھنے وہ واحد پولیس اٹھنے تھا۔ جس کے بارے میں عمر کہ سب سے کم فکایات تھی تھیں۔ اسی لئے اسے کرنج ہید سے بات کر کے ہوئے بھی یعنی تھا کہ اگر وہ اسپر کاٹھ عافظ کے پولیس اٹھنے پر ہے تو اس کا واقعی یہ مطلب تھا کہ اس نے کچھ ملکا کیا تھا۔

”تی سرا کہا ہے۔۔۔ عاظف نے مودب انداز میں کہا۔

”کس لئے؟“

”سر! گاؤں چلا رہا تھا جبکہ اسکی عمر صرف پندرہ سال ہے۔ پھر اس نے ٹیکر تاری سے گاؤں چلاتے کے ہوئے ایک دسمبری گاؤں تھا سے لئے تھا۔۔۔ آئی کوکار مار دی۔۔۔ ابی آری کے رشتہ داروں نے گاؤں بیوی کی تھا۔ اسے چالا کیا ورنہ شاید وہ لوگ تو اسے دیں مار دیجئے۔۔۔ میں نے

مرنے سمجھنیں اپلا کہیں۔ وہ کریں یا تو کسی بہت باڑھی میں سے تعلق رکھتا تھا یا بھر کی نہ کسی طرح خاصاً مال  
ہمارا تھا۔

فون بذرگ کے اس نے اپنے لہا اپنے کو بول دیا اور اسے کریں جید کے کارکن سے آگہ کرتے ہوئے اس کے  
ہارے میں معلومات لینے کیلئے کہا۔

”سر! کریں جید کو ہر کوئی جانتا ہے۔“ لیے اسے کریں جید کا نام سننے کیا۔ ”یہاں اس کی پوسٹس کا  
آخری سال ہے، وہ رجمنز میں ہے بارہ روز اپریل میں استانگ کا بہت سالانہ ایسی کیہے سے آسائی سے آ جاتا ہے۔  
بہت راضی آؤ ہے وہ۔“

”خاندان کیا ہے؟“  
”سر! خاندان خاصاً اڑور سوسنگ والا ہے۔ مگر ایسا نہیں بھی جو اسے اپنا پورا نام دے کر اسی طرح  
عین کریں جید ہے اس کا ہوم ٹھی بھی ہے۔ بیان دیے بھی اس کے جانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صفت  
کاروں میں بھی خاصاً اڑور سوسنگ ہے اس کا، یہ بہت سوچل ہے۔“ اس کے لیے اسے حیر معلومات دیں۔

”ابس تھم پاڑا۔ میرے اسے جانے کے لئے کام۔ لیے اسی کر کرے سے کلامی حقاب آپر پڑے  
اسے کریں جید کے اپکار پر جو آن لائن ہونے کے بارے میں بتا۔“

”تم نے پڑ کر دیا ہے مرے میں بھی؟“ کریں جید نے عمر کی آزاد سننے کیا۔

”تمہارے بیٹے کے خلاف چار ازمات کے تحت اپنے آئی آرڈر دن ہوئی ہے۔ لائسنس کے بغیر کا ذری  
چلانے کا الزام اپنے آئی کوئی گواری نہیں کر سکتے اور موتح واردات سے فراہمی کا الزام۔ شراب لی کر  
گاؤں چلانے کا الزام اور پولس کے المکاروں کو کالاں دینے اور ان کے ساتھ بھرپوری کا الزام۔ بہتر ہے تم کسی  
دکیں کا بندوبست کرو، کیونکہ اس کی برائی کی دکیں کوئی نہیں ہے۔“

”میں نے تم سے کہا تھا کہ میرا بیٹا گواری نہیں چاہ رہا تھا۔“

”اس ٹھیک کے روشناروں کے اور پولس کے مطابق گواری میں اس وقت تمہارے بیٹے کے علاوہ اور کوئی  
نہیں تھا۔“

”وہ لوگ کہاں کر رہے ہیں، مجھوں پر ہے ہیں۔“ کریں جید غلبہ۔

”مان لیا گریں کے چیک اپ کے بعد پورٹ کے طالبی و نئی میں خالص میں قہار۔ یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔“  
”میں یہ بات مانتے کے لئے یاد رکھنے کریں گے۔“ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ تم لوگ یہ سب اسے اور مجھے  
چانسے اور بیکار کرنے کے لئے کر رہے ہو۔ ”کریں جید اس کی بات پر اور مخفیل ہوا۔“ تمہارے لئے بھرپور  
ہے کہ تم اسے ہا کر دو۔“

”میں کسی صورت اسے نہیں چھوڑ سکتا۔“ خاص طور پر اس صورت میں جب اس پر انتہے عین ازمات  
ہیں تمہارے لئے بھرپور ہے کہ تم کسی دکیں کا بندوبست کرو اس کے لئے۔“

”اگر تم اسے نہیں چھوڑ گے تو میں کہی اور کے ذریعے اسے چھوڑاں گا۔“ میں اپنے بیٹے کو پولس ایشیون  
میں رات لازم نہیں دوں گا۔“ کریں جید اسے دھکایا  
”میں دنگوں کا تمباکا بیٹا ہیں ایشیون کے لاک اپ سے کی دکیں کو دو کے بغیر کے باہر آتا ہے۔“  
مر جا گیکرے درمی طرف سے لائن کوڈس کاٹ ہوتے۔  
کچوڑا پر ریسرورڈ ہجھی میں پکڑے وہ اس صحت کے بارے میں سچتا رہا جو اس نے مول لی تھی۔ اسے  
کریں جید کے اگلے اقدم کے بارے میں کہا ادازہ نہیں تھا۔ وہ آری مائیگر ٹائم سے ریڈیک کے گایا پر کوئی اور  
وراڑے کھکھلنا ہے، اس کاوس کے بارے میں سینن ٹھیں تھیں تھیں اس بارے میں پورا یعنیں تھا کہ اسے مغرب ہی  
کوئی ٹھیک اور پوچھی کے لئے حاضر ہونا تھا اور وہ اس پوچھی کے لئے ہی طور پر چار کار۔ اگر کریں جید اس کے ساتھ  
اس لیے میں بات نہ کر جائیں بلکہ اس کی کمی تو مر جیھا اس حالت کو دوسرے طریقے سے ہی پہنچ لے کر اسے  
پوری کوشش کرتا اس کا ایسا اس حالت سے بری ہو جائے۔ مگر یہ کریں جید کا حکماں انداز تھا جس نے اسے  
مخفیل کر دیا تھا۔  
کریں جید سے لٹکو کرنے کے بعد وہ اپنے کام میں صرف ہو گیا تھا۔ شام کے قرب وہ آفس سے نئے  
والا قابض اپکار مخالف کی کالا اسے موصول ہوئی۔  
”ہاں مالحت کی بات ہے؟“ اسے ادازہ تھا کہ اس نے عمر کوون کریں جید کے لیے کے لئے ہی کیا ہوگا۔  
”میں نے کریں جید کے بیچ کو جو ڈیل ہے۔“ درمی طرف سے مخالف کے ٹھیک پر میرا یک دم بھر کر۔  
”مکس کے کمپنی پر پھوپھو ہے تم نے اسے جب میں نے تم سے کہا تھا کہ اسے اپنے کمپنی میں رکھو تو ہر ہم  
نے اسے کیوں پھوڑا۔“ غریب نیز خدا اور میں اسے ہرگز کہے ہوئے کہا۔  
”سر ایشیون گورنر تھا کریں جید یہاں آئے تھے اور...“ غریب اس کی بات کاٹ دی۔  
”وہ آپ تھا تو ہم۔“ اس کا تاخت ہوا یا سیرے۔ اس کے اٹکا کام کرتے ہو یا سیرے؟“ اس میٹھے  
 عمر کے اشتغال میں اپنے اضافہ ہوا۔  
”سر! آپ تھی ساحب نے فون کیا تھا اور مجھے اسے چھوڑنے کے لئے کہا تھا۔“ غریب نے اعتراض پر  
ہوت بھیج گئے۔  
”سر! یہاں پولس ایشیون پر بڑا چکا ہوا۔“ مخالف نے بات چاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”اس آئی کے  
رشدواروں کے ساتھے کریں جید آئے اور ہر آئی می صاحب کافون آیا اور میں ان کے بیچ کو جھوٹ پڑا۔“ ان  
لوگوں نے پہنچا شروع کر دیا۔ ہنگوں نے کریں جید کی سرکاری گواری پر بہت زیادہ پولس تھے وہ آئی در  
یہاں سے بھکھت کھانا ان لوگوں نے پولس ایشیون پر بھی مدد کیا۔ ان کے ساتھ بہت زیادہ پولس تھے وہ آئی در  
اصل ہاٹھیں میں مر گئیں اور اس کے رشدوار کہ رہے ہیں کہ وہ اس کی لائش جب تک دفن کیں کریں گے جب تک  
ہم کریں جید کے بیچ کو کہا کروں پر کیس فیض چلاتے۔“

"تمہاری علیزوہ سے کب بات ہوئی ہے؟"  
 "کل۔۔۔ جنید نے کہا۔۔۔  
 "تو اس طرح کی بات کی اس نے؟"  
 "میں اسی ایسی نے آپ کو بتایا ہے اس کی می رات کو باہر سے آئی ہیں اور وہ اس شادی کے لئے نی  
 آئیں ہیں علیزوہ نے مجھ سے انکی کہنے والیں کی۔"  
 جنید نے تدریس و شاخی انداز میں کہا۔۔۔ مگر بات کہتے ہوئے بھی اس کے ذمہ میں دو دن پہلے علیزوہ  
 کے سامنے ہوئے والی ننگلور اور علیزوہ کی خاصیتی۔۔۔ اس کی چونچی صحن۔۔۔ پھر پاک کر کہری تھی کہ اس نوں کی  
 وجہ علیزوہ کے سامنے اس کا دو اکٹھاف تھا۔۔۔ اس نے بہت سعی کیا تھا۔۔۔ مگر جو اس کی بھسک کی سب سے  
 قائل علمی ہاتھ توار اور جب اس کے اپنے گردانے اسے جوچ کی پیشیں گے تو پھر خود کی مگر زیر تھاب آجائے۔۔۔  
 "میں فون کرتی ہوں سرخواز کو۔۔۔ آفر ہوا کیا ہے؟"

"لاک بڑی ہے۔۔۔ پھر درجہ انہوں نے ریسیور کان سے ہٹاتے ہوئے کہا۔  
 "آفر ہوا کیا ہے۔۔۔ جو انہوں نے اس طرح میں تائی، ہم سے پوچھنے بغیر شادی متوجی کر دی ہے۔۔。  
 وہ بیوی اڑاکتی تھیں۔۔۔ اب تو کارڈ تکمیل ہو چکی ہے اور اب کی تحریک دی دیشی ہر طرف سے کارڈ کا شروع ہو جائیں  
 گی۔۔۔ ہم توکی جو جواب دیں گے۔۔۔ انہوں نے جنید کو دیکھا۔۔۔ یہ کہیں ہیں میں کیوں شادی متوجی کر دیں گے۔۔۔  
 انہوں نے کہتے ہوئے ایک بار پھر ریسیور اٹھا لیا۔۔۔ پھر پہلے کی طرح وہ پھر درجہ فون کان سے لکائے ہیں۔۔۔  
 رہیں بھر ان کے چھرے پر یادی جھکتے۔۔۔ انہوں نے فون کا ریسیور پہنچ کر دیا۔۔。  
 "لاک ان کی بڑی بڑی ہے۔۔۔ جنید تم بھی ان کے گردے چلو۔۔۔ انہوں نے اچاک جنید سے کہا۔  
 "فون پر بات کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ میں ان سے آئنے سامنے بات کروں۔۔."

"ای اس دلت ای اس جج جج۔۔۔ پھر درجہ بعد۔۔."  
 اسی نے میں کی بات دی۔۔۔ "پھر درجہ بعد۔۔۔ مجھ سے میرنگیں ہو رہا۔۔۔ میں یہاں پہنچ کر وقت  
 گزرنے کا انتظار کر رکھی۔۔۔ ابھی تھوڑی دری میں جب خاندان اور جانے والوں کی کاروائی شروع ہوں گی تو میں  
 انہیں کیا جاؤں گی۔۔۔ بہتر ہے میں جب تک ان سے آؤں۔۔۔ کسی کو کہہ جاتے کے لئے میرے پاس پکھو تو۔۔۔ ہو سکا  
 ہے ان لوگوں کو دوستی کرنے والا۔۔۔ کوئی پیر نہ ملتا۔۔۔ اس وجہ سے دیہیں انعام میں کر سکے۔۔۔ اس شادی کے اتواء  
 کے ہار سے میں۔۔۔ وہ اب کسی موموی ایسی امید کے تحت کہری تھیں یا شاید خود کو باہری تھیں۔۔.  
 "تم۔۔۔ تم علیزوہ کے سوالہ کیا تھیں؟۔۔۔ اکل کتنا شروع کردا ہو میں اکل۔۔."  
 پڑھتا اور اپنا موبائل اٹھا کر علیزوہ کا نامہ کیا تھا۔۔۔ اکل کتنا شروع کردا ہو میں اکل۔۔.  
 "ای! موبائل آف ہے۔۔۔ اس نے موبائل کان سے ہٹاتے ہوئے تباہ۔۔.  
 وہ پکھ دیس کا پھرہ۔۔۔ دمکتی رہیں۔۔۔ "تمہارے اور علیزوہ کے درمیان کوئی جھڑا تو نہیں ہوا۔۔۔ انہوں نے

"یہ سب تم مجھے بتانے کے بجائے آئی تھی کو فون کر کے تباہ، وہ جیسیں اس محاں میں بہر گئی تھیں  
 کہتے ہیں۔۔۔"  
 عمر نے مردم بھری سے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔۔۔ فون بند کر کے وہ پکھ دیتھے سے کھلا رہا پھر جنک کر  
 انہا پس آفس سے گلی گیا۔



"کیا ہوا جیئن؟" جنید کی اسی نے پہچاں کر کے دیکھا۔۔۔ اس کا رنگ فیض تھا، وہ اخبار کے پہلے حصے میں  
 موجود ایک نوٹس پر نظریں جاتے ہوئے تھے۔۔۔  
 "کیا ہوا؟" انہوں نے دوبارہ تدریس سے اس سے پہچا۔۔۔ جنید نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور  
 سکرانے کی کوشش کی۔۔۔  
 "پکھنیں۔۔۔"

"کوئی خاص خبر ہے اخبار میں۔۔۔ تھے دیکھ کر پریشان ہو گئے ہو؟" اس کی اسی نے کہا۔  
 "میں اسکی کوئی بات نہیں۔۔۔ اس نے اخبار کو کہنے کی کوشش کی مگر اس کی اسی نے پاٹھہ دیکھا کہ اس  
 سے اخبار لے لیا۔۔۔ جنید نے مراحت نہیں کی۔۔۔ وہ اب سامنے ہٹا کر پہلے چائے کے سپ کو گھوڑا رہا۔۔۔ انہیں اس کی  
 پریشانی کی وجہ جانے میں دفت نہیں ہوئی، اخبار کے پہلے حصے میں ایک کے سامنے ہٹا کر پہنچ دیکھ رہا تھا۔۔۔  
 "میری لوایہ علیزوہ کو حکمرانی شادی جو سو مرد ہمارا تھا کوئی تھی تھی کہ مگر ہر جو بہت کی وجہ سے متوجی کر دی  
 گئی ہے۔۔۔ میں انہوں کے لئے ان تمام لوگوں سے بہت زیادہ مدد خواہ ہوں چکیں ہوئی کہاڑا ارسال کیے جا چکے ہیں۔۔۔"  
 سرخاڑ جیدر  
 پہنچ علیزوہ کے گرد کا پہنچ درج تھا جنید کی اسی کو میسے کرن لگ۔۔۔ پہنچ کے ہام میں انہوں نے جنید کو  
 دیکھا۔

"سرخاڑ نے شادی کشسل کر دی ہے؟ کیوں؟"  
 وہ اخبار ہاتھ میں لے شاک کے ہام میں کھیں۔۔۔  
 "ای! انہیں بھائیں بتائیں۔۔۔" جنید نے کہا۔  
 "مگر وہ کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔ لکھ کر کیوں کریں گی۔۔۔ اور وہ بھی ہم سے پوچھنے لگتے۔۔۔ جنید کی اسی کو یقین نہیں آ  
 رہا تھا اگر وہ علیزوہ کے گھر کا ایڈرنس سمجھتی ہوئی تو شاید علیزوہ اور نالوں کا ہام دیکھنے کے باوجود انہیں اس نوں کی  
 صداقت پر یقین نہیں آتا۔۔۔  
 "اگری کل تیری بات ہوئی ہے ان سے اور انہوں نے ایسا کوئی ذکر نہیں کیا۔۔۔ پھر اسکی کوئی ایم پیسی ہو  
 گئی کہ انہیں یہ درجہ اتنا پڑا۔۔۔ وہ پریشان ہو گئی تھیں۔۔."

”کل رات ہوئی تھی، انہوں نے قلعہ کوئی ایسا اشارہ نہیں دیا کہ وہ اس طرح کا کوئی قدم اٹھانے کا سوچ رہی ہے۔“ چندیگر کی ایسے کہلائیں۔

”مکرہ وہ ایسا کیوں کریں کی... اس رشتے میں ان کی پندت شاہل گی... دو تو تھا فو قاتم سے فون پر بات بھی کرتی رہی ہیں۔ مکرہ وہ اس طرح کیوں کریں گے؟“

جنہیں کے بنا نئی میں سرہلاتے ہوئے کھا۔  
اور بالغ وہ اسی کرنا جاتی تھی تو بھی وہ اتنی غم زندگی کا مظاہر و شہر کرتے رکھتا ہے اس کو۔

ووش دے دیتیں۔ وہ بیچنے پہلے ہم لوگوں کو مطلع کرتیں اور وہ دکش تو سر جاڑ تو شور کرتیں..... ”

بیہقی میں کاروائی کا وعده میں پڑے پہنچانے والے اور اس کے معاون کے ساتھ میں اپنے مکان کے صرف پوچھنے کے لئے بیہقی کو پہنچنے والے نہیں تھے۔

"بیا! میرجا نہ مناسب ہوگا۔؟" جنید کے بیانے جمالی سے اسے ریکھا۔  
"کیوں مناسب نہیں ہوگا۔ بہتر نہیں ہے کہ تمام بات تھارے سامنے ہو۔"

"تم کوڑی کاٹا تو ہم لوگ آتے ہیں۔ انہوں نے مدد کی، اسی کے ساتھ کہا۔ "جی بیبا۔" مجید نے جی کو کارکے کہا۔

سے اب اور بہت کی دوسری باتوں کی طرح، اپنے اس مجموعت پر بھکتا ہو رہا تھا۔ جو کچھ دیر پہلے اس نے اسے اور

”بھتر ہے کہ وہاں جانے سے پہلے میں اپنے بھڑک کوچ بتا دوں۔“ اس نے گاؤں کا لئے ہوئے

بھلے کیا۔

— 1 —

اپنے کچنیدے سے پوچھا۔  
”ای جھنڑا کیوں ہو گا؟“ چندہ اس سوال کے لئے تاریخیں تھیں۔

"دیکھو جیندے..... اگر تھا رے اور اس کے درمیان انکی کوئی بات ہوئی ہے تو مجھے تھا دو....." اس کی ایسی

”ای طیار! آپ مجھ پر یقین کریں میرا دراس کا کوئی جھگٹ نہیں ہوا۔“ جنید نے بے چارگی سے کہا۔ وہ

اس وقت دون پیسے اس سے سا بھجو ہوئے وہی ملحوظ کے بارے میں اپنی اگی لوچانے کی جگات میں رہتا تھا۔  
”بھرم جسے ان کے مگر لے چلو..... یہاں بیچ کر وقت شان کرنے سے بہتر کے کام وہاں ملیں“ دو

”ای پیزی، آپ سلیے ہا کوچک کرائے ہات کریں۔ پھر ان کے گمراختے کے ہارے میں سوچیں۔“

”ہاں ..... مجھے پہلے تمہارے بابا سے بات کرنی چاہیے۔ میری غیر موجودگی میں وہ اٹھ گئے تو یہاں اخبار  
میں باہر نہ نظر کر، کوئی کردار نہ ادا کرو، مگر میں انکو دیکھا دے جاؤ ۔“

وہ علیت میں دہان سے جلی گئی۔ جنہی نے ایک بار پھر موپائل اٹھا کر نا لو کا تبریر کیا۔ لائس ایمی بھی پڑھنے کا سچا مطلب کرنا شروع کیا۔

بڑی فی۔ اسے میزہ کہ بہرداں کیا نہیں اس لئے درودہ ایں پڑھنے اچانکا رام اوس نو دیجے  
لگا۔ اس پر ایضاً تھا کہ اس کو پچھے طیارہ کے حلاطہ اور کوئی نہیں تھا۔ ناولکا اگر طرح کا کمی ارادہ تو  
دہ دکل اس سے دکر کش یا کم از کم اس سے انگرے ہوئے لہجے میں بات کر سکتے۔ گرہنون نے بیوی کی طرح بڑی  
خوشی دی کہ ساتھ اس سے بات کی تھی۔ البتہ طیارہ... اس کا یہی کہم سامباہیں واقع اسے نہیں کہا گرا اب  
کلکتہ میں تھا وہ پکڑتا رہا تھا اس نے طیارہ سے کل دوبارہ ملے کی کوششیں کی مرف فون کرنا کیاں کہما۔ ہر

مغلی جس طرح کا اس نے اب اخراجی تھا..... مگر اب یہ سب پختہ دار کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

لقریب اوس منٹ کے بعد اس کے بابا اور اسی دوبارہ وہاں آئے وہ اس دوران میں چار بار تالوں کا نمبر ملا پکا  
تفقیکر رابطہ کرنے میں ناکام رہا تھا۔ بابا کے چہرے سے پر بیٹھنے والی دفعتی تھی۔

”دکھا بھی، کون سا لوٹ ہے؟“ اپنیوں نے اندر آتے ہی جیدے سے کہا۔  
”تم نے دوبارہ فون لایا؟“ ”رُب کارا، نیک رائے پر بھال۔

"لاجی بڑی ہے۔" اس نے اخیر اپنے ہاتھ کو دیکھ لیا تو ہے کہا۔ اس کے ہاتھے کھڑے ایک نظر

”ہاں فون پر بات کرنے سے بہتر ہے کہ ہم ان کے گرفتاریں..... آخر اتنا بڑا تدم نہیں نے اس طرح

یہیں اٹھا یا۔ انہوں نے اپنی بیوی کی طرف مرے ہوئے کہا۔  
”جہاری سزا مذاق کے کب بات ہوئی تھی؟“ نہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا۔

"آپ نے اخبار میں کوئی نوٹس نہیں دیا؟" "آپ جوان ہونے کی باری مرکی تھی۔"

"نہیں میں نے تو کوئی نوٹس نہیں دیا۔ تم کس نوٹس کی بات کر رہے ہو؟"

جوان کے حجاب پا پہنچا گیا۔ گرنی سارے بڑے نوٹس میں آپ کے نام سے ایک نوٹس ہے۔ علیرہ کی شادی کے اخوات کے پارے میں....."

"تم کیسی نصیل باتیں کر رہے ہوں؟"

"مگر میں ایسیں کوئی نصیل بات نہیں کر رہا۔ نوٹس دیکھ کر آپ سے بات کر رہا ہوں۔ اس میں لکھا ہوا کہ علیرہ کی 25 مارچ کو ہونے والی شادی آپ نے پہنچنا گزیر و جد ہات کی ہاپر نوٹس کر دی ہے۔" " عمر نے نوٹس پر ایک نظر ڈال کر اخبار میں پیک ڈیا۔

"میرے خدا..... تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کیوں اس کی شادی کی نصیل کروں گی؟" "تو کوئی آزاد سے ان کی پر بیانی کا اندازہ رہنا چاہا۔" میں نے اخبار میں ہے یوں؟"

"چاروں بڑے نوٹس میں۔ میں نے چاروں نوٹس پر نوٹس ہجڑا کر دیکھے ہیں۔ آپ نے اب تک اخبار میں دیکھا؟"

"نہیں میں نے اخبار میں دیکھا۔۔۔ میں تو اسی تباہے فون پر ہی انہیں ہوں۔" "تاونے کہا۔"

"شیفٹ امر کر کے سے آئی تھی رات کو۔۔۔ ہم لوگ دیر سے سوئے۔ اسی لئے من جلدی نہیں تھی۔" "پھر آپ اخبار میں کیسی....." "میرے اٹھیں ہدایت کی۔"

"تم ہولنڈ کو دیکھ رہے تھے۔" "انہوں نے کہتے ہوئے فون کر دیا۔ اپنے کر سے کل کر دیا۔ ہمارا اونٹ میں گھسی۔"

لمازم سننکی کرنے میں صورت حالاً نوئے خلاصی نظریوں سے لادیں ہیں اور ہر دیکھا اور دیکھنے پر چڑے ہوئے اخبار کو اٹھا لیا۔ اخبار کے عالم میں پہلا صفحہ پہنچتے ہی دو نوٹس ان کی نظریوں کے سامنے آگی تھا۔ وہ دیکھ سے رہ گئی تھیں۔ تین نوٹسوں کے ساتھ میٹی ہوئی دو اپنیں اپنے کر سے میں اُنہیں دیکھا لیا۔

"ہاں گھر میں نے دو نوٹس دیکھ لیا ہے۔ گھر میں نے دو نوٹس نہیں دیا۔" انہوں نے پر بیانی کے عالم میں کہا۔

"تو کچھ بکن لے دیا ہے؟"

"میں کیا کہ سکتی ہوں۔ علیرہ کی شادی کے لئے تو تمیز بھی کل پاکستان آگئی ہے تو کیا اب ہم اس طرح کے نوٹس دیں گے۔" انہوں نے تمیز سے کہا۔ "کسی نے ہمارے ساتھ تحرارت کی ہے۔" انہوں نے ایک نظر اس نوٹس پر ڈالتے ہوئے غصے اور پر بیانی سے کہا۔

عمر جیسی گی ان کی بات مشترکا۔ "کہنی گرنی ای شہزادت نہیں ہو سکتی۔۔۔ کوئی اخبار بھی اتنا غیر قد مدار نہیں ہو سکتا کہ کسی تحدیتی کے بغیر نوٹس شائع کر دے۔۔۔ کہنی یوں نوٹس علیرہ نے تو قائم نہیں کر دیا۔" اسے اپنے خیال آیا۔

"علیرہ نے۔۔۔؟ نہیں، علیرہ کیوں کروائے گی۔" "تاونے کہا۔"

## باب ۵۲

خبرداری کیتھے ہوئے عمر کے ماتھ پر بیٹی پڑھنے کے، اخبار کے سٹھے پر نظریں جائے ہوئے اس نے اندر کام کا رسیدور اٹھایا۔

"لاہور اس نمبر پر کمال ملائی۔"

اس نے اپنے آپ پر بیٹی کا نکبر دیکھنے ہوئے کہا۔ رسیدور وہی رکھتے ہوئے اس کے چہرے پر بھیں تھیں۔

"آج خرگوشی نے اس شادی کو ملتوی کیوں کیا کیا ہے؟ کیا ہر طبق ہے؟" وہ ایک بارہ ہر اخبار دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ وہ ایسکی کچھ دیکھنے پر بیٹلے ہی آپس پہنچا تھا اور اخبارات پر اخبارات پر ساری سی اس نوٹس زر اس کی نظر پر گئی۔ کچھ دیکھنے کے بعد دیکھنے سے اس نے چاروں اخبارات کو دیکھ لیا۔ چاروں میں ہی دو نوٹس موجود تھا۔ اس کا پہلی کی دوں سے تالوں کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں مجاہد تھا۔ خوب جنہیں کے ساتھ بھی اس کا رابطہ ہوئے کہ دونوں گزر گئے تھے۔

فون کی تلی بھی عمر نے فون اٹھایا۔

"سر اہم اس کریں؟ آپ پر بیٹے کا کمال لائے ہوئے کہا۔

چاروں نوٹس کے بعد درمی طرف سے تالوں آواز سانی دی تھی۔ "ہیلو۔۔۔"

"پولکر جی۔۔۔ میں عمر دیکھ رہا ہوں۔" " عمر نے کہا۔

"ہاں عمر۔۔۔ کیسے ہو تھا؟" "تو کوئی آواز میں کچھ جھرت تھی۔"

"میں بھی غیک ہوں۔۔۔ تم لاہور میں ہوئے ہو۔"

"میں لاہور میں نہیں ہوں۔"

"لتوں پر باتیں جس کے کار کریا؟" "تاونے بالا خراپی جھت کا اعلیٰ کر دیا۔"

"میں اسی اسی آسی آسی تھا اور اخبار دیکھ رہا تھا۔ اخبار میں آپ کا نوٹس دیکھ کر آپ کو دیکھ لیا ہے۔"

"اخبار میں آپ کا نوٹس پر جاہے۔"

"میرا نوٹس۔۔۔ وہ مشہور رہ نہیں۔ کیا نوٹس؟"

"اپ نے جنید سے یا علیور سے جھلکے کی وجہ پر کہی؟"  
"میں نے جنید سے تو انہیں پوچھی مگر علیور سے پوچھی تھی جن ان نے مجھے پوچھنی شاید۔" ہالوئے کہا۔  
جسے پر بیان کرتے رہتا ہے تو اس کی وجہ پر جھلکنے کے وجہ سے سمجھا تھا کی کوشش کریں، بلکہ پوچھو سوئے

"گرفتی! اب اسے اٹھائیں ضرور مگر جھلکنے کے وجہ سے سمجھا تھا کی کوشش کریں، بلکہ پوچھو سوئے کہنی کر دے اسے سمجھائیں۔ زیادہ برا جھلاتے تھیں۔" عمر نے ان سے کہا۔  
"بنتا ہے جسیں اس لڑی نے پر بیان کیا ہے، کی نہیں کیا۔ اسے اندازہ ہی نہیں کہ اس کی اس بیچانہ جو روت کے کھنے برے تھے لکل کتے ہیں۔ جنید کی فکلی کیا سچے ہی مارے بارے میں..... اور خود علیور کے بارے میں۔" ہالوئے کوشش کی تھی۔

"اب سکتی یقیناً وہ ہیں جو کوئی بچہ ہوں گے۔ تم خود سچوں کیں ان کا سامنا کیے کروں گی۔"  
"اپ جنید کی فکلی کے بارے میں پر بیان نہ ہوں..... میں انہیں ابھی فون کرنے کا ہوں، میں انہیں سمجھا لوں گا۔ ان کی طرف سے آپ کو کوئی مٹھیں ہوں گا۔ وہ بہت اچھے لگاں ہیں۔" عمر نے لاکی پر بیانی کرنے کی کوشش کی۔

"جیں ابھی جو کوکولوں کا تما نہ چڑھ جائے گا پورے نہ خاندان کی طرف سے اس کا میں کیا کروں گی؟"  
"اپ صرف یہ کہدیں کہ شادی ایک ماہ آگے کر دی گئی ہے۔ اگلی ہفت کے بارے میں انہیں بعد میں تباہی جائے گا۔" عمر نے انہیں شروع دیجئے ہوئے کہا۔

"اور وہ جو پوچھن گے؟"  
"گرفتی! کوئی بھی جو تاویں۔ لوگوں کے ہاں اتنی فرمات نہیں ہوتی کہ وہ تصدیق کرنے پہریں۔" عمر نے قدر سے سمجھلا کر کہا۔

"اور جو لازم ہو مرے درمرے میں ڈون کر کے پوچھیں گے ان سے میں کیا کہوں ۔۔۔ ان سے تو میں بھوٹ نہیں بول سکتے۔"

"پسلے آپ علیور کو جا کر اس سے بات کریں۔ پھر یہ سوچیں کہ آپ کو کس سے کیا کہتا ہے؟" عمر نے کہا۔  
"میں اب جنید کو فون کر دے ہوں ۔۔۔ تاکہ اسے بھی کچھ دلے سکوں اگر اس نے یا اس کے گمراہوں نے پیر پڑھ لی ہے تو وہ بھی بہت پر بیان ہوں گے اس وقت۔"

عمر نے بات قسم کرتے ہوئے خدا حافظ کہا اور بھروسہ فون رکھ دیا۔

● ● ●

جنید گیراج سے گاڑی کا لائے کے بعد اندر آیا تھا، جب اس نے اپنے سواہیں کی بیبی تھی۔ درمری طرف مرقا جنید کو اندازہ ہو کیا تھا کہ دبھی نوں پڑھ کچا ہو گا۔ بھی ملک سلیک کے بعد جنید نے مجھ متھے ہی اس سے

"وہ اس وقت کہاں ہے؟" عمر نے پوچھا۔ "وہ سوری ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ رات کو ہم سب لوگ دریے سوئے ہیں میں اسے جا کر اس نوں کے بارے میں پوچھتی ہوں۔" انہوں نے کہا۔  
"تمہیں آپ کی طالب اسے مت بھاگتیں۔ میں چند منٹوں میں آپ کو دبدارہ فون کر کے بتا دوں گی کہ یہ نوں کس نے شائع کر دیا ہے۔"

عمر نے ان سے کہا کہا پھر فون بند کرتے ہی اس نے اپنے بیٹی اسے کا اندر بیا۔  
"خالد! ایسا ایک نوٹس شائع ہوا۔ میں تینوں چاروں بیٹیوں میں سے کسی اپنے کے اسی فہرست میں فون کرن کے باہر کوکر کر دیا۔ فون بند کرتے ہی اس نے شائع کرنے کے لئے دیا تھا۔ ان لوگوں نے یقیناً اس کے شاخی کا راستہ کا نمبر یا اس کی فون کاپی بھی لی ہو گی۔ تم ذرا سچھے ہی ہا کر دا دو۔۔۔ اور دس منٹ کے اندر اندر!" اس نے اپنے بیٹی اسے کوئی ہدایات دیں، وہ اختیار لے کر بہار لے گی۔

عمر کو کہا ہوئا کہ ہمارے کے ہال میں اپنی بھائی کو کھاہاڑا بھیج دیں سخت کے بعد بیٹی اسے دوبارہ اندر دالی ہوا۔  
"سرایہ! ایک ناقلوں نے دیا تھا۔ ان کا نام ملیخہ سکندر ہے۔"  
عمر نے اس کی بات کاٹ دی۔ "بیس ملیخہ ہے اب تم جاؤ۔" وہ اب دوبارہ فون اخبار ہاتھ اور اس پار اس کے چہرے پر پکا سے زیادہ تشویشی تھی، آپ بھر لے چکے منٹوں میں ایک پار بھر کاں ملا دی۔ نوہاں کی کاں کی تھنکریں۔

"ہاں ہمرا۔" انہوں نے اس کی آذان سے ہی کہا۔  
"کہہ چاڑا۔"  
"گرفتی! ایسا ملٹری اسٹریڈ کی طرف سے دیا گیا ہے۔"

ناٹو کو نہیں بول سکتیں۔ "ملٹری کی طرف سے؟" پنچھوں کے بعد انہوں نے بیٹھنی سے کہا۔  
"اس نے آپ سے اسی کوئی بات کی تھی؟"

"میں۔۔۔ اس نے مجھ سے ایسا کوئی نہیں کہا۔ وہ تو شادی کی تیاریوں میں صرف تھی۔"  
"جنید کے ساتھ اس کا کوئی جھولا تو نہیں ہوا؟"

"ہاں۔۔۔ دنوں کے درمیان کوئی جھولا تو نہیں ہے۔"  
وہ بھک گیا۔ "کب؟"  
"پوسن۔"

"پوسن۔۔۔ وہ اس کے ساتھ شاپنگ کے لئے ہوئی تھی۔ پھر رات کو والیں آئی تو بہت چب چب تھی۔ جنید سے مجھ پا جا کر وہ اس سے نہ اٹھا تھی۔" ناتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
"مگر کل تو وہ جھولا ختم ہو گیا تھا۔ اس نے جنید کو فون کیا تھا۔ دنوں کے درمیان بات ہوئی تھی؛" ہالوے

اگر تھی۔

"آختم نے یہ کہاں لے کر کالا ہے کہ تم بھی مجھے اور دوسروں کو پریشان کرنی رہوئی؟"  
"میں کسی کو پریشان نہیں کر رہی۔ شادی میرا ذاتی معاشر ہے، اس کے بارے میں فضلاً کرنے کا عمل حق ہے۔" اس پارٹیوں نے لکھی ترثی کے ساتھ کہا۔  
"اس کوں طرح استمال کرنا چاہیں؟"

"میں مجھے بات کرنے دیں اس سے۔" اس پارٹیوں نے ہاتھ کو روکا۔ "جسیں اندازہ ہے کہ تمہاری اس حرکت سے ہمارے اور جنید کے گھر والوں پر کس طرح کا اثر ہو گا۔" شیشے ٹھنپی کے ساتھ کہا۔  
"لوگ کس طرح کی باتیں کریں گے۔" علیوہ نے تھوڑا ٹھاکر کہا جسیں بات کرنے سے روکا۔ "اہ کہ آن گی..... ہم کسی مغل کا ہس طبیعی سے قتل نہیں رکھتے کہ میری اس حرکت سے ہم کی کو مند کھانے کے کامل نہیں رہیں گے۔" اس نے گواری کے ساتھ کہا۔

"ہماری پیلی میں اتنی بھوجی مجنوں چیزوں کو کوئی مانند نہیں کرتا۔ کیا نہیں ہو گا ہمارے طبقے میں اور آپ ایک معلوی ہات پر اس طرح مجھے لامست کرنے پہنچ چکے ہیں۔" اس نے اب پانچا سائیں پیٹھ میں روک دیا۔

"ویسے گھوی تو اتنی طلاق ہوتی رہتی ہے، اگر میر نے صرف ملکی توڑی جسے اس میں کوئی بڑی بات ہو گئی۔" علیوہ نے ایک بار پھر شیشے کی بات کاٹ دی۔ "میں آپ سے کہی کہ میری ملکی توڑی تو آپ توڑی جی؟ پاکل نہیں آپ اس وقت میں سچ کچھ کہہ رہے ہوئے۔"

"آختمیں ایک دس کیس پیچے نے مجھوں کا ہوا کہے کہ تم اتنا باداقدم اخراجی ہو۔" اس پارٹیوں نے کہا۔  
"کوئی نہ کہی جو ہو گو۔" میں احتقان ہوں ٹھنڈی کو سرف ایجاد چکر لے لیں اسی حرکت کروں۔

"وہی وجہ پوری ہوں۔"  
"تو اون آپ پورے ہیں۔" ناؤں کی بات پر ہمکا ہو گئی۔  
"میں جس چیز کی انسوں نے بے ٹھنڈی سے اسے دیکھا۔"

"ہاں کچھ ہے ہیں۔" جھنڈوں نے بھیٹھے پانچ سال کی پیچی کے علاوہ اور کچھ سمجھا ہی نہیں۔ علیوہ نے تھنڈی سے کہا۔

"تم..... علیوہ نے ان کی بات کاٹ دی۔  
"آپ نے عادت ہاتھی ہے کہ مجھ سے بہرات میں جھوٹ پولیں گی۔ ہر معاشر میں مجھے اندر میرے میں رکھیں گی۔" شاید آپ کا خیال ہے کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ حقیقت سے مجھے آگاہ کر دیا جائے۔"

"تم کسی کمی کی باختیں کر رہی ہو؟" ناؤنے اس پارٹیوں کو دیکھ رہے ہوئے کہا۔  
"میں نیک کہ رہی ہوں۔ اگر میر کا کوئی پاندہ ہے تو میر یعنی اس پارٹیوں کو دیکھ رہا ہو چکا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ کم از کم آپ لوگ مجھے اپنے طریقے سے زندگی کر ائے دیں۔ اپنی لگنیوں پر کچی کی طرح باندھ کر مجھے

شادی کرنا چاہ رہا تھا۔ درستہ شاید اس وقت عمر کی پوزیشن زیادہ خراب ہوتی گردہ جنید کے سامنے نفت ہموز کر رہا تھا۔  
کری کی پشت سے ٹپک گائے ہوئے نیچے وہ بہت دریک اس ساری صورت حال کے بارے میں سچا رہا۔  
آخر دھنید کو کس طرح اس پر پیشی سے ٹھال کیا تھا۔ جس کا شکار وہ وزیریت میر جو جس سے ہوا تھا۔

☆☆

"آپ کو تین صاحب بارہتی ہیں۔" دھنک کی واڑ پر غیرہ نے روازہ مکولا۔ ملائم کمزور تھا۔

"تم جاؤں آری ہوں۔" اس نے مزکور کا کاک پر ایک تلفریوں آج اسے اٹھنے میں واقعی بھروسہ تھی۔

پڑھہ میں بعد بدھ دلائیں میں آتی تو اس نے ناؤ اور کوئی دوہاں میں بیٹھے دیکھا، وہ دھنکر از ری تھیں۔ ایک گھر کے لیے ملڑ، کی ان سے ظریں میں پھر وہ دھنک نکل کی طرف بڑھ گئی جہاں ناٹھ کا ہوا تھا۔ میں اخبار اخواز کرنی کی طرف آگئی۔

"یہ کیا حرکت ہے علیوہ؟"

"کون ہی حرکت؟" اس نے ڈھل پر جنم لگاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت تک ان دونوں کی دہان موجود ہی اور اس کے چھوڑن پر غیرہ نے اپنی تکویں کی وجہ جان چکی تھی۔

"یہ ڈھل... جو تم نے شائع کر دیا ہے۔" شیشے اخبار اس کے سامنے نکل پر رکھتے ہوئے خود بھی ایک کری تھی کر دیکھ گئی۔ علیوہ نے ناؤں پرستے کے سامنے اخبار کو اٹھا کے ایک طرف کر دیا اور سلائی پر جنم لگانا جاری رکھا۔

"میں شادی کشش کر دی ہے تم نے؟" شیشے اس پارٹیوں سے بیٹھ آؤں کیا۔

"اور تمہاری اتنی حرکت کی کہوئی کرم میرا، اس استمال کے اس طرح کے ناؤں دو۔ اپنے نام سے دیتیں یہ ناؤں....." اس پارٹیوں کی سچے کامیابی کا نیک نکل کے پاس آگئیں۔

علیوہ پر ان کے حصے کا کمی اٹھیں ہوا۔ "میں اپنے نام سے یہ ناؤں دے سکتی تھی مگر اس پر آپ کو یہ اغتراف ہوتا کہ میں اتنی دیکھ دیکھو گئی ہوں کہ اپنے نام سے اپنے ناؤں دیکھ دیکھ رہی ہوں۔" اس نے ہمیشہ اس سلام کھانے لگائے ہے کہا۔

"آختم نے اس طرح کی حرکت کیوں کی ہے؟" شیشے اس پارٹیوں بے چارگی سے کہا۔  
"صرف اس لیے کوکہ میں اس فنک سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"یہ سب تھیں اب یاد کیے جب شادی میں 'ذخیرہ' کے لیے ہیں۔ پہلے ہماں چائے تھا جیسیں کہ جس اس فنک سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔" ناؤنے کری کی پیٹھیتے ہوئے کہا۔ "اور یہ شادی تم سے پوچھ کر ملے کی گئی تھی۔ تمہارے سر پر خپڑا لٹکنی کیا تھا جنید کو۔ رشد طے ہونے سے پہلے لٹکنی کی تھی، تو چب ملٹھن کوئی تھا۔ یہ رشد طے کیا کیا بلکہ میں نام سے اس وقت میں کہا تھا کہ جنید کوئی اور پسند ہے تو مجھے تھا دو۔ ہم تمہاری شادی وہاں سے کر دیں گے۔ اس وقت جھیں جھیں قادرا باب تم کہ رہی ہو کہ تم کسے شادی نہیں کرنا چاہتیں؟" ناؤنے کے بغیر بولی رہیں۔

آدمی سے شادی کیوں کروں جو مجھ سے کسی دوسرے کے کہنے پر شادی کر رہا ہے۔ آپ کو یہ ہا ہے کہ وہ مجھ سے مرف مر کے کہنے پر شادی کر رہا ہے۔ ”کوئی کسی کے کہنے پر کسی سے شادی نہیں کرتا۔“ اس بارٹیزیدے نے ایک لئی خاموشی کے بعد اظہلت کی۔ ”اس نے مجھے خوبی بتایا ہے کہ وہ مجھ سے مر کے کہنے پر شادی کر رہا ہے اور مر کے کہنے پر وہ مجھ سے ہی نہیں کسی سے بھگی۔“

”اس نے دیسے ہی کہہ دیا ہوا گا۔ جنیو جسما لا کوا اس طرح کسی کے کہنے پر کہنی بھی شادی کرنے والوں میں سے نہیں۔“ ”جیسیں تو اب تک اس کی بچر کا پال جانا چاہیے۔“

”مجھے بڑی کاچھ بچا ہے۔ میں نے اسی لئے فیصلہ کیا ہے۔ مجھے عمر کے کسی دوست سے شادی نہیں کرنی۔“ ”مگر اس میں عراکہ صورت ہے۔ جنید کا تو کوئی تصور نہیں ہے۔“

”کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ بھی براہم کا صورت دیتا ہے، اس نے بھی مجھ سے جبوت بولا تھا۔“ ”اور وہ کس کے گھر والے۔ جنہوں نے کیا کیا ہے؟“

”مجھے اس کے گھر والوں کی پرواہ نہیں ہے۔“ ”بلیوہ نے دھڑتے سے کہا۔“ ”شرم آتی ہے جیسیں۔ تم اس کے گھر اتنا آتی جاتی رہی اور اب تم کہہ دی ہو کہ جیسیں ان کی پرواہ نہیں ہے۔“ ”اونٹے اسے جھڑکا۔“

”تم اور کسی کا نہیں تو بیراہی احساس کرو۔“ میں اپنے شہر کو یاد مان دکھا دیں تھی۔ وہ ایک بخشنہ تک بیساں آرہے ہیں۔ ”اور تم۔“

بلیوہ نے ٹھیٹنی کی بات کاٹ دی۔ ”مگر! آپ کے شہر آپ کا مسئلہ ہیں۔“ ”مجھے پر وہ نہیں ہے کہ وہ آپ کے پار بھے کارے میں کیا سچی ہے۔ جہاں بھک اپنے پاٹاں آتے کا مغلیق ہے۔ آپ انہیں فون پر آنے سے من کر دیں۔ انہیں کوئی کہاں کی شادی نہیں کر سکتا۔“ ”بلیوہ نے دوڑ کا انداز میں کہا۔“ ”اور وجہ۔ وہ کیا تھا اس میں انہیں؟“ ”میں نے ملتے ہوئے کہا۔“ ”بوجرمی تھا دیں۔“

”بلیوہ۔ بلیوہ۔ آخڑ کیا ہو گیا ہے جیسیں۔“ ”اتھی مندی تو کہی بھی نہیں تھیں۔“ ”اس بارہ نہ نے بے چارگی سے کہا۔“ ”ہاں میں نہیں تھی۔“ ”گرائب ہو گئی ہوں۔“ ”اس نے سر جھکتے ہوئے کہا۔“ ”ابھی تمہارے انکو کے فون آئے لگیں گے۔ میں کس کو کیا کہوں گی۔۔۔ یا زکا جیسیں ہا ہے وہ۔“ ”اونٹے کو کہنے کی کوشش کی۔“

”چھا نے کی کوشش مت کریں۔“ ”بلیوہ اتم آتی رکھ کہا کیا ہوتی ہو؟“ ”میں کہنا پا ہتی ہوں کہ آپ نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی کہ جیند عرفا دوست ہے۔“ ”ناورم بخوردہ لگیں۔“ ”اور عرفا نے آپ سے بیری اور اس کی شادی کروانے کے لیے کہا ہے۔ جب آپ جانی تھیں کہ میں عرف کو کس حد تک پانڈ کر دیں تو پھر آپ سے مجھے ہمیند کے محالے میں دھوکے میں کیوں رکھا۔“ ”اس کی بارہی میں اب اضافہ تھا جارہا تھا۔“ ”میں اس آدمی کی خلیل تک دیکھا نہیں چاہتی اور آپ نے مجھے اس کے بیٹ فریڈ کے پلے باندھ دیتی۔ اور وہ بھی مجھ سے پاچھے اخیر۔“ ”ورکے بغیر کتنی تھی۔“ ”آپ بھی مشی خاکہ کر دیں جبکہ اور اس کی جملی کو اتنا بے تلفک رکھ گیا ہے۔ حالانکہ یہ کافی تکلیف تو کی سالوں کی تھی۔“ ”بلیوہ اجھیں یہ سب کو کہنے نہ تھا ہے؟ یقیناً کسی کی کوشش کی ہے۔“ ”ناونے کو در بردعا شاک سے مٹھلے ہوئے کہتے کی کوشش کی۔“ ”مجھے سب کو خود جیندے نہ تھا ہے۔“ ”اس نے مجھے کراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب بھی اس کے پارے میں کہنا چاہیں تو کہہ دیں۔“ ”وہ کہا ہے مجھے یہ بیٹھ کی رہنٹی ہوئی ہوئی۔“ ” عمرے ٹھیٹے جسے جیندی سے تمہاری شادی کے لیے مجھوں نیکی تھا۔“ ”ناونے مالاخانہ انداز میں کہنا شروع کیا انہیں امناء رخا کر بلیوہ اب ان کی بڑی بات کو شکری نظر سے دیکھی۔ ”اس نے صرف مجھے سے یہ کہا تھا کہ میں جیسیں جیندی سے خواہیں۔“ ”اگر تو گوں کے دریاں کچکا اڑار میں جگہ بھوئی تو چہر اس رشکو کے کارا جا ہے کہ جو کہ میں جیسیں کیا۔“ ”ہالو بیت رہیں۔“ ”جنید رہا کا کام۔“ ”صرف وہ خود بلکہ اس کی جیلی تھی۔“ ”میں واقع اس بہت سالوں سے جاتی تھی اس لئے میں ہم کو انہیں کر سکی۔“ ”تم پر یہ بات خارج نہیں کی تھی کہ شادی کے سلسلہ میں تم پر کوئی باخوبی ڈالا گیا۔“ ”تم سے یہ نہیں کہا گیا کہ تم صرف جیندی سے ہی شادی کرو۔“ ”اوکسی کے ساتھ نہیں کر سکتے۔“ ”میں نے انتساب کا حق جیسیں دیا تھا اور تم نے خود جیندی کے حق میں فضل کیا تھا۔“ ”گریب یہ نہیں جاتی تھی کہ مرد کا انتساب ہے۔“ ”بلیوہ نے کہا۔“ ”اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟“ ”فرق پڑتا ہے۔ آپ کو نہیں پڑتا۔“ ”کر مجھے فرق پڑتا ہے اور آپ نے اس ایک سال کے عرصے میں ایک بار بھی مجھے یہ تھا کی کوشش نہیں کر۔“ ”ناونے کی بات کاٹ دی۔“ ”جیسیں تھا نے کیا ہوتا۔“ ”اس وقت بھی بیٹی کر تھی جو تم اب کر رہی ہو۔“ ”ہاں میں اس وقت بھی بیٹی جیسی کہتی ہوں۔“ ”بلیوہ نے فسے سے کہا۔“ ”آخر میں ایک ایسے

”عمر کی بات سننے کی یہ“ تمہین نے بے پیشی سے کہا۔ ”عمر کی وجہ سے یہ تو اس نے یہ سب کیا ہے۔ آپ کے سامنے کہا ہے اس نے کہ وہ عمر کی خلصہ تک دیکھنے پر تباہیں ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ عمر کو بلا کیں کی دو بات کرے گا اس سے۔“

”بس وہی بات کر سکتا ہے۔ وہی سمجھ سکتا ہے اسے۔“ تاؤ نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ”مگر عمر کو اتنا پاہنچ دیکھنے کا مررے اس کی بیوی ویسی تھی۔ پھر خداوند کی؟“

”کیا؟“ تمہین نے خوش کر دیکھا۔ ”علیرہ عمر سے اس کی شادی کرنا چاہی تھی۔“  
”کیا؟“ تمہین بہکتا رہ گئی۔ ”آپ تو ابھی کہہ رہی تھیں کہ اسے کوئی پسند نہیں تھا۔“  
”عمر کے علاوہ اور کوئی پسند نہیں تھا۔“ تاؤ نے فون کا ریسے اخراجے ہوئے تمہین کے جھلکی ٹھیک کی۔ تمہین بہت سے انحراف کرنے کے پاس آگئی۔

”تو میں ابھر آپ نے عمر سے اس کی شادی کیوں کروائے کی کوشش نہیں کی؟“  
”میں نے بہت کوشش کی تھی۔ میں نے عمر سے بات کی تھی۔ اس نے انکار کر دیا۔“  
”کیوں؟“ تمہین بہت اخیر تک اپنے۔

”وہ اپنے بہترین روست سے اس کی شادی کر دیکھا۔ آپ ہی تو کہتی  
رہیں۔ وہ علیرہ کا بہت خالی رکھتا ہے۔“  
”تاؤ کی آنکھوں میں غمی جھلکتی۔“ صرف خیال تینیں رکھتا۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ ”انہوں نے دم  
آزاد میں کہا۔

”بھر۔ میں بھر انکار کیوں کیا اس نے۔“  
”اس نے کہا کہ میں فلی میں ہوں۔ میں اچھا دوست ہیں۔ سکا ہوں، مگر اچھا شوہر یا اچھا باپ نہیں بنتا۔“  
”میں آتا۔ میں تمہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اس کی زندگی خراب ہو۔ میرے مجھے پسراست کے آدمی کے ساتھ مدد  
نہیں رکھے گی۔“ دھرم انسان کی رکایکی تک زندگی کی اڑارکتی تک پر ٹکٹ کی ملکی باتیں اور میں علیرہ یا عمر  
چیز کوئی اور پہنچنے پہنچتا۔ وہ زندگی میں بہت کچھ deserve کرتی ہے۔ اچھا شوہر محبت کرنے والا خاندان،  
پچھے سکون۔ بہت کچھ۔ اور یہ سب کچھ مہینہ اس کو دے سکتا ہے میں میں۔ کیک میری طرح بہی کی  
غمیختی کے پلاس کے سلی کر دیں گے۔ میرے سامنے کچھ سال گزارنے کے بعد وہ اسی تجھی کا خلاصہ جائے گی جس  
کہا جا کر کتی ہے کل نہیں کرے گی۔ میرے سامنے کچھ سال گزارنے کے بعد وہ اسی تجھی کا خلاصہ جائے گی جس  
چنانی کا خداوار، آپ کے گھر میں ہے۔ میں جس فلڈ میں ہوں اس میں اسے وقت تک نہیں دے سکوں  
گو۔ اور پھر میری جاپ میں بھجتے ہوئے اپنے کام کرنے آتے ہیں جو اسے مانند ہیں۔ میں نہیں چاہتا دلت  
گزرنے کے ساتھ وہ اور میں اپنے اس رشتے یا اخشنق پر بھٹکائیں۔ میں نے اسے بہت کھنکا تھا میں نے اسے

”میں یا از افکل بال کی بھی دوسرے افکل کی کوئی پرداختیں ہیں۔ یہ میری زندگی ہے، جو ہاوس اس کے  
ساتھ کر دیں۔“ وہ ڈانچگ مخل سے الحکم رہی ہوئی۔  
”تمہین نے اسے دو کے کی کوشش کی۔“ تم ایک بارا پیٹھ پر گھر سوچو۔ تم بہت بڑی طلبی کر رہی ہوئی۔  
”میں بھر بھی یہ طلبی کرتا ہاتھی ہوں۔“ وہ دو لوگ انداز میں بکھرے ہوئے ڈانچگ مخل  
چھوڑ کر جلی گئی۔

”میں آپ نے اس کی کمی تربیت کی ہے۔“ تمہین نے اس کی اکٹھتی ای پانی میں سے کہا۔  
”تم میری پریاٹی میں اپنے الامات سے اشاعت میں کرو۔ اس کی تربیت صرف ہماری افسوس نہیں تھا۔ اسے  
سالوں میں جیہیں بھی۔ بھی اس کی تجویزی بہت خر لے لئی چاہی تھی۔ اس کے باپ کی طرح تم بھی ہماری مدداری پر  
چھوڑ کر بیٹھ گئیں۔“ تاؤ نے کہا۔

”میں آپ کا خالی ہوئے کہ میں نے اس کا خالی نہیں رکھا۔ اسی باقاعدگی سے میں فون پر اس سے رابطہ  
میں رہی۔ کیک پار میں نے چیخوں میں اپنے پاس رکھا۔ ہر ماہ میں باقاعدگی سے اس کے لیے پیچے بھواری رہی  
اور آپ کہہ رہیں کہ میں نے دوسرے داری آپ پر پھوپھو دی۔“

”یہ سارے کام تو نکاری کرتا ہے۔ پھر تو میں اپنی ایجادا پر ہوا تھی ابھی تو میں تھا۔“  
”میں پڑیا مجھ پر خفرت کر دیں۔“ تمہین نے سکندر کے نام پر نہیں نوکا۔  
”تو تمہرے مجھ پر کیوں سورہ الام اظہاری ہو؟“

”میں کسی کو الام نہیں دے رہی۔ میں صرف اس کا راویہ دیکھ کر پریشان ہو گئی ہوں۔ مجھے اندازہ نہیں تھا  
کہ وہ اس طرح ضدی ہو گئی ہے۔ پہلے تو۔“

”مجھے خود بھی نہیں پاک کہ وہ پچھلے پانچ سالوں میں کیوں اس طرح کی ہو گئی ہے۔ یہ مداری میں پہلے  
بھی تھی۔“ نہیں تھی خود تھی جیگر۔ جب سے مذاق کا انتقال ہوا یہ افکل بدل گئی۔ مذاق تھے تو پھر بھی اور  
بات تھی۔ نہیں کو بندل کرنا آتا تھا۔ ان کے بعد تو مجھے بہت دلت ہوئے تھی۔ یہ اپنے خاندان پر اس قدر  
حتنیہ کرتی ہے۔ شایدی اخیر میں کام کرنے کی وجہ سے بھی ہوا ہے۔ پاہنچ کون کون ہی کو اس سے ہے جو اس کی پہنچی  
راتی ہے۔“ تاؤ نے رپڑتے ہوئے کہا۔

”اواب جو یہ پانچھوڑا ہے۔“  
”میں مجھے بتائیں کہ یہ بات نہیں مانے گی تو کیا ہوگا۔“ کسی بدناہی ہو گی ساری میلی میں میری۔“  
تمہین اب رہنما نہ ہے۔

”میں عمر سے بات کر لیں۔“ وہ بیان آتے۔ ”تاؤ اپنی کردی سے اخشنق گئیں۔“  
”وہ کس لیے آتے؟“ تمہین جواب ہوئی۔  
”وہ آکر اس سے بات کرے۔ سمجھے اسے۔“

"میں اس معاہلے کی بات نہیں کر رہی۔"  
 "تو پھر؟" ہنا ایک بار پھر فون کرتے کرتے کہا۔  
 "کیا آپ عمر سے ایک بار پھر علیہ کی شادی کی بات نہیں کر سکتیں؟"  
 "تم کیا کہر رہی ہوئیں؟"

"میں آپ ایک بار پھر سے بات کریں۔ اسے بیجا بلاشیں۔ اس بار میں بھی اس سے بات کروں گی، ہو سکتا ہے مان جائے۔ اگر علیہ اس سے محبت کرتی ہے تو کیا یہ بہتر ہے کہ ہم اس کی شادی اسی کے ساتھ کریں۔"

"ٹھیکنے علیہ اس سے محبت کرتی تھی۔ اب بھیں کرتی۔ اب وہ جدید سے محبت کرتی ہے۔"  
 "ٹھیکنے وہ جدید سے محبت نہیں کرتی۔ اگر اسے جدید سے محبت ہوئی تو مجھ کی اس طرح شادی کرنے کا فیصلہ نہ کرتی۔ وہ فیصلہ کرنے نہ کرتی۔ اسے اب بھی عمر سے محبت ہے اور اس کی اچھی طرح جانتے ہیں، پھر کیوں اس کی زندگی کے ساتھ مکمل رہے ہیں۔" ٹھیکنے کہا۔  
 "اور جدید۔ اس کا کیا ہوگا۔ اگر ایسا ٹھیکنے ہوگی جاے تو اس کا کیا ہوگا تم اس کی تکلیف کا امامزادہ کر سکتی ہو۔"

"میں اجھے اس کی تکلیف کی کوئی پڑا اور کوئی پوچھنی نہیں ہے۔ مجھے صرف اپنی بیٹی کی پڑا ہے۔ مجھے جدید سے ہمدردی ہے گری۔ اگر علیہ اس کے ساتھ خوش نہیں ہو رہی تو بہر ہے وہ اس کے ساتھ نہ ہے۔" ٹھیکنے قدرے خود پر خوشی اور شاید صاف گوئی سے کہا۔

"وہ دونوں ایک ساتھ بہت خوش رہیں گے ٹھیک۔"  
 "ٹھیک، وہ دونوں ایک ساتھ خوش نہیں ہیں گے۔ آپ عمر سے بات نہیں کریں گی تو میں خود سے بات کروں گی۔ اور اگر علیہ بیان پور خدا مند نہیں ہوا تو ہمیں جو اگر سے بات کروں گی یا ہمیں ایسا بھائی سے بات کروں گی۔" ٹھیکنے دو توک انداز میں کہا۔  
 علیہ کاٹیں وقت اپنے کر سے کرے میں وہیں آئی اس نے موبائل کو بینچے سا۔ پیش کے پاس آ کر اس نے موبائل کو اخرا کراس پر آئے والا نمبر رکھا۔ وہ عمر جاگیر کی نمبر تھا۔ اس نے اپنی ادائیے ہوئی بینچے لیے۔ پکھدی رکھ کر ہاتھ میں پکھرے موبائل کو رکھتی رہی جو اس نے اسے آن کر دیا۔

"یہ علیہ کیسی ہوئی؟" دوسری طرف عمر کی آواز شادی دی تھی۔  
 "بہت اچھی ہوں۔" علیہ نے بڑی لاپور دی اسے کہا۔ اسے خلاف معمول عمر کی آواز اُن کو فصل نہیں آیا تھا بلکہ یہ سچ کر کیک میگ براٹھیان میڈیس ہوا تھا کہ اس پر دوپڑاں ہو گا۔  
 "تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟" وہ کچھ دیکھی خاصیت کے بعد بولا۔  
 "بس ایسے اسی۔ دل چاہ رہا تھا کہ ایڈو گر کے لیے۔ جیسی تو اچھی طرح ہتا ہے کہ میں کتنی پچھر رہوں۔"

کہ تھا جہاں محبت ہو گا کپڑا نہ ہو جانا ہے۔ اس نے کہا کہ میں صرف محبت چاہتا ہوں کہر دیا تو نہیں۔ میں نے ہر رشتے میں کپڑا نہ ہو جانا ہے اور علیہ کے رشتے میں کپڑا نہ ہو جائیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس سے شادی در گا تو میں اسے پہنچو گا۔

میں کسی دوسری محبت کے ساتھ اکر کپڑا نہ ہو جائیں کی زندگی کا ازار دیں گا تو مجھے وہ تکلیف نہیں ہوگی، جو مجھے علیہ کے ساتھ اکی ایسی زندگی کا ازار کو ہو گا۔ کسی دوسری محبت کی تکلیف دیکھ کر مجھے کوئی احساس جنم نہیں ہو گا۔ مگر علیہ میری وجہ سے اگر اس کی تکلیف پہنچی تو اسی خود کو عفاف نہیں کر سکوں گا۔ پچھلے تارے کے ساتھ جیسا ہمچھے آؤی کے لیے بہت مشکل ہے گری۔ "اس نے مجھ سے کہا تھا۔ میں اسے اور کیا سمجھائی کیتی۔ پھر میں نے علیہ سے وہی کہا جو دو کہلانا چاہتا تھا۔ میں اسے کہہ دیا کہ عمر اس سے محبت نہیں کرتا اس کے نزدیک وہ صرف ایک کزان ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

نا افرادگی کے عالم میں کہہ دیتی تھی۔  
 "ٹھیک، وہ اس کی باتوں سے شاک لاتا تھا۔ شاید اسے لاشوری طور پر یہ لیقین تھا کہ عمر بھی اس سے محبت کرتا تھا۔ میں پھر ان دونوں کے درمیان پہلے بھی کوئی بات نہیں رہی۔ پکھو دفاتر بھی ایسے ہی ہوئے کہ عمر سے اس کی ہماری پوچھتی تھی۔"

"نہہر آپ کبھی بھی جدید کے ساتھ اس کی شادی کی کوشش نہیں کرنی چاہیے تھی۔ کبھی بھی نہیں۔ علیہ کو جب بھی یہ پاٹا کر جدید کا دوست ہے وہ تو اسی طرح مستحلف ہوتی۔ میں آخڑ آپ نے اس کی پلٹکو کو کچھ کی کوشش کیوں نہیں کی۔" ٹھیکنے اچھی ایجاد میں کہا۔

"مجھے اس کے لیے جدید سے موزوں کوی اور اسی ہی نہیں۔ خود علیہ کو بھی وہ بہت اچھا لگتا تھا اور پھر ایک سال میں ان دونوں کے درمیان چند ایک اختلافات کے باوجود بہت زیادہ اٹھ ریٹننگ ڈیٹلک پوچھتی۔ علیہ اس کے گمراہی تھے اسی کا اثر ہوتا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی طور پر یہ حسٹت ہو جاتی تھی۔ وہ صرف یہ کہ میں نے گھوسی کیا ہے کہ وہ ان کے ساتھ بہت خوش رہتی ہے۔ میں نے اس کی خوشی اور سکن کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے۔ وہ لوگ ہم سے بہت اچھے اور بہر ہیں۔ ان کا احوال بہت اچھا ہے۔ علیہ کو کوسرت دیتی ایسے لوگوں کی کیسی اور شادی کرنے کی کوشش کرنی تو میرے پاس کیا آپشن ہوتے۔ برلاکا جنید بھی نہیں اور ماڈلوں کا مالک نہیں ہوتا۔ مجھے لیقین تھا کہ وہ مختاکر ہے، علیہ اس کے ساتھ بہت خوش رہے گی۔ صرف اس لیے میں نے جدید کو درسے لوگوں پر ترجیح دی۔"

ٹھیکنے اسے بار بار کچھ کہا، وہ بھی ہوئی صوفی کی طرف بڑھ گئی۔ ناؤغم کو کمال کرنے لگیں۔  
 "میں! ٹھیکنے کھم کامیابی کیا ہے۔ تو ناؤغم کو کمال کرنے لگیں۔"  
 "کیا آپ ایک بار پھر سے بات نہیں کر سکتیں؟" ٹھیکنے کچھ کیسے لے چکے میں اسے کہا۔  
 "میں اسے بات کرنے کے لیے اسے فون کر دیوں۔" ناؤغم کے ایک بار ہمہرہ را اکل کرنے لگیں۔

کو کال کریں گی۔”  
 ”مگر انہوں نے اس طرح اچاک شادی ملتی کیوں کی ہے؟“ عمر کے بالائے پر چھا۔  
 ”یہ تو میں نہیں جانتا۔“  
 ”تم نے عمر سے نہیں پوچھا کہ شادی کیوں ملتی کی گئی ہے؟“  
 ”عمر کو نہیں سن لیتے۔“  
 ”کیوں؟“ تم کہہ رہے ہو اس نے مز محاڑ سے ابھی کچھ دیر پہلے بات کی ہے۔ ”جنین چند ہوں کے لیے کچھ نہیں بول سکا۔ پھر اس نے کچھ بکھارتے ہوئے کہا۔  
 ”اہ... میں... اس نے پوچھا تو وہ کچھ گرفتاری کرنی شروع کی۔“  
 ابراہیم صاحب کچھ دیر فاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔ ”کب فون کریں گی مز محاڑ؟“  
 ”وہ کہہ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد۔“ جنید نے موضیع بدالے جانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔  
 ”عمر بھاں لاہور میں ہے؟“  
 ”جیسیں بیانہ دے بھاں نہیں ہے۔“  
 ”تو پھر صرف فون پر وہ مز محاڑ سے کیا بات کر سکتا ہے۔ یہ بہتر ہتا کہ اگر ہم خود بھاں جا کر ان سے ہات کر لیتے۔“  
 ”ہااا! عمر نے سٹھن کیا ہے تو ضرور کوئی بات ہو گی۔ بہتر ہے ہم ابھی نہ جائیں۔“ ہو سکتا ہے انہیں اپنی کوئی پاراہنچھ آگئی ہوں۔  
 ”ہم لوگ اس پر اعلیٰ کے بارے میں یہ تو جانا چاہیے ہیں۔“ ہو سکتا ہے ہم اس طبقے میں ان کی مدد کر سکتے۔  
 ”پھر مجھی بیانہ کریں ابھی کچھ دیر میں فون تو کریں گی یہ۔ آپ ان سے فون پر بات کر سکتے ہیں۔“ وہاں جاؤ اتنا ضروری تو نہیں ہے۔ ”جنید نے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی۔  
 ”اگر وہ کافی کوئی کوئی دالی ہے تو بہتر ہے کہ کم گیری سی وہ کرانگی کیا۔“ اس باراہی نے، مداخلت کی۔ ”اگر بات بھاں ہو جاتی ہے تو زیادہ بہتر ہے۔“  
 انہوں نے ابھی میں کچھ کہنے کے بھائے جید کی طرف دیکھا۔ ”میں جیوان ہوں جید کے اس طرح اچاک انہوں نے نہیں کیوں شائع کر دیا ہے۔“ اگر تو اپنی کوئی سیریس مٹکنیں ہے تو تم اک ازم بھیجے ان کی حرکت ابھی نہیں گئی۔ ہم سے پوچھئے بغیر یا انہیں جانے بغیر انہیں اس طرح کا تو نہیں کیا۔ معاذ جید جیسے خاندان سے میں اس طرح کی پیچوں کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ مجھے بہت مایوسی ہوئی۔  
 ”جنید نے ان کی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ وہ صرف خاموشی سے لہنس دیکھ رہا۔ وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ اس نہیں سے انہیں کس طرح کی پریشانی ہوگی۔“

”بلیہ! میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔“  
 ”مگر میں تو رہی ہوں۔“  
 ”جسیں اپنے اس پھیلے کی عینی کا احساس ہے؟“ عمر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔  
 ”بہت بھی طرح۔“ اس کے بعد کچھ اطمینان مرکوز طرب کر رہا تھا۔  
 ”عمر جا تھا اسیں جسمہ کی پہلی بھی نہیں کروں گی۔“  
 عمر پکھے بول نہیں سکا۔  
 ”جنین میں بھوپاتیے احصار کرنے کا حقیقی کیوں ہے؟“  
 ”علمیہ! میں نے تقریباً کوئی احسان نہیں کیا۔“  
 ”نہایا خیال ہے کہ اگر تمداہ بیس فریط گھوٹے شادی نہیں کرے گا تو دنیا میں کوئی بھی نہیں کرے گا۔“  
 ”وہ صرف میرا جیسے فریڈنڈن ہے، وہ ایک بہترین انسان ہی ہے۔“ عمر نے سخیگی سے کہا۔  
 ”بہتر انہاں نہیں کہو۔“ جسیکا اور دوست تھا رہی اس طرح جھوٹا اور فراہد ہوتا ہے اور ہوتا ہمی چاہیے۔ ”ملکوئے نے اس بارقدر سے کیا کہا۔“  
 ”تم مجھے یہ تسلیک کیوں کہو تھا رہی اس کب فتح ہوا تاکہ میں تم سے اس وقت بات کر سکوں۔“ عمر نے اس کی بات کے جواب میں بڑھے ٹھلے کہا۔  
 ”مجھے اب کوئی سوش نہیں ہے۔ میرا فتح ہو چکا ہے۔ میں اس وقت بہت پر سکون ہوں۔“ جسیں اندازہ نہیں ہو رہا۔“  
 ”جنید کے ساتھ اس طرح کرے جیسیں بہت خوش ہو رہی ہے؟“  
 ”تھا رہ دوست کے ساتھ ایسا کہے مجھے بہت خوش ہو رہی ہے۔“  
 ”علمیہ! دادا! صرف میرا دوست نہیں ہے جسیکا بھی کوئی تعلق ہے اس سے۔“  
 ”تھلیں تھلیں۔ اب نہیں ہے۔“ اس نے تقاضت کے کہا۔  
 ”اور جیسیں نے تم سے ملی ہے۔ مجھی بھائی ہوئے ہر شے، تھلیں کو فتح کر دیتا۔“ وہ فون بند کر چکی تھی۔  
 ③ ④ ⑤  
 ”ای! ابھی آپ لوگ اعلیٰ کوئی کھڑک نہیں۔“  
 عمر سے فون پر بات کرنے کے بعد جنید نے اندر آ کر اپنی امی سے کہا۔  
 ”کیوں؟“ انہوں نے چونکے کہا۔  
 ”عمرتے ابھی بھی فون کیا کے۔“  
 ”بہر؟“  
 ”وہ چاہتا ہے کہ آپ لوگ ابھی وہاں نہ جائیں اس نے گرفتی سے بات کی ہے۔ وہ ابھی کچھ دیر جک آپ

"میں نے ایسا کچھ تین کہا۔" علیہ نے ایک گہری سانس لی۔  
"میں نے ابھی کسے بات کی تجھے پاٹا۔"  
"کس بارے میں؟"

"انہوں نے مجھے تباہی پے کرم عمر سے شادی کرنا چاہتی تھیں مگر عمر اس شادی پر رضا مند تھیں ہوا۔" علیہ  
سونتی۔ اسے تو قصہ تینیں تھیں کہ نواس طرح اس بات کے بارے میں غمینہ کو گاہ کر دیں گے۔  
"وہ بیری زندگی کی بس سے بڑی حادثت تھی۔" وہ خود کا کی کے اندر میں بوی۔  
"کیوں؟"  
"اگر مجھے اتنا لوں کی زندگی پر کھوئی تو میں کم از کم عمر جیسے انسان کے ساتھ شادی کی کمی خواہ کرتی۔"  
"میں ایسا کچھ تجھے علیہ..... میں جانتی ہوں تم عمر سے محنت کرنی ہو۔" ٹھیڈنے سربراہت ہوئے کہا  
انکی دلچسپیاں اور پندرہ گیاں کمی تھیں بدلتیں۔

"میں اس سے محنت کرنی تھی۔" اس نے "تھی" پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "وہ غصہ اس قابل ہی تھیں ہے کہ  
اس سے محنت کی جائے..... وہ دنیا کے بیرون سے غور سے دکھتا۔"

ٹھیڈنے خاموش ہو کر اسے غور سے دکھاتا۔  
"مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ عمر سے تمہاری شادی کے بارے میں بات کروں۔" ٹھیڈنے ملکم انداز میں  
کہا۔ علیہ کو ان کی بات پر کرفت لگا۔ اس کے ہاتھ سے بیکھر ہیں چھوت گیا۔  
"اک پر مجھے دہارے بے حرمت کرنا چاہتی ہیں۔ بمرے لیے ایک دھماں تسلیل اور تکنیف سے گزرا کافی  
ہے..... بار بار تھیں۔"

"علیہ و تم....." ٹھیڈنے کو کہنے کی کوشش کی طبلیہ نے ان کی بات کاٹ دی۔  
"میں اس غصہ سے اتنی نفرت کرتی ہوں کہ آپ اس کا تصریح بھی نہیں کر سکتی۔" میں نے صرف اس

کی وجہ سے ٹھیڈنے کو چھوڑ دیا ہے۔ اور آپ چاہتی ہیں کہ میں خود اس سے شادی کروں۔ سمجھ کر میں۔"  
"لہوں؟" تم اسے اتنا پاندھ کیوں کرتی ہو۔ اگر وہ پہلے تمہارے لیے اپنی حق تا اب برا کیے ہو  
گیا۔ اگر پہلے تم می کو اس سے اپنے پر پونزل کے لیے بات کرنے پر بھوکر کمی تھیں تو اب کہا گیا ہے کہ میں اس  
سے اس معاشرے پر دوبارہ بات نہیں کر سکتی۔" ٹھیڈنے سے بار بار کہہ داڑاں میں کہا۔

"میں آپ کو تھا عجیب ہوں..... اب سب کچھ تسلیل ہو چکا ہے۔ میں تھلا کسی صورت عمر سے شادی کرنا  
نہیں چاہتی۔..... مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

"چھیں عکری ضرورت نہیں ہے۔ چھیں جہیں کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ہر چھیں آخ ضرورت کس کی  
ہے؟" اس پارٹیشنے کوچھ سے کہا۔  
"مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہر چیز کے بغیر ہی بہت خوش ہوں۔"

"وہ لوگ اتنے غیر مددادر ہیں ہیں جی..... یقیناً کوئی ایسا ستر ہو گا جس کے بارے میں وہ میں تھیں تھا کہ  
درستہ وہ اس طرح کمی کر کرے۔" ہم تو پھر لڑکے والے ہیں۔ وہ تو لاکی والے ہیں، انہیں یقیناً ہم سے زیادہ ان  
پاٹوں کا خیال ہوگا۔ چیندی اسی نے اندھام صاحب کی بات کے جواب میں کہا۔

"یقیناً بھی تھوڑی دری میں ہیں مل جائے گا۔" وہ کہتے ہوئے چیندی کی طرف تھدید ہوئے۔  
"تم چاہو تو اسیں پہلے جاؤ۔"  
"نہیں۔ آپس پاٹ کی کیا گا، وہاں بھی پیشان رہے گا۔" سرخواز کا فون آتا ہے اور سارا مخالف سمجھ  
جائے تو پھر چاہا جائے گا۔ چیندی اسی نے مداخلت کی۔

"میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں اگر ان کا فون آئے تو آپ مجھے بتا دینجئے گا۔" چیندی نے دلہی مڑتے  
ہوئے کہا۔

"چیندیا" وہ روازہ کوکول رہا تھا جب اہم اتفاق اسے پکارا۔  
وہ دوپہر مرا" تھی بابا؟"

"کیا واچیم قصہ تھیں جانتے کہ یہ نہیں ان لوگوں نے کیس چھپا لیا؟" اہم اتفاق بہت زیادہ سمجھیہ نظر آ رہے تھے۔  
"بیبا! میں واقعی تھیں جانتا کہ یہ نہیں انہوں نے کیس چھپا لیا۔" اہم اتفاق بہت زیادہ سمجھیہ نظر آ رہے تھے۔  
کوئی طرح روایتی سے جھوٹ بولنے پر بے تحاش شرمندی ہو رہی تھی مگر وہ وقت اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔  
"ٹھیک ہے جاؤ۔" اہم اتفاق صاحب کے ایک گردی سانس لیتے ہوئے کہا۔  
چیندی نے کمرے سے باہر کیں کر سکن کا سائیں لیا اب وہ دعا رہا بتا کر اس کا جمعت اغاثہ ہو۔



"میں! اگر آپ مجھے سمجھائے آئی ہیں تو یہ لکھنے کریں۔" علیہ نے ٹھیڈنے کاپنے کرے میں داخل  
ہوئے کہ کہ کہا۔ "میں پہلے ہی اپکی خاصی سمجھیں ہیں جی ہوں۔"  
اس کا اشارہ کچھ دری پہلے لایا ہوئے والی لٹککی طرف تھا۔ وہ اس وقت اپنے بیٹی کی پشت کے  
ساتھ چیک گاہے ایک بیکھر کو کھلے بخشی تھی۔  
ٹھیڈنے اس کے پاس آ کر بیٹی گئیں "نہیں۔ میں چھیں سمجھائے نہیں آئی۔ تم چیندی نہیں کرنا چاہتیں  
تو نہ کرو۔"

علیہ نے کچھ جانی سے ان کے چہرے کو دیکھا۔  
"اگر تم اسے پندرہ تک شتوں سے تمہاری شادی نہیں ہوئی جائے۔" انہوں نے سکون سے کہا علیہ  
خاشی سے اپنی دمکتی رہی۔  
"میں تمہاری ماں ہوں علیہ را مجھ سے زیادہ کسی کو تم سے محبت نہیں ہو سکتی۔" علیہ اب بھی خاموش رہی۔  
"گلکاہے چھیں بیری بات کا تھیں نہیں آئی؟" انہوں نے اس کا چھوڑ دیکھا۔

کامنہ شہونا بیرے لیے کوئی ممکن رکھتا۔  
”کاش واقعی ایجاد تھا۔“

”ایسا ہی ہے مجی.....ایسا ہی ہے۔ میں واقعی ذات اور جذباتی طور پر عمر سے بہت دور جا چکی ہوں۔“ اس نے تمیز کو بتیں والائے کی کوشش کی۔ تمیز کو اس کی بات کا بتیں آیا تھا۔ بہر حال انہیں اس سے کہا۔ ”اگر عمر سے نہیں تو تمہری جیبی۔“ ”تمیز نے ان کی بات کاٹ دی۔“ ”میں میں جیسے گی کی طور شادی نہیں کروں گی.....کسی بھی ایسے غص سے نہیں جو عمر کر جاتا ہو۔ اس سے واقعی ہوا جو محکما تھا ہو۔“

”جید بہت اچھا لگا کہ..... تم اسے گوار کر پہچانتا گی۔“ ”تمیز نے اسے دیا۔“ ”میں میں نہیں کی کوشش کی گی۔ کم اور کم اپنے اس فیلٹ پنچ سبھتاءں گی۔ پچھلے کے لیے پہلے یہ ایک ابشار تھی جو چکا ہے بیرے پاس۔ آپ تو اس میں اضافہ کریں۔“ ”تمیز پکر دیوب کے بعد خاصیتی سے اٹھ کر باہر آگئی۔“

☆☆☆

”بھائی بابا بلا رہے ہیں تمہیں۔“ فری نے اس کے کمرے کے دروازے پر دلک دیتے ہوئے دروازہ کھول کر اسے پیغام دیا۔

”میں آرہوں ہو۔“ وہ ائھے ہوئے بولا۔

”بھائی یہ سب ہوا کیا ہے۔ ان لوگوں نے اس طرح اچھا کم شادی متلو کیوں کر دی ہے؟“ فری نے پریشانی سے پوچھا۔

”فری! اب تم لے چڑھے سوال مت شروع کر دینا۔ مجھے کہہ پڑا ہوتا تو میں پہلے تاریخا۔“ جید نے کہو اکٹھے ہوئے لیے میں کیا اور سارا حلقہ دیا۔

”بےایشی پھر یہ پسلے علیہ کی ناؤں سے بات کی ہے۔“ فری نے اسے اطلاع دی۔ دونوں اب کرے سے ہارہلکچھ کھینچا۔

”انہوں نے کیا کہا؟“

”یقین نہیں پتا۔ بیبا اور اسی نے اپنے کمرے کے فون پر ان سے بات کی ہے۔ مجھے لکھ دیا ہے کہ انہوں نے خاصی لکھی پڑی بات کی ہے۔“ فری نے بتا۔

”بھائی نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو بلکار لاؤں۔“ جید نے اس بار کہہ نہیں کہا۔ وہ چپ چاپ ان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھوئے ان کے چڑوں کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ سب کچھ تھیں نہیں تھا۔

”آؤ! نہیوں۔“ بھائی نے اسے دیکھ کر بیجت سے لبھ میں کہا۔ وہ انہیں دیکھتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

ٹھیں اس کی بات پڑھنک گئی۔ ”تمہارا اشارہ میری طرف ہے؟“ ”میرا اشارہ رائیکی کی طرف ہے۔“ ”تمیز ہے؟ تم اُخڑے بھے سے اتنی بیرون کیوں ہو۔ میں نے بیش تہارا خیال رکھا ہے تمہاری پرواہ ہے۔“ ”تمیز ساتھ نہیں رکھ کی تو اس کی بھی۔“

علیہ نے ان کی بات کاٹ دی۔ ”چیزیں ایں نہیں آپ سے کوئی ٹھاکیت نہیں کی۔“ ”تھی مجھے آپ سے کوئی ٹھاکیت ہے اور آپ کو ٹھاکیتی ہے کہ میں آپ کو برائی کیوں ہوں۔ میں کسی حوالے سے مجھے آپ کو برائی سمجھتی۔“ ”هر چیز کو زندگی میں Wise Choice کرنی پڑتا ہے۔ آپ نے مجھے آپ سے کیا اور نیک کیا۔“ ”میں آپ کو کسی حاظ سے قصوراً و نقصاً نہیں۔“ ”علیہ کی آزار میں بوجی۔“

”آپ کو سچا پاک۔ اس لیے آپ اس طرح سوچیں بھی مر۔“

”تو تمہری بات کو ایسے کیوں نہیں دیتی؟“ ”تمیز نے ذرا کہا۔“

”جنہی اہمیت گئے دنیٰ چاہے۔“ میں دیتی ہوں۔ ”گمراہ آپ ایک نا مناسب اور ناگنون بات کہہ رہی ہیں جو ہیرے لے لگن نہیں ہے۔“

”غم کے بارے میں بات کرنا مناسب کیے ہے؟“ ”تمیز نے اکٹھا ادا میں کہا۔“

”آپ اگر اس سب سے گزری ہوئیں، جس سے میں گرد رہی ہوں تو آپ کو اندازہ ہو جاتا کہ عمر کے بارے میں بات کرنا مناسب کیوں ہے۔“

”ماہی کو بول جاؤ ملبوڑو۔“

”میں ماہی کو بول جاؤ گی۔“ اس لیے مجھے یہ بھی کہا دیں ہے کہ مجھے عمر سے بہت تھی۔“ ”بیرے لے دے صرف ایک کزان ہے۔“

”علیہ ماہی چاہتی ہوں، تم بہت اچھی زندگی گزارو۔“

”غم کے ساتھ میں اچھی زندگی نہیں گزار سکتی۔ آپ ایسا سوچتی ہیں قابل سوچتی ہیں۔“ ”علیہ نے حتی انداز میں کہا۔

”مجھے ایک بار اس سے بات لے کر نہیں دے۔“

”فائدہ۔“ مجھے عمر سے شادی نہیں کرنا۔ ”کسی طریقی نہیں کرنا۔“ میں اس کے ساتھ اپنی زندگی شائع نہیں کر سکتی۔“

”مجھے یقین نہیں آتا علیہ کہ ایک بار بہت کرنے کے بعد تم یا اتنے دھڑلے سے کہ سمجھی ہو کر جیسیں اس سے بہت نہیں ہے۔“

”میں اس سے بھی زیادہ دھڑلے سے آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ مجھے اب واقعی اس سے کوئی بچپن نہیں ہے۔“ ”خیا صرف عمر سے شروع ہو کر میر پڑھنے لگا۔“ میں اسے اپنی زندگی سے اٹھا کر بچپن بھی ہوں۔ اس



"میں ان سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ آپ انہیں بتا دیں۔"

"میں تو کسی کو کوئی وضاحت نہیں دوں گی جو بھی کہتا ہے، تم خود اکارس سے کہو۔ جب نوش دینے کی جوست کری ہے تو ہم لوگوں سے بات کرنے کی جوست کری ہے۔ تم خود اکارس سے کہو۔" میں تو ہرفون آنے پر حسین ہی بلا کوں گی۔ کیونکہ یہ نوش تہارا دادا ہوا ہے۔ ہر منی تہاری طرف سے ساختیں کیوں دوں۔ یہ کام بھی تم خودی کر رہا تھا حسین احسان تو ہواں بے مزتی اور شرمندگی کا جس کا سامنا میں کر رہی ہوں۔"

علیورہ کچھ روشنی دیکھتی رہی پھر اپنے چھٹکے سے لڑکہ کہرا آگئی۔

لاؤخ میں اکارس نے فون کا رسیور اٹھایا اور درسری طرف کی کوئی بات نہیں بخیر بولتی گئی۔

"ہاں پیلا دلوش میں نے دیا ہے کیونکہ میں جیندے شادی نہیں کرنا چاہتی..... اور شادی اس لیے کہا نہیں چاہتی کیونکہ وہ مجھے پسند نہیں ہے اور آپ ان تمام معلومات کے بارے میں پریشان نہ ہوں۔ بالآخر اسی طرح جس طرح آپ پہلے کسی پریشان نہیں ہوئے۔"

اس نے اپنی بات کمل کی اور فون کا رسیور فتح دیا۔ اس کی آنکھیں گلی ہو رہی تھیں۔ نالو لاؤخ کے دروازے میں گھری اسے رکھی رہیں۔ وہ بات ٹھم کرنے کے بعد کچھ بھی کہے بغیر واپس مڑی اور تین ہزار مون کے ساتھ ان کے پاس سے گرتی ہوئی لاؤخ سے باہر نکل گئی۔

"اگر کسی کا بھی فون ہو تو آپ مجھے سے بات کروں گی۔ آخڑا کو یا مجھ سے بات کرو اور میں بھی چہ جسے یہ سخت کیوں کرنی پڑے، آپ تھیں کہتی ہیں۔"

نالو نے اپنے پاس سے گرتے ہوئے علیورہ کو کہجے۔ انہوں نے مڑ کر اسے کوئی نہیں دیں سے گزرتے ہوئے دیکھا۔



"تم آخڑکا کیا چاہتے ہو عمر؟" یا زیدر فون پر درشت لیچے میں کہر ہے تھے۔ "آخڑکی بار بھوک تھاہری ٹھکیات؟ میں گی۔ اب تو چھے بھی تھرمندگی ہوتی ہے جب میں تھمارے ساتھ سے تھارے بارے میں بات کرتا ہوں۔ ہر بار میں ان سے کہتا ہوں کہ میں تھیں سمجھا دوں گا۔ اور ہر بار حالت کی دل کر دیتے ہوں۔" عمر غاصبوی سے ان کی بات کرنی رہی۔

لیا زیدر نے اپنی کائیوں پر پسلے اس کو آنس میں فون کیا تھا اور وہ اسے جھوڑ رہے تھے۔ حالانکہ پھر کرکٹ چیز و لا تھا۔ عمر کے بارے میں ایک بار بھوک پور ٹھکیت کی گئی تھی اور آتی تھی۔ ایک بار پھر ایزا زیدر سے بات کی تھی۔ اس بار وہ بے حد تاریخ تھتھے اور انہوں نے یا زیدر کو بتا دیا تھا کہ وہ زادہ مر سے تھا۔ عمر کی حیاتیں کر سکھنے گے۔ وہ عمر کی راستہ رکھتا چاہے تھے کیونکہ ان کے پاس عمر کی راستہ رکھنے کے احکامات آتے تھے۔ انہوں نے اس ماحصلے میں ایک بار بھوک سے بات کرنے کے بجائے یا زیدر سے بات کرنا ضروری کہجا اور اب یا زیدر اس سے بات کر رہے تھے۔

"اکل ملودہ محض اس قدر بدتر قاتا کر۔" عمر نے کچھ کہجی کو کٹش کی، یا زیدر نے نئے کے عالم میں اس کی بات کاٹ لی۔ "وہ محض بدتر قاتا تم بڑے تیز دالے ہو۔ تم اس سے بھی بدتر ہو۔ وہ صرف بدتر قاتا تم تو ذفر اور ذل بھی ہو۔"

"اگر آپ اس سے بات کرتے تو ہمیری طرح آپ کو بھی نصداً تا۔"

"آتا ضرور آتا۔" مگر میں اپنی طرح جاتا ہوں کہ مجھے کہ، کہماں، کس کے سامنے اپنا حصہ دکھانا ہے اور کس سے نصداً چھانا ہے۔ تھاری طرح ہر آدی کے ساتھ جھارا میں افروز نہیں کر سکتا۔

"جو کسی ہو اکل.....! میں کسی کے باپ کا مالا زمینیں ہوں کوئی مجھ پر چلاٹے اور وہ بھی ایسا فرض جس کو میں چاہتا تھا۔"

کی ہے تو وہ میں نہیں کر سکتی جید ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اس کے ساتھ مصاحت کروں۔“

اچھا فرض کو کو کو کو جیدے ہی تھا رے ساتھ بھی تیری کی ہے۔ پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔“

”میں فرق نہیں پڑتا۔ یہ اس کی غلطی ہے وہ اسے فٹ کر دے۔“ مدھر کرے۔

”اور وہ ایسا بھی نہیں کرے گے کیونکہ اس کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”تو تم میں بھی ایسا بھی نہیں کروں گا کیونکہ مجھے بھی ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”میں مجھے بھجو کر دے یہ مکر میں آئی ہے تو میں کہیں نہیں آزدھی مل سکتا۔“ Termina<sup>tion</sup> لیز بھجوں گیں۔ ملک تھا رے خلاف کوئی انکار نہیں کرو ایس قابل نہیں ہو کہ تکہاری مدد کی جائے۔ میں نہیں رہنے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم اپنی بکوس میں صرف ہو۔“

ایاز خیردار اس کے خواب پر یہ مہل اٹھے۔ عمر نے اس بار کچھ کہنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ غاصبو رہا۔

”تم پورے خاندان میں واحد ہو۔ جس کے لئے تھے ایسا ہر اس طرح کے بیت اب میں اپنی جست ہو جا ہے۔ مرف تم ہو جئے بھی کسی سے فحیات شروع ہو جاتی ہیں اور بکی کسی سے۔“ وہ اب بلند اڈ میں دھماڑ رہے تھے۔

”آج کوک میں تھا ری پلت پڑا ہی کر رہا ہوں گا۔ کب تک ہمیں بچا رہوں گا۔“ کھینہ نہ صورت حال کی عین کا احساس ہوتا ہے ادا بی کارڈی کی ضرورت کا۔ ہمیں یہ دلکش ہے کہ میں تھا رے کے اپنا کنادوت شائع کر کے ہمیں فون کر رہا ہوں تو تمہرے کیا ضرورت ہے ہمیں حق دینے کی۔ جاؤ بُو۔ مالی فٹ۔“

انہوں نے دوسرا طرف سے بڑے ٹھکے کے ساتھ فون پھان۔ غربت دریک رسیدر ہاچ میں لے بینا رہا۔ ایاز خیردار کے اس طرح منتقل ہونے سے اسی بات کا اندازہ تو ابھی طرح ہو گیا تھا کہ اس بار ممالک خاصا خراب ہے۔ ورنہ ایاز خیردار سے اس طرح بات تکرے۔ وہ اوقیانوسی کیلے کے لئے کافی تھا کہ اس طرح تھے۔ بر سالے میں دوبارے خاندان کے معاذات کے حقظ کے لئے کیا مدد کی گئی جاتے ہے تو اور کہ ایک بھی نہیں تھی جس نے اپنی بھی پیشان کیا ہو جس کی وجہ سے بھی اس اس نہادت کا شکار ہوئے ہوں اور اب اگر وہ عمر کے سالے پر اس طرح پیش کر جائے تو تیکھی اس پارٹیں ہر کواد فاع کرنے میں راقی پکو دعوت کا سامنا کیا ہاڑ رہا تھا۔

مرچا جائیر کم از کم اتنا ریک ضرور تھا کہ اسی بات کا اندازہ ہو جانا اور وہ اتنا جس یا ہدف بھی نہیں تھا کہ اپنی جاپ کو اس طرح چھپاتے میں آ کر گواہ جا۔ اس کی پشت سے ہاتھ اخدا بیس اس کے لئے واقعی خاصہ بھاگا بات ہو سکتا تھا۔ مگر نہیں اس وقت فوری طور پر دوبارہ فون کرنے کا کوئی تاکہ نہ ہوتا۔ وہ غصے میں دوبارہ اس سے بات کرنا پسند نہ کرتے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہو گی تھا کہ وہ ایک باراں سے اس سارے سالے پر مگنٹ کرنا۔

اس نے ایک گھنٹے کے بعد انہیں فون کیا۔ ان کے پیاسے نے چند منٹوں کے بعد ایاز خیردار سے اس کا رابطہ کر دیا تھا۔

”تو براشٹ نہ کرنے کا تیجہ دکھلایا ہے تم نے۔ ملک تھر کے آڑو زانے والے ہیں تمہارے۔“

”آنے دی، میں چارینہ نہیں چھڑوں گا۔“ عزم بھیں آگیا۔

”ورنگر آڑو کے بجائے تم اپنے لیے Suspension orders (معلق) پاچتے ہو یا ہر termination

”جو مرمنی ہو جائے، میں اس طرح چارینہ نہیں چھڑوں گا۔“

”تم اپنے چاہیے کیا ہو مرمن۔ میں کوئی کسی کے ساتھ ہا کر کرنا نہیں آتا تھیں۔ کسی کسی کو تم نے اپنے پیچے لکایا ہتا ہے۔ پہلے پس والا تھا تھا۔ اب فوج کے ساتھ ہجڑا مول لے رہے ہو۔ پہاڑا چاہے کسی کی آج کل ہر کام کتنی احتیاط سے کرنا چاہے تو دسخود تو دو بوجے ساتھ ہیں مجھی ذریعے۔“

”میں بھتی احتیاط کر کے کھا کھا کچا کچا کچا ہوں گے اور ان لوگوں کو ہوتے ملا جائے۔ میں اپنا اور پاک صاف لگاتا ہیں۔“

ہم بھی افسر ہیں، کوئی کھلی تاشے کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے۔ کام کر رہے ہوتے ہیں، ان کا جب دل چاہتا ہے مذ اخلاق کر سرے آئیں میں آجاتے ہیں۔ مجھے چلاتے ہیں۔ اگر وہ کریں ہے تو اسے بھی میرے رہے رک کا گھاٹ ہوں گا۔ پاچے۔“ مرشدی غصے میں۔

”اسے ہاڑا جائیے کہ مجھ سے کس طرح بات کرنی چاہے۔ وہ کسی پیلس کا نیشنل سے بات کر رہا تھا کہ اس طرح اس پاچاڑا ہو کہ اس صورت میں جب غلبی اس کی اپنی اچی اس کا چیخ فرم تھا بلکہ بھرم تھا۔“

”جیسیں معمولی باقاعدہ پارٹی مشتعل ہوئے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”اپنی مشتعل ہوئے کی بات نہیں ہے۔ میں نے کس طرح اس کے بیٹے کی رہی کے دو بھائیں مشتعل ہجوم کو سترول کیا ہے۔ اپ پہاڑا میں جو ہوئے تو اپ کو اندازہ ہوتا ہجوم کے اشتغال کا، وہ لوگ پولس میشن کا آگ لگادیا چاہیے تھے اور بالکل سچ ہو جائے۔ ان کی مچک سی ہوتا تو یہی کرتا۔ ایک پچھڑاپ لی کر گاڑی کا ایک سینٹر کر کے ایک آری کو مار دیتا ہے اور اس میں کسی کے لواہنگی کی ایک فون آئے پر اس نے کو کسی پوچھ گو کے پھر جو ہو جاتا ہے۔ یہ واقعی صرف پہاڑی ہو سکتا ہے، اس کے باوجود میں تو اس ہجوم کے پاس خود چاکر میں نہ کراتے کے۔ ہمیں سچے جوہت بول کر ان کا خرد خشناکی اور اس آری کی لائک شوش کو دیکھنے پر بھجو رکیا۔ ورنہ وہ لوگ اسے گورنر ایڈس کے بہر لارکر کر دیا چاہیے تھے۔ اس کے باوجود آپ مجھے بتا رہے ہیں کہ

”میرے لانگر کے آڑو زانے کے۔“

”اچھا، میں نے تھا ری تھریں سننے کے لیے ہمیں فون نہیں کیا، میں صرف یہ بتا رہا چاہتا ہوں ہمیں کر تم کوں جید سے مصاحت کر۔ اپنے اس میں کو خوش اسلوبی کے ساتھ مل کرو۔“ ایاز خیردار نے ایک بار بھروسے لکھتے ہوئے کہا۔

”کمال کرتے ہیں آپ بھی۔“ مکروان کی بات پر مجھے پتھنگ لگے۔

” المصاحت اسے مجھے کیزیں چاہیے یا مجھے اس کے ساتھ۔ اگر اس سارے سالے میں کسی نے بد تیری

ہماری جنی کوئی امراض تو نہیں بروگا میں کرنی سے بات کی تھی۔ ہرگز بڑھا کر شادی آگے کر دی جائے۔“  
”اچھا گمراہی نہ تو ہم بے کہاں کہے کہ انہوں نے اپاٹکی درخواست کی تھی۔ تو انہوں نے نہیں بتایا کہ تم نے ان سے اس سلسلے میں بات کی تھی۔“ ایسا زیرد نے کہا۔

"مگر جنی کے ذہن میں قبیل رہا ہو گا اور جہاں تک ریکارڈ کی بات ہے تو وہ انہوں نے اپاٹک میں کی  
تم، میں سلطان، میں تاریخاں، میں، میں صرف تھے۔" عمر نے گول مول بات کی۔

”میں آج فون کروں گا اپر ایکم کو، اس معاطلے پر اگر تصوری بہت بات ہو جائے تو اچھا ہے۔“  
”بلکہ، نہ سچے کہیں گے۔“ ”میں نہیں سچے تھے۔“

جیزد، مگی ووچارون تک دیں جا رہا ہے۔ آپ آئی فرمان سے بات رہیں۔ مرے اگری بلدا ادا رہ سک لیا تھا۔

”میں، ان سے کیا بات کروں گا۔ ابراہیم کو آنے والے بھر انہی سے بات لروں گا۔“ حسب لوچ ایاز خیر نے کہا۔

"اچھا پھر تم مجھے کہل جیدے اپنی ملاقات کے بارے میں جلد اخبارم کرو۔" رکی الوداعی کلمات کے ساتھ انہوں نے فون رکھ دیا۔

عمر کو ڈیگری سوچ میں گمراہ۔ جہاں نے اپنے بیوی اے کو کوئی حید سے کامیاب کر دانے کا کہا۔  
وہاں فکر لیا، دک کر، باقاعدہ۔ اباے نے اسے غافل راطلاع دی۔

”سر کرنی کا سچھا سچھا کرنا ہے کہ آپ کو ان سے کیا بات کرنی ہے؟“  
”لے کر کھانے کا سچھا سچھا کرنا ہے۔“

”رمیں نے میکی کپا تھا مگر وہ پوچھ رہا تھا کہ آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے دو باتیں تباہیں۔“

”اپنے بے بو کر میں اس لو بات تک نہیں تھا سلا۔ وہ رسل مجدد سے میری بات مردابے۔ بڑے بھوئی کے اسے پڑایت دل۔

پھر دیر بعد فون کی مخفی ایک بار پھر بھی "سرادہ کہہ رہا ہے کہ جب تک آپ بات تک میں کے دو لسل حید سے آپ کا باطن نہیں کرو سکائی" عمر کو اندازہ ہو گیا کہ قتل حید سے آپ پر کے ذریعہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

”اس سے کہو کہ صاحبِ کریم حیدر سے کوئی ذاتی بات کرنا چاہیے ہے۔“ مرنے اپنے نئے کو ضبط کرنے کا

پکڑیں کے بعد ہی اس نے ایک بار مجرماں سے رابطہ کیا۔  
”اویس کے کام کو جو ختم ہوا تو تم پھر کر جو۔“

”تو پھر ان سے کو کہ کر وہ ان کے گھر کا نبڑے دے۔“ نی اے نے کچھ دیر بعد اس سے کہا۔

”میں عمر جا تک میرے صاحب اُپ نے کیس رحمت فرمائی ہے کہاں کرنے کی؟“ ایذاز میر نے اس کی آوارہ سنتے ہی طراز! کہا تو مگر میں کے باوجود عمر چنان تھا کہ وہ دلت فتحے میں بھی تھے۔ ان کے کال رسیوکر لینے کیسے مطلب ہیں تھا۔

”اور اگر انے مجھ سے ملتے ہے اثمار کر دیا تو؟“  
 ”خشن کے بھائیوں، بھائیوں کے شہنشاہ مگر تھے۔“

”نیک ہے، میں اس سے مصالحت کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر میں آپ کو تابع ہوں کر کیا ہوا؟“

"بھی اس کے بارے میں جلدی اتفاق نہ اور ہاں یہ عبیرہ کے سرماں والوں نے شادی کی تاریخ لو آگئے کرنے کی خواہیں کا اٹھا رکھیں گے کیا ہے، تمہارا تو رابطہ ہو گا ان کے ساتھ؟"

ایا زیدیر نے ... موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ عمریک دمختا ہو گیا۔  
”میں نہ رہ سکتی میں نوش پڑھ کر حیران رہ گیا۔ میں تے تمgi سے کہا ہے کہ انہیں اس طرح نوش دینے

”جند کے گم و الور کو سلیے خیر شادی کی رہنما سوچ کر کھنگی جائے گی۔ بعد میں اس طرح تبدیلی تو  
سے پہلے مجھ سے بات کرنی چاہیے گی“ وہ عمر کو تواریخے تھے۔

بہت نامناسب بات ہے۔“  
”آئیں گے، یا اپنے ملک میں جائیں گے۔“

اپنی ریسے باتیں ہے۔  
”ہاں بڑی بھی بات ہوئی ہے۔ میں پریشان ہو گیا تھا نوش دیکھ کر..... پھر انہوں نے ہمیں سمجھتے تھا کہ جنید

لے گرلوں کے شادی اخراجی درجہ سنتی کی۔ لیکن چاہے اس بات کا؟  
”ہاں میری جنید سے بات ہوئی تھی۔“ عمر نے گول مول انداز میں کہا۔

"بھر...؟" ایسا حیران تقریباً تھلٹات جانا چاہ رہے تھے۔  
"یکدم ہی بس پکھ پھر آگئی تھیں۔ اس کی بہن کو کچھ متوں کے لئے منگا پور جانا تھا۔ خود اس کے ایک

دوپر جیلش کا ڈش کاملاً ہونے لگا۔ اس کے کچھ دوسرے رشتہ دار بھی ان دونوں ہاہر سے فیض آئکے تھے۔ اسی لئے انہوں نے بھر کیجا کہ ایک ماہ کے لیے شادی آگئے کر دی جائے۔

”جہید نے مجھ سے یہ سب کچھ اسکی کیا تھا لہک اس نے پوچھا تھا کہ اگر شادی کو آئے گے کر دیا جائے؟“

"آخر اس سارے حالے میں جدید اور اس کی قابلی کا کیا تصور ہے بلکہ عمر کا بھی کیا تصور ہے۔ اس نے ایسا کون سا غافل کام کر دیا ہے کہ پس تم اس طرح نا رسمی ہو رہی ہو۔" اس بارہنی اسے نے پکھ جبکہ ہوئے تک کرف جید کے لیے اسے کے الفاظ پہچائے تھے۔

"تمہارے خیال میں یہ طلاق کامیاب نہیں ہے؟ تمہارے نزدیک تو ہم کوئی بھی ملا کام نہیں ہوگا۔"

"عمر نے کیا؟ اس نے تمہیں جدید سے ملوایا، تم نے خود اس کو پسند کیا..... اور پھر تمہاری ہی مرشی کے مطابق اس سے تمہاری شادی ہو رہی تھی۔"

"عمر سے کس نے کہا تھا کہ وہ مجھے جدید سے ملوایے، میرے ساتھ اتنی ہمدردی کرنے کی کیا ضرورت تھی اسے؟ غلط بیان کر کر اس نے میرے ساتھ جو کوئی کامیابی میرے اور اس کے درمیان اتنی تعلقات تھے کہ وہ اپنے بیٹے فردی کو میرے لیے اس طرح جیسی کرتا اور وہ بھی ایسا دوست جو صرف اس کے کہنے پر مجھے اپنے گئے میں لکھا تھا۔"

"طلیورہ تم کمال کرنی ہو۔ جنہیں کیوں گھلیں لائیں گے جو تھا۔ جو تھا اسے جو تھا اسے ملوایا گیا۔ اسے تم پسند آجئیں اس لیے وہ تم سے شادی کرنا تھا۔ کوئٹہ شب اور کے کہتے ہیں۔ ہماری خیفر میں اسی طرح لارکے لڑی کو آپس میں ملوایا جاتا ہے۔ ملوایے والا کوئن ہے اسے کیا فرق پڑتا ہے۔ اسیم جس قوتی ہے کہ جس سے ملوایا جا رہا ہے وہ کہا ہے اور اسکی ایک بیان کو دوست ہونے کے علاوہ اس میں کوئی خوبی نہیں ہے اور یہ ایسی خوبی ہے جو تمہارے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں کہا جاتی۔"

"برچھ اس طرح تھیں ہے جس طرح تم میرے ساتھ چلی کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ عمر نے جدید کو پر شرمند کیا ہے مجھ سے شادی کرنے کے لیے۔"

"یہاں تک ہے جدید....."

"اس نے مجھے سے خود کہا ہے کہ اس کی عمر سے اتنی گیری دوستی ہے کہ تم اسے بھائے کی اور سے بھی شادی کا کتنا تواریخی سے شادی کر لیتے۔" طلیورہ نے شہلا کی بات کا تھے عوچا کہا۔

"بینہ لیتی طرح کا آدمی لگتا ہے جنہیں کہ وہ اکیمین بند کر کے عوکر کے کہنے پر کسی کے میں شادی کا ہارڈ اول دنیا یا اس کی قیمتی اس طرح کی نظر آتی ہے جنہیں کہ وہ کسی بھی لڑکی کا آسانی سے قبول کر لیتے۔" شہلا نے اس کی بات کے جواب میں کہا۔

"جنہیں جتنا پھر اور سو آری ہے وہ کسی بھی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔ جا بہت یہ بات وہ اپنے منہ سے کہتے بھی۔ اسے اگر یہ اس اس سے جو جانانا کہ تم اس کی کیمی کے ساتھ اپنی جست بیکھنے یا تمہارے ساتھ اس کی اٹھ رہیں گے تو کسی تو کسی کوئی تھکانہ نہ کرتا۔ عمر کے کہنے پر وہ اپنی قلبی کو ظفر ادا کرنیں کر سکتا ہے۔ آخر تم اس بات کو جھوٹ کیوں نہیں کہا۔"

"میں کچھ بھی جھوٹ کر نہیں چاہتی۔ میں اس سب سے باہر لکھی ہوں اور میں بہت خوش ہوں۔"

"سر اور کہہ رہا ہے کہ صاحب کا گھر کا نمبر ہر اربے غیرے کے لیے نہیں ہوتا۔" اس بارہنی اسے نے پکھ جبکہ ہوئے تک کرف جید کے لیے اسے کے الفاظ پہچائے تھے۔

"بات کہ کرف جید اس پر ملتے ہے۔" اس بارہنی کا نہیں لبریز ہو گیا۔

"لیں سرا" ہلی اسے نہ سمجھی سے کہا۔

چند منٹوں کے بعد عمر نے درمی طرف کی آواز سنی۔

"لیں پنا ٹھی ٹھر جا گئی بات کر بہوں۔ کرف جید سے بات کر کاو۔" عمر نے کھر دے لیجے میں کرف جید کے لیے اسے کہا۔

"مرادہ ابھی کچھ دیر پہلے آنس سے نکل گئے ہیں۔" اس بار کرف جید کے آپ بریکا لجہ ہو دب تھا شاید یہ

مر کے مدد سے زیادہ اس کے لیے کافی تھا۔

"کب والیں آجیں گے؟" عمر نے اسی احصار میں پوچھا۔

"سرایا جنیں ہیں، وہ نہیں کے ساتھ کے ہیں۔"

"میں کچھ ان سے ملا پا تھا ہوں۔"

"مرزا آپ یہ بتاؤ کہ آپ کس سطھ میں ان سے ملا پا جائیے ہیں۔"

عمر نے اس کو بات کھلی نہیں کرنے دی۔

"یہ جانانہ کہتما را پا چکر دیں ہیں۔ میں ایں بھی سطھ میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔" اس بار

مر کا لہجہ تکہردار اور حکمداد تھا کہ لیے اسے نے کچھ بکار جائے ہوئے کہا۔

"تو سرا ہم آپ اپا ٹھنک لے لیں۔"

"اپا ٹھنک سر ایسی اسے لے کر گا تمہارے ساتھ، میں نہیں۔"

عمر نے کچھ ہوئے فون بند کیا اور پھر اپنے لیے کرف جید کے ساتھ بات کرنے کے لیے کہا۔

مکھ دیور بندہ لیے اسے اسے اگلے دن کی اپا ٹھنک کی تفصیل بتا دی تھی۔

☆☆☆

"بے تو قوی کی باتیں سکیا کر طلیورہ! کیا تم نے ملے کر رکھا ہے کہ....."

طلیورہ نے نئے کے عالم میں شہلا کی بات کاٹ دی۔ "تم میرے ساتھ نہیں کھلے دہرا دیں۔"

بچ آگلی ہوں اس طرح کے ملئے ان کر۔

شہلا ابھی کچھ دیر پہلے طلیورہ کے پاس آئی تھی۔ اس نے بھی اخبار میں وہ لوٹ پڑھ لیا تھا، وہ کوشش کے

باد جو دفعہ پر طلیورہ سے رابطہ نہیں کر سکی۔ بھرہ کو پریانی کے عالم میں خداوس کے گھر جل آئی تھی اور اس دلیل سے طلیورہ کی کوشش میں صورت تھی۔

"یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں ہوتا جتنا تم نے کھو لایا۔" شہلا اس کے غصے سے متاثر ہوئے بغیر بولی۔

حقوقی اور دورانہ کی تکمیل کا مظہر ہے کیا جائے تو۔“

”اور یہ دونوں خصوصیات بیرے اندر نہیں ہیں۔ یہ قوم اچھی طرح جاتی ہو۔“ اس نے جیز لبھ میں کہا۔

”آخ رحم اتنی کردیکوں کر کر طلبیہ۔“ علیہ نے ایک بارہ براں کی بات کافی۔

”اب بھر بیرے سائنس ترقیت کرنے کا میں پہلے تو اسی نہیں تھی۔ اب کیوں ہو گئی ہوں دفروہ۔“

”محبی یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ تم خود یہ سب جانتی ہو۔“

”ہاں، میں جانتی ہوں اور مجھے اپنی بہت ہدھی سے کوئی پڑھانی نہیں ہے۔“ یہ بادت دری سے سمجھی ہے۔

غم برے لئے یہ بہت فائدہ مند ہے۔ دیکھ آج درست آپ کے صدق۔“ علیہ نے جنیدی سے کہا۔

شہزادی تباہی میں گھٹنے اس کے ساتھ رکھ کر لگا دن بہارے کا کہہ کر جلی گئی تھی۔

☆☆☆

عمر و منک کی پانچتاش کا سن کر خون کے گھوٹ لپی کر رہے گیا۔

اس نے پولیس سرو مرتفع اس Absolute power (عمل اختیارات) کے لئے جوانی کی تھی جو کسی

پولیس آفسر کے پاس ہوتی تھی۔ اسے اب یوں کہنے کا تھا جیسے اس کے پروگرام کا مظہر ہے۔ ہر گز رہا

دن اس احساس کو بھلا کا پڑا اور وہ یہ احساس رکھتے۔ وہ واحد آفسر فرمائیں تھیں۔ اسے اگر بے جایا مغل اور بیگ کر رہا تھا۔

ری تھی تو درست آپ فرمز کو کہنے کا تھا کہ اسی کا پیک ٹکک کر رہا تھا۔ یہ ملک و قوم کی خدمت نہیں تھی جس کے لئے سول سوں میں آتے تھے یہ دیدے چار اور چار سے آئے جاتے تھے کافی ملا تھا۔ جس کو بھی کے لئے

لوگ اس میڈیا میں کوئے تھے یہ بارہ براں کے ساتھ کھینچتی تھی جو کسی آفسر کے پاس موجود ہوئی تھی اور اسی پر بھروسہ کر رہے تھے۔

”اوہ کوئی کہہ کر جو پیسے یہ کیا دوں پھریں سی کھینچ کی کوشش کر رہی تھی۔“

عمر کے ساتھ بھی کیا ہوا تھا۔ اب بعض و فہم فارم سرو سے پولیس سروں سے پولیس سروں میں آنے کے نیٹ پر

افسوں ہوتا اور بعض و فہم سول سروں میں سرے سے آئے۔ پہنچا اور کوئوں کو ہاتھوں کی پتیاں کی پتیاں کی تھا تو

بھر تو پوری دنیا پر تھی۔ کہنی بھی جا سکتا تھا۔ کہنی بھی کیسے جا سکتا تھا۔ آخ پر کشاں ہی کیوں۔ وہ اکثر

سچ جاؤ اور اپنے نہیں لٹکنے اور لکھ کر سے وکس کرتا رہتا۔ اس وکشن میں حصہ لیتے والا وادھ ٹھیں تھا وہاں بر

وسرے بندے کے پاس لکھی ساکل تھے۔ پاہ شرمنگ آری اور بیوہ کری دوں سوں کے لئے یہی کمالی کی شیفت

اختیار کر گیا تھا۔

آری کے بعد اگر ملک میں کوئی دوسرا آرگانہ اسٹریکٹر تھا تو وہ بیوہ کری کا ہی تھا اور دوں ایک

دوسرے کے ہر بیویں اور بھائیوں سے بخوبی واقف تھے۔ بخوبی تھی کہ دوں میں کوئی بھی دوسرے کو

مات دینے میں ہاکام رہتا تھا۔ دوسرے کے پاس پہلے ہی برجی کا تو ڈیموڈو ہوتا تھا۔ دوں طرف بہترین و مانع

اور بدترین سائزی موجود تھے۔ دوں طرف بہترین خشامی اور بہترین دوباری نیو جوہر تھے اور دوں طرف ذیں

ترین احتقان کی بھی بڑی تعداد تھی۔ اس پارہ بھائی پار آری نے سول سیٹ اپ پر کاری ضرب بھائی تھی اور بھائی پار بیوہ

”ہر بے تو قوف آدی تھا بیٹی طرح ہی سچا ہے۔ میسیت میں قدم رکھ کر یہ کہتا ہے کہ وہ میسیت سے کل چکا ہے۔ آخ رحم خلد کو کہہ کر طرح کب تک آنکھیں بند کر کر رہو گی۔“ شہزادی نے پوچھ کر کہا۔ ”بر کام سے چکے بھی بغیر کرتی ہوتی۔“ اس کے سامنے جھوٹ بولنا اور خاتم کرنی پڑی گی۔ یہ سچا ہے تم؟“

”میں کیوں سچا ہوں؟“ اس کے پارے میں آخ انہوں نے بھی تو مجھے ہر جیسے کے پارے میں اندر جرمے میں رکھا تھا۔“

شہزادی کو سچا ہے تو میں اسے دیکھتی ہی۔ ”حصہیں واٹی کوئی نہیں کوئی دکھنیں ہو رہا۔ اس رہتی کو ختم کر کے۔“

”میں۔ مجھے کچھ سوں فیض ہو رہا۔“

”ایک سال سے زیادہ مسٹر گریہ کیا ہے اس کے سامنے جھوڑی ایکجھد کر۔ کیا آخ آسان ہے تمہارے لیے اسے بھلا کا۔“ علیہ نے کچھ دیکھا تو میں اسے دیکھتی ہی۔

”اگر میں عکس کو بھلا کتیں تو جیہد۔“ اس نے کچھ دیر کے بعد کہا۔

”کچھ نہیں اور کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے تھا۔“ شہزادی نے مجیب سے انداز میں کہا۔ علیہ نے دل میں اعتراف کیا۔ واقعی کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔

”انجھے سے تم جیہد کے گمراہی ہو رہا۔ کیا چھین اپنی وجہ سے ہونے والی ان کی پرشانی کا بھی کوئی احساس نہیں ہو رہا۔“

وہ ساری نگلکری میں بھالی پار بیٹھ کر خاموش رہی۔ اگر اس سارے حاملے میں کسی سے خرمدگی تھی تو وہ جیہد کے گمراہے میں بھالی پار بیٹھ کر خاموش نہیں کہا رہی تھی۔

”بیہرے پاس ان کے پلے مذکورت کے سارے اور کچھ نہیں ہے۔“ اس نے کچھ دیکھا تو میں رہنے کے بعد کہا۔

”وہ واقعی یہ سب کچھ deserve ہے جو میں کہری ہوں گری بھرے پاس اسکی دوسرا منہنگی ہے۔“

”دوسرا منہنگی ہے؟ علیہ وہ اجہاد پے پاس فی الحال ہر رہاست میں موجود ہے۔ تم اگر اپنے نیٹ پر ایک بار نظر ہانی کر دو۔“

”من کسی محاذے پر بھلا کنہ نہیں چاہتی۔“ اس نے صاف گولی سے کہا۔ ”ہر چیز پاہنچ آنف نوریں پر پہنچی ہے۔“

”یا پہنچی جا بھی ہے؟“ شہزادی نے کچھ دیر کیتے ہوئے کہا۔

”تم کیا کچھ لو۔“

”زندگی میں کوئی پاہنچ آنف نوریں نہیں ہوتا۔ ہر بار اور ہر جگہ سے واپس آیا جا سکتا ہے اگر تھوڑی سی

کے چھٹی پر پڑھ جاؤ۔"

"میں اس طرح اپنی جاپ پھر کر جانا ہنس چاہتا ہو، آپ....."

"تم نہیں جاؤ تو پھر ہمیں بھی دیا جائے گا۔"

"آپ نے کہا تھا میری خواضیر کو رہے ہیں۔" عمر نے اپنی یاد لایا۔

"ہاں کر رہے ہیں۔ تمہاری خدمات و فاقی حکومت کو واپس کر رہے ہیں اور وہاں سے تم بھی جاؤ گے

بلوچستان کو تحریک کرنیں ٹھیک ہے، اور کون سا اور کس سامنے ہل کر سکتا ہے۔ اس کا اندازہ چھیں اچھی طرح رکھو گا۔"

عمر کا دب دب گیا۔ وہ بلوچستان یا رامسر بھجوانے جانے کا مطلب اچھی طرح رکھتا تھا۔

"پھر کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم بھی پر پڑھ جاؤ۔ کم از کم چھٹی کے بعد تم کسی بہتر پستک کی ایسی تو رکھ

سکتے ہو۔"

"اپنکی میں دو چار ماہ کی چھٹی نہیں چاہتا۔" عمر کی دم بجیدہ ہو گیا

"مجھے دو سال کی چھٹی چاہیے۔ ایکس پاکستان لیوں۔"

"کس لئے؟"

"ابن میں واقعی اس سب سے بچک آ جاؤں۔ اگر چھٹی پر ہی جانا ہے تو یہی چھٹی پر کوئی نہیں۔"

"تم کہنا کیا جا چاہے واقعی یہی چھٹی کا ہے؟"

"میں کچھ رسم سے سوچ رہا تھا کہ واپس جا کر اپنی اسٹولن کو دوبارہ شروع کروں، ایک بیل اے کروں۔"

"اس کا کیا نامہ تو ہو گا۔ دو سال خالق ہوں گے تھا۔" ایاز جیدر نے اسے تایا۔

"ہوتے دیں۔ ابھی تو مجھے یوں کہنا ہے میں دلت خالق کر رہا ہوں۔" عمر نے لفڑی سے کہا۔

"میں اس طرح اپنی پوری ہوتے سے پہلے کہنیں چاہتا تھا۔" گرabort اگر نہیں زبردست

فرانس کر رکھ دیتا چاہے ہیں تو بھر جائے گی بھی پر جلا جاؤں۔"

"تمہرے ایک بار بھر جدہ باتی تو کوئی رسم رہے ہو جاپ میں اونچی نیچی برتی رہتی ہے۔" ایاز جیدر نے اس

پار بہت زم بچھلیں اسے کہا تھے کی کوشش کی۔

"میرا جاپ میں صرف نیچے ہے۔ اونچی بھی تک مجھے ظاہریں آتی۔" عمر نے لفڑی سے نہ کہا۔

"قارن سروں میں بھی ایسی طرح مناہنگ کر ہاگ گئے تھے۔"

"اپنکی اپنے جانے میں، میں قارن سروں میں کس کی وجہ سے بھاگا تھا۔ پہاڑ کی وجہ سے۔ ورنہ میں وہاں

بڑا خوش تھا۔" عمر نے ان کی بات کا تھے ہوئے کہا۔

"اور یہاں تو تم آرہی کی وجہ سے بھاگ رہے ہو،" ایاز جیدر نے اپنی بات جاری رکی۔

"ہر جگہ تم کسی دکی وجہ سے بھاگ رہے ہو گئے تو کام کیے چلے گا کیونکہ ایسے نہیں بنایا۔ بڑے بچکے سے

چلتے ہیں۔"

کریں کو واقعی پار خطرے میں بھروس ہونے لگی تھی۔ کچھ نے جاوز آرائی کا راست اخیار کیا تھا کچھ نے بغیر کی جوست کے بھیجا رہا رہے تھے۔ عمر بھی ہمیں پہلی میں شامل تھا اور وہی ناپہ میں شامل ہونے کی تمام کوشش کے باوجود اس میں کامیاب نہیں ہوا پار ہاختا۔

☆☆☆

وہ اگلے دن ساری ہے وہ ہونے والی پاکٹھٹ سے پانچ حصہ پلے ہی کریں جید کے آفس بھی گیا۔ یہ ایک خالقی تھہ تھا جو خیر کی صورت میں کریں جید کی خرف پاکٹھٹ کی تکشیں شوہنے سے بچنے کے لیے اختیار گیا تھا۔

کریں جید سے آفس میں نہیں ہوا۔ اس نے عمر کی پاکٹھٹ کی تکشیں کر دیا تھی کیونکہ بھول پہنچے اسے "صاحب کہ رہے ہیں کوہہ سصرف ہیں۔"

"یہ تمہارے صاحب کو پلے ہاوندا چاہیے تھا۔" عمر نے ہماری کے ہال میں لپی اسے سے کہا۔ "اگر ہمارے نے پاکٹھٹ سے کی تھی تو انہیں ملنا چاہیے تھا۔"

"پاکٹھٹ تو رسم نے طے کی تھی کہ صاحب نے تو نہیں کی تھی، وہ بھی آپ نے ذریحتاً پاکٹھٹ طے کر دیا تھی۔"

لپی اسے اپنی دیہی دلیری کے ساتھ خیری سے کہہ رہا تھا شاید اسے عمر کے لئے کریں جید سے خالص ہدایات میں جیسیں عکس کے ساتھ بے چاہا بچک احساس ہوا۔

"وہ آپ کے لئے پیغام دے کر گئے ہیں کہ آپ چاہیں تو فون پر اپنی بات کہ سکتے ہیں۔" لپی اسے کہا۔

ہمارا کے پیغام کے جواب میں کچھ بھی کہنے کے بجائے وہاں سے لکھ آیا۔

اپنے آفس دامنے اسے کے بعد اس نے ایاز جید کو فون کیا اور انہیں اس تھام خالیہ کی تفصیلات تا دیں۔

"میں نے آپ کو پلے ہی تھا دیا تھا کہ یہ آدی صلاحت نہیں چاہتا۔" اس نے تھالبات تانے کے بعد کہا۔

"آدی صرف بھری بے عوقبی کرنا چاہتا ہے۔ صرف مجھے اپنے سامنے جو گلکا چاہتا ہے اور کچھ بھی نہیں۔" وہ تقریباً پھٹ پڑا۔

"اور اب تو میں دوبارہ کبھی اس کی خلیل بکی دیکھنے نہیں جاؤں گا۔" ایاز جید کوہہ ساری خاموشی سے اسے بڑھنے رہے کہا۔

"عمر اسی چاہتا ہوں تم چند ماہ کی چھٹی پر پڑھ جاؤ۔"

"کیا مطلوب؟" وہ یک بیکھر گیا۔

"ہاں تم چند ماہ کی چھٹی پر پڑھ جاؤ، تھام خالیہ رہو گئے نہیں ملے پیدا ہوں گے۔"

"مگر میں کیوں بھی پر جلا جاؤں، اس سے میر کیجئے....."

ایاز جید نے اس کی بات کاٹی۔ کیہر کی تم گلرم کر کر۔ میں ہوں اس کو دیکھنے کے لئے، تم میں چند ماہ

"میں نہیں سہہ سکا اور کم از کم اب تو نہیں، فی الحال تو ہر لفاظ سے میرے ہمراہ کیا شایر بن ہو گکا ہے۔"  
"تم اچل جلد بازی میں فیصلہ کرو، ابھی طرف اس بارے میں موجود لوں" ایاز خیرے کہا۔

"انکل ائم بہت ابھی طرف اس کے بارے میں سوچ چکا ہوں، میں اپ کو تباہیا ہے، میں پچھلے کچھ  
مرے سے صرف اسی کے بارے میں فی سوچ آ رہا ہوں۔ آپ پہنچ، اس طبقے میں میری مد نظریں۔" اس نے  
قیامت سے کہا۔

"جب اب ہم پایے کرلو گے، اس کے بعد مجھ کی کرد گے؟"  
"چنانچہ، ابھی ایڈیشن صرف یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

"میں چنانچہ اس طبقے میں بات کروں گا۔ تم ابھی سارے ماحلے کے بارے میں ایک بار پھر  
سرچ۔ انہوں نے اسے پھر کھانے کی کوشش کی۔

"آپ مجھے بھی ولادت کئے ہیں یا نہیں؟" عمرے ان کی بات کے جواب میں سوال کیا۔  
"وکیوں غرائی الحال تو تمہارے لئے صرف دو چار ماہ کی بھٹکی پر جانا ہوتا ہے۔ اس کے بعد کچھ مردگزار

جانے کے بعد اپنی بھٹکی پر جاؤ یا۔ کنکہ ابھی نویز طور پر تم پر کوئی بھی اتنی ہماری نہیں کرے گے کہ فراہمیں دو  
سال کی بھٹکی دے دے۔ تمہاری حروف کی بھروسہ اس کے حکم اور اس کے کرکٹھنکی کوشش کر  
تمہاری چار ماہ کی بھٹکی مظہر کرنا ہوں بعد میں اسے دو ٹوکنے کے۔" ایاز خیرے اسے دو ٹوکنے کا نام کہا۔

"نیک ہے آپ فی الیگ چھپے چار ماہ کی بھٹکی پر بکھو دیں۔" عمران کی بات مان گیا۔  
"میں فری طور پر اپنی بھٹکی کی مظہری جانا چاہتا ہوں۔"

"آئی جی تم سے اتنا خوش ہے کہ وہ بڑی خوشی سے تمہیں بھٹکی پر بکھو لے گا۔ تم کو اس بارے میں پریشان  
ہونے کی خود رفت نہیں ہے۔" ایاز خیرے بیٹے پھلکے انداز میں کہا۔

"بلکہ وہ تم سے اتنا خوب ہے کہ کاس کا کاس طبقے تو تمہاری اس بھٹکی کو کمی خوش نہیں ہونے دے۔"  
"وہ خوکون سب ایسا چاہا آرہی ہے، تاریخ میں اس سے زیادہ کمکا اور بزردل آئی جی آج تک اپاٹنے نہیں  
ہوا۔" عمرے بڑی بے باکی سے تہرہ کیا۔

کچھ احتیاط کرو..... اگر تمہاری لائن اسٹری ایڈر آیزو روپیٹن ہوئی تو ایسے تمہروں کے بعد تمہارا کیا خسرو ہو گا جیسیں  
یاد رکھنا چاہیے۔"

"اگر وہ آپ کا دوست نہ ہوتا تو میں یہ جلاس کے حد پر اس کے آنس میں کہ کر آؤ۔ میں اس سے  
خوفزدہ نہیں ہوں۔" عمرے نے خوفی سے کہا۔

"تم کتنے پہاڑوں، میں ابھی طرف جاتا ہوں۔ فی الحال فون بند کر رہا ہوں۔ کمال نامی لی ہو گئی ہے تم  
اب اپنا سامان پیک کر کارا شریع کرواد، میں چند ہوں تک تمہاری بھٹکی کے بارے میں آدمیوں کی بھروسہ ہوں گا۔"

ایاز خیرے نے فون بند کرنے کے بعد کہا۔ فون کا رسیدور کو عمرے نے بے انتیار کر جھکا۔ اپنی کرسی کی پشت

سے پیک لگا کہ دہت دیر بکا اپنی کپٹیں کو سلاتا رہا۔



"جیند کے کچھ ایسے ہیں۔ تم سے ملتا چاہیے ہیں۔" جیند نے اس کے کر کے میں آ کرتے سے اطلاع دی۔  
"میں ان سے ملتا ہیں جانتا ہیں۔ آپ مخدوت کر لیں، کوئی ایک چکو زدے دیں۔" علیہ نے ہاتھ میں بکھری  
ہی کتاب بند کرنے کو چاہی۔

"ان سے بھی کہہ دیتی ہوں کہ تم اس سے ملتا ہیں جانتا ہیں۔"

جیند نے دلپیں ہڑتے ہوئے کہا علیہ نہ فاموش رہی۔ اس سارے ماحلے میں وہ اگر کسی سے واقعی شرم نہ  
تھی تو وہ جیند کی ایور نامی طرف پر اس کے والدین ہی تھے۔ اس نے جیند سے پکھنیں کہا وہ کر کے سے کل کیں۔  
علیہ نے کتاب کو ایک طرف رکھ دیا۔ پہلے گی کچھ بھنپنیں پار کر جی اور اس کا کمی پکھنے اور اچاٹ  
ہو گیا تھا۔ پیدا سے انہوں کو وہ ایک طرف کی اور اس نے کیٹ لایا۔ پکھنے کوئی دشکش تھی  
رہی پھر کیدم اس نے اسی طرف کو بھی آپ کر دیا۔

صرف دونوں پلے اس پکھنے کا ایک تھاں سب کچھ اور اس سب کچھ ایک خوب لگ رہا تھا۔ وہ اب ایک جیب  
سے اخطراب کا ٹھاکر ہو رہی تھی۔ بار بار وہ اپنے زان کے سینہ کو گمراہ اور اس کے کر کر جھکنے کی کوشش کر  
رہی تھی اور بھری طرف داکم ہو رہی تھی۔

کر کے کر دوڑا پے پا یک بار بھر دھک ہوئی۔

"میں کم کم اسیں" اس نے رک کر دوڑا کے کی طرف دیکھا۔ دوڑا وہ کول کر اندر داٹل ہوئے والی ٹانوں اور  
جیند کی ای جیسیں۔ علیہ کے چہرے کارچک بدل گیا۔ اسے تو قنچیں جی کہ جیند اسی ناونکے ساتھ ہیں اچاک  
کر کے میں آ جائیں گی۔ اس سے بہتر تھا وہ ان سے مٹھے کے لئے خوب ہو جائی۔

"علیہ اسراہ ایڈم سے ملتا چاہو جیسیں۔ میں انہیں یہاں لے آئی۔" ناؤ نے اعلان کرنے والے  
انداز میں کہا۔

"کہاں پہنچیں سزا ایڈم اسیں چاہے تکنی بگوار دیتی ہوں۔ آپ علیہ کے ساتھ چاہے جیسیں۔"  
ہوئے اس کے کچھ کہنے سے پہلے جیند کی ای سے غائب ہوتے ہوئے کہا اور کر کے کر دوڑا بند کر کے  
ہاہکل کیں۔

"آپ بھی پہنچیں" علیہ نے قدرے بلکا تھے ہوئے جیند کی ای سے کہا۔ اسے اندازہ تھا اس وقت اس  
کے چہرے پر کچھ رنگ آ رہے ہوں گے۔ وہ صورت پر جیسیں۔

"تم بھی بیٹوں" جیند کی ای نے سوڑک طرف اشارہ کرنے کوئے کہا۔ وہ کچھ بھکتی ہوئی ان کے پاس  
اکر بیٹھ گئی۔

جیند نے بھی سب کچھ تادیا ہے۔ انہوں نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ علیہ انہیں دیکھنے

اے چاہیے تھا، وہ ان کے بارے میں اب سوچ رہی تھی۔ امتحان اور جلد بازی میں کیے ہوئے تھے کھڑے کی ضرورت اب تک باراں اس کے سامنے آ رہے تھے۔ یہ قیناً جیسی ایسی کی گفتگو کی تجربہ نہیں تھا، اگرچہ ان کی گفتگوں میں اس کی کثیر تریں اور پچھلادے میں اضافی تباہیاں مگر وہ اس پچھلادے کا سوچ بخوبی تھیں۔ اسے ہر ایک سے اسی روڈ کی توجہ تھی مگر کہ اسے ایسا دعا نہیں تھا کہ وہ خداوند محسوس کرنے کے لیے گی، اگر دوسروں کو میری پرواہ نہیں ہے تو تجھے بھی دوسروں کی پرواہ نہیں ہوئی جائے۔ اس نے وہ توٹی شانع کو اپنے سے پہلے ہو چکا تھا اسے احساس ہو چکا تھا کہ دوسروں کی پرواہ کرنے کے لیے مجبور ہے۔ کم از کم وہ غصہ کو ترا رکھ کر کے خوش رہنے والے لوگوں میں شامل ہونے کی صلاحیت ایجاد کیا۔ اوقیانوس کے لیے کوئی احساسات رکھتی ہے؟۔۔۔ اس غصہ کے لیے تھے وہ پھر متوسط میں اپنے ہم سفر کے طور پر دیکھ رہی تھی جس کے ساتھ وہ پہلے ایک سال سے منسوب تھی جس کے ساتھ وہ مستقبل کو بان کیل پر چھوڑ رہی تھی۔

وہ بار بار خود کی پیلیت لانے کی کوشش کر رہی تھی کہ جیند کو اس سے محبت نہیں ہے۔ اس سے شادی مرفع مرکی خواہش کا احراام تھا لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ درمری طرف جو کچھ بھی قدر، اکم اس کے لیے جیند کوئی عام فتحیں نہیں رہاتیں، وہ اسے بار بار بار آدھا تھا بہت آپس سے افسوس اور استھانیں بھی ہوتے تھے۔  
 اگلے دو تین دن جیند کے گھر مدد لائے آتے رہے، جنہیں بار بار رونگ کر رہا تھا۔ ناؤں اسے سکھائی میں، شمسیہ اپنی مجبوریاں اسے تھائی میں، سکدریہ کرایا سے لہاری کر اس سازے مخالفے میں اسے بات کی۔  
 اس نے بچتے دن تھیراڑا دیئے۔ اس نے اختر فر کی تقدیم پر کسے سامنے نہیں بکھر کی تھی۔ وہ مشبوط نہیں تھی، اگرچہ دنیک کوشش کر کیمی لیتی تھی تو کبھی کیا وہ جنہیں اور اس کی طبقی کے بغیر رہ کر کی تھی..... وہ انہیں جعل نہیں کیتی تھی۔ وہ انہیں کات کر اپنی دنگی سے اگلے نہیں کر کیتی تھی۔  
 ناؤں اس کے فیضی پر سکن کا ساس لیا تھا، اس کے اس فیضی سے سب سے زیادہ سوال کا سامنا انہیں لی کر پڑا تھا، وہ خوش تھیں کہ وہ بچتے تھیں۔

"میں بھی جانتا۔ میں تمہارا خیر یا کیسے ادا کوں؟" جنید نے فون پر اس سے کہا تھا۔  
 "اس کی ضرورت بھیں ہے۔" علیحدے جو کام کہا۔  
 "تم میرے نے لے بہت اہم ہو۔"  
 "میرے لئے بہت اہم ہو۔"

"Last few days were a nightmare I'm happy I'm out of it"

کی۔ ”مگر کوہاڑے کی مرگ آتی تھے بہت صرف ہو گیا ہے۔ جنہیں اور اس کی دوستی بہت پرانی ہے۔ پرانی دوستیوں سے  
بہت زیادہ دینہات اور احصاءات الاؤڈو جاتے ہیں۔ ایک منٹ بہت تحریری ہو جاتی ہے اور عمر کوہاڑے لیے ہمارے  
مرکز کے ایک فرد جیسا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تم اسے کیون پسند کرنے کی وجہ سے پسند کرنے والے ہو، یقیناً تمہارے پاس گئی اسے پاس  
مرنے کی وجہ سے کوئی نہ کوئی جھگڑہ ہو گئی۔ اسی طرح جس طرح ہمارے پاس اسے پسند کرنے والی وجہات میں، مگر عمر  
ہمارے اور جنہیں کے درمیان ملکیتیں بننا چاہیے۔“

"جنہیم سے محبت کرتا ہے اور یہ محبت عکسی کو بھی سے نہیں ہے۔ ملیروہ تم اگلی ہمارے گرفتاریں آئیں تو، ملکن کی طبق ایک سال سے ہمارے گرفتاری ساتھ ہے۔ ہم سب کو بہت ہمارتے ہوئے تھے تھاری یہ شادی نہ ہونے سے فوجہ جنہیں دھڑکنیں ہو گیا ہم سب حسرت ہوں گے اور تم گیا ہمارتے ہوئے۔ جھیں جھینے نہ راضی کا حق ہے جن کی اس سخن کیں از کم جھیں تو چند بھی کوئی اختلاف درجت یاد کرنے نہیں اٹھانا چاہیے۔" وادے سمجھاری تھیں۔ "ہم سب اعم سے مر کرے ہارے میں پھیپھا کریں یعنی نہیں تھا کہ تم جھیں ہو کر دعا چاہیے جو، صرف اس لیے تھا۔" ہم لوگ جنہیں تھیں دعا چاہیے۔ میرے بیرون کا صرف دوست ہے گرفتار ہو جائیں گے اس کی انتہی جان کی تھیں۔ ہمارے لئے کس کی ایسی زندگی ہے ام انداز کر کریں، وہ جیدے کے لیے کس کی ایسی زندگی ہے جو یقین جان کی تھیں اگر پہنچنے کے سفر ہارے گمراہے تو یہ قوش ہم کو منع کر دوں گی۔ دو گرفتاریں اُنے گاہ چاہنے کی وجہ اور دوست کا قاتل ہے اس کو رہنے دے۔ ملیروہ اداں کے اس تخلیٰ سے تمہاری اور جیدی کی ذمہ دی کوئی دو خوبیں چھپے گا۔ جھیں اس بات کی گاہی دیتی ہوں گرفتار چھوپی جائیں تو اس طرح دھوکوں کو تم کہاں از کم میں اسی تھیں کرتی۔ میرے اہم سب بہت پریشان ہیں مصروف ہم بلکہ جیدی بھی۔ میں چاہیں ہوں کچھ بھی ختم کر دو سب دیواری ہے۔ جھینے ساتھ ہے اور یہاں پرے اور یہاں سے مغذی کرنے کے لئے تھے۔"

میرا بھائی کے ساتھ مل کر اپنے بھائی کو دیکھ لے جائے گا۔ میرا بھائی کے ساتھ مل کر اپنے بھائی کو دیکھ لے جائے گا۔

"ہماری زندگی بھیٹ سے جڑی smooth (ہمارا) رہی ہے، ہم نے کبھی یونہیں سوچا تھا کہ اس طرح سہاری زندگی میں کوئی کرمسن اُتے گا۔"

دہ ایک بار پھر کہنے لگیں۔ علیہ کے اعصاب کا بڑا جو بڑھتا جا رہا تھا، وہاں جیسے ایک دم اسے اپنی ہر دلیل را درج کرنے کا ارادہ کرتا تھا۔

اس لیے ہم سوچیں گے کہ میں کیا کریں، ابھی بہت زیادہ لوگوں کو پڑھنی چاہا گرے۔ کچھ دوں  
پہلیں طیارہ! اسی پہلیں وہاں جائیے۔ تمہاری سبزی خلیل کے ساتھ اپنی دلخواہی تو کہے کہ یہاں فرشتہ کو گھوکھا کر، اس  
کو اور بے عرفی کا اندازہ کر کوئی نہیں کامنا ہے۔ سبزی خلیل کو کر کر جائیے گا اور صرف ری ہیں تھیریں! لانگھنے!، شی

”اُنگر کی فنی سے محبت ہو تو اس سے دایتہ فنی سے محبت ہو جاتی ہے۔“  
 عمر نے کہا اکامتے ہوئے بے انتہا رتہ لگا۔ جہنم کے تختے پر پکوچھ گیا۔  
 ”اس سے زیادہ کھاچا ہال جنم اس من پر نہیں بول سکتے تھے۔ یہ کہاں سے پڑھا ہے تم نے جس سے  
 محبت ہو، اس سے دایتہ ہر جز سے محبت ہو جاتی ہے۔“ وہ اب بھی اس کے لفڑے پر مظہر ہوا تھا۔  
 ”میں نے پڑھائیں، میں نے سنائے۔“  
 ”تو آپ نے ملٹھا ہے جیدا جنم صاحب ایسا تو غاروں کے زبانے کا انسان کی خیں کرتا ہو گا اور  
 آپ بیٹھے ہیں ایک جدید درور میں۔“

”زمانہ بدلتا ہے۔ قحط، احساسات اور جذبات تو جنم بدلے۔“  
 ”یہ کچھ تجھاری ذاتی رائے ہے، مشنی، اور کے انسان کے جذبات بھی بدل سکتے ہیں۔“  
 ”جو بھی ہے، اس کو مجھ سے دایتہ لوگوں کی پروار کرنی چاہیے اور تم جسم سے دایتہ ہو۔“  
 ”اوہ بھی کہوں کرتنی چاہیے کیا ایسا کرتے ہو؟“ جیدا نے ایک بار پھر اس کی بات کافی۔  
 ”میں ان تمام لوگوں سے محبت کرتا ہوں جن سے دے کرتنی ہے۔“  
 ”اچھا؟ تو تمہری جنم ان تمام لوگوں سے فترت بھی ہوئی چاہیے، جس سے دے کرتنی ہے۔“  
 جیدا جواب ہرگی۔ میرا یک بار پھر طہران کے محل کا نام میں صورت تھا۔  
 ”آہ، اس نامی جگہ چھوڑ دے گا، زمین اپنی جگہ سے بٹ کر نہیں یوچن نہیں، رکنی چاہیے کہ تم عذر ہو۔  
 کے خلاف پکوچھ کو گے اور اس کے خلاف بیری حالت کرنا تو یہی ایک خوب ہے۔“  
 جیدا نے اپنی بیٹت میں چاہا تھی اخوات ہوئے کیا سرماں کی بات پر کہا۔  
 ”درست۔ تم کو کوشش کر کیوں رہے، جھیں پڑھوں چاہیے کہ ہماری فلکی کا اسکی بات پر کہا۔“  
 We are always right  
 ”ہم اور اپنی فلکی کے ایک سبھ کے خلاف اس طرح رسماوت میں پھر میں باخی کروں، سوال ہی پورا  
 فلکی ہے۔“  
 چنے نے پکوچھ کہا۔ اس نے صرف ایک گمراہی اپنے کاٹے ہوئے اس کی بات کافی۔  
 سکرنا کے۔  
 ”تجہاری یکزن۔“ جیدا نے پکوچھ کہا اس کا عمر نہیں اپنے کاٹے ہوئے اس کی بات کافی۔  
 ”اس بات سے تمہارا کام مطلب ہے۔“ بھری یکزن، ”وہ تجہاری ہوتے رالی جو ہے۔“ عمر نے جھیکی۔  
 ”اوکے، اوکے My bride to be“ جیدا نے کندھے پر جھکتے ہوئے کہا۔ ”یہی طرح بعد میں کسے  
 میں تو کی کروں گا؟“  
 ”بعد میں کیا کرے گی۔ کم آن جیدا جنم لوگوں کے درہمان واحد سلطنتی ہوں۔ میں جہاں ہوں گا نہیں اور  
 تم لوگوں کا جھڑا کس پر ہواؤ ہے۔“

(چھپلے چددن ایک بجا یا کھاک طرح تھے، میں خوش ہوں کوہا اس سے نکل آیا)  
 ”دوسا کے لہجے سے اس کے سکون اور طہران کا امداد کر سکتے تھے۔“  
 ”جیدا آپ نے ایک حقیقت بھی تاری، ایک بھی آپ کو تاری ہے۔ کیا ہم کل مل سکتے ہیں؟“ ملبوہ  
 نے کہا۔  
 ”کل... کل نہیں، بلکہ میں صورت ہوں گا۔“ جیدا کو یادگاریں کل عمر لا ہو رہا تھا اور اسے عمر کے ساتھ ہو نہ تھا۔  
 ”پرسوں لئے ہیں۔“ ”میک ہے، پرسوں لئے ہیں۔“  
 ☆☆☆  
 ”مرا اور جنیدور سٹورٹ میں پہنچنے کو کہ رہے تھے۔“  
 ”ہمہ شادی کی حقیقت کب ملے ہو رہی ہے؟“ عمر نے کامنے سے بھلی کے ایک گلے کو دہنی ڈالنے  
 ہوئے کہا۔  
 ”پرسوں بابا جارہے ہیں اسی کے ساتھ۔“ اس نے سلا کا ایک بکرا لامبا ہوئے جواب دی۔  
 ”بُرکا ہے۔ پرانی والی فٹھ علی دوبارہ رکھ دی۔ ابھی بھی دن تین ایک نسل اور دن پانچے گا۔“  
 جیدا نے کہا۔  
 ”نہیں یا را فٹھ چیخ کرو۔ اس طرح تو ہم لوگ ہر بے ملکوں بھو جائیں گے کہ پہنچنے پلے کیوں خادی  
 کیسیں کر رہے ہے اور ارب کیوں دوبارہ رکھ دیں۔ لوگ یہیں کہیں گے کہ لوکی نے کوئی ملک کوڑا کیا  
 ہے۔“ عمر نے پلے کچھے اندوز بن لولا۔  
 ”وہ ملکہ کرا تو لوگی نے یہی تھا۔“ جیدا نے کہا۔  
 ”نہیں جو بھی تھا۔ ہم لوگی والے ہیں، ہماری پوری شیخ خراب ہوگی۔“ عمر نے اس کے جھٹکے کو نظر انداز  
 کر کے ہوئے کہا۔  
 ”اس سازے معاملے میں لڑکی والوں کا درول تو ہماری بھی رہا ہے۔ تم لوگوں کو کیا پڑھائی ہوئی ہے، سب پکو  
 تو ہمیں عی کرنا پڑا ہے۔ مت ناہت صفاتیاں اور ساختی اور کیا کیا پکو۔“  
 عمر نے بھلی کامنے کا تھا نظریں اخراج کر اسے دیکھا۔  
 ”you deserved it“  
 تمہارے ساتھ یہی ہوتا تھا کیونکہ اس طرح تو تمہارا تھا۔ اس نے بھلی کی سے جیدا سے کہا۔  
 ”میں نے چھینی میں کیا تھا کہ اس کی سرگرمی.....“ جیدا نے اس کی بات کاٹ دی۔  
 ”تم جھوڑو، تو اسکو کیا کوئی کھٹکی نہیں پڑھتا۔“  
 ”میں پولس والا ہوں اور وہ مجھے ان دروں سے زیادہ برا بھتی ہے۔“ عمر نے ہوئے دوبارہ اپنی بیٹت کی  
 طرف متوجہ ہوا۔

”پلیز آپت... طازم من رہے ہیں۔ یہ دیکھو مر آیا جو ہے۔ وہ کیا کہے گا۔“ میں نے تائی سے کہا کہ بالکل فکر د کرو، طازم من رہے ہیں نہیں۔ پک کہوں گام اٹھیاں ہو۔ اترشاد کیجئے تو درود لے جائیں۔“ اس پارچہ نہیں اس کی بات پڑھ پڑا۔ ”تم گھری ہو جو ہی کہنے اشان ہو۔ اترشاد کیجئے تو درود لے جائیں۔“

”مجھے ان دونوں کاموں کی خاص ترتیب دی گئی ہے سول سو من اور پیسوں من میں اترشاد کیجئے تو درود لے جائیں۔“ اضافی ملاجیت کی وجہ سے یہ شہویت اختیار کی تھی میں نے یہ ملاجیت نہ ہوئی تھی بھی اتنا عرصہ پہلوں میں رہ کر خود ہی آجائی۔“

عمری میں کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے کہہ رہا تھا، وہ شاید کچھ اور سکھا کے کام سوچ رہا تھا۔

”تم شادی کرد گے تو میں دکھوں گا۔“ مگر کتنے تیس ماہ خان بات ہوتے ہو، تم بھی اسی طرح کی فرمائیں رہا تھا۔ اس کا بھرپور انتہا ہے جس پر درود کامناق اڑا رہے ہو۔“

”میں اسی لیے شادی کرنی نہیں رہا ہوں، زندگی آزادی گزارنی چاہیے پابندیوں کے بغیر۔“ اس نے دیر کو بلکہ اکیل اور دش کا آرزو دیتے ہوئے کہا۔

”اور جوڑی اس کا بھی خیال ہے؟“ جیہیں اس پارچہ تجھے ہو گیا۔

”جوڑی کا ذکر کیا ہے؟“ میں اسی شانی سے آگیو؟“ عمر نے جیان سے کہا۔

”کبیں تم اس سے شادی نہیں کرنا چاہیے؟“

”نہیں۔ تم جانتے ہو گوئیوں سردوں میں رہ کر میں کسی غیر لکھی سے تو شادی نہیں کر سکتا۔“

”مگر تم تو اس میں بیٹھتے اٹھتے ہے۔“

”و تو اب بھی ہوں۔۔۔ مگر شادی نہیں شاید اگر کبھی سردوں مچوڑ دی اور شادی کے بارے میں سوچنے لگا تو شاید جوڑی سے ہی کروں۔“

”اب سردوں سچوڑتے کام سوچ رہے ہو؟“ جیہیں کی جیونگی میں پک کہہ اٹھا نہ ہو گیا۔

”نوری ہلدو پر نہیں گر In the long run شاید۔۔۔ انگی میں انہیں اے کروں گا پھر اگر کسی اندر میں اپنی میں جا پہنچ لیتی تو دوبارہ پاکستان نہیں آؤں گا، نہیں جب میں پلی ایچ ذی کروں گا پھر دکھوں گا کیا آپنزہ ہوتے ہیں میرے پاس، ہو سکتا ہے تب لک پاکستان میں حالات پکھ بخڑھ جائیں اور میں دوبارہ جا بکے کے لیے یہاں آ جاؤں گر کی میرے پاس بہت سارے۔“ شاید۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ نجیہد ہو گیا۔

”جھینیں کیمی ایک کر بیٹھنے کی عادت نہیں ہے، اب آپت آپت۔۔۔ یہ عادات اپنالو۔“ عرب اس کی طیعت پر سکلایا۔

”میں مجھی ہوں۔۔۔ میں کہنیں بھی ہوں تو دیکھ جنس دیکھ لے سکتا ہے۔۔۔ یہ سب کوئی بھی نہیں آتا یا پس کوئی بھی نہیں۔“ اس باراں کی آواز قدرے۔۔۔ جسی تھی۔۔۔ شاید کچھ اور سال گزر جاپائے کے بعد مجھ میں کچھ بدیجیاں آ جائیں۔۔۔

”God Knows“

اس نے ڈانگک ہال میں اور ادھر نظر س دوڑاتے ہوئے خالی لپچ میں کہا۔ ”چھٹی پر کب جا رہے ہو۔“

”تم کہنیں اس لیے تو باہر نہیں جا رہے؟“ جیہیں نے اچاک پر چما۔ ”ورتے اس طرح چھٹی پر جانے کا تھا را ارادہ پسے تو نہیں تھا۔“

”کس تقدیر ہیں آدمی ہو تو۔“ عمر نے اسے سراہا۔ ”میں تو اندازہ ہی نہیں کر سکتا قہا کشم اتنی بڑی یہ سب جان جا کر گے۔“

اس کی نظر دوں میں اب جیہیں کے لیے ملے ملکوں اتنی قسم داؤں کی خاطر پاہر جانا گا۔“ اس پارچہ ترے پر ہوئے ہوئے میں حیز اور پلک آواز کے ساتھ کہا۔ ”میری اے اسی اور دیکھو گئے تو چھیس اندازہ ہو گا کہ میں اس طرح گردن سک پھسا ہوا ہوں اور دم ہیاں پیٹھے احتوں کی طرح اندازے لے رہے ہو۔“

”مجھے اے اسی ایک خیال آیا۔“ جیہیں نے قدرے مذکورے خواہات انداز میں کہا۔

”تم ایسے خیالات سے اپنے دماغ کو قفلی رکھا کر دو۔“ میر سلاہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”طیہرہ اکیل ابھی بیوی اور محبت کرنے والی ماں ہاٹ ہو گی۔“

جیہیں اس کے تھرے پر کملایا۔

”مجھے اس میں شہر نہیں ہے)“ don't doubt that

”تو پھر اخ پر اپنے لی کیا ہے، دیے ہی اگر جھینیں شادی کرنی ہے تو پھر اس طرح کی بے ووت برداشت کرنے کا عادی ہونا چاہیے۔“ عمر بات کر کے تجھے اس کا فرقاً ادا کیا۔

”جس سے میں شادی کرد گے فرمائی رہا تو میری اور خانی کی زندگی یہی گزارو۔“ یہ شادی کی ایک Prerequisite میں فرمائی رہا کی خوبی شہر پالی جائیں ہو۔

”جیہیں بہت برج ہے ان تمام معاملات کا۔“ جیہیں نے پکھ بھیتے ہوئے انداز میں کہا۔

”ہاں بہت زیادہ برج ہے مجھے۔۔۔ اپنے اگر دو کو لوگوں سے ماحصل کیا ہے، آج میں دو ہر جا میں کے ساتھ تھا۔ وہ اپنا گھر خدا رہا ہے، بے چارے نے اپنے بیٹے داروں کی کلکھن اپنی مرضی کی روپی۔۔۔ آج اچاک دیکھنے پلی گئی۔۔۔ ہم دوسری لمحے کر رہے تھے جب وہ دلیں گھر آئی اور اس نے وہ بے عزمی کی عباس کی طبیعت ساف ہو گئی۔۔۔ پاچاں نے اسی وقت فون کر کے کلکھن بیدار ہوئے کہہ رہا تھا۔“ وہ پھر مخفوظ ہوئے کہہ رہا تھا۔

”جیہیں شہر آئی چاہیے میرا تم میلانی اڑا رہے ہوا پہن کر کن کن کا۔“ جیہیں نے کوئی فوضی سے کہا۔

”مجھے کیوں شہر آئی چاہیے، میں تو بڑے اٹھیاں سے لئے کتاب رہا اور مذکور میں عباس کی دعا اور ساحص اور مذکور میں بات کر لیتا تو مجھے اونچی آواز کی اس کے سامنے اونچی آواز میں بات کر لیتا تو مجھے کھڑا کر دھا اور اب جب تائی کو صدر آتا ہے تو وہ آسان سر پر اٹھا لیتی ہے اور وہ کہہ رہا ہوتا ہے ہے ہے ہاتھ۔

”ڈارنگ، اٹی۔“ وہ اکھلسا رہا تھا۔

”جہیں واقعی درسوں کے پذیرات اور احصاءات کی کوئی پروانگی نہیں ہے۔ نیک ہے، مت آئے میری شادی پر میری طرف سے بھائیں جاؤ۔“ جہید بیرون اٹا شادی کرنے لگا۔

”ویرگومت بلا کہ۔ میرا خاص الباڑی تو کرے کارا وادے ہے، انہی تو نیک اور کوس طلے گا۔“

مرنے کا۔ جہید بیرون اٹا شادی کرنے کے رک گیا۔

”اب اب اپنا حصہ فرم کر دیاں ہیں۔ جہیں ہائے تھے تھارے فٹے کا مجھ پر کوئی اٹھیں ہوتا، میں دکھون گا اگر ممکن ہو تو فلاٹ کپسٹل کر دوں گا۔“ ”مرنے اسے تسلی دی۔

”تم وعدہ کر رہے ہو؟“ جہید نے کہا۔

”میں ایک اماکان کی بات کر رہا ہوں۔“

”محظی تھارے امکات سے کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھ سے صاف بات کرو۔“ جہید نے کہا۔

”یہ بچت ذر کے بعد کریں گے، انہی کو ماں جو موئے کرو یا۔“ ”مرنے اسے لا۔“

جہید کو دراسے گھوڑا رہا اور ایک بار بھر انہی پٹیت پر بچک گیا، پکھدی رہے بعد وہ پہلی طرح کپٹ پتھ میں صرف تھے۔

کھانا فلم کرنے کے بعد مرنے اپنا دالٹ نکال لیا۔

”میں مل دوں گا۔“ جہید نے اس سے کہا۔ ”تم کو ہمارا میں لایا تھا۔“

”جیس آج میں دوں کا بیٹھ تھا را کھایا ہے آج تم پیس والوں کا بھی کھاوا۔“ ”مرنے اپنا دالٹ کھلتے ہوئے کہا۔

”ضرور کیوں نہیں، دو مل۔“ جہید نے لاپڈائی سے اپنا دالٹ دبارہ اپنی پاکٹ میں رکھ لیا۔ مرنے دشکو اشارہ کی تھا۔

”بیندی بیری گاڑی تم لے لو۔“ اس نے اپنا گم کہا۔

”تم اسے بیٹھا جائے ہو؟“

کھانشہر کردا انہی پھر جہیں پھوپھو ہیں، تم جانتے ہوئے لیے میں کہا۔ دو اب مل رکھتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کر رہا تھا۔

”پھر...؟“

”آئے کفرہوں کر تم لے لو، تھوڑے رہا ہوں یا رامیں تو جا رہا ہوں گاڑی کا اپ کیا کرنا ہے، بیچتا اس۔

میں چاہتا کیک بلدی جس طرح پھر جیسی کیں، تم جانتے ہو درکھ میں سکھنیں۔ یہاں پاکستان میں کوئی دیکھے اسے شادی کا تھجھ کھو، بچک سال ہی ہے یا۔ انہی تو بالکل نی ہے۔

”لیکن صرے پاس تو گاڑی ہے۔“ جہید نے کہا۔

”کوئی بات نہیں یہ بھی رکھ لو، یہ تم لے لو اپنی دلی علیہ کو گفت کر دیتا۔“ جہید اس کی بات پر نہ۔

بہید نے مرضی پرل دیا۔

”اب کچھ دوں کی بات ہے، سامان وغیرہ کی بیٹک شروع کر دادی ہے، میں بچ میں لاہور میں ہوں گا بائس کو فلاٹ ہے میری۔“

بہید کھانا کھاتے کھاتے رک گیا۔

”کیا مطلب؟“

”کس بات کا؟“

”کہاں کی فلاٹ ہے تمہاری؟“

”امریکی۔“

”تم بیری شادی ایسیں کیے بغیر جاؤ گے؟“ جہید کو یقین نہیں آیا۔

”بھروسی ہے۔“

”کیا بھروسی ہے؟“ جہید بہم ہو گیا۔

”میں اپنے امریکہ جا کر اپنے آپ شرود کھانا ہیں۔ کون اسی بخوبی بہتر رہے گی اور اس طرح کی اور بہت سی

چیزیں۔ میں نے تو آج اپنی فلاٹ کی بیکل بھی کو رکھا۔“

”I don't believe it“

”میا کر رہا ہو جہید! اپر اپر اپنے سماجی اس طرح کو دے۔“

”میا پر اپنے سماجی بھروسی بخوبی روز رو نہیں ہو گی۔“

”میں بھا جائے پہلے آؤ گا۔ تم لوگوں کو تو زخمی دوں گا تو فرم۔“ ”مرنے اسے تسلی دیئے کی کوشش کی۔

”اتنی جلدی جہیں کپسٹل کیے گی، انہی تو تم نے چارچار پھوڈا بھی نہیں ہے اور جھیں خود احساس ہوا چاہیے تھا تو دن اگے بچھے ہو جائے سے کیا فرق پڑتا ہے۔“

”میں بھت فرق پڑتا ہے۔“ جہیں کو مجھے امریکہ میں ہونا ہے، بر قیمت پر کیک ایک لباجا چوڑا مسلسلہ ہے

وہاں بھرے کا مول کا، یہ ایک اتفاق ہی ہے کہ مجھے بائس کی فلاٹ کی ورس میں تو میں بھی کوٹھ کر رہا تھا، بھروسی

میں کو اسی در پیچا جاؤ گا۔ تمہارے ساتھ سارا دن گزاروں گا بچک تمہارے گھر ہے۔ بیری اور تمہاری دوستی اسی میں آئتا ہے اسی نہیں ہوتا۔“

”بھروسے لیے بہت اہم ہے تم جو کر۔“

”میرے اس کی بات کافی۔“

”اچا جامیا کرنا کہ تم بھی میری شادی پر شاہزادی۔“

”جہید بچک دیوار سے دیکھا رہا۔“ ”طیور تھمارے بارے میں جو کچھ کہتی ہے، مجیک کہتی ہے۔“

انجمنوں، ایکوپل، امیکن تھی اس نے مجھے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کھایا۔ جو جو تھی جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی دی میں نے اسے ڈاؤن کے ذریعے پر پورا کیا تھا مگر اس نے اکار کر دیا۔ یہ مرے لئے زندگی کا بسے بڑا صدمہ تھا، ہم دونوں کے درمیان پھر سب کچھ تھم ہو گیا صرف تھی۔ اس نے زندگی میں کچھ بھی بھوئے تھے نہیں بولا گیا۔ بیشتر جھوٹ ہوتا تھا اس کی زبان پر، جو جیز، ہر حقیقت کو اس نے مجھے پچھاگا کر مجھے سب کو پہنچا لگا۔ کچھ دلت کا گرمیں اس کو بہت اچھی طرح جاتی تھی۔ اس نے پاندہ کرنی ہوں میں عمر کر، اس نے نہیں کہ اس نے مرے پر پوزل کو تھا کہ ایسا، خالیہ شرود میں میکی جوہر کو گردھ میں یہ اس کی اصلیت تھی جس نے مجھے اس سے پر گزشتے ہیں۔ وہ ریپر پوزل جوں کر لیتا تو مجھی مرے لیے عمر کے سکھے زندگی کی زندگی اور بہت مشکل ہوتا، بہت سماں کی سافنی اور دو نظر آدمی کے ساتھ نہیں رکھتی تھی اور جو آدمی رہے، جو خود فرش اور خام بھی ہو۔ اس کے ساتھ تھے۔ آپ کو کمرے پارے میں میں نے یہ سب کچھ نہیں بتایا کہ مجھے آپ کے اوامر کے تعلق کا شکار ہے۔ نہیں تھا اور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کو کم کہا تو بہت سماں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں طرح کی پنڈیگ اور break ups بہت عام ہیں، کوئی بھی شادی کرتے ہوئے یہ ساری اچھیں اخلاق کو درسرے پانٹر کے ساتھ نہیں رکھتا۔ ہمیں زندگی ہوں کے بارے میں اسے پوچھتا ہے۔ مرے لیے بھی یہ بہت عام ہاتے ہیں اب جب مجھے آپ کے اوامر کے درمیان تعلق کا پانچل چکا ہے تو پھر آپ کو کمی مرے لیے اور مرے کے بارے میں سب کچھ ہاتھ چاہیے۔ سب کچھ۔ میں اسے پند کرتی تھی۔ میں اس سے شادی کرنے کی کوشش کی میں ناکام رہی اور میں اب اس سے محبت نہیں کرتی ہوں میں شاید اب اس سے نفرت بھی نہیں کرتی ہوں۔

گمراہی کمک دے دیا تھا اس کی زندگی کو کتنے بھائیں ہوں۔ اب آپ خود یہ طریقے کر لیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔

وہ کافی کام اُخڑی سب لے کر اٹھ کر ہوئی۔ جنید ہلاکت نہیں، کسی مجھے کی طرح وہ ملک، دم بخودہاں پہنچا۔ علیوہ مزید کمک کے لئے خیرت میرورت سے باہر آگئی۔

جنید کا زمین آئندھیوں کی زمیں آیا ہوا تھا۔ عرچا جیگر۔ اس نے یہ سب کیوں کیا۔؟ اس طرح؟ صرف علیوہ میں تھے تھے تاریکی میں رکھا گیا تھا، وہ خود بھی اسی طرح اندر جھرے میں رکھا گیا تھا۔ جنید نے اپنے احاسات کو شافت کرنے کی کوشش کی۔ کیا یہ قابلِ بین تھا کہ وہ عمر جاہنگیر علیوہ کے بارے میں یہ جانے کے باوجود کوئی نامہ گورنمنٹ، رکھتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔ کیا وہ اوقیانوس سے بحث کرتا تھا۔ اس کا کرنا چاہیے تھا۔ کیا گرم سے بات کرنی چاہیے تھی۔ کیا جو جو تھے بات کرنی چاہیے تھی۔ وہ اس تاریکی سے لفڑا چاہتا تھا جس میں عمر سے رکھ رہا تھا۔

اس نے ایک بار پھر اپنے احاسات کو نٹ لے کو پہنچنے کی کوشش کی۔ ضر..... ضر..... ضر..... وہ زندگی میں کچھ اتنا مشتعل نہیں ہوا تھا۔



”تمہاری گاڑی کو پہچانتی ہے۔ ملوقاں مکار نہیں کرے گی وہ؟“

”نہیں کرے گی یا را کجھا اسے۔ اتنا بھی فراہمی دار نہیں کی مدد و روت نہیں ہے جیسی۔“

”اچھا لیتا ہوں۔“

”مرگ کر لیا۔“ اور سماں گرینی کی انکس میں آجائے گا۔ تم اور علیہ چاہ تو وہ بھی لے لو۔ ”جنید نے جوانی سے اسے دیکھا۔

”کیوں؟“

”میں نے جیسی تھیا ہے، میں لے عرصے سک بابرہتا چاہتا ہوں۔ سماں پڑا خراب ہوتا رہے گا، دیے گئی دامیں آکر سب پکھنالاں گا۔“ عرنے انتہے ہوئے کہا۔

”جیسیں اتنا حام طالی نہیں کی مدد و روت نہیں ہے۔ دامیں آکر ان چیزوں کو خود استعمال کریں۔“ جنید نے اسے جھوکا۔

”بھیری آفرور قرار ہے۔ تم اور علیہ جو ہاں ہوں، اس میں سے لے لئے ہو۔“ عمر صرف تھا۔

”گاڑی بہت کافی ہے۔ اس سے زیادہ بہجا تھیں بھیری شادی پر کوئی اور نہیں دے گا اور میں بہت زیادہ ستار اور رومی ہو گیا ہوں۔ علیہ کرنے کی مدد و روت نہیں ہے۔ میں تمہاری چیزوں کا خیال رکھوں گا۔ علیہ ہے، ہاؤ یہیں کیوں خراب ہوگا سماں؟“

”گریز علیوہ کی شادی کے بعد انکل ایزا کے ساتھ رہیں گی اسلام آباد میں، لازم ہی ہوں گے دوچار، وہ بھی اپنے کو رکھ رہیں گے، مگر تو تیرپیاں نہیں ہو جائے گا۔ کون و کچھ کا ہے۔“ وہ رسمیت سے باہر بکل آئے۔

”جیسیں پریشان ہوئے کی مدد و روت نہیں ہے، میں اور علیہ جاتے رہیں گے دہا کوئی چیز خوب نہیں ہوگی assure you۔“ جنید نے اسے یقین دیا کرو۔

”تم کون سا خذیلوں کے لیے جا سے ہو، دوسال بعد آؤ گے ہی بلکہ اس سے پہلے ہی آئے کی کوشش کرنا۔“ جنید نے اسے کہا۔

”یہ آگے جل کر ہی پتا چلے گا۔“ عرنے کہا۔



”مجھے عرصے بھت تھی، وہ لیکی تھی بھت تھی آپ کرتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ وہ آپ کا درست ہے اور سماں ریت..... بھرے لیے کسی زمانے میں وہ سب سے اہم فضیق، اتنا ہم کیں اس کے کچھ پر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔“

”جس بھت یہاں تھی کہ شاید بھری محبت کی طرف نہیں ہے، میری بھی مجھے سے بھت کرتا ہے۔“

اس نے بھت بنے جنید کو دیکھا اور حکما کیا۔ اس نے پنچ ماہی میں ایک بھی تھی کا اضافہ کیا اور اپنی بات جاری رکھی۔

”ایسا تھیں تھا۔ اسے مجھ سے محبت نہیں تھی، اسے مجھ میں پہچانی سک نہیں تھی۔ اس کے زندگی میں ایک

اسے حرجت ہوئی، وہ عام طور پر کتابیں کمی بھی اس طرح نہیں رکھتا تھا۔ پھر اسے یاد آیا رات کو وہ کتاب پڑھ رہا تھا جب جوڑھ کی کال آئی تھی۔ اس نے فون پر اس سے بات کرنے کرتے گئے دہلی کے عالم میں کتاب کو بارک رکھ کر بند کرنے کے بجائے اسی طرف سائینٹنٹ میں پر رکھ دیا۔ وہ جوڑھ سے بات قائم کرنے کے بعد دوبارہ اس کتاب کو پڑھنا چاہا رہا تھا مگر جوڑھ سے اس کی بات بہت لی ہو گئی اور اس نے جس وقت فون بند کیا۔ اس وقت عمر کو خند آئے تھی تو وہ کتاب کی طرف متوجہ ہوئے بغیر ہی سوگی تھا۔

اس نے کتاب غافلی اور سائینٹنٹ میں پر رکھا ہوا بک اٹھا کر اس کے اندر رکھا پھر اسے بند کر دیا۔ کتاب کو اپنی سائینٹنٹ میں پر رکھنے کے بجائے وہ کتابوں کے اس ہفت کی طرف بڑھ گیا اس نے کتاب کو اس طبق میں رکھ دیا۔ اگرچہ کچھ دن اسے کام کرنے تھے کہ اسے قائم تھی کہ وہ اس کتاب کو پڑھنے کے لیے اب وقت کمال کیکے کچھ دنوں تک اپنے کام منتشر کے بعد اسے اپنے سامان پیک کر کوئا تھا اور پھر اسے لا اور بگداونا چاہا تھا اور اس کی تیاریوں میں صرف ہو جاتا تھا۔

اس کتاب کو دو اب شاید امریکہ جا کر ہی پڑھنے کی فرصت کاٹا پا۔ وہ بھی اس صورت میں اگر وہ اس کے ذہن میں رہتی اور وہ اسے امریکہ ساتھ لے جاتا تو اس لگے کھجور سالوں کو وہ کتابیں گزی کیں تھیں میں پڑھی دیتی تھیں۔ وہ امریکہ جانے سے پہلے اپنے سامان کو ایک بار بچھوڑ دیں رکھنا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا اس نے جوڑھ کو رات کو چبی امریکہ روانی کی بارے میں بتا دیا تھا۔ وہ اپنے اختیار چلا تھی۔

”تو ہلا ختم وابس آرہے ہو؟“

”ہاں لالا خر۔“ عمر اس کے جوش و خوش پر کھلایا۔

”کب تک رہے گے یہاں؟“

”اس میتھے کے آخر تک۔“ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اسے رات کو جوڑھ ہونے والی اپنی گلکوئیا بارے میں تھی۔

☆☆☆

Nine

9:20am

اسے اپنے کمرے سے سوراہ ہوتے دیکھ کر ملازم تیری سے اس کے کمرے کی طرف چلا آیا۔ عمر کے پاس آ کر اس نے سوب اندماں میں اسے سلام کیا رکھنے کی کوئی سلام کیا جا بہرہ دیا اور پھر سیدھا اتنا نکل میں کی طرف بڑھ گیا جبکہ بلازم میں اگلی اندماں میں اس کے پیڑوں کی طرف چلا گیا۔ پیور زدن کا معمول تھا کہ عمر کا اپنے کرسٹے پر ہمارا آدمیتی کا طرز اس کے پیڑوں میں چلا جاتا اور پھر دہماں پر اہمگار کا برپا ہیکھ کر کرے سے ہمارا آدمیتی کا طرز اس کے پیڑوں میں چلا جاتا اور پھر عمر عام طور پر جو بچے ہیکھ کرے تھے کل جاتا تھا کہ آج وہ قدرے لیت تھا۔ نکل میں کے پاس کھڑے

9:10am  
 عمر نے ذریک نکل کے سامنے کھڑے ہو کر ہالوں میں برش کیا اس نے کل رات کو بال کو نہیں تھے۔ پس فوریں میں اتنے سے پہلے پکھ دہ سال میں کی پارہ بڑاں اسکی بندیل کرنے کا مشق تھا۔ دہ سال پہلے سول سو دن جوڑھ کرنے کے بعد اکرچی چیخ کیم کم ہو گیا جوڑھ نکل ہوا۔ سول سو دن میں وہ جس حد تک ہیر کٹ کے بارے میں آزاد روای کا مظہرہ کر سکا تھا اس نے کیا گھر پولس سروں میں آکر یہ چیخ کیم فلم ہو گیا۔ وہ پہلے کنی سالوں سے معمولی ہی تبدیلیں کے ساتھ کر کر کوئی اپنے ہوئے تھا۔

کل رات بھی اس نے باولوں کر کی اندماں میں تھیا تھا، دہ چار پارہ ہالوں میں برش کرنے کے بعد اس نے برش ذریک نکل پر رکھ دیا اور پر چوم اٹھا کر اپنے اوپر پہرے کرنے لگا۔ پھر کے کرنے لگا۔ پھر کوئی گردن پر نظر آئے۔ والے چورخ نشانات نے اس کی تجوہ بھی طرف مددل کر لی۔

پر چوم ذریک نکل پر کھڑے ہوئے اس نے گردن اور کر کے اپنے کارکر کچکھوڑتے ہوئے ان نشانات کو دیکھا۔ کل شام کو کافی کھیتھے ہوئے اس جگہ پر اچاکن کیا اور خارش ہوئی تھی یہینہ کسی کی بیٹھے نے اسے کانا تھا۔ رات کی نہست وہ اب پکھ مددوم ہوئے گئے تھے۔ اس نے پکھ مٹھن ہوئے ہوئے اپنے کارکر ایک بار بھر درست کیا۔ پھر پلت کر اپنے پیڈی کی طرف گیا اور پہلے سائینٹنٹ میں پر پڑی ہوئی رست داچ اٹھا کر اپنی کالی کالی پارہ پارہ نہیں تھا۔ رست واقع پارہ نہیں تھا۔

ذریک نکل کے سامنے اس نے ان چیزوں کو نکل پر رکھا کر اس کی بیٹھنے کی کیپ اتار کر پہن لگا۔ کیپ پہن کر اس نے ایک فرشی تھرا میں اپنے اوپر والی پھر مٹھن ہوئے ہوئے اس نے ایک بار بھر ہوئی، سگر کیس اور اسکو اٹھایا جسے اسے کوئی یاد نہ کر رہا۔ اس کا نکل ہوا نکل کی طرف گیا۔ اس پارہ سے دراز کھو اس کے اندر موجود والٹ کلکا اور اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد اس کی نظر اس کتاب پر پڑی ہی تھے۔ وہ رات کو سونے سے پہلے پڑھ رہا تھا۔ کتاب کو اس نے پہلے سائینٹنٹ میں پیڈی کالی خالت میں پر کھا کر کے کھلی خالت میں پر کھا ہوا تھا۔

امربکل 729  
 بھی خاصے کھلے دل اور جب کا ملک تھا۔ آنکھ اپات اسے اور درسرے ملاز میں کو کچھ سچے پکو دیار رہتا تھا، ملاز میں  
 چھوٹی سویں سفارشیں بھی مان لیتی تھیں، یہ سب چیزیں بہت سے دیرے آئیں۔ میں حصیں گرفتار کو کہ اس لیے پڑے  
 تھے تھیں کہ وہ خیسے تھے میں کہی ان کی تسلیم کرنے کا عادی نہیں تھا۔ وہ خیلی کرنے پر بھر کئے میں تھاں نہیں کرتا تھا ان  
 واثق فٹکیں ایک دن ہوتی تھی کہ ان لوگوں کو تسلیم کا احساس ہوتا۔  
 ”سر ارادت کے لیے کیا باذیں؟“ غفرانے کی اس سے پوچھا۔

”کوئی بات نہیں سر..... میں پھر بھی کھانا بنالوں گا۔ ہو سکتا ہے آپ آئی جائیں۔“

غور نے اس کی وجہ پر بچے کو سوچنے لگا۔ وہ اب واٹیں میں کر رہا تھا۔ غور کی بات کے جواب میں پکوئی کمی کرنے کی بجائے دھرمی خوارگ اور غور اپنے اولاد میں سے اول اتار کر اسے دے رہا تھا۔ عالم ہجھ خلک کے بعد دوسرے بھل کی طرف پڑا۔ اسرا اور کپٹ انھا کر سندھی کی غور نے سندھی سے موبائل، گھریکیں کیس اور انہیں فوجی کام کے لئے بھی طرف پر جا رہا تھا۔ عمران چیزوں کو بخوبی میلتے ہوئے جیونے والے کی طرف پر جا گیا۔ غور اپنے سے پہلے دروازے پر پہنچ کا تھا۔ دروازے کے پاس موجود قدم آئیں۔ یعنی کے پاس پہنچ کر عمر اپکی بارہ کارا اور اس کے پیارے بھائیوں کا تھا۔

”خدا حافظ سے۔“ عمر نے اپنی بیٹت مردوز کی طرح غور کر کا آواز کرنے پڑھ رہا تھا جسے باہر نہ مل رکھ دیا تھے

☆☆☆

Eight

9:30am

گفت پر سو جو دگروز بہت مستندی کے عالم میں کھڑے تھے۔ عمر کی گاہی پاس سے گزرنے پر انہوں نے فرم کر سوچتے کیا عمر نے گذور کیا راست کو کیا اور سو جو دارا پسی سکھا سزا کیا اور انہیں آنکھوں پر چڑھا جانشہ شروع کر دیا۔ وہ عمری گاہی پر سو جو دگروز بہت مستندی کے عالم میں کھڑے تھے۔ عمر کی گاہی پاس سے گزرنے پر انہوں نے فرم کر سوچتے کیا گذور کیا راست کو کیا اور سو جو دارا پسی سکھا سزا کیا اور انہیں آنکھوں پر چڑھا جانشہ شروع کر دیا۔ وہ عمری گاہی کو اس وقت خاصی رنیک تھی۔ عمر نے اپنی گھری براں نظر نہیں، وہ جانتا تھا اسی منٹ کے اندر وہ سر دک کر اس وقت خاصی رنیک تھی۔

دوسرا طالم نے بھی اسے دیکھ کر طالم کی اور بھروس کے لیے کہی کھینچ لیا۔ تاش پلے ہی ڈائیکٹ نیجل پر ہو گردھا۔ عمر نے اپنے تاحمیں بکاری میں بکاری میں بکاری اور سکھی اور سکھی کر کی پر بیٹھنے کے بعد اسی کیسی بھی اکار کر جیں رکھ دی۔

لائز جان چکا تھا، وہ آج نہ اتنا شتر کرنے میں کچھ دلست کیا گئے۔ عام طور پر وہ جب بھی کیپ نہیں اتنا راتھا دو زیادہ نہ زیادہ ایک سالاں چائے کے ایک کپ کے ساتھ کھاتا اور پہنچ ہٹ کے اندر اتنا شتر کی نیش سے اسے جھاتا اور جب وہ اپنی کپ اپارٹمنٹ، اسی دن وہ نہ اتنا شتر میں کسی نہ کسی چینی فرش کا شکر سخوندار کر دیتے۔

"سر آفس سے فون آیا ہے۔" ملازم نے اس کے لیے چائے انٹیلیج ہوئے اسے اخبار دینا ضروری سمجھا۔

لی چیز۔ تمہارے میں پوچھ رہے تھے، میں نے انکی بتا دیا کہ آپ آج کوہ دیرے سے آئیں گے۔ ”لازم  
”آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے، میں نے انکی بتا دیا کہ آپ آج کوہ دیرے سے آئیں گے۔ ”لازم

۴۶

”کوئی ایر جنسی تو نہیں تھی؟“

۱۶۷

”آج آمیٹ ہوا، فرائید ایک بھی لوں گا۔“ عمر نے تھیل سر اک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"تی سر" ملازم سندھی سے ڈاکٹر روم سے لکھ گیا۔  
محمد امداد وقت طا عکسیوں کے لئے اپنے انتظامی کارکردگی کا اعلان کر دیا۔

"مکل تو خامی اگر لگ رہی بے غورا" امر تے پلیٹ میں موہو دشمن و اے آئیٹ پر ایک نظر والے دے سکار کر کہا۔

انشا و اندیختنی اپ کو داد تھی اچھا گئے سر۔ ملزم نے اس کے تبرے کے جواب میں کہا اور سلاںک لی پہنچتی اس کی طرف بھاگی۔  
”میں سلاںک نہیں لوں گا۔ صرف آٹیت ہی کھاؤں گا۔“

عمر نے اسے روک دیا۔ وہ اب چھوڑ کر آئیں۔ کی مدد سے آئیں۔ کے گلے کرنے میں مصروف تھا۔

”جیسا۔“ تاں اک بڑا بھائی تھا۔ جسے جانگل

جب وہ بیالہ لے کر دہاں آیا تو عمر آمیت کھانے میں مصروف تھا۔

یہ اونی ذائقے میں بھی اچھا لے غور اپنارے کھانے دن بہ دن اچھے ہوتے جادہ ہیں۔  
 عمر نے اسے دیکھ کر کچھ بے تکلفی سے کہا۔ غور کا چہارہ بیتی تعریف پر پچھنے لا تھا۔ عمر تعریف میں بھی کبھی کبھی  
 سکھتا تھا۔ اس نے اب تک بتتے آپسز کے لیے کام کیا تھا اس میں اسے سب سے زیادہ محظاگری پہنچا دیا  
 دو دو آگرچہ درسرے آفسر کی طرح ہی رینز و دینا تھا مگر وہ تعریف کرتے ہوئے بگئی کلافٹ نہیں برستا تھا۔ وہ دوسرے

”ہم میں میں ہے؟“  
”میں سراکر لے آتا تھا میں رات کو..... ہم میں رکھتے کی مددوت نہیں تھی۔“  
”یوں کی بیوی ہے پہلی یادوسری؟“ عمر جاننا تھا بارگردی دو بیویاں تھیں، دوسری شادی اس نے چھ ماہ پہلے ہی کی تھی۔  
”سرادوسری والی۔“ جبار نے جواب دیا۔  
”اہ بھی پہلے کی اندازہ تھا۔ یہ دوسری بیوی ہی ہو سکتی تھی جس کے لیے اس طرح ہمارے بھائے جا سکتے تھے۔“  
عمر نے تھہر کیا۔ پہلے بیویوں میں نے پہچھا بیٹھنے ہوئے گاڑو کو اپس میں منی خیز کسر انہوں کا جاذب کرتے دیکھا۔ جو عمری بات پر کوچھ جھینپٹ گیا۔  
”میں اسکی بات نہیں سمجھتا ہوں۔“ میں تو پہلی کامی بھی بہت خیال رکھتا ہوں۔ ”جبار نے عمر کے تھبرے کے جواب میں کہا۔

”یقانی یقین بات تو نہیں ہے مگر جلو یقین کر لیتا ہوں۔“ عمر نے تھبرے ٹھنکی سے کہا۔  
وہ اب اپنی بارگاڑہ سرک پر نظر آئے والی تیک کی طرف متوجہ ہو کا تھا۔ گاڑی اب اس کے آپ کے قریب ہو گئی تھی۔ چھٹوں کے بعد گاڑی اس کے دفتر کے کپڑوں میں داخل ہو رہی تھی۔ آفس کے اندر اور باہر اس کے عین میں روٹھن کی پہلی نظر آئی۔



### Seven

9:40am

عمر آفس میں پہنچ کر منمول کے کاموں میں صرف ہو گیا۔ اس کا کپی اسے اس کے سامنے نہیں کے دوسرے طرف کوئی تھا۔  
”بھوکی ہی صاحب کی کال آئی تھی، آپ کے آئے سے چدمت پہلے، انہوں نے کہا ہے کہ آپ آفس آئی تو ان سے بات کروادیں۔“  
”میں ایک ایرپٹی ہوئی تھی۔“  
”میں تو اسی بات کے پڑے ہوں۔“  
”میں سر اور خاکا ہیں۔ کوئی ایرپٹی نہیں ہے۔“  
ہوں گے۔ میں نے ان کے پیاس سے اس پارے سے اس پارے سے بھی کوئی اندازہ نہیں تھا کہ کس نے یہ ضرور تباہ کر کی ایرپٹی نہیں ہے۔ لیا اسے اپنی رائے غایب کر۔  
”کوئی اور کال آئی؟“  
”وسرے۔ لیں ان عکی کال آئی۔“

اپنے آفس میں ہو گا۔ اس کے گھر سے اس کے آفس کا صارف ہیں ملت کا تھا۔  
وہ تھیڈی نظریوں سے سرک پر چلے والی تیک کو دیکھا رہا۔ اکثر گاڑوں کے دیا جو اس کے لیے راستے موجود ہے تھے۔ اسے سرک پر پہنچنے ہوئے ہاردن کی آزاد سے بے حد کوہت ہوئی تھی اور اس وقت سرک پر پہنچنے ہاردن نہ رہے تھے، اس کی اپنی گاڑی کا رانی دھار جا چکے ہوئے ہیں ہاردن نہیں جو اسرا قلعہ عجرا گیر کی سو بودھی میں کم از کم وہ یہ جو اس کی کلکا تھا۔ اسے آج بھی اچھی طرح یاد رکھتا ہے اور مسال پہلے ہمارے دہانی جو انگل تھی تھی۔  
اہن کے ساتھ ہمچل پہلے ہی سفری میں نے حسب ماتحت سرک پر آئے تھے ہاردن یا چانے گمراہے اسے گھر کر دیا تھا۔

”دوبادہ ہاردن مدت دھرے۔“ کم از کم جب تک سیری گاڑی میں زاری کرے ہو، یہ جوان ہاردن کا گاڑی میں ہاردن نام کی کوئی چیز ہے یا تو گاڑی اتنی تھا اور ابھی چلا کر ہر طرح کی تریکھ کے لیے جو اپنا ہمارا تھا۔ کوئی لوگس کی گاڑی دکھر کو لوگوں میں راستے صاف کر دیں گے اور اگر یہ داؤں یا جو چیز نہیں ہوئی تو اخخار کر کوئی نہ کہی تو راستے لے گا کہیں ہاردن دوبارہ استھان نہیں ہوتا جائے، وہیں اور ہاردن داؤں کو گاڑی سے کال کر پہنچ دوں گا۔“

ڈرامجور نے اس کے بعد واقعی کہیں ہاردن کا استھان نہیں کیا تھا۔ پہنچ کر اسے یہ یقین تھا کہ عمر واقعی ایسا ہی کرے گا وہ دوسری باری پر اسے وارچن ہیں دے گا۔

اپنے آفس کے راستے میں آئے والے واحد چک پر گھرے تریکھ کا لیٹیل نے عمر کی گاڑی پر اس سے گزرنے پر اسے سلٹ کیا۔

”جبار آج بھری کا کامرس کے لیے چلتا۔“

عمر نے اپنا چک پر ڈرامجور کو چاہا۔ اور اپنی ڈاگو گاڑی کی بات کر رہا تھا۔

”تھیک ہے رکس وقت؟“ ڈرامجور نے مستندی سے کہا۔

”میں کچھ بھی میں جب ایک دو گھنٹوں کے لیے جاؤں گا، اس وقت تم گاڑی لے جانا گزیداہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں جھینیں داہم ہونا چاہیے۔ اگر گاڑی کا کوئی لیچڑا کام کام آیا تو ہم اسے وہیں چھوڑ دیا اور خود آپنا کر کے آج نجی نامی بھنپوں پر جاؤں گے۔“

”لیکن ہے سریں دو گھنٹوں سے پہلے کی داہم آجاؤں گا۔“

”وزیر سے بیرے کپڑے لے آئے؟“ عمر کو چاہا۔ اس نے چند دن پہلے دشوار یعنی طرانے کے لیے بھجوائے تھے۔

”لیں سر وہ تو میں کل شام کو لے آیا تھا۔ اگری میں اپنی بیٹھنے پر چھوڑے ہیں۔ مجھے یاد نہیں رہا گھر میں دینا۔“

ہیں کچھ انہر پڑیں میں بلکہ شام کو جلدی چاہی تھا۔ ڈرامجور نے قدرے مذہر خواہ اسرا میں کہا۔

”ہاں کسی ہے تھا جو اپنی اس کی ایرپٹی کی باتیں کر رہا تھا۔“

”اب تو ہر ہر پر بڑی توڑی کی گھر جو ٹھانی اسی ہے۔ مجھے تک بھی ہوا۔“

"تمہاری آئنی بھجے پہلے ہی کوئی دن سے کہہ دی ہیں کہ تمہیں کہانے پر لا ایہت کروں۔ آئن تم بھر ہماری طرف آجائے جانے سے پہلے ہمارے ساتھ ڈفر کرو۔" سید سلطان نے پہلے تکلیفی سے کہا۔

چہاگیر مساجد کے دوستوں میں سے تھے اور چہ ماہ پہلے ہم برکے شریمن ان کی پڑھت ہوئی تھی۔

"خیر حکم والی لوگوں کی باتیں نہیں ہے۔ چم تہارے باب کو دخال ہوں۔ تم باب کی طرح ذہبی نہیں ہو، میں جانتا ہوں ویسے ہی باہر گئے۔"

سید سلطان نے پہلی سے کہا، عمران کے مطلب پر چشنا۔

"میں آپ کے انویں کا پہلے ہی انتغیر کر رہا تھا۔ جانتا تھا کہ جانے سے پہلے آئنی کے ہاتھ کا کھانا ایک بار کھا لوں۔" سید سلطان نے اس کی بات کافی۔

"یہ تمہارے اپنے کوتولت ہیں جن کی وجہ سے تم ایک دوبارے زیادہ ہماری طرف نہیں آئے۔ اب تم کس قدر فارصل ہو کر اپنی صرقوں کا الیکٹرک رکھ رہے ہو۔ جانے سے پہلے آئنی کے ہاتھ کا کھانا ایک بار کھا لوں۔ ایک بار کیوں وہیں ایک۔ وہ اپا اپنے مشہور زندگانی ازماں میں جھوک رہے تھے۔"

"میں یہی بھجے چاہے ہے۔ میری اپنی کوئی تھی۔" عمر نے فوراً کہا۔

"کوئی خاص دش بنوائی ہو تو نہیں۔ میں تمہاری آئنی کے کہہ دوں گا۔" سید سلطان نے آفر کی۔

"ٹھیک ہے، بھر آئنہ بجے ہونا چاہیے تمہیں ہماری طرف۔" سید سلطان نے اسے ہاتھ دیتے ہوئے فون بند کر دیا۔



Five

11:00am

عمر نے لٹکر کیس سے ایک گرمٹ نکال کر سلایا۔ وہ اس وقت اپنے آس میں بالکل اکیلا تھا۔ گرمٹ کے کئی لگائے ہوئے وہ ان تھائی اخبارات پر ایک نظر ڈالنے کا جو اس کی میری پڑھتے تھے۔ اس کے مغلے نے اہم پاپویں سے متعلق خبروں کو بالکل لائٹ کیا ہوا تھا۔ اس وجہ سے تمام اخبارات کا تفصیل طالع کرنا ہمیں دلتا تھا۔ وہ بڑے قوی اخبارات کا مطالعہ آس میں جمع آئے تھے کیا کہتا تھا جبکہ لوک اخبارات کی باری دو ہر کوے قریب آئی تھی۔

اس وقت مگر ان اخبارات کو دیکھتے ہوئے اسے اپنے ہاتھے میں پھر سرخیاں نظر آئیں اس کے پوسٹ آٹھ بجے کے حوالے سے چھوٹی سی کھانی گئی تھیں اور میرا ہمیک تھائی کام لوگوں نے اس کی پوشٹ کے دوران اس کی کارکرگی کو رسراج ہوئے اس کی شان میں زمین و آسمان کے قابے بھی ملا گئے تھے۔ وہ مکرات ہوئے کام کو

"میں ان سے پہچوں بید بات کروں گا۔ تم فی الحال دیکھنے کے لیے جنم جاؤ۔" عمر نے اس سے کہا۔

"لیں سر۔" لیے اے مستعدی سے بیٹھے گیا۔ وہ اس فاکل کو دیکھتے ہوئے اسے دیکھنے دینے لگا۔ کیونکہ بعد دیگر سے اس نے خمل پر چڑی کوئی دو تین اور فاکل کو بھی دیکھا اور ان کے بارے میں بھی اسے دیکھنے دی۔ وہ ساتھ ساتھ پھر کچھ اور فاکل پر قوت لئیں میں بھی صرف تھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد وہ آخری دیکھنے دے کر ایک گھری سانس لیتا ہوا خاموش ہو گیا۔

"یہ بس اب میری آخری دیکھنے ہے۔ کل میں شاید اُس سے آؤں اور اگر کیا بھی تو زیادہ دری کے لیے نہیں آؤں گا۔" عمر نے اس سے کہا۔

"بھر خالی ہے دو تین دن تک سودو ہماری بیاناتیں ہیں جائیں گے۔ ابھی اپنے کچھ کام پختار ہے ہیں ورنہ شاید اب کسی کوئی مکھ ہوئے۔" اس نے آئتے والے انس پا کا نام لایا۔

"اب میں ہر یہ کوئی فاکل نہیں دیکھوں گا۔ سودو ہماری ہی آکر دیکھیں گے۔ خاص طور پر ان کھمرکی فاکل..... نہیں اپنی طرح حلزونی کی صورت ہے اس لیے میں انہیں چھوڑ رہا ہوں اب ان دونوں میں میرے پھر ورز ارش کر دو۔"

عمر نے کچھ جگہوں کے نام لیتے ہوئے کہا۔ لیے اپنی نوٹ بک میں نوش لیتے ہوئے "لیں سر" کی حکمران کرتا گیا۔



Six

10:50am

میز پر پرانے اچانک بینچے لگا۔ عمر نے لٹکر کا سلسلہ متقطع کرتے ہوئے رسیور اخالیا۔

"سر اڑی کی صاحب کی کال ہے۔" آپ پڑتے اسے تیلے۔

"بات کرواد۔" عمر نے سائنس وال کاک پر نظر دلتے ہوئے کہا۔

"لٹک ہے، اب تم جاؤ۔" اس نے رسیور کاں سے لٹکے ہوئے لیے اسے کہا۔ وہ کرے سے کل میا۔ چند گھون کے بعد عمر کو رسیور میں سید سلطان شاہ کی آواز سنائی دی۔

"میں اسکی کوچہ دو ہر پہنچے ہی آس آیا ہوں۔ آپ کوکال کرنے ہی والا تھا۔" عمر نے ریگی سلام دعا کے بعد تدریس مددوت خوبیاں ادا کر دیں۔

"کوئی بات نہیں اب تو میں نے کریں ہے۔" سید سلطان نے دوستانہ اداز میں کہا۔

"آج رات کو کیا کر دیتے ہوئے؟"

"رات کو... پہنچاں نہیں شاید بھر آس میں ہی ہوں گا..... یا ہر کہی پڑھاگ پر۔"

"تو اس نیک ہے مجھم رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائے۔" سید سلطان نے ملے کیا۔

کی نصاحت و پاسخت اس کے ماتحت ملئے اسے سکھا دی تھی۔

وہاں اس سے ملتے والوں میں زیادہ تعداد دیجاتیں یا عام شہروں کی تھیں۔ وہاں بیٹھنے کے اوقات میں

بیش بڑی تحریری اور مستندی سے ملا تھا جیس کو تھکایتا کرتا تھا۔ اس کے پار درود، جب وہاں سے امتحان آفس کے باہر

کو روپری شہریوں میں موجود طاقت اور قدریں کی تعداد اتنی ہوتی۔

آج بھی وہاں ایچ ہائی اور مستندی سے رخواستوں پر امتحانات جاری کر رہا تھا۔

☆☆☆

Three

12:40pm

اس کے سرماں کی بیب پر رہی تھی ساتھی میتھے ہوئے لامباں سے بات کرتے کرتے اس نے میز پر پڑا۔

ہمارے سارے بھائیں اسے کارکوڈ بھر دیکھا۔ وہ بتیر کی تھی۔ اس نے کال ریسیوکی۔

"بیلو چین کیسے ہو؟" اس نے میتھے کھا طب کرتے ہوئے کہا۔

"فائن۔" درسری طرف سے میتھے فخر جواب دیا۔ عمر کو محبت ہو رہی تھی۔ بتیر عالم پر دن کے

اوقات اسے آئیں تو انہیں کہا تھا اور وہ کام کے دوران۔ وہ رات کو اسے فون کیا کہا تھا پر بھر شام کو۔

"اس وقت کیا کال کر لیا تھا نے؟" عمر پر جھکتے ہوئے بھر شام کو۔

"تم لاہور کا رہے ہے؟" میتھے اس کے سوال کا جواب دیے بغیر کہا۔

"بہر دو تین دن، کیوں کوئی پارٹی نہیں ہے؟" عمر کو کچھ کوٹشہ ہوئی۔

"میں کوئی پارٹی نہیں ہے، میں تم سے کہو بات کرنا چاہتا ہوں۔" درسری طرف سے اس نے کہا۔

"محرم رات کو مجھے کال کر لو بھر میں جیسیں کال کر لیتا ہوں۔"

"میں میں فون پر بات نہیں کرنا چاہتا۔" اس پار جنید کے انداز میں اسے کچھ چوکا گا۔

"چھوڑ۔"

"آج چھ ساتھے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"چھوڑ ہے۔"

"اپا خوش ہے۔"

"کس چھ کے بارے میں بات کرنا چاہے ہو؟"

"بہت ساری چیزیں..... یہ جب تم لاہور کو تھوڑے گھبھی تھیں تو ہی تھا تو یہ گا۔"

"ان کا سارہ ارشاد کی کیا ضرورت ہے۔ صاف صاف بات کر دیوں۔"

"تم لاہور تھی جاؤ بھر کی میں اس ساف پاتھی ہوں گی۔" عمر ایک لٹک کے لیے خاوس رہا۔

"لٹکو ویکھ کہے؟" اس نے پڑھیں کیا جانے کی کوشش کی۔

"ہاں بالکل نیک ہے۔"

پڑھتا رہ۔ وہ کام فویس ہر جانے والے امریکی تعریف میں اس وقت تک زمین آسان ایک کیک رکھتا تھا جب تک کہ کام فویس افسوس تھی جاں اور میں افسوس تھی۔ امریکی آمد کے ساتھ ہی وہ کام فویس پچھلے امریکی برائیوں کی تفصیلات اور آئے والے کے قیدیے اسکے تھے اور میں افسوس تھے۔

اس وقت بھی اس کام کو پورچھتے ہوئے اسے اس فض کے محظوظ اور چاپی کی انتہا پر جانی ہو رہی تھی۔ اس نے وہ کام بھی اس کے کاماتے ہی ذائقے کو کوشش کی تھی، جو اس نے وہاں سے اس شہر میں تو کیا کی اور سفرے شہر کی پسلک میں بھی بھی نہیں کیے تھے۔ وہ کام فویس قیدیہ خوانی میں کمال مہارت رکھتا تھا یا بھروسہ کا لب بھی اس کے ملے میں سے کسی کی کاوش تھی۔ صاحب کو جانتے جاتے خوش کرنے کیک کو کوشش۔

وہ کچھ مکھڑوں پر کر سکتے کے کش کھاتے ہوئے وہ کام پڑھتا رہ۔

کام پڑھنے کے بعد اس نے دوسری جربوں پر تقریب دوڑا شروع کر دیں۔ ایک بخرا بارکی طرف سے اس کے اعزاز میں الودا دی وحشت کی تھی۔ ایک اور دوسرے جمبیر آف کار میں کی طرف سے دی جا رہی تھی۔ اسے دیکھاں اور کار دیواری افراد سے پہنچ چڑھتی کی اور اسے نہیں تھی کچھ پولس سروں میں اسے سب سے زیادہ سبق اقدام ہی دوبلقات سے پڑتا تھا۔

دی منٹ میں ان اخبارات کا جائزہ لینے کے بعد اس نے نہیں واپس نکل پر رکھ دی۔ اپنے چڑھائی کو ملوا کر اس نے گاڑی خیار کروانے کے لیے کام اسے اب کچھ بھر جانے تھا۔

اپنے چڑھی سے پہل کر دے کر وہ بار جانے کے بجائے پولس میں کار را ڈھینے لیے گا۔ بیشکی طرف اسے اس دن بھی بہت سی جربوں کی طرف اپنے ملے کی توجہ مدد دل کر دیا۔ پڑھ کے پولس خارم کی عالت اتنی تھی خستہ تھی۔ پہنچ ہوئی تھی۔

دی منٹ میں اس نے انہارا ڈھینل کیا اور باہر کی کوڑتی میں ٹکل آی۔ اس کے گاڑی میں سوار ہونے کے بعد ایک پارکر گروڑ اور رامیج دے اپنی نکست سنبالی کی تھی اس کے آئیں سے پکریں تک کا فائل پر درہ منٹ میں ٹھہرتا تھا۔

☆☆☆

Four

11:35am

کچھری میں موجود اپنے آفس میں بھتی کر اس نے وہاں موجود کاموں کو پختا شارڈس کر دیا۔ لاماتھوں کی ایک بھی لائی ٹھیک تھے وہاں بھکھنا تھا اور ہر ایک کام طلب ایک سے جوہ کر ایک تھا۔ پولس سروں میں آکر اس کی وجہی میں بھتی کی رواں آئی تھی، وہ پہلے کمی نہیں آئی تھی۔ فارس سروں کا جہاں اور جہاں تھا، پولس سروں کی وجہی اور دنیا تھی۔ مقامی زبان سے ناواقفیت بڑے سے بڑے افسر کی لیٹھنی دفعہ بھری طرح ذوبیا کرنی تھی۔ عمر نے پولس سروں میں آنے کے بعد بہت جلدی اس زبان کا اس طرح کا استعمال کیکھ لیا تھا جس طرح کے استعمال کی تھیں۔

"آپ قفل تو فری میں اور سکرپر ہوئے والی دوست میں بڑا فرق ہوتا ہے۔"

"بھر کی کسی روشن اصحاب ایجاد میں ملاقات تو رہے گی آپ سے۔" عمر نے کہا۔

"کہاں میں ملاقات رہے گی..... آپ تو فوری چونچی پر یہ دن بک جا رہے ہیں۔" رضوان قریشی نے یاد دہانی کروائی۔

"ہاں گر کر پاکستان آتا جاتا ہوں گا اور پھر دوبارہ جو ان تو کرنی ہے۔"

"جب کیا پڑھتے ہم کہاں ہوں..... آپ کہاں ہوں۔"

"چنانچہ ہم گھمیں آپ سے رابطہ رکھوں گا۔" عمر نے کہا۔

اگلے پردرہ منٹ اس نے رضوان قریشی کے ساتھ چاہے اور سگرہد پتھے ہوئے گزارے۔ پھر رضوان قریشی بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس سے لیل کارافیں شکل میں۔

اس کے چانے کے بعد عمر نے اگلے پردرہ منٹ وہاں موجود گھلے کے ساتھ اولادی بات چلتی کی۔ اپنے آفس میں موجود اپنی چیزوں کو دوپٹے تی اپنی گاڑی شیں بھجا کا تھا۔

☆☆☆

- One

1:50pm

کچھ ہی میں موجود اپنے آفس سے کلک کر دوبارہ اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔ جبار گاڑی چلاتے ہوئے دوبارہ اسے من روز پر لے آیا۔ عمر نے ایک بار پھر اس گھاٹسز لالہ لیے تھے۔

"کار سروں کر کوایا ہے یہی؟" "عمر نے جارے سے پوچھا۔

"تیر سر... میں کردا کر کھر چھوڑ کر آیا ہوں۔"

"کسی خرابی دفعہ کے بارے میں کہا جائیں میں ملکیت نہیں۔"

"تینی تر... گاڑی بالکل ملکیت ہے، اس نے بچک کی تھی جویں طرح۔"

ہم تو چلاتے ہوئے باہر کھینچ کر گھر جا کر ایک خیال آپنے پا اس نے کہا۔

"راتے میں سے سکرپٹ کا بکھر لیا ہے۔"

"تیسی... ذرا بخوبی نہیں کہا۔ چند منٹوں کے بعد اس نے راستے میں ٹھرا کے والی ایک مارکیٹ کے سامنے پارک کی گاڑی روک دی اور کچھ کہے بغیر گاڑی سے اتر گیا۔ وہ گھر کے لیے اکتوبر ای ماگیت کی ایک ثانی پاٹ سے سفرت خرید کر کھلا۔

وہ تین منٹ میں سکرپٹ خرید کر داہل آگئی۔ عمر نے سکرپٹ کا پکٹ اس سے لیتھ ہوئے سفرت کی کمیں میں رکھ کر جانے پکٹ میں سے ایک سکرپٹ کھالا اور پکٹ کو دوٹش روپر رکھ دیا۔ ذرا بخوبی تک گاڑی شارٹ کر کے اسے دوپٹ کر کرتے ہوئے پارک کے لالا رہا تھا۔ پولیس ہواں کا ہر سڑک پر ہی کھڑی تھی۔ ذرا بخوبی گاڑی

"شارڈی کی تیاریاں کیسی چیز ہیں؟"

"وہ بھی تجھے چیز ہیں۔"

غمروں کو کھلیلیاں ہوں۔ اکام پار علیہ وہ اداں کے درمیان لوگ گز بڑھتے ہیں، ہو سکتا تھا کوئی اور محالہ ہو۔

"میں دو تین دن تک فارغ ہو کر لاہور آ جاؤں گا۔" پھر ایمان سے تم سے بات چیت ہو گی۔ "عمر نے اس سے کہا۔

"تمی سرفتہاری والوں کے پارے میں تھی جانا چاہتا تھا۔"

"چنانچہ ہم میں کوں کھا چھیں رات کو کا۔ پچھے کپٹ پتھر رہے گی ابھی آفس میں ہوں۔" عمر نے خدا حافظ کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

☆☆☆

Two

1:20pm

"میں چانے پیتے آیا ہوں آپ کے ساتھ۔" سامنے کری پر بیٹھے ہوئے سیشن چیز رضوان قریشی نے عمر سے کہا۔ وہ اپنی پکھر دی پہنچیں اس کے کمرے میں آیا۔ اس کا آفس عرکے آفس سے پچھا مٹلے پر تھا اور وہ دو تبا فوتا رکے قریشی آتا جاتا رہتا۔ دوسرے چانے اکثر ساحہ ہی پتھے۔

عمر نے اس کی بات کے جواب میں کچھ کھنک کے جائے تھیں جو کارڈ کو بٹا اور جائے لائے کے لیے کہا۔

"بلیں آج آجی ہارا پکھر کو جائے پڑا ویسی ہیں۔ اس کے بعد تو مجھ سوتھ نہیں آئے گا۔" عمر نے اولیٰ کے جانے کے بعد رضوان قریشی سے کہا۔

"کیوں ابکی تو آپ پھر دن اور یہاں ہیں۔"

"ہاں گریباں پکھری میں صروف رہوں گا۔" عمر نے تسلیم ہائی۔

"بہت چھاوات گز رام جاگیر صاحب آپ کے ساتھ۔ ابھی کپٹ پتھر جاتی تھی۔"

"ہاں گریساں پردرہ منٹ کی....." عمر نے تسلیم کیا۔

"پھنس دیں پردرہ منٹ تھی سی گھنچا جاہنمگر راتا تھا۔" رضوان قریشی کی سکریٹری۔

"اس میں تکنیک نہیں۔" عمر نے سر بلائے ہوئے نعلیں پر ہوئی چیزوں کو سینٹا شروع کر دیا۔

"لاہور جاتے سے پہلے بیری طرف ایک پکڑا کیں، کہاں کماٹے ہیں ایکسٹر رضوان قریشی نے آفی۔

"ضرور کیوں نہیں کہا کہاں کہا اور راٹھل ہے، ان دو تین دن کے لیے خاصی سوتھوں ہو چکی ہیں بیری گر جائے گا۔" "مر جاگیر کے کہا۔

"ٹلسر۔" اس کا پاؤں بریک پر تھا۔ وہ آگے کچھ بھیں کہ سکا۔ دو طرف سے گولیوں کی زد منی آیا تھا۔ راجہ بیٹ کی مکری اور وڑتھکریں سے۔ اچاک لگتے دالے بریک کے لحکے سے عمر یکم جھک گیا۔ اس کا سڑپیش بورڈ کے پاس تھا۔ جب اس نے جنگ کی تھیں کیں اور وڑتھکریں کی کچھ بھیں کیں۔ اس کی ملخانی میں اوبے کی گرم سلاخیں ہی تھیں جو گولیں کیں۔ وہ بے اختیار چلا چلا تھا۔ بھر کیے بعد جگہے اس نے پکو اور سلاخوں کو اپنی گدن، کندھے اور کندھے کی پٹت میں پھٹے گولیں کیں۔ کیا تھی؟ وہ نہیں جانتا کہ کتنے تھے۔ بھر ختمیں کدم خاموش چھا گئی۔ اس کا سڑپیش بورڈ پر چلا چلا تھا۔ گاری کی بھکری بیٹ پر بھی کوئی کراہ رہا تھا۔ درجہ شدت۔ چند سینکڑے کے لیے کھلی گولیوں سے اس نے قشید بورڈ سے سر کا نئے نکالے اپنی آنکھوں میں اتری۔ دھنڈ کر جھکتی کی کوشش کرتے ہوئے سچے سچے پھر دیکھا۔ اس کے گھنے کے قریب فنا کی خود روز خون سے بھیگ رہی اس کی گدن کے اطراف اور عقب سے نکلتے والا خون ایک دھار کی صورت میں کی گدن کے نیچے والے حصے سے پہنچا تھا۔ اس نے سازن کی آوازی۔ اس نے سانس لیئے کی کوشش کی جو گدن کے دھار میں پہنچا۔ پس موبائل اہمی اس کے پاس آی گئی۔ وہ جاتا تھا۔ اگلے چند منٹوں میں ہاسٹل لے جایا جائے گا، اس کے ذمیں میں بہت سارے خیالات گھنڈوں ہوتے تھے۔ پھر اے آوازی۔ سانس۔ پاشی۔ حال۔ چیری۔ لوگ۔ وہ سانس لیئے میں کامیاب ہیں پورا رہا۔ وہ چیز کراہ میں بھیں کہا۔ اس کے احاسات مکمل طور پر مظہر ہوئے تھے اس نے دیکھا اس کے آنکھوں سے پھر کھٹکتے گولیوں کے اس ہال میں گراہو تھا جو اس کے ہدوں کے پاس پانیوں میں ایک جو گیا تھا۔ گرد وہ ایک سلگ رہا تھا۔ اس میں سے افتادہ ہوا جو ان غبیب سے انداز میں اور اپنے اخیر رہا تھا۔ چند سینکڑے میں اس نے سر کھٹ کے شکل پر سکل طور پر بھیجتے دیکھا۔ بھروسہ وہ اس نے بن دیا۔

اس کی آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا اور اس کی ہاتھ پر بندہ اور اس کی ہاتھ پر بندہ رہا تھا۔ دروازہ کھول رہا تھا کہیں اس کے قریب بلندہ اور اس کی ہاتھ پر بندہ رہا تھا۔

اس نے علیحدہ کے چارے کے ذمیں کی سکنی پر اصرحت دیکھا۔ بے اختیار اس نے سانس لیئے کی کوشش کی بھروسہ۔ نہ اس کے ساتھ ہمیشہ کو رکھا جاوے سانس نہیں لے سکا۔ اسے اندازیں باز کی کے دلوں ہاتھوں کی گرفت میٹھے گولیوں ہوا۔ کوئی اس کے رائیں کندھے پر ماتحت کا نئے دروازہ۔ وہ ان آنکھوں سے بینے والے آنزوں کی نئی کوشش کے اندر اپنے بازدھو گولیوں کو رہا تھا۔

"بھگے سے یہ مت کو کم تھے۔ محبت بھی کرتے ہیں کہیں پڑھے اس سے کی تھیف ہوتی ہے مجھے۔"

اس نے اپنے ایک کندھے پر کی کے کھا کی گرفت گولیوں کی، دیکھ لیے میدھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اپنے دیکھنے والے کو کی گرفت سے آزاد ہوئے۔ ایک گھنی تاریکی اس کے کامیاب حصار میں لے لیا۔

دوچھو ہوئے ذمیں کے ساتھ جو آخوندی احساس تھا وہ کسی کے کامے گواری سے کالا لئے کوکوش کا تھا۔ اس کے ذمیں میں ابھر نے والا آخری خیال اس کی کامیاب تھا۔

◎ ◎ ◎

ایک بار چھوٹیں روزو پر آیا۔

مرنے لائیت سے ایک ہاتھ میں اوت بنا تھے ہوئے ہونوں میں دباؤ سکریٹ سلائیا اور چھوٹا لائٹ کو دوبارہ ڈالنے پر کوکھ کی شٹٹنگ کو اس نے پکھا اور چھوٹی گردی کا تھا کہ وہ جانا رہے، وہ اپنے باقی دن کی روز روختات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ گزاری تھی سے سرکر پر روانہ آسانی سے باہر جانا رہے۔ واہ داں تھی۔ داں کیں طرف سے ایک موڑ سائکل نے عمر کی گاڑی کو اور سرکر کی۔ موڑ سائکل پر موږ دادو آزمیں میں سے پھیپھی بھوئے گولیوں نے اپنے جسم کے گارڈ پر جو ہیچی کی۔ عمر کی گاڑی میں موږ دادو روز بھوئے گولیوں نے اپنے اور سرکر کرتے ہوئے اس موڑ سائکل کو بھکھ لے گئے۔

سکر پت پتے ہوئے عمر نے بھی وڈے سکریٹ سے آگے لٹکی ایسی موڑ سائکل کو اپنی نظریوں سے دیکھا۔ موڑ سائکل پر بھیجے داں گی داں تو جوان لائکوں میں سے کسی نے عمر کی گاڑی کی طرف نہیں دیکھا تھی وہ موڑ سائکل چلاتے ہوئے دو دنوں آپس میں باقی اتوں میں صورت تھے اور اسی تھی ترقی کے ساتھ موڑ سائکل چلاتے ہوئے دو عمر کی گاڑی سے بہت آگے ہوتے ہوئے آئے داں ایک دھری سرکر کے ساتھ موڑ سائکل پر پڑ گئے۔

بھیجے پتے ہوئے گارڈز مکم مطہن ہو گئے۔ عمر نے گارڈز مکم کی سرکر کا ایک اسکل کیا جائی کی پہنچ اپا۔ اسے ہر ہوئی تھی۔ اسی سرکر پر مڑا تھا جس سرکر پر وہ موڑ سائکل کی گئی تھی۔

اس سرکر پر مرتے تھے وہ موڑ سائکل رک گئی۔ بھیجے پتے ہوئے لارے کے ساتھ اپنی چادر کے اندر سے ایک اشن کن لائک اور اس کے ٹوپی پر ہاتھ رکھ کر ہوئے لارے کے ساتھ اپنی چادر میں چھوٹے سے کمی کی اکاظنہ۔ اس سرکر پر ٹوپی کے ساتھ ہوئے دہانکی خاموشی پر یوں بھیجے گیا۔ بھیجے اسے کمی کی اکاظنہ۔ اس سرکر پر ٹوپی کے ساتھ ہوئے دہانکی خاموشی کے پر ہاتھ رکھ کر ہوئے دہانکی۔ چند راگبیوں اور اکا کا موڑ سائکل اور گاڑی والوں نے اٹھنے دیکھی گرفت جس سبھی نظریوں سے دیکھ کر گرفتے۔

اٹھنے کن پکو ہوئے لارے کے ساتھ میں بندی ہوئی گزی کی نے اچاک سکل دیکھا شروع کر دیا۔

"آ گی۔" اس کے مندرے کا، کسی نے یہیں موڑ پت پتے دیکھا۔ والی عمر کی گاڑی کے بارے میں اٹھنی اطلاع دی گئی۔ موڑ سائکل چلاتے والی موڑ سائکل کے پت پتے پر ہاتھ رکھ کر ہوئے مسح ہو گئی۔ اشن کن اپر ہو گئی۔ عمر کی گاڑی کا پوتھ نظری ہے۔ گاڑی مورتی تھی۔ اس تو جوان نے ہونٹ بھیجے ہوئے تھی مگر بدل دیا۔ پلا برست ناہر پر پڑا۔

خدا گاڑی کو یہ مکم رک دیا۔ پلیس کی بھیجے آئے والی موڑ سائکل نے اچاک سرکر کو کھو کر کر کر کے دوسرا۔ برست نے وڈے سکریٹ کو چھلی کر دیا۔ پلیس کی بھیجے آئے والی موڑ سائکل جیسا شروع کر دیا۔ موڑ سائکل ایک فرائی سے کامیاب ہوا۔ اسی سرکر کی ایک دو جوان اٹھنے کن اپنی چادر کے اندر کر کچا۔ جب تک موبائل موڑ کر عمر کی گاڑی کو اپنے پڑھا گئی۔ دو جوان اٹھنے کن اپنی چادر کے اندر کر کچا۔ جب

موڑ سائکل پر سرکر کی گاڑی کو اپنے پڑھا گئی۔ اس سرکر پر موڑ سائکل کا ساتھ ہوئے ۲۴ گی اس سرکر پر موڑ سائکل غائب ہو گئی۔

☆☆☆

Zero

2:00pm

نغمہ نر تراہٹ کی آواز کے ساتھ جسی جبار چاہی۔

پر کال کی۔ لائکن صورف تھی۔ پر بیانی کے عالم میں اس نے اپنی گاڑی بہر کال لی۔ راستے میں اس نے ایک بار بھر جیسا گونوں کیا۔ لائکن اب کمی صورف تھی۔ دوسرا بار کال کرنے کے بعد نون رکھتی تھی، جب دوسرا طرف سے کوئی کال آئے۔ اس نے بیکھا، دو حصے کامیاب ترقا۔

”بیلو مہاس بھائی اعڑ کیا ہوا ہے؟“ اس نے کال رسیو کرتے ہی کہا۔ دوسرا طرف چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عباس نے کہا۔

”کوئی نہیں، معمولی سا ایک ٹینٹ ہے، اب نمیک ہے، گھر ان کی ضرورت نہیں، تم آرام سے ڈرامیج کر لے گوئیں، میرے تھے بھائی“۔

روز..... پیا رہ گئیں اور اسی کے  
”ہاں“  
”گھر“

”وہ میرے ساتھ نہیں ہے۔ شاپگ کے لیے میں کے ساتھ گئی ہیں۔“

"میک ہے، ام جاؤ۔" داوب اسیں کیٹ کے بارے میں تارا تھا جوں سے اسے آنا تھا۔  
"میں سیکورٹی والوں کو تمہاری گاڑی کا نمبر دے دیتا ہوں، جبکہ روکیں گے نہیں۔" مجاس نے کہہ کر فون

ہند کر دیا۔ اس نے بے اختیار مکون کا ساس لیا۔  
”اس کا مطلب ہے کہ عمر نمیک ہے۔“

مگر مہارے خالی آبی کے پانیں اسے تکنی پوش آئی ہوں گی۔ اور میں نے یہ کوئی اوقیانوس کا پوچھا کہ دوڑی کی کہے اسے خالی آبی۔ عہاں کو دوبارہ فون کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ سروز کے پاس تکنی تھی اور دوہماں پاٹھل کی چار درجہاری کے چار درجہ جگہ پوچھن کی گاڑیں اور لیکا دیکھ رہی تھی۔ اسے یہ چیز غیر معمولی نہیں لگا۔ کسی مادھی شیخ پوچھن کے اعلیٰ افسر کے ثغیرتی ہوئے پوچھن کی نظری کا ہونا ضروری تھا اور وہ جاتی تھی خود عہاں بھی چھوٹی خالی کوڈیں کی ہے جو حال ضرورت تھی۔

و مختلق گیت سے احمد پر لامپی، احمد پر لیس و اولوں کی تعداد بہرے سے بھی زیاد تھی، دا گڈی پارکر بری  
تھی جب اس کے موہاں پر کالا آئے گی جو گزی سے باہر نکلے ہوئے اس نے کمال ریسیٹ، درسری طرف صاحب تھی۔  
گاڑی کے دروازے کو لا کر تھے ہوئے اس کی نظر سازن بن چاہی ایمپریشنز اور پولیس کی گاڑیوں پر پڑی جو ای گیت  
سے احمد پر لامپی، احمد پر لیس۔

”بیلوبیڑہ“ دسری طرف نے صاحب کہہ رہی تھی۔

علیہ نے گازی کے لاک کو چیک کرتے ہوئے کہا۔ اس کی نظراب بھی اس ایجنس پر تھی جو رک میں تھی مگر

۵۵

”علمزہ بی بی! آپ ہاصل چلی جائیں۔“ وہ گاڑی پورچ میں روک کر ابھی نیچے اتری رہی تھی جب مریدہ مانانے اسے کہا۔

”ہا پہل کس لیے؟“ اس نے جرأتی سے انہیں دیکھا۔

”عباس کا... مگر کیوں؟“ اس بارے تشویش ہوئی۔

"ناؤ اور مگی کہاں ہیں؟" علیخانہ پر بیشان ہو گئی۔

”وہ لوگ شاپک کے لیے کئے ہیں۔ عباس صاحب بھی پہنام دے دیں اور آپ کو بھی..... وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ آپ

مردی بنائے کہا۔  
”کون سے ہاصل؟“ علیہ نے گازی میں دوبارہ پتھر:

”مردی بابا نے کہا۔  
آپ نے ان سے پوچھا کہ سب کچھ ملک کے نئے؟“

”جی میں نے پوچھا..... وہ کہد رہے تھے، کوئی ایکٹیڈنٹ،  
”کس کا؟“

”عمر صاحب کا۔“ اس کے دل کی ایک دھڑکن مس ہوئی۔  
”عمر کا..... دھڑکتے رہے؟“

”آپ ان سے بات کر لیں۔ انہوں نے جلدی فون بند کر

عمرہ سے دورِ حجت پر بیرونی رہبیت سے انہا عرباں کا لاؤ دار اسے ان مرے ہوئے عباس لے موبال

"اس باہر سے کہر لے کر... دکھ دے کر اسے بہاں سے نالوں" وہ اب کی سے کہر لاتا۔  
علیہ نہ پہنچ سداں والوں کو اس فوج افریقی طرف پڑھتے دکھا۔

"عماں کو خلائقی ہوئی ہوگی، یہ عمر میں ہوگا، کوئی اور جو گا، عمر اس طرح کیسے..." ماڈف زہن کے ساتھ  
اس نے آپ سین ٹھیک کر کے بند روازے کو دکھا۔

اس نے عماں کی بازو کو اپنے لکھتے ہے ہٹانے کی کوشش کی، وہ عماں کے سواں پر بگ کر ناچاتی تھی۔  
اسے یاد آیا، اس کے پاس نہ اس کا بیگ تھا، نون... گھوڑی کی چالی بکھ نہیں تھی۔

"علیہ! اس کر کے میں مل جاؤ، نانی دہاں ہے۔ میں کچھ دوڑ میں آتا ہوں۔" عماں اسے ایک طرف  
لے جانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مجھے موہل دیں، مجھے فون کرنا ہے۔" وہ اب کی درس کو دیدار میں تھی، اس کا ایک اور کزان غیر علی  
ان کے ساتھ تھا وہ اور عماں کو کچھ کہر ہے تھے۔ علیہ کے لیے ان کی باتوں کو کھٹا مغلک ہو رہا تھا۔

ان کے ساتھ چلتے ہوئے وہ اب کی کمرے میں داخل ہو گئی، وہاں نانی تھی اور اس کی بیلی کی چدروں سری  
خواتین تھیں۔

"پلیر فون دیں۔" اس نے کمرے کے دروازے سے اندر دالی ہوتے ہوئے کہا۔  
"کس کی کوئی کوئی نہ ہے، میں کو دھا ہوں۔" عماں نے تری سے کہا۔

"عمر کو...."

عماں نے تانیہ کا شمارہ کیا۔ "Just take care of her" (اسے سنالو)

تانیہ اسے باز سے پکڑ کر ایک طرف لے جانے کی کوشش کی۔ وہ یکدم مشتعل ہوئی، اس نے راشتی  
سے تانیہ کا بڑھ جائا۔

"میں آپ سے فون ناگہ رہی ہوں۔" اور آپ سریزی بات نہیں سن رہے۔" عماں بہر جاتے جاتے  
رک گیا۔ علیہ کی دارے حد بدلنگی۔ عماں نے ایک نظر دروازے کے باہر موجود ہجوم پر ڈالی۔

"پھر تم پل، میں آتا ہوں۔" اس نے ساتھ کھڑے خضرے کہا اور اس کے ہمراستے تھے کہ دروازے کو  
آٹھنگی سے بند کر دیا۔

"مجھے فون دیں۔" علیہ، ایک بار پھر غریب۔ "میں اسے فون کرنا پاہتی ہوں۔"  
"حتم فون کرنا پاہتی ہو، وہ اب نہیں ہے۔ پھر تم۔"

اس نے عماں کی بات کاٹ دی۔  
"سریزی بات کو داری اس سے۔" علیہ عماں بھائی بات کو داری۔ آپ لوگوں کو کوئی خلائقی ہے، عمر کو  
کوئی نہیں ہوا۔ اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔" اس پار اس کی آواز میں بے چارگی تھی۔

"اس کا پاس اتنی سکردوںی ہوتی ہے، اسے کچھ کہنے ہو سکتا ہے، آپ خود نہیں ہی۔ کوئی خلائقی ہو گئی ہے  
جس کا پچھا دکھلا دیا جائے۔"

اس کے اور گروپ پیلس الیکٹرولوں کا لامبا چڑا ہجوم تھا۔ وہ امداد کر سکتی تھی کہ اس میں عمر ہو گا۔ وہ کچھ مددرب سی ہو گئی۔  
"آئی ایک سو روی۔" درسری طرف سے اس نے حاذکر تھے۔

"کس لیے؟" وہ صالحی بات پر کچھ جرمان ہوئی۔ اس کی نظراب بھی ای ہو پیلس پر تھی جس کا پچھا دروازہ  
اب کھل پکا تھا۔

"غم جاہانگیر کی شاخ کے لیے۔ یعنی کرو۔ مجھے واقع انس ہے۔" موہاں اس کے ہاتھ سے چھوٹ  
کر پیچ گر پڑا۔

"وہ چہ۔" اس نے پہنچنے سے کہا۔

"مرے خدا۔" وہ ای ہو پیلس سے کھلے جانے والے سڑپیچ کو دیکھ رہی تھی۔  
سڑپیچ پر سو جو سیپیڈ چاروں چہل مگز سے فون آلوٹی۔

ذوگر افریقی نامیں لائپس۔  
سڑپیچ کے ساتھ چلتا ہوا عماں۔  
اس کے ساتھ سارے درسے کر نہیں۔

اس نے ایک قدم آگے بڑھا۔ درسرا۔ تیرسا۔ اور ہماراں نے خود کو بجا گئے پہنچا۔  
پاگلوں کی طرح ہجوم کو کھانتے۔

ایک پیلس والے نے اسے دوست کی کوشش کی، اس نے پوری قوت کے ساتھ اس کو دھکا دی۔ ہماراں  
کے کیکن نے اسے دیکھا اور دبا دہ کر کے اسے نہیں روکا۔

وہ بھائی ہوئی سڑپیچ کے سامنے آئی تھی۔ عماں نے اسے دیکھا اور سڑپیچ پر کھا ہوا تھوڑا ہٹالی اور چدقہ  
تھیزی سے چلتا ہوا اس کے پاس آگیا۔ علیہ کے چار پانچ بھلے ہوئے اسے ایک طرف کیا تھا۔

سڑپیچ کی تاریخی کوئی کمی نہیں آئی تھی، وہ اسی تھیزی کے ساتھ اس کے سامنے سے گزیر گیا۔ وہ اس کے  
اتسے تریب سے گزرا تھا کہ جو ہمارا کس کا پچھہ بچوں کی تھی۔ سینے چار بھی جس سے زیادہ خون آلوٹی، وہ اس  
کا سارا چہرہ ہی ہو سکتا تھا۔ چلن، وہ اس تو نہیں بڑھا سکی۔

وہ یہ تین عینیں کر سکتی تھیں کہ اس سڑپیچ پر، اس حالت میں۔ اس سینے چار سے ڈھانپا ہوا جو درعا کا  
ہو سکتا ہے۔

غم جاہانگیر کا۔  
اس کی نظراب نے اپنے تیزی سکن سڑپیچ کا تھاں تھا۔

"غم۔" اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی گئی تھی۔ سرف نہیں میں جیش ہوئی تھی، عماں  
نے ٹھکت خود رہا اندراز میں سر بیان۔ وہ پہنچنے سے اس کا ساتھا چھوڑ دیکھنے کی تھی۔

ایک ذوگر افریقی نے ان دوتوں کی تصور کیتی۔ لیلیٹ لائٹ چینے پر اس نے جس کو نصب ہاں ہوتے دیکھا۔

عماں بھائی۔ ”وہ بے دل بھلے بول رہی تھی۔

کیا کہہ رہی تھی، ہمیں جانتی تھی۔ کیا کہنا چاہتی تھی، اس سے بھی بے خبر تھی۔

عماں کے پرے کی حکی اور لیکن اس کے خوف میں اضافہ کر رہی تھی گرفتوں۔؟

”کیا خوف تھا؟ یہ بھی؟ کسی بے طلاقی؟“

عماں نے اس پار کہنے کیا، وہ ایک قلیل کی طرف بڑھ گی۔

علیہ کی نظر پہنچا، باراں کے باہم ہاتھ میں پڑے سیدھے پکڑ کی مکمل دہاب کوں رہا تھا۔

پکٹ کی سلسلہ کے بعد اس میں سورج چڑیوں کو، عکی سے محل پر اپنے دیا۔

”وہ مرکا موبائل، گھر، سکرین میں، لائٹر، گھری، والٹ اور جو دری چیزیں تھیں۔“ وہ پکچر چڑیوں کو

بچھا تھی، جو کوئی بھی اپنی تھی۔ کوئی بھی کچھ بھوٹے نہیں تھے تھا تو ہر کوئی تھا تو ہر کوئی تھا۔

”بیرون پر بڑی ہوئی چڑیوں میں سے کچھ خون آلوہ تھیں، وہ ان چڑیوں کو تھا کہ انے کی ہست نہیں کر سکی۔“ بس

دلوں ہاتھ بخرا پر کچھ اک اٹک انہیں رکھی رہی۔

وہ سب چیزیں بھی اسیں غص کی زندگی کا ایک حصہ تھیں جسے وہ اپنے دہار کا ایک حصہ بھی تھی۔

ان سب چیزوں پر اس غص کے پامون کا سلسلہ تھا جسے اس نے دنیا میں سب سے زیاد چاہتا۔ مرچاں تھیں

ثمرت ہو چاہتا، ساتھ پڑا جو اس کا بیکن فون اپ۔ اسکی بھی ہر مرکے سامنے اس کا بابیل بھیں کروں۔

اس نے وہی شیڈ کھلی جس پر اس نہ کہا اور غصیں پھیک کر دوئی تھیں۔

”میں نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اس طرح چاہتا ہے۔“ وہ بے خدا رہی تھی، بھیں کی طرح، جو نہ اندازیں۔

اس نے اس پر مکملی پار ایکشاف ہوا تھا کہ اسے ہر مرے کی نظرت نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہر مرے نظرت کریں

سکتی تھی مرف ایک دھوک اور قریب تقریب وہ اپنے آپ کو دی رہی تھی، مرف اس خانہ اور اس ایسید پر کشایہ بھی

اسے ہر مرے نظرت ہو جائے۔

کبھی۔ کبھی۔ کبھی۔ شاید کبھی۔

☆☆☆

”م کرتی کہ مرے پر اتنا رہی ہو تو ہر مرے پر کاروڑی؟“ ہر مرے اس سے جو تی سمجھی کے سے

چھا۔

”آپ کس طرح کی باتی کرتے ہیں؟“ وہ بے اختیار بہامان کر کر بولی۔

”پوچھ رہا ہوں ابی معلومات میں اضافے کے لیے۔“ مرف کیلئے

علیہ وہ پھٹک چاروں سے کرتی کے مر جانے کے بعد قتفے تھے سے بودی تھی اور وہ فون پر کرتی کے

ہارے میں چاہتے کے بعد اسلام آباد سے تحریت کر لے آپا تھا۔ وہ اس تقدیر نہیں اور دل گرفتہ تھی کہ مرف ایک

دن کے لیے آیا تھا، چاروں دل اس کے پاس رہا۔

چوتھے دن جب راہیز پورت مکہ سامنے کے سامنے پھر ہوئے چاری تھی اس نے ملبوہ سے پوچھا تھا۔

”اس طرح کی باتی کہ کیسی صورتے سے تھا۔“ علیہ کو ایک بارہ بھر کر شی یاد آئے۔ لیکے ہے، آپ کو

کہوں گا۔“

”کیس؟“ علیہ کو جان ہوا۔

”بیس مجھے پہنچا۔“ وہ کمری سے بارہ بھر کیے۔

”تم صورتے ہیں روشن پاہتی ہو، اس لیے یہ کہہ رہی ہو؟“ علیہ کی آنکھوں میں ایک بارہ بھر اتنے

آئے۔

”اوکے۔ اوکے۔ صورتی“ ہر مرے بے اختیار دلوں ہاتھ اٹھاتے۔“ کرتی کہتی بہت لگی ہے جس کے

لیے تم اتنا روکی ہو۔“ وہ مذکور کرتے ہوئے بھی کہتے ہیں اپنے اپنے۔

☆☆☆

تائیں نے اس کو جوں نے کہا کہ سیدھا کرنے کی کوشش کی، عماں ہوت پہنچانے والیں جیز دل کو اپنے بارہ

بھرا ہن لفڑی کے اندر ڈال رہا تھا۔

”جسٹہ ریلیکس علیہ دلنے سے وہ آؤں ٹھیک جائے گا۔“ تائیں نے اس کے کو جوں پر کھمڑا اور اپنے

ہوئے کہا۔

”مرے دنے سے تو آ جاتا تھا۔“ تائی پکھ کر نہیں کی۔

”نچے اس کے پاس جانا ہے۔ میں اس کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔“

”اس کا پاس مادرم اور ہمارے علیہ ایسا بھکر جو بعد تھیں اس کے پاس لے جاؤں گا۔“ عماں نے اس

کے کندھ کو کچھتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی کسی سے دوست ہوئے اسے دیکھی رہی۔ بہت سالوں کے بعد وہ بھی کسی کے سامنے نہ رہ گئی۔

آنزوں کی پھٹکتی کی کوئی ارادی یا غیر ارادی کوٹھ کے بغیر۔

”تم کبھی پھٹکتی کیں ہو یعنی علیہ اس کی برآلات کا تھیں اور کہا تھا۔“ اس مالت میں مکملی بارے میں عماں کا

کہا تھا۔ آپ کہا تھا۔ جو ملدا تھا، وہ اپنے کو تھا۔ اس کی بھکر تھی اور وہ مرکے کی بھی تھیں ان دونوں نامہیں تھے ملبوہ

مالیں تھیں کوئی تھی۔ کم مرے بہتر سے نہیں چان کیا تھا۔

چاہیں اب کر کرے اسے اپنے جانہ تھا۔ چاہیں کے جسم پر جو دو یوں بیان میں اسے ایک بارہ بھر عماں کا دل کی

تھی۔ کیا کچھ تھا جو اب اسے اس کی یاد دل دےتا ہے وہ ملبوہ میں سر دے کر پھینکی۔

تو یہ ہوتی ہے زندگی۔

بہت ساری دہ باتیں کبھی جزو وہ کوئی شیخلا اور نالوں سے بھی نہیں کر سکتی تھیں۔

وہ واحد شخص تھا جو اس کے لئے بودا شد کہ تھا۔ با اٹھا تھا تھا۔ اس نے عمر جاہنگیر کے ملاڈ کی کسے اتنی صد نہیں کی تھی۔ کسی کو اتنا تھک نہیں کیا تھا۔ اس نے عمر جاہنگیر کے ملاڈ کی کوہرا جمالی بھی نہیں کیا تھا۔ کسی سے بدلتیزی بھی نہیں کی تھی۔ کسی پچھلی چالی بھی نہیں تھی۔

وہ واحد شخص تھا جو اس کی رحلتی اپنے کندھ میں پڑ لئے کے لیے تاریخ تھا۔ جو اسے مخفوط رکھتے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتا تھا اور وہ یہ سب کچھ جانی تھی۔

اور اب جب وہ اپنی زندگی کا سفر تمثیل کے دنیا سے جا پکھا تھا تو وہ انہوں کی طرح اپنے پھیلائے کمری رہ گئی تھی۔ کوئی دوسرا شخص اس کے لیے عمر جاہنگیر نہیں بن سکتا تھا۔

دوپہن اس کا تھا سر پر رکھ کر وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی، بالکل اسی طرح جس طرح اخادرہ سال کی عمر میں ایک بار عمر کے سامنے پاڑ میں روئی تھی اور پھر اس کے بعد اس کے سامنے کی پار روئی تھی۔ تینی کوچھ خواہ جو آج اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔ اسے مکان برائی و رہا تھا جیسے سب کوئی تمہاری ہو۔ سب کوئی کہیں بھی کہیں نہیں رہا تھا۔ کیا تھا اگر وہ اس سے بھت نہیں کرتا تھا جو بھری اس کا کوہرا جمالی تھا کافی تھا اس کے لیے۔

کچھ فاصلے پر مودودی ایک کرسے میں عمر جاہنگیر کے جسم کو کاٹئے والے سارے نظر اپنے درجہ پر چلے گھوسیں ہو رہے تھے۔ وہ اپنی زندگی میں بہت سی تکلیف و چیزوں سے بچا پکھا تھا اور وہاں بیٹھے علیہ و نکلنے کی روایتیں اسی کی تھیں۔ اس سب کے بعدے عمر جاہنگیر کو صرف ایک بیڑے سے پاگلے۔ موت نے

☆☆☆

روپرور نے صوبائی وزیر کو گیرا ہوا تھا۔ جو کچھ دو پہلے ہائیکورٹ پہنچے تھے۔

"اپ کا کیا خیال ہے سر اس قتل کے بچھے کا تھوڑا سکتا ہے؟" ایک روپرور نے ان سے سوال کیا۔

"یکھیں، اس پارسے میں فوکی طرف پر کوئی نہیں کہا جا سکتا۔ پوچھ لے تو یہیں ہیں کہ آغاز کر دیا ہے ایسے جلد ہی اس افسوس ناک مادٹے کے مجرموں کو پکڑ لے جائے گا۔" انہوں نے اپنے پاس کھڑے آئی تھی میخاب کو دیکھتے ہوئے کہ موجودہ اذناوں میں سر برلانے لگا۔

"یک پوچھ کو اس ماحلے میں کوئی نہیں ہے۔" ایک اور سوال ہوا۔

"اس پارسے میں آئی تھی صاحب آپ کو زیدہ اونچی طرح بتائے ہیں مگر میں سمجھتا کہ وہ ابھی فوری طور پر آپ کو کوئی برداشت نہیں دے سکتے ہیں۔ جو بھی بہر ہے یہ سوال آپ انہی سے کریں۔" انہوں نے آئی تھی صاحب کی طرف اشارہ کر کر ہوئے کہا۔

"عمر جاہنگیر ہمارے ایک بہت گالی ملہا تھی۔" آئی تھی نے اشارہ پاٹتے تھی اپنے بیان کا آغاز کیا۔

"اُن کے ساتھ ہوئے والا حادثہ راملی ہالز پرے پورے ٹیکھارا شست کے لیے ایک بہت بڑا انتصان ہے۔"

جیسا کہ آپ کو خوش صاحب نہ تھا۔ پوچھ لئے اپنی اونچی گھیشن کا آغاز کر دیا ہے۔ ان حالات کا جائزہ لیتے اور شامیں

ایک دوست میں ایک ہی پیغم بر ہوتی ہے، دو فون نہیں اور اس دوست اس کے دل میں عمر کے لیے کوئی ٹکاٹت، کوئی گھر کوئی ہوئیں تھا اور بندگی کی سمجھی نہیں سکتا تھا۔

"وہ رنگ کی تھی کیسے۔ گاڑی میں اس کا ایک گاڑا اور رنگ بھروسی کیا رہا۔ جس کو اس ایکی بیٹی کی دل مند بعد ایمن اطلاع میں تھی۔ وہ بہت اپنے یہ تھا۔ یہاں سے خود بھی کاپڑیں آٹک کر کوئی بھروسی نہیں کی۔ خود جاں نے بھی بہت کوئی نہیں۔"

تائیں جسکی اداز میں ساتھ والی کوئی پٹنگی کہ رہی تھی۔ علیہ کے لیے یہ سب اطلاعات بے معنی تھیں۔

"وہ پندرہ دنوں میں امریکہ جانے والا تھا۔ ایک پاکستانی لوپر اور یہ سب کچھ ہے۔" علیہ کے لیے یہ کہمہ سر اٹھا کر دھنلا کی ہوئی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔

"تینیں تھیں۔ میں چالا جاؤں گا تو تمہارے اور دیمان سے کچھ تھیک ہو جائے گا اور گیرا یا ہے تو میں واپسی دے رہا ہوں کے دیمان نہیں آؤں گا۔ میں جیسی دے دیوار کی نہیں ٹوٹ گا۔"

"تم کب پوچھنا چاہتے ہو؟" تائیں نے اسے خاطب کیا۔ علیہ کے لیے نہیں میں سر ہلا۔ یہ اس کے لیے میں آنسوؤں کا پہنچانا ساگر یا ہے۔

"تمہارا ذکر کر رکھ لیوں۔ میں فرق یہ ہے کہ تم نے یہ نیکارام پہنچا ہوا ہے جس دن یہ یہ نیکارام اتر جائے گا، اس دن تم بھی اسی طرح اپنے جاؤ گے۔ میں طرح تم دروازے لوگوں کو مارتے ہو۔"

علیہ نہ گھست خودگی کے عالم میں سر جھکایا۔ اس نے زندگی میں خود کو اس سے زیادہ فلکتے اور قابلِ نہیں کیا تھا۔

"وہ تکنی تکلیف سے گرا ہو گا۔ کتنا درد برداشت کرنے پا ہو گا۔" وہ ایک ہار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"کون کہتا ہے کہ کسی غصے ایک بار بھوت ہونے کے بعد اس سے نفرت ہو سکتی ہے۔ جو کہتا ہے وہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا ہے۔"

Cycle of replacement میں صرف محبت کی replacement نہیں ہوتی۔ خود کو فریب دینے کے باوجودہ میں جانتے ہیں کہ ہمارے وجود میں خون کی گردش کی طرح نہیں دالا تام کس کا جاتا ہے۔ ہم کی بھی اسے اپنے وجود سے نکال کر باہر نہیں پہنچ سکتے۔ وہ درجہ اس کے اور دوسرا میتوں کا ڈھنگ کارکے جاتے ہیں، کچھ جانتے ہیں۔ اب ہم اس سے محبت کرنے ہیں میں کچھ جانے کا بھتیجی ہے۔ اب ہم اس سے محبت کرنے ہیں میں کچھ جانے کا بھتیجی ہے کہ کسی اس کوہرا جمالی تھا اس نے جانے کا بھتیجی ہے۔

اس کے بعدمہ زندگی کا زمانے کے قابل ہی نہیں رہے۔

وہ اس کی محبت میں اخادرہ سال کی عمر میں گرفتار ہوئی تھی۔ وہ واحد شخص تھا جس سے دہربات کر لئی تھی،

میں کہا پڑتا ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم حالات کو اور بہتر کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

"اے کامیک اینسٹی ہاؤس جو کی شہر میں بارشاہ کے پار ہے وہاں تھا اور دیباڑے اپنے کاروڑ اور رائے کے ساتھ شہر کے جنمیں تل ہو جائے تو عام لوگ اینما خاتم کے لیے کس کی طرف دیکھیں۔" اس رپورٹ نے چوتھام جانشی پر اعتماد کیا۔

"بولیس اگر اسے اک آفسر کہنے والا سمجھتا تو وہ اک مارٹرڈی اک تینگی کے اُن بکتے ۔"

”یعنی، جس شہر میں وہ قیمتیات تھے، وہ بخوب کے حاس علاقوں میں شارکیا جاتا ہے اور عمر گیر کے رے میں لگے کو پکو لئی خبریں تھیں کہ ان کی جانب کو خلدو تھا۔ انہیں دھی ایمرو فون کانزیں کی باتی روپی تھیں۔ مردم اس پرے محتلے دہشت گردی کے سفر کو می خارج ازاں کامان قراٹیں دے رکتے۔ بہت سارے نیکفروں نے جو یادیے حادثات کا سبب بن تائیں تھیں، انہیں گھرم پوش کر رہے ہیں کہ ایک کیسے حداثت دہارہ میں ہوں۔ توڑی یا دریا پر پہنچ ایمروز کی ایک بیل نول کی پیٹھک ہو رہی ہے۔ کل دفعہ داغل آ رہے ہیں، وہ بھی ایک بیٹھک کر رہے ہیں۔“ اس بار آئی تی نے فشر سے اجازت لیتے ہوئے کہا اور پورنڈزے نے مزید کوئی سوال نہیں کیا تو آئی تی کی جان پڑھانے آئی۔

”مز آپ نے دھشت گردی کا ذکر کیا ہے۔ کیا آپ کا اشارہ بندی کی دھشت گردی کی طرف ہے لاء ایڈ  
آرڈر کی صورت حال کوڑا کرنے کے لیے یہ کیا غیر ملکی ابجس کا کام ہے؟“ ایک درسر پر پورے تکوٹھا۔  
”میں نے آپ کو تکوٹھا۔ اس سرطے پر اونچی کھنکیں کہا جاسکتا۔ جیسے کہ ہم اس سماں میں کچھ  
پورے کوڑس کرتے ہیں کافروں کے ذریعے آپ لوگوں کو پولیس کی تمام کارروائی کے بارے میں آگاہ کر دیں  
گے۔ آئی جی کہا۔

”عمر جا گلے کافی تمازع خصیت تھے۔ پہلے کچھ سالوں میں کمی خواہی سے دہاختارات میں آتے رہے۔

لئکی یہ کسی ذاتی دلخی کا نتیجہ تو جیس ہے؟ ”ایک درمرے رپورٹ نے کہا۔

”اگر بھائی کامیاب ہے تو اس پر اکٹھے ہوئے بچھے کہا۔  
”بھائی ان قل سے آنکھہ آئے والی پولیس ریفارمرز پر کچھ اپنے کہا؟“ اس پار ایک درسرے پورا خدا

"کمال"

"کیا آپ دوں لگا کے پولیس کے اختیارات میں کی اور روں میں تبدیلی کر کے آپ پولیس آفیسر کو حریم  
کریں گے؟"

"اُس کے پر عکس میں سمجھتا ہوں کہ اس نئے سسٹم سے پولیس اور جام کے درجنہ ان ایک بھرپور رکھ رکھنے کا سبب ہوا ہے اور اس طرح کے حادثات کا سبب بھی ہو سکتے گا۔ "لاہور ڈی آئی ڈی" کی صورت حال بھی اور بھرت ہوئی۔ "صوبائی دوسرے اپنے پسندیدہ جعلیے ایک بار پرگزیر کرنے کی۔"

کی مدد سے اڑتا ہیں گھنٹوں کے اندر بھروس کو پکڑنے کی کوشش کریں گے اور ہمیں پوری امید ہے کہ ہم اس کوشش میں کامباگز گیرے جائیں گے۔

ایک رپورٹ نے آئی تھی کہ بات کو کافاً "مری جو آپ اتنا لیں سکتے ہیں کہ بات کر رہے ہیں۔ آج تک کونسی  
بلیں اتنا لیں سکتے ہیں، میرے کو تم کامان سائی ۲۰۰۰ء کا، کہ اج کے کام کو کم سے کم

"اگر پولیس اونا لیں مگنون میں بھرم کرنے نے کامیاب ہوئی تو آج تم اور آپ ہماس کفرے ہو کر یہ سمجھنے کے لئے تھے جھلکائے۔ بالآخر، یہ تھے آج کی خواہ۔" اسکے بعد پانچ سو روپے کے

سوندھ رہے ہوئے۔ پچھے ایک سالن میا بجے سے اپنی آنڈیاں بجے ہیں۔ سات سو روپے سے آفیسر کو مادرگا ہے اور پولیس اس ملٹے کو رونے میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے۔

اس باراں تک ایسے تدریس کرنے والے نہیں تھے جو اپنے طبقہ میں پہنچ سکتے۔

”پوئیں نے ایک نے علاوہ تینا واقعات میں مٹھت بھروسوں کو دلایا ہے۔“  
”اگر آپ واقعی بھروسوں کو گرفتار کر پکے ہوتے تو آج آپ کا ایک اور آفیسر اس طرح مارا جاتا۔“ اس

رپورٹ نے بھی اتنی عین تدبیحی و تغیری سے کہا۔  
سوہاںی وزیر نے برداشت ماغلبت کی۔ ”دیکھیں“، یہ کہہ زیادہ عین تدبیح کا تبرہ ہے جو آپ کر رہے ہیں۔

آلی می ساچنے جب سے اپنی tenure شروع کی ہے، بخاب میں لا ایڈ آرڈر کی صورت حال بہت بہتر ہوئی۔

”سرا آپ بھی سمجھ کر اتنے سینئر آفیسر کے قل کے سوچ پر لام ایڈ آرڈر کی بہتر صورت حال کی تعریف کو نہ مان لگاتے ہے؟“ سوائیں دن بر چد لئے کچھ بھیں بول سکتے۔

”وو... دیکھیں... وہ... اگر... آپ پورے ملک میں دیکھیں... تو... میں اس کے لامانا سے صورت حال میں بہتری کی بات کر رہا ہوں۔“ صوبائی دزیر پر اختیار پر بکھارنے۔

”ہالی ٹیکس صوبوں میں کبھی بھی اس طرح دعزاً دعزاً فیر قتل نہیں ہوئے۔ خاص طور پر ایک سال میں۔ آخر ملکاں میں یہ ایسا کیوں ہوا ہے؟“

صوبائی وزیر کے ساتھ ساتھ آئی تی بخوبی کا دل چاہا کہ وہ اس پرور کی تیکی کے ساتھ ساتھ اس کی زبانی کر کر کوئی ایسا کہا تھا میں رکھ کر دیکھ دیتے ہے جو اب وہ صاحب اُنک وقار اُنک وقار کا نہ تھا۔ وہ رکھ کر اسی کو کہا۔

اور سوال متنے پر مجبور تھے۔

میں نا اور جو دوسری حکومت میں کام آیا تھا کی جو پھر سے اسے سماں کا سماں پائیں کوئی میں کہا پڑتا تھا بخوبی

واملے دا لئے پر رخیہ، بھیں تھا مگر اس سب کے باوجود وہ Facts اور figures (حقائق) کی بات کرتے ہے کیونکہ وہ سب پر کنکل الگ جمع تھیت پنڈ جو کی بھی چیز کو شفتوں اور چند آئینے تھیں کے حوالے سے نہیں لے سکتے تھے۔

وہ سب عمر کا جتنے بے تاثر اور فخر ہے جن کی امداد میں وہ سکس کر سکتے تھے کہ جو علیہ، بھیں کوئی تھی۔ وہ جاتی تھی، وہ کوئی ایجاد آفرینش تھیں تھا۔ وہ بہت سے غلاموں میں ملوٹ رہا تھا، بہت سے لوگوں کو اس نے بہت تکلف بھی دی تھی اور بہت سے لوگوں کے لیے مسلسل پر شانی کا ہاتھ بھی بڑا تھا۔ کوئی بھی ایسا تھا جو اس کی صوت کو "جیرو" اور کانا" توارد سکتا تھا۔ کوئی بھی بکلا تھا کہ عمر جاہنگیر اس طلب کا مستحق تھا۔ باوجود وہ ایسا نہیں کہ سمجھتی تھی۔

اس کی زندگی میں وہ اس پر بے تحاش تھیت کرنے تھی۔ اسے عمر جاہنگیر کے کاموں پر اعراض ہٹنے کا تھا مگر اس کی صوت کے بعد سے یا اسماں ہوا کہ وہ اچھا آدمی نہیں تھا۔ اچھا آفرینشی بھی نہیں تھا۔ درودوں کے لیے گر اس کے لیے وہ بہت اچھا تھا اور وہ مغرب جنگل کو درود لکی جیکے سے بھیں دیکھتے تھیں۔ وہ درودوں کے ساتھ ہونے والی تجویز کی خوبی پر اس سے تفریضیں کر سکتی تھیں۔ یہیں کہہ کریں تھی کہ اس کے ساتھ جو وہ انکی ہو۔

عمر کی صوت کے لئے اپنے کو جن کے بعد اس نے اخبار سے اعتماد دیا تھا۔ وہ جاتی تھی کہ وہ درود اس سم کے بارے میں کوئی کوئی بھی لکھے گئی۔ وہ کس مناسے ان تمام جزوں کے لیے درودوں پر تھیت کر سکتی تھی جن کے لیے اس نے عمر جاہنگیر کو معاف کر دیا تھا جن کے لیے وہ جاہنگیر کو پختہ پر بیماری۔ اپنی قبولی کے اس فردوں جس کے ساتھ اس کا جذبہ بنتی تھیں۔

اسے نہیں پتا تھا کہ جاہنگیر معاذ عمر کی صوت سے کس حد تک حاشا ہوئے تھے، اس کے خالدان کے درمرے مردوں کی طرف وہ اپنی اچھے احساسات پہنچانے اور جو اپنے بے تاثر رکھنے میں ماهر تھے، یہ وہ خصوصیت تھی جو معاذ حیدر چھے بڑے خاندان انوں کے لوگوں کے ساتھ ساری عرضی تھی۔

علیہ سے نہیں کہ صوت پر جاہنگیر معاذ اور بنی خانہ مگر کی صوت پر وہ بے حد خاموش تھے، ان کے اور عمر کے درمیان۔ بھی بھی خویار اتفاقات تھیں۔ وہ جاتی تھی، بچکلے چند سالوں سے ان دلوں کے درمیان بول چال بھک بند تھی مگر خوبی، ممکن بچکلے ڈیڑھ سال سے عمر کے ساتھ تارہ سارے سلوک کر رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ اس کی صوت نے اسے بری طرح قذیقہ دیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ جاہنگیر معاذ کے اندر قذیقہ توڑ جوہری تھی۔ آخرون ان کا بڑا بیٹا تھا۔

عمر کے حادثے کی وجہ سے اس کی شادی میں مistrustی میں بھی تھی۔ شہزادی پاکستان میں اپنا قائم بڑھایا تھا مگر انہوں نے جنہیں فلی سے جیہیں فلی نے ان سے اس محاٹے میں فی الحال کوئی بات نہیں کی تھی۔ عمر کے دو سویں کے بعد آئے آسٹریس سب نے والبیں جانا شروع کر دیا۔ ہر ایک اپنی زندگی کی طرف دوبارہ لوٹ رہا تھا۔ جاہنگیر معاذ بھی با رحوبی اپنی فلی کے ساتھ والبیں امریکہ پر لے گئے تھے۔

"جنیں اسی بی جب ذی بی او اور ذی کی جب ذی ای او کھلانے لگتیں گے تو پھر وہ اس طرح کھلے گا۔ سرکوں پر نہیں ادارے جائیں گے۔"

"میری از صاحب آج آپ کو ہوا کیا ہے۔ کس طرح کے سوال کر رہے ہیں آپ بار بار؟" بالآخر سوبائی ذری چڑ کر بول دیا۔

"میری از صاحب نے سول سویں کے اگینام میں درسری پوزیشن لی ہے اور چند مظنوں میں اکیڈمی جوائن کر رہے ہیں۔" ایک درمرے پر پورے نظر دیا۔

"پھر تو میں ایک دوسرے کا ہوتا ہوں کہ آپ پر پلس سرویس میں یہ آئیں گے تاکہ وہ بہتری جو تم نہیں لائے گا۔ لامیں اور ہم آپ کی ملائیتیوں سے فائدہ اٹھائیں۔" اس بار آئی گئے اپنے چہرے پر ایک زبردستی کی مکاہث لاتے ہوئے کہا۔

"وہیے بھی پر پلس کے لئے کو ضرورت ہے آپ چیزے آفرینش کی۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ....." سوبائی ذری ہے آئی گی کے جواب میں کھا اضافہ کیا اور اگلے کی سوال سے پہلے اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔

"میں انہا کجا پڑھاں۔ میں جاؤں گا پر پلس سرویس میں۔" میری از صاحب اپنی بڑی بڑی بڑی۔

☆☆☆

ہر چیز بہت حیر رفتاری سے ہوئی، درمرے دن شام کے قریب عمر جاہنگیر کی مدفن کردی گئی۔ جہاں تک معاذ

وہ بھر کے قرب پاکستان بھی گھے گئے۔ زراعتیو پاکستان میں آئیں۔ وہ ایک آپریشن کے لیے بھائل میں ایڈیٹ تھیں اور ان کے خوبرنے بیاری اور آپریشن کے نظر نہیں اعلان دیتے سے مددوت کر رہی تھی۔

معاذ حیدر جیسے خالدان کے لیے عمر جاہنگیر کا قتل ایک بہت بڑا اصلاح تھا۔ یہ صور کرنا بھی ان کے لیے مشکل تھا کہ ان کے اپنے خالدان ان کے کسی نہ کو کیں اس طرح دن و یا رہے قتل کیا جاسکتا ہے۔

عمر کے قاتلوں کے بارے میں فرمی طور پر کہہ پہنچاں چاہے۔ وہ کون کو کیا تھا؟ اور ایسے بہت سے سوالات کا کوئی جواب کیں تھیں تھا۔ شاید آئینے والا وقت میں ان موالات کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔

معاذ حیدر کا پورا خالدان اسی کی دن تک ان کے گھر بیٹھ ہوتا رہا۔ موضوع نگلکو ہر ایک کے لیے عمری رہا۔ علیہ اس سب کو عمر کے بارے میں بھی کہتے تھے۔

وہ سکس کرتے تھے، کس طرح انہوں نے عمر کو بہت ہی پیروں کے بارے میں سمجھنے اور آگہ کرنے کی کوشش کی تھی، کس طرح عمران تمام ہاتھوں کو انگور کرتا رہا، کس طرح اس کی لاپوں اور اپنی اسے مختلف موقعوں پر نظران پہنچانی رہی۔

اور ہر چیز کا تجھیں ایک عین کا عمر کے ساتھ ہوئے دالے اس حادثے میں عمر کی اپنی غلطیاں بھی معاذ تھیں۔ اسے بے ضرر، بن کر ستم کا حصہ نہیں آیا تھا، وہ ایک پورا ذہری بھی نہیں تھا۔

علیہ بہت جانی تھی، ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا تھے جو سے بھروسی نہیں تھی، جو عمر کے ساتھ ہوئے

"میں نے اسے اپنے گمراہنے کے لیے کہا ہے گھر اس کی خواہیں ہے بیان نہ رکھی۔"

"آپ ان سے بیان آئے کے لیے کہو دیں، مجھے اور ہاؤ کو اپنی رسید کر کے خوشی ہوگی۔" اس نے دم  
آواز میں کہا۔ وہ جانی تھی جو توہنگ پاکستان کیس کیوں آمدی تھی۔

"انہوں نے آپ کو قاتع کی ہاٹا گلکر کے پار میں تباہ ہے؟"

"اسے ایسے پورت سے میں رسید کر لوں گا۔" جبید نے کہا۔ طیورہ فاضلیہ رسید۔

"وہ بیان ہماری شادی تھک رکے گی۔" طیورہ نے سرانجام کر دے دیا۔ حکما وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔ ایک گیج  
کی ناموشی ان دلوں کے درمیان در آئی تھی۔

"چند دلوں تک اسی اور باقی تم لوگوں کے ساتھ میں بات کرنے آئیں گے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سطھ میں تم سے بات کروں تاکہ تم کو اپنی گی کہتا گو۔"

طیورہ نے اس کے چڑے سے نظر ہٹا۔

"میں چاہتا ہوں، شادی ساری گی سے ہو۔ میں زیادہ دھرم و ہر کاٹھس چاہتا۔" وہ جسی آواز میں بول رہا تھا۔  
اس نے جس دن جس کوچنے اور عمر کے پارے میں تباہی تھا، اسے اگلے دن عمر کے ساتھ وہ خادشہ قیضی

آگیا تھا۔ اس نے جبید سے کہا تھا کہ وہ اسے یہ سب کو کہاں لے تاہم ریسے کہا کہ خاتون سے آگہ ہو کر وہ اسی  
سے یقین لے کر کے اسے بھی عیین ریسے شادی کرنی ہے یا نہیں۔

چکلے پرورہ دلوں میں جبید سے اس کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ جبید کی کیفیت اور تاثرات کے بارے  
میں نہیں باتی تھی کہ وہ ضرور باتی تھی کہ جبید کے سامنے ایک پار ہو گرہ کے لیے اس کے چند اسات اور احصاءات  
عیاں ہو گئے تھے۔

اس نے بڑے ڈوق سے عمر کے قتل سے ایک دن پہلے ہوئی میں جبید کر جبید سے کہا تھا کہ عمر سے محبت  
کرتی تھی کرایب نہیں کرتی۔ اس کے اور مرکے درمیان اب سب کچھ چکھا چکا چاہے۔ وہ اب مرکی ایمیٹ جان بھی

ہے اور اس کی ایمیٹ جان لینے کے بعد وہ مرکی ہے جو کہ پاکستان خود فرض انسان کے ساتھ نہیں رکھتی  
وہ بھائی تھی، پہلے پرورہ دن میں مرکی سوت پر اس کے روگن نے جبید پر یقینت آف کردی ہو گئی کہ وہ

اب بھی عمر سے محبت کرتی ہے۔ وہ اخاتے ڈوق نہیں تھا کہ یہ امداد نہ کر پاتا۔ وہ اپنے چہرے کو کبھی پہنچانے  
میں کامیاب نہیں ہوا تھی۔ خوش اور خوب ہاتھ اس کے چہرے سے محلہ تھا اور نہیں کہیں بالکل اس کے چہرے

کی اس خوبی پر کوئی شرمندگی نہیں ہوئی تھیں اسی تھیں آیا تھا۔

اس نے ان پورے دلوں میں ہمار جبید کا سامنا ہونے پر کہی یہ نامہ ہوتا تھا کہ کوئی شہنشہ کی تھی کہ وہ مرکی  
سوت سے حوصلہ نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس کے ساتھ اپنا بندہ بندھا تھا۔

چھائے گئے ان دلوں سے بھگ آگئی تھی جبید سختا لے سختا لے وہ بچھے کی سا لوں سے بلکا تھی اور شاید وہ  
لاشوروی طور پر جبید کے سامنے یا اعزاز بھی کر لیا تھا تھی کہ وہ کبھی عمر سے نفرت نہیں کر سکتی۔ اس کی سوت اسکی

"اُم پر چاہے تھیں گے؟" طیورہ نے جبید سے پوچھا۔ ان دلوں کے درمیان تقریباً دفعتے کے بعد  
ٹھاکھتے ہو رہی تھی۔ وہ ہاٹھ سے مرکب، ہر جگہ موجود ہاٹھ اور دوسری ہاٹھ کے گمراہوں کے ساتھ ان  
کے گمراہ ہاٹھ کا اور طیورہ کے درمیان براہ راست کوئی بات نہیں ہوئی۔ جادوئے کے بعد آج ہمکی بارہو  
ٹھیوڑے سے نہ ہاتھ اور اس کی بھی اس کے ساتھ نہیں تھی، وہ جس دقت آیا تھا، اس دقت نہیں۔ اپنی گھر جا رہی تھی اور  
ٹھیوڑے اس کے ساتھ پوری پوری میں کھڑی تھی، جب گیٹ سے جبید کی گھوڑی اندر واپس ہوئی تھی۔ اس نے گھوڑی ناموشی کی  
گاڑی کے پاس لا کر گھری کر دی۔ پکھ دیں اس کے درمیان رکی بات چیت ہوتی ہے جو اس کے ہاتھ اور ہاتھی میں  
پکھ کر لگتی ہے۔

"اُم پر چاہے تھیں گے۔" یہ پہلا جملہ تھا جو بہت دلوں کے بعد ان دلوں کے درمیان بولا گیا تھا۔  
"لیکن، ہماراں میں میلتے ہیں۔" جبید نے کہا اور وہ ناموشی سے لان کی طرف بڑھ گئی۔

اور اب دھپٹے دھ سند سے لان کی کرسیوں پر چب چاپ بیٹھے تھے۔ طیورہ نے اس گھوڑی ناموشی کو  
چھوڑنے کے لیے اس سے پوچھا۔

"اُم پر چاہے تھیں گے؟"  
"لیکن، میں بیان آئے سے پہلے چاہے لی کر آیا ہوں۔" جبید نے جواب کیا اور پھر کچھ توافت کے بعد  
جو ٹھیوڑے فون کھاتے تھیں۔

"لیکن میں ہاتھ کرنا تھا تھی۔" نہ اسے اس کی دوبار بات ہوئی ہے۔ طیورہ نے تایا۔  
"لیکن میں ہاتھ کرنا تھا تھی۔"

"لیکن، نہ تو میں مجھے ہاتھ کر کیا تھا۔" اس سے کہا جائے کہ اس سے دلوں پاہر میں بات نہیں ہو گئی۔  
دھونکے کی رات کو کہا تھا آرہی ہے۔" جبید نے تایا۔ طیورہ ناموشی سے اسے دکھتی تھی، وہ کہدا تھا۔

"نوہیں، لیکن ہاتھ کا تھا۔" وہ جانی تھی جبید کا شادرہ کس طرف ہے۔

"میں سب بھی کہتا ہوں کہ اس کی سب سے نیادہ درست جزوی کے ساتھی ہے اور اگر کمی اس نے شادی کی تو وہ اس سے کرے گا۔ وہ دلوں ہم تھے اور ہر لئے عرصے سے ایک درستے کے ساتھی ہے۔ ان دلوں کی بہت اونچی اخلاقی منیز ٹھنڈگی تھی۔ میری جلد کوئی بھی نہیں تو دستے کے ساتھی کہتا۔"

"آپ نے نیک سمجھا۔ علیروز نے وہی آدا میں پہلی بار اس کی گفتگوں میں مانافت کی۔ وہ جو تھے ہی محبت کرتے تھا۔ وہ اسی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔"

"میں کہتا تھا۔" جیندے لئے اس کی بات کرنے کی اپنی بات باری بھی۔ "میرے بہت قرب ہوں، اس کے بارے میں سب کو جانتا ہوں،" اسے بہت اونچی طرح بھکتا ہوں۔ اب اُنہیں قہا۔ "جیدی گیر سے انداز میں سکریاں۔"

"یہ سرف بھری خوش بھی تھی، میں یا اس کا کوئی بھی دوست اس کے اندر کوئی نہیں جماں کیا تھا۔ اس کا موقع ہی نہیں دیا۔ ہم اسے صرف اتنا ہی جان سکے، جتنا ہو چاہتا تھا۔" وہ نیک کہ رہا تھا۔ علیروز کا سارے میں کوئی بھی نہیں تھا۔

"بعد میں انسانیت کے سے کہا کہ میں تم سے شادی کر لوں۔ وہ قارن سروں میں اپنی ملکی پوستنگ پر جا رہا تھا اور میں نہ نہیں میں اُن کی پڑپتی کی مزید تعلیم کے لیے۔ اس وہ ترجیح نہیں کر رہی تھیں۔" علیروز کو دیکھا کہ وہ وقت تھا جب اسے کمل طور پر یقین ہو چکا تھا کہ صرف وہی نہیں، میری بھی اسے محبت کرتا ہے۔ جب وہ کچھ کی تھی کہ بہت جلدی وہ اسے پوپر کر دے گا اور وہ اس وقت کیا سوچ رہا تھا۔ جیندے کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نیا الٹنے لگی۔

"میرا اس وقت شادی کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور میر کو کبھی اس بارے میں کوئی جلدی نہیں تھی۔" تم اپنی تعلیم فرم کر، پاکستان آؤ، پھر تم سے اس بارے میں مزید بات کرو گا تھا۔ یہ بات ملے ہے کہ تمہاری شادی علیروز کے ساتھی ہی ہو گی۔" وہ مجھ سے کہتا تھا۔

"اگر وہ مجھے اچھی لگی تو، اس کے ساتھی میری اخلاقی منیز ٹھنڈگی ہو گی تو۔" میں ہر بار اس سے کہتا اور وہ مجھے یقین دلاتا تھا۔

"علیروز اور جنہیں اچھی نہ گئے۔" جنید gem of a person، gem میں تھیں، سال قم کے ساتھ اگر اور لوگوں کو تمیرے احباب مدد ہو کر کئی نے دنیا کی سے بہترین لوگی کے ساتھ تمہاری شادی کروادی۔" مجھے آہستہ آہستہ یہ گھوس ہوتے لگا کہ میر کو اکابریں کر سکتا۔ وہ اپنی بات مذہبی کارنا تھا۔ کچھ لوگوں کے بعد جب گھر میں بھری شادی کا دکر ہوتے تو تمہرے مجھے تھام سے ملایا گری کہ کہ میں کوئی سے اپنی سوتی کے بارے میں نہ جانتا۔ مجھے بھی کوئی جس نہیں تھا۔ میں کسی قیمت پر بھی تم سے شادی کرنے کا نہ سوچتا، یا تم مجھے تاذیتیں تو بھی میں اس سارے ماحلا کے بارے میں گھر سے بات کرتا۔

اور ان پرور دلوں کے بعد واحد چیز جس کا وہ سامنا کرنے کے لیے تباہی تھی اور جس کی وہ توقع نہیں کر رہی تھی، وہ جیدی طرف سے شادی کے بارے میں دوبارہ پات تھی۔ وہ اس وقت شادی کے بارے میں بالآخر طریقے سے بات کرنے ہوئے تھے۔ تباہی کا دوسرے سب کو جانے کے باوجود کام رکھنا چاہتا ہے۔

"کیوں؟" وہ اس وقت ایک سوال کے مطابق اور پوچھنا چاہتی تھی۔

سب کو مجھے جانتے کے بعد بھی اُنکے کیا اس رشک کو کام رکھنا چاہتے ہیں؟" اس نے جیدی کے خاتمہ ہو جانے کے بعد سوال کیا۔ وہ اس کے مطلب میں ایسا تھا۔ درختوں پر پیٹھے پوندھوں پر پندریں جانے ہوئے تھے۔ علیروز کا کہا جیسے اس نے اسی بات نہیں سن ہوا اس نے ایک بار پرہانہ سوال دہرا دیا۔ اس پارچینے درختوں سے نظر پر اسے دیکھا۔

"نہیں۔" اس نے ایک گھبرا اسیں لیا۔

"شاید اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ بہت نیادا انداز پہنچا ہوں یا پھر شاید اس لیے کہ میں مرکی بیلی سے انہاں تعلق فرم نہیں کر سکتا۔ بہت بکھر پہلے یہ قسم ہو چکا ہے، جو باقی رہ سکتا ہے۔ میں اسے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔" وہ بڑے ہمارا بچہ میں کہہ رہا تھا۔

"یا پھر شاید اس لیے کہ عمری خراب ہے؟" اس نے جیدی کے چہرے پر پندریں جانا کر کیا۔ جیندے نے اس کی بات کی تردید کی تھا اور اس کی بات کی تردید کی تھا۔ وہ ایک بار پرہانہ سوال پر پیٹھے پوندھوں کی طرف توجہ ہو چکا تھا۔

"میں نے اپنی بارگاہ سے کھڑا رکھ کر جا رہا تھا جب سارے ڈریل سروں کا اخان دینے آیا تھا۔ وہ پوندھوں کے لیے ہمارے گھر تھا۔" علیروز نے جیدی کو چھپے بڑا اسے دیکھا۔ وہ اپنی بھی ان ہی پوندھوں کو دیکھ رہا تھا۔

علیروز کو یاد تھا، وہ اس کی زندگی کی بھروسے گھر جو ہو کر کی دوست کے ہاں شفث ہو کیا تھا مگر وہ اس دوست کے ہارے میں نہیں چلتا تھا۔

"پھر بکھر دلوں بعد اس نے کہا کہ وہ اپنی گرفتی کے پاس جا رہا ہے، میں نہ ادا ہو گی۔" جب اس نے مجھ سے مذہرات کی اور مجھے تمہارے بارے میں بتایا کہ کس طرح قم اس کے دہاں جانے پر خود کو غیر مخصوص کر رہی ہو اور جو قم لوگوں کے درمیان روشنی ہو گئی تھی۔ میں نے عمری ان باوقوف کو زیادہ ایسٹ نہیں دی۔ میں سکھتا تھا۔ وہ اس لیے زیادہ جدیدی میں کہہ رہا ہے کہ جنکو ایک دوڑھی بھی کی سے تھیں لیکن حقیقتی میں مخفیہ واسطے دیکھتی تھی۔

"میراں کی ہاتھ میں اکٹھ رہا تھا ذکر ہوئے لگا۔" میں نے توبہ بھی کوئی نہیں کیا۔ تمہاری اور اس کی عمر میں بہت فرق تھا۔ قم اکٹھنے اور جگہ جیسی بھروسے بہت تکمیر تھا۔ میرا خالی تھامہ تمہارے ساتھ تھا۔ ایک ہی گھر میں رہ رہا ہے اور پھر قم سے ہماری بھی کی تھا۔ اس لیے قم میں سر پر طریقہ اس کے قریب آئے گی بہر۔ میں نے توبہ کی یہ امداد رکھنے کی کوشش نہیں کی کہ تمہارے لیے اس کے دل میں کس طرح لٹکھوڑا طب پہ بھری ہیں۔" جیندے نے اب علیروز کو دیکھنے ہوئے کہا۔

تمہارا اکٹھاف میرے لیے بیری زندگی کا سب سے بڑا صدر تھا اور اس شاک نے باہر آئے میں مجھے کی  
سال گئیں گے۔

”غم جوہ میں کچی بھی اختر نہیں تھا، میں نے آپ کو چاتا تھا، وہ سب بیزی خوش تھی تھی۔“ طبری نے چھے  
خون کا کای کی۔

”جو بھی تھا۔ مگر میں پرورد جاتا ہوں کہ یہ سب کچھ بہت تکلیف نہ تھا۔“ جدید خاموش ہو گیا۔ علیہ نے  
اس کی آنکھوں میں پانی چھتے ہوئے دکھا۔

”جیسے امگی بھی یقین نہیں آتا کہ... وہ زندگی نہیں ہے۔“ وہ خود زندگی کی سیکی کی طرح ایک درستے  
میں اس سے رابطہ نہیں کر سکا، میں کہا۔ اس نے مجھے راستہ دیکھا کہا۔ وہ نہ ٹھنڈا ہو گئی۔ علیہ نے چھٹے دکھتے  
کے ساتھ رابطہ نہیں رکھتے تھے۔ چاہے لکھ میں ہوتے یا ہر دن لکھ۔“ وہ اس کا دیکھتی رہی۔

”میں نے عمر سے پہلے کہ genuine (کمرہ) آؤ یہ زندگی نہیں نہیں دیکھا۔ ہم دونوں کے درمیان بہت  
سے اختلافات ہوتے تھے۔ وہ بہت تکلیف پذیر تھا۔ میں ایسا نہیں تھا کہ اس کے باوجود ہمارے درمیان تمام اتفاقات  
ضم کرنے میں پہلی ویسی کیا تھا۔“ ”چورڑ، کوئی اور بات کرتے ہیں۔“ وہ خود جلا شروع کرنا پھر کم مضمون  
بدل دیا اور میں واقعی موضوع پول دیتا۔ مجھے اب بھی یہ تیک رہا ہے کہ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔  
اس کی سوت سے کچھ در پیٹے اس سے بیری باتی تھی۔ میں تمہارے سلسلے میں اس سے تمیل ہات  
کرنا چاہتا تھا۔“ وہ مادام سے جدید کر دیکھتی رہی۔

”وہ شاید جان گیا تھا کہ تمہارے سلسلے میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے سے کہا کہ  
جنگی رات کو فون کرے گا اور وہ رات اپنی بھی نہیں آئے گی۔ وہ بیسیں کیا کرتا تھا، جو باتیں بتانا چاہتا تھا وہ نہیں  
تھا تھا۔“ جدید کے لیے میں لکھتے خوبی کی۔

”عنی اب کی حوالے کی حقیقت نہیں کرنا چاہتا ہوں جو اس کی خواص تھے۔“ وہ شاید جان گیا تھا کہ تمہارے سلسلے میں اس ایک رشتے کو قائم رکھنا چاہتا ہوں جو اس کی  
خواص تھیں مگر صرف اس کی خواص کے احرام میں ایسا نہیں کر رہا ہوں، میں یہ اپنے لیے کر رہا ہوں، اپنی بیوی  
کے لیے کر رہا ہوں، تمہارے لیے کر رہا ہوں، تمہاری بیوی کے لیے کر رہا ہوں، کسی پچھتادے کے لیے، کسی بوجھ کے  
لیے میں چاہتا ہوں، ہم تمام ہائی اونس کو بولا دیں، رخنوں کو بچوں نے کی کوشش نہ کریں۔

”زندگی کو آج سے خروج کریں، پہلو وقت کے لئے گام گیر ہر سب کوچھ بیخ جو جائے گا۔“ اس نے چند دن پہلے  
لاہور میں مجھے سے کہا تھا کہ میں تمہارے بھتی خیال رکون اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے عمر کی باتیں نہ مانیں۔ میں کسی  
طرح سے کبھی چیزیں گھوڑنے لسکا۔“

علیہ نے اس سلسلے کے بعد کہیں۔ اس نے ایسے اخوت اولاد سے لٹکتے دیکھا۔ وہ اپنی آنکھوں کو سلسلے گی۔  
وہ اور جدید ایک ہی غصہ کی سوت میں گرفتار تھے، صرف اپنی بیٹت لفٹت تھی، لفٹن کی گہرائی میں کوئی نہیں تھا۔  
لان میں چھائے سکوت کو پندروں کی چھچاہت تو زور دی تھی۔ بہت دوسری جدید گاڑی کو رویوس کرتے ہوئے

ڈرامج دے سے ٹکال رہا تھا۔ اس نے ایک سال کے دروان پہلی بار جنین کی باؤں میں بے رہنی خوش تھی۔ وہ بہت  
ہماری اور رواں سے بات کیا کرتا تھا۔ آج بکلی بار اس کی گفتگو میں دروان چیزیں مخفوق تھیں۔ وہ خدا کے سے کچھ کی  
کتنے کے ٹکال نہیں تھیں۔ آخ جنید ابراہیم سے کیا باتا جاتی تھی، تجزیت کی جاتی، افسوس کیا جاتا، کون کس سے  
کرتا۔ بھر کی سوت لے دروان کا ایک ہی طرح جڑتھی کیا تھا۔

غم برائیں نہل کہتا تھا کہ اس کی سوت سے کسی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی سوت نے بہت زندگیوں  
کو قبیل طور پر باندھ کر دیا تھا، ان میں سے ایک زندگی اس کی تھی، وہری جنید کی اور تیری۔؟؟ وہ دیکی ایک بڑی  
کے اندر سے گزری۔

”بیری جڑتھی کی۔“ اس نے سوچا۔



پورچ میں بلند والی لائک کی رٹھی میں اس نے جو زندگی کو جنید کی گاڑی سے اترتے دیکھا۔ وہ اپنی شرت اور  
ٹراویز میں بیوی تھی۔ تاہم سے آگے تھیں اور اب جڑتھے سے لیتی تھیں۔ جنید طازم کی سوت سے گاڑی سے اس  
کا سامان اتردا رہا تھا۔ علیہ نے اپنے چند قدم پہنچ کر کی اسے رکھی۔

زندگی میں پہلی بار جڑتھے کو کچھ کر کے لوکی حصہ، کوئی حصہ، کوئی حد سمجھنی ہوئی۔ جو تھا، جو اسے ملے کے بعد  
اس کی طرف پڑھ رہی تھی پہنچہ اس کے مقابل اک کر کری ہو گئی۔ علیہ نے ایک قدم آگے رکھتے ہوئے جو اس کے بعد  
کھڑکوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے گاہ کوڑی ہو گئی۔ جو زندگی کے اس سے سچا لیا۔ دروان اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ دروان کے  
درمیان کسی لفڑکا چال دیں جو اس کے مقابل جو زندگی کے اس اور اسی سے بہت گرم جھنی تھی، والدات پنچھی تھیں، اپنے انتیاری اور کیا  
نظریں چاہیں۔ اس کا ہاتھ ختم کر کے شمیں سے اس کو خارف کر دیا۔  
”بیری کی گئی جسیں، جڑتھی“ جڑتھی نہیں سے ہاتھ ملاںے گئی۔

جنید بیک طازم کے ہاتھ جو زندگی کا سامان اندر گھوڑا کھا تھا اور خود کی لاوچنی میں چاہیا تھا۔  
”آپ کپڑے پہنچ کر لیں، میں کہاں ملکوں میں ہوں۔“ علیہ نے سرہا دی۔ اسے اندازہ تھا کہ اس وقت وہ ہو گئی تھی۔ جنید  
ہوں۔ ”جڑتھے نے قدرے سے عذرتو خواہاں خدا از میں کہا۔“  
”جیسے آپ چاہیں۔“ علیہ نے سرہا دی۔ اسے اندازہ تھا کہ اس وقت وہ ہو گئی تھی۔ جنید  
لاؤنگ کے درمیان کھڑا تھا۔

”بڑوی اب لائک تھا تھا اور گی۔“ اس نے جڑتھے کے بارے میں کہا تھا کہ بعد شمیں کے ساتھ باقی تھا کہ تھا باہر  
کل میں۔  
جڑتھے چند سو کے ساتھ لاوچنی میں کھڑی تھیں کہتی رہی پھر ان نے علیہ کو اس کے کرے میں



بات نہیں ہے مگر میں جان گئی تھی۔ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا تھا یا شاید لوگی محبت نہیں کرتا تھا جیسی تم سے کرتا تھا۔“  
علیزہ چپ چاپ آئے دیکھتی رہی۔ زرد چہرے کے ساتھ، پھر اس نے مذکور کرنے پر ایک نظر ڈالی۔  
وہ دیہیں نہیں تھا۔ اس کی راکنگ چیز رائی طرح جھوٹی محسوس ہوئی تھی جیسے وہ جلا یا کرتا تھا، ہر چیز پر جیسے  
اس کا لس موجود تھا، ہر طرف جیسے اس کی آواز گونج رہی تھی۔ وہی دھیما ٹھبرا، مگر الچو، وہی پر سکون، دل کے کہیں اندر  
نکٹ اتر جانے والی آواز.....”علیزہ سے۔“اور پھر وہی مکمل کھلاستے ہوئے بے اختیار تھی۔ اس کرنے میں سب کو  
زندہ تھا۔ وابہر تک بن گیا تھا اور تکس حقیقت بن کر اس کے اروگر پھرنتے تھا۔

اس نے مذکور یونیک نیخل کو دیکھا۔ جوڑ تھوڑا یاد سے کچھ کہہ رہی تھی۔

وہ ڈریونک نیخل کے آینے کے سامنے چلی آئی۔ ایک سایہ اس کے ذہن میں لہرایا، ڈریونک نیخل کے  
آینے میں یکدم کوئی نظر آنے لگا۔ اسے اپنی گردن پر، بالوں پر ایک پھوڑی پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

”میں علیزہ کو Joy دوں گا۔ پھر Eternity۔“



جس پر تکمیل گورنمنٹ مرے کا جی سی الکٹر نے اگر بیزی میں ایم اے کرنے کے بعد کچھ صاری پیاس کا جی سی کیسرن ویک سیسٹم رہیں۔ انھوں نے اپنے تحریری سفر کا آغاز مختلف فلم ٹیکسٹوں سے کیا اور اس وقت، وہ مختلف اپنی میں جنگل کے لئے مکر پر روانگی کر رہی ہے۔ 2007ء میں انھوں نے آبادی قابوں میں ایک ایجاد کی

**Creative Writing Barton** سائز سے کم پڑا انگل اور یورپی میں ایجاد کی کچھ کورسز کی۔ لے کے۔ 2005ء میں اپنے پہلے یورپی اور جنوب امریکہ کے لئے انھوں نے انگلیس و پیش کا میسٹر رامی بوڑھا صالیگا۔ 2006ء میں انھوں نے میسٹر میکسٹ ان انگل کا پاپولر ایوارڈ حاصل کیا۔ اس دنال انھوں نے میسٹر میکسٹ رکنرڈ پاکستان میڈیا ایوارڈ حاصل کیا۔ پہلے، ان کے سات سعی پلز اور ٹین ٹیلی ٹیکسٹ ایوارڈ میسٹر مختلف ایوارڈ اور ناٹریڈیجی ایس حاصل کر رہی ہیں۔ ان کی تمام کامیابیں اس وقت اگر بیزی میں ترقی کی چارہ ہیں۔

کتابیں

۱. ہم ایمان

۲. زندگی کھانا

۳. حاصل

۴. بیان امہر

۵. مہمان

۶. میزبان